فتاوی علماء ہند

جلد-۴

تیار کردہ

منتخب علماء ہند

زیر سرپرستی

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمن قاسمی

زیر نگرانی

حضرت مفتی محمد اسامہ شمیم الندوی

باھتمام

منظمۃ السلام العالمیۃ

ممبائی۔ الهند

نام کتاب	:	فتاویٰ علماء ہند (جلد-۴)
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب
زیرنگرانی	:	حضرت مولانا محمد اُسامہ شمیم الندوی صاحب
سن اشاعت	:	شعبان ۱۴۳۶ھ مطابق مئی ۲۰۱۵ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
کمپوزنگ وڈیزائننگ	:	محمد رضاء اللہ قاسمی
ناشر	:	منظمة السلام العالمية، ممبائی، الهند

یہ کتاب ''منظمة السلام العالمية'' کی

طرف سے ہدیہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے

وقف ہے، اس کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

منظمة السلام العالمية

Global Peace Organisation (GPO)

Email: gpo.org@yahoo.com Mob. : +91-7303 7076 05

کتاب الصلاۃ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم

قال اللّٰہ عزوجل:

﴿اِنَّنِیۡ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ﴾

(سورۃ طٰہٰ:۱۴)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

لمعاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنہ:

”أَلاَ أُخْبِرُکَ بِرَأسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ؟أَمَّا رَأسُ الْأَمْرِ فَالإِسْلَامُ،وَأَمَّا عَمُودُهُ فَالصَّلَاةُ“.

(تعظیم قدر الصلاۃ لمحمد بن نصر المروزی،رقم الحدیث:۱۹۵)

(والمستدرک للحاکم علی شرط البخاری ومسلم،رقم الحدیث:۲۴۰۸)

فہرست عناوین

صفحات	عناوین	نمبر شمار

فہرست عناوین (۵-۲۶)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نماز کی اہمیت وفضائل (۳۵-۶۴)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نماز کی صحت وقبولیت کے مسائل (۶۵-۷۲)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نماز کی ترغیب (۷۳-۸۸)

نماز کے انکار و استہزا کے حکم (۱۰۱-۱۲۲)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نماز چھوڑنے کے احکام (۱۲۳-۱۴۰)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نماز ترک کرنے کا گناہ (۱۴۱-۱۵۸)

نماز کے اوقات (۱۵۹-۵۰۸)

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

نمبر شمار	عناوین	صفحات

کلمۃ الشکر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین.

وبعد!

اللہ کا شکر ہے کہ فتاویٰ علماء ہند کی تین جلدیں جو باب الطہارۃ پر مشتمل ہیں؛ منصۂ شہود پر آ گئیں۔ علما، صلحا وفقہا نے اپنے تأثرات ودعائیہ کلمات سے نوازا، ان کی ہمت افزائی کی برکت سے کام آگے بڑھ رہا ہے۔ ایمان کے بعد عبادات میں سے مہتم بالشان عمل نماز کا ہے، نماز کی تکمیل مسائل کے استحضار کے بغیر ناممکن ہے۔ کامل نماز برائیوں سے بچاتی ہے اور اللہ کے لامحدود خزانوں سے دلواتی ہے۔ امت کا بہت بڑا طبقہ آج نماز سے دور ہے اور جو پابند ہیں؛ بنیادی مسائل کی جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نماز بھی کامل درجہ کی نہیں ہے۔

کتاب الصلاۃ پر مشتمل یہ پانچ جلدیں امت کی نگاہوں سے گزریں اور علماء، صلحاء وفقہاء امت کو اس طرف متوجہ کریں تو اللہ کی کریم ورحیم ذات سے یہ امید ہے کہ یہ مقبول نمازیں دنیا وآخرت میں امت کے لیے معین ومددگار ثابت ہوں گی۔

عربی اور انگریزی ترجمے کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے، تاکہ امت کے ایک بڑے طبقے کے لیے نافع ہو سکے، ان کوششوں میں ملک وبیرون ملک کے مختلف مقامات پر سیکڑوں علما اور صلحا کی توجہات اور کوششیں جاری ہیں اور اس سلسلے میں ملک وبیرون ملک کے اسفار بھی کئے جا رہے ہیں؛ تاکہ یہ موسوعہ فقہا کی نظروں سے گزر کر موثق ہو جائے اور اللہ کی تائید سے مقبول ہو جائے۔

ناظرین سے التماس ہے کہ جس جہت سے بھی ہو سکے؛ اس عالمی اور آفاقی کام میں معاون بن کر عنداللہ ماجور ہوں، کام بڑا ہے اور برسہا برس کا ہے، اس لیے اللہ ہی جانے کتنی زندگیاں کام آ جائیں گی۔ (**وما توفیقی إلا باللّٰہ**)

بندہ شمیم احمد محمد عیسیٰ
خادم منظمۃ السلام العالمیۃ

بتاریخ: ۲۲/۸/۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده و نصلي على رسوله الكريم. أما بعد!

عالمان جلیلان وفاضلان کریمان جناب مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی (ناظم امارت شرعیہ) ومولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحبان نے عصر حاضر میں اردو زبان کے اندر وہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، یا انجام دینے کی کوشش کررہے ہیں، جو اس سے پہلے راقم کے علم میں کسی نے انجام نہیں دیا ہے، کہ سب مفتیان ہند کے دوسو (۲۰۰) سالہ عظیم اور ضخیم فتاویٰ کے جمع کرنے کا اور انہیں یکجا طبع کرانے کا خاص ترتیب کے ساتھ دنیائے اسلام کے سامنے لانے کا بیڑا اٹھایا۔ (**فجزاهما الله خير الجزاء**)

اللہ سے دعا ہے کہ اس ابتدائی قدم کو تکمیل تک پہنچائے اور مرتبین کے ارادہ اور مقصد کے مطابق عالم اسلام اور تمام مسلمانوں کے لیے نافع بنائے، راقم کا خیال ہے کہ یہ عظیم الشان منصوبہ ہے، اس سے قبل شاید خیال میں بھی کسی کو مشکل سے آیا ہوگا کہ بظاہر اس کام کو پورا کرنے کے لیے عمر نوح چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ اسی کے ساتھ ایک مخلصانہ اور مؤدبانہ بلکہ تجربہ کارانہ یہ درخواست بھی ہے کہ جن مطبوعہ فتاویٰ سے یا جن علما کے اس مجموعہ میں فتوے جمع کئے گئے ہیں، ان کی فہرست پر نظر ثانی کرکے اس فہرست کو مختصر کردیا جائے تو یہ مجموعہ زیادہ بہتر اور زیادہ قابل اعتماد ہوجائے گا اور کام بھی خاصا مختصر ہوجائے گا۔ یہ بات بیان سے رہ گئی کہ شروع میں مبادی کے قبیل سے جو مضامین شامل ہیں، وہ بہت مفید ہیں۔

سردست اس سے زیادہ کچھ کہنا اور لکھنا غیر ضروری بھی ہوگا اور قبل از وقت بھی۔ اس کی افادیت سے انکار نصف النہار میں چمکتے سورج کی افادیت سے انکار کے مرادف ہوگا۔ (**والله الموفق للإتمام**)

اخیر میں احقر جیسے گمنام اور بے بضاعت شخص کو اس گرانقدر ہدیہ کے ارسال فرمانے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جانا ضروری ہے ______________ والسلام

(محمد برہان الدین سنبھلی)

صدر شعبہ تفسیر واستاذ حدیث وفقہ واصول

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یوپی، ہند

۲۸/۷/۱۴۳۵ھ

۲۸/۵/۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مبارک اقدام

گرامی قدر مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی صاحب (نگراں فتاویٰ علماء ہند) کی بھیجی ہوئی کتاب فتاویٰ علماء ہند جلد اول موصول ہوئی۔ اللہ رب العزت کا پسندیدہ ونازل کردہ دین انسان کی دنیا وآخرت کی کامیابی کا ضامن ہے، اس مبارک دین میں انسان کے لیے پیدائش سے لے کر موت تک مکمل رہنمائی ہے۔ زندگی گذارنے اور دین دار بننے کے لیے علم صحیح کی ضرورت ہے، علم صحیح کے بغیر دین دار بننا محال ونا ممکن ہے۔ اسی لیے شریعت مطہرہ میں حصول علم کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ علم کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور حصول علم پر فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

ہر دور میں علمائے امت وصلحائے ملت نے شمع علم کو فروزاں رکھا ہے، علم صحیح کی بنیاد پر ملت کی رہنمائی کا دینی فریضہ انجام دیا ہے۔ درس وتدریس، دعوت وتبلیغ اور وعظ وتقریر کے ذریعہ دینی احکام اور ان کے انجام دینے کے طریقے پوری تفصیل کے ساتھ افراد کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ملت کی صحیح رہنمائی اور نیک صالح معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار فتاویٰ کا بھی ہے۔ بے شمار مفتیان کرام نے اس میدان میں اپنی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس میدان میں علمائے ہند کی خدمات بہت نمایاں اور ممتاز مقام کی حامل ہیں۔

خوشی ومسرت کی بات ہے کہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب دامت برکاتہم (ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ) نے اس کا عزم کیا کہ علمائے ہند کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ کتابی شکل میں تیار کیا جائے اور ہمہ جہتی خدمات انجام دیتے ہوئے ہجوم کار وکثرت مشاغل کے باوجود اس کام میں مصروف بھی ہوگئے، ان کی محنت شاقہ اور عرق ریزی کے نتیجہ میں علمائے ہند کی پہلی جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگئی ہے۔ اس کام کی اہمیت وافادیت مسلم ہے۔

فتاویٰ کے نظم وترتیب اور انتخاب وتبویب کے لیے علمی مہارت، پختہ صلاحیت، ٹھوس قابلیت اور فقہی بصیرت کی ضرورت ہے۔ یہ تمام نمایاں صفات مولانا موصوف کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہ ایک سعیٔ جمیل اور مبارک اقدام ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ مجموعۂ فتاویٰ اسلامی لائبریری میں ایک شاندار اضافہ، علمائے کرام ومفتیان عظام کے لیے سرمۂ بصیرت ومعرفت اور عوام وخواص سب کے لیے یکساں طور پر نافع ومفید ثابت ہوگا۔

اللہ رب العزت اس مبارک کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ مرتب اور نگراں دونوں کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائیں۔

''ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد''

(عبدالاحد ازہری)
ناظم اعلیٰ معہد ملت مالیگاؤں
نائب صدر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

تأثرات

جناب انجینئر شمیم احمد صاحب کے صاحبزادے اور گلوبل پیس آرگنائزیشن کے چیرمین مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی ایک حوصلہ منداورصالح نوجوان عالمِ دین ہیں، ان کا علمی ذوق نہایت ہی عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ان کے زیر اہتمام اورامارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کے موقر ناظم مولانا انیس الرحمٰن قاسمی کی ترتیب وتحقیق کے ساتھ گذشتہ دوسو سالوں کے علماء ہندوپاک کے فتاویٰ کی جمع واشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، یہ کام اپنے آپ میں جس قدر غیر معمولی اہمیت وقدر وقیمت رکھتا ہے، اس میں اسی قدر محنت، جدوجہد اور یکسوئی کے ساتھ سعیِ مسلسل کی بھی ضرورت ہے، تحقیق وجستجو کے نہ جانے کتنے معرکے سرکرنے کے بعد ہی اتنا عظیم الشان علمی، تحقیقی وفقہی کام انجام پا سکتا ہے۔الحمدللہ آج بھی ہمارے اہل علم کے طبقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو علم وتحقیق کے ہفت خواں طے کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور عزم وارادہ بھی۔ یہ پروجیکٹ ''فتاویٰ علماء ہند'' کے نام سے شائع ہوگا، مرتب اور نگراں نے فتاویٰ کے اس عظیم الشان مجموعے کو تیس ہزار صفحات اور ساٹھ جلدوں میں سمیٹنے کا منصوبہ بنایا ہے، مگر گذشتہ دوصدیوں میں ہندوستان اور پاکستان میں فقہی موضوعات پر جتنے کام ہوئے ہیں اور دونوں ملکوں کی نمایاں درس گاہوں سے جو فتاویٰ جاری کئے گئے ہیں، ان سب کو یکجا کرنے کے بعد کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کی جلدیں ساٹھ سے بھی تجاوز کر جائیں۔

کتاب کی پہلی جلد منظر عام پر آچکی ہے، اس کے مشمولات کو دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مرتب موصوف نے غیر معمولی تحقیق وتفتیش سے کام لیا ہے، کتاب کا مقدمہ ۳۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فقہ واجتہاد اور فتویٰ کے اصول ومبادی سے بحث کرنے کے ساتھ برصغیر ہندوپاک کے نمائندہ مراکز افتا کا تعارف اور علم فقہ میں مہارت رکھنے والے دونوں ملکوں کی شخصیات کا مبسوط اور مفصل تذکرہ کیا گیا ہے، ۳۹۰ سے ۵۶۵ تک کے صفحات میں کتاب الطہارۃ اور اس کے ذیل میں فرائض وضو، سنن وضو، مستحبات وضو، مکروہات وضو اور نواقض وضو سے متعلق فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے۔ کتاب کے حواشی بھی انتہائی علم ریز اور تحقیقی ہیں۔

بلاشبہ کام انتہائی وقیع ہے، میں اس کے لیے جناب مولانا انیس الرحمٰن قاسمی اور جناب مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی کی خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عظیم ترین علمی منصوبے کی بخیر وخوبی تکمیل فرمائے۔ ان کے علمی ذوق میں مزید بالیدگی عطا فرمائے اور دینی ودنیوی ترقیات سے نوازے۔ (آمین)

(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی
صدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن رممبر پارلیمنٹ کشن گنج، بہار
پوسٹ بکس: ۹۷۲۴، ذکر نگر، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۲۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیز گرامی مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی زید شرفہم کے زیر اہتمام کتاب مستطاب ''فتاویٰ علماء ہند'' جو انشاء اللہ ساٹھ جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہور پر جلوہ آراء ہوگی، جو نہ صرف طلبائے علوم نبوت اور مدارس دینیہ کے اساتذئے کرام اور مفتیان عظام کے لیے ''نعمت غیر مترقبہ'' ہوگی، بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے نایاب علمی تحفہ ثابت ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی انیس الرحمٰن قاسمی (ناظم امارت شرعیہ) دامت برکاتہم نے بتوفیق الٰہی اس نادر کام کو انجام دیا ہے، بالیقین یہ حضرت والا کی شایانِ شان تھا کہ اتنی عظیم الشان خدمت کو انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔

یہ رفاعی فقیر دست بہ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت والا دامت برکاتہم کی صحت میں اور وقت میں خوب خوب برکت عطا فرمائے اور اس کتابِ مستطاب کی مکمل طباعت، نشر واشاعت کے لیے عزیز گرامی زید شرفہم کو درکار تمام اسباب غیب سے فراہم فرمائے اور حضرت مرتب اور عزیز گرامی ناشر کی اس گرانقدر و مؤقر خدمت و کاوش کو قبولیت کا شرف بخشے۔

ادنیٰ رفاعی فقیر
شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی
صدر الاصلاح بنگلور
خانوادہ قادریہ رفاعیہ کرناٹک

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

انسان کے کردار کی تعمیر میں سب سے مؤثر چیز نسبتوں کا حصول ہے، نسبتیں انسان کو سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں پر لے جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اپنی نسبت عطا کر کے سدرۃ المنتہیٰ کی بلندیوں سے نواز دیا اور مقام محمود کا وہ اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا جو تخلیق میں کسی کو عطا نہیں ہوا، نسبتیں چھوٹی ہوں یا بڑی؛ اپنی حیثیت کا ادراک کرا دیتی ہیں۔ فقہ وفتاویٰ کا کام ان اعلیٰ نسبتوں کو شامل کئے ہوئے ہیں، جس کا شمار مشکل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے صفات میں ایک صفت فقیہ ہونا بھی ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾. (سورۃ النساء: ۱۷۶)

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشریت میں سب سے اعلیٰ وافضل فقیہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فقیہ کو خالق اور مخلوق کی معرفت عطا فرما کر اس کو اس کے مقام پر رکھ کر استفادہ کرنے کی حکمت اور بصیرت عطا کرتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر دور میں امت میں بے شمار فقیہ پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے انسانوں کو وعیدوں سے نکال کر وعدوں میں داخل کیا ہے۔ فقہاء امت کے اقوال کو جمع کر کے قرآن وسنت سے موثق کرنا ہر زمانے میں دشوار کام رہا ہے، انسانیت کی رہبری کے لیے اس کام پر جان، مال اور صلاحیت کا لگانا نسبتوں کے حصول کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے کہ اس محنت پر اللہ کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بعد کے تمام فقہا کی نسبتوں کا حصول ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر دور میں فقہا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کی اعلیٰ درجہ کی نسبتوں کو حاصل کئے ہوئے ہوتے ہیں، انہی نسبتوں کے حصول کے لیے ملک وبیرون ملک کے اسفار کئے جاتے ہیں۔

یہ بندہ فقیر ضعیف تہی دامن ننگ اسلاف اپنی کم علمی وبے بضاعتی کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات پر اللہ کی کریم اور رحیم ذات سے یہ امید کرتا ہے کہ ان تمام نسبتوں کے فیضان سے اس کا بیڑہ بھی پار ہو جائے۔ (انشاء اللہ)

میں شکر گذار ہوں اپنے ان تمام دینی اداروں اور اسلامی جامعات کا اور اسی طرح اپنے ان تمام شخصیات اور بزرگوں کا جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں حصہ لیا، خواہ وہ جس کسی جہت میں بھی حصہ لیا ہو، اللہ پاک ان کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی ان کے طفیل نواز دے۔ (آمین)

محمد اسامہ شمیم الندوی
رئیس المجلس العالمی للفقہ الإسلامی

بتاریخ: ۱۸/۷/۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمدللّٰہ الواحد العدل والصلوٰۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے "**فتاویٰ علماء ہند**" کی طہارت کے مسائل پر مشتمل تینوں جلدوں کی تکمیل کے بعد نماز کے مسائل سے متعلق جلد چہارم کی تکمیل کی توفیق مرحمت فرمائی، فتاویٰ کی اہمیت وافادیت دین اسلام میں قرن اول سے آج تک برقرار ہے، انشاء اللہ آئندہ بھی رہے گی۔ فتاویٰ کی تاریخ میں ہندوستانی علما ومفتیان کرام کی ایک روشن تاریخ رہی ہے، ان کے فتاویٰ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے خصوصی اہمیت کا حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فتاویٰ علماء ہند کی جب پہلی جلد حواشی کے ساتھ منظر عام پر آئی تو علما وخواص میں اس کی بے حد پذیرائی ہوئی اور انہوں نے اپنے تأثرات سے نوازا؛ یہ تأثرات جلد دوم وسوم میں دئے گئے ہیں اور چند تأثرات اس جلد میں شامل کئے جارہے ہیں۔ جس میں حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی، حضرت مولانا عبدالاحد ازہری، حضرت مولانا اسرارالحق قاسمی اور حضرت مولانا شاہ قادری سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی کی تحریریں ہیں۔

فتاویٰ علماء ہند (جلد-۴) میں نماز کی اہمیت وافادیت اور اوقات سے متعلق مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کے علاوہ حاشیہ میں نماز سے متعلق دیگر مفتیٰ بہ مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے نماز کے باب میں جدید اور قدیم تمام اہم مسائل شامل ہوگئے ہیں۔ امید ہے کہ علماء، ائمہ، اہل مدارس اور اصحاب افتا خاص طور پر اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ حواشی میں فقہی عبارتوں کے علاوہ آیات قرآنی، احادیث نبوی، صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ فتاویٰ مدلل بھی ہوگئے ہیں۔ (والحمد للّٰہ علی ذٰلک)

میں خاص طور پر شکر گذار ہوں اپنے احباب ومعاونین کا جو میرے ساتھ صبح وشام فتاویٰ کی ترتیب میں ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت شریک ہیں، اسی طرح شکر گذار ہوں اپنے بزرگ الحاج شمیم احمد صاحب اور مولانا محمد اسامہ شمیم ندوی زید مجدہم کا، جن کی خصوصی توجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچ رہا ہے اور ان فتاویٰ کی عربی وانگریزی ترجمہ کا کام بھی ہورہا ہے، الحمدللہ جلد اول ودوم کے عربی اور انگریزی ترجمے مکمل ہوگئے ہیں اور جلد ہی طبع ہونے والے ہیں۔ اللہ ان کی اس سعی کو قبول فرمائے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

(انیس الرحمٰن قاسمی)
ناظم امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ
صدر: ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، پٹنہ

۵ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ
۵ر مئی ۲۰۱۵ء

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

ارشاد باری تعالیٰ

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾

(سورة البينة :٥)

اوران کواس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں،
اپنے دین کواس کے لیے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی صحیح و درست دین ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

"اتّقوا اللّٰه ربّكم وصلّوا خمسكم، وصوموا شهركم، وأدّوا زكاة أموالكم، وأطيعوا ذا أمركم، تدخلوا جنة ربكم".

(سنن الترمذی باب منه، ح: ٦١٦، وقال: حديث حسن صحيح/
مسندالإمام أحمد، ح: ٢١٦٥٧-٢١٧٥٥)

اپنے رب سے ڈرو، پانچوں اوقات کی نمازیں پڑھو، (رمضان کے) مہینہ کا روزہ رکھو،
اپنے اموال کی زکوٰۃ دو، اور اطاعت کرو جب تمہیں حکم دیا جائے، یقیناً اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

نماز کی اہمیت اوراس کے فضائل

نمازیں☆ کب فرض ہوئیں:

سوال: کیا نماز شب معراج ہی سے فرض ہوئی ہے؟

الجواب

نماز شب معراج ہی میں فرض ہوئی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔
مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو مظاہر حق دیکھیں۔(۱)(فتاویٰ دارالعلوم دیو بند:۲/۲۹)☆

☆ **نماز کیا ہے:**

(۱) نماز خدائے تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرنے کا ایک خاص طریقہ ہے، جوخدائے تعالیٰ نے اوراس کے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بندوں کوسکھایا ہے۔(تعلیم الاسلام:۲/۱۳)

(۲) نماز اسلام کا اہم ترین رکن اور اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے، یہ کفر واسلام کے درمیان حدِ فاصل اوراچھائیوں کا سرچشمہ اور برائیوں سے بچنے کا ضامن بھی ہے،اس کے ساتھ ہی اپنے حدود میں رہ کر دوسروں کے حقوق کی پوری رعایت کا حوصلہ پیدا کرتی ہے، کامیاب زندگی کی ضمانت اور بلند اخلاق کا سبب ہے، سیرت سازی کی بنیاد اور رب کی نعمتوں کا شکر بجالانے کا حسین ذریعہ ہے۔

نماز کی شرعی حیثیت:

نماز آدم علیہ السلام ہی کے وقت سے جب وہ دنیا میں اتارے گئے اور دن گزرنے کے بعد رات آئی،تو انہوں نے رات کبھی دیکھی نہ تھی،اس لئے خوف پیدا ہوا، پھر صبح کی روشنی پھیلی، تو ان کی دہشت دور ہونے لگی اور انہوں نے شکر کے طور پر دو رکعت نماز پڑھی، بلکہ نماز ہر نبی مرسل کو دی گئی اور جن پانچ وقتوں میں ہم نماز پڑھتے ہیں، ان میں پچھلے انبیاعلیہم السلام نے بھی نماز پڑھی ہے۔(درمختار وشامی:۱/۲۳۹)
(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۵۰-۱۵۱، انیس)

(۱) **(هی فرض عين علیٰ كل مكلف)بالإجماع،فرضت فی الإسراء ليلة السبت سابع عشر رمضان قبل الهجرة بسنة ونصف،وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها،شمنی.(الدرالمختار)(قوله فرضت فی الإسراء الخ)...أنهم اختلفوا فی أی سنة كان الإسراء بعد اتفاقهم علیٰ أنه كان بعد البعثة،الخ.**(ردالمحتار،أول كتاب الصلوٰة: ۱/۳۲۵)

معراج سے متعلق ایک لمبی حدیث کے اخیر میں ہے:

’’ثم فرضت علیّ الصلوٰة خمسين كل يوم،فرجعت إلیٰ موسیٰ،فقال:بما أمرتَ؟ قلتُ:أمرتُ بخمسين صلوٰة كل يوم،قال:إن أمتک لاتستطيع خمسين صلوٰة كل يوم،وإنی والله قد جربت الناس قبلک ==

کیا پہلی امتوں پر بھی نماز فرض تھی:

سوال: امت محمدیہ پر نماز فرض ہوئی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبران خدا نے اپنی امتوں کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا ہی کی عبادت کی تلقین کی اور جنہوں نے ان کے کہنے کو قبول کیا، تو وہ عبادت الٰہی کس طرح کرتے تھے؟ یعنی جو نماز ہم پڑھتے ہیں، کیا یہی نماز تھی؟ یا وہ کیا پڑھتے تھے؟ کس طرح عبادت کرتے تھے؟

الجواب

تفصیلات تو معلوم نہیں، اتنا معلوم ہے کہ نماز ان پر بھی فرض تھی، اوقات وطریقۂ اَدا میں اختلاف ہوسکتا ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲/۳)

نماز پنجگانہ کی ابتدا:

سوال: کونسی نماز کس پیغمبر پر فرض تھی؟

== وعالجت بنی إسرائیل أشد المعالجة فارجع إلٰی ربک فَسَلْهُ التخفیف لأمتک،فرجعتُ فوضع عنی عشرًا فرجعتُ إلٰی موسٰی،فقال مثله، فرجعتُ فوضع عنی عشرًا فرجعتُ إلٰی موسٰی،فقال مثله،فرجعت فوضع عنی عشرًا فرجعتُ إلٰی موسٰی،فقال مثله، فرجعت فوضع عنی عشرًا فأمرتُ بعشر صلوات کل یوم فرجعتُ إلٰی موسٰی،فقال مثله،فرجعت فأمرتُ بخمس صلوات کل یوم"الخ.متفق علیه.(مشکوٰة،باب فی المعراج،الفصل الاول: ۵۲۸ ، ظفیر غفرله) (الصحیح للبخاری،باب ذکر الملائکة،وباب المعراج،(ح: ۳۲۰۷-۳۸۸۷)/الصحیح لمسلم، باب الإسراء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، (ح: ۱۶۴)/سنن النسائی،فرض الصلاة (ح: ۴۴۸)/مسند الإمام أحمد، حدیث مالک بن صعصعة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (ح: ۱۷۸۳۳)/مستخرج أبی عوانة،بیان غسل قلب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (ح:۳۳۸)الصحیح لابن حبان،ذکر وصف الإسراء برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم (ح:۴۸)انیس)

☆ کیا قبل از معراج پچاس نمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض تھا:

سوال: کیا قبل از معراج شریف ۵۰ رنمازیں اور دن میں سات مرتبہ غسل فرض کیا گیا تھا؟ جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے۔

الجواب ـــــــ حامدا ومصلیاً

ابوداؤد شریف کی وہ عبارت نقل کیجئے، جس سے آپ نے یہ سمجھا ہے کہ قبل از معراج پچاس نمازیں اور سات مرتبہ دن میں غسل فرض کیا گیا تھا، یہ بھی لکھئے کہ یہ کس باب میں ہے؟ تب اس کے متعلق جواب دیا جائے گا۔(معراج سے پہلے، آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے قبل دو وقتوں کی نماز فرض تھی، معراج کی رات پانچ اوقات کی نماز فرض ہوئی، ان میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی۔(الدر المختار مع ردالمحتار: ۱/۳۵۱-۳۵۲/الفتاویٰ الهندیة ۱/ ۵۰-انیس) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند- ۱/۶/ ۱۳۹۱ھ -(فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۲/۵-۳۱۳)

(۱) ولم تخل عنها شریعة مرسل:أی عن أصل الصلاة،قیل الصبح صلاة آدم،والظهر لداؤد، والعصر لسلیمان، والمغرب لیعقوب،والعشاء لیونس علیهم السلام،وجمعت فی هٰذه الأمة،وقیل غیر ذلک.(ردالمحتار: ۳۵۱/۱، کتاب الصلاة،دارالفکر بیروت)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

قال فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،أول کتاب الصلاۃ:"أخرج الطحاوی عن عبید اللّٰہ بن محمد عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا:" أن اٰدم علیه السلام لما تیب[مجھول تَابَ]علیه عند الفجر صلی رکعتین،فصارت صلوٰۃ الصبح،وفُدی إسحٰق علیه السلام عند الظھرفصلی أربع رکعات،فصارت الظھر،وبُعث عزیرعلیه السلام فقیل له:کم لبثت؟قال:لبثتُ یوماً،فرأی الشمس فقال:أوبعض یوم،فقیل له:إنک لبثت مائة عام میتاً ،ثم بعثت،فصلی أربع رکعات،فصارت العصر،وغفرلداؤد علیه السلام عند المغرب،فقام فصلی أربع رکعات، فجھد فی الثالثة:أی تعب فیھا عن الإتیان بالرابعة لشد ۃ ما حصل له من البکاء،واقترفه مما ھوخلاف الأولیٰ،فصارت المغرب ثلاثاً.وأول من صلی العشاء الأخیرۃ نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم".(۱)

قال فی شرح المشکوٰۃ:"ومعناہ أن نبینا صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أول من صلی العشاء مع أمته،فلاینافی أن الأنبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام صلوھا دون أممھم،ویؤیدہ قول جبریل علیه السلام فی حدیث الإمامة:"ھذا وقت الأنبیاء من قبلک"آہ.(۲)فقط واللّٰہ سبحانه تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم،سہارنپور

الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ،صحیح:عبداللطیف،مدرسہ مظاہر العلوم،سہارنپور،۱۰/۵/۶۸ ۱۳ھ (فتاویٰ محمودیہ:۳۰۳/۵)☆

(۱) حاشیة الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح،کتاب الصلاۃ،ص:۱۷۱،قدیمی
وأخرجه الطحاوی فی شرح معانی الآثار،کتاب الصلاۃ،باب الصلاۃ الوسطیٰ:۱۲۰/۱،سعید

(۲) مرقاۃ المفاتیح،کتاب الصلاۃ،باب المواقیت،الفصل الثانی:۲۸۹/۲-۲۹۰،رشیدیة

خلاصۂ جواب: علامہ طحطاویؒ نے مراقی الفلاح کی شرح طحطاوی،کتاب الصلاۃ کے شروع میں لکھا ہے کہ:"امام طحاویؒ نے (اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں) حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ فجر کے وقت قبول ہوئی،تو انہوں نے اس وقت شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی،لہٰذا یہ صبح کی نماز ہوگئی۔اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی جان کا فدیہ ظہر کے وقت دیا گیا،تو انہوں نے شکرانہ کے طور پر اس وقت چار رکعت پڑھی،لہٰذا یہ ظہر کی نماز ہوگئی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو موت کے بعد دوبارہ اٹھایا گیا اور پوچھا گیا کہ کتنی دیر سوئے رہے؟انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن،تب انہوں نے سورج کو دیکھا کہ ابھی غروب نہیں ہوا ہے،تو جواب دیا کہ ایک دن سے کم ہی سویا ہوں،تو ان کو بتایا گیا کہ آپ سو سال تک مردہ پڑے رہے،پھر دوبارہ زندہ کئے گئے ہیں،تب انہوں نے بطور شکرانہ کے چار رکعات نماز پڑھی،لہٰذا یہ عصر کی نماز ہوگئی۔اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت مغرب کے وقت ہوئی،تو انہوں نے کھڑے ہو کر چار رکعت نماز پڑھنی چاہی،مگر بہت گریہ وزاری کی وجہ سے تیسری رکعت میں تھک گئے اور چوتھی رکعت نہ پڑھ سکے،لہٰذا مغرب کی نماز تین رکعتیں ہوگئیں اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہے"۔

اور ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ،کتاب الصلاۃ،باب المواقیت،فصل ثانی میں لکھا ہے کہ:"سب سے پہلے عشا کی نماز ہمارے نبی نے پڑھی ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز اپنی امت کے ساتھ سب سے پہلے پڑھی ہے۔ ==

== لہذا یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ نمازیں پڑھی ہیں، اپنی امت کے بغیر، اور اس کی تائید حضرت جبرئیل کے اس قول سے بھی ہوتی ہے، جو امامت والی حدیث میں ہے کہ ''یہی آپ سے پہلے کے انبیاء کرام کا وقت ہے''۔ (انیس)

☆ شریعت محمدیہ سے قبل نماز کی صورت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ!

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے نماز تھی یا نہیں؟

(۲) اگر نماز تھی تو آدم، نوح اور ابراہیم علیہم السلام کے زمانہ میں نماز پڑھنے کا طریقہ کیا تھا؟

(۳) اسی طرح قرآن سے قبل دیگر کتابوں (توریت، انجیل، زبور) میں نماز کی کیا شکل وصورت تھی؟ اور لوگ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟

نوٹ: بعض مفتیان کرام سے پوچھنے پر مختصر جواب دیتے ہیں، جو تشفی بخش نہیں ہے۔ اس لیے تفصیل کے ساتھ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

(المستفتی: انجینئر عبیدالرحمٰن، سکریٹری ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، قاضی نگر، پھلواری شریف پٹنہ)

ھو الصواب

آپ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ماشاء اللہ آپ تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اس لیے کسی مفتی سے تشفی بخش جواب حاصل کرنے کے بجائے بذات خود توارات، انجیل اور زبور نیز صحف ابراہیم پڑھ کر تحقیق کرلیں، کیوں کہ دارالافتاء سے اسلامی شریعت سے متعلق پوچھے جانے والے مسائل کے احکام بتائے جاتے ہیں، نہ کہ کسی جزوی غیر معمول بہ امر کی تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے لیے مستقل الگ تحقیقی شعبہ ہوتا ہے۔ مذہب وادیان کے شعبوں میں کام کرنے والوں سے مدد لے سکتے ہیں۔ فقط

محمد ظفر عالم ندوی۔ دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۷/۱/۲۰۱۵ء۔ الجواب صحیح: نیاز احمد ندوی۔ دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ۱۷/۱/۲۰۱۵ء مطابق ۲۵/۳/۶/۱۴۳۳ھ۔ (فتاویٰ از دارالافتاء، ندوۃ العلماء لکھنؤ، سیریل نمبر: ۱۴۰۳-۴-۳۶)

جواب از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام جیسے، نوح، ابراہیم علیہم السلام وغیرہم کے زمانہ میں نیز تورات، زبور، انجیل وغیرہ میں نماز کی کیا شکل تھی؟ اس کی تفصیل تلاش کرنے کے باوجود مل نہ سکی۔ البتہ علمانے یہ ذکر کیا ہے کہ تمام انبیا کے زمانے میں نماز فی نفسہ مشروع تھی۔

ولم تخل عنها شريعة مرسل. (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۱، ط: اشرفية)

اور بعض کتب فقہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے صرف دو نمازیں تھیں، فجر اور عصر۔

وكانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس وقبل غروبها. (الدرالمختار مع ردالمحتار: ۲/۴، ط: زكريا)

مزید یہ کہ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ نے امام طحاوی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ==

== کا اثر نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی گئی تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور وہ وقت فجر کا تھا تو اسی سے فجر کی دو رکعت مشروع ہوئی اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے اللہ کے کسی احسان کے شکرانے میں چار رکعات نماز پڑھی تھی اور ظہر کا وقت تھا، اسی سے ظہر کی چار رکعات مشروع ہوئی، اس طرح حضرت عزیز علیہ السلام سو سال مردے کی حالت میں رہنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تو انہوں نے چار رکعات نماز پڑھی تھی اور یہ عصر کا وقت تھا، اس سے عصر کی چار رکعات مشروع ہوئی اور جب داوٗد علیہ السلام نے خلاف اولی کام کر لیا تھا تو مغرب کے وقت ان کی مغفرت ہوئی، اس وقت انہوں نے چار رکعات کی نیت سے نماز شروع کی تھی، لیکن شدت بکاء کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے، اس لیے تیسری ہی رکعت میں سلام پھیر دئے تو اسی سے مغرب کی تین رکعات مشروع ہوئی اور عشا کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔ (طحطاوی علی المراقی: ۱۷۱، ط: اشرفیہ)

ازمحمد اسد اللہ غفرلہ، معین مفتی۔ ۱۹/۳/۶ ۱۴۳۳ھ۔ الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، محمود حسن بلند شہری غفرلہ۔ مفتیان دارالافتاء دارالعلوم دیوبند۔ (فتویٰ از دارالافتاء دارالعلوم دیوبند، Fatwa ID: 186-222/sn=4/1436U)

نماز سابقہ شریعتوں میں:

مذہب کی طرح نماز کی بھی تاریخ قدیم ہے، تقریباً تمام مذاہب وادیان میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو وادی غیر ذی زرع میں آباد کیا تو اس کا مقصد یہ بتایا گیا ﴿رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ ابراہیم: ۳۷) (پروردگار! تاکہ وہ نماز کا اہتمام کریں۔) اس موقع پر دعا بھی فرمائی ﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ﴾ (سورۃ ابراہیم: ۴۰) (پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا اہتمام کرنے والا بنا دے۔) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ہے ﴿كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۵۵) (وہ اپنے گھر والوں کو نماز کی تلقین کرتے تھے۔) حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی قوم نے طعنہ دیتے ہوئے کہا ﴿اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا﴾ (سورۃ ھود: ۸۷) (کیا تمہاری نماز تمہیں سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں۔) حضرت اسحاق وحضرت یعقوب علیہما السلام کی نسل کے انبیا و رسل کے بارے میں ہے ﴿اَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَاِقَامَ الصَّلَاةِ﴾ (سورۃ الانبیاء: ۷۳) (ہم نے ان کو بھلائی کے کام کرنے اور نماز کا اہتمام کرنے کی وحی کی۔) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دیئے جانے کے بعد حکم ہوا ﴿اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ﴾ (سورۃ طٰہٰ: ۱۴) (میری یاد کے لیے نماز کا اہتمام رکھو۔) حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے ﴿هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ﴾ (سورۃ آل عمران: ۳۹) (وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا ﴿وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلَاةِ﴾ (سورۃ مریم: ۳۱) (اور اللہ نے مجھے نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔) لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ لقمان: ۱۷) (بیٹے نماز کا اہتمام کرو۔) بنی اسرائیل کے ساتھ اللہ کا وعدہ تھا ﴿اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ﴾ (سورۃ المائدۃ: ۱۲) (میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز پر قائم رہو گے۔)

یہود ونصاریٰ کی نماز کا ذکر بائبل میں بھی جگہ جگہ ہوا ہے اور جس طرح قرآن نے بعض مقامات پر نماز کو اللہ کا نام لینے، قرآن پڑھنے، دعا کرنے، تسبیح کرنے اور رکوع وسجود کرنے سے تعبیر کیا ہے اسی طرح بائبل میں بھی نماز کو اس کے ارکان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ==

== پیدائش میں ہے:

اور وہاں سے کوچ کر کے (ابراہیم) اس پہاڑ کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور اپنا ڈیرا ایسے لگایا کہ بیت ایل مغرب میں، عی مشرق میں پڑا، اور اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۸:۱۲)

تب ابراہیم سجدہ ریز ہو گیا اور خدا نے اس سے ہم کلام ہو کر فرمایا۔ (۳:۱۷)

سو وہ مرد وہاں سے مڑے، اور سدوم کی طرف چلے، پر ابراہیم خداوند کے حضور کھڑا ہی رہا۔ (۲۲:۱۸)

تب ابراہیم نے اپنے جوانوں سے کہا کہ تم یہیں گدھے کے پاس ٹھہرو، میں اور یہ لڑکا دونوں ذرا وہاں تک جاتے ہیں اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس لوٹ آئیں گے۔ (۵:۲۲)

اور (اسحاق) نے وہاں قربان گاہ بنائی اور خدا کا نام لیا۔ (۲۵:۲۶)

متی میں ہے:

اور لوگوں کو رخصت کر کے (یسوع) تنہا نماز پڑھنے کے لیے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا۔ (۲۳:۱۴)

اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام کی ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا: یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر نماز پڑھ لوں۔ (۳۶:۲۶)

پھر ذرا آگے بڑھا اور سجدہ ریز ہوا اور نماز پڑھتے ہوئے، یوں دعا کی کہ! اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ (۳۹:۲۶)

زبور میں ہے:

اے خداوند! تو صبح کو میری آواز سنے گا میں سویرے ہی تیرے حضور میں نماز کے بعد انتظار کروں گا۔ (۵:۳)

لیکن میں تیری شفقت کی کثرت سے تیرے گھر میں آؤں گا، میں تیرا رعب مان کر تیری مقدس ہیکل کی طرف رخ کر کے سجدہ کروں گا۔ (۵:۷)

پر میں تو خداوند کو پکاروں گا اور خداوند مجھے بچالے گا۔ صبح و شام اور دوپہر کو میں فریاد کروں گا اور نالہ کروں گا اور میری آواز سن لے گا۔ (۵۵:۱۶-۱۷) (اقتباس از تحریر جاوید احمد غامدی، اشاعت: ۲۸/ اگست ۲۰۰۹ء، المورد)

عن عبيد الله بن محمد عن عائشة: إن آدم عليه السلام لماتيب عليه عندالفجر، صلى ركعتين فصارت الصبح، وفدى اسحاق عندالظهر فصلى ابراهيم عليه السلام أربعاً، فصارت الظهر، وبعث عزير فقيل له كم لبثت؟ فقال: يوماً، فرأى الشمس فقال: أوبعض يوم، فصلى أربع ركعات فصارت العصر، وقدقيل غفر لعزير عليه السلام وغفر لداؤد عليه السلام عندالمغرب فصلى أربع ركعات فجهدفجلس فى الثالثة، فصارت المغرب ثلاثاً، وأول من صلى العشاء الآخرة بنبينا صلى الله عليه وسلم. (شرح معانى الآثار، باب الصلاة الوسطى أى الصلوات (ح: ١٠٤٦)

مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں نماز کا تصور موجود تھا، انبیاء کرام نماز پڑھا کرتے تھے، ساتھ ہی وہ مشہور حدیث جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پانچوں وقتوں میں نماز کی امامت کرنے کے بعد فرمایا "**يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين.**" (سنن الترمذى، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبى صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ١٤٩) / سنن أبى داؤد، باب المواقيت (ح: ٣٩٣) سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں بھی نماز وقتوں کے ساتھ موقت تھی۔ ==

نماز کی ہیئتِ ترکیبیہ ایسی کیوں ہے:

سوال: جس وقت نماز ادا کی جاتی ہے، تو نماز کا یہی طریقہ کیوں لیا ہے کہ رکوع میں جاؤ، سجدہ میں جاؤ۔ اگر عبادت ہی کرنی ہے، تو ایک جگہ بیٹھ کر کیوں نہیں کر سکتے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھو، اسی طرح نماز پڑھا کرو''۔(۱) نماز کے ارکان، قیام، رکوع، سجود، قراءت سب ہی قرآن پاک میں مذکور ہیں اور ان کا تفصیلی طریقہ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل کر کے سکھا دیا ہے۔(۲)

قرآن پاک پر ایمان لے آنے اور اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کر لینے کے بعد ''کیوں'' کا سوال ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ویسے ہر ہر چیز میں حکمتیں بہت ہیں، مگر ایمان کو قوی کرنے کے لئے ہیں، تعمیل ارشاد ان پر موقوف نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ ۵/۱۱/۱۳۸۹ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند۔ ۵/۱۱/۱۳۸۹ھ۔(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۴-۳۰۵)

== ''هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين'' کی شرح کرتے ہوئے علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:
هذا يدل على أن الأنبياء عليهم السلام كانوا يصلون في هذه الأوقات، ولكن لايلزم قدصلى كل منهم في جميع هذه الأوقات والمعنى: إن صلاتهم كانت في هذه الأوقات. (شرح سنن أبي داؤد للعيني، باب المواقيت، ح: ٣٩٣) انيس)

(۱) حدثنا مالك قال: أتينا النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال: ''ارجعوا إلىٰ أهليكم، فأقيموا فيهم، وعلّموهم ... وصلوا كما رأيتموني أصلي''، الخ. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا كانوا جماعة: ١/٨٨، قديمي)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه. أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دخل المسجد، فدخل رجل فصلى، ثم جاء فسلم على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فردّ عليه النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، فقال: ''ارجع، فصل فإنك لم تصل''... فقال: والذي بعثك بالحق ما أُحسِن غيره، فعلّمني، فقال: '' إذا قمت إلى الصلاة فكبر، ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن، ثم اركع حتى تطمئن راكعاً، ثم ارفع حتى تعدل قائماً، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم ارفع حتى تطمئن جالسًا، ثم اسجد حتى تطمئن ساجدًا، ثم افعل ذلك في صلاتك كلها''. (صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب أمر النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الذي لايتم ركوعه بالإعادة: ١/١٠٩، قديمي)

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ﴾۔(سورة الأحزاب:٣٦) وقال الله تعالىٰ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَحْيِ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوْضَةً، فَمَا فَوْقَهَا، فَأَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، فَيَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾. (سورة البقرة: ٢٦)

(''ونحن نعلم أن الشئ قد لايكون مرادًا ويؤمر به، وقد يكون مرادًا وينهىٰ عنه لحكم ومصالح يحيط بها علم الله تعالىٰ، أو لأنه لايسئل عما يفعل''. (شرح العقائد: ٦٤، دهلي)

تعداد رکعات کا تعین احادیث سے ثابت ہے:

سوال: کیا فرض نماز کی رکعتوں کا تعین قرآن پاک نے کیا ہے؟

الجواب ــــــــــــ و باللہ التوفیق

نماز کی رکعتوں کی تعداد احادیث سے ثابت ہے۔(۱)

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وعمل کی پیروی کرنے کی تاکید قرآن شریف کی متعدد آیتوں سے ثابت ہے۔ اس لئے مقررہ تعداد رکعات جو احادیث سے ثابت ہیں، انہیں کے مطابق نماز پڑھنے سے نماز فرض ادا ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال بھی وحی کی قسموں میں سے ایک قسم ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾(سورة النجم:۳-٤)

اور مسلمان اس کے مکلّف نہیں ہیں کہ وہ قرآن شریف کے الفاظ پر غور کر کے جو کچھ سمجھ میں آئے، صرف اسی پر عمل کریں، بلکہ معلم کتاب یعنی رسول خدا کی تشریح وتعلیم پر عمل کرنا ان پر فرض ہے اور یہی قرآن شریف کا حکم ہے:

﴿ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾(سورة النساء:٥٩)

﴿ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾(سورة الحشر:٧)

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾(سورة الأحزاب:٢١)

اس مفہوم کی آیتیں قرآن میں بہت ہیں۔

نیز آپ کا فیصلہ وحکم مسلمانوں کو کس طرح پر قبول وتسلیم کر لینا چاہئے۔ اس کے متعلق فرمایا گیا ہے:

﴿ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾(سورة النساء:٦٥) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

محمد عباس۔ ۱۴/۸/۱۳۵۸ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۳۱۷-۳۱۸)

---

(۱) ”وأما عدد ركعات هذه الصلوات فالمصلی لايخلو إما أن يكون مقيماً وإما أن يكون مسافرًا فإن كان مقيماً فعدد ركعتها سبعة عشر: ركعتان وأربع، وأربع، وثلاث، وأربع، عرفنا ذلك بفعل النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، وقوله: ”صلوا كما رأيتمونی أصلی“، وهذا لأنه ليس فی كتاب اللّٰه عدد ركعات هذه الصلوات فكانت نصوص الكتاب العزيز مجملة فی حق المقدار ثم زال الإجمال ببيان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قولا وفعلا، كما فی نصوص الزكاة والعشر والحج وغير ذلك “.(بدائع الصنائع: ١/٢٨٢-٢٨٣)

پہلے مغرب میں تین اور باقی چار اوقات میں دو دو رکعتیں فرض تھیں، بعد میں ظہر، عصر، عشا میں چار چار رکعتیں فرض ہوئیں اور مغرب وفجر میں وہی رہیں۔(مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح:۹۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: ” فرضت الصلوٰة ركعتين ثم هاجر النبی صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم ففرضت أربعاً و ترک صلاة السفر علی الأول“.(أحمد وبخاری)

نماز دو رکعت فرض کی گئی، پھر اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کی، تو چار رکعت فرض ہوئی اور سفر کی نماز پہلے جیسی رہی۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۵۳-۱۵۴، انیس)

آدمی پرنماز کب فرض ہوتی ہے:

سوال: آدمی پرنماز کب فرض ہوتی ہے؟

الجواب

لڑکی اورلڑکے پرنماز، بلوغ سے واجب ہوتی ہے، بلوغ کی پہچان احتلام ہوتا ہے، یا بیوی کوحاملہ کردینا اوراگریہ دونوں چیزیں نہ معلوم ہوں، تو پندرہ برس کی عمرکا اعتبار ہوگا، اورعورت میں بلوغ کی علامت حیض کا آنا، یا احتلام کا ہونا، یا حاملہ ہوجانا ہے، اوراگر یہ چیزیں نہ ہوں، تو پندرہ برس پورے ہوجانے کافی ہوں گے۔اسی وقت سے تمام احکام شرعیہ،لڑکی اورلڑکے پرواجب ہوجاتے ہیں۔(۱)

(مکتوبات:۲۲/۴)(فتاویٰ شیخ الاسلام:۲۴)

علامت بلوغت نہ ظاہرہونے پرپندرہ سال کےلڑکے،لڑکی پرنماز فرض ہے:

سوال: یہ بات تفصیل سے بتایئے کہ نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بہت سے حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز فرض ہوتی ہے، جب احتلام ہوتا ہے، اس سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی۔

الجواب

نماز بالغ پرفرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں، تو نماز اسی وقت فرض ہوتی ہے اوراگرکوئی علامت ظاہر نہ ہو، تولڑکا،لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اورجس دن سولھویں سال میں قدم رکھیں گے، اس دن سے ان پرنماز فرض ہوگی۔(۲)(آپ کے مسائل اوران کاحل:۱۸۲/۳)

(۱-۲) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فإن لم يوجد فيهما)شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة،به يفتىٰ) لقصر أهل زماننا.(تنوير الأبصارمتن الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الحجر،فصل بلوغ الغلام، الخ:۱۵۳/۶)

سيجيء في كتاب الحجرأن الفتوىٰ علىٰ أن سن البلوغ في الصغيروالصغيرة خمس عشرة سنة.(دررالحكام شرح غررالحكام،موجبات الغسل:۲۰/۱.انيس)

جس کونماز کاصرف اتناوقت ملے کہ صرف تکبیرۂ تحریمہ کہہ سکے، اس پرنماز فرض ہوجاتی ہے،مثلاً کوئی اسلام لایا، یا بچہ بالغ ہوا، یا پاگل اچھا ہوا، یاعورت کاحیض ونفاس رکا، اوریہ سب کسی نماز کے ایسے وقت میں ہوا کہ صرف تکبیرتحریمہ کہنے کے بعد وقت نکل جائے گا، توان لوگوں پراس وقت کی نماز فرض ہوجائے گی اوروہ اس کی قضا پڑھیں، ورنہ چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

اوراگرکسی نماز کاصرف اتناوقت باقی تھا کہ تکبیرتحریمہ کہہ سکےاور پاگل ہوگیا، یاحیض ونفاس جاری ہوگیا، اوراس وقت کی نمازنہیں پڑھی تھی، توایسےلوگوں پراس وقت کی نماز فرض نہ ہوگی اوروہ اس کی قضانہ پڑھیں گے۔(عالمگیری:۵۰/۱)

چوروغیرہ کاخطرہ ہو، تواس وقت نماز کومؤخرکرنے اور بعدمیں پڑھنے کی اجازت ہے۔(عالمگیری، کتاب الصلاۃ:۵۰/۱)

(طہارت اورنماز کےتفصیلی مسائل:۱۵۴-۱۵۵،انیس)

سات سال، دس سال کی عمر میں اگر نماز چھوٹ جائے، تو کیا قضا کروائی جائے:

سوال: میں نے پڑھا ہے کہ سات سال کی عمر میں نماز فرض ہو جاتی ہے اور دس سال میں اگر بچہ نماز نہ پڑھے، تو اسے مارنا چاہیے، جب کہ میرے شوہر کا کہنا ہے کہ: "نماز بالغ ہونے پر فرض ہے، سات سال کا اس لیے حکم ہے کہ بچہ یا بچی نماز پڑھنا سیکھ جائے اور آہستہ آہستہ اس کی عادت ہو جائے، ایسی صورت میں اگر کسی وقت کی نماز چھوٹ جائے، تو اس کی قضا نہیں ہوگی اور اگر کبھی تھکن یا نیند کی وجہ سے نماز رہ جائے، تو گناہ نہ ہوگا، نماز کی قضا بالغ ہونے کے بعد فرض ہونے پر ہے"۔ کیا میرے شوہر کا خیال درست ہے؟

الجواب

آپ کے شوہر کا خیال صحیح ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب بچے دس سال کے ہو جائیں، تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔(۱) (اور یہ مارنا ہاتھ سے ہونا چاہیے، لکڑی سے نہیں، اور تین سے زیادہ نہ مارا جائے)

اس لیے اگر ان کو عادی بنانے کے لیے ان سے نماز قضا کرائی جائے، تو صحیح ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۶/۳)

سن بلوغت یاد نہ ہونے پر قضا نماز، روزہ کب سے شروع کرے:

سوال: اکثر کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز بالغ ہونے پر فرض ہو جاتی ہے اور لڑکا، لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر مختلف کتابوں میں مختلف لکھی ہے۔ یعنی کہیں بارہ سال ہے اور کہیں تیرہ، چودہ سال اور کہیں پندرہ سال ہے۔ میں نے چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں نماز پڑھنی شروع کی، آپ یہ فرمائیں کہ مجھے کتنی عمر کی نمازیں قضا پڑھنی چاہئیں؟ مجھے نہیں یاد کہ میں بالغ کس عمر میں ہوا تھا؟

---

(۱) بچے، بچیاں سات سال کی ہو جائیں، تو ان کے ولی باپ، دادا وغیرہ پر واجب ہے کہ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز چھوڑ دیں، تو ان کو مار کر پڑھائیں، تمام شرعی احکام مثلاً روزہ وغیرہ میں بچے، بچیوں کا یہی حکم ہے۔ (درمختار مع شامی: ۲۳۵/۱، حدیث ابوداؤد) (مشکوٰۃ) جو ولی اپنے فریضہ کو پورا نہ کرے، وہ سخت گنہ گار اور خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔

(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، ص: ۱۵۴، انیس)

(۲) وهى فرض عين علىٰ كل مكلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة لحديث: "مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر". (قوله بيد) أى ولا يجاوز الثلاث. (رد المحتار على الدر المختار، ج: ۱، ص: ۳۵۲)

والحديث المذكور رواه أبوداؤد فى سننه (ح: ۴۹۵) وذكره العقيلى فى الضعفاء: ۱۶۷/۲-۱۶۸، وقال أحد رواته "سوار بن حمزة" لايتابع عليه بهذا الإسناد وصححه الألبانى فى الإرواء (۲۴۷) (جمع الفوائد بتحقيق سليمان بن دريغ العازمى، ص: ۱۵۵) وروى الإمام الترمذى فى سننه بلفظ: "علموا الصبى الصلوٰة ابن سبع سنين واضربوه عليها ابن عشر"، وقال حديث حسن صحيح (ح: ۴۰۷). انيس

الجواب

لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہونا علامات سے بھی ہوسکتا ہے، (مثلاً: لڑکے کو احتلام ہوجائے، یا لڑکی کو حیض آجائے وغیرہ) اگر پندرہ سال سے پہلے بالغ ہونے کی علامتیں ظاہر ہوجائیں، تو ان پر بالغوں کے احکام جاری ہوں گے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو، تو پندرہ برس کی عمر پورا ہونے پر ان کو بالغ شمار کیا جائے گا اور ان پر نماز، روزہ وغیرہ فرائض لازم ہوجائیں گے۔(۱)

اگر کسی نے بالغ ہونے کے بعد بھی نماز، روزہ میں کوتاہی کی، اب وہ توبہ کرکے نماز، روزہ قضا کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ یاد نہیں کہ وہ کب بالغ ہوا تھا؟ تو لڑکے کے لیے حکم یہ ہے کہ تیرہویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوسکتا ہے، اور لڑکی کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ نو برس پورے ہونے اور دسویں سال کے شروع ہونے سے نماز، روزہ قضا کرے، کیوں کہ نو برس کی لڑکی بالغ ہوسکتی ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۲/۳)

نابالغ پر نماز فرض نہ ہونے کے باوجود سختی کا حکم کیوں ہے:

سوال: قرآن پاک میں حکم ہے کہ ہر "بالغ" مرد وعورت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ مگر احادیث پاک میں بچوں کو سات سال سے نماز کی تاکید اور دس اور بارہ سال کی عمر میں نماز نہ ادا کرنے کی صورت میں سزا بھی تجویز کی گئی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب نماز فرض ہی نہیں ہوئی ہے، پھر سختی اور سزا کا جواز کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

الجواب

آپ کا کہنا صحیح ہے کہ نابالغ پر نماز فرض نہیں، لیکن یہ سمجھنا صحیح نہیں کہ جو چیز فرض نہ ہو، اس پر سختی نہ کی جائے، والدین بچوں کو بہت سی ایسی باتوں پر مارتے ہیں جو فرض وواجب نہیں، پھر نابالغ پر تو نماز فرض نہیں، مگر ان کو نماز کا عادی بنانے کے لیے والدین کے ذمہ یہ فرض ہے کہ ان کو نماز پڑھائیں اور بقدر تحمل سختی بھی کریں۔

اس لیے والدین کے ذمہ اپنے فرض کی تعمیل لازم ہے، وجہ یہ ہے کہ اگر بالغ ہونے تک ان کو نماز کا اور دیگر فرائض کا عادی نہ بنایا جائے، تو وہ بالغ ہونے کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔ اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ان کو نماز کا عادی بناؤ۔(۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۵/۳-۱۹۶)

---

(۱) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال) ... (فإن لم يوجد فيهما) شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة، به يفتىٰ) لقصر أعمار أهل زماننا. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر، ج:٦، ص:١٥٣، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام)

(۲) وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين) هو المختار. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام: ١٥٤/٦)

(۳) هي فرض عين علىٰ كل مكلف ... وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة، لحديث: "مروا أولادكم بالصلاة وهم أبناء سبع واضربوهم عليها وهم أبناء عشر". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة: ٣٥٢/١)
والحديث أخرجه أبو داؤد في سننه (ح:٤٩٥) انيس

کیا مجذوب مکلّف ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ مجذوب پر نماز و روزہ معاف ہے اور عمر کہتا ہے کہ نہیں، کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اگر وہ روزہ، نماز کی فرضیت کو سمجھتا ہے اور اس کے ادا کرنے کا ہوش رکھتا ہے، تو اس سے معاف نہیں، اور اگر نہ فرضیت کو سمجھتا ہے اور نہ ہوش رکھتا ہے، تو وہ مکلّف نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ دار العلوم دیو بند۔ ۱۶/۵/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۳/۵)

ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نماز کی پابندی کی کیا صورت ہے:

سوال: ہر طبقہ کے مسلمان، نماز کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلاَّ عَلَى الْخَاشِعِيْنَ، الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾.(۲)

ترجمہ: ''اور بے شک نماز بھاری ہے، مگر ان لوگوں پر جو فروتنی اور عاجزی کرنیوالے ہیں، جن کو یقین ہے کہ ان کو اللہ کے پاس جانا ہے اور اسی کی طرف لوٹنا ہے''۔

پس معلوم ہوا کہ اولاً خوفِ الٰہی اور خوف قیامت و احوالِ قیامت اور پیشی بارگاہِ الٰہی کا خیال دل میں پیدا کرے اور ان میں فکر کرے اور پھر وہ بشارت اور ثواب جو احادیث میں نماز پڑھنے والوں کے لئے وارد ہیں، دیکھے اور سنے اور فضائل نماز کو پیش نظر کرے، تو اس طریق سے امید ہے کہ اس کو نماز کا شوق ہوگا اور جب اس پر غور کرے گا کہ ''أحب الأعمال إلى اللّٰه أدومها''.(۳) یعنی پسندیدہ تر عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے، جس پر دوام اور مواظبت ہو۔

---

(۱) ''(هى فرض عين علٰى كل مكلف)''. (الدر المختار) ''ثم المكلف هو المسلم البالغ العاقل ولو أنثٰى أو عبدًا. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعيد)

''وفى أصول البستى: أنه لايكلف بأدائها كالصبى العاقل، إلا أنه إن زال العته توجه عليه الخطاب بالأداء حالاً، وبقضاء مامضٰى بلا حرج، فقد صرح بأنه يقضى القليل دون الكثير وإن لم يكن مخاطباً فيما قبل كالنائم والمغمى عليه دون الصبى إذا بلغ، وهو أقرب إلى التحقيق، كذا فى شرح المغنى للهندى إسمٰعيل ملخصاً''. (رد المحتار، كتاب الزكوٰة، مطلب فى أحكام المعتوه: ۲۵۸/۲، سعيد)

(۲) سورة البقرة: ركوع: ۵، الآية: ۴۵. انيس

(۳) الصحيح لمسلم (۷۸۳)/ الصحيح للبخارى (ح: ۵۸۶۱)/ سنن أبى داؤد (ح: ۱۳۶۸)/ سنن النسائى (ح: ۷۶۲): ۶۸/۲-۶۹/ مسند اسحاق بن راهويه (ح: ۶۲۶)/ مسند أحمد (ح: ۲۵۳۱۷)/ الزهد والرقائق لابن المبارك، باب فضل ذكر اللّٰه (ح: ۱۳۲۹)/ شرح السنة للبغوى، باب المداومة على العمل (ح: ۹۳۷) انيس

اور نیز اس قسم کی احادیث میں غور کرے گا۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ’’أرأیتم لوأن نہرًا بباب أحدکم یغتسل فیہ کل یوم خمساً ھل یبقی من درنہ شیء‘‘، قالوا: لایبقی من درنہ شیء، قال: ’’فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللّٰہ بھن الخطایا‘‘. (رواہ البخاری ومسلم)(۱)

حاصل اس کا یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ ’’اگر کسی کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو کہ دن رات میں پانچ دفعہ اس میں غسل کرے، تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا‘‘؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں باقی رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے، کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے‘‘۔

تو وہ شخص پکّا نمازی ہوجاویگا اور وقتاً فوقتاً مسائل نماز کی تحقیق اور جستجو میں رہے گا اور بحکم ’’**من جدّ وجد**‘‘۔(۲) ضروری ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگا۔ پس ضروری ہوا کہ نماز کی بزرگی اور فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں ان کو مشکوٰۃ شریف کی کتاب الصلوٰۃ میں دیکھے، یا کسی سے سنے اور اگر وہ شخص عربی نہیں سمجھتا تو مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کو دیکھتا رہے۔

الغرض ہر طبقہ کے مسلمانوں کو امید ہے کہ طریقۂ مذکورہ سے نفع ہوگا اور نماز کا شوق ہوگا۔ اور جو لوگ خود اس طریق پر کاربند نہ ہوسکیں، ان کو دوسرے لوگ جو واقف ہیں، یہ باتیں سنائیں اور انذار و بشارت کی آیات واحادیث کا ترجمہ و مطلب سنائیں اور بتلائیں، تو ضرور ہے کہ بحکم ﴿**وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ**﴾ (۳) ان کو یہ نصائح نافع اور ممد ہوں گے، اقامت صلوٰۃ بلکہ اتباع جمیع احکام دینیہ پر۔ فقط والسلام (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۲۵-۲۶)

دین اور اسلام سے بالکل ناواقف آدمی کی نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، لیکن یہ نہیں جانتا ہے کہ پیغمبر کس کو کہتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا نام ہے اور قرآن مجید آسمانی کتاب ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے، جب ایک شخص ان تمام احکام سے ناواقف ہو، تو کیا اس کے لئے نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: نامعلوم......۳/۴/۱۹۷۴ء)

(۱) الصحیح للبخاری، الصلوات الخمس کفارۃ (ح: ۵۲۸)/الصحیح لمسلم، باب المشیء إلی الصلاۃ تمحی بہ (ح: ۶۶۷)/سنن الترمذی، باب مثل الصلوات الخمس (ح: ۲۸۶۸)/سنن النسائی، فضل الصلوات الخمس (ح: ۴۶۲) انیس)

(۲) الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ للمقدسی: ۱/۲۲۳، طبع عالم الکتاب. انیس

(۳) سورۃ الذاریات: رکوع: ۳، الآیۃ: ۵۵۔

الجواب

ایسے برائے نام مسلمانوں کے ساتھ محنت اور مشقت از حد ضروری ہے۔(۱)ھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:ص۱۴۱)

کیا بہن بھائیوں کی روزی کمانے والے کے ذمے نماز نہیں:

سوال: ایک صاحب نے کہا کہ اگر بہن بھائیوں کے لیے روزی کے لیے جائے تو نماز فرض نہیں رہتی؟

الجواب

یہ بات بالکل غلط ہے،(۲) نماز تو عین جہاد کی حالت میں بھی معاف نہیں ہوئی اور شریعت نے اس کا طریقہ بتایا ہے کہ پہلے ایک جماعت نماز ادا کرے اور پھر دوسری جماعت، تاکہ جہاد میں بھی نقصان نہ ہو اور نماز کا فرض ساقط نہ ہو۔ جب جہاد کے لیے نماز معاف نہیں، تو کسی کے لیے روزی کمانے کے لیے کس طرح معاف ہوگی؟(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۹۷)

ملازمین نماز روزہ کی پابندی نہ کریں، تو مالک اس کا ذمہ دار ہے یا نہیں:

سوال: ہوٹل میں نوکر ہوتے ہیں، اگر وہ نماز نہ پڑھیں اور ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھیں، تو ہوٹل کے مالک پر اخروی اعتبار سے ذمہ داری ہے یا نہیں؟ ان کی ڈیوٹی عین نماز کے وقت ہوتی ہے، اس وقت نہ نوکر خود نماز کے لئے جائے اور نہ مالک جانے کے لئے کہے، تو مالک ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟

---

(۱) قال العلامی فی فصوله:"من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد فی إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالىٰ ومعاشرة عباده وفرض علی كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم،الخ.(مقدمة رد المحتار،قبيل مطلب فی فرض الكفاية والعين :۱/۳۱)

(وقال الملا علی القاری:(قوله بلغوا عنی ولو آيةً)أی انقلبوا إلی ... الناس وأفيدوهم ما أمكنكم أوما استطعتم مماسمعتموه منی وما أخذتموه عنی من قول أوفعل أوتقرير بواسطة أوبغير واسطة (ولو آية)أی ولو كان المبلغ آية.(مرقاة المفاتيح شرح المشكوٰة،كتاب العلم:۱/۲٦٤)

والحديث أخرجه الدارمی،فی مقدمته،باب البلاغ عن رسول الله صلی الله عليه وسلم (ح: ٥٤٢)/وعبد الرزاق فی مصنفه (ح:١٩٢١٠)/والإمام أحمد فی مسنده (ح:٦٨٤٩)انيس

(۲) عن عثمان بن أبی العاص أن وفدثقيف لماقدموا علی رسول الله صلی الله عليه وسلم أنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطوا عليه أن لايحشروا ولايعشروا ولايجبوا فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم لكم أن لايحشروا ولايعشروا ولاخير فی دين ليس فيه ركوع.(سنن أبی داؤد،كتاب الخراج والإمارةوالفیء،باب ماجاء فی خبرالطائف(ح:٣٠٢٦) قال الخطابی:قوله:لايجبوا،أی لايصلوا.(عون المعبود:١/٢٠٦)انيس)

(۳) وإذا اشتد الخوف جعل الإمام الناس طائفتين طائفة إلٰی وجه العدوّوطائفة خلفه،كذا فی القدوری.(الفتاویٰ الهندية:١/١٥٤،الباب العشرون فی صلاة الخوف،كتاب الصلاة)

الجواب ـــ

ہوٹل کے اوقات میں اگر نماز کا وقت آجائے، تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کے لئے کہے، اگر وہ اپنے مفاد کی خاطر چشم پوشی کرے گا تو وہ بھی اخروی اعتبار سے ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا۔ حدیث میں ہے:

”کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته“. (۱)

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا۔

لہذا مالک ہوٹل پر ضروری ہے کہ اخروی ذمہ داری کو مدنظر رکھے، خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے ماتحتوں کو بھی نماز روزہ کی پابندی کی تاکید کرے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۱۸/۶)

نماز پر تعاون کا ثواب:

سوال: ایک انسان ایک پرائیوٹ نوکری کرتا ہے، نوکری اور ڈیوٹی کا ٹائم ۱۰/بج کر ۳۰/منٹ سے شروع ہو کر ۵/بج کر ۳۰/منٹ پر ختم ہے، درمیان میں نماز ظہر اور نماز عصر ادا کرتا ہے، لیکن اس نے شرط یہ لگائی ہے کہ اگر نماز کا ٹائم نہیں ملے گا، بندہ نوکری نہیں کرے گا، اب اس کو ٹائم دے دیا گیا، تو کیا اس نماز کا ثواب صرف اس نماز پڑھنے والے کو ہی ملے گا، یا اس کا مالک بھی شریک ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نماز پڑھنے والے کو نماز کا ثواب ملے گا اور نماز پڑھنے کا موقع دینے والے کو نماز پر تعاون کا ثواب ملے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۱۳۲-۱۳۳)

ثواب کی زیادتی پورے حرم میں ہر عبادت پر ہے:

سوال: مسجد حرام میں فرض نماز پڑھنے کا ثواب کیا مسجد حرام ہی میں ہے، یا حدود حرم کے پورے علاقہ میں کسی اور مقام پر بھی نماز ادا کرنے سے اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟ نیز کیا یہ ثواب صرف نماز کے لیے ہے یا تمام عبادات کے لیے بھی؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) الصحیح للبخاری، کتاب العتق، باب العبد راع فی مال سیده ونسب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم المال إلی السید (ح: ۲۴۱۹)/الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب فضیلة الإمام العادل... (ح: ۱۸۲۹)/السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الودیعة، باب ماجاء فی أداء الأمانات (ح: ۱۲۳۳۷)/سنن الترمذی، کتاب الجهاد عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، باب ماجاء فی الإمام (ح: ۱۷۰۵)/سنن أبی داؤد، کتاب الخراج والإمارة والفیء، باب مایلزم الإمام من حق الرعیة (ح: ۲۹۲۸)/مسند الإمام أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبد اللّٰہ بن عمر الخطاب (ح: ۵۱۴۵) انیس

(۲) سورة المائدة: ٦، انیس

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

ثواب کی یہ زیادتی پورے حرم میں ہے، اور ہر عبادت کے لیے ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرم میں مسجد اور غیر مسجد دونوں جگہ نماز کا ثواب برابر ہے، بلکہ مسجد حرام کی نماز مسجد غیر حرام کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے، اور حرم میں غیر مسجد کی نماز غیر حرم میں غیر مسجد کی نماز سے لاکھ گنا افضل ہے۔

قال فی ردّ المحتار: وقال الشيخ ولی الدين العراقی:" ولايختص التضعيف بالمسجد الذی كـان فی زمنه صلّى الله عليه وسلّم بل يشمل جميع ما زيد فيه، بل المشهور عند أصحابنا أنه يعم جميع مكة بل جميع حرمها الذی يحرم صيده كما صححه النووی. (رد المحتار: ۶۱۶/۱)(۱)

ونقل ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰى عن شفاء الغرام للسيد القاضی:"وجاء ت أحاديث تدلّ علٰى تفضيل ثواب الصّوم وغيره من القربات بمكة إلا أنها فی الثبوت ليست كأحاديث الصّلٰوة فيها"، اهـ. (رد المحتار: ۲۰۳/۲)

وقال الرافعی: إن حسنات الحرم كل حسنة بمائة ألف حسنة، كما قال ابن عباس رضی اللّٰه تعالٰى عنهما كما نقله السندی عن الحموی عن ابن العماد. (التحرير المختار: ۸۶/۱)(۲)

۲۶؍ رجب ۱۳۹۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳؍۳۳۔۳۴)

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت مقید بتسلسل ہے:

سوال: کیا مردوں کو فضیلت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت مسجد نبوی میں ادا کی جائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

عن أنس رفعه: من صلّى فی مسجدی أربعين صلٰوة لا تفوته صلٰوة كتب اللّٰه له براء ة من النار وبراء ة من العذاب وبراء ة من النفاق، لأحمد والأوسط. (جمع الفوائد: ۵۶۴/۱، باب ماجاء فی مسجد الرسول)(۳)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ چالیس نمازیں مسلسل اور باجماعت ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت ہے، مطلقاً ایک ہزار تک تضعیف اجر کے لیے چالیس نمازوں اور ان میں تسلسل کی قید نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵؍ ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳؍۳۵)

---

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلٰوة، مطلب فی أفضل المساجد: ۶۵۹/۱، دارالفكر بيروت. انيس

(۲) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلٰوة (ح: ۶۹۲): ۵۸۸/۱، دارالفكر بيروت. انيس

(۳) مسند الإمام أحمد، مسند أنس بن مالک رضی اللّٰه عنه (ح: ۱۲۱۷۳)/ المعجم الأوسط، باب الميم، من اسمه محمد: ۳۲۵/۴. انيس

مسجد نبوی میں چالیس نمازوں پر بشارت صرف مردوں کے لیے ہے:

سوال: حدیث میں مسجد نبوی میں جو چالیس نمازیں پڑھنے کی فضیلت آئی ہے، کیا یہ فضیلت صرف مردوں ہی کے لیے ہے، یا عورتوں پر بھی اس کا اطلاق ہوگا، جس طرح مسجد حرام کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے، کیا اس طرح مدینہ منورہ میں بھی مسجد نبوی کے بجائے گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے پر جہنم، عذاب اور نفاق سے برأت کی بشارت صرف مردوں کی فرض نماز با جماعت کے ساتھ مخصوص ہے، عورتوں کے لئے مسجد نبوی کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۳۴/۳)

کیا عورتوں کو گھر میں نماز کا وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو مسجد نبوی اور مسجد حرام میں ملتا ہے:

سوال: کیا عورتوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی کے بجائے گھر میں نماز ادا کرنے میں وہی ثواب ملے گا، جو مردوں کو ان دونوں مسجدوں میں ادا کرنے سے ملے گا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

تضعیف اجر پورے حرم مکہ کے لیے ہے، لہٰذا مکہ مکرمہ میں عورت کو گھر میں نماز پڑھنے پر وہی اجر ملے گا، جو مردوں کے لیے مسجد حرام میں نماز پر ہے۔(۲)

---

(۱) أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:إن أحب صلاة المرأة إلی اللّٰه أشد مکان من بیتهامظلمة.(الصحیح لابن خزیمة،باب اختیارصلاة المرأة فی أشد مکان من بیتها (ح:۱۶۹۱۔۱۶۹۲)

عن عبداللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:إن المرأة عورة، فإذاخرجت استشرفها الشیطان وأقرب ماتکون من وجه ربهاوهی فی قعربیتها.(مسند البزار،مسند عبداللّٰه بن مسعود،أبوالأحوص عن عبداللّٰه (ح:۲۰۶۱)

عن أم حمیدالساعدیة أنهاجاء ت إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یارسول اللّٰه إنی أحب الصلاة معک فقال صلی اللّٰه علیه وسلم قد علمت وصلوتک فی بیتک خیرلک من صلوتک فی حجرتک وصلوتک فی دارک خیرلک من صلوتک فی مسجد قومک وصلوتک فی مسجد قومک خیرلک فی من صلوتک فی مسجد الجامعة.(مسندالإمام احمد:۳۷۱/۶(ح:۱۲۵۹۰)/الصحیح لابن خزیمة (ح:۱۶۸۹)انیس)

قال الحافظ فی الفتح (فی باب خروج النساء إلی المساجد باللیل والغلس (أبواب صفة الصلاة)(ح:۸۳۰) ج:۲/ص:۴۰۷،دارالریان للتراث) إسنادحدیث أحمد حسن.انیس

(۲) وقال الشیخ ولی الدین العراقی:ولایختص التضعیف بالمسجد الذی کان فی زمنه صلی اللّٰه علیه وسلم بل یشمل جمیع مازیدفیه،بل المشهورعندأصحابناأنه یعم جمیع مکة، بل جمیع حرمها الذی یحرم صیده کماصححه النووی انتهیٰ ماأفاده شیخ مشایخنامحمد بن ظهیرة القرشی الحنفی المکی،آه،ملخصا.(ردالمحتار،کتاب الصلاة، مطلب أفضل المساجد،درالفکربیروت:۶۵۹/۱.انیس)

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری۔(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں تضعیف اجر کی فضیلت مردوں کے ساتھ مختص ہے،عورت کے لیے گھر میں نماز ادا کرنے پر یہ اجر نہیں،مع ہذا مسجد کی بہ نسبت گھر میں ادا کرنے پر زیادہ ثواب ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۵/ربیع الآخر ۱۳۹۳ھ۔(احسن الفتاویٰ:۳/۳۵)

تکبیر اولیٰ کے چالیس دن پورے کرنے والا اگر کسی دن گھر میں جماعت کروالے تو کیا دن پورے ہو جائیں گے:

سوال: چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو فضیلت آئی ہے،اب اگر ایک آدمی سے اس دوران میں جماعت کی نماز فوت ہو جائے اور وہ گھر آکر اپنی مستورات کے ساتھ با جماعت نماز ادا کرے،یا مسجد میں دو تین ساتھی مل کر مسجد کے ایک کونے میں با جماعت نماز ادا کریں،یا سری نماز میں پہلی رکعت کے رکوع سے تھوڑا سا پہلے امام کے ساتھ شریک ہو جائے،تو کیا اس کو تکبیر اولیٰ والی چالیس دن کی فضیلت حاصل ہوئی؟

الجواب

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پورا اجر عطا فرمادیں،لیکن چالیس دن کی تکبیر تحریمہ کے ثواب کی نئے سرے سے نیت کرنی چاہیے۔(۳)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۳/۱۹۳)

---

(۱) ثم الفضل للمسجد النبوی هل هو مقتصر علی البقعة التی كانت فی عهده صلی اللّٰه علیه وسلم أم متعد إلی مازید فیها فی عهد عمر وعثمان وغیرهما واختار العینی فی شرح البخاری أن الفضل غیر مقتصر علی ما كان من البقعة فی عهده صلی اللّٰه علیه وسلم لأن المذكور فی الحدیث "الصلوٰة فی مسجدی هذا" الخ، اجتمع الإشارة والتسمیة وفی الهدایة أن المسمیٰ والمشار إلیه لو كانا من جنس واحد فالاعتبار للمشار إلیه وإذا كانا من نوعین فالاعتبار للمسمیٰ وفیما نحن فیه تعدد الأنواع فیكون الاعتبار للتسمیة أی مسجدی فما صدق علیه لفظاً المسجد النبوی یكون فیه فضل الصلاة.(العرف الشذی شرح سنن الترمذی، أبواب الصلاة،باب ماجاء فی أیّ المساجد أفضل (ح:۳۲۵) ج:۱/ص:۳۲٦،دار إحیاء التراث الإسلامی)انیس)

(۲) عن عبداللّٰه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:صلاة المرأة فی بیتها أفضل من صلاتها فی حجرتها وصلاتها فی مخدعها أفضل من صلاتها فی بیتها.(سنن أبی داؤد،كتاب الصلاة،باب التشدید فی ذلک(ح:۵۷۰)

عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قالت:لو أدرک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما أحدث النساء لمنعهن المسجد كما مُنِعَهُ نساءُ بنی إسرائیل قال یحیٰ:فقلت لعمرة أمنعه نساء بنی إسرائیل قالت:نعم.(سنن أبی داؤد،كتاب الصلاة،باب التشدید فی ذلک (ح:۵٦۹)انیس)

(۳) عن أنس بن مالک قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:من صلی أربعین یوماً فی جماعة یدرک التكبیرة الأولیٰ كتبت له براء تان براء ة من النار وبراء ة من النفاق.(سنن الترمذی،ابواب الصلاة،باب ماجاء فی فضل التكبیرة الأولیٰ(ح:۲٤۱)

عن أبی حنیفة واجد الركعة الأولیٰ واجد فضل التحریمة أی فضل التحریمة ممتد إلی الركوع.(العرف الشذی شرح سنن الترمذی:۱/۲٤۸،دار إحیاء التراث الإسلامی)انیس)

نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں:

سوال(۱): ہم نے اکثر سنا ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے،لیکن ہمارے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔

(۲) پل صراط بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز اور مکھن سے زیادہ ملائم ہے، وہ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ بھی ٹھیک نہیں۔

الجواب

(۱) نماز کا مومن کے لئے معراج ہونا بالفاظ صریحہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہیں،لیکن یہ مضمون بعض صحیح روایات سے مفہوم ہوتا ہے،(۱)اس طرح کہ معراج قربِ خداوندی کا نام ہے اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بندہ کو سب سے زیادہ قربِ خداوندی سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔(۲)

(۲) پل صراط کا بال سے زیادہ باریک ہونا اور تلوار سے زیادہ تیز ہونا،حضرت انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں موجود ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مسلم شریف میں ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیہقی میں ہے،البتہ حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند میں کچھ ضعف ہے۔

قال أبو سعيد الخدری رضی اللّٰه تعالٰی عنه:”بلغنی أن الجسر أدقُّ من الشعر وأحدُّ من السيف“. (مسلم)(۳)

علامہ عثمانی رحمہ اللہ اس پر”فتح الملہم“میں لکھتے ہیں:

”ووصله البيهقی عن أنس رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم مجزوماً به وفی سنده لين“. (۱/۳۳۵)(۴)

---

(۱) ولهذاورد:الصلوٰةمعراج المؤمن.(مرقاةالمفاتيح شرح مشكوٰةالمصابيح: ۵۵/۱،دارالفكربيروت)
الصلاة هی معراج المؤمن.(شرح سنن ابن ماجة للسيوطی:۳۱۳/۱(ح:۴۲۳۹).انيس)
عن ثوبان قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم:استقيمواولن تحصواواعلمواأن خيرأعمالكم الصلاة ولن يحافظ على الوضوء إلامؤمن.(سنن الكبریٰ للبيهقی،باب خيرأعمالكم الصلاة(ح : ۲۰۸۱)وكذارواه الإمام مالک فی الموطا(ح:۶۸)بلاغاً.انيس

(۲) عن أبی هريرة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال:أقرب مايكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا الدعاء.(الصحيح لمسلم كتاب الصلاة ،باب مايقال فی الركوع والسجود(ح: ۴۸۲)/سنن أبی داؤد،كتاب الصلاة،باب فی الدعاء فی الركوع والسجود(ح:۸۷۵)انيس)

(۳) الصحيح لمسلم،كتاب الإيمان،باب معرفة طريق الرؤية (ح: ۱۸۳)/وأخرجه الإمام أحمد متصلاً عن عائشة عن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أنه قال:لجهنم جسر أدق من الشعر وأحدمن السيف،الخ.(ح:۲۴۷۹۳)انيس

(۴) شعب الإيمان للبيهقی،فصل فی معنی قول اللّٰه تعالیٰ:تعرج الملائكة والروح إليه (ح:۳۶۱)انيس)

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سلف سے بھی پل صراط کی یہی کیفیت منقول ہے۔
علامہ ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔
"والمتكلمون من أصحابنا والسلف يقولون:" إنه أدقُّ من الشعر وأحدُّ من السيف"، وهكذا جاء في رواية أبي سعيد. (مرقاة: ۲۷۱/۱) فقط واللہ اعلم
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ۱۴۰۹/۲/۳ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۵/۲)

"الصلوٰة معراج المؤمنين" کا معنیٰ:

سوال: "**الصلوٰة معراج المؤمنين**" (نماز مومنین کی معراج ہے) اس کے معنی حضرت والا کے نزدیک کیا ہیں؟

الجواب

"**الصلوٰة معراج المؤمنين**" کے متعلق دو توجیہیں اس وقت خیال میں ہیں:
(الف) لفظ معراج علی وزن المفتاح صیغۂ آلہ ہے۔ اس قضیہ میں حمل حقیقی ہے، یعنی نماز مومنوں کیلئے آلۂ عروج ہے، کیوں کہ بہیمیت سے ملکیت کی طرف، مادیت سے تجرد کی طرف، بعد سے قرب خداوندی کی طرف، غیبوبت سے حضور کی طرف عروج، اس نماز کے ذریعہ ہوتا ہے، طہارت جسمانی بالوضوء والغسل وغیرہ انسان کو تشبہ بالملائکہ اوران سے قرب پیدا کرنے والی اور انجاس ظاہری کے ساتھ انجاس باطنی یعنی ذنوب اوران کے ثمرات کو دور کرنے والی ہیں۔ قطرات وضو اور غسل کے ساتھ ساتھ، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، دماغ وغیرہ کے ذنوب نکل جاتے ہیں۔ **حتى يخرج نقياً من الذنوب. (الحديث)** (۱) "یہاں تک کہ وہ گناہ سے پاک صاف ہوجاتا ہے"، یہی طہارت ظاہری قیامت میں غرو تحجیل (۲) کی باعث ہوگی، ملائکہ جن کو بالذات طہارت اور روشنی سے محبت ہے اور نجاست اور ظلمات سے نفرت ہے، وہ اس کی وجہ سے نمازی کے ساتھ تعلقات پیدا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔
"**فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ**". (۳)
(اس میں ایسے لوگ ہیں جو دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو)

---

(۱) مشكوٰة: ۳۸/۱، الصحيح لمسلم ۱۲۵/۱ (عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا توضأ العبد المسلم أو المؤمن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر إليها بعينيه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء أو مع آخر قطر الماء فإذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء أو آخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب. (الصحيح لمسلم كتاب الطهارة، باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء (ح: ۲٤٤)/ موطا الإمام مالك، كتاب الطهارة (ح: ٦٣)/ سنن الترمذي (ح: ۲) انيس)
(۲) اعضاء وچہرے کی چمک۔ انیس
(۳) سورة التوبة: ۱۰۸۔

یہ آیت اہل قبا کی ظاہری طہارت ''**استنجاء بالماء بعد الاستنجاء بالحجارة**'' کے متعلق نازل ہوئی۔(۱)

''**الطهور شطر الإيمان**''.(۲)(پاکی نصف ایمان ہے)۔

ارشادنبوی ہے:

''**إسباغ الوضوء على المكاره**''.(۳)

اوراس طہارت کی تحصیل میں مالی اورجسمی فدائیت نہ صرف رضاء باری عزوجل کی سبب ہے، بلکہ اخلاق خبیثہ''**رذيلة البخل، رذيلة الكسل**'' وغیرہ کوزائل کرنے والی اورآئندہ کوقابل ہم نشینی وہم کلامی بنانے والی بھی ہے،(۴)علی ہذاالقیاس، دیگرشروط صلوٰۃ بالخصوص توجہ الی القبلۃ یکے بعددیگرےغفلت کودوراور بارگاہ ذی الجلال سےقریب کرنیوالی بھی ہے،(یہ اعمال)توجہ باری عزوجل کوکھینچنے میں مقناطیسی اثررکھتے ہیں،جس کے لئے ارشاد''**فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**''،(۵)توجہ الی اللہ وارد ہے۔پھرنماز کےاسرار زاہیہ(۶)میں فرمایا گیا ہے:

''**اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ**''.(۷)

(بیشک نماز روکتی ہے بےحیائی اور بری بات سے)۔

ترک فحشا اورمنکرات کااثرجس قدربھی قرب خداوندی اوربعدرذائل بہیمیت ونفسانیت میں ہوگا،اظهر من الشمس ہے۔نماز میں جس قدرقراءت اورادعیہ وغیرہ ہیں،ان میں جناب باری عزاسمہ سےہم کلامی اورتخاطب اور

---

(۱) جامع البيان فى تفسير القرآن للطبرى،تفسيرسورةالتوبة،القول فى تأويل قوله تعالىٰ:﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾.٤٨٣/٤،دارالمعارف.انيس

(۲) الصحيح لمسلم،كتاب الطهارة،باب فضل الوضوء (ح:٢٢٣)/سنن البيهقى،كتاب الطهارة،جماع أبواب سنةالوضوء وفرضه (ح:١٧٥)انيس

(۳) ترجمہ:نہ چاہتے ہوئے بھی پوراپوراوضوکرنا۔

والحديث أخرجه الإمام مسلم بن حجاج فى صحيحه،كتاب الطهارة،باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره (ح:٢٥١)/وابن خزيمة فى صحيحه،كتاب الوضوء، باب ذكرتكفيرالخطاياوالزيادةفى الحسنات بإسباغ الوضوء على المكاره (ح:٥-١٧٧)انيس)

(۴) قوله صلى الله عليه وسلم''الطهورشطرالإيمان''،فسرالغزالى الطهور:بطهارةالقلب من الغل والحسد والحقد وسائرأمراض القلب،وذلك أن الإيمان الكامل إنمايتم بذلك،فمن أتى بالشهادتين حصل له الشطر،ومن طهرقلبه من بقية الأمراض كمل إيمانه،ومن لم يطهرقلبه نقص إيمانه.(الأربعون النووية،الحديث الثالث والعشرون.انيس)

(۵) سورةالبقرة:١١٥.انيس

(۶) روشن،چمکدار۔انیس

(۷) سورةالعنكبوت:٤٥.انيس

اس کا ذکر موجود ہے، جس سے غفلت کا دور ہونا اور توجہ الی اللہ حاصل ہونا اور ترقی پذیر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انسان اس تخاطب کو سمجھتا ہوا حضور قلب کے ساتھ خشوع وخضوع کو ملحوظ رکھتا ہے (جو کہ مومنین کی نماز ہے)(۱) جب تو اس عروج کا حاصل ہونا ظاہر ہے ہی، مگر اس میں کوتاہی کرنے میں بھی نفع موجود ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل اور ادعیہ ماثورہ اور درود شریف کی تاثیریں سمجھنے پر موقوف نہیں ہیں، گل بنفشہ جان کر پیجئے یا بغیر جانے ہوئے، اسہال بلغمی کا حاصل ہونا ضروری ہے، الفاظ قرآنیہ اور اسماء باری عزوجل حامل تاثیرات ہیں، جو کہ بے سمجھے ہوئے بھی حاصل ہوتی ہیں، اگرچہ کمزور بہ نسبت سمجھنے کے ہوں۔

"من قرأ حرفاً من القرآن كا نت له عشر حسنات، لا أقول آلم حرف بل ألف حرف ولام حرف وميم حرف". (۲)

جس نے قرآن سے ایک حرف پڑھا، اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، اس کے یہ معنی نہیں کہ الٓم ایک حرف ہے، بلکہ الفٓ ایک حرف ہے، لاؔم ایک حرف اور میٓم ایک حرف ہے۔

ارشاد فرمایا گیا:

" إذا صلّى أحدكم فلايتنخمنّ قبل وجهه فإن الله بينه وبين القبلة ". (۳)

وفى رواية:

" فإن الرحمة تواجه أحدكم" أو كما قال عليه الصلاة والسلام ". (۴)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے، تو اس کو لازم ہے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے درمیان حائل ہوتا ہے، یا اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

---

(۱) ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ، الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (سورة المؤمنون: ۱-۲. انیس)

(۲) اس مفہوم کی روایت ترمذی شریف، باب ما جاء فى فضل القرآن: ۱۱۹/۲، میں ہے۔

(سنن الترمذى، كتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فيمن قرأحرفامن القرآن ماله من الأجر (ح: ۲۹۱۰) وقال هذاحديث حسن صحيح غريب من هذاالوجه)/ المصنف لابن أبى شيبة، كتاب فضائل القرآن، ثواب من قرأحروف القرآن (ح: ۴۳۶۸) انیس)

(۳) إن أحدكم إذا قام فى صلٰوته فإنه يناجى ربه وإن ربه بينه وبين القبلة فلايبزقنّ أحدكم قبل قبلته ولكن عن يساره أو تحت قدميه". (الصحيح للبخارى، باب حك البزاق باليد من المسجد (ح: ۴۰۵)

(۴) ترمذی شریف میں یہ جملہ حدیث کے اس ٹکڑے کے ساتھ وارد ہے: "فلايمسح الحصٰى فإن الرحمة تواجهه". (سنن الترمذى، باب ماجاء فى كراهية مسح الحصىٰ فى الصلاة (ح: ۳۷۹)

(كذا فى سنن الدارمى، باب النهى عن مسح الحصا (ح: ۱۴۲۸) وفى الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها: إذاقام أحدكم يصلى فلايبصق قبل وجهه فإن الله قبل وجهه إذاصلى. (ح: ۵۴۷) انیس)

اسی طرح التفات کے متعلق ارشاد ہے کہ جب تک بندہ نماز میں التفات نہیں کرتا ہے، اس وقت تک بندہ کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے، (۱) یہ توجہ اور قرب خداوندی نماز کی وجہ سے بندہ کو حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

قسمت الصلٰوة بینی وبین عبدی نصفین ولعبدی ما سأل، فإذا قال العبد: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"، قال اللّٰه: "حمدنی عبدی"، فإذا قال: "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ"، قال اللّٰه: "أثنٰی علیّ عبدی" فإذا قال العبد: "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ"، قال اللّٰه: "مجّدنی عبدی"، فإذا قال العبد: "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"، قال اللّٰه: "هذا بینی وبین عبدی ولعبدی ما سأل". (الحدیث) (۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کردیا ہے، پس جب بندہ کہتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے بندے نے میری تعریف کی ہے" اور جب کہتا ہے "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ثنا کی میرے بندے نے" اور جب "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" کہتا ہے، تو خدا کہتا ہے "میرے بندے نے میری عظمت بیان کی"، اور جب "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کہتا ہے، تو اللہ فرماتا ہے "یہ آیت میرے اور میرے بندے کے لئے ہے، اور جو میرا بندہ مانگے وہ اس کے لئے ہے"۔

یہ نعمت کاملہ اور مناجات بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں جاری ہونا، کس قدر عروج اور ترقی انسانی ہے، اسی مکالمہ میں انسان اپنے لئے نعمت ہدایت جو کہ سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی ضرورت انسانی ہے، خالص کرنا چاہتا ہے جو کہ مغضوب علیہم اور اہل ضلال پر ہوا تھا، (یہود و نصاریٰ) اور ایسی کھری اور خالص ہدایت (**إیصال إلی المطلوب**) مانگتا ہے، جو کہ اہل اجتبا و اصطفا کو عطا کی گئی، حسب ارشاد احادیث صحیحہ اس کو عطا کردیا جاتا ہے اور بندے کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تم کو ایسی ہدایت خالصہ عطا کردی، ہماری یہ کتاب جس کو "**ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ**" (الآیة) (۳) کہا گیا ہے، یہی ایسی ایصال الی المطلوب ہے، جس میں الفاظ اور حروف کے لباس اور کسوت میں اپنی صفت ازلیہ کلام نفسی کو ظاہر فرمایا گیا ہے، ظاہر ہے کہ صفت موصوف کے ساتھ کس قدر قوی اور شدید

---

(۱) أبو ذر یقول: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لایزال اللّٰه عزوجل مقبلا علی العبد فی صلاته مالم یلتفت فإذا صرف وجهه انصرف عنه. (سنن النسائی، کتاب السهو، باب التشدید فی الالتفات فی الصلاة (ح: ۱۱۹۵) / سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب تفریع أبواب الرکوع والسجود ووضع الیدین علی الرکبتین، باب الالتفات فی الصلاة (ح: ۹۰۹) / سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب کراهیة الالتفات فی الصلاة (ح: ۱۴۲۳) / مسند الإمام أحمد، مسند الأنصار، حدیث أبی ذر رضی اللّٰه عنه (ح: ۲۰۹۹۷) انیس

(۲) الصحیح لمسلم: ۱۷۰/۱۔ (کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی کل رکعة (ح: ۵۹۸) انیس)

(۳) سورة البقرة: ۲. انیس

تعلق ہے، بالخصوص جبکہ وہ واجب الوجود تعالیٰ شانہ کی ہو، اور پھر وہ صفات ذاتیہ میں سے ہو، ایسا انعام کسی امت اور کسی پیغمبر پر اس سے پہلے نہیں ہوا، بے شک کتابیں اتاری گئیں، مگر کلام خداوندی قدیم نہیں اتارا گیا، یہ نعمت مومن محمدی کو دی جاتی ہے اور بارگاہ ذوالجلال سے قبولیت دعا وہدایت کے بعد قرآن پڑھنے اور اپنے نفس اور حاضرین کو سنانے کا اسی طریقہ پر حکم ہوجاتا ہے، جیسے کہ جج اپنے فیصلہ وغیرہ کو سررشتہ دار کو دیتا ہے کہ ہمارے ججمنٹ کو پڑھ کر لوگوں کو سنادو، اس وقت میں سررشتہ دار جج کا نائب اور قائم مقام ہوتا ہے، آپ اس سے اندازہ کرسکیں گے کہ محمدی مومن کے لئے کس قدر اعلیٰ وارفع عروج ہوا، نیابت خداوندی، صفت قدیمہ، بکسوت الفاظ عربیہ ہر دو امر انتہاء تقرب کے موجب ہیں، پھر اس انعام کے بعد عظمت وجلال خداوندی کا لحاظ کرنا اور جسم کو جھکا دینا شکریہ عملی اور قولی بجالانا اور پھر شکریہ کرتے کرتے آقا کے سامنے زمین پر سر کو ٹیک کر پیشانی اور ناک رگڑنا اور آقا کی عظمت اور قدوسیت کو سراہنا کس قدر عروج اور تقرب کا باعث ہوگا، مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے۔

إن أقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا فيه من الدعاء". أو كما قال عليه السلام. (۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہوجاتا ہے، لہٰذا اس حالت میں بہت دعا کرتے رہو۔ (صحاح) (۲)

خلاصہ یہ ہے کہ ارکان صلوٰۃ اور اس کے سنن وآداب کو غور سے دیکھئے، تو **ضعیف البنیان مخلوق من الماء المهين** بشر کے لئے وہ اعلیٰ مکان اور ارفع مراقبہ دکھائی دیتا ہے کہ جس کو اگر کروبی بنظر غبطہ دیکھیں، یا مولی العالمین محفل ملائکہ میں مباہات فرمائے اور "**اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ**" اس کے لئے دعوات صالحہ سے رطب اللسان ہوں، تو کچھ تعجب نہیں ہے، افسوس ہے کہ ہم اپنی نمازوں سے سخت غافل ہیں۔

"**فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ**". (۳)

(پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں)۔

وفقنا الله وإياكم للصلٰوة الحقيقية.

(۲) دوسری توجیہ یہ ہے کہ حمل اس جملہ پر حقیقی نہ کیا جائے، بلکہ مثل "**زيد أسد**" بطور تشبیہ اور "**تمرُّ مرّ السحاب**"، بطور تمثیل قرار دیا جائے، یعنی "**الصلٰوة للمؤمنين كالمعراج للنبى عليه الصلٰوة والسلام**"

(۱) الصحیح لمسلم بلفظ "فأكثروا الدعاء": ۱/۱۹۱۔

(۲) كتاب الصلاة، باب مايقال فى الركوع والسجود (ح: ۴۸۲) / سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة، باب فى الدعاء فى الركوع والسجود (ح: ۸۷۵) انیس

(۳) سورة الماعون: ۴، ۵۔ انیس

معراج سے خصوصی معراج جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی تھی، مراد لی جائے۔(۱)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم مادی اور خاکدان سفلی سے عالم تجرد اور عالم علوی کی طرف نقل کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنو اور تدلی اور قرب منزلہ قاب قوسین سے نوازا گیا، آپ کو نعمت مکالمہ اور ''اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی'' (۲) سے مشرف کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت رویت سے مالا مال کیا گیا، ''لَقَدْ رَاٰی مِنْ آیَاتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی''، (۳)''مَا زَاغَ الْبَصَرُ''(۴) وغیرہ ارشادات فرمائے، مومن محمدی نماز میں ان ادناس مادیہ سے اٹھا یا جاتا ہے، تدلی اور قرب کی نعمت عطا کی جاتی ہے۔ فإن اللّٰہ بینہ وبین القبلة(۵) شاہد عدل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ!

''ہر نمازی کے سامنے جبکہ وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تجلی خداوندی اور حقیقت از حقائق الٰہیہ ظہور پذیر ہوتی ہے، خواہ وہ اس کا احساس کرے یا نہیں، اور اسی تجلی کو راز ''فإن اللّٰہ بینہ وبین القبلة'' قرار دیتے ہیں اور اس تجلی کی نسبت ذات مجمع الکمالات سے نسبت ساق الی الذوات قرار دیتے ہوئے ''یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ'' الآیة، کی توجیہ فرماتے ہیں۔(۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب بھی سورہ قیامہ میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

نمازوں میں رہنے کی وجہ سے اس تجلی خداوندی سے مومن محمدی کو طبعی مناسبت پیدا ہو جاتی ہے، جو کہ میدان قیامت میں ذریعۂ معرفت خداوندی ہو جائے گی اور مومن سجدہ میں گر جائے گا، بہر حال دنو اور تدلی کا حصول اس درجہ ہو جاتا ہے کہ فرمایا گیا:

''أنا جلیس من ذکرنی''.(۷)

''أنا مع العبد ما تحرکت بی شفتاہ''.(۸)(وغیرہ روایات)

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: ۵۵/۱، دار الفکر بیروت. انیس

(۲) سورۃ النجم: ۱۰. انیس

(۳) سورۃ النجم: ۱۸. انیس

(۴) سورۃ النجم: ۱۷. انیس

(۵) بلفظ: وإن ربہ بینہ وبین القبلة''. (الصحیح للبخاری (ح: ۴۱۷)/الصحیح لمسلم (ح: ۵۵۱) انیس)

(۶) حجة اللّٰہ البالغة، باب اسرار الصلاۃ، (رقم الباب: ۴۵) انیس

(۷) المصنف لابن أبی شیبة، کلام موسیٰ النبی وداؤد علیہما السلام (باب: ۴۹۸۳، ح: ۶)

(۸) عن أبی الدرداء قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: إن اللّٰہ یقول: أنا مع عبدی إذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ. (المستدرک للحاکم، باب أنا مع عبدی إذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ (ح: ۱۸۶۷) وقال: ھذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاہ)

عن أبی ھریرة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اللّٰہ عزوجل: أنا عند ظن عبدی بی، وأنا معہ حین یذکرنی، فإن ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وإن ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملإ خیر منھم، الخ. (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب حسن الظن باللّٰہ عزوجل (ح: ۳۶۰۳) انیس)

اور فرمایا گیا:

’’وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ‘‘.(۱)

رویت خداوندی کا حصول احسان والی حدیث سے پوچھئے:

’’أن تعبد ربک کأنک تراہ‘‘.(۲)

اور جب ظاہر بیں کو یہ شبہ لاحق ہوتا تھا کہ مجرد محض ’’لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ‘‘ (۳) کی رویت کس طرح ہوسکتی ہے، اس کو محالات میں سے شمار کرنے لگا، تو اس کے استبعاد کے لئے ارشاد کردیا گیا ’’فإنہ یراک‘‘، اگر ارکان وآداب وسنن صلوٰۃ پر غور کیا جائے، تو یقیناً وہ نعمتیں جو کہ آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی طور پر شب معراج میں عطا فرمائی گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ان سب کی تمثیلیں مومن کو اسی زمین پر عطا کی جاتی ہیں، وقت کی قلت کی وجہ سے اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا، مگر مختصر بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہوگا۔ هذا ما لدی و اللّٰه أعلم

مکتوبات: ۱/ ۱۹۱ تا ۱۹۵۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۷-۴۲)

’’جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ‘‘ کا حوالہ:

سوال: نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، یہ ترجمہ حدیث کا کس طرح ہے، اس کا مأخذ مطلوب ہے۔

الجواب

یہ بھی صحیح ہے۔ اصل الفاظ ’’جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ‘‘ ہیں۔ (کما فی المنبہات لابن حجر العسقلانی: ۱۹)(۴) فقط واللّٰه أعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس ملتان/ الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ مفتی خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۲۵۱)

فرمان نبوی ’’لا خیر فی دین لیس فیه رکوع‘‘ کا حوالہ:

سوال: گزارش ہے کہ اس مضمون کی حدیث میری یاد میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، لیکن نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسترد کردیا، پھر ایک گروہ آیا، انہوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کرتے ہیں، مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کرلیا، جب وہ لوگ واپس چلے گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے فرمایا کہ ’’یہ لوگ مسلمان ہوگئے ہیں، تو زکوٰۃ بھی دیں گے‘‘۔

---

(۱) سورۃ العلق: ۱۹-انیس
(۲) بلفظ ’’أن تعبد اللّٰه کأنک تراہ‘‘. (الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان و الإسلام، الخ (ح: ۸) انیس)
(۳) سورۃ الأنعام: ۱۰۳-انیس
(۴) سنن النسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء (ح: ۳۹۴۰) انیس

الجواب

عن وهب قال: سألت جابرًا عن شأن ثقيف إذ بايعت قال: اشترطت على النبى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم أن لا صدقة عليها ولا جهاد وأنه سمع النبى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم بعد ذلک يقول يتصدقون ويجاهدون إذا أسلموا.

وفى رواية: فاشترطوا عليه أن لايحشروا ولايعشروا ولايجبوا (أى لايصلوا) فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم: " لكم لاتحشروا ولاتعشروا ولاخيرفى دين ليس فيه ركوع". (سنن أبى داؤد، باب ماجاء فى خبر الطائف: ۷۲/۲) (۱)

قال الخطابى: يشبه أن يكون النبى صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم سمح لهم بالجهاد و الصدقة؛ لأنها لم يكونا واجبين فى العاجل، آه. (حاشية: ۸، ج: ۲، ص: ۷۲) فقط واللّٰه أعلم

ترجمہ حدیث: وہب فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثقیف کی بیعت کا واقعہ پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ " ثقیف نے یہ شرط لگائی تھی کہ وہ زکوٰۃ نہیں دیں گے اور جہاد نہیں کریں گے، تو آپ نے فرمایا کہ جب یہ مسلمان ہوگئے تو خود بخود زکوٰۃ بھی دینے لگ جائیں گے اور جہاد بھی کرنے لگیں گے۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ انہوں نے شرط لگائی کہ وہ جہاد میں نہیں جائیں گے، صدقہ نہیں دیں گے، نماز نہیں پڑھیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ " چلو جہاد میں نہ جانا، صدقہ نہیں دینا، لیکن جس دین میں نماز نہیں، اس میں کوئی خیر نہیں۔

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے جہاد اور صدقہ کے بارے میں اس لئے نرمی فرمائی کیونکہ یہ فوری واجب نہیں ہوتے، بخلاف نماز کے۔

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۰/۱/ ۱۴۱۱ھ۔

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس، ملتان، ۲۵/۳/ ۱۴۰۱ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/۲۴۴-۲۴۵)

نماز کا تمام برائیوں سے روکنے کا بیان:

سوال: باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾. (۲)

" بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے"۔

---

(۱) عن عثمان بن أبى العاص أن وفد ثقيف لماقدمواعلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم فاشترطواعليه أن لايحشرواولايعشرواولايجبوا، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لكم أن لايحشرواولايعشرواولاخيرفى دين ليس فيه ركوع. (سنن أبى داؤد، كتاب الخراج والإمارةوالفيء، باب ماجاء فى خبر الطائف (ح: ۳۰۲۶) قال الخطابى: قوله: لايجبوا، أى لايصلوا. (عون المعبود: ۲۰٦/۱) انيس)

(۲) سورة العنكبوت: ٤٥۔

باوجودیکہ بہت سے مسلمان نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں، مگر پھر بھی فحش اور فسق وفجور کے مرتکب ہوتے ہیں، تو ایسی صورت میں اس آیت کے کیا معنی ہوں گے؟

الجواب

ابنِ عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت کا منشا یہ ہے کہ جب تک وہ شخص نماز پڑھتا رہے، تو نماز کی حالت میں تمام فحشا یعنی برے اعمال اور ناجائز حرکتوں سے محفوظ رہے گا''۔(۱)

اور بعض حضرات نے یہ کہا کہ ''جو نماز انتہائی خشوع وخضوع اور اطمینان قلب اور صفت احسان (جس کی حدیث جبرئیل میں صراحت ہے) کے ساتھ ادا کی جائے گی، وہ تمام برائیوں سے روکنے والی ہوگی، لیکن وہ نماز کہ جس میں ظاہری ارکان تو ادا ہو رہے ہوں اور باطنی توجہ اور خشوع وخضوع اس میں نہ ہو، اگر شرائط شرعیہ کے مطابق ہے، تو فریضہ ادا ہو جائے گا، مگر وہ فحشا اور منکرات سے مانع نہ ہوگی اور ایسی نماز باعث ثمرات، علو درجات اور عنداللہ قرب کا سبب نہ بن سکے گی''۔(کذا قال ابن مسعود وابن سعود)(۲)

ابوالحسنات محمد عبدالحئ۔(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئ اردو:۲۱۹)

---

(۱) وقال ابن عون الأنصاری فی قول اللّٰہ تعالیٰ ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ :إذا كنت فی صلاةٍ فأنت فی معروف وقد حجزتک عن الفحشاء والمنكر.(تفسیر الطبری،تفسیر سورة العنكبوت: ٤٢/٢٠ وكذافی تفسیر ابن كثیر:٢٨٢/٦،دارطیبة.انیس)

(۲) عن قتادة و الحسن قالا: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكرفإنه لا یزداد من اللّٰه بذلک إلا بعداً. والصواب من القول فی ذلک أن الصلاة تنهی عن الفحشاء والمنكر كما قال ابن عباس وابن مسعود،فإن قال قائل: وكیف تنهی عن الفحشاء والمنكر إن لم یكن معنیابهامایتلی فیها؟قیل:تنهی من كان فیها،فتحول بینه وبین إتیان الفواحش،لأن شغله بها یقطعه عن الشغل بالمنكر،ولذالک قال ابن مسعود:من لم یطع صلاته لم یزدد من اللّٰه إلا بعداً،وذلک أن طاعته لها إقامته إیاها بحدودها وفی طاعته لها مزدجر عن الفحشاء والمنكر.(تفسیر الطبری،تفسری سورةالعنكبوت: ٤٢/٢٠)

عن عبداللّٰه قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:لا صلاة لمن لم یطع اللّٰه ومن انتهی عن الفحشاء والمنكر فقد أطاع الصلاة.(الزهد والرقائق لابن المبارک والزهد لنعیم بن حماد،باب التواضع (ح:٨٤٤)

قیل لعبد اللّٰه:إن فلاناً یطیل الصلاة ؟قال:إن الصلاة لا تنفع إلامن أطاعها.(تفسیر ابن كثیر: ٢٨١/٦، دارطیبة.انیس)

عن أبی هریرة قال:قیل للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم:إن فلاناًیصلی اللیل كله فإذا أصبح سرق،فقال:سینهاه ماتقول،فتأملنا هذاالحدیث فوجدنااللّٰه قد قال فی كتابه: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾،أی:أنهاتنهی عن أضدادهاإذ كان أهلها یأتونها علی الأحوال التی أمرواأن یاتوابهاعلیها،من الطهارة لها، ==

دو پیسے کے بدلے میں سات سو نماز کے ثواب کا وضع ہونا:

سوال: تبلیغی جماعت والے عام طور پر بیان کیا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن دو پیسے ناحق لئے ہوئے کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب لے لیا جائے گا، کیا ان کی یہ بات درست ہے اور دو پیسے سے مراد کون سے دو پیسے ہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں 'دانق' کا ذکر ہے، کہ 'ایک دانق' کے بدلے 'سات سو جماعت سے پڑھی ہوئی نمازوں کا ثواب' وضع کرلیا جائے گا اور علامہ قشیری رحمہ اللہ نے 'سات سو مقبول نماز' کا لکھا ہے، 'دانق' تقریباً 'سات رتی' کا ہوتا ہے، تو گویا 'سات رتی' چاندی کے برابر 'ناحق لی ہوئی مالیت' کے بدلے میں 'سات سو مقبول نماز کا ثواب' وضع کرلیا جائے گا، کسی زمانے میں جب کہ چاندی سستی ہوگی، تو ہوسکتا ہے کہ اتنی چاندی اس وقت کے دو پیسے کے بدلے میں آجاتی ہو، اس لئے دو پیسے مشہور ہوگئے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ضرور ہی اتنا ثواب وضع کیا جائے گا، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے مظلوم کو اپنے پاس سے دے کر ظالم کو معاف کردیں۔

"جاء أنه يؤخذ لدانق ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة" آه. (الدر المختار)

"(قوله جاء): أى فى بعض الكتب (الأشباه عن البزازية) ولعل المراد بها الكتب السماوية أويكون ذلك حديثاً نقله العلماء فى كتبهم، والدانق بفتح النون وكسرها سدس الدرهم وهو قيراطان والقيراط خمس شعيرات، آه (قوله ثواب سبع مائة صلاة بالجماعة): أى من الفرائض؛

== ومن ستر العورة عندها، ومن الخشوع لها، وتوففيتهاما يجب أن توفاه، وكان الله عزوجل قدوعدأهلهابمافى الآية التى تلونا، فكانت السرقة ضدهالها، وهى تنهى عن أضدادها، ويردالله عزوجل أهلهاإليها، وينفى عنهم أضدادها، حتى يوفيهم ثوابهاوحتى ينزلهم المنزلة التى ينزلها أهلها، وفى ذلك ما يدل على أنه عزوجل بمنه ولطفه وسعة رحمته يبرىء ذلك السارق مماكان شرق ويرده إلى أهله حتى يلقاه يوم يلقاه، لاتبعة قبله تمنعه من دخول جنته بمنه وقدرته، والله نسأله التوفيق وأن يجعلناوإياكم من أهل المنزلة التى أنزلهاأهل الصلاة المقبولة وصلى الله على محمد النبى وعلى آله وسلم تسليماً كثيراً. (شرح معانى الآثار، باب بيان مشكل ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ٢٠٥٦): ٣٠٠/٥ـ انيس)

وروى عن أنس قال: كان فتى من الأنصار يصلى الصلوات الخمس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم لايدع شيئاً من الفواحش إلا ركبه فوصف لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاله، فقال: إن صلاته تنهاه يوماً، فلم يلبث أن تاب وحسن حاله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألم أقل لكم إن صلاته تنهاه يوماً. (تفسير البغوى، تفسير سورة العنكبوت: ٥٥٨/٣. إحياء التراث الإسلامى. انيس)

لأن الجماعة فيها، والذى فى المواهب عن القشيرى: سبع مائة صلاة مقبولة ولم يقيد بالجماعة، قال شارح المواهب: ما حاصله هذا لاينافى أن اللّٰه تعالىٰ يعفوعن الظالم ويدخله الجنة برحمته"، آه. (ردالمحتار: ۳۲۳/۱) (۱) فقط واللّٰه اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۷/۲)

(۱) وقدنقل: لوأن رجلاله ثواب سبعين نبيّاًوله خصم بنصف دانق لم يدخل الجنة حتى يرضى خصمه وقيل يؤخذبدانق سبع مائة صلاة مقبولة فتعطى للخصم، ذكره القشيرى فى التحبير. (المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، الفصل الثالث: ۶۶۱/۳. انيس)

نماز کی صحت وقبولیت کے مسائل

نماز کی قبولیت وصحت کا مدار:

سوال: نماز کی قبولیت اور صحت کا مدار کس چیز پر ہے؟

الجواب

قبولیتِ نماز اور چیز ہے اور صحتِ نماز اور چیز ہے، صحتِ نماز موقوف ہے نماز کے شرائط، فرائض اور واجبات کے ادا کرنے پر، موانع صحت مثل نجاست ظاہری حدث وغیرہ کے دور کر دینے پر، اس صورت میں (شرائط وغیرہ کا خیال رکھنے کی شکل میں) نماز صحیح ہو جائیگی اور شریعت کا مطالبہ ادائے فریضہ کا ساقط ہو جائیگا اور قبولیت نماز خداوند کریم کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔ ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل ادا کی جائے اور اس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف نہ حاصل ہو، اور ممکن ہے کہ وہ اکرم الاکرمین کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھا دے، مگر حسب حکمت ورحمت، عادت خداوندی یہی ہے کہ اگر بندہ نے اپنی سکت بھر تمام شروط وارکان وغیرہ کی رعایت کی ہو، اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو، تو اس کو ضرور قبول فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئاً وَلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾. (۱)

(اللہ تعالیٰ ذرا بھی آدمیوں پر ظلم روا نہیں رکھتا، لیکن آدمی خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔)

صحتِ نماز کے لئے حضور قلب کا صرف ادنیٰ درجہ شرط ہے، اور وہ یہ ہے کہ کم از کم کسی رکن میں خیال ہو کہ میں نماز ادا کر رہا ہوں، اور اپنے آقا مالک الملک، احکم الحاکمین کی اطاعت بجالا رہا ہوں، اس سے زیادہ حضور قلب کمالِ نماز اور اس کے احسان اور اچھے کرنے کی شرط ہیں، نماز میں خطرات اور وساوس اور احادیث نفس کا آنا مفسد نماز نہیں ہے، البتہ اس میں نقصان پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جبکہ اختیار واراده سے ہوں۔ (۲)

(۱) سورة يونس: ٤٤۔

(۲) وفي شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستاني: يجب حضور القلب عند التحريمة فلو اشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلاً في أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة، وقال البقالي: لم ينقص أجره إلا إذا قصر. (ردالمحتار: ٤١٧/١، باب شروط الصلوٰة، بحث النية، مطلب في حضور القلب، انيس)

ایسے احادیث نفس اور خیالات زیادہ نقصان پیدا کرتے ہیں، خلاصہ یہ کہ ایسی نمازیں جو شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہوئیں ان کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(مکتوبات:۴/۱۷)(فتاویٰ شیخ الاسلام:۳۳-۳۴)

اگر کسی کو نماز کی قبولیت میں شک ہو تو وہ کیا کرے:

سوال: اگر کوئی شخص پکا نمازی ہو اور اسے یہ گمان ہو کہ میری فلاں فلاں نمازیں قبول نہیں ہوئی ہوں گی، تو وہ کیا کرے؟ اور جن جن نمازوں پر اسے شک ہو، تو وہ کیا قضا کرے یا نہ کرے؟

الجواب

اگر نماز کا فرض یا واجب رہ گیا ہو، تو لوٹائے۔(۱) ورنہ نہیں۔(۲)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۹۶)

کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے نماز مقبول ہونے کا علم ہو جائے:

سوال: کیا کوئی معیار ہے جس سے عوام کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہماری نماز مقبول ہے اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے؟

الجواب

نماز کو پوری شرائط اور مطلوبہ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنے کے بعد حق تعالیٰ کی رحمت سے امید کی جاتی ہے کہ وہ قبول فرمائیں گے۔(۳)(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۹۱)

نماز کی قبولیت کے لئے خشوع فرض ہے:

سوال: کوئی شخص نماز پڑھے اور نماز میں خود حاضر ہو، لیکن اس کا دل تھوڑی دیر کے لئے بھی نماز میں خداوند قدوس کی طرف متوجہ نہ ہو، آیا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامدًاو مصليًا

فرضیت ذمہ سے ساقط ہو جائے گی، البتہ خشوع وخضوع والی نماز کا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے کہ نماز میں خدا کی

(۱) (من فرائضها)التى لا تصح بدونها(درمختار)(قوله لا تصح بدونها)صفة كاشفة إذ لاشئ من الفروض ما تصح الصلاة بدونه بلا عذر.(ردالمحتار: ٤٤٢/١، مطلب قد يطلق الفرض علىٰ مايقابل الركن،الخ)

"(ولها واجبات)لاتفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهوإن لم يسجدله وإن لم يعدها يكون فاسقاً.(الدرالمختار: ٤٥٦/١،باب صفة الصلاة،مطلب واجبات الصلاة)

(۲) لأن الفرض لايتكرر.(رد المحتارعلى الدرالمختار: ٦٤/٢،مطلب فى تعريف الإعادة)

(۳) وفى شرح المقدمة الكيدانية للعلامة القهستاني: يجب حضورالقلب عندالتحريمة فلواشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلاً فى أثناء الأركان فلا تستحب الإعادة،وقال البقالى:لم ينقص أجره إلا إذا قصر...ولم يعتبرقول من قال لا قيمة لصلاة من لم يكن قلبه فيها معه،كمافى الملتقط والخزانةوالسراجيةوغيرها.(ردالمحتار: ٤١٧/١،باب شروط الصلوٰة، بحث النية،مطلب فى حضورالقلب،انيس)

طرف دل کا متوجہ ہونا (خشوع) صحتِ صلاۃ کے لئے موقوف نہیں، اگر چہ امام غزالیؒ اور امام قرطبیؒ اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک نماز میں خشوع فرض ہے۔ اسی وجہ سے اگر پوری نماز خشوع کے بغیر گذر جائے، تو ان کے یہاں نماز ہی ادا نہ ہوگی۔

''اختلف الناس فی الخشوع هل هو من فرائض الصلٰوة أو من فضائلها ومكملاتها علٰی قولين والصحيح الأول''. (قرطبی، ج:۲، ص:۱۰٤)

لیکن حضرت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ!

''حق یہ ہے کہ صحتِ صلاۃ کا موقوف علیہ نہیں اور اس مرتبہ میں فرض نہیں اور قبول صلاۃ کا موقوف علیہ ہے اور اس مرتبہ میں فرض ہے''۔ (بیان القرآن: ج۱۸ص:۴ پارہ ۱۸)

بہر حال خشوع پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس لئے کہ جس کے لئے یہ عمل ہے اگر وہ قبول ہی نہ کرے، تو اس عمل سے کیا فائدہ۔ (۱) یہ دوسری بات ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی پیشین گوئی پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ یہ چیز اس امت سے سب سے پہلے سلب ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (معارف القرآن، ج:۶، ص:۲۹۶) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ:۲/ ۳۹-۴۰) ☆

---

(۱) ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤمِنُونَ ،الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾. (سورة المؤمنون: ۱-۲)

عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة مثنى مثنى تشهد فی كل ركعتين وتخشع وتضرع وتمسكن وتقنع يديک يقول ترفعهما إلى ربک مستقبلا ببطونهما وجهک، وتقول يارب يارب ومن لم يفعل ذلک فهو كذا وكذا. (سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء فی التخشع فی الصلاة (ح: ۳۸۵) انیس)

(۲) **عن أبی الدرداء أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: أول شیء يرفع من هذه الأمة الخشوع حتى لاترى فيها خاشعا. (المعجم الكبير للطبرانی، قال الهيثمی فی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، فی كتاب الصلاة، باب الخشوع (ح: ۲۸۱۳): إسناده حسن)**

عن حذيفة قال: أول ماتفقدون من دينكم الخشوع وآخر ما تفقدون من دينكم الصلاة... الخ. (المستدرک للحاكم، كتاب الفتن والملاحم، أول ماتفقدون من دينكم الخشوع (ح: ۸٤٦۹) وقال: هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه) انیس

☆ نماز میں دل نہیں لگتا:

سوال: اگر کسی کا دل نماز واذکار میں نہ لگے، تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟ ایک شخص بہت صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور خوف خدا بھی اس کے دل میں ہے، اب اس کی یہ کیفیت ختم ہوگئی ہے، تو اس کو کیا عمل کرنا چاہیے؟ کوئی وظیفہ بتلا دیجئے، یا کوئی مخصوص عمل یا کوئی خاص حل؟

الجواب ــــــــــــــ وبا للہ التوفیق

آدمی کی کیفیت ہر وقت یکساں نہیں رہتی، کبھی شوق غالب رہتا ہے اور کبھی انقباض کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس لئے جب عبادات کا شوق غالب ہو، تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے اور جب انقباض اور سستی کی کیفیت ہو، تو جی لگا کر استغفار کیا کرے، اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے توبہ کرے، اور ہمت سے کام لے کر اپنے کسی بھی معمول کو ترک نہ ہونے دے، تو انشاء اللہ جلد ہی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔

عن الأغر المزنی - وكانت له صحبة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنه ليغان علٰى قلبی وإنی لأستغفر الله فی كل يوم مائة مرة. (مسلم: ۳٤٦/۲ (ح: ۲۷۰۲) / أبو داؤد: ۲۱۲/۱ (ح: ۱٥۱٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (دینی مسائل اور ان کا حل: ۱۳۳)

نماز میں خشوع نہ ہو، تو کیا نماز پڑھنے کا فائدہ ہے؟ نیز خشوع پیدا کرنے کا طریقہ:

سوال: آج کل ایک گروہ ایسا پیدا ہوا ہے، جو یہ کہتا ہے کہ اصل مقصد تو دل میں اللہ تعالیٰ کا نام نقش کرنا ہے، اگر دل میں اللہ کا نام نقش نہیں تو نماز، روزہ، زکوٰۃ کسی کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھنا ہی بے کار ہے اور بہت سے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہیں کہ خشوع والی نماز تو ہمیں نصیب نہیں، تو نماز ہی کیوں پڑھی جائے؟

الجواب

(۱) نماز میں خشوع اور خضوع کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے۔(۱) اکابر فرماتے ہیں کہ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہورہا ہوں، جس طرح کہ قیامت کے دن میری پیشی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوگی۔ پھر وہ الفاظ جو نماز میں پڑھ رہا ہے، ان کو سوچ کر پڑھے، اگر کبھی خیال بھٹک جائے، تو پھر متوجہ ہوجائے۔ اس کے مطابق عمل کرے گا، تو ان شاء اللہ کامل نماز کا ثواب ملے گا اور رفتہ رفتہ خشوع کی حقیقت بھی میسر آجائے گی۔(۲)

(۲) دل میں اللہ تعالیٰ کا نقش قائم کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نماز، روزہ اور دیگر عبادات کے ذریعے ہی میسر آسکتا ہے۔ نماز، روزہ کے بغیر دل میں کیسے نقش قائم ہوسکتا ہے؟ پس جو چیز کہ دل کے اندر اللہ تعالیٰ کے نام کو نقش کرنے کا ذریعہ ہے، اس کو بے کار کہنا بڑی غلط بات ہے۔

(۳) نماز کے اندر خشوع وخضوع حاصل کرنے کا طریقہ تو میں نے اوپر لکھ دیا ہے، نماز باجماعت کی پابندی کی جائے اور ممکن حد تک خشوع وخضوع کا بھی اہتمام کیا جائے، لیکن نماز ضرور پڑھتے رہنا چاہیے، خواہ خشوع حاصل ہو یا نہ ہو۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ نماز کی پابندی کروگے، تو پہلے عادت بنے گی، پھر عبادت بنے گی۔ پس خشوع حاصل کرنے کا طریقہ بھی نماز پڑھتے رہنا ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۳/۱۹۳-۱۹۴)

داڑھی منڈے کی نماز سے کوئی فائدہ ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص نماز نہیں پڑھتا، اس صورت میں داڑھی رکھی، کیا ثواب ملے گا؟ نماز پڑھنے والا ایک فرد جس نے داڑھی رکھی نہیں ہے، کیا اس کو نماز کا ثواب ملے گا؟ ایک شخص جس نے داڑھی رکھی تھی، اب مونڈ ڈالی، لیکن اب نماز بھی پڑھتا ہے، کیا اس کو ثواب ملے گا؟

---

(۱) ﴿اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَانَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾.(سورة الحديد: ١٦)

(۲) عن أبی عبیدة: أن عبدالله كان إذاقام إلى الصلاةیغض بصره وصوته ویده.(الزهدوالرقائق لابن المبارك، باب ماجاء فی فضل العبادة (ح: ١٢٠)/مجمع الزوائد، كتاب الصلاة،باب الخشوع(ح: ٢٨١٥)
عن ابن مسعودقال:قاروا الصلاة،یقول:اسكنوا اطمئنوا.(مصنف عبد الرزاق،باب التحریك فی الصلاة(ح: ٣٣٠٥)انیس)

الجواب

نماز پڑھنا فرض ہے،(۱) اوراس کا چھوڑنا گناہ کبیرہ اور کفر کا کام ہے،(۲) داڑھی رکھنا واجب اوراس کا کتروانا یا مونڈنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے،(۳) مسلمان کو چاہیے کہ فرائض وواجبات کی پابندی کرے اوراپنی آخرت اور قبر کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے، کیوں کہ مرنے کے بعد نیکی نہیں کرسکے گا، اور یہ بھی ضروری ہے کہ حرام وناجائز اور گناہ کبیرہ کے تمام کاموں سے پرہیز کرے، اوراگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے،تو فوراً توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اوراستغفار سے اس کا تدارک کرے، تاکہ اس کی عاقبت برباد نہ ہو۔

الغرض مسلمان راہِ آخرت کا مسافر ہے، اس کو لازم ہے کہ اس راستے کے لیے توشہ جمع کرنے کا حریص ہو، اور راستے کی جھاڑیوں اور کانٹوں سے دامن بچاکے نکلے۔

اب اگر ایک شخص کچھ نیک کام کرتا ہے اور کچھ برے، تو قیامت کے دن میزان عدالت میں اس کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ ہوگا، اگر نیکیوں کا پلہ بھاری رہا، تو کامیاب ہوگا اوراگر خدانخواستہ بدیوں کا پلہ بھاری نکلا، تو ذلت و رسوائی اور ناکامی وبربادی کا منہ دیکھنا ہوگا، الا یہ کہ رحمت خداوندی دستگیری فرمائے۔(۴)

اس تقریر سے آپ کے سوال کا اوراس قسم کے سوالات کا جواب معلوم ہوگیا۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۸۸/۳)

---

(۱) ﴿وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾.(سورة البينة :٥)

قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم:"اتقوا اللّٰه ربكم وصلوا خمسكم،وصوموا شهركم،وأدوا زكاة أموالكم،وأطيعوا ذا أمركم،تدخلوا جنة ربكم". (سنن الترمذی باب منه(ح:٦١٦)انیس)

قال النبی صلى الله عليه وسلم:الصلاة عمود الدين.(رواه ابو نعيم،التلخيص الحبير، كتاب الصلاة،باب أوقات الصلاة: ٣٠٨/١)

(۲) عن معاذ قال:أوصانی رسول الله صلى الله عليه وسلم بعشر كلمات...ولا تتركن صلاة مكتوبة متعمداً فإن من ترك صلاة مكتوبة متعمداً فقد برئت منه ذمة اللّٰه .(مسند الإمام أحمد (ح: ٢١٥٧٠)/المعجم الكبير للطبرانی،باب الميم،من اسمه معاذ(ح:٢٣٣)/السنن الكبرىٰ للبيهقی(ح:١٤٣١١)انیس)

أبو الدرداء:من ترك صلاة متعمداً فقد كفر/عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من ترك الصلاة متعمداً فقد كفر جهاراً.(التلخيص الحبير، كتاب الصلاة،باب تارك الصلاة:٢٩٣/١،مؤسسة قرطبة)انیس)

(۳) عن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال:قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم:انهكوا الشوارب واعفوا اللحىٰ.(الصحيح للبخاری، كتاب اللباس،باب اعفاء اللحی(ح: ٥٨٩٣/٥٥٥٤)/الصحيح لمسلم بلفظ:احفوا الشوارب واعفوا اللحی(ح: ٢٥٩)/سنن أبی داؤد(ح: ٤١٩٩)/سنن الترمذی(ح: ١٦٣٥)/سنن النسائی،احفاء الشارب(ح:٥٠٤٥)/الموطا للإمام مالک(ح: ١٩٩٠)انیس)

وأخذ أطراف اللحية والسُّنّة فيها القبضة ... ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته.(الدر المختار مع رد المحتار:٤٠٧/٦،فصل فی البيع)

"وأما الأخذ منها وهی دون ذٰلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنّثة الرجال فلم يبحه أحد".(الدر المختار مع رد المحتار:٤١٨/٢،مطلب فی الأخذ من اللحية)

(۴) "فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ،فَهُوَ فِیْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ،وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ،فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ".(سورة القارعة:٦-٩)

جس کا کچھ ذریعہ آمد ناجائز ہو، اسے نماز پڑھنے کا کوئی فائدہ ہوگا یا نہیں:

سوال: زید نے بکر سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو، تو بکر نے جواب دیا کہ مجھ کو نماز کا ثواب تو ملے گا ہی نہیں، لہٰذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ؟ بکر چونکہ اپنی تنخواہ کے علاوہ کچھ رقم ناجائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے، بکر نے یہ جواب مندرجہ ذیل احادیث کی وجہ سے دیا۔

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ''جس کا گوشت پوست مالِ حرام سے پلا ہوگا، اس پر بہشت حرام ہے اور دوزخ حلال۔(۱)

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کے جسم پر ایک کپڑا ہے اور اس میں دسواں حصہ حرام مال کا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی''۔(۲)

لہٰذا بکر نے مندرجہ بالا احادیث کا حوالہ دے کر نماز پڑھنے سے مجبوری ظاہر کی، لہٰذا نماز پڑھنے سے کیا فائدہ، لیکن زید نے اس کو ایک اور حدیث مقدس کا حوالہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے''،(۳) لہٰذا نماز پڑھا کرو، انشاء اللہ تم حرام روزی کو ترک کردو گے۔ اور دوسرے یہ کہ فرضیتِ نماز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ زید وبکر میں سے کس کی بات صحیح ہے؟ (سائل: دلاور خان کرمانی، عام خاص باغ، ملتان)

الجواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شخص مذکور کا یہ رویہ اختیار کرنا کہ ناجائز وحرام امور سے بچنے کی بجائے نماز ہی کو بے فائدہ سمجھ کر ترک کر دینا، یہ نہایت ہی نادانی کی بات ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ

---

(۱) حذیفة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لایدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار أولی به. (المعجم الأوسط للطبرانی (ح: ٦٦٧٥) انیس)

(۲) عن علی بن أبی طالب قال: کنا جلوساً مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم... قال:... إنه من أصاب مالاً من حرام فلبس منه جلباباً یعنی قمیصاً لم تقبل صلاته حتی ینجی ذلک الجلباب عنه. (مسند البزار، (ح: ٨١٩) انیس)

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما قال: من اشتریٰ ثوباً بعشرة دراهم وفیه درهم حرام، لم یقبل اللّٰہ له صلاة مادام علیه، ثم أدخل اصبعیه فی أذنیه وقال: صمتا إن لم یکن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم سمعته یقوله. (مسند الإمام أحمد، مسند عبداللّٰہ بن عمر (ح: ٥٧٣٢) / شعب الإیمان للبیهقی، الملابس والزی والآوانی ومایکره منها (ح: ٥٧٠٧) انیس)

(۳) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ﴾. (سورة العنکبوت: ٤٥)

قال ابن عباس: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنکر لم یزدد من اللّٰہ إلا بعداً. (أحکام القرآن لابن العربی، تفسیر سورة العنکبوت: ٥١٦/٣، دار الکتب العلمیة) والحدیث رواه ابن أبی حاتم والطبرانی وابن مردویه. (فتح القدیر للشوکانی: ١١٢٢/١، دار المعرفة / المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، من اسمه عبد اللّٰہ، أحادیث عبداللّٰہ بن عباس بن عبدالمطلب (ح: ١١٠٢٥) / مسند الشهاب القضاعی (ح: ٥٠٩): ٣٠٥/١، انیس)

تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کا مقصد تو یہ ہے کہ حرام کام چھوڑ دو اور نماز ادا کرو، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ حرام چھوڑنے کے بجائے نماز ہی چھوڑ دو، کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تو رحمۃ للعالمین اور ہادی کی ہے اور جو رویہ بکر نے اختیار کیا ہے، اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت نہیں، بلکہ نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، امت کے لئے گمراہ کنندہ ہیں، کیونکہ اس کے نماز چھوڑنے کا سبب فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ فرماتے، تو یہ نماز نہ چھوڑتا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور ہادی امت اور خیر خواہ ہیں، یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے وہ چیزیں جو اللہ کی عبادت کو نقصان پہنچانے والی ہیں، ان کو بیان فرما دیا تا کہ اللہ کے بندے اپنے فریضۂ عبادت کو اچھی طرح ادا کر سکیں۔

اس کی مثال تو یوں سمجھئے کہ ایک طبیب یا ڈاکٹر بیمار کو یوں کہہ دے کہ میری دوائی تجھے تب فائدہ کرے گی، جب تو فلاں فلاں چیز سے پرہیز کرے گا، تو کیا اگر بیمار یہ کہہ کر چھوڑ دے کہ پرہیز تو مجھ سے ہوتی نہیں، تو چلو دوائی ہی چھوڑ دوں، کیونکہ فائدہ تو ہوگا نہیں، تو اس کو عقلمند کہا جائے گا؟ اور کیا بیماری سے نجات پائے گا، اور کیا طبیب یا ڈاکٹر نے اس کو خیر خواہی اور فائدے کی بات نہیں بتلائی کہ بیچارہ دوائی پر پیسے بھی خرچ کرے گا اور بد پرہیزی کی وجہ سے اس کو فائدہ بھی نہیں ہوگا، تو کیا یہ ڈاکٹر یا طبیب کا اس پر احسان نہیں ہے، اس طرح بھائی انسان کے لئے جیسے ایک یہ ظاہری زندگی ہے، اسی طرح ایک روحانی زندگی بھی ہے، جس کی غذا و دوا اطاعت اللہ ہے اور اس میں بد پرہیزی ارتکابِ معاصی ہے، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روحانی طبیب ہیں، تو آپ نے اپنی امت پر احسان کرتے ہوئے (کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی قیمتی عمر کا ذخیرہ خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے، لیکن بد پرہیزی کی وجہ سے اس کا فائدہ نہ ہوگا۔ ان کی عمر رائیگاں جائے گی) یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ فلاں فلاں چیز سے پرہیز بھی کرتے رہو، اب اگر کوئی الٹی سمجھ والا یوں کہے کہ حرام تو مجھ سے چھوٹتا نہیں چلو نماز ہی چھوڑ دو، تو ایسی عقل پر سوائے ماتم کرنے کے اور کیا کیا جا سکتا ہے، اور اس سے ذرا یہ تو پوچھو کہ حرام کا مال جمع کر کے کہاں جاؤ گے، اور یہاں تو ہمیں یہ جواب دیتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے کیا جواب سوچا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اصغر غفرلہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس۔ ۷/۴/۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، مفتی خیر المدارس، ملتان۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۲۸۸-۲۹۰)

رشوت خور کی نماز مقبول ہے یا نہیں:

سوال: ایک شخص علاوہ تنخواہ ماہوار کے رشوت خوب لیتا ہے، اس کی نماز مقبول ہے یا نہیں؟

الجواب

نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب حاصل ہوگا اور رشوت کا گناہ ہوگا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ:

”وَ آخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحاً وَّ آخَرَ سَيِّئاً“، الآية. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۲/۲۶-۲۷)

”حرام لقمہ کھانے سے چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی“ کا مطلب:

سوال: حرام کا ایک لقمہ اگر پیٹ میں چلا جائے، تو چالیس روز کی نماز نہیں ہوتی، تو اس کی اصلاح کی صورت کیا ہے؟ کیا حرام لقمہ کھائے، تو کیا نماز نہ پڑھے، جبکہ چالیس روز تک نماز نہ ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً و مسلماً

نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۲) دو باتیں الگ الگ ہیں، نماز نہ ہونا اور نماز قبول نہ ہونا۔ اس صورت میں قبول نہیں ہوگی، یعنی اس پر اجر وثواب اور خوشنودیٔ باری تعالیٰ مرتب نہ ہوگی، لیکن آپ کا فریضہ ادا ہو جائے گا، اور آپ اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو جائیں گے، (۳) لیکن اگر آپ نے نماز ہی نہ پڑھی، تو آپ کا ذمہ بری نہ ہوگا۔

رہی اصلاح کی صورت تو وہ یہ ہے کہ جس کا حق دبایا ہے، اس کا حق ادا کریں، (۴) اور اس سے معاف کرا کر آئندہ کے لئے سچی توبہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۲۶)

---

(۱) سورة التوبة، رکوع: ۱۳، ظفير. الآية: ۱۰۲.

لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي. (المستدرك للحاكم، كتاب الأحكام باب لعن رسول الله الراشي والمرتشي، عن عبداللّٰه بن عمرو رضى اللّٰه عنهما وثوبان وأبى هريرة (ح: ۷۱۴۸-۷۱۴۹-۷۱۵۰) وسنن الترمذى باب ماجاء فى الراشي والمرتشي فى الحكم (ح: ۱۳۳۶)

عن أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر. (سنن الدارقطنى، كتاب الجنائز (ح: ۱۷۴۴-۱۰) انيس)

(۲) عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ﴿ياأيها الناس كلوا مما فى الارض حلالا طيبا﴾ فقام سعد بن أبى وقاص فقال يارسول اللّٰه، ادع اللّٰه أن يجعلنى مستجاب الدعوة، فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم: ياسعد، أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذى نفس محمد بيده إن العبد ليقذف اللقمة الحرام فى جوفه مايتقبل اللّٰه منه عمل أربعين يوما وأيما عبد نبت لحمه من سحت فالنار أولى به. (جامع العلوم والحكم لابن رجب الحنبلى، الحديث العاشر: ۱/۲۶۰، مؤسسة الرسالة. انيس)

(۳) قال الطيبى رحمه اللّٰه: كان الظاهر أن يقال منه، لكن المعنى لم يكتب اللّٰه له صلاة مقبولة مع كونها مجزئة مسقطة للقضاء كالصلاة فى الدار المغصوبة، وهو الأظهر لقوله تعالىٰ ﴿إنما يتقبل اللّٰه من المتقين﴾ والثواب إنما يترتب على القبول، كما أن الصحة مترتبة على حصول الشرائط والأركان. (مرقاة المفاتيح، تفسير حديث (۲۷۸۹) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال: ۵/۱۹۰۷، دار الفكر بيروت. انيس)

(۴) عن سعيد بن زيد قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين. (الصحيح لمسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها (ح: ۱۶۱۰)/ الصحيح للبخارى، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض (ح: ۲۳۲۰)/ سنن الترمذى، كتاب الديات، باب ماجاء فيمن قتل دون ماله فهو شهيد (ح: ۱۴۱۸)/ مسند الإمام أحمد، مسند العشرة المبشرة، مسند باقى العشرة المبشرة بالجنة، مسند سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل (ح: ۱۶۳۱)/ مسند البزار، مسند سعيد بن زيد (ح: ۱۲۴۹) انيس)

نماز کی ترغیب

نماز میں کاہلی پر حتی المقدور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضروری ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

(۱) آیت ﴿قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾(۱) کی بنا پر گھر کے افراد کو نصیحت کرتا ہوں، لیکن باوجود نصیحت اور توبیخ کے نماز میں کاہلی کرتے ہیں، کیا مجھ پر اس کے بعد کوئی گناہ ہوگا؟

(۲) گھر کے افراد اگرچہ نماز پڑھتے ہیں، لیکن اوقات کی پابندی نہیں کرتے ہیں، کیا اوقات کی پابندی ضروری نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: علی اکبر، پٹن کلاں، آزاد کشمیر)

الجواب

(۱) ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا﴾(۲) آپ پر نصیحت اور کوشش کرنے کے بعد گناہ نہیں۔

(۲) ضروری ہے۔(۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۱۴۰-۱۴۱)

نماز قائم کرنا حکومتِ اسلامی کا پہلا فرض ہے:

سوال (۱) کیا اسلامی نظام کا نفاذ بغیر قیام نماز کے ممکن نہیں؟

---

(۱) سورة التحريم: ٦۔

(۲) قال العلامة جلال الدين السيوطي: لما نزلت الآية التي قبلها شك المؤمنون من الوسوسة وشق عليهم المحاسبة بها فنزل: " لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلاَّ وُسْعَهَا "أى ما تسعه قدرتها، " لَهَا مَا كَسَبَتْ "من الخير أى ثوابه "وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ "من الشر أى وزره ولا يؤاخذ أحد بذنب أحد ولا بما لم يكسبه مما و سوست به نفسه. (تفسير الجلالين: ١/٤٥ ـ السورة: ٣، الركوع: ٨، سورة البقرة: ٢٨٦)

(۳) قال العلامة سيد أحمد الطحطاوي: (والأوقات أسباب ظاهرًا تيسرًا) اعلم أن الأوقات لها جهات مختلفة بالحيثيات فمن حيث أن الصلاة لاتجوز قبلها وإنما تجب بها أسباب ومن حيث أن الأداء لايصح بعدها؛ لاشتراط الوقت له وإنما تكون قضاء، الخ. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، ص: ٩٣)

الجواب

نماز کے بغیر اسلامی نظام کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔(۱)

(۲)　کیا جو حکومت اپنے کو اسلامی کہتی ہے، اس کا پہلا فرض نماز کا حکم اور اس پر سزا کے قانون نافذ کرنا نہیں؟

الجواب

پہلا فرض یہی ہے۔(۲)

(۳)　اگر حکومت ایسا نہیں کرتی، تو کل قیامت میں ان تمام بے نمازیوں کے گناہوں کا بوجھ کس کے سر ہوگا؟

الجواب

بوجھ تو بے نمازیوں کے ذمہ ہوگا، (۳) تاہم نظام صلوٰۃ قائم نہ کرنے کا گناہ حکومت کو ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کردے، تو اس کا کرم ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۱/۳)

ترغیب نماز کی چند صورتیں:

سوال (۱) کیا قبل اذان مسلمانوں کو ان کے گھروں پر جاکر نماز کے لئے بلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲)　چند شخصوں کو ایک جگہ آواز ملا کر ایسے اشعار پڑھنا، جس میں نماز کی ترغیب اور مسلمانوں کو مساجد میں چلنے کی تاکید ہو۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳)　اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے پھر بھی نماز پڑھنے سے انکار کردے، تو ایسے شخص کا بائیکاٹ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے، اور تعاون میں تحریص علی العبادۃ کی ایک نوع ہے۔

﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوىٰ﴾ الآية .(۴)

---

(۱)　﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَكَّنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ﴾.(سورة الحج: ٤١)

قال عثمان بن عفان: فينا نزلت. (تفسير ابن كثير، تفسير قوله تعالىٰ: الذين إن... : ٤٣٦/٥، دار طيبة) انيس)

(۲)　عن ثوبان قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: " استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة ولن يحافظ على الوضوء إلا مؤمن". (سنن النسائى، كتاب الصلاة، جماع مواقيت الصلاة، باب خير أعمالكم الصلاة (ح: ٢٠٨١) / الموطا للإمام مالك بلاغاً (٨١) / سنن ابن ماجة، باب المحافظة على الوضوء، كتاب الطهارة (ح: ٢٧٧) / مسند الروياني، سالم بن أبى جعد عن ثوبان (ح: ٦١٥) / سنن الدارمى، باب ماجاء فى الطهور (ح: ٦٨١) انيس)

(۳)　﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰى﴾.(سورة الأنعام: ١٦٤) أى لا تحمل حاملة ثقل أخرىٰ، أى لا تؤخذ نفس بذنب أخرىٰ، بل كل نفس مأخوذة بجرمها ومعاقبة بإثمها. (الجامع لأحكام القرآن، تفسير قوله تعالىٰ: لا تزر...: ١٤٢/٧) انيس

(۴)　سورة المائدة: ٦۔

(۲) آواز ملا کر پڑھنا مناسب نہیں، ویسے ہی پڑھیں، تو مضائقہ نہیں۔ترغیب جہاد وترغیب صلوٰۃ وغیرہ کے لئے ایسا کرنا مستحسن ہے۔

(۳) تعزیراً اگر کچھ دنوں کے لئے مسلمان ایسا بھی کریں، تو جائز ہے۔لیکن اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے، تو ہمیشہ کے لئے یہ صورت قائم نہ رکھیں، بلکہ جب اس کی ہدایت سے مایوسی ہوجائے، تو پھر ایسے حقوق جو عام مسلمان کے لئے شرعاً عائد ہوتے ہیں، مثلاً سلام وکلام، عیادت مریض اور نماز جنازہ وغیرہ، ان کو جاری کردیں۔البتہ خصوصی تعلق میل جول، نکاح شادی، کھانا کھلانا وغیرہ، اس میں اس وقت تک ہرگز نہ کریں، جب تک توبہ نہ کریں۔

البتہ درصورت تعزیر وقطع تعلقات مذکورہ بھی بیوی کے لئے اجازت نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت جائز معاملات میں چھوڑے۔

قال فی أتحاف الأبصار و البصائر فی ترتیب الأشباہ و النظائر، ص: ۱۰۹، مصری:

"ویکرہ معاشرۃ من لایصلی ولو کانت زوجتہ إلا إذا کان الزوج لایصلی لم یکرہ للمرأۃ معاشرتہ" کذا فی نفقات الظھیریۃ. (۱) (امداد المفتین: ۲/ ۲۶۹-۲۷۰)

ترغیب کی نیت سے دوسروں کو اپنی نماز بتلانا:

سوال: میں الحمدللہ! پانچ وقت کی نمازی ہوں، میں اپنی دوستوں کو اپنی نمازوں کے بارے میں صرف اس نیت سے بتاتی ہوں کہ شاید یہ لوگ بھی میری دیکھا دیکھی، نماز پڑھنا شروع کردیں، کہیں اس طرح کی نیت سے گناہ تو نہیں ہوتا؟

الجواب

نہیں، بلکہ کار ثواب ہے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/ ۱۹۲-۱۹۳)

نماز کے لئے زبردستی کرنا:

سوال: کوئی کسی کا زبردستی ہاتھ پکڑتا ہے اور کہتا ہے کہ 'نماز کا وقت ہوگیا، نماز پڑھو'، وہ جواب دیتا ہے کہ 'میں مسلمان ہوں، میں نمازی ہوں، لیکن اس وقت مجھے سخت ضروری کام ہے، اس لئے کہ میں نوکر ہوں، دوسری مسجد میں پڑھ لوں گا'۔ یہ کہتے ہی اس کو مارتے ہیں وہ بھی اس کو مارنے لگتا ہے، اپنی جان بچانے کے واسطے آخر باہم تنازع ہوا، اس تنازع کے بعد بھی نماز نہیں پڑھی۔کیا اس طرح جبراً نماز پڑھانا اور کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۱) الأشباہ و النظائر، کتاب الرھن. انیس

(۲) عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال: قال رجل: یا رسول اللّٰہ! الرجل یعمل العمل فیسرہ فإذا اطلع علیہ أعجبہ ذلک؟ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: لہ أجران، أجر السّر و أجر العلانیۃ'. (سنن الترمذی، باب عمل السر (ح: ۲۳۸۴)/ سنن ابن ماجۃ، باب الثناء الحسن (ح: ۴۲۲۶)/ حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفیاء: ۸/ ۲۵۰)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

امر بالمعروف اور نماز وغیرہ احکام شرعیہ کی تبلیغ بہت اچھی چیز ہے، لیکن جہاں تک ہو سکے، نرمی اور شفقت سے تبلیغ کرنی چاہئے۔ ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ کہے، جس سے سننے والے کو طیش آئے اور اشتعال ہو کر سخت کلامی یا لڑائی تک نوبت پہنچے، کیونکہ اس سے بسا اوقات دوسرا آدمی نماز سے یا اس کی فرضیت سے بالکل انکار کر دیتا ہے اور کبھی مقدمہ بازی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ چیز آداب تبلیغ کے خلاف ہے، بلکہ سوچ سمجھ کر اس طرح کہنا چاہئے کہ اس کا دل نرم ہو جائے اور انکار کرنے اور بہانہ کرنے کا بھی اس کو موقع نہ ملے، (۱) اور سختی کرنے اور طریق مذکور اختیار کرنے سے لوگوں کو وحشت اور نفرت ہوگی۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ الآیة. (۲)

اور پھر جب ایک شخص کے متعلق علم ہو کہ وہ نمازی ہے، نیز وہ خود اقرار کرتا ہے کہ مجھے عجلت ہے، میں نمازی ہوں اور دوسری مسجد میں نماز پڑھوں گا، تو اس پر جبراً تشدد کرنا کہ مار پیٹ اور تنازع ہو، ہرگز نہیں چاہئے۔

البتہ اپنی اولاد وغیرہ جس پر ان کا کچھ اثر ہو تو اس کو، مناسب طریقہ سے سمجھانے اور سعی کرنے کے بعد شریعت نے کسی قدر سختی کرنے اور مار کر نماز پڑھانے کو بھی کہا ہے، (۳) بشرطیکہ وہ سختی اور مار بھی تحمل سے زیادہ نہ ہو، نیز اس سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (۴)

(هي فرض عين على كل مكلف) ... (وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشبة) آه. (الدر المختار) (۵) فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ أعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور۔ ۹/۴/۱۳۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۲/ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۱۵-۳۱۷)

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ (سورة النحل: ١٢٥)

"يقول اللّٰه تعالىٰ آمرًا رسوله محمدًا صلى اللّٰه عليه وسلم: أي أن يدعو الخلق إلى اللّٰه بالحكمة، قال ابن جرير: هو ما أنزله عليه من الكتاب والسنة والموعظة الحسنة: أي بما فيه من الزواجر والوقائع بالناس ذكرهم، ليحذروا بأس اللّٰه تعالىٰ". (تفسير ابن كثير، تفسير سورة النحل: ٤/٦١٣، دار طيبة. انيس)

(۲) سورة آل عمران: ١٥٩۔

(۳) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضى اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "مروا أولادكم وهم أبناء سبع سنين، واضربوهم عليها وهم أبناء عشر، وفرقوا بينهم في المضاجع". (سنن أبي داؤد، كتاب الصلوٰة، باب متىٰ يؤمر الغلام بالصلوٰة: ١/٧١، دار الحديث، ملتان) (شرح السنة للبغوى، باب في مرابض الغنم (ح: ٥٠٥) انيس)

(۴) "(قوله: ضرباً فاحشاً): قيد به؛ لأنه ليس له أن يضربها في التأديب ضرباً فاحشاً: وهو الذي يكسر العظم أو يحرق الجلد أو يسوده، كما في التاتارخانية". (رد المحتار، كتاب الحدود، باب التعزير: ٤/٧٩، سعيد)

(۵) تنوير الأبصار مع الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ١/٣٥٢، سعيد

نماز کے لئے زور زبردستی کرنا:

سوال: دورحاضر میں جب مسلمانوں نے فرائض مذہبی کو قطعی پسِ پشت ڈال رکھا ہے اوران کو فرائض مذہبی کو انجام دینے کی تنبیہ کی جاوے، تو برا مانتے ہیں، اگر کسی محلّہ میں سمجھوتہ ہوجائے اور اتفاق ہوجائے کہ جو شخص نماز روزہ ادانہیں کریگا، اس کو اول تو سمجھانے کی کوشش کی جاوے، اس پر بھی نہ مانے تو زدوکوب کرکے ادا کرایا جائے اور زبردستی نماز پڑھائی جائے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زبردستی نماز پڑھوانے والوں پر شرعاً گناہ تو صادر نہیں ہوتا؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

نماز فرض عین ہے، اس کا منکر کافر ہے اور تارک فاسق ہے، (۱) یہی حکم روزہ کا ہے۔ (۲) اور احکامِ شرعیہ کی تبلیغ بھی ضروری ہے۔ (۳) پس بے نمازی کو اولاً مسئلہ بتا کر نرمی سے سمجھانا ضروری ہے، اگر وہ مان جائے اور نماز پڑھنے لگے، تو اس پر سختی کی حاجت ہی نہیں اور جو شخص نہ مانے اور اس پر اپنا اثر اور قدرت بھی ہو تو حسب استطاعت، شریعت نے اس پر سختی کا بھی حکم فرمایا ہے، بشرطیکہ کوئی فتنہ نہ ہو، اگر کوئی اور فتنہ ہو، مثلاً وہ نماز کی فرضیت کا انکار کردے اور اہل

---

(۱) عن ابن عباس قال: فرض اللّٰہ الصلاۃ علی لسان نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الحضر أربعا وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعۃ. (الصحیح لمسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب صلاۃ المسافر وقصرھا (ح: ۶۸۷) انیس)

(ھی فرض عین علٰی کل مکلف) ... (ویکفر جاحدھا) لثبوتھا بدلیل قطعی، (وتارکھا عمدًا مجانۃً) أی تکاسلاً فاسق". (الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۳۵۱-۳۵۲، سعید)

"الصلاۃ فریضۃ محکمۃ ، لایسع ترکھا، ویکفر جاحدھا"، کذا فی الخلاصۃ. (الفتاویٰ العالمگیریۃ، کتاب الصلاۃ: ۱/ ۵۰، رشیدیۃ)

(۲) "اعلم أن صوم رمضان فریضۃ، لقولہ تعالٰی: ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ﴾ وھی علٰی فرضیتہ انعقد الإجماع". (الھدایۃ، کتاب الصوم: ۱/ ۲۱۱، مکتبۃ شرکۃ علمیۃ، ملتان)

(۳) قال أبوبکر: "أکد اللّٰہ تعالٰی فرض الأمر بالمعروف والنھی عن المنکر فی المواضع من کتابہ، وبینہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی أخبارہ متواترۃ عنہ فیہ، وأجمع السلف وفقھاء الأمصار علٰی وجوبہ، وإن کان قد تعرض أحوال من التقیۃ یسع معھا السکوت، فمما ذکرہ اللّٰہ تعالٰی حاکیاً عن لقمان: ﴿یَا بُنَیَّ أَقِمِ الصَّلٰوۃَ، وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ، وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ، وَاصْبِرْ عَلٰی مَا أَصَابَکَ، اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾ (سورۃ لقمان: ۱۷) وإنما حکی اللّٰہ تعالٰی لنا ذلک عن عبدہ لنقتدی بہ وننتھی إلیہ. وقال تعالٰی فیما مدح بہ سلف الصالحین من الصحابۃ: ﴿اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ﴾ إلٰی قولہ ﴿اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ﴾" (سورۃ التوبۃ: ۱۱۲) وقال تعالٰی: ﴿کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ، لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴾ (سورۃ المائدۃ: ۷۹) "عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: "من رأی منکم منکرًا فاستطاع أن یغیرہ بیدہ، فلیغیرہ بیدہ فإن لم یستطع فبلسانہ، فإن لم یستطع فبقلبہ، وذلک أضعف الإیمان". (أحکام القرآن للجصاص: ۲/ ۶۸۲-۶۸۳، قدیمی)

والحدیث رواہ مسلم فی صحیحہ، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان. انیس

محلّہ کو اتنی قدرت نہ ہو کہ زبردستی نماز پڑھا سکیں، یا اس سختی کی بنا پر وہ مقدمہ کرے اور اس میں ناقابل برداشت مضرت پہنچے، جس سے آئندہ تبلیغ کا سلسلہ ہی بند ہو جائے، یا اس کشاکش کو دیکھ کر دوسرے لوگ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں اور آپس میں منافرت وکشیدگی پیدا ہو جائے کہ ایک دوسرے سے حسد کرے اور درپئے آزار ہو جائے، تو پھر سختی نہیں چاہئے، نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے کام کرنا چاہئے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ الآية.(۱)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ!

''اولاد کو جب وہ دس برس کی ہو جائے اور نماز نہ پڑھے، تو مار کر نماز پڑھاؤ''۔

نیز یہ بھی آیا ہے کہ!

''تم میں سے جب کوئی معصیت کو دیکھے، تو اسے چاہئے کہ ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو، تو زبان سے روک دے، اگر زبان سے بھی روکنے کی قدرت نہ ہو، تو مجبوراً دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے''۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: ''مروا أولادکم بالصلوٰۃ وھم أبناء سبع سنین، و اضربوھم علیھا وھم أبناء عشر سنین، وفرقوا بینھم فی المضاجع''. (رواہ أبو داؤد)(۲)

''عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم قال: ''من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه، وذٰلک أضعف الإیمان''. (رواہ مسلم)(۳) فقط واللّٰہ سبحانه تعالیٰ أعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۵/۴/۱۳۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، مفتی مدرسہ ہذا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۱۷-۳۱۹)

نماز پڑھنا کسی کے کہنے پر موقوف ہے یا نہیں:

سوال: کسی عالم صاحب نے کہا کہ تم کو نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہوگا۔ اس پر اس نے جواب دیا کہ میرا جی

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۵۹.

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلوٰۃ: ۱/۷۱، دار الحدیث، ملتان)(ح: ۴۹۵)

عن عبد الملک بن ربیع عن أبیه عن جدہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: علموا الصبی الصلاۃ ابن سبع سنین واضربوہ علیھا ابن عشر. (سنن الترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء متی یؤمر الصبی الصلاۃ (ح: ۴۰۷)/ المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ، علموا الصبی الصلاۃ ابن سبع (ح: ۹۸۷)/ الصحیح لابن خزیمة، کتاب الصلاۃ، جماع أبواب صلاۃ الفریضة عند العلة تحدث، باب أمر الصبیان... (ح: ۱۰۰۲) انیس)

(۳) الصحیح لمسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الإیمان: ۱/۵۱، قدیمی

چاہے تو کرلوں گا، تمہاری بات پر کیوں کرنا ہوگا۔ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

خدا کا حکم سب کو ماننا لازم ہے، کسی کے جی چاہنے پر موقوف نہیں ہے۔(۱) ایسا جواب نہیں دینا چاہئے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔۱۳/۹/ ۱۳۹۰ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۳۱۳/۵-۳۱۴)

سوتے شخص کو نماز کے لیے جگانا:

سوال: سوتے ہوئے آدمی کو نماز کے وقت جگانا واجب ہے یا نہیں؟ نیز جب نماز کا وقت شروع ہوجائے، تو اس وقت سونا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

نماز کا وقت تنگ ہورہا ہو، تو سوتے ہوئے شخص کو جگانا واجب ہے،(۲) البتہ اگر یہ شخص مریض ہو اور جگانے سے تکلیف کا خطرہ ہو، تو جگانا واجب نہیں، نماز کا وقت شروع ہوجانے کے بعد سونا، اس شرط سے جائز ہے کہ نماز فوت ہونے کا خطرہ نہ ہو، خود بیدار ہوجانے کا یقین ہو، یا کوئی بیدار کرنے والا موجود ہو، وقت نماز سے قبل سونا بہرکیف جائز ہے۔

قال فی الرد:(فرع) لایجب انتباه النائم فی أوّل الوقت،ویجب إذا ضاق الوقت،نقله البیری فی شرح الأشباه عن البدائع من کتب الأصول،وقال:ولم نره فی کتب الفروع،فاغتنمه اهـ.

قلت:لکن فیه نظر لتصریحهم بأنه لایجب الأداء علی النائم اتفاقاً فکیف یجب علیه الانتباه، روی مسلم فی قصة التعریس عن أبی قتادة رضی اللّٰه تعالٰی عنه أنّه صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال: "لیس فی النوم تفریط،إنما التفریط أن تؤخر صلاة حتی یدخل وقت الأخری"(إلٰی قوله)فهذا یقتضی أنّه بنومه قبل الوقت لایکون مؤخرًا وعلیه فلایأثم وإذا لم یأثم لایجب انتباهه إذ لو وجب لکان مؤخرًا لها وآثمًا، بخلاف ماإذا نام بعد دخول الوقت،ویمکن حمل ما فی البیری علیه. (رد المحتار،کتاب الصلاة،قبیل مطلب فی تعبده الخ: ۳۳۲/۱)

وفی صوم الشامیة:ومثل أکل الناسی النوم عن صلوٰة لأن کلا منهما معصیة فی نفسه کما صرحوا أنه یکره السهرإذا خاف فوت الصبح لکن الناسی أوالنائم غیرقادرفسقط الإثم عنهما

(۱) ﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾.(سورۃالنور:۵٤)
﴿وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ﴾.(سورۃالنساء:۱۳)

(۲) عن المسور بن مخرمة قال:دخلت علی عمربن الخطاب وهومسجی فقلت:کیف ترونه؟ قالوا: کماتری، قلت:أیقظوه بالصلاة،فإنکم لم توقظوا لشیء افزع له من الصلاة،فقالوا:الصلاة یاأمیرالمؤمنین؟ فقال:هااللّٰه إذاً،ولا حق فی الإسلام لمن ترک الصلاة،فصلی وإن جرحه لیبعث دماً.(معجم ابن الأعرابی (ح:٤٠٧)/المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه موسیٰ (ح:٨١٨١)/مجمع الزوائد للهیثمی،کتاب الصلاة،باب فی تارک الصلاة (ح:١٦٣٦)انیس

لكن وجب علىٰ من يعلم حالهما تذكير الناسی وإيقاظ النائم إلاّ فی حق الضعيف عن الصوم مرحمة له. (رد المحتار، باب مايفسدالصوم ومالايفسد: ۳۹۵/۲)

روی أنّه عليه السلام دخل المسجد فرأی نائماً فقال: "يا علی! نبهه ليتوضأ فأيقظه علی، ثم قال علیّ: يا رسول اللّٰه! إنک سباق إلی الخيرات، فلم لم تنبّهه؟ قال: لأنّ رده عليک ليس بكفر، ففعلت ذلک لتخف جنايته لو أبی. (تفسير كبير، تفسيرسورة القدر: ۶۲۹/۸) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

۲۸ر شوال ۱۳۸۴ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲۴/۳)

کسی شرط پر نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: ایک شخص نے زید سے کہا کہ 'اگر تم ظہر کی نماز پڑھو گے، تو میں تم کو ایک ہزار روپئے دوں گا'، زید نے ظہر کی نماز اسی نیت سے پڑھی، اب سوال یہ ہے کہ زید کی نماز ہوئی یا نہیں، اور وہ ایک ہزار روپئے کا مستحق ہوگا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا

زید کی نماز ہوگئی، البتہ وہ ایک ہزار روپئے کا مستحق نہیں ہوگا۔

" قيل لشخص: صل الظهرولک دينار، فصلی بهذه النية ينبغی أن تجزئه ولايستحق الدينار. (الدرالمختار) (قوله قيل لشخص): قال فی الأشباه: ... لأنه استئجارعلیٰ واجب، ولايستحق به الأجرة كالأب إذا استأجر ابنه للخدمة لايستحق عليه الأجرة، لأن خدمته واجبة عليه. (الدرالمختار: ۲۹۴/۱، هكذا فی الأشباه والنظائر: ۷۶) (۱) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۴/۲)

---

(۱) الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة، فروع فی النية: ۴۳۹،۴۳۸/۱. دارالفكربيروت. انيس

ومنها: ماحكاه النووی عن جماعة من الأصحاب فيمن قال له إنسان: صل الظهرولک دينارفصلی بهذه النيةأنه تجزئه صلاته ولايستحق الدينارولم يحک فيه خلافه. (الأشباه والنظائرللسيوطی: ۲۱، الكتاب الأول، دارالكتب العلمية/الأشباه والنظائرلابن نجيم، السادس فی بيان الجمع بين عبادتين: ۳۴)

لوقال له إنسان: صل الظهرلنفسک ولک دينارفصلاهابهذه النية أجزأته صلاته ولايستحق الدينار. (المجموع شرح المهذب، مسائل تتعلق بالنية: ۲۷۹/۳)

ومنها: أن لاينفع الأجيربعمله فإن كان ينتفع به لم يجز، لأنه حينئذ عامل لنفسه فلايستحق الأجر، ولهذا قلنا: إن الثواب علی الطاعات من طريق الإفضال لاالاستحقاق لأن العبد فيمايعمله من القربات، والطاعات عامل لنفسه، قال سبحانه وتعالیٰ: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًافَلِنَفْسِهِ﴾ (سورةفصلت: ۴۶) ومن عمل لنفسه لايستحق الأجرعلی غيره وعلی هذه العبارةأيضايخرج الاستئجارعلی الطاعات فرضاكانت أوواجبةأوتطوعا، لأن الثواب موعودللمطبع علی الطاعة فينتفع الأجيربعمله فلايستحق الأجروعلی هذايخرج ماإذااستأجررجلاًليطحن له قفيزامن حنطةبربع من دقيقهاأوليعصرله قفيزاًمن سمسم بجزء معلوم من دهنه أنه لايجوزلأن الأجيرينتفع بعمله من الطحن والعصرفيكون عاملاًلنفسه. (بدائع الصنائع، كتاب الإجارة: ۱۹۲/۴، دارالكتب العلمية. انيس)

نماز اور جنازہ کی تعلیم بصورت مکالمہ:

سوال (۱): لوگوں کے سدھار کے لئے مکالمے پیش کر کے اسے عملی شکل دی جائے، تا کہ ذہنوں پر زیادہ اثر انداز ہو، تو کیا یہ جائز ہے؟ ایک مکالمہ میں ''نماز میں امامت'' کا پیش کیا، ایک شخص امامت کے لئے آگے بڑھا، نماز شروع کی، وہ تحریمہ چھوڑ گیا، پچھلے نے کہا ''چل کیا نماز پڑھاتا ہے، میں پڑھاتا ہوں''۔ پھر دوسرا صاحب بھی قراءت میں صریح غلطی کر گیا، جس کو عوام بھی سمجھتے ہیں۔ تیسرے نے اس کو پیچھے کھینچ کر کہا کہ ''تمہارے باپ نے بھی نماز پڑھائی ہے''۔ یہ امام صاحب سجدے میں اتنی دیر پڑے رہے کہ لوگ سر اٹھا کر دیکھنے لگے۔ ایک نے دھکے دے کر کہا'' ارے! اٹھ، تو ہمیں سکھلائے گا، پھر تنہا پڑھ کر چلے گئے۔ اس میں زیادتی یہ کی گئی کہ چوتھے امام نے آکر نماز درست پڑھائی، پھر لوگوں نے پوچھا کہ تم نے کہاں تعلیم پائی؟ اس نے بتایا، پھر اس نے تعلیم دی اور اسے سب نے قبول کیا۔

اسی طرح مسجد چلانے کا مکالمہ یا جنازے کی نماز کے لئے سوائے چند حضرات کے بقیہ لوگوں کے بت کی طرح کھڑے رہنے پر۔

(۲) بے پردگی کی انتہا ہے، اس بنا پر ذمہ دار حضرات نے اس کے مکالمے پر توجہ دلائی، کیونکہ عورتیں بالترتیب آگے پیچھے بس، ٹرک، بیل گاڑی وغیرہ چلنے والی سڑک پر ایک دوسرے کے ''جوں'' (جو کپڑے، سروں میں ہوتی ہیں) نکالتی رہتی ہیں، اس حالت میں کبھی چھاتی، کبھی ران بے حیائی کی نظر ہو جاتی ہے۔ یہ مسلم قوم کی مفلسی ہے کہ ایک جنگلی اور ان میں فرق نہیں، حالاں کہ غیر قوم کی عورتیں بازاروں میں جس طرح ہوں، مگر گھروں پر ان کی طرح اپنی تہذیب کے خلاف سمجھتی ہیں، تو کیا ان کی حالت پر ان کے سامنے عملی طور پر ان کی برائی مکالمے کے طور پر لایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح بوڑھے سے لے کر بچوں تک کو گالیاں بکنے پر۔

الجواب ــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

(۱) اس طرح مکالمہ اور عملی طور پر اختیار کرنا نماز کی توہین واستخفاف ہے، اس کی اجازت نہیں۔(۱) صحیح صحیح مسائل جیسے تعلیم الاسلام میں چھپے ہوئے ہیں، ان کا مکالمہ بصورت سوال و جواب کرایا جائے، جس سے مسائل پختہ ہو جائیں، تو درست ہے۔

(۲) اس کی بھی عملی نقل نہ کی جائے کہ یہ تماشہ بن جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/ ۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۹/ ۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۴/۵-۳۱۵)

---

(۱) ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ﴾. (سورۃ التوبۃ: ٦٥)

کیا داڑھی منڈا نمازی دوسرے کی نماز صحیح کر سکتا ہے:

سوال: کیا نمازی اپنے دوسرے نمازی بھائی کی نماز میں غلطی کی تصحیح کر سکتا ہے، اگر چہ وہ داڑھی منڈا ہی ہو؟

الجواب

نماز سے باہر اس کو نماز سکھا سکتا ہے اور اس کی غلطی کی اصلاح کر سکتا ہے، (۱) داڑھی منڈانے کا گناہ اپنی جگہ رہے گا۔(۲) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۹۲/۳)

جو افراد اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید نہیں کرتے، وہ سخت گنہگار ہیں:

سوال: ایک عورت، اپنے بھائی، باپ، والدہ اور خاوند کو، اگر انھوں نے اس کو نماز کی تاکید نہ کی ہو، تو دوزخ میں لے جاوے گی، صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

جو شخص اپنے متعلقین کو زوجہ ہو یا غیر زوجہ، نماز کی تاکید نہ کریں گے باوجود قدرت کے، تو بے شک وہ گنہگار ہیں، مستحق عذاب، مگر جو خدائے تعالیٰ معاف فرمادے۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(بدست خاص، ص:۵۵) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۴۳)

---

(۱) عن أبی هریرة قال: إن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی، ثم جاء، فسلم علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال: ارجع فصل فإنک لم تصل فرجع الرجل فصلی کما کان صلی، ثم جاء إلی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فسلم علیه، فقال له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: علیک السلام، ثم قال: ارجع فصل، فإنک لم تصل، حتی فعل ذلک ثلاث مرار، فقال الرجل: والذی بعثک بالحق لا أحسن غیره، فعلمنی، فقال: إذا قمت إلی الصلاة فکبر، ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن، ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً، ثم ارفع حتی تعدل قائماً، ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً، ثم ارفع حتی تطمئن جالساً، وافعل ذلک فی صلاتک کلها. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، أبواب تفریع استفتاح الصلاة (ح:٨٥٦)/سنن الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجاء فی وصف الصلاة (ح:٣٠٣) انیس)

(۲) عن ابن عمر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: أنهکوا الشوارب وأعفوا اللحی. (الصحیح للبخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحیٰ (ح:٥٨٩٣)/الصحیح لمسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة (ح:٢٥٩)/سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی إعفاء اللحیة (ح:٢٧٦٣) انیس)

(۳) قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا﴾. (سورة طٰه: ١٣٢)/﴿وَکَانَ یَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّکَاةِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِیّاً﴾. (سورة مریم: ٥٥)/﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (سورة الشعراء: ٢١٤) انیس)

عن أبی هریرة قال: قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حین أنزل اللّٰہ تعالیٰ ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ قال: یا معشر قریش -أو کلمة نحوها- اشتروا أنفسکم لا أغنی عنکم من اللّٰہ شیئاً، یابنی عبدمناف لا أغنی عنکم من اللّٰہ شیئاً، یاعباس بن عبد المطلب لا أغنی عنکَ من اللّٰہ شیئاً، ویاصفیة عمة رسول اللّٰہ لا أغنی عنکِ من اللّٰہ شیئاً، ویافاطمة بنت محمد سَلِیْنِی ماشئتِ من مالی لا أغنی عنکِ من اللّٰہ شیئاً. (الصحیح للبخاری، باب هل یدخل النساء والولد فی الأقارب (ح:٢٧٥٣) انیس)

اگر کسی نمازی کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے، تو کیا اس کی وجہ سے نمازی پر کوئی جرم عائد ہوگا:

سوال (۱-الف) ایک محلّہ کے مسلمانوں نے یہ انتظام کیا ہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز نہ پڑھے، تو جرمانہ ادا کرے اور تارک الصلوٰۃ کے ساتھ میل جول نہ رکھا جاوے۔ اس محلّہ میں زید خود تو نماز پڑھتا ہے، مگر اس کے متعلقین نماز نہیں پڑھتے، زید سے جب کہا گیا، تو یہ جواب دیا کہ نہیں پڑھتے، تو میں کیا کروں، مجبوری ہے۔ اس سے کہا گیا کہ ترک تعلقات کیجئے، تو زید نے یہ جواب دیا کہ یہ بھی نہیں ہوسکتا، مجبوری ہے۔

(ب) زید کا یہ کہنا کہ مجبوری ہے، قابل معافی ہے یا نہیں؟

(۲) جب کہ زید تارک الصلوٰۃ سے میل جول رکھتا ہے، تو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہ؟

(۳) زید سے تعلقات رکھے جاویں یا نہیں؟

نمازی بنانے کیلئے مالی جرمانہ جائز ہے یا نہیں:

سوال (۴) نماز پڑھانے کی غرض سے اس قسم کے اثر سے کام لینا، شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

(الف، ب) زید نے اگر نصیحت کی اور انہوں نے نہ مانا، تو زید کے ذمہ مواخذہ نہیں ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَلَاتَزِرُوَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾.(۱)

وقال تعالیٰ: ﴿لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾.(۲)

(۲) زید کی امامت اس صورت میں مکروہ نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) زید سے تعلقات قائم رکھنے میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(۴) نماز کی تاکید اپنی وسعت کے موافق خوب کرنی چاہئے، لیکن جرمانہ مالی جو شرعاً ناجائز ہے، یہ نہ کرنا چاہئے۔(۳)

---

(۱) سورة بنی إسرائيل، الركوع: ۲، ظفير. الآية: ۱۸۔

(۲) سورة النساء، الركوع: ۱۱، ظفير. الآية: ۸٤۔

(۳) **"لا بأخذ مال في المذهب(بحر)وفيه عن البزازية: قيل: يجوز، ومعناه أن يمسكه مدةً لينزجر ثم يعيده له فإن أيس من توبته صرفه إلٰی مايریٰ، وفي المجتبی: أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ". (درمختار)**

"(قوله لابأخذ مال): قال في الفتح: وعن أبي يوسف: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة: لايجوز، آه، ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلک رواية ضعيفة عن أبي يوسف، قال في الشرنبلالية: ولايفتیٰ بهذا لما فيه من تسليط الظلمة علٰی أخذ مال الناس" الخ. (ردالمحتار، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال: ۳/۲٤٦، ظفير مفتاحی)

ویسے تنبیہ کرنا اور ڈرانا ہر طرح چاہئے اور نہ ماننے پر اس سے انقطاع کر دینا اور ترک تعلق کر دینا مناسب ہے۔(۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۲۷-۲۸)

نماز چھوڑنے کی صورت میں اپنے اوپر کچھ لازم کر لینا:

سوال: دو چار آدمیوں نے آپس میں اس بات پر شرط رکھی کہ 'اگر ہم میں سے کوئی فجر کی نماز چھوڑ دیگا، تو اس پر اتنی رقم جرمانہ عائد ہوگی'، پھر اس جمع رقم کو مل کر پارٹی دی جاتی ہے، ایسا کھانا حلال ہے یا حرام؟

هو المصوب

یہ جرمانہ کی شکل نہیں ہے، تطوع ہے، اس کا کھانا جائز ہے۔(۲)

تحریر: محمد مستقیم ندوی رتصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۳/۳۲۶)

نماز قائم کرنے اور نماز پڑھنے کا کیا فرق ہے:

سوال: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ 'نماز قائم کرو'، جب کہ ہمارے مولوی صاحبان اور علما ہمیشہ اس بات کو یوں کہتے ہیں کہ 'اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز پڑھو'، نہ قرآن شریف میں یہ حکم آیا ہے کہ نماز پڑھو، اور نہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، جس سے یہ ثابت ہو جائے۔ آپ مہربانی کر کے اس بات کی وضاحت کر دیں کہ نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں کیا فرق ہے؟ اور کیا ہم نماز قائم کرنے کے بجائے پڑھیں، تو ثواب ملتا ہے؟

الجواب

نماز قائم کرنے سے مراد ہے 'اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ خوب اخلاص و توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ اسے ادا کرنا۔(۳) اسی کو ہماری زبان میں 'نماز پڑھنا' کہتے ہیں، لہٰذا نماز پڑھنے اور ''نماز ادا کرنے'' کا ایک ہی مفہوم ہے، دو نہیں، کیوں کہ جب 'نماز ادا کرنے' یا 'نماز پڑھنے' کا لفظ کہا جاتا ہے، تو اس سے نماز قائم کرنا ہی مراد ہوتا ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۸۹)

---

(۱) (وتاركها عمدًا مجانةً)أى تكاسلاً فاسق(يحبس حتى يصلى)الخ،وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم،الخ.(الدرالمختارعلٰي هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ۳۲۶/۱،ظفير)

(۲) کیوں کہ جرمانہ کی رقم کا استعمال جائز نہیں ہے۔

أفادفى البزازيةأن معنى التعزيربأخذالمال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدةلينزجر ثم يعيده الحاكم إليه،لايأخذه الحاكم لنفسه أولبيت المال،كمايتوهمه الظلمةإذلايجوزلأحدمن المسلمين أخذمال أحد بغير سبب شرعي.(ردالمحتار،باب التعزير: ۶۲/۴،دارالفكربيروت.انيس)

(۳) قال ابن عباس.رضى الله عنهما:''وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ''أى يقيمون الصلاة بفروضها.وقال الضحاك عن ابن عباس:'' إقامة الصلاة إتمام الركوع والسجود والتلاوة والخشوع والإقبال عليها فيها''.وقال قتادة:'' إقامة الصلاة المحافظة علٰى مواقيتها ووضوئها وركوعها وسجودها''.وقال مقاتل بن حبان:'' إقامتها المحافظة علٰى مواقيتها وإسباغ الطهورفيها وتمام ركوعها وسجودها وتلاوة القرآن فيها والتشهد والصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم فهذا إقامتها''.(تفسيرابن كثير: ۱۵۸/۱،طبع مكتبة رشيدية)

ترک نماز کا دوسروں پر اثر:

سوال: کیا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جس محلّہ میں ایک شخص بے نمازی ہو، اس محلّہ پر ستر مرتبہ خدا کی لعنت ہوتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

لعنت کا تو علم نہیں، البتہ اگر محلّہ والوں کو اس کو نماز پڑھوانے کی قدرت ہو اور وہ نہ پڑھوائیں گے، تو سب وبال میں گرفتار ہوں گے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۳۰۶/۵)

نابالغ بچوں کی عبادتوں کا ثواب والدین کو ملتا ہے:

سوال: نابالغ بچوں کی نماز، روزہ کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نابالغ بچوں کے نماز، روزے کا ثواب والدین کو ملتا ہے اور بعض علما کے نزدیک اگر بچے افعال کو سمجھ کر ادا کرنے لگیں، تو خود ان کو بھی ثواب ملے گا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی:۴۷۹/۳)

کیا ذکر اللہ فرائض نماز سے بہتر ہے:

سوال: گروہے از صوفیا می گوید کہ ذکر اللہ از جماعت پنجگانہ و دیگر فرائض، اولیٰ وافضل است، اگر بوجہ

(۱) "عن جرير. رضي الله عنه. قال: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: "ما من رجل يكون فى قوم يعمل فيهم بالمعاصى، يقدرون علىٰ أن يغيروا عليه، ولا يغيرون، إلا أصابهم الله منهم بعقاب قبل أن يموتوا". (سنن أبى داؤد، كتاب الخاتم، باب الأمر والنهى: ٥٩٦/٢، دار الحديث، ملتان)

"وعن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "والذى نفسى بيده لتأمرنّ بالمعروف ولتنهونّ عن المنكر، أوليوشكنّ الله أن يبعث عليكم عذاباً منه عقاباً، فتدعونه فلايستجيب لكم". (جامع الترمذى، أبواب الفتن عن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، باب ما جاء فى الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر: ٤٠/٢، سعيد)

(۲) عن ابن عباس قال صدر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان بالروحاء لقى قوماً فقال من أنتم؟ قالوا: المسلمون، قالوا: من أنتم؟ قالوا: رسول الله، قال: فأخرجت امرأة صبيا من المحفة فقالت: ألهذا حج، قال نعم ولك أجر. (سنن النسائى، كتاب مناسك الحج، الحج بالصغير (ح: ٢٦٤٨)/ الصحيح لمسلم، كتاب الحج، باب صحة حج الصبى وأجر من حج به (ح: ١٣٣٦)/ سنن أبى داؤد، كتاب المناسك، باب فى الصبى يحج (ح: ١٧٣٦)/ مسند الإمام أحمد، مسند بنى هاشم، مسند عبدالله بن العباس (ح: ١٩٠١)/ موطا الإمام مالك، كتاب الحج، باب جامع الحج (ح: ٩٦١) انيس)

ويكتب للصبى ثواب ماعمله. (تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، ج: ٤/ص: ٦، دار احياء التراث الإسلامى. انيس)

مشغولیت ذکر واذکار، فریضہ فوت شود، بروے قضا نیست، نہ عاصی شود، ازآیۂ کریمہ ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَالۡمُنۡكَرِ، وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ أَكۡبَرُ﴾(۱) استدلال می کنند، قول ایشاں صحیح است یا نہ؟(۲)

الجواب

ایں قول شاں باطل است، چنانچہ درحدیث صحیحین است:۔

وعن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه قال: سألت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم "أی الأعمال أحب إلی اللّٰه"؟ قال: "الصلوٰة لوقتها"، قلت: ثم أی، قال: "بر الوالدین"، قلت: ثم أی، قال: "الجهاد فی سبیل اللّٰه". (الحدیث)(۳)

وقال اللّٰه تعالٰی: ﴿حَافِظُوۡا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى﴾. (۴)

وباتفاق امت نماز فرض قطعی است، وذکر اللہ علاوہ نماز وغیرہ از مستحبات است، واتفاق است کہ فرض افضل است از مستحبات، ومعنی آیۂ ایں است کہ نماز چونکہ متضمن ذکر اللہ است، لہذا افضل است از غیر آں از عبادات۔(۵)

قال فی الکمالین: "فالصلوٰة لما کانت کلها مشتملة بذکر اللّٰه تعالٰی تکون أکبر"، الخ. (۶)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۲۸)

نماز وجہاد میں افضل کون ہے:

سوال: جہاد افضل ہے، یا دو رکعت نمازِ فجر با جماعت؟

---

(۱) سورة العنکبوت: ٤٥۔

(۲) (ترجمہ) صوفیا کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ذکر اللہ، پنجگانہ جماعت اور دیگر فرائض سے اولیٰ اور افضل ہے، اگر ذکر واذکار کی مشغولیت کی وجہ کر فرض نماز فوت ہوجاوے، تو اس پر قضا نہیں اور نہ وہ گنہگار رہوگا، آیت کریمہ "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى" الآیة، سے استدلال کرتے ہیں، کیا ان کا قول صحیح ہے یا نہیں؟ انیس

(۳) مسند ابن الجعد، شعبة عن الولیدبن العیزاربن حریث (ح: ٤٧٠)/مسند الإمام احمد، مسندالمکثرین من الصحابة، مسندعبداللّٰه بن مسعود(ح: ٣٩٩٧)/الصحیح لمسلم، باب بیان کون الإیمان باللّٰه عزوجل (ح: ٨٥)انیس)

(۴) سورة البقرة، الرکوع: ٣١، ظفیر. الآیة: ٢٣٨۔

(۵) ترجمہ جواب: ان کا قول باطل ہے، جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔ "أی الأعمال أحب إلی اللّٰه الخ"، اور اللہ تعالیٰ کا قول بھی ہے کہ "حَافِظُوۡا عَلَى الصَّلَوَاتِ" الآیة اور امت کا اتفاق ہے کہ نماز فرض قطعی ہے، اور نماز کے علاوہ دیگر ذکر اللہ مستحبات میں سے ہیں، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ فرض مستحبات سے افضل ہے، اور آیت کا معنی یہ ہے کہ نماز چونکہ ذکر اللہ کو شامل ہے، اس لئے وہ دوسری عبادات سے افضل ہے، جیسا کہ جلالین کی تفسیر کمالین میں ہے کہ نماز چونکہ ذکر اللہ پر مشتمل ہے، اس لئے وہ تمام عبادتوں میں اعظم ہے۔ انیس

(۶) علی حاشیة تفسیر الجلالین: ص: ٣٣٩.

وفی عبارة أبی السعود: "وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ أَكۡبَرُ" أی الصلوٰة أکبر من سائر الطاعات. (أیضًا، ص: ٣٣٨، ظفیر)

الجواب ــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جہاد مستقلاً مقصود نہیں، بلکہ یہ اعلائے دین کا ذریعہ ہے، جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ﴾ الخ. (۱) سے مستفاد ہوتا ہے کہ ''اگر ہم اقتدار اور تسلط اپنے بندوں کو عطا فرمائیں، تو اس تسلط کے نتیجہ میں (وہ کیا کام کریں گے؟) اقامت صلوٰۃ کا فریضہ ادا کریں گے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ اقامتِ صلوٰۃ تو اصل مقصود ہے اور اقتدار و تسلط اس کے لئے ذریعہ ہے۔ (۲)

جو شخص اصل مقصود کو ترک کرتا ہے اور آلات میں مشغول ہوتا ہے، وہ قلبِ موضوع کرتا ہے۔ یہ بھی سوچئے کہ جہاد فرض کفایہ ہے، کہ کچھ لوگ اس میں شرکت کریں، کچھ شرکت نہ کریں اور مقصود حاصل ہو جائے، تو یہ کافی ہے۔ (۳)

اور اقامت صلوٰۃ فرض عین ہے، جو ہر مکلّف کو کرنا ہے۔ (۴) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند۔ ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۵-۳۰۶)

---

(۱) سورۃ الحج: ٤١۔

(۲) قال عثمان بن عفان: فينا نزلت: ﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ... الخ﴾ فأخرجنا من ديارنا بغير حق، إلا أن قلنا: ربنا الله، ثم مكنا في الأرض، فأقمنا الصلاة، وآتينا الزكاة، وأمرنا بالمعروف، ونهينا عن المنكر، ولله عاقبة الأمور. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة الحج، تفسير قوله تعالى: اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ: ٥/٤٣٦، دار طيبة. انيس)

''إن المواظبة علىٰ أداء فرائض الصلوٰة، وأخذ النفس بها في أوقاتها علىٰ ما هو المراد من قوله: ''الصلوٰة علىٰ ميقاتها أفضل من الجهاد''. ولأن هذه فرض عين وتكرر، والجهاد ليس كذلك، ولأن افتراض الجهاد ليس إلا للإيمان وإقامة الصلوٰة، فكان مقصودًا وحسناً لغيره، بخلاف الصلوٰة حسنة لعينها، وهي المقصودة منه''، الخ. (فتح القدير، كتاب السير: ٥/١٨٨، رشيدية)

عن معاذ بن جبل: ... إنما أمرت أن أقاتل الناس حتى يقيموا الصلاة ويؤتوا الزكاة ويشهدوا أن لا إله إلا الله، وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله فإذا فعلوا ذلك فقد اعتصموا وعصموا دماءهم وأموالهم إلا بحقها وحسابهم على الله عزوجل، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذي نفس محمد بيده ما شحب وجه ولا اغبرت قدم في عمل تبتغى فيه درجات الجنة بعد الصلاة المفروضة كجهاد في سبيل الله ... الخ. (مسند الإمام احمد، مسند الأنصار، مسند معاذ بن جبل (ح: ٢١٦١٧) مسند البزار، مسند معاذ بن جبل (ح: ٢٦٦٩) انيس)

(۳) ''هو فرض كفاية ابتداءً، إن قام به البعض سقط عن الكل، وإلا أثموا بتركه''. (التنوير متن الدر علىٰ صدر الرد، كتاب الجهاد، مطلب المرابط لا يسأل في القبر كالشهيد: ٤/١٢٢، سعيد)

(۴) ''هي فرض عين علىٰ كل مكلف''. (التنوير متن الدر علىٰ صدر الرد، كتاب الصلاة: ١/٣٥١، سعيد)

﴿وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوْهُ وَهُوَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾. (سورة الأنعام: ٧٢)

﴿اِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾. (سورة النساء: ١٠٣)

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم...: أن الله قد فرض عليهم خمس صلوات في كل يوم وليلة... الخ. (الصحيح للبخاري، كتاب الزكاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء، (ح: ١٤٢٥) / الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين شرائع الإسلام (ح: ١٩) / الصحيح لابن خزيمة (ح: ٢٢٧٥)

على فرضية الصلاة، اجماع الأمة. (بدائع الصنائع، كتاب الصلاة: ١/٩٠، دار الكتب العلمية. انيس)

کیا پہلے اخلاق کی درستی ہو، پھر نماز پڑھنی چاہیے:

سوال: آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ پہلے اخلاق درست کئے جائیں، پھر نماز پڑھنی چاہیے۔

الجواب

یہ خیال درست نہیں، بلکہ خود اخلاق کی درستی کے لیے بھی نماز ضروری ہے،(۱) اور شیطان کا چکر ہے کہ وہ عبادت سے روکنے کے لیے ایسی الٹی سیدھی باتیں سمجھاتا ہے، مثلاً: یہ کہہ دیا کہ جب تک اخلاق درست نہ ہوں، نماز کا کیا فائدہ؟ اور شیطان کو پورا اطمینان ہے کہ یہ شخص مرتے دم تک اپنے اخلاق درست نہیں کر سکے گا، لہٰذا نماز سے ہمیشہ کے لیے محروم رہے گا، حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ آدمی نماز کی پابندی کرے اور ساتھ ساتھ اصلاح اخلاق کی کوشش کرے،(۲) نماز چھوڑ کر اخلاق کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے؟ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰/۳)

☆☆☆

(۱) ﴿وَاَقِمِ الصَّلَاةَ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِوَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾. (سورة العنكبوت: ٤٥)

يعني أن الصلاة تشتمل على شيئين على ترك الفواحش والمنكرات، أي إن مواظبتها تحمل على ترك ذلك. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة العنكبوت: ٢٨٠/٧، دار طيبة)

عن ابن عباس، قوله: ﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر ...الخ.﴾ يقول: في الصلاة منتهى ومزدجر عن معاصي الله. (تفسير الطبري، تفسير سورة العنكبوت: ٤١/٢٠، دار المعارف)

﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَر﴾ يعني مادام العبد يصلي لله عزوجل انتهى عن الفحشاء والمنكر ويقال ﴿وَاَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ يعني أد الصلاة الفريضة في مواقيتها بركوعها وسجودها والتضرع بعدها ﴿اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ﴾ يعني إذا صلى العبد لله صلاة خاشع يمنعه من المعاصي لأنه يرق قلبه فلا يميل إلى المعاصي. (بحر العلوم للسمرقندي: ٦٣٥/٢. انيس)

(۲) ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا﴾. (سورة الشمس: ٩-١٠)

يحتمل أن يكون المعنى قد افلح من زكى نفسه، أي بطاعة الله كما قال قتادة، وطهرها من الأخلاق الدنيئة والرذائل. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة الشمس: ٤١٢/٨) انيس)

عن أبي ثعلبة الخشني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أحبكم إليَّ وأقربكم مني في الآخرة محاسنكم أخلاقاً، وإن أبغضكم إلي وأبعدكم مني في الآخرة مساوئكم أخلاقاً، الثرثارون المتفيقهون المتشدقون. (مسند الإمام أحمد، حديث أبي ثعلبة الخشني (ح: ١٧٧٣٢)/سنن الترمذي، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في معالي الأخلاق (ح: ٢٠١٨)/المعجم الكبير للطبراني، مكحول عن ثعلبة (ح: ٥٨٨) انيس)

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً وألطفهم بأهله. (المستدرك للحاكم، كتاب الإيمان، من أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقا (ح: ١٧٨)/سنن الترمذي، كتاب الإيمان، باب ماجاء في استكمال الإيمان وزيادته ونقصانه (ح: ٢٦١٢) انيس)

نماز قضا کرنے کے احکام

سائنسی تجربات کی وجہ سے نماز قضا کردینا درست ہے یا نہیں:

سوال: اگر دارالتجربات سائنس میں تجربہ کیا جارہا ہے اور نماز کا وقت بھی (ہے) تو کیا یہ مجبوری ایسی ہے کہ اس کی وجہ سے نماز کو دوسری نماز کے ساتھ قضا پڑھنے کی اجازت ہو؟

الجواب

اس وجہ سے نماز کو قضا کرنا جائز نہیں۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۲۹)

دفتری کام کی وجہ سے فرض نماز قضا نہیں کی جاسکتی ہے:

سوال: مجھے نماز پڑھنے میں ایک دشواری حائل ہے، وہ یہ کہ دفتر کے کام سے عصر اور مغرب کے وقت نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملتا، اس وجہ سے برابر قضا پڑھنا پڑتا ہے، اگر کوئی دوسری بہتر ترکیب ہو، تو مطلع فرمائیں؟

الجواب وباللہ التوفیق

فرض نمازوں کا ترک جائز نہیں ہے، اگر کوئی ایسی ملازمت ہے جس میں آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے اور برابر نمازیں قضا کرنی پڑتی ہیں، تو اس کو ایسی ملازمت چھوڑ کر دوسری ملازمت اختیار کرنی چاہئے۔(۲) عصر، مغرب کی نمازوں میں

(۱) جابر يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (ح: ٨٢) / سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة (ح: ٢٦١٨) / مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند جابر بن عبدالله (ح: ١٤٥٦١) انیس)

(وتاركها عمدًا مجانةً) أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي)، الخ. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، أول كتاب الصلوٰة: ١/٣٢٦)

(ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر) الخ (فإن جمع فسد لو قدم) الفرض علىٰ وقته (وحرم لو عكس) أي أخره عنه ... (إلا لحاج بعرفة ومزدلفة). (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، قبيل باب الأذان: ١/٣٥٥، ظفير صديقی)

(۲) اس لئے کہ جماعت سے نماز پڑھنا سنت مؤکدہ مثل واجب ہے۔ بلا عذر شرعی جماعت ترک کرنا باعث گناہ ہے۔ جن اعذار کی بنیاد پر جماعت ساقط ہوجاتی ہے، ان میں سے ملازمت نہیں ہے۔ نیز بلا کسی عذر شرعی کے نماز قضا کردینا ترک جماعت سے بھی زیادہ سنگین جرم اور سخت ترین گناہ ہے اور ملازمت ایسا عذر نہیں ہے جس کی بنیاد پر نماز قضا کرنے کی گنجائش ہو۔ مجاہد ==

دو تین منٹ وقت صرف ہوگا، کیا اتنا وقت بھی نماز کے لئے نہیں مل سکتا ہے؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۷/۴/۶۹ ۱۳ ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۲۵۔۱۲۶)

ملازمت کی وجہ سے مطلق نماز یا نماز باجماعت ترک کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ!

(۱) یہاں سعودی عرب میں ہماری اکثریت کی ڈیوٹی ایسی ہے، مثلاً کرین چلانا، گاڑی چلانا وغیرہ کہ افسر ساتھ ہوتا ہے، اس وقت اگر اذان ہوجائے، لیکن ہمارا افسر ہماری نماز کے لئے جانے پر خوش نہ ہو، تو کیا ہم ملازمت کریں، یا مسجد جائیں، یا نماز بعد میں پڑھنا چاہئے؟

(۲) اگر جماعت ہورہی ہو اور ہم ایسے کام میں لگے ہوئے ہوں کہ اگر کام چھوڑ دیں، تو کام رک جاتا ہے اور افسر ناراض ہوکر سزا دینے پر بھی تیار ہو، لیکن ہمیں پھر جماعت ملنے کی امید نہ ہو، تو ان حالات میں ہم ضروری کام کے

== عن أبی الدرداء قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: مامن ثلاثۃ فی قریۃ ولابد ولاتقام فیھم الصلاۃ إلاقد استحوذ علیھم الشیطان فعلیک بالجماعۃ فإنمایأکل الذئب القاصیۃ. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ (ح:۵۴۷) سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، التشدید فی ترک الجماعۃ (ح:۸۴۷)

عن عبداللّٰہ بن مسعود قال: حافظوا ھؤلاء الصلوات الخمس حیث ینادی بھن فإنھن من سنن الھدی وإن اللّٰہ شرع لنبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سنن الھدی لقد رأیتنا ومایتخلف عنھا إلا منافق بیّن النفاق ولقد رأیتنا وإن الرجل لیھادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف ومامنکم من أحد إلا ولہ مسجد فی بیتہ ولو صلیتم فی بیوتکم وترکتم مساجدکم ترکتم سنۃ نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولو ترکتم سنۃ نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلم لکفرتم. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ (ح: ۵۵۰)/سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، المحافظۃ علی الصلوات حیث ینادی بھن (ح:۸۴۹)/

عن ابن أم مکتوم أنہ سأل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال: یارسول اللّٰہ! إنی رجل ضریر البصر شاسع الدار ولی قائد لا یلائمنی فھل لی رخصۃ أن أصلی فی بیتی قال: ھل تسمع النداء قال: نعم، قال: لا أجد لک رخصۃ. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ (ح:۵۵۲)/

عن أبی ھریرۃ قال: جاء أعمی إلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال إنہ لیس لی قائد یقودنی إلی الصلاۃ فسألہ أن یرخص لہ أن یصلی فی بیتہ فأذن لہ، فلماولی، دعاہ، قال لہ: أ تسمع النداء بالصلاۃ قال نعم، قال: فأجب. (سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، المحافظۃ علی الصلوات حیث ینادی بھن (ح:۸۵۰)/

عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من سمع المنادی فلم یمنعہ من اتباعہ عذر، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أو مرض، لم تقبل منہ الصلاۃ التی صلی. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب التشدید فی ترک الجماعۃ (ح:۵۵۱)/ المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ، من سمع النداء فلم یأتہ فلاصلاۃ لہ إلامن عذر (ح:۹۳۲)/

عن ابن أم مکتوم أنہ قال: یارسول اللّٰہ! إن المدینۃ کثیرۃ الھوام والسباع، قال: ھل تسمع حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، قال: نعم، قال: فَحَیَّ ھَلاً ولم یرخص لہ. (سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، المحافظۃ علی الصلوات حیث ینادی بھن (ح:۸۵۱)/المستدرک للحاکم، کتاب الصلاۃ، باب مامن ثلاثۃ فی قریۃ... (ح:۹۳۶) انیس)

وقت نماز باجماعت چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳)　جہاں نوکری خطرے میں ہو، یعنی اگر ہم نماز کے لئے جائیں، تو نوکری سے ہاتھ دھونے پڑیں، ایسی حالت میں جماعت کو ترک کر سکتے ہیں، یا نماز کو قضا کیا کریں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: اجمل خان خلیل، ریاض، سعودیہ عربیہ.....۱۲ ر نومبر ر ۱۹۸۳ء)

الجواب

(۱)　اگر گاڑی وغیرہ کے ضیاع اور ہلاکت کا خطرہ یا ظن غالب ہو اور آفیسر کی طرف سے سزا دینے اور ظلم کرنے کا خطرہ ہو، تو آپ پر مسجد جانا ضروری نہیں ہے، آپ اسی جگہ انفراداً یا باجماعت نماز پڑھ لیں، البتہ نماز کو قضا نہ کریں۔(۱)

(۲)　اس شق کا جواب بھی مثل سابق کے ہے، البتہ اگر اقامت کے وقت اجازت ملتی ہے، تو غنیمت ہے۔

(۳)　اگر ملازمت میں نماز ادا کرنے پر پابندی ہو، اور نماز قضا کرنا (وقت خارج ہونے کے بعد پڑھنا) عادت کے طور سے واقع ہو رہا ہو، تو دوسری ملازمت کی کوشش ضروری ہے۔(۲) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۴۲/۲)

چوبیس گھنٹے کا ملازم نماز کیسے ادا کرے:

سوال:　ایک شخص ۲۴ر گھنٹہ کا سرکاری ملازم ہے، اس کو ایک منٹ کا بھی موقع نہیں ہے، ایسی صورت میں وہ نماز کیسے ادا کرے؟

ھو المصوب

دریافت کردہ صورت میں بہرصورت نماز فرض ہے، حاکم سے اجازت لے کر نماز ادا کرتا رہے۔(۳)

تحریر: محمد طارق ندوی ر تصویب: ناصر علی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۳۴۶/۱)

---

(۱)　فصل: یسقط حضور الجماعة بواحد من ثمانية عشر شيئا، منها: مطر وبرد وخوف ظالم وظلمة شديدة في الصحيح وحبس معسر أو مظلوم وعمى ومفلج وقطع يد ورجل وسقام واقعاد ووحل بعد انقطاع مطر قال صلى الله عليه وسلم: إذا ابتلت النعال فالصلاة في الرحال، وزمانة وشيخوخة وتكرار فقه لا نحو ولغة بجماعة تفوته ولم يداوم على تركها وحضور طعام تتوقه نفسه لشغل باله كمدافعة الأخبثين أو الريح وإرادة سفر تهيأله وقيامه بمريض يستضر بغيبته وشدة ريح ليلا لا نهاراً للحرج. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة مدخل: ۱۱۳/۱. انيس)

(۲)　قال العلامة الطحطاوي: وخوف ظالم أي على نفسه أو ماله أو خوف ضياع ماله أو خوف ذهاب قافله لو اشتغل بالصلاة جماعة. (حاشية الطحطاوي، فصل يسقط حضور الجماعة، ص: ۲۹۷)

ملازمت ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلسل سنت مؤکدہ مثل واجب کو چھوڑا جائے۔

(الجماعة سنة مؤكدة) أي قوية تشبه الواجب في القوة والراجح عند المذهب الوجوب...وصرح في المحيط بأنه لا يرخص لأحد في تركها بغير عذر حتى لو تركها أهل مصر يؤمرون بها فإن ائتمروا وإلا يحل مقاتلتهم. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، صفة الإمامة في الصلاة: ۳۶۵/۱، دار الكتاب الإسلامي. انيس)

عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما احب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فاذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة. (سنن النسائي، كتاب البيعة، جزاء من أمر بمعصية فأطاع (ح: ۴۲۰۶) انيس)

(۳)　إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا. (سورة النساء: ۱۰۳)

قال ابن مسعود: إن للصلاة وقتا كوقت الحج. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير: ۴۰۴/۲. انيس)

فضائی عملہ کی نماز روزہ کا حکم:

سوال: علماءکرام اور مفتیان شرع متین سے مندرجہ ذیل صورت مسئولہ کی بابت تحریری وتفصیلی فتویٰ درکار ہے!

صورت حال کچھ یوں ہے کہ پاکستان ایئرفورس اور نیوی وغیرہ یا دیگر عرب ریاستوں اور مسلمان مملکتوں کی فضائیہ کے تمام پائلٹ اپنی فضائی خدمات کچھ اس طرح انجام دیتے ہیں۔

واضح ہو کہ یہ فضائی خدمات تقریباً تین انواع پر مشتمل ہیں:

(۱) دفاعی پروازیں۔

(۲) نگرانی وحفاظتی پروازیں۔

(۳) اور تربیتی پروازیں (یہ تربیتی پروازیں مادر وطن میں بھی سرانجام دی جاتی ہیں اور کسی دیگر اسلامی یا غیر اسلامی ممالک میں بھی انجام پذیر ہوتی ہیں)۔

علاوہ ازیں تمام ممالک کے تیار کردہ لڑاکا طیاروں کی ساخت میں یہ حکمت عملی کارفرما ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دفاعی سامان رکھنے کی گنجائش رکھی جائے اور تمام تر دفاعی ضروریات کی تکمیل مقصود ہوتی ہے، دوران پرواز پائلٹ حضرات کی سہولیات کا تصور یکساں مفقود ہوتا ہے۔

فقدان سہولیات کی صورت حال یہ ہے کہ ہر لڑاکا طیارے میں ایک پائلٹ یا دو پائلٹ ہوتے ہیں اور وہ اس قدر سختی سے جکڑے ہوتے ہیں کہ وہ اس جکڑاؤ سے قطعاً آزاد نہیں ہو سکتے، ساتھ ساتھ ان کی آنکھیں، دل ودماغ اور دیگر سارے جسمانی اعضا بڑی چابک دستی اور مسلسل مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہیں، حتی کہ انسانی حاجات بھی اس جکڑاؤ کی حالت میں پوری کی جاتی ہیں، پرواز کا دورانیہ عموماً چھ گھنٹے سے لے کر چودہ گھنٹے پر محیط ہوتا ہے اور یہ دورانیہ سال بھر یا ساری فضائی سروس میں لازماً بدلتا رہتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس دورانیے میں پانچوں نمازوں کے اوقات گزر جاتے ہیں، یا کم ازکم تین چار نمازوں کے اوقات گزر گئے۔ اس صورت میں وضو کا بقا ناممکن اور ناقابل تصور امر ہے اور جکڑاؤ کی صورت میں ارکان نماز مثلاً قیام، رکوع، سجود، جلوس اور تشہد وغیرہ سب فوت ہو جاتے ہیں، صرف اور صرف ادھورا تیمّم اور ادھورے اشاروں پر کفایت کر کے بروقت نماز ادا کی جاسکتی ہے۔

ماہ رمضان میں پائلٹ کے لئے دوران پرواز روزہ رکھنا قانوناً ممنوع ہے، کیونکہ روزے کی صورت میں اس کے قوائے جسمانی میں اضمحلال پیدا ہو جاتا ہے اور اس صورت میں اس کی اپنی جان اور ساتھی کی جان کے ضیاع اور طیارے کی تباہی کے خطرات منڈلاتے ہیں، لہٰذا پائلٹ حضرات روزہ بھی نہیں رکھ سکتے، اسی وجہ سے فضائی اڈوں پر رمضان کے مہینہ میں صیام کا ماحول اور سماں نہ ہونے کے تصور سے دل کو وہ کلی طمانینت نصیب نہیں ہوتی جو کہ روزے دار کو رمضان میں نصیب ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا صورت کی بابت درج ذیل چند سوالات ہیں کہ!

(۱) پائلٹ حضرات کے لئے اداء صلاۃ کا مناسب مشروع اور قابل عمل طریقہ کون سا ہونا چاہئے؟

(۲) ماہ رمضان یا بعد از رمضان صیام کی ادائیگی کا کون سا طریقہ اپنانا چاہئے؟

(۳) دونوں ارکان دین کی عدم ادائیگی کی صورت میں کفارہ وغیرہ کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

(۴) کوئی اور صورت ممکنہ قابل عمل ہے، تو اس کی وضاحت فرمادی جائے؟

فتویٰ کی وصولیابی پر بندہ از حد مشکور وممنون ہوگا۔ (سائل: عبدالقیوم ونیس، کراچی)

الجواب ـــــــــــــــــــ باسمہ تعالیٰ

شریعت اسلامیہ نے عبادات کا ایک مکمل نظام ترتیب دیا ہے، ان عبادات کی ادیئگی کے لئے اوقات اور طریقہ کا تعین بھی کردیا ہے، عام معمول کے حالات میں ان کی بروقت اور صحیح طریقہ سے ادائیگی کے لئے اوقات کی حیثیت اور عبادات کے آداب کا مکمل خاکہ پیش کیا ہے، عام حالات سے ہٹ کر جو حالات وعوارضات غیر اختیاری طور پر آسکتے ہیں، ان کے لئے انسانوں کی ضروریات اور کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے مطابق احکامات صادر فرمائے ہیں، مثلاً نماز میں اگر مرض وغیرہ عذر کی وجہ سے قیام ممکن نہیں، تو بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں، تو لیٹ کر اشاروں کے ساتھ نماز ادا کی جاسکتی ہے۔(۱)

روزہ میں مرض وسفر کی وجہ سے دشواری محسوس ہو، تو ان اعذار کے زائل ہونے کے بعد، اس کی قضا کا حکم دیا گیا ہے، شریعت کی طرف سے ان اعذار کی وجہ سے سہولیات بہم پہونچانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ادائیگی میں آسانی تو کی جاسکتی ہے، لیکن نہ تو ان عوارضات کی وجہ سے ان کو کلی طور پر ترک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی یہ اجازت ہے کہ باوجود قدرت کے کچھ مالی فدیہ ادا کرکے، اس عبادت مامورہ سے سبکدوش ہوسکتے ہیں۔

(۱) مسلمان اپنے نظام زندگی سول اور عسکری دونوں کو شریعت کے تابع کرنے کا پابند ہے، نہ کہ شریعت کو اپنے اختیار کردہ طریقۂ کار کا پابند بنانے کا۔(۲)

(۲) مسلمان پر اپنے عسکری نظام کو شریعت کے احکام کا تابع بنانا ضروری ہے، نہ کہ دشمنان اسلام یورپ و

---

(۱) ﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ أى فى سائر أحوالكم. (تفسير القرآن العظيم لابن كثير، تفسير سورة النساء: ۱۰۳، تفسير قوله تعالىٰ: فإذا قضيتم....: ۲/۴۰۴. انيس)

(۲) أن عمر بن الخطاب كتب إلى عماله: إن أهم أموركم عندى الصلاة من حفظها وحافظ عليها، حفظ دينه ومن ضيعها فهو لما سواها أضيع. (السنن الكبرىٰ للبيهقى، كتاب الصلاة، جماع مواقيت الصلاة (ح: ۲۰۲۸)/المصنف لابن عبدالرزاق، كتاب الصلاة، باب المواقيت: ۱/۵۳۶)/

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰئِكَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾. (سورة يونس: ۷-۸) انيس)

امریکہ کے نظام کے تابع ،لہٰذا تمام مسلمان حکمرانوں اوراعلیٰ فوجی افسروں کا اپنا فریضہ ہے کہ عام حالات یعنی امن کے حالات میں فوجیوں اور پائلٹوں کی ترتیب اوراپنے دیگرامورکوشرعی نظام الاوقات کے تابع بنائیں،اوقات نماز و روزہ کا خیال رکھتے ہوئے تربیتی پروازیں اور مشقیں ترتیب دی جائیں، مالی نقصان اللہ کے نزدیک حکم کی تعمیل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتااور اگراللہ تعالیٰ کے مقررہ اوقات عبادت کے متصادم پروگرام ترتیب دیا جاتا ہے،تو پھران مشقوں اورتربیتی پروازوں میں شرکت کا جائز ہونامحل اشکال ہے،امن کے حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوقات کی قید کے ساتھ مقررکردہ عبادات واحکامات میں تقدیم وتاخیر یا کلی ترک کی کسی بھی طرح اجازت نہیں (جنگی حالات کاحکم مختلف ہے)اصل کے اعتبار سے مذکورہ حالات کے اعتبار سے،اس میدان میں داخل ہونا ہی صحیح نہیں تھا، لیکن اگرغفلت یا لاعلمی کی وجہ سے اس میدان میں قدم رکھ چکے ہیں،اورتنبیہ کے بعدنہ تو حالات کو بدلنا آپ کے اختیارمیں ہےاورنہ شرعی ضرر(جان کا خطرہ یا مفلوک الحال ہونے کا اندیشہ)کے بغیراس سے چھٹکارہ ممکن ہے،تو اگر وضوکی قدرت نہیں ہے،تو تیمّم کیلئے پہلے سے ڈھیلے وغیرہ کا انتظام رکھا جائے،تیمّم کے بعد اگر کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ ادائے صلاۃ ممکن نہ ہو،تومحض بیٹھ کراشارے کے ساتھ اپنے وقت میں ادا کی جائے،غرض شرعی طریقہ سے قریب ترممکنہ کیفیت کے ساتھ جس طرح نماز کی ادائیگی ممکن ہو، ادا کردی جائے،جب اس جکڑن سے خلاصی ملےاس وقت ایک یازیادہ نمازوں کی قضا کرلیا کریں۔

(۳)　جیسا کہ مذکورہوا کہ اصل میں توماہ رمضان میں مشقیں یا تربیتی پروازیں ترتیب ہی نہیں دی جائیں، یا پھران کا دورانیہ اس قدرمختصرہو کہ اس میں روزہ رکھنا ممنوع اوردشوار نہ ہو،اگر مذکورہ بالا شرعی مجبوری کی وجہ سے نہ تبدیلی ممکن ہواورنہ چھوڑناممکن ہو،تو پھر جوروزے نہیں رکھ سکتے ،ان کی قضابعدرمضان لازم ہے،سستی یاماحول کے نہ ہونے کی وجہ سے قضا کوترک نہیں کیا جاسکتا۔(۱)

(۴)　جب تک زندگی ہےاوران ارکان کی ادائیگی بصورت قضاممکن ہے،ان کے کفارہ اورفدیہ مالی ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔(۲)فقط واللہ اعلم

کتبہ:محمد عبدالمجید دین پوری عفی عنہ۔الجواب صحیح:محمد عبدالسلام عفااللہ عنہ۔

بینات۔شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ۔(فتاویٰ بینات:۳۹۱/۲۔۳۹۴)

---

(۱)　﴿یاایُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنِ،اَیَّامًامَعْدُودَاتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضًااَوْعَلٰی سَفَرٍفَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾.(سورۃالبقرۃ:۱۸۳۔۱۸۴)انیس)

(۲)　لوصح المریض وأقام المسافر ثم ماتا لزمھما القضاء بقدرالصحۃ والإقامۃ لوجود الإدراک بھذا المقدار وفائدتہ وجوب الوصیۃ بالإطعام.(فتح القدیر،کتاب الصوم،باب مایوجب القضاء والکفارۃ:۳۰/۲ ۵.انیس)

سرکاری ڈیوٹی کے دوران نماز ادا کرنا کیسا ہے:

سوال: ایک سرکاری ملازم ہے اور وہ ڈیوٹی کے وقت نماز پڑھے، تو اس کی نماز میں فرق تو نہیں آئے گا؟ یعنی نماز اس کی ہوگی یا کہ نہیں؟ کیوں کہ حکومت کی نگرانی میں ہے اور وہ اس وقت اپنی مزدوری وصول کر رہا ہے؟

الجواب

جس ادارے میں وہ ملازمت کر رہا ہے، ان لوگوں کو خود چاہیے کہ وہ ملازمین کو نماز پڑھنے کے لیے وقت دیں، ملازمت سے نماز ساقط نہیں ہوتی، اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت نہیں ملتا، تو ملازمت کے اوقات ہی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔

عن النواس بن سمعان قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق". (رواہ فی شرح السنّة)(۱)

ہاں! اگر ادارے کی طرف سے نماز کے لیے وقت ملتا ہے، اس میں ملازم سستی کرے اور نماز نہ پڑھے اور کام کے وقت میں نماز پڑھے، تو یہ درست نہیں، اس صورت میں نماز ہو جائے گی، مگر یہ طرز عمل درست نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۵/۳)

مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر ڈاکٹر کا نماز پڑھنے جانا:

سوال: کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر یا اسٹاف پر، ڈیوٹی کے دوران نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، کیوں کہ بعض دفعہ مریض کی زندگی خطرے میں ہوتی ہے اور انسانیت کو بچانا نماز سے افضل ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دوران ڈیوٹی کوئی شخص نماز پڑھنے چلا جائے اور اسی دوران مریض فوت ہو جائے، تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟

---

(۱) شرح السنة للبغوی، باب الطاعة فی المعروف (ح: ۲۴۵۵)/ مسند الشهاب (ح: ۸۷۳) عن عمران بن حصین/
عن علی أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعث جیشاً وأمر علیهم رجلا، فأوقد ناراً وقال: ادخلوها، فأراد ناس أن یدخلوها وقال الآخرون: إنا قد فررنا منها، فذکر ذلک لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فقال للذین أرادوا أن یدخلوها: لو دخلتموها لم تزالوا فیها إلی یوم القیامة وقال للآخرین قولاً حسناً، وقال: لاطاعة فی معصیة اللّٰہ، إنما الطاعة فی المعروف. (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة (ح: ۱۷۰۴)/ مسند الإمام أحمد، مسند علی بن أبی طالب (ح: ۷۲۴)/ الصحیح للبخاری، باب ماجاء فی إجازة خبر الواحد الصدوق (ح: ۷۲۵۷)/
عن عبادة بن الولید بن عبادة عن أبیه عن جده قال: بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر... وأن نقول بالحق أینما کنا لانخاف فی اللّٰہ لومة لائم. (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة (ح: ۱۷۰۹) انیس)

الجواب ________________

جس ڈاکٹر یا دوسرے عملے کی ڈیوٹی نماز کے وقت ہو، ان کی نماز کے لئے متبادل انتظام ہونا چاہیے، مریض کو نازک حالت میں چھوڑ کر نماز پڑھنے جانا، تو واقعی درست نہیں، لیکن ایسی صورت کے لیے متبادل انتظام کرنا فرض ہے۔(۱)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۴/۳)

اسکول کی تعلیم کی وجہ سے ظہر کی نماز کا چھوٹنا:

سوال: جدید تعلیم کے حصول میں ظہر کی نماز تو اکثر چھوٹتی ہے، اس تعلیم کا حاصل کرنا کیسا ہے؟ اور اپنے کسی عزیز کی ایسی تعلیم دلانے میں پیسے سے اعانت کرنا کیسا ہے؟

الجواب ________________ حامدًا و مصلیاً

ظہر کی نماز میں اگر مسجد جا کر جماعت میں شرکت نہیں کر سکتے، تو طلبا خود اپنی جماعت کر سکتے ہیں، اگر اس کی اجازت نہیں اور چند ماہ ظہر کی نماز ہی کو قضا کرنا ضروری ہوتا ہے، تو ایسی تعلیم کی شرعاً اجازت نہیں، جس میں اسلام کا اتنا بڑا رکن قضا کرنا پڑے۔(۲)

پھر اس تعلیم کے ثمرات اکثر و بیشتر، تو اسلام کے خلاف ہی مشاہدہ کرنے میں آئے ہیں، مثلاً: قرآن کے کلام الٰہی اور وحی ہونے میں تردد، ملائکہ کے نزول میں تردد، نبوت میں تردد، سوال و جواب قبر میں تردد، حشر اور وزن اعمال میں تردد، جنت و دوزخ میں تردد، پل صراط میں تردد، غرض عامۂ عقائد متزلزل ہو جاتے ہیں، حتی کہ خدا کے وجود ہی میں تردد پیدا ہو جاتا ہے، پھر اسلامی اعمال و اخلاق کی کیا توقع ہو سکتی ہے، الا ما شاء اللہ بہت کم ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جو بسلامت رہ جائیں، ایسی تعلیم کی تحصیل اور اس کی اعانت کا حال ظاہر ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۱۰/۵-۳۱۱)

---

(۱) القابلة لو اشتغلت بالصلاة تخاف موت الولد جازلها أن تؤخر الصلاة عن وقتها وتؤخر بسبب اللص ونحوه، كذا في الخلاصة. (الفتاویٰ الهندية: ۵۱/۱، كتاب الصلاة، طبع رشيديه)

ويجوز تاخير الصلاة عن وقتها لعذر كما قال الولوالجى: القابلة إذا خافت موت الولد لا بأس بأن تؤخرها وتقبل على الولد لأن تاخير الصلاة عن الوقت يجوز بعذر، ألاترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخر الصلاة عن وقتها يوم الخندق. (درر الحكام شرح غرر الأحكام، الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداء: ۱۲٤/۱. انيس)

(۲) "عن عبد الله رضى الله تعالىٰ عنه عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أنه قال: "السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة". (صحيح البخارى، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام مالم تكن بمعصية: ۱۰۵۷/۲، قديمى)

(۳) قال الله تعالىٰ: "﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾" (سورة المائده: ۲)
يأمر الله تعالىٰ عباده المؤمنين بالمعاونة علىٰ فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات، وهو التقوىٰ، ==

تعلیم کے لیے عصر کی نماز چھوڑنا درست نہیں:

سوال: میں پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں، اب کالج میں داخلہ لینے والی ہوں، کالج کا ٹائم ایسا ہے کہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکتی، کیا میں ہمیشہ مغرب کی نماز کے ساتھ عصر کی فرض نماز پڑھ لیا کروں؟ کیا مجھے اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب

حدیث میں ہے کہ جس کی نماز عصر قضا ہوگئی، اس کا گویا گھر بار لوٹ گیا اور گھر کے سارے لوگ ہلاک ہو گئے۔(۱)
اس لیے نماز قضا کرنا تو جائز نہیں، اب یا تو کالج ہی میں نماز ٹھیک وقت پر پڑھنے کا انتظام کیجئے، یا لعنت بھیجئے ایسے کالج اور ایسی تعلیم پر جس سے نماز غارت ہوجائے۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰/۳)

نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے:

سوال: ایک آدمی دکان کرتا ہے، یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے، جب اذان ہوتی ہے، تو نماز نہیں پڑھتا، یا جماعت سے نہیں پڑھتا، تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور جو رقم اس نے نماز کے وقت کمائی، حلال ہے یا کہ حرام؟

الجواب

کمائی تو حرام نہیں، (۳) مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہوجائے، یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔(۴) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۲/۳)

== وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المأثم والمحارم. (تفسير ابن كثير: ٦/٢، سهيل اكيڈمی، لاهور)
''وكل ما أدى إلى ما لايجوز، لايجوز''، وتمامه في شرح الوهبانية. (الدر المختار متن رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس: ٣٦٠/٦، سعيد)

(۱) ''الذی تفوته صلاة العصر كأنما وتر أهله وماله''. (زاد ابن خزيمة في صحيحه: قال مالك: تفسيره ذهاب الوقت، والنسائي: من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وتر أهله وماله يعني العصر. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ١٣٤/١)
عن نوفل بن معاوية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: من الصلاة صلاة من فاتته فكأنما وتر أهله وماله. قال ابن عمر: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هي صلاة العصر. (سنن النسائي، كتاب الصلاة، باب صلاة العصر في السفر (ح: ٤٧٩) انيس)

(۲) وفي شرح النقاية عن نجم الأئمة رجل يشتغل بتكرار الفقه ليلاً أو نهاراً ولا يحضر الجماعة: لا يعذر ولا تقبل شهادته. (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ٣٦٦/١، دار الكتب الإسلامي. انيس)

(۳) (وكره) تحريماً مع الصحة (البيع عند الأذان الأوّل). (درمختار) (قوله وكره تحريماً مع الصحة): أشار إلى وجه تأخير المكروه عن الفاسد مع اشتراكهما في حكم المنع الشرعي والإثم، وذلك أنّه دونه من حيث صحته وعدم فساده، لأن النهي باعتبار معنى مجاور للبيع لا في صلبه ولا في شرائط صحته، ومثل هذا النهي لا يوجب الفساد بل الكراهية، كما في الدرر. (ردالمحتار: ١٠١/٥، مطلب أحكام نقصان المبيع فاسدًا)

(۴) باب قضاء الفوائت، لم يقل المتروكات ظنًا بالمسلم خيرًا إذ التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج. (الدر المختار: ٦٢/٢، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت)

نماز کے لیے مصروفیت کا بہانہ لغو ہے:

سوال: اسلام چودہ سو سال پرانا مذہب ہے،اس زمانے میں لوگوں کی ضروریات بہت کم ہوتی تھیں۔ مصروفیات بھی کم ہوتی تھیں، فارغ وقت لوگوں کے پاس بہت ہوتا تھا، پانچ وقت نماز ادا کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی ،مگر اب حالت بہت مختلف ہے، زندگی بہت مصروف ہوگئی ہے، اگر نماز صرف صبح وشام پڑھ لی جائے،تو اس بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ کیوں کہ رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو دفتر جانے سے پہلے یا دیگر کاموں سے پہلے ہی دو اوقات ذرا فرصت کے ہوتے ہیں،جن میں انسان خدا کو دل سے یاد کرسکتا ہے۔

الجواب

پانچ وقت کی نماز فرض ہے،(۱) اوران کے جو اوقات متعین ہیں،ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی،(۲) مصروفیت کا بہانہ لغو ہے۔

سوال کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کے لیے تھی ،بعد کے لوگوں کے لیے نہیں، ایسا خیال کفر کے قریب ہے،(۳) آج کے دور میں لوگ تفریح پر، دوستوں کے ساتھ گپ شپ پر اور کھانے وغیرہ پر گھنٹوں خرچ کر دیتے ہیں،اس وقت ان کو اپنی مصروفیات یاد نہیں رہتیں، آخر مصروفیت کا سارا نزلہ نماز ہی پر کیوں گرایا جاتا ہے؟ اور وقت میں کفایت شعاری صرف نماز ہی کے لیے روا رکھی جاتی ہے؟ (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۸۹/۳-۱۹۰)

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أنه قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "خمس صلوات افترضهن الله تعالىٰ من أحسن وضوء هن وصلاهن لوقتهن وأتم ركوعهن وخشوعهن كان له على الله عهد أن يغفرله،ومن لم يفعل فليس له على الله عهد إن شاء غفرله وإن شاء عذبه"،رواه أحمد وأبوداؤد،وروى مالك والنسائی نحوه.(مشكوٰة المصابيح،ص:۵۸،كتاب الصلاة)

سنن أبی داؤد،كتاب الصلاة،باب فی المحافظة على وقت الصلوات(ح: ۴۲۵)/مسند الإمام أحمد،باقی مسند الأنصار،مسند عبادة بن الصامت(ح: ۲۲۱۹۶)/موطا الإمام مالك،كتاب صلاة الليل باب الأمر بالوتر(ح: ۲۷۰)/سنن النسائی،كتاب الصلاة،باب المحافظة على الصلوات الخمس(ح: ۴۶۱)/المعجم الأوسط للطبرانی،باب العين،من اسمه عبدالرحمن،عبدالرحمن بن عمرو الدمشقی(ح:۴۶۵۵)انیس)

(۲) ﴿إن الصَّلٰوة كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً﴾.(سورة النساء:۱۰۳)

(۳) ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾.(سورة المائدة:۳)

هذا أكبر نعم الله عزوجل على هذه الأمة حيث أكمل تعالىٰ لهم دينهم،فلا يحتاجون إلى دين غيره ولا إلى نبی غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليه،ولهذا جعله الله خاتم الأنبياء وبعثه إلى الإنس والجن فلا حلال إلا ما أحله ولا حرام إلا ما حرمه ولا دين إلا ما شرعه.(تفسير القرآن العظيم،تفسير سورة المائدة:۲۶/۳،دار طيبة.انیس)

مصروفیت کی وجہ سے نماز یا جماعت کا وقت گزر جائے، تو کیا حکم ہے:

سوال: نماز غفلت کی بنا پر چھوڑ نا مسلمان کی شان کے خلاف اور باعث خسارہ ہے، اخروی لحاظ سے، دنیاوی لحاظ سے بھی، پوچھنا یہ مقصود ہے کہ مصروفیت کی وجہ سے نماز کا وقت گزر جائے یا کبھی جماعت کی نماز کا، دونوں ایک ہی چیز ہے یا فرق ہے؟

الجواب

دونوں میں فرق ہے، جماعت کی نماز سنت مؤکدہ یا واجب ہے، اس کو بغیر عذر کے چھوڑ نا گناہ ہے۔(۱) جب کہ نماز کو جان بوجھ کر قضا کر دینا اس سے بدتر گناہ ہے، جس کو حدیث میں 'کفر' سے تعبیر کیا گیا ہے۔(۲)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۴/۳-۱۸۵)

شبہ ریا کی وجہ سے کیا نماز چھوڑنے کی اجازت ہے:

سوال: ایک شخص ہے، جب بھی وہ نماز کی نیت کرتا ہے، تو ریا کی شرکت ہوجاتی ہے، ریا کو بہت دور کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ دور نہیں کر پاتا، ایسا شخص نماز چھوڑ دے، یا نماز پڑھتا رہے؟ اگر نماز پڑھنا چھوڑ دے، تو گنہگار تو نہیں ہوگا؟

الجواب حامدًا و مصليًا

ایسا شخص نماز پڑھتا رہے، نماز چھوڑنے پر گنہگار رہوگا۔

''ولايترك لخوف دخول الرياء لأنه أمرموهوم''. (الدرالمختار: ۲۹٤/۱)(۳)

وفي الولوالجية:'' إذا أراد أن يصلي أويقرأ القرآن فيخاف أن يدخل عليه الرياء فلاينبغي أن يترك لأنه أمرموهوم''. (الأشباه والنظائر: ۷۵) فقط والله تعالىٰ أعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۳۳/۲)

---

(۱) إن صلاة الجماعة واجبة على الراجح في المذهب أو سنّة مؤكدة في حكم الواجب كما في البحر، وصرحوا بفسق تاركها وتعزيره، وأنه يأثم. (ردالمحتار: ٤٥٧/۱، مطلب كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها)/

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع المنادى فلم يمنعه من اتباعه عذر فلاصلاة له، قالوا: وما العذر، قال: خوف، أومرض. (السنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الصلاة، باب ترك اتيان الجمعة لخوف أومرض أومافي معناهمامن الأعذار (ح: ۵۰۰۹) انیس)

(۲) وقال محمّد بن نصر المروزي: قال إسحاق: صح عن النبي صلى الله عليه وسلم: "أن تارك الصلاة كافر"، وكان رأى أهل العلم من لدنه صلى الله عليه وسلّم أن تاركها عمدًا من غيرعذرحتّى يذهب وقتها كافر. (الزواجرعن اقتراف الكبائر: ۱۳۸/۱، الكبيرة السابعة والسبعون، تعمد تأخير الصلاة عن وقتها... الخ)

(۳) الدرالمختارمتن ردالمحتار، كتاب الصلاة، فروع في النية: ٤۳۸/۱، انیس

درمیان نماز میں اگر ریا آجائے، تو نماز کا حکم:

سوال: زید نے عشا کی نماز شروع کی، دو رکعت کے بعد ریا داخل ہوگئی، تو اس کو اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا، یا اس کی نماز ریا کاروں والی ہوگی؟

الجواب ــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اخلاص والی نماز کا ثواب ملے گا۔

"افتتح خالصاً ثم خالطه الرياء اعتبر السابق لعل وجهه أن الصلوٰة عبادة واحدة غير متجزئة فالنظر إلى ابتدائها فإذا شرع فيها خالصاً ثم عرض عليه الرياء فهي باقية لله تعالىٰ على الخلوص وإلا لزم أن يكون بعضها له وبعضها لغيره مع أنها واحدة. (الدر المختار مع رد المحتار: ١/ ٢٩٤، كتاب الصلاة، فروع في النية وهكذا في البزازية: ٢٨/٤) فقط والله تعالىٰ أعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۲/۳۳-۳۴)

تنگ وقت میں قضاء حاجت کے تقاضا کی وجہ سے نماز چھوڑنا جائز نہیں:

سوال: ایک شخص کو تقاضا قضاء حاجت کا سخت ہے، مگر ادھر نماز کا بالکل آخری وقت ہے، اب اگر وہ آدمی قضاء حاجت کے لیے جاتا ہے، تو نماز فوت ہوجائے گی اور اگر وہ نماز پڑھتا ہے، تو پیٹ میں سخت تکلیف و بوجھ ہوتا ہے، اب ایسے شخص کو کیا کرنا چاہیے، یعنی اسی بوجھ و تکلیف کے ساتھ نماز ادا کرے، یا رفع تکلیف کر کے بعد میں پڑھے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ باسم ملهم الصّواب

اس حالت میں ترک جماعت، تو جائز ہے، (۱) مگر نماز کا ترک جائز نہیں، لہٰذا اگر قضا ہونے کا خطرہ ہو، تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے اور فرائض و واجبات پر اکتفا کرے، سنتیں چھوڑ دے، نماز کے اندر کی سنتیں بھی چھوڑ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰ رشوال ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۳/۴۳)

☆☆☆

(۱) عبد الله بن الأرقم قال: أقيمت الصلاة، فأخذ بيد رجل فقدمه، وكان إمام قومه، وقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء. (سنن الترمذي، كتاب الطهارة، باب ما جاء إذا أقيمت الصلاة ووجد أحدكم الخلاء فليبدأ بالخلاء (ح: ١٤٢) انیس)

نماز سے انکار واستہزا کے مسائل

نماز کا منکر کافر ومرتد ہے:

سوال: جو شخص نماز سے قطعی انکار کردے اور یہ کہے کہ ہم نہیں پڑھیں گے، وہ کیسا ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے؟

الجواب

یہ کلمات کفریہ ہیں، ایسا کہنے والے کے کفر کا اندیشہ ہے۔(۱) ایسے شخص سے اہل اسلام کوئی واسطہ نہ رکھیں، اس سے تمام تعلقات منقطع کردیں۔فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۴۱۶-۴۱۷)

نماز سے انکار مطلقاً کفر نہیں:

سوال: زید نماز فجر کے وقت، اپنے کمرے میں کسی ضروت سے کھڑا تھا، کمرے کے ساتھی نے زید سے کہا: 'نماز نہیں پڑھو گے'؟ زید نے جواباً کہا: 'نہیں'، معاً کہا: ''آپ کے کہنے سے نماز نہیں پڑھیں گے''، بعد میں زید نے نماز ادا کی۔مذکورہ سوال وجواب سے زید کو خلش ہے، نیز پریشان ہے۔بیان فرمائیں کہ اس جملے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں اگرچہ زید کا جواب جملہ کفریہ نہیں ہے، لیکن باوجود اس کے ایسے جملے سے پرہیز کرنا چاہئے۔
فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''وقول الرجل: لاأصلي، يحتمل أربعة أوجه: أحدها: لاأصلي لأني صليت، والثاني: لاأصلي بأمرك فقد أمرني بها من هو خير منك، والثالث: لاأصلي فسقاً مجانةً، فهذه الثلاثة ليست

(۱) ''من قال: لا أصلي جحودًا أو استخفافًا أو علىٰ أنه لم يؤمر أو ليس بواجب فلاشك أنه كفر''.
اور اگر یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھ چکا ہے، یا اس طرح کی دوسری چیز ہو، (شرح فقہ اکبر:۲۰۹) تو کفر کا حکم نہیں ہوگا، بہرحال تاویل ممکن ہے، اس لئے کفر کا قطعی حکم نہ کیا جائے گا، تحرزًا۔أنه:
''(لايفتی بكفر مسلم أمكن حمل كلامه علىٰ محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو)...(رواية ضعيفة)''.(الدر المختار، باب المرتد:۳۹۳/۳، ظفير)مطلب الإسلام يكون بالفعل الخ)

بکفر، والرابع: لاأصلی إذ لیس یجب علیّ الصلوٰۃ ولم أومر بها، یکفر، ولو أطلق وقال: لاأصلی لایکفر، لاحتمال هذه الوجوه". (۱/۲۸٤) (فتاویٰ احیاء العلوم: ۱/۸۴-۸۵)

نماز کا منکر اور استہزا کرنے والا زندیق اور کافر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ!

(۱) قرآن میں نماز کا حکم پڑھنا نہیں، بلکہ دل میں قائم کرنا ہے۔

(۲) حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میرا دل چاہتا ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں، جو اذان سن کر نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے ہیں''،(۱) یہ حدیث سن کر یہ شخص کہتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے، اگر ایسا ہوتا تو پھر آگ کیوں نہیں لگتی۔

(۳) داڑھی کے بارے میں کہتا ہے کہ ان بالوں میں کچھ نہیں ہے، یہ نکما کام ہے۔

(۴) کہتا ہے کہ امام مسجد صرف دو سورتیں نماز میں پڑھتا ہے اور اس میں لوگوں کے مارنے کی بد دعا ہے اور یہاں جو اموات واقع ہوئی ہیں، ان کا سبب یہی دو سورتیں ہیں۔

(۵) عیدین اور جنازہ اس امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور پنجگانہ نہیں، جب اسے کہا جاتا ہے کہ یہ کیوں؟ تو کہتا ہے کہ میں اس کے پیچھے کھڑا رہتا ہوں، لیکن میری نیت کسی اور امام کی ہوتی ہے۔ اس شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: مولانا غلام محمد، ملتان شہر......۵/نومبر/۱۹۷۴ء)

الجواب

بشرط صدق وثبوت یہ شخص زندیق اور کافر ہے۔(۲) اس سے ترک معاملات (بائیکاٹ) کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔(۳) **وهو الموفق** (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۱۳۸-۱۳۹)

---

(۱) عن أبی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لقد هممت أن آمرا بالصلاة فتقام ثم آمر رجلا فیصلی بالناس ثم أنطلق معی برجال معهم حزم من حطب إلی قوم لایشهدون الصلاة فأحرق علیهم بیوتهم بالنار. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب التشدید فی ترک الجماعة (ح:٥٤٨)/سنن ابن ماجة، باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة (ح:٧٩١) انیس)

(۲) قال العلامة الحصکفی: (ویکفر جاحدها) لثبوتها بدلیل قطعی (و تارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلاً فاسق. (الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب فیما یصیر الکافر به مسلماً: ۱/۲٥٩)

(۳) قال الحافظ ابن حجر العسقلانی: (قوله باب مایجوز من الهجران لمن عصی) أراد بهذه الترجمة بیان الهجران الجائز؛ لأن عموم النهی مخصوص بمن لم یکن لهجره سبب مشروع فتبین هنا السبب المسوغ للهجر وهو لمن صدرت منه معصیة فیسوغ لمن اطلع علیها منه هجره علیها لیکف عنها... قال المهلب: غرض البخاری فی هذا الباب أن یبین صفة الهجران الجائز، وأنه یتنوع بقدر الجرم، فمن کان من أهل العصیان یستحق الهجران بترک المکالمة کما فی قصة کعب و صاحبیه ... ==

نماز روزہ کا منکر اور علما کو گالی دینے والا کافر ہے:

سوال: زید نے کہا کہ 'میں نماز روزہ کا قائل نہیں'، اور ایک فتویٰ حرمت مصاہرۃ کا، اس کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے برجستہ کہا کہ میں اس کو نہیں مانتا، علما کو فحش گالی دے کر کہا کہ 'علما جھوٹے ہیں' اور جو حرمت مفتی بہ تھی، ان کو حلال سمجھتا ہے۔ ان صورتوں میں اس پر فتویٰ تکفیر ہوگا یا نہیں اور فتویٰ تکفیر ہونے پر اس کی بیوی اگر تجدید نکاح پر کسی طرح راضی نہ ہو، یا بوجہ اس کے کہ زید کے لڑکے نے زید کی بیوی کے ساتھ سوائے زنا کے جمیع دواعی زنا بشہوت کئے ہوں، جس کی وجہ سے بہ فتوی علما زید پر حرام ہوگئی ہو اور تجدید نکاح نہ کرے، تو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب

زید کے یہ کلمات تو کفر کے ہیں، (۱) مگر احتیاطاً و بسبب گنجائش تاویل 'ولو ضعیفًا'' زید کی تکفیر نہ کی جاوے گی، **کماحققه الفقهاء.** (ردالمحتار) (۲)

اور جب کہ حکم کفر وارتداد کا زید پر جاری نہ ہوگا، تو اس کی زوجہ کا نکاح بھی فسخ نہ ہوگا، البتہ احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح کر لینا چاہئے، اگر عورت تجدید نکاح پر راضی نہ ہو، تو بدون نکاح جدید کے بھی وہ عورت زید کی زوجہ ہے، اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور بحالت موجودہ دوسرے شخص سے نکاح اس کا درست نہیں ہے۔ (۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۲/ ۳۷۱-۳۷۲)

== وقال الطبراني: قصة كعب بن مالك أصل في هجران أهل المعاصي وقد استشكل كون هجران الفاسق أو المبتدع مشروعاً ولايشرع هجران الكافر وهوأشد جرما منهما لكونهما من أهل التوحيد في الجملة ... وأجاب غيره بأن الهجران علٰى مرتبتين: الهجران بالقلب والهجران باللسان، فهجران الكافر بالقلب وبترك التودد والتعاون والتناصر لاسيما إذاكان حربيًا وإنما لم يشرع هجرانه بالكلام لعدم ارتداعه بذلك عن كفره بخلاف العاصي المسلم فإنه ينزجر بذلك غالباً، الخ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب مايجوز من الهجران لمن عصى: ١٣/ ٥٩٧)

(١) في البحر: والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً فإن كان حرامًا لغيره الخ لايكفر، وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعياً كفر، وإلافلا، وقيل: التفصيل في العالم، أما الجاهل فلايفرق بين الحرام لعينه ولغيره، وإنما الفرق في حقه أن ماكان قطعياً كفربه وإلافلا، فيكفر إذا قال: '' الخمر ليس بحرام'' وتمامه فيه. (ردالمحتار، باب المرتد، مطلب في منكر الإجماع، تنبيه: ٣/ ٣٩٣، ظفير)

(٢) (لايفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه علٰى محمل حسن أو كان في كفره اختلاف ولو)... (رواية ضعيفة). (رد المحتار، باب المرتد، مطلب الإسلام يكون بالفعل الخ: ٤/ ٢٢٩ - ٢٣٠ - انيس)

(٣) وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي: مايكون كفرًا اتفاقًا يبطل العمل والنكاح..... وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح. (الدرالمختار) وظاهره أنه أمر احتياط. (رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل إذا ارتد: ٣/ ٣٩٩، ظفير)

نماز کی تحقیر کفر ہے:

سوال: ہندہ بوقت نماز با دختر زید جنگ وجدال می کرد، زن دیگر گفت کہ: اے ہندہ! مرد ماں نماز می خوانند، تو خاموش باش، ہندہ تحقیراً واستخفافاً در جواب گفت کہ ’نماز بر فرج وموئے فرج‘، دریں صورت ہندہ کافرہ شد یا نہ؟(۱)

الجواب

یہ کلمہ کفر کا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۲/۳۷۶-۳۷۷)

نماز کی توہین کرنا کفر ہے:

سوال: ایک مجمع میں نماز جمعہ کا کچھ تذکرہ ہوا، ایک امام نے غصہ ہو کر کہا ’دو رکعت دبر میں دوگے یا چار، اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب

یہ کلمہ جو اس نے کہا، کفر کا کلمہ ہے، (۳) اس کو چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔(۴) ☆

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۲/۳۸۳)

---

(۱) خلاصۂ سوال: ہندہ نماز کے وقت زید کی لڑکی سے جھگڑ رہی تھی، ایک دوسری عورت نے کہا کہ ’اے ہندہ! لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، خاموش رہو‘، ہندہ نے اس کے جواب میں کہا کہ نماز شرمگاہ پر ہے اور شرمگاہ کے بال ہے، ایسی صورت میں ہندہ کا کیا حکم ہے، وہ کافر ہوئی یا نہ؟ (انیس)

(۲) ”لأن مناط التكفير، هو التكذيب والاستخفاف“. (ردالمحتار، باب المرتد، قبيل مطلب فى منكر الإجماع: ۳/۳۹۲، ظفير)

(۳) وفى البحر عن الجامع الأصغر: إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمدًا، لكنه لم يعتقد الكفر، قال بعض أصحابنا: لايكفر الخ، وقال بعضهم: يكفر وهو الصحيح عندى لأنه استخف بدينه، آه.

ثم قال فى البحر: والحاصل أن من تكلم بكلمة الكفر هازلاً أو لاعباً كفر عند الكل ولا اعتبار باعتقاده كما صرح به فى الخانية. (ردالمحتار، باب المرتد، مطلب مايشك فى أنه ردة لايحكم بها: ۴/۲۲۴، انیس)

قال فى المسايرة: ... وبالجملة فقد ضم إلى التصديق بالقلب، أو بالقلب واللسان فى تحقيق الإيمان أمور الإخلال بها إخلال بالإيمان اتفاقاً، كترك السجود لصنم، وقتل نبى والاستخفاف به، وبالمصحف والكعبة، الخ. (رد المحتار، باب المرتد، قبيل مطلب فى منكر الإجماع: ۳/۳۹۳، ظفير)

اس قول کی تاویل ہوسکتی ہے، وہ یہ ہے کہ بعد فرض جمعہ سنت دو یا چار رکعت ہے، اسی لئے امام نے کہا کہ ’دو رکعت دبر میں دوگے یا چار‘ اور دبر کا لفظ حدیث میں آیا ہے نماز کے بعد سنت پڑھنے سے متعلق، اس لئے یہ کہنا کہ یہ کلمہ کفر ہے، قابل غور ہے، بلکہ امام کی نیت پر موقوف ہے، اس جملہ سے اس کی نیت کیا ہے، ورنہ اس کے اس جملہ کو نیکی پر محمول کرنا مناسب ہے کہ گویا وہ پوچھ رہا ہے کہ جمعہ کی فرض نماز کے بعد سنت دو رکعت پڑھو گے یا چار رکعت، اور اس حالت میں یہ جملہ کفریہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ اعلم (انیس) ==

نماز کی توہین سے خوف کفر ہے:

سوال: قومی پنچایت کے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ حضرات جس قدر خانگی معاملات کا اہتمام کرتے ہیں، اگراس قدر نماز، روزہ یا دیگرامور شرعیہ میں توجہ فرمائیں، تو کتنے گھر نمازی ہوجائیں، اس پر صدر پنچایت نے جواب دیا کہ تم پنچایت اور نماز وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہو، کیا نماز ہی پڑھنے سے مسلمان ہوتا ہے، ہم اس پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر کوئی مولوی صاحب اس کو ثابت کردیں، تو میں دس روپیہ دونگا، نہیں تو آپ سے لونگا۔

اب سوال یہ ہے کہ صدر مذکور کا کہنا حق بجانب ہے یا نہیں؟

الجواب

صدر پنچایت کا یہ قول لغو ہے، بلکہ اس میں خوف کفر ہے کہ اس نے نماز کی توہین کی۔(۱)

== اہانت نماز کفر ہے:

سوال: ایک زیر باری مسلمان، ایک مسجد کے پیش امام مولوی کے ساتھ ہمیشہ جھگڑا فساد کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ تم کس لئے ہمیشہ وعظ کہتے ہو، کس لئے ہمیشہ نماز پڑھنے کے واسطے زق زق بک بک کرتے ہو، کس لئے نماز پڑھنا، نماز پڑھنے سے کیا ہوگا، نیت کرنے سے بس عاری نہ ہو، وعظ کے بعد چار روٹی کے واسطے کھانا ہم کو اچھا نہیں لگتا، کھانے کے واسطے وعظ کرتے ہو، اس طرح مذکورہ مسلمان ہمیشہ امام کی توہین کرتا ہے، امام صاحب اس کی باتوں کو نہ سن کر ہمیشہ لوگوں کو وعظ کرتے رہے، لوگوں کو ہدایت کرتے رہے، نماز کے واسطے ہمیشہ تاکید کرتے رہے، جس سے مذکورہ مسلمان امام صاحب کو گالی دیتا ہے، اور بازار وغیرہ میں غیبت کرتا رہتا ہے، کہتا ہے تو مولوی زنا کار ہے، زنا کیا ہے، شیطان ہے، اور حرام زادہ ہے، تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، اور اس کی بی بی نکاح میں ہے یا نہیں، اور اس کے گھر کھانا بغیر توبہ کے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

شخص مذکور کا واقعی اگر یہی حال ہے کہ دوسروں کو نماز کا وعظ سنانے اور تاکید کرنے سے وہ برا مانتا ہے، نیز نماز کی تاکید کرنے کو زق زق اور بک بک کہتا ہے، اور یوں کہتا ہے کہ نماز کس واسطے پڑھنا، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے، بس نیت کافی ہے وغیرہ وغیرہ، دیگر فحش بیہودہ اور نکمے الفاظ کے علاوہ مذکورہ کفریہ الفاظ کو بکتا ہے، تو ایسے شخص کو لازم ہے کہ بعد توبہ وتجدید ایمان، تجدید نکاح بھی کرے، اگر وہ توبہ وتجدید ایمان نہیں کرتا ہے اور اپنے اسی کفریہ کلام پر مداومت کرتا ہے، تو پھر مسلمانوں کو چاہئے کہ زجراً وتوبیخاً اس سے ترک کلام وسلام وترک اکل وغیرہ کردے، تاکہ ایسے کفریات سے باز آجاوے، اس لئے کہ اس کا یوں کہنا کہ نماز کس واسطے پڑھنا، نماز سے کیا ہوتا ہے، نماز کی اہانت ہے اور اہانت نماز کفر ہے۔(أو قال: يصلي الناس لأجلنا، كفر، لأجل اعتقاده أن الصلاة المكتوبة فرض كفاية، أو أراد به استهزاءً، أو سخرية. (شرح الفقه الأكبر، فصل من ذلك فيما يتعلق بالقرآن والصلاة، ص: ٢٨٤)فقط والله تعالىٰ أعلم و علمه أتم. (فتاویٰ بسم اللہ: ۱/۱۶۳-۱۶۴)

(۱) قلت: وقد حقق في المسايرة أنه لابد في حقيقة الإيمان من عدم مايدل على الاستخفاف من قول أو فعل، الخ. (ردالمحتار، أول باب المرتد: ۳۹۱/۳، ظفير)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے، جس نے نماز کی پرواہ نہ کی، اس نے دین کے ستون کو گرادیا۔(۱)

اور ترک صلوٰۃ پر حدیث میں کفر کا اطلاق آیا ہے۔

''من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر ''(مشکوٰۃ المصابیح)(۲)

یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہوگیا۔

پس اگرچہ حنفیہ تارک صلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے اور حدیث مذکور کی تاویل کرتے ہیں، لیکن فاسق ہونے میں اس کے کچھ شبہ نہیں ہے اور توہین کرنے والا نماز کی یا ہلکا سمجھ کر چھوڑنے والا نماز کا، باتفاق کافر ہے، (۳) اور یہی تاویل حدیث مذکور کی ہے۔

پس صدر مذکور کا قول بالکل بے دینی کی دلیل ہے، اور گویا نماز اس کے نزدیک لائق اہتمام کے نہیں ہے۔(والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۴۲۴)

حالت جنابت میں نماز پڑھ لی، تو خارج از اسلام نہیں ہوگا:

سوال: زید چند مبلغین کے ساتھ کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ گیا، رات اسی بستی میں قیام رہا، اتفاقاً زید کو احتلام ہوگیا، وہاں سے قبل طلوع صبح کے قیام گاہ کی طرف سب لوگ روانہ ہوئے، راستہ میں ایک مسجد ملی، جس میں نہ کوئی غسل خانہ، نہ غسل کرنے کا کوئی انتظام، صرف سقاوہ میں وضو کرنے کے لئے پانی موجود تھا، سب لوگوں نے نماز فجر ادا کی، زید نے بھی بحالت حدث اکبر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور شرم کی وجہ سے اپنے محتلم ہونے کو ظاہر نہیں کیا، اور اگر نماز نہ پڑھتا، تو سب لوگ اس کے محدث ہونے کو جان لیتے اور زید کو معلوم تھا کہ یہ نماز نہیں ہوگی، بلکہ

---

(۱) عن معاذ بن جبل قال: کنامع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک فقال لی: إن شئت أنبأتک برأس الأمر کلہ وعمودہ وذروۃ سنامہ، قال: قلت: أجل یارسول اللّٰہ، قال: أما رأس الأمر فالإسلام، وأما عمودہ فالصلاۃ وأما ذروۃ سنامہ فالجہاد. (المستدرک للحاکم، کتاب الجہاد، رأس الأمر الإسلام وعمودہ الصلاۃ وذروۃ سنامہ الجہاد (ح: ۲۴۵۵) انیس)

التلخیص الحبیر، کتاب الصلاۃ، باب أوقات الصلاۃ: ۱/۳۰۸، موسسۃ قرطبۃ.

قال ابن مسعود: من لم یصل فلا دین لہ. (مجمع الزوائد للہیثمی، باب فی تارک الصلاۃ (ح: ۱۶۳۷) انیس)

(۲) عن انس بن مالک قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من ترک الصلاۃ متعمدًا فقد کفر جہارًا. (المعجم الأوسط، باب الجیم، من اسمہ جعفر، جعفر بن محمد الفریابی (ح: ۳۳۷۲) انیس)

عن معاذ قال: أوصانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعشر کلمات... ولاتترکن صلاۃ مکتوبۃ متعمدًا فإن من ترک صلاۃ مکتوبۃ متعمدًا فقد برئت منہ ذمۃ اللّٰہ. (مسند الإمام أحمد (ح: ۲۱۵۷۰) / المعجم الکبیر للطبرانی، باب المیم، من اسمہ معاذ (ح: ۲۳۳) / السنن الکبریٰ للبیہقی (ح: ۱۴۳۱۱) انیس)

(۳) وکذا الاستہزاء علی الشریعۃ الغراء کفر، لأن ذلک من أمارات تکذیب الأنبیاء. (شرح الفقہ الأکبر، ص: ۱۸۶_ظفیر)

پڑھنے کے وقت قصد کرلیا تھا کہ مکان پر پہنچ کر غسل کر کے نماز ادا کروں گا، تو صورت مسئولہ میں زید کو تجدید ایمان اورتجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، ازروئے شرع شریف کتب معتبرہ سے جواب مدلل کر کے تحریر فرمادیں اور عنداللہ ماجور ہوں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں زید بدستور مسلمان اوراس کا نکاح بدستور قائم ہے،اس کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہئے، اس پر لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے،اس میں اہانت دین اور استخفاف ارکان اسلام کا شبہ ہوسکتا ہے، بہرحال معتمد اس صورت میں عدم تکفیر ہی ہے۔ **کما فی الشامی:**

"والمعتمد عدم التکفیر کما هو ظاهر المذهب". (۱) فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۴۱۵-۴۱۶)

محتلم نماز میں شریک ہوگیا،تو کافر نہیں ہوا:

سوال: زید رات کو محتلم ہوا،صبح کو نہ تو نہایا اور نہ فجر کی نماز پڑھی، پھر ظہر کے وقت بوجہ شرم کے بغیر غسل جماعت میں شریک ہوگیا،تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ عصر کے وقت غسل کر کے نماز فجر وظہر ادا کی اور توبہ واستغفار کیا۔

الجواب

اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا اور توبہ واستغفار سے اس کا گناہ معاف ہوگیا، احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح کرلینا بہتر ہے۔ **کذا فی الدر المختار.** (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۴۳۵-۴۳۶) ☆

(۱) (ردالمحتار،أول الطهارة)

" فی الدرالمختار: قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلوٰة بلاطهر غیر مکفر، کصلاته لغیر القبلة أومع ثوب نجس،و هو ظاهر المذهب کما فی الخانیة.(أول کتاب الطهارة:۱/۸۱،طبع دارالفکر،بیروت)

کذا فی شرح الفقه الأکبر: ثم الصلوٰة بغیر طهارة معصیة فلاینبغی أن یقال بکفره إلا إذا استحلها. (مطلب فی إبراء الألفاظ المکفرة التی جمع العلامة بدرالرشید من أئمة الأحناف،فصل فی القراء ة والصلوٰة،ص:٤٦٨،طبع دارالبشائر الإسلامیة)

(۲) (قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلوٰة بلاطهر غیر مکفر کصلاته لغیر القبلة أومع ثوب نجس،وهو ظاهر المذهب کما فی الخانیة.(أول کتاب الطهارة:۱/۸۱،طبع دارالفکر،بیروت، انیس)

البتہ احتیاط کا تقاضہ تجدید ایمان ہے،جیسا کہ یہ عبارت بتاتی ہے۔

" لوصلی بغیر القبلة أو بغیر طهارة متعمدًا یکفر".(شرح الفقه الأکبر،ص:۱۸۸)

☆ **ناپاکی کی حالت میں نماز، اندیشۂ کفر ہے:**

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک عورت اپنے علم کے مطابق یہ سمجھتے ہوئے کہ مجھ پر غسل واجب نہیں ہوا، بغیر غسل کے نماز پڑھ لے اور بعد میں مسئلہ دریافت کرنے پر پتہ چلے کہ اس حالت میں غسل فرض ہوجاتا ہے؟ ==

نماز نہ پڑھوں گا، کافر ہی ہوکر رہوں گا، یہ کلمۂ کفر ہے:

سوال: ایک مسجد خام کی دیوار، بوجہ بارش شہید ہوگئی، ایک مسلمان اس کی مٹی اٹھا کر مکان تیار کررہا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ میں ضرور مٹی اٹھاؤں گا، میں نماز نہیں پڑھوں گا، کافر ہی ہوکر رہونگا۔

الجواب

یہ کلمۂ کفر ہے۔(۱) اس سے توبہ کرنی چاہئے، اگر یہ شخص توبہ نہ کرے، تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے قطع تعلق کردیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿فَلاَ تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْریٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ﴾(الآیة)(۲)فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۲/۴۱۹)

نماز نہ پڑھنے والا مسلمان اگر یہ کہے کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی:

سوال: زید سے کسی نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو، تم کو نماز پڑھنا چاہئے، تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے ہو، اس نے صاف یہ کہا کہ ''اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو کافر ہی سہی''، یا کوئی شخص یہ کہے کہ ''جاؤ، جاؤ، تم ہی بڑے

== (۲) ایک عورت کو پتہ چلے کہ مجھ پر غسل فرض ہے اور وہ بغیر غسل نماز پڑھ لے؟

(۳) بغیر وضو نماز پڑھ لے؟

الجواب

(۱) اس نماز کی قضا کرے جو جنابت کی حالت میں پڑھ چکی ہے۔(**کما فی الدر المختار: والقضاء فعل الواجب بعد وقته ، کتاب الصلوٰة،باب قضاء الفوائت: ٦٣/٢ ،طبع مکتبه رشیدیه، کوئٹه/وکذا فی الهندیة: ولو صلی الظهر علیٰ ظن أنه متوضیء...ثم تبین أنه صلی الظهر من غیر وضوء یعید الظهر خاصة.(کتاب الصلوٰة،الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت: ١٢٢/١ ،طبع بلوچستان بک ڈپو، کوئٹه)**

(۲-۳) بغیر طہارت کے جان بوجھ کر نماز ادا کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے، کفر تک کا خطرہ ہے فوراً ہی توبہ کرلے اور اس نماز کی قضا کرے اور کئے پر پشیمان اور نادم ہوجائے۔(**کذا فی الدر المختار: قلت: وبه ظهر أن تعمد الصلوٰة بلا طهر غیر مکفر،الخ.(أول کتاب الطهارة: ٨١/١ ،طبع ایچ ایم سعید، کراچی/وکذا فی شرح الفقه الأکبر: ثم الصلوٰة بغیر طهارة معصیة فلاینبغی أن یقال بکفره إلا إذا استحلها. (مطلب فی إبراء الألفاظ المکفرة التی جمع العلامة بدر الرشید من أئمة الأحناف،فصل فی القراءة والصلوٰة: ٤٦٨ ،طبع دار البشائر الإسلامیة**)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ، معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان، ۲۵/رجب ۱۳۸۴ھ۔(فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۴۲۴)

حاشية صفحه هذا:

(۱) ''**من جحد فرضًا مجمعًا علیه کالصلوٰة والصوم والزکوٰة والغسل من الجنابة کفر**''.(**شرح الفقه الأکبر: ٢١٢/٣**)

''**من قال: لا أصلی جحودًا أو استخفافًا، الخ ، فلاشک أنه کفر**''(**شرح الفقه الأکبر،ص: ٢٠٩**)

(۲) **سورة الأنعام: ٦٨ - انیس**

نمازی ہو،تم ہی جنت کو جانا،ہم دوزخ ہی میں رہیں گے''،ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟

الجواب ــــــــــــــــــ

یہ کلمہ کفر کا ہے،وہ شخص کافر ہوگیا،اس کو توبہ وتجدید اسلام کرنا لازم ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۳۵۷) ☆

ہم نماز نہیں پڑھتے ،ہم نہیں جانتے کہ کون خدا،کون رسول، دنیا تو ایک سائنس ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ:'ہم نماز نہیں پڑھتے ،ہم نہیں جانتے کہ کون خدا،کون رسول ، دنیا تو ایک سائنس ہے،جس میں چیزیں پیدا ہوتی ہیں ،اور جاتی ہیں' ،اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا و باللّٰه التوفيق

ایسے الفاظ کہنا سخت گناہ ہے،فقہا نے ایسے الفاظ کہنے والے کی تکفیر کی ہے، نیز یہ عقیدہ مسلمانوں کا نہیں، بلکہ کفار ودہریوں کا عقیدہ ہے،لہذا اسے بہت جلد صدق دل سے توبہ کرنا ضروری اور فرض ہے،اور تجدید ایمان ونکاح بھی کرنی چاہئے۔(فتاویٰ محمودیہ:۶/۱۱۸)

''(ويكفر)بقول المريض:لا أصلي أبدًا جوابا لمن قال له:صل،وقيل:لا''.(۲)

''وما كان في كونه كفرًا اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك احتياطاً''.(۳)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۴۷-۵۴۸)

---

(۱) اعلم أنه إذا تكلم بكلمة الكفر عالماً بمعناها ولايعتقد معناها لكن صدرت عنه من غيرإكراه بل مع طواعيته فإنه يحكم عليه بالكفر،الخ.(شرح الفقه الأكبر،ص:۳۰۲)

☆ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے،تو میں کافر ہی سہی:

سوال: کسی نے کسی سے یہ کہا کہ:''تم کیسے مسلمان ہو، جو نماز نہیں پڑھتے ہو،تم کو نماز پڑھنی چاہئے''،اس نے جواب میں کہا کہ'' اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے،تو میں کافر ہی سہی''،اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا و باللّٰه التوفيق

یہ کلمۂ کفر ہے،وہ شخص کافر ہوگیا،اس کو توبہ وتجدید اسلام کرنا لازم ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۳۵۷)

''إذا أطلق الرجل كلمة كفرعمدًا لكنه لم يعتقد الكفريكفر،وهو الصحيح عندى،لأنه استخف بدينه''.(البحر الرائق:۵/۱۲۵،ط:الباكستان.ورد المحتار،باب المرتد:۶/۳۵۸،ط:زكريا ديوبند)

نیز اس میں اپنی ذات کے سلسلے میں کفر پر رضا مندی کا اظہار ہے، جو بالاتفاق کفر ہے۔

''والرضى بكفرنفسه كفربالاتفاق''.(مجمع الأنهرلداماد آفندی:۱/۶۸۸،ط:بيروت)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۴۶-۵۴۷)

(۲) البحرالرائق:۵/۱۲۲،ط:الباكستان (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر،ألفاظ الكفرأنواع:۱/۶۹۳.انيس)

(۳) مجمع الأنهرلداماد آفندی:۱/۶۸۷-۶۸۸،ط:بيروت (الصبى العاقل إذاارتد.انيس)

اگر کعبہ شریف کے بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا، تو میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے ہی نماز پڑھتا:

سوال: ایک شخص نے کہا ''اگر کعبہ شریف کے بجائے بیت المقدس قبلہ ہوتا، تو میں کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے ہی نماز پڑھتا، بیت المقدس کی طرف کو نہیں''، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان و نکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے، کیوں کہ یہ جملہ موجب کفر ہے۔

''ولــو قـــال: اگر کعبہ قبلہ نہ بودے، و بیت المقدس قبلہ بودے، من نماز بکعبہ کردمے، و بہ بیت المقدس نکردمے...... کفر''، كذا في الينابيع.(۱)

نیز اس میں بیت المقدس کا استخفاف اور حکم شرعی سے اعراض ہے، جو موجب کفر ہے۔

''أو استخف ... بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع ... كفر''.(۲)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۷)

''مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا'' یہ کلمۂ کفر ہے:

سوال: بندہ ایک تیلی کے گھر تیل لینے گیا، میں نے اس سے کہا، ''اٹھو بھائی، نماز پڑھو''، اس نے کہا ''چلو، تم کو کیا ہے''، دوبارہ کہنے پر اس نے مجھے گالیاں دی، سہ بارہ کہنے پر جواب دیا، دشنام دے کر، ''مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا''، چوتھی دفعہ کہنے پر جواب دیا کہ ''جب نماز پڑھنے والے خلاص ہو جائیں گے، تو بھی کیا ہے'' اور منع کرنے پر اس نے مجھے مارا، میں شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

اس شخص کے فاسق ہونے میں کسی کے نزدیک شبہ نہیں ہے اور اس حالت میں خوف کفر ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہئے۔(۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۱۲/۴۱۳)

تجھے نماز پڑھنے سے کیا پھل ملا؟ کیا فائدہ ہوا:

سوال: ایک شخص نے کسی کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا کہ ''تجھے نماز پڑھنے سے کیا پھل ملا؟ کیا فائدہ ہوا؟'' اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

---

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۲/۲۶۹۔

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۲، ط: بيروت (ألفاظ الكفر أنواع. انيس)

(۳) ''من قيل له: صل، فقال: لا أصلي بأمرك كفر''. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۱۰)

''من قال: لا أصلي جحودًا أو استخفافًا أو علىٰ أنه لم يؤمر أو ليس بواجب فلاشك أنه كفر في الكل''. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۲۰۹، ظفير)

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس طرح کے کلمات سے پورا اجتناب کرے۔

أو قال للآمر: مازدت وما ربحت من صلاتك يكفر. (۱) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۱)

میں نے بہت مرتبہ نمازیں پڑھی ہیں، مگر کبھی بھی میری کوئی ضرورت وحاجت پوری نہ ہوئی:

سوال: ایک شخص سے کہا گیا کہ آؤ، فلاں ضرورت وحاجت کی درپیشی کے سبب نماز پڑھتے ہیں، اس نے بطور طنز واستخفاف جواب دیا کہ ''میں نے بہت مرتبہ نمازیں پڑھی ہیں، مگر کبھی بھی میری کوئی ضرورت وحاجت پوری نہ ہوئی''، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

اس کا جواب موجب کفر ہے، وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے، اور توبہ واستغفار کرے۔

''اگر یکے را گویند: بیا تا نماز کنیم، برائے آں حاجت پس او گوید ''من بسیار نماز کردم، ہیچ حاجت من روانشد، وآں بروجہ استخفاف وطنز گوید، کافر گردد۔ **كذا في التتارخانية**''. (۲)

نیز اس میں نماز کا استخفاف ہے، جو بالاتفاق موجب کفر ہے۔

ومحل الاختلاف (في الكفر وعدمه إذا قال في الصلاة كذا وكذا) إذا لم يكن استخفافاً بالدين؛ وإن على وجه الاستهزاء والاستخفاف فيصير كافرًا بالاتفاق. (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۵)

ہم تو کل نماز پڑھ آئے تھے، ہمیں تو اب تک بھی ہوش نہیں آیا ہے:

سوال: ایک شخص سے کسی نے کہا کہ ''آیئے نماز پڑھنے کے لئے چلتے ہیں''، اس نے جواب دیا ''ہم تو کل نماز پڑھ آئے تھے، ہمیں تو اب تک بھی ہوش نہیں آیا ہے''، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اس کا یہ جملہ موجب کفر ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

یہ جملہ موجب کفر نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہم تو کل بھی گئے تھے اور آج بھی جاتے، اگر طبیعت اچھی رہتی، لیکن طبیعت خراب ہونے سے معذور ہیں۔ (نظام الفتاویٰ: ۱/۵۵)

لو كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع التكفير فعلى المفتي أن يميل إلى

---

(۱) **مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت**

(۲) **الفتاویٰ الهندية: ۲/۲۶۸، ط: الباکستان**

(۳) **مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت**

الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم،زاد فی البزازیة:إلا إذا خرج بإرادته فوجب الکفر فلاینفعه التأویل حینئذٍ،ثم لو کانت نیة القائل ذلک فهومسلم ولو کانت نیته الوجه الذی یوجب الکفر لاینفعه حمل المفتی کلامه،فیؤمر بالتوبة وبتجدید النکاح. (۱)

اگراس کلام کی مراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں،اورسب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمۂ کفر بنتا ہو،لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کواس پرحمل کیا جائے،تو معنی کفر نہیں رہتے ، بلکہ عقائد حقہ کے مطابق ہوجاتے ہیں ،تو مفتی پرواجب ہے کہ ’اسی احتمال ضعیف کو اختیار کرکے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دے،جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مراد یہ معنی نہیں ۔(۲)

اگر قائل کی مراد وہی صورت تھی تو وہ مسلمان ہے،اوراگراس کی مراد وہ احتمال تھا جس سے کفر ثابت ہوتا ہے،تو اب مفتی کی تاویل سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

لیکن چونکہ یہ جملہ نہایت غیر مناسب ہے،اس لئے وہ توبہ واستغفار کرے اورآئندہ کے لئے اس طرح کے کلمات سے کلی اجتناب کرے۔

فی فصول العمادی:"وماکان خطأً من الألفاظ ولایوجب الکفرفقائله مؤمن علیٰ حاله ولا یؤمربتجدید النکاح،و لکن یؤمربالاستغفاروالرجوع عن ذلک". (۳)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۶۰-۵۶۱)

اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں کٹوتی کی ہے،تو میں اس کے حق کی ادائیگی میں کٹوتی کروں گا:

سوال: ایک شخص نے کسی کونماز پڑھنے کے لئے کہا،اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں کٹوتی کی ہے،تو میں اس کے حق کی ادائیگی میں کٹوتری کروں گا۔(معاذاللہ)اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیًا و باللّٰه التوفیق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرےاورتوبہ واستغفارکرے؛ کیوں کہ اس کا یہ جملہ موجب کفر ہے۔

و إذا قیل لرجل:صل فقال:إن اللّٰه تعالیٰ نقص عنی مالی،فأنا أنقص حقه کفر. (۴)

(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۹)

---

(۱) کتاب جامع الفصولین للإمام محمود بن إسماعیل الشهیربابن القاضی الحنفی: ۲/۲۹۸-(کذا فی البحر الرائق،باب أحکام المرتد:۵/۱۳۴/ردالمحتار،باب المرتد:۴/۲۲۴.انیس)

(۲) جواهرالفقه:۱/۳۵-

(۳) مجمع الأنهرلداماد آفندی،الصبی العاقل إذا ارتد: ۱/۶۸۸،ط:بیروت،ورد المحتار،باب المرتد،مطلب جملة من لایقتل إذا ارتد:۶/۳۹۱ ،ط: زکریا،دیوبند-

(۴) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴،ط:بیروت

میں نماز کس کے لئے پڑھوں، جبکہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں:

سوال: ایک شخص نے دوسرے کو نماز پڑھنے کے لئے کہا، اس نے جواب دیا: ’’میں نماز کس کے لئے پڑھوں، جبکہ میرے ماں باپ انتقال کر چکے ہیں‘‘۔ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، حضرات فقہا نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، لہٰذا وہ توبہ واستغفار کرے اور اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے۔

’’أو قال: نماز کرا کنم مادر پدر من مردہ اند، فهذا كله كفر، كذا في خزانة المفتين‘‘. (۱) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۴)

میں کس لئے نماز پڑھوں، میرے نہ بیوی نہ بچے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ ’’میں کس لئے نماز پڑھوں، میرے نہ بیوی نہ بچے‘‘، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، حضرات فقہا نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، کیوں کہ اس میں نماز کا استخفاف ہے، لہٰذا وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے، اور توبہ واستغفار کرے۔

’’اگر گوید نماز از بہر چہ کنم کہ زن ندارم و بچہ ندارم یکفر‘‘ كذا في خزانة المفتين. (۲)

’’وإن على وجه الاستهزاء والاستخفاف فيصير كافرًا بالاتفاق‘‘. (۳) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۹-۵۶۰)

نماز پڑھنے سے میرا دل اکتا گیا:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں یہ کہا کہ ’’نماز پڑھنے سے میرا دل اکتا گیا‘‘، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

’’أو قال: چنداں نماز کردم کہ مرا دل بگرفت۔ فهذا كله كفر‘‘، كذا في خزانة المفتين. (۴) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۴)

---

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۲/ ۲۶۸، ط: الباکستان

(۲) الفتاویٰ الهندية: ۲/ ۲۷۰، ط: الباکستان

(۳) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/ ۶۹۴ ط: بیروت

(۴) الفتاویٰ الهندية: ۲/۲۶۸، ط: الباکستان

میں نے تو نماز اٹھا کر طاق پر رکھ دی:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں کہا کہ ”میں نے تو نماز اٹھا کر طاق پر رکھ دی“۔اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اورتوبہ واستغفار کرے،حضرات فقہا نے ایسے شخص کی تکفیر فرمائی ہے، کیوں کہ اس سے نماز کا استخفاف ہو رہا ہے۔

”گوید نماز را بر طاق نہادم“ يكفر“... **كذا في خزانة المفتين.** (۱)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۶۰)

صرف رمضان المبارک میں نماز پڑھنا اور یہ کہنا کہ یہ تو بہت ہے:

سوال: ایک شخص صرف رمضان المبارک کے مہینہ میں نماز پڑھتا ہے،اس سے کسی نے کہا کہ ”پورے سال نماز پڑھا کرو“،اس نے جواب دیا کہ ”یہ تو بہت ہے“،یا یہ کہ ”یہ تو بہت زیادہ ہے“،کیونکہ رمضان المبارک کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہوتی ہے۔

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصليًا و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اورتوبہ واستغفار کرے؛ کیونکہ اس میں بقیہ مہینوں کی نمازوں کا استخفاف ہو رہا ہے، جو موجب کفر ہے۔

”رجل يصلي في رمضان لاغير ويقول: ایں خود بسیار است،أويقول: زیادہ می آید؛لأن كل صلاة في رمضان تستوى سبعين صلاة يكفر“. (۲)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۷-۵۵۸)☆

---

(۱) **الفتاویٰ الهندية:۲/۲۷۰،ط: الباكستان**

(۲) **الفتاویٰ الهندية:۲/۲۶۸ ،ط:الباكستان**

☆ **رمضان المبارک کا مہینہ آنے دو،اس میں نماز پڑھا کریں گے:**

سوال: کسی نے ایک شخص کو کہا کہ نماز پڑھا کرو،اس نے جواب دیا کہ ”رمضان المبارک کا مہینہ آنے دو،اس میں نماز پڑھا کریں گے“،اس کے بارے میں شرع متین میں کیا حکم ہے؟ جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصلياً و بالله التوفيق

وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اورتوبہ واستغفار کرے، کیوں کہ اس سے دوسرے مہینوں کی نمازوں کا استخفاف ہو رہا ہے، جو موجب کفر ہے۔

”ويكفر ... بقوله:اصبر إلى مجئ شهر رمضان حتى نصلي في جواب من قال صل“. (مجمع الأنهر لداماد آفندی:۱/۶۹۴،ط:بيروت) (فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۸)

جمعہ کی نماز کو شر وفساد کی نماز کہنا کفر ہے:

سوال: اگر کوئی شخص از روئے تحقیر کہہ دے کہ ''نماز جمعہ شر وفساد کی نماز ہے''، تو کیا حکم ہے؟

الجواب ــ

یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر ومرتد ہے۔ (والعیاذ باللّٰہ تعالیٰ) (۱) (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۱۲/۳۷۳-۳۷۴) ☆

''نماز نہ پڑھا کرو، تا کہ تم کو نماز چھوڑنے کی حلاوت نصیب ہو'' یہ کہنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز چھوڑنے والے کو نصیحت کی کہ ''پابندی سے نماز پڑھا کرو، تا کہ تم کو نماز کی حلاوت وچاشنی نصیب ہو''، اس نے جواب دیا کہ ''تم نماز نہ پڑھا کرو، تا کہ تم کو نماز چھوڑنے کی حلاوت نصیب ہو''، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا ومصليًا وباللّٰه التوفيق

اگر استہزاءً اس نے یہ کہا ہے، تو یہ موجب کفر ہے، لہٰذا وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

''ولو قيل للفاسق صل حتى تجد حلاوة الصلاة، فقال: لا تصل حتى تجد حلاوة الترک يكفر''. (۲)

---

(۱) الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لأن ذلک من أمارات تكذيب الأنبياء. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸٦)
''نماز چیزے نیست، أو قال: نماز کرا کنم مادر و پدر من مردہ اند' یکفر''. (الفتاویٰ الهندية: ۲/۲٦۸، ط: مصر، ظفير)

☆ **نماز جمعہ شر وفساد کی نماز ہے:**

سوال: ایک شخص نے یوں کہا تحقیراً کہ ''نماز جمعہ شر وفساد کی نماز ہے''، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــ حامدًا ومصليًا وباللّٰه التوفيق

یہ کلمۂ کفر ہے اور وہ کافر ومرتد ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۱۲/۳۷۳)

لہٰذا وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

''ومن أطلق كلمة الكفر عمدًا لكنه لم يعتقد الكفر يكفر وهو الصحيح عندي؛ لأنه استخف بدينه. (البحر الرائق: ۵/۱۲۵، ط: الباكستان. ورد المحتار أول باب المرتد: ٦/۳۵۸، ط: زكريا، ديوبند)

نیز اس میں نماز کی تحقیر ہے، جو بالاتفاق کفر ہے۔

ومحل الاختلاف (في الكفر وعدمه إذا قال في الصلاة كذا وكذا) إذا لم يكن استخفافًا بالدين وإن علىٰ وجه الاستهزاء والاستخفاف، فيصير كافرًا بالاتفاق. (كتاب الإعلام بقواطع الإسلام للإمام ابن حجر المكي: ۲۳-۲۷) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۴۹-۵۵۰)

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندي: ۱/٦۹٤۔

زاد في السراجية: إن أراد به الاستهزاء. (۱)

اور اگر استہزا مقصود نہیں، تو یہ موجب کفر تو نہیں، لیکن اس طرح کے کلمات نہایت خطرناک ہیں، اس لئے اس کو توبہ واستغفار لازم ہے۔

''وما كان خطأ من الألفاظ لايوجب الكفر فقائله مؤمن علىٰ حاله ولايؤمر بتجديد النكاح، ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك''. (۲)(فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۱-۵۵۲)

'نماز نہ پڑھنا بہترین کام ہے' یہ کہنا کیسا ہے:

سوال: ایک شخص نے نماز کی تلقین کرنے والے کے جواب میں کہا کہ ''نماز نہ پڑھنا بہترین کام ہے''۔ اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــ حامدًا ومصليًا وبالله التوفيق

اگر اس نے استخفافاً واستہزاءً ایسا کہا ہے، تو یہ موجب کفر ہے، وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

''إذا قال: خوش کاریست بے نمازی، فهو كفر''. (۳)

''مايكون كفرًا اتفاقًا يبطل العمل والنكاح''. (۴)

اور اگر اس نے استخفافاً نہیں کہا ہے، تو یہ موجب کفر نہیں، لیکن یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، اس پر توبہ واستغفار لازم ہے، ورنہ کفر کا اندیشہ ہے۔

''ما كان خطأً من الألفاظ ولايوجب الكفر فقائله مؤمن علىٰ حاله ولايؤمر بتجديد النكاح ولكن يؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلك''. (۵)(فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۵۶)

فرائض کی موجودہ رکعات کا منکر گمراہ ہے:

سوال: ایک آدمی نے لوگوں کے اندر یہ پھیلا دیا ہے کہ ہر نماز کی دو رکعت فرض ہیں، باقی نماز نہیں ہے، اس کے

(۱) الفتاویٰ السراجية على الخانية: ۴۰۵/۲، ط: لکھنؤ
(۲) رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل إذا ارتد: ۶/ ۳۹۱، ط: زکريا، ديوبند
(۳) الفتاویٰ الهندية: ۲۶۸/۲، ط: الباکستان
(۴) الدر المختار متن الرد، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل إذا ارتد: ۳۶۷/۶، ط: زکريا ديوبند
(۵) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۸۸/۱، ط: بيروت/ رد المحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل إذا ارتد: ۳۹۱/۶، ط زکريا، ديوبند

ساتھ چند آدمی بھی شریک ہو گئے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں دو رکعت فرض کے سوا ثبوت نہیں ملتا، کیا یہ لوگ مسلمان رہے یا نہ، ان سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ

شروع اسلام میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں، اس کے بعد حضر واقامت کی نمازوں میں سوائے فجر اور مغرب اور جمعہ کے اضافہ کر دیا گیا، صحیح مسلم میں ہے:

عن عائشة زوج النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم أنها قالت: فرضت الصلاۃ رکعتین، رکعتین فی الحضر والسفر فأقرت صلاۃ السفر وزید فی صلاۃ الحضر. (ج: ۱/ص: ۲۴۱)(۱)

شامی میں ہے:

”**ما کان من ضروریات الدین وهو ما یعرف الخواص والعوام أنه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوات الخمسة وأخواتها یکفر منکره وما لا فلا**، آہ. (ج: ۱/ص: ۴۹۱)

رکعتین پر زیادتی احادیث سے ثابت ہے۔ اس لئے اس کا انکار ضلالت ہے۔ اہل اسلام کو ایسے لوگوں سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء۔

(خیر الفتاویٰ: ۲/ ۲۷۶-۲۷۷)

رکوع وسجود کی فرضیت کا انکار کرنا:

سوال: ایک شخص نے رکوع وسجود کی فرضیت کا انکار کر دیا، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ مدلل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا ومصلیًا وباللّٰہ التوفیق

وہ کافر ہے، وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید کرے اور توبہ واستغفار کرے۔

”**ویکفر بإنکار فرضیة الرکوع والسجود مطلقًا**“. (۲)

اور اگر اس کی مراد اس ”رکوع وسجود فرض نہیں“ سے، یہ ہے کہ نماز کبھی بغیر رکوع وسجود کے بھی فرض بن کر جائز ہو جاتی ہے، جیسے وہ جو رکوع وسجود سے عاجز ہو، اس کی نماز بغیر رکوع وسجود کے ہو جائے گی، یا جیسے نماز جنازہ وغیرہ، تو یہ

(۱) الصحیح لمسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها (ح: ۶۸۵) انیس

(۲) مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/ ۶۹۴۔

موجب کفر تو نہیں، لیکن چونکہ موہم کفر ہے۔اس لئے اس طرح کہنے سے پورا اجتناب ضروری ہے۔لہذا وہ توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کے لئے اجتناب کرے۔

الصلاة فريضة وركوعها وسجودها،فمن قال:ليس بفريضة فقد أخطأ ولم يكفر؛لأنه متأول، وأراد بالتأويل:أن الصلاة قد تجوزبلاركوع وسجود،وتقع فرضًا كمن عجزعنهما،أشار إلىٰ أن مثل هذا التأويل يمنع التكفير،وإن لم يعتبرمن كل وجه.(۱)

لوكان فى المسئلة وجوه توجب الكفر،ووجه واحد يمنع التكفيرفعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنع التكفير؛تحسينًا للظن بالمسلم.

زاد فى البزازية:إلا إذا خرج بإرادته فوجب الكفرفلاينفعه التأويل حينئذ،ثم لوكانت نية القائل ذلك فهومسلم،ولوكانت نيته الوجه الذى يوجب الكفر،لاينفعه حمل المفتى كلامه، فيؤمربالتوبة وبتجديد النكاح. (۲)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۲-۵۵۳)

قعدۂ اخیرہ کی فرضیت کا منکر کافر نہیں:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں دو آدمیوں کے درمیان بحث ہو رہی تھی،ایک نے کہا کہ ’’جو شخص نماز میں قعدہ ٔاخیرہ کی فرضیت کا منکر ہو،تو وہ کافر نہیں‘‘،اور دوسرا اس کو کافر کہہ رہا تھا،اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے اور کون حق پر ہے؟

الجواب

قعدۂ اخیرہ کے بارے میں مختلف روایات فقہاء کرام سے مروی ہیں۔

’’**كشف الأسرار للبزدوى**‘‘ میں ہے کہ قعدۂ اخیرہ واجب ہے،فرض نہیں،لیکن یہ وجوب فرضیت کے حکم میں ہے اور صاحب ’’خزانۃ الروایات‘‘ فرماتے ہیں کہ فرض ہے اور اسی کو ابن الہمامؒ اور فخر الدین الزیلعیؒ نے راجح قرار دیا ہے۔

بنابریں اختلاف،اگر کوئی نماز میں قعدۂ اخیرہ کی فرضیت کا منکر ہو،تو کافر نہیں،البتہ مشروعیت کا منکر کافر ہے،اس لئے اول شخص کی بات صحیح ہے۔

قال العلامة ابن عابدين:(تحت قوله لايكفرمنكره)الظاهرأن المراد منكرفرضيته؛لأنه قيل بوجوبه كما فى القهستانى،وأما منكرأصل مشروعيته فينبغى أن يكفرلثبوته بالإجماع،بل معلوم

---

(۱) جامع الفصولين لابن القاضى الحنفى:۲/۳۰۵،ط:بمصر

(۲) جامع الفصولين لابن القاضى الحنفى:۲/۲۹۸،ط: بمصر

من الدین بالضرورة أفاده ح،ویؤیده ماقالوا فی السنن الرواتب من لم یرھاحقاً کفر. (رد المحتار، فرائض الصلوٰة فی بحث القعود الأخیر: ۴۴۸/۱)(۱)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۸۴-۸۵)

فرض نماز کا منکر کافر ہے یا نہیں:

سوال: پنجگانہ نماز جو دلیل قطعی سے خداوند کریم نے مسلمانوں پر حکم کر دیا، یعنی فرض کر دیا ہے، اس فرض کا انکار کرنے والا، حکم الٰہی کا انکار کرنے والا، از روئے شرع کافر ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

قبل اس کے یہ جانا جائے کہ نماز کیا ہے، اور اس کے کیا فضائل ہیں اور اس کے ترک پر کیا کیا وعیدیں ہیں، اور مجتہدین کے کیا مذاہب ہیں؟ اس سے خود بخود مسئلہ مرقومۃ الصدر پر روشنی پڑے گی اور معنیٰ اس کے واضح ہو جائیں گے صلاۃ کے معنی، لغت میں دعا وغیرہ کے ہیں اور شریعت میں ارکان اور افعال مخصوصہ کا.

فھی فی اللغة عبارة عن الدعاء،وفی الشریعة عبارة عن الأرکان والأفعال المخصوصة. (۲)

اور فضیلت کے لئے یہ ایک حدیث کافی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

"أرأیتم لو أن نھرًا بباب أحدکم یغتسل منه کل یوم خمس مرات ھل یبقٰی من درنه شیء؟ قالوا: لایبقٰی من درنه شیء،قال:فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللّٰه بھن الخطایا". (۳)

اور ترک نماز پر یہ وعید کافی ہے:

قال أخبرنی أبوالزبیر أنه سمع جابربن عبد اللّٰه یقول:سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم یقول:"بین الرجل وبین الشرک والکفرترک الصلاة". (۴)

ان وعیدوں کی وجہ سے امام شافعی، امام مالک، امام احمد رحمہم اللہ قائل ہیں کہ قصداً نماز ترک کرنے والے کو قتل کر دیا

---

(۱) قال العلامة حسن بن عمار الشرنبلالی: وحکم الواجب استحقاق العقاب بترکه عمدًا وعدم إکفار جاحده و الثواب بفعله ولزوم سجود السھولنقص الصلوٰة بترکه سھوًا.اھـ (مراقی الفلاح علٰی صدر الطحطاوی،فصل فی واجبات الصلوٰة:۱۹۹،۲۰۰)

(۲) حاشیة الطحطاوی،کتاب الصلاة،ص: ۱۷۱۔

(۳) الصحیح لمسلم،قبیل باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح وفضل المساجد: ۲۳۵/۱۔کتاب المساجد ومواضع الصلاة (ح: ۶۶۷)/الصحیح للبخاری،کتاب الصلاة،باب الصلوات الخمس کفارة (ح: ۵۰۵)/ سنن الترمذی،کتاب الأمثال،باب مثل الصلوات الخمس(ح:۲۸۶۸)انیس

(۴) الصحیح لمسلم،باب بیان إطلاق اسم الکفرعلٰی من ترک الصلاة: ۶۱/۱۔(ح: ۸۲)انیس

جائے، حتیٰ کہ امام احمد رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ یہ قتل بطور حد کے نہ ہوگا، بلکہ بوجہ کفر کے ہوگا، تو گویا ان کے ہاں قصداً نماز چھوڑنے والا کافر ہے، اگر چہ ہمارے یہاں نہ قتل ہے نہ کفر، مگر توبہ تک قید میں رکھنے کا حکم ہے۔

وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهری: لايقتل بل يعذر (صوابه، يعزر) ويحبس حتٰى يموت أويتوب، قوله: (وعند الشافعی يقتل) وكذا عند مالك وأحمد، وفی رواية عن أحمد، و هی المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفرًا. (۱)

جب کہ محض قصداً ترک پر یہ وعیدیں ہوں اور اماموں کے ایسے سخت اقوال ہوں، تو ایک شخص باوجود ایمان دار اور مسلمان کہلوانے کے، جس کی تفسیر یہ ہے:

''تصديق النبی بالقلب فی جميع ماعلم بالضرورة مجيئه به من عند اللّٰه تعالٰى إجمالاً فإنه كافٍ فی الخروج عن عهدة الإيمان ولاتنحط درجته عن الإيمان التفصيلی فالمشرك المصدق بوجود الصانع وصفاته لايكون مؤمناً إلا بحسب اللغة دون الشرع لإخلاله بالتوحيد وإليه الإشارة بقوله تعالٰى: وَمَايُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ'' و الإقرار به أی باللسان. (۲)

نماز جیسی ضروریات دین سے منکر ہو، تو اس کو کیوں منسوب الی الکفر نہیں کیا جائے گا، جب کہ کفر کے معنیٰ ہی یہ ہوں کہ!

''وشرعاً: تكذيبه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم فی شئ مماجاء به من الدين ضرورة''. (الدر المختار)

وفی الشامية: وليس المراد التصريح بأنه كاذب فی كذا، لأن مجرد نسبة الكذب إليه صلى اللّٰه عليه وسلم كفر. (۳)

اس لئے فقہا نے تصریح کر دی ہے کہ منکر فرضیت صلاۃ کو منسوب الی الکفر کیا جائے گا کہ نماز کی فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہے۔

''(ويكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعی''. (۴)

خلاصہ مرام یہ کہ منکر فرضیت صلوات خمسہ کو کافر کہا جائے گا اور اس کا حکم مرتد کے مانند ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ **فقط واللّٰه تعالٰى أعلم وعلمه أتم.** (فتاویٰ بسم اللہ: ۱/۲۲۱-۲۲۳)

---

(۱) ردالمحتار، أول كتاب الصلاة: ۲/۷۔

(۲) شرح العقائد النسفية، ص: ۱۱۹۔ (سورة يوسف: ۱۰۶) انیس

(۳) ردالمحتار، كتاب الجهاد، أول باب المرتد: ۶/۲۷۰۔

(۴) الطحطاوی على الدر، كتاب الصلاة: ۱/۱۷۰، مكتبة الحنفی، سی، ڈی.

''فرض نماز کا منکر کافر نہیں'' یہ اعتقاد رکھنے والے کا کیا حکم ہے:

سوال: نماز فرض کا اگر کوئی انکار کرے اور یوں کہے کہ نماز مفروضہ کے انکار کرنے والے کے کافر ہونے کی کوئی وجہ نہیں از روئے ضد، اگر کرے، کافر نہ ہوگا، اور یوں کہے کہ فرض نمازوں کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوسکتا، اس قسم کا اعتقاد رکھنے والے پر شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے، کافر ہوگا یا نہیں، توبہ لازم ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جب کہ مذکورۃ الصدر دلائل سے (۱) واضح اور ثابت ہو گیا کہ نماز خمسہ کی فرضیت کا منکر بالاتفاق کافر ہے، حتیٰ کہ بعضوں کے ہاں قصداً ترک سے بھی منسوب الی الکفر کر دیا جاتا ہے، تو ایسے وقت میں کسی کا بطور ضد کے یہ کہنا کہ یہ کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے، یہ ان کی جہالت ہے اور پھر اس پر مصر ہونا اور اس کی فرضیت کا انکار کرتے رہنا اور دوسرے عوام کو ورغلانا، یہ باتیں ایمان سے کوسوں دور لے جانے والی ہیں، ایسی حالت میں ایسے کہنے والے کو چاہئے کہ توبہ کرے اور پھر سے کلمہ پڑھے اور تجدید نکاح کرے کہ یہ شریعت کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہے اور اس کی پھبتیاں اڑانا ہے، جب کہ فقہا نے یہاں تحریر کر دیا ہے:

''وفی الفتح: ومن هزل بلفظ كفر ارتد، وإن لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد''. (۲)

اس سے زیادہ کیا استہزاء ہوگا۔ **هٰذا ما ظهر لي. والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.**

(فتاویٰ بسم اللہ: ۱/ ۲۲۶-۲۲۷)

نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا:

سوال: زید جو مدعی اسلام ہے، اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علما کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے، ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام ونشان بھی نہیں ہے، اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے، ایسے شخص کے لئے اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہوں، ان کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

شخص مذکور اور اس کے اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ اور تأمل نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) یعنی اس سے قبل والے سوال جواب میں۔ انیس

(۲) الدر المختار، كتاب الجهاد، أول باب المرتد: ۲۷۰/۶۔ (فتح القدير، باب أحكام المرتدين: ۹۸/۶۔ انیس)

(۳) إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو سخر بآية من القرآن أو عاب كفر. (الفتاویٰ الهندية، موجبات الكفر: ۲۶۶/۲) وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر. (شرح الفقه الأكبر، ص: ۱۸۶، ظفير)

ان کے ساتھ معاملہ کفار ومرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کردیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۲/۳۷۹)☆

نماز پڑھنے والوں کو حقارتاً بے ایمان کہنا:

سوال: زید "مایصح به الصلاة" (۱) سے بہرہ ور ہے، تاہم قصداً نماز ترک کرتا ہے اور منکر صلاۃ بھی ہے اور نماز پڑھنے والوں کو حقارتاً بے ایمان کہتا ہے، ایسے شخص پر شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

چونکہ منکر فرضیت صلاۃ کافر ہے؛ اس لئے اس شخص پر حکم کفر عائد ہوگا۔(۲) **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم وعلمه أتم**

کتبہ احقر الوریٰ اسماعیل بن محمد بسم اللہ/الجواب صحیح: ظفر احمد عفی عنہ، ۲۷/ربیع الأول ۱۳۵۱ھ۔(فتاویٰ بسم اللہ:۱/۲۲۰)

☆☆☆

☆ "نماز پڑھنے والا کافر ہے" یہ اعتقاد کیسا ہے:

سوال: ایک شخص اس کا قائل ہے کہ 'نماز پڑھنے والا کافر ہے، علما کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے، ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام ونشان بھی نہیں ہے، اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے، اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامدًا ومصليًا وباللّٰه التوفيق

شخص مذکور، اس کے اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ اور تأمل نہیں ہے، ان کے ساتھ معاملہ کفار ومرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیٰحدہ کردیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں۔(فتاویٰ دارالعلوم:۱۲/۳۷۹)

جب تک وہ اپنے ایمان ونکاح کی تجدید نہ کرلیں، اور اپنے باطل عقائد سے توبہ نہ کرلیں، کیوں کہ وہ نماز کی مشروعیت کے منکر ہیں، جو موجب کفر ہے۔

"**فمن أنكر شرعيتها(الصلاة) كفر بلاخلاف**".(فتح القدير:۱/۲۱۷، ومجمع الأنهر لداماد آفندی:۱/۶۸، ط:بيروت)

نیز نماز پڑھنے والے کو کافر کہنا بھی موجب کفر ہے۔

"**لأنه لما اعتقد المسلم كافرًا فقد اعتقد دين الإسلام كفرًا، ومن اعتقد دين الإسلام كفرًا كفر**".(جامع الفصولين لابن القاضي الحنفي:۲/۳۱۱، ط:بمصر ۱۳۰۰آھ)(فتاویٰ یوسفیہ:۱/۵۵۰و۵۵۱)

(۱) نماز کے اتنے مسائل کی جانکاری جس سے نماز درست ہوتی ہے۔انیس

(۲) وهي أربعة أنواع؛ لأنها لا تخلو من أن يكفر جاحدها أولا، الأول هو الفرض.(نور الإيضاح، ص:۱۶۵)

نماز چھوڑنے کے احکام

نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے:

سوال: احادیث میں آتا ہے کہ ”جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی، اس نے کفر کیا“، آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ ’کفر سے مراد، اللہ نہ کرے، ’آدمی کافر ہوگیا، یا یہ کہ کفر کیا‘؟ یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی، تو درمیان میں جو وقت گزرا، وہ کفر کی حالت میں رہا؟ حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا، اسے کافر نہیں کہنا چاہیے۔

الجواب

جو شخص دین اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو اور تمام ضروریات دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہل سنت کے نزدیک وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔(۱)

(۱) الإيمان: هو الإيمان بالله، وملائكته، وكتبه، ورسله، واليوم الآخر، والقدر خيره وشره، وحلوه ومره، من الله تعالیٰ. (العقيدة الطحاوية، الإيمان. انيس)

عمر بن الخطاب قال: بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم إذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرى عليه أثر السفر ولا يعرفه منا أحد حتى جلس إلى النبی صلى الله عليه وسلم فأسند ركبتيه إلى ركبتيه ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد أخبرني عن الإسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله وتقيم الصلاة وتؤتی الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت إن استطعت إليه سبيلاً قال: صدقت، قال: فعجبنا له يسأله ويصدقه قال: فأخبرنی عن الإيمان فقال: أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره قال: صدقت... الخ. (الصحيح لمسلم كتاب الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان والإيمان بالقدر (ح: ۸) انيس)

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلث من أصل الإيمان الكف عمن قال لا اله إلا الله ولا نكفره بذنب ولا نخرجه من الإسلام بعمل والجهاد ماض منذ بعثنی الله إلى أن يقاتل آخر أمتی الدجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل والإيمان بالأقدار. (سنن أبی داؤد، كتاب الجهاد، باب الغزو مع أئمة الجور فی الجهاد (ح: ۲۵۳۲) انيس)

ومن قواعد أهل السنة والجماعة أن لا يكفر أحد من أهل القبلة. (شرح العقائد النسفية، ص: ۱۲۱)

وأنه لا يكفر أحد بذنب من أهل القبلة. (عقيدة السلف، مقدمة ابن أبی زيد القيروانی: ۶۰/۱)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب. (الفقه الأكبر، لا يكفر مسلم بذنب مالم يستحله: ۴۳/۱)

ولا نشهد عليهم بكفر ولا بشرك أهل القبلة لا يكفرون ولا بنفاق، مالم يظهر منهم شیء من ذلک ونذر سرائرهم إلى الله تعالیٰ. (العقيدة الطحاوية، لا نشهد من أهل القبلة بالكفر مالم يظهر منه ذلک. انيس) ==

اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے، وہ کفر اعتقادی نہیں، بلکہ کفر عملی ہے۔ حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا، یعنی نماز چھوڑنا مومن کا کام نہیں، کافر کا فعل ہے۔اس لیے جو مسلمان نماز چھوڑ دے، اس نے کافروں کا کام کیا۔اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے، بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے، وہ اگر چہ کافر نہیں، لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۸۶/۳)

تارک صلاۃ کو مشرک کہنا درست نہیں ہے:

سوال: زید فرضیت نماز کا قائل ہے، مگر نماز ادا نہیں کرتا، یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں، تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے:

"من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر". (۲)

الجواب

جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو، لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو، اس کو مشرک کہنا درست نہیں، اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے۔

"والکبیرۃ لاتخرج العبد المؤمن من الإیمان". (العقائد للنسفی)(۳)

ہاں بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے۔

"(وتارکھا عمدًا مجانۃ)أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)لأنہ یحبس لحق العبد فحق الحق أحق وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم. (الدرالمختار)(۴)

== إعلم أن المراد بأھل القبلۃ الذین اتفقوا علی ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم اللّٰہ تعالٰی بالکلیات والجزئیات وماأشبہ ذلک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشر أونفی سبحانہ وتعالیٰ بالجزئیات لایکون من أھل القبلۃ وأن المراد بعدم تکفیر أحد من أھل القبلۃ عند أھل السنۃ أنہ لایکفر أحد مالم یوجد شیء من أمارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیء من موجباتہ. (شرح الفقہ الأکبر،ص:۱۸۹. انیس)

(۱) (فمن ترکھا فقد کفر)أی أظھر الکفر وعمل عمل الکفر. (مرقاۃالمفاتیح:۲۷۶/۲)

وأیضاً:أن الإیمان إذا کان عبارۃ عن التصدیق والإقرار ینبغی أن لایصیر المؤمن المقر المصدق کافرًا بشئ من أفعال الکفر وألفاظہ. (شرح العقائد النسفیۃ،ص:۱۰۹،مبحث الکبیرۃ،طبع مکتبۃ خیر کثیر،آرام باغ،کراچی)

(۲) الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف:من ترک الصلاۃ متعمدًا:۳۸۲،۳۸۱/۱،ط،إحیاء التراث العربی بیروت،لبنان

(۳) ص:۸۲،ط، کتاب خانہ مجیدیہ، بیرون بوھر گیٹ، ملتان

(۴) أول کتاب الصلاۃ:۳۵۲/۱،ط،سعید

حدیث ”من ترک الصلوٰۃ،الخ“تشدید وتغلیظ پر مبنی ہے،یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔(کفایت المفتی:۳/۴۷۹)

کیا تارک نماز کافر ہے:

سوال: تارک نماز کے بارے میں بعض روایات اور ائمہ کے اقوال میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے،اس سے کیا مراد ہے۔

الجواب

لفظ کفر کبھی ضد ایمان پر بولا جاتا ہے اور کبھی ضد احسان پر بولا جاتا ہے،قسم اول کفر حقیقی کامل ہے۔جس میں وہ پایا جائے،وہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے جدا شمار کیا جاتا ہے،بخلاف قسم ثانی کے،کہ اس پر اگر چہ لفظ کافر بولا جاتا ہے،مگر وہ نہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے اور نہ اس کی مطلقاً تکفیر کی جاتی ہے،وہ فاسق اور سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے،چوں کہ کفر کلی مشکک ہے،اس لئے اس کے درجات مختلف ہیں،ہر درجہ پر لفظ کفر بولنا صحیح ہوگا،مگر ہر درجہ کو مفسد ایمان اور خارج کنندہ از ملت اسلامیہ قرار دینا غلط ہے۔اس لئے امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ نے ”کفر دون کفر“ فرما کر یہ تصریح کردی ہے:

”ولایکفر صاحبھا إلا بالشرک“.(۱)

الغرض کسی کو ایسا درجہ کفر کا دینا جس سے ایمان اور ملت اسلامیہ سے علیٰحدہ قرار دیا جائے،اس کے اس ہی درجہ کاملہ پر ہوسکتا ہے،جبکہ امور قطعیہ یقینیہ کا منکر ہوجائے،جیسے توحید کا یا رسالت کا انکار،یا ایسی دوسری باتوں کا جحود یا انکار کرنا ،یا ایسا عمل کرنا جس سے ان قطعی باتوں کا انکار ٹپکتا اور لازم آتا ہو،اور اگر یہ درجہ نہ پایا جاتا ہو،تو اگر چہ اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا جائیگا،مگر اس کو نہ خارج از ملت اسلامیہ کہا جائیگا اور نہ اس کو ایمان سے بے تعلق قرار دیا جائیگا۔یہی وہ مرتبہ ہے جس پر لفظ فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے،کسی جگہ لفظ کفر کے اطلاق سے یہ سمجھنا کہ یہ شخص ایمان سے بالکل علیٰحدہ اور بیگانہ ہوگیا،سخت غلطی ہے۔جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہوگئے ہیں۔

اسی لئے امام بخاری اور دوسرے ائمہ کو تصحیح کرنی پڑی کہ اس پر تنبیہ کردیں اور کہہ دیں کہ!

”المعاصی من أمر الجاھلیة ولایکفر صاحبھا بارتکا بھا إلا بالشرک“.(بخاری:۱/۹)(۲)

اور اسی بنا پر جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے کہ کبائر اور معاصی کی بنا پر کسی کو خارج از ملت اور خارج از

(۱-۲) الصحیح للبخاری،کتاب الإیمان،باب المعاصی من أمر الجاھلیة،ولایکفر صاحبھا بارتکابھا إلا بالشرک.

﴿اِنَّ اللّٰہَ لَایَغْفِرُاَن یُّشْرِکَ بِہٖ وَیَغْفِرُمَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَاءُ﴾.(سورۃ النساء:۴۸)انیس

ایمان نہیں کہا جائیگا، جب تک کہ اس سے قطعیات کا جحو داور انکار ثابت نہ ہو جائے، پس تارک صلوٰۃ عمداً کے متعلق حدیث میں یا اقوال ائمہ میں لفظ کفر کا وارد ہونا کلی مشکک کے طور پر ہے، جو اگر چہ اطلاق حقیقی ہوتا ہے، کیوں کہ کلی مشکک کا اطلاق اپنے تمام افراد پر خواہ وہ قوی ہوں یا متوسط یا ضعیف، سب پر حقیقی ہوتا ہے، مگر اس کے تمام مراتب مختلفہ کو کفر ہی کہا جائے گا، البتہ ہر مرتبۂ کفر کو خارج از ملت اسلامیہ اور عدم ایمان قرار دینا سخت غلطی ہوگی، آپ نے جو عبارتیں نقل فرمائی ہیں، ان میں انہیں امور مذکورہ بالا درجات مختلفہ پر اہل سنت والجماعت کے یہاں اس کا اطلاق مبنی ہے، اگر کہیں اختلاف نظر آتا ہے، تو وہ لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے، ہاں معتزلہ اور خوارج کے یہاں حقیقی ہے، جو اہل تبلیغ اس کے مخالف مسلک اختیار کر رہے ہیں، وہ غلط کار ہیں، کسی شخص پر کفر کا فرد کامل اطلاق کر کے اس کو غیر مومن قرار دینا اور خارج از ملت بتلانا، اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو خالد ابدی جہنم میں بتایا جائے، اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس کے لئے کبھی بھی دخول جنت نہ ہوگا، حالانکہ جس شخص کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان متحقق ہوگا، وہ ضرور بالضرور کسی نہ کسی وقت نجات عن النار حاصل کر کے مشرف بالجنت ہوگا، یہ درجہ تو شفاعت من النبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے اور پھر اس سے بھی کم درجہ ایمان کا موجب نجات بحثیات اللہ سبحانہ ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ لپ بھر کر خطا کاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا)

لہٰذا ایسی تکفیر بہت ہی زیادہ قابل احتیاط اور مستحق غور وفکر ہے، اسی بنا پر علماء کلام انتہائی احتیاط برتتے ہوئے فرماتے ہیں:

”**لانكفر أحدًا من أهل القبلة**“. (۱)

اور فرماتے ہیں:

اگر کسی شخص کے قول وفعل میں ۹۹ وجوہ کفر کی پائی جائیں اور ایک احتمال ایمان کا پایا جائے، تو اس کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ (۲)

---

(۱) **لانكفر أحدًا من أهل القبلة بذنب مالم يستحله ولا نقول: لايضر مع الإيمان ذنب لمن عمله. (العقيدة الطحاوية. انيس)**

وفی جمع الجوامع وشرحه: ولانكفر أحدًا من أهل القبلة ببدعة كمنكري صفات الله تعالىٰ وخلقه أفعال عباده وجواز رؤيته يوم القيامة ومنّا من كَفَّرَهُم أما من خرج ببدعته من أهل القبلة كمنكري حدوث العالم والبعث والحشر للأجسام والعلم بالجزئيات فلانزاع فی كفرهم لإنكارهم بعض ماعلم مجيء الرسول به ضرورةً. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/ ۳۷۱-۳۷۲، دار الكتاب الإسلامي. انيس)

(۲) **وفی الفتاویٰ الصغریٰ: الكفر شیء عظيم فلاأجعل المؤمن كافرًا متى وجدت رواية أنه لايكفر، اھ، وفی الخلاصة وغيرها: إذا كان فی المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتی أن يميل إلى الوجه الذی يمنع التكفير تحسينا للظن بالمسلم، زاد فی البزازية: إلا إذا صرح بإرادة موجب الكفر فلاينفعه التأويل. ==**

جو لوگ تصدیق قلبی ضروریات دین کی کرتے ہوئے اقرار باللسان عمل میں لاتے ہیں، مگر تمام عمر انہوں نے چہرہ قبلہ کی طرف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی، ان کو اہل قبلہ سے نکالنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔(۱)

کیا آپ ان آیات اور احادیث سے غافل ہیں جو مجرد ایمان پر نجات کی گواہیاں دے رہی ہیں، کم از کم حدیث بطاقہ (۲) (وہ کاغذ، پرچہ جس میں ''لا إلٰہ إلا اللّٰہ'' لکھا ہوگا، جو اعمال نامہ کے ترازو پر بھاری ہوگا) پر غور فرمالیں اور

== ...والذی تحرر أنه لایفتی بکفرمسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أوکان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة.الخ.(البحر الرائق،کتاب السیر،باب أحکام المرتدین: ۱۳۴/۵-۱۳۵،دارالکتاب الإسلامی. وکذا فی رد المحتار، کتاب الجهاد،باب المرتد: ۲۲۴/۴،دارالکتب العلمیة/فتح القدیر،کتاب الحدود :۳۱۵/۵،دارالفکر،انیس)

(۱) الإیمان: التصدیق بجمیع ماجاء به محمدصلی اللّٰه علیه وسلم عن اللّٰه تبارک وتعالیٰ مماعلم مجیئه به ضرورةوهل هوفقط أومع الإقرار،قولان:فأکثرالحنفیة علی الثانی،والمحققون علی الأول والإقرارشرط إجراء أحکام الدنیابعدالاتفاق علی أنه یعتقدمتی طولب به أتی به فإن طولب به فلم یقرفهو کفرعناد والکفر الستر وشرعاً تکذیب محمدصلی اللّٰه علیه وسلم فی شیء ممایثبت عنه ادعاؤه ضرورة.(البحر الرائق شرح کنز الدقائق،کتاب السیر،باب احکام المرتدین:۱۲۹/۵ ،دارالکتب العلمیة.انیس)

(۲) زیدبن خالدالجهنی قال:أرسلنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال:بشرالناس أنه من قال:لاإله إلااللّٰه لا شریک له،دخل الجنة.(المعجم الأوسط للطبرانی،باب المیم،من اسمه محمدبن الحسین ابن بنت رشدین(ح:٦٤٦٨) انیس)

أبو ذرقال:أتیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهونائم علیه ثوب أبیض ثم أتیته فإذاهونائم ثم أتیته وقداستیقظ فجلست إلیه فقال:مامن عبدقال لاإله إلااللّٰه ثم مات علی ذلک إلادخل الجنةقلت:وإن زنیٰ وإن سرق قال:وإن زنیٰ وإن سرق...الخ.(الصحیح لمسلم،کتاب الإیمان،باب من مات لایشرک باللّٰه شیئاًدخل الجنة...(ح: ٩٤)/ الصحیح للبخاری،کتاب اللباس،باب الثیاب البیض (ح:٥٤٨٩)انیس)

﴿حدیث البطاقة﴾

عبداللّٰه بن عمروبن العاص قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:إن اللّٰه سیخلص رجلاًمن أمتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة فینشرعلیه تسعة وتسعین سجلاً،کل سجل مثل هذا،ثم یقول: أتنکرمن هذاشیئاً؟أظلمک کتبتی الحافظون ؟فیقول:لایارب،فیقول:ألک عذر؟فیقول:لایارب،فیقول:بلی،إن لک عندناحسنة ،وإنه لاظلم علیک،فیخرج بطاقة فیهاأشهدأن لاإله إلااللّٰه وأشهدأن محمداعبده ورسوله،فیقول:ماهذه البطاقةمع هذه السجلات؟فقال:إنک لاتظلم،قال:فتوضع السجلات فی کفة،والبطاقةفی کفة،فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولایثقل من اسم اللّٰه شیء.(المستدرک للحاکم،الإیمان،فضیلة شهادةأن لاإله إلااللّٰه وثقلهافی المیزان(ح: ٩)/سنن الترمذی،کتاب الإیمان عن رسول اللّٰه،باب ماجاء فیمن یموت وهویشهدأن لاإله إلااللّٰه (ح:٢٦٣٩)/سنن ابن ماجة،کتاب الزهد،باب مایرجی من رحمةالله یوم القیامة (ح: ٤٣٠٠)/المعجم الأوسط للطبرانی،باب العین،من اسمه عبدالرحمن،عبدالرحمن بن حاتم المرادی(ح:٤٧٢٢)انیس)

ان آیات واحادیث پر غور کریں، جو ہم نے رسالہ مذکورہ (اس سے مراد ''ایمان وعمل'' ہے) میں ذکر کردی ہیں۔شرط کسی امر کا کفر ہونا اور بات ہے اور مرتکب کا کافر اور مشرک ہونا دوسری بات ہے، لوگ اس میں بہت کم تمیز کرتے ہیں، جس شخص کے کفر اور شرک کا تحقق ہوجائے، ضروری نہیں ہے کہ عند اللہ بھی کافر اور مشرک قرار دیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح توریت کو پٹک دیا، یہاں تک کہ بعض ٹوٹ گئیں، کمافی بعض التفاسیر(۱)، اور حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر پکڑ کر کھینچ کر گرادیا، (۲) مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مراتب عالیہ میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، یوم محشر میں قبطی کے قتل پر جو کہ کافر حربی تھا، ان کو خوف ہوگا، مگر ان دو امور مذکورہ بالا کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا۔ پس غور فرمایئے اور جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔

مودودی صاحب نے مثل خوارج ومعتزلہ بہت جلد بازی سے کام لیا، اب تاویلیں کرتے ہیں کہ میں نے تغلیظاً اور تخویفاً کہا ہے، مگر یہ تاویل چل نہیں سکتی ہے۔

(مخطوطات مبارکہ، ص:۱۱۲)۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام:۵۱-۵۳)

تارک صلاۃ کافر نہیں ہے:

سوال: زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے، مگر نماز نہیں پڑھتا، یعنی تارک فرض ہے، منکر فرض نہیں، جب اس سے کہا جاتا ہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو جواب دیتا ہے کہ پڑھا کروں گا، میں جو نماز نہیں پڑھتا تو بے شک بہت گناہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نمازی ہوجاؤں، آیا ایسے شخص مذکور کو مسلمان کہیں یا کافر؟

(المستفتی: ۱۳۶۸، محمد احمد صاحب، دہلی۔ ۱۵/ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ- مطابق ۲۷/فروری ۱۹۳۷ء)

الجواب

جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے، وہ مسلمان ہے، اس کو ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہئے، حنفیہ کا یہی مذہب ہے، ہاں بعض علمانے زجر کے طور پر ایسے شخص کو کافر کہہ دیا ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی:۳/۴۸۴)

(۱) یقول کثیر من المفسرین: إنها لما ألقاها تكسرت، ثم جمعها بعدها. (تفسیر القرآن الکریم لابن کثیر، سورۃ الأعراف: ۱۵۴، ج:۳/ص:۴۷۸، دار طیبة. انیس)

(۲) وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي، أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ﴾. (سورۃ الأعراف: ۱۵۰) انیس)

(۳) (وتارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)... وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدًا وقیل: کفرًا. (التنویر وشرحه علی صدر ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۱/۳۵۲-۳۵۳، ط: سعید)

تارک نماز کو کافر کہنا کیسا ہے:

سوال: حدیث ''من ترک الصلاۃ متعمدًا فقد کفر'' کو پیش کر کے تارک نماز کو کافر کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ترک صلوٰۃ کافروں جیسا فعل ہے، جس سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔ جب تک کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے، اس کو کافر کہنا درست نہیں ہے، مسلمانوں کو کافر کہنا بڑا گناہ ہے۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۱۳۷۲/۱/۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۲۲/۲)

نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے، اس کے حق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ

تارک صلوٰۃ عمداً کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں، حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، وہ کافر ہوگیا، اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں، اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا، لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے، جیل خانے میں رکھا جائے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مار مار کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حداً یا کفراً قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۷۸/۳)

تارک نماز کا حکم:

سوال: جو بلا عذر شرعی نماز کو ترک کرے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کے ساتھ اختلاط اور ساتھ کھانا پینا اور

(۱) ایسا شخص فاسق ہے، جب تک وہ نماز کے فرض ہونے کا انکار نہ کرے، اسے کافر نہیں قرار دیا جاسکتا۔ [مجاہد]

أی أظہر الکفر وعمل عمل أہل الکفر فإن المنافق نفاقًا اعتقادیًا کافر فلا یقال في حقہ کفر. (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ۹۸۳/۱)

(۲) (وتارکہا مجانۃ) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنہ یحبس لحق العبد فحق الحق أحق، وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم، وعند الشافعي یقتل بصلاۃ واحدۃ حدًا وقیل کفرًا. (الدر المختار متن رد المحتار، أول کتاب الصلاۃ: ۳۵۲/۱-۳۵۳، ط: سعید)

بولنا کیسا ہے؟ اور اگر زوجین میں ایک ایسا ہو، تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں، اور صحبت حرام ہوگی یا حلال، اور اولاد کیسی ہوگی، اور اگر بعد مرنے اس شخص کے، زجراً اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، تو کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

نماز فرض عین ہے، ہر مکلّف کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے، مگر بلا عذر شرعی سستی وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک کرتا ہے، ساتھ ہی اس کو عقاب کا خوف بھی ہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، کافر نہیں ہے۔

اول اس کو سمجھایا جائے اور نماز کی اس کو تاکید کی جائے، اگر مان جائے بہتر، ورنہ اس سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں، حتی کہ تنگ آ کر ترک نماز سے توبہ کر لے اور آئندہ مداومت کے ساتھ نماز پڑھے۔

اگر وہ نماز کو فرض نہیں سمجھتا، بلکہ فرضیت کا منکر ہے اور استخفافاً اس کو ترک کرتا ہے اور آئندہ قضا کی نیت نہیں رکھتا، نہ اس کو خوف عقاب ہے، تو ایسا شخص شرعاً کافر ہے۔ (۱) ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، زوجہ کو اس سے علیٰحدہ رہنا ضروری ہے، جب تک تجدید نکاح و تجدید ایمان نہ کرے، صحبت حرام ہوگی۔ (۲) اور اس کے جنازہ کی نماز نا جائز ہے۔ (۳)

"ویکفر بترک الصلاة متعمدًا غیر ناوٍ للقضاء، وغیر خائفٍ من العقاب". (بحر: ۱۲۲/۵) (۴)

اور نماز کو فرض سمجھتے ہوئے نہ پڑھنے والے شخص کے جنازہ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۵)

---

(۱) (هی فرض عین علٰی کل مکلف) الخ (ویکفر جاحدها) لثبوتها بدلیل قطعی (وتارکها عمدًا مجانةً) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق". (الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۱/۱ ـ ۳۵۲، سعید)

(۲) "وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی: ما یکون کفرًا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح، وأولاده أولاد زنا، وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبة وتجدید النکاح". (الدر المختار)

قال ابن عابدین: "(قوله: وأولاده أولاد زنا) کذا فی فصول العمادی، لکن ذکر فی نور العین: ویجدد بینهما النکاح إن رضیت زوجته بالعود إلیه، وإلا فلا تجبر". (رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب جملة من لایقتل إذا ارتد: ۲۴۶/۴ ـ ۲۴۷، سعید)

(۳) "(وهی فرض عین علٰی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة) آه". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفایة الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

("وشرطها: إسلام المیت وطهارته آه ... ویصلی علٰی کل مسلم مات بعد الولادة صغیرًا کان أو کبیرًا، ذکرًا کان أو أنثٰی حرًا کان أو عبدًا، إلا البغاة وقطاع الطریق ومن یمثل حالهم". (الفتاویٰ العالمگیریة، کتاب الصلوٰة، باب الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت: ۱۶۲/۱ ـ ۱۶۳، رشیدیة)

(۴) البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۲۰۶/۵، رشیدیة

(۵) "(وهی فرض عین علٰی کل مسلم مات خلا) أربعة". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفایة الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

اگر کوئی بڑا شخص دوسروں کی تنبیہ اور زجر وعبرت کے لئے اس پر نماز نہ پڑھے، تو مضائقہ نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۴ ۱۳۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۷-۳۰۸)

بے نمازی کا حکم:

سوال: مجھے یہ چیز سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ بے نمازی کے لیے اسلام کے کیا احکامات ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک یہ (حکم) ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیا یہ سچ ہے؟ اور اسی طرح سنا ہے کہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی کو) مار ڈالا جائے، اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے، کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ 'میں نماز نہیں پڑھتا'، تو کافر ہو جاتا ہے، ورنہ چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، وہ کافر نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا، تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ جب کہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔

برائے مہربانی مجھے امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابوحنیفہ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہم اللہ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح صحیح احکامات ہیں، بتادیں مع حوالہ کے؟ بہت مہربانی ہوگی۔

الجواب

تارک صلوٰۃ اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو، تو باجماع اہل اسلام کافر ومرتد ہے۔ (الا یہ کہ نیا مسلمان ہوا ہو، اور اسے فرضیت کا علم نہ ہو سکا ہو، یا کسی ایسے گوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک، ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا) اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو، مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو، تو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک

---

(۱) "ورجح الكمال قول الثاني بما في مسلم: "أنه عليه الصلاة والسلام أتى برجل قتل نفسه، فلم يصل عليه". (الدر المختار) "أقول: قد يقال: لادلالة في الحديث على ذلك؛ لأنه ليس فيه سوى أنه عليه الصلاة والسلام لم يصل عليه، فالظاهر أنه امتنع زجرًا لغيره عن مثل هذا الفعل، كما امتنع عن الصلاة على المديون، ولايلزم من ذلك عدم صلاة أحد عليه من الصحابة، إذ لامساواة بين صلاته وصلاة غيره. قال تعالىٰ: ﴿إِنَّ صَلاَتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (سورة التوبة: انيس) ثم رأيت في شرح المنية بحثاً كذلك". (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب هل يسقط فرض الكفاية الخ: ۲/۲۱۱، سعيد)

والحديث أخرجه الترمذي، كتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن قتل نفسه لم يصلِّ عليه (ح: ۱۰۶۸) انيس

وہ مسلمان تو ہے، مگر بدترین فاسق ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے، اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک، ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے احکام مرتدین کے ہیں۔

امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترک صلوٰۃ کی سزا قتل ہے، الا یہ کہ وہ شخص توبہ کرلے، لہٰذا اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور ترک نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے، اگر توبہ کرلے، تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے گا۔

الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے، تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترک نماز سے توبہ کرلے۔

ان مذاہب کی تفصیل فقہ شافعی کی کتاب شرح مہذب (ج:۳،ص:۱۶)(۱) اور فقہ حنبلی کی کتاب المغنی (ج:۲، ص:۲۹۸، مع الشرح الکبیر)(۲). اور فقہ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی (ج:۱،ص:۳۵۲)(۳) میں ہے۔

جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ

---

(۱) (فرع) فی مذاهب العلماء فیمن ترک الصلوٰة تکاسلاً مع اعتقاد وجوبها: " فمذهبنا المشهور ما سبق أنه يقتل حدًا ولا يكفر، وبه قال مالک و الأكثرون من السلف والخلف، وقالت طائفة يكفر، ويجرى عليه أحكام المرتدين فی كل شئ، وهو مروی عن علی بن أبی طالب وبه قال ابن المبارک وإسحاق بن راهويه وهو أصح الروايتين عن أحمد، وبه قال منصور الفقيه من أصحابنا كما سبق، وقال الثوری وأبو حنيفة وأصحابه وجماعة من أهل الكوفة والمزنی: لا يكفر ولا يقتل بل يعزر ويحبس حتى يصلي واحتج لمن قال بكفره بحديث جابر رضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم يقول:" إن بين الرجل وبين الشرک والكفر ترک الصلاة ". (المجموع شرح المهذب: ۱۶/۳، فرع فی مذاهب العلماء، طبع: دار الفکر)

(۲) ومن ترک الصلاة وهو بالغ عاقل جاحدًا لها أو غير جاحد دعی إليها فی وقت كل صلاة ثلاثة أيام فإن صلّٰی وإلاّ قُتِل، وجملة ذلک أن تارک الصلاة لا يخلو إما أن يكون جاحدًا لوجوبها أو غير جاحد، فإن كان جاحدًا لوجوبها نظر فيه فإن كان جاهلاً به وهو ممن يجهل ذلک كحديث الإسلام و الناشیء ببادية عرف وجوبها وعلم ذلک ولم يحكم بكفره؛ لأنّه معذور فإن لم يكن ممن يجهل ذلک كالناشیء من المسلمين فی الأمصار والقریٰ لم يعذر ولم يقبل منه ادعاء الجهل وحكم بكفره؛ لأن أدلة الوجوب ظاهرة فی الكتاب والسنة، والمسلمون يفعلونها على الدوام فلا يخفی وجوبها على من هذا حاله، ولا يجحدها إلاّ تكذيباً للّٰه تعالٰی و لرسوله وإجماع الأمّة، وهذا يصير مرتدًا عن الإسلام، حكمه حكم سائر المرتدين فی الاستتابة و القتل ولا أعلم فی هذا خلافاً. (المغنی: ۲۹۸/۲، باب الحكم فيمن ترک الصلاة)

(۳) "وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهری: لايُقتل بل يعذر (صوابه يعزر، بالزاء) ويحبس حتى يموت أو يتوب (قوله وعند الشافعی يُقتل) وكذا عند مالک وأحمد، وفی رواية عن أحمد، وهی المختارة عند جمهور أصحابه أنه يُقتل كفرًا، وبسط ذلک فی الحلية". (رد المحتار: ۳۵۲/۱-۳۵۳، أول كتاب الصلاة)

ان کے اور بھی دلائل ہیں۔ حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا، مگر وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اور میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں یہ مرتد ہے اور اس کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔ اس لیے اگر حضرت پیران پیر رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے، بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے، تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۳/۳-۱۸۴)

نماز چھوڑنے والوں کا حکم:

سوال: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو، وہ حدیث: ''**من ترک الصلاة متعمدًا، فقد کفر**'' (۱) کے ماتحت مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا دوستی رکھنا یا میل جول پیدا کرنا اور اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے، یا نماز کو استخفاف واہانت کی نیت سے ترک کرتا ہے، یا بلا عذر نماز ترک کرتا ہے اور قضا کی نیت نہیں رکھتا اور خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شخص شرعاً کافر ہے اور جو شخص خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے، قضا کی نیت رکھتا ہے، فرضیت کا منکر نہیں، بلکہ معتقد ہے، نماز کی تحقیر واہانت نہیں کرتا، البتہ سستی یا غفلت کی وجہ سے کبھی وقت سے ٹلا دیتا ہے، تو ایسا شخص شرعاً کافر نہیں، اگرچہ وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے:

''**(هی فرض عین علٰی کل مکلف) الخ (ویکفر جاحدها) لثبوتها بدلیل قطعی (وتارکها عمدًا مجانةً) أی تکاسلاً فاسق**''. (درمختار) (۲)

''**ویکفر بترک الصلاة متعمدًا غیر ناوٍ للقضاء وغیر خائف من العقاب**، آه. (بحر: ۱۲۲/۵) (۳)

فقط واللّٰہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور-۱۲/۵/۱۳۵۸ھ۔ الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔ صحیح: عبداللطیف، مدسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۰۹/۵)

---

(۱) **والحدیث بتمامه: ''من ترک الصلاة متعمدًا، فقد کفر جهارًا''. طبرانی فی الأوسط. (فیض القدیر: رقم الحدیث: ۸۵۸۷: ۵۷۳۸/۱۱، نزار مصطفٰی الباز، ریاض)**

أخرج الإمام أحمد فی مسنده بهذه الألفاظ: ''عن أم أیمن رضی اللّٰه تعالٰی عنها: أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال: ''لا تترکی الصلٰوة متعمدًا، فإنه من ترک الصلٰوة متعمدًا، فقد برئت منه ذمة اللّٰه ورسوله''. (مسند الإمام أحمد: ۵۷۲/۷، رقم الحدیث: ۲۶۶۸۱۸، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

(۲) **الدر المختار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعید**

(۳) **البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۲۰۶/۵، رشیدیة**

تارک صلاۃ فاسق اور گنہگار ہے:

سوال: عام مسلمان سالہا سال بالکل نماز نہیں پڑھتے، کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک ماہ کے لئے پڑھ لیتے ہیں، بعدازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ پڑھ لیتے ہیں، پھر کنارے ہوجاتے ہیں، اور بہتیرے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان خمسہ سے بالکل ناواقف ہیں اور جنھوں نے اپنی حیات میں اپنے سرکو سجدہ کے لئے نہیں جھکایا ہے، اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ آیا کہ تارک الصلوٰۃ شرعاً کافر ہے یا گنہگار ہے، اگر تارک الصلوٰۃ مرجائے، شرع شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا کہ نہیں؟

(المستفتی: ۲۴۶۹، وزیر حسین صاحب (لاہور چھاؤنی) ۵/صفر ۱۳۵۸ھ م ۲۷/ مارچ ۱۹۳۹ء)

الجواب

ترک نماز گناہ کبیرہ اور قریب بکفر ہے، لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو، صرف تارک ہو، وہ فاسق اور انتہا درجہ کا گنہگار ہے، مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہونگے، بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ کر دفن کردیں اور مسلمان زجراً شریک نہ ہوں، تو یہ جائز ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۸۸/۳)

تارک صلاۃ کافر نہیں، بلکہ فاسق ہے:

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴/ فروری ۱۹۲۷ء)

سوال: وہ کلمہ گو مسلمان جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں، مگر عقیدۃً نماز کو اچھا سمجھتا رہا، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب

اگر وہ شخص توحید ورسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا، جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے، نماز کو فرض سمجھتا تھا، تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی، کافر نہیں ہوگا، ہاں وہ فاسق ضرور ہے، مگر کفر کا حکم اس پر کرنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو، تو بلاشبہ کافر قرار دیا جائے گا۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ غفرلہ۔ (کفایت المفتی: ۴۹/۳)

(۱-۲) (وتاركها عمدًا مجانة)أي تكاسلا فاسق (يحبس حتى يصلي)لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (تنوير الأبصار مع شرحه الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط: سعيد)

قصداً تارک الصلاۃ کافر نہیں، البتہ فاسق وفاجر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو آدمی قصداً نماز ترک کریں، تو وہ کافر بن جاتا ہے یا نہیں، قصداً تارک الصلاۃ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد ادریس پرائمری اسکول، نیوکیمپ پشاور)

الجواب

عمداً تارک الصلاۃ حنابلہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے، لیکن جمہور کے نزدیک فاسق اور فاجر ہے۔ (۱) کیونکہ قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اعمال، ایمان سے خارج ہیں، **کما فصل فی موضعه**، لہٰذا تارک الصلاۃ کافر نہ ہوگا، اور ''وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ'' (۲) کی عبارت، اشارت، دلالت، اقتضاء اور اعتبار کسی ایک سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تارک الصلاۃ مشرک یا کافر ہے اور بر تقدیر تسلیم یہ آیت استحلال یا تشدد پر محمول ہوگی، تاکہ دیگر آیات سے متعارض نہ ہو۔ (۳) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/ ۱۳۹-۱۴۰)

قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص قصداً ایک نماز قضا کرلے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے

---

(۱) قال العلائی: (و يكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعی (وتاركها عمدًا مجانة) أی تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلی)؛ لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق، وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم، وعند الشافعی يقتل بصلاة واحدة حدًا، وقيل كفرًا. (الدر المختار)

قال ابن عابدين: (قوله وعند الشافعی يقتل) وكذا عند مالك وأحمد، وفی رواية عن أحمد، وهی المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفرًا، وبسط ذلك فی الحلية. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۱/ ۲۵۲، ۲۵۳)

(۲) قال الله تعالى: ﴿مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾. (سورة الروم: الآية: ۳۱، الجزء: ۲۱، الركوع: ۷)

(۳) قال العلامة علی القاری: (ولانكفر) أی لاننسب إلى الكفر (مسلماً بذنب من الذنوب) أی بارتكاب معصية (وإن كانت كبيرة) أی كما يكفر الخوارج مرتكب الكبيرة (إذا لم يستحلها) أی لكن إذا لم يكن يعتقد حلها؛ لأن من استحل معصية قد ثبتت حرمتها بدليل قطعی فهو كافر (ولانزيل عنه اسم الإيمان) أی ولانسقط عن المسلم بسبب ارتكاب كبيرة وصف الإيمان، كما يقوله المعتزلة حيث ذهبوا إلٰى أن مرتكب الكبيرة يخرج عن الإيمان ولايدخل فی الكفر الخ ومن المعلوم أن السب دون القتل، نعم لو استحل السب أو القتل فهو كافر لامحالة، وعلٰى تقدير ثبوت الحديث فيجب أن يؤول كما أول حديث "من ترك الصلاة متعمدًا فقد كفر" و الحاصل أن الفسق والعصيان لايزيل الإيمان فيصير كافرًا ولاواسطةً. (شرح الفقه الأكبر للقاری، ص: ۷۱، ۷۲، الكبيرة لاتخرج المؤمن عن الإيمان)

فتویٰ کے مطابق وہ کافر اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قتل کا حکم دیتے ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ اس کے ہمیشہ قید رکھنے کو واجب جانتے ہیں، یہ تو ایک نماز چھوڑنے کا فتویٰ ہے، جو شخص ہمیشہ نہ پڑھے، یا کئی سالوں تک نہ پڑھے، اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟ اور اس کے ساتھ کافروں کا سا معاملہ کیا جائے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ترک صلاۃ بدون انکار فرضیت، کفر کا موجب نہیں ہے، اس کے ساتھ کفار کا معاملہ نہیں کیا جائے گا، البتہ اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرنا فرض ہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۸۸/۱۔۸۸۹)

سستی وغفلت سے صلاۃ مفروضہ کے ترک کرنے والے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص از روئے غفلت اور سستی کے، صلاۃ مفروضہ کو ترک کرتا جائے اور اس کی فرضیت کا انکار نہ کرے، تو ایسا شخص از روئے شرع شریف کے، دائرۂ اسلام میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تارک صلاۃ از روئے غفلت، باتفاق اہل سنت والجماعت مومن وفاسق ہے، نہ کہ کافر۔

كما فى الطحطاوى على الدر: "(وتاركها عمدًا مجانةً)أى تكاسلاً فاسق". (۲)

"ولانكفرمسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولانزيل عنه اسم الإيمان". (۳)

وفى شرح العقائد النسفية:

لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الإيمان خلافاً للمعتزلة حيث زعموا أن مرتكب الكبيرة ليس بمؤمن ولاكافروهذا هو المنزلة بين المنزلتين بناءً علىٰ أن الأعمال عندهم جزء من حقيقة الإيمان ولاتدخله أى العبد المؤمن فى الكفر". (۴)

"واعلم أن مذهب أهل الحق:أنه لايكفرأحد من أهل القبلة بذنب ولايكفرأهل الأهواء و البدع". (۵)

---

(۱) كما فى تفسير المظهرى:أجمع الأمة علىٰ أنها فريضة قطعية يكفرجاحدها،وأما تارك الصلاة عمدًا فقال أبوحنيفة:لايقتل لكن يحبس أبدًا حتى يموت أو يتوب،مسئلة الصلاة فريضة قطعية يكفرجاحدها وهل يكفرتاركها بغيرعذر،تحت قوله تعالىٰ:﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾(ج:١،ص:٣٣٤،مكتبة بلوچستان بكڈپو، كوئٹة)

(۲) الطحطاوى على الدر، كتاب الصلاة: ١٧٠/١۔

(۳) شرح الفقه الأكبر،بحث أن الكبيرة لاتخرج المؤمن عن الإيمان،ص:١١٧۔

(۴) شرح العقائد،ص:١٠٧۔

(۵) النووى شرح مسلم،باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان: ١٨٧/١۔

”واعلم أن مذهب أهل السنة وما عليه أهل الحق من السلف والخلف: أن من مات موحدًا دخل الجنة قطعاً علٰی كل حال (إلٰی قوله) وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به من الأمة علٰی هذه القاعده وتواترت بذلک نصوص تحصل العلم القطعی“. (۱)

الحاصل مندرجہ بالا دلائل سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ صلاۃ مفروضہ کو از روئے غفلت ترک کرنے والا باتفاق اہل سنت والجماعت مومن وفاسق ہے، نہ کہ کافر، اور سزایابی کے بعد بہشت میں جانے والا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

حررہ اسماعیل بسم اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح: محمد فیض اللہ غفرلہ، چھوٹی ارکان مسجد ۴۰ رگلی رنگون، نائب صدر تحفظ مساجد واسلام،

الجواب صحیح: محمد یعقوب غفرلہ، اڑکائی جامع مسجد، اسپارک اسٹریٹ، (صدر جمعیۃ تحفظ مساجد واسلام رنگون)

الجواب صحیح: وصی الرحمٰن غفرلہ المنان،

ما جاء به المفتی فهو حق والحق أحق أن يتبع، محمد اسماعیل غفرلہ (خطیب مسجد نور علی چودھری، رسلون، رنگون)

لاشک فی الجواب، محمد عبد القيوم

لاريب فی حمة الجواب، اسماعیل بیگ الٰہی غفرلہ (ناظم جمیعۃ تحفظ مساجد واسلام) (فتاویٰ بسم اللہ: ۱/۲۴۳-۲۴۴) ☆

---

(۱) النووی شرح مسلم، باب الدليل علٰی أن من مات علی التوحيد: ۱/۲۵۵۔

☆ **بلاعذر نماز چھوڑنے والا کافر ہے یا نہیں:**

سوال: بلاعذر نماز چھوڑنے والا کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب دیکر ممنون فرمائیں، بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصلياً و بالله التوفيق

اگر نماز، اس کی فرضیت کے انکار کی وجہ سے چھوڑتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۳۳)

”فمن أنكر شرعيتها (الصلاة) كفر بلاخلاف“. (فتح القدير: ۱/۲۱۷، ومجمع الأنهر للفقيه المحقق لداماد: ۱/۶۸، ط: بيروت)

اگر نماز کی فرضیت کے اقرار کے باوجود غفلت وسستی کی وجہ سے نہیں پڑھتا ہے، تو وہ فاسق ہے۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۳۳)

”وتاركها تكاسلا فاسق“. (سکب الأنهر علٰی مجمع الأنهر: ۱/۶۷، ط: بيروت)

”وحكمه أنه ... يفسق تاركه بلاعذر“. (حلية الناجی علی الشرح الحلبی: ۱۲، غنية المستملی المشتهر بشرح الكبير)

اور اگر عمداً (جان بوجھ کر) نماز چھوڑتا ہے، بشرطیکہ وہ نماز سے استہزا نہ کرتا ہو، وہ بھی حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے، کافر نہیں۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۱۳۔ وفتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۱۱)

”(وتاركها عمدًا مجانة) أی تكاسلاً فاسق“. (الدر المختار علی صدر الرد: ۲/۵، ط: زكريا علٰی منهج بيروت)

نماز کو عمداً سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا فاسق ہے اور جو عمداً چھوڑے، اس کو کوئی عذر بھی نہ ہو، قضا پڑھنے کا بھی ارادہ نہ رکھتا ہو اور اسے اس پر سزا وعتاب کا بھی ڈر نہ ہو، تو فقہاء کرام نے اس کی تکفیر فرمائی ہے۔

”وكفر بترک الصلاة متعمدًا غير ناوٍ للقضاء وغير خائف للعقاب“. (مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۱/۶۹۴، ط: بیروت) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۶۰ و۵۶۱)

بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے:

سوال: ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے، تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ جو جمعہ اور عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا۔

الجواب

اگر وہ شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے، مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا، تو ایسا شخص مسلمان تو ہے، لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گناہگار اور بدترین فاسق ہے۔(۱)

قرآن واحادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔(۲)(آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۸۳/۳)

بے نمازی کے لئے کفر کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کی قربانی ناجائز ہے؛ کیونکہ اس کے نزدیک نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے؛ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ 'مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے'، لہٰذا نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے، اور کافر کا کوئی عمل قابل قبول نہیں، لہٰذا اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر چہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(۲) لیکن تارک الصلاۃ بنا برمذہب جمہور، کافر نہیں ہوتا۔(۳)

لہٰذا تارک نماز کی قربانی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود:۸۸۹/۱)

---

(۱) (تارکها عمدًا مجانةً أی تکاسلاً فاسق. (الدر المختار متن الرد، ج:۱، ص:۳۵۲، أول کتاب الصلاة)

(۲) ﴿مَا سَلَکَکُمْ فی سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ﴾ الآیة (سورة المدثر:۴۲، ۴۳)

وعن بریدة قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیه وسلم: "العهد الذی بیننا و بینهم الصلوٰة، فمن ترکها فقد کفر. (مشکوٰة المصابیح: ۵۸/۱، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی)

سنن النسائی، کتاب الصلاة، باب الحکم فی تارک الصلاة (ح: ۴۶۳)/مسند الإمام أحمد، مسند بریدة (ح:۲۲۴۲۸)/سنن الدارقطنی، کتاب العیدین (ح:۲/۱۷۲۷) انیس

(۳) کما فی فتح الباری تحت الحدیث "من ترک الصلاة متعمدًا فقد کفر": "وتمسک بظاهر الحدیث أیضاً الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارک الصلاة یکفر ... وأما الجمهور فتأولوا الحدیث ... فقیل المراد من ترکها جاحدًا لوجوبها أو معترفاً لکن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها". (کتاب مواقیت الصلاة، باب من ترک العصر: ۴۱/۲، قدیمی کتب خانه، کراچی)

==

کیا تارک صلوٰۃ کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے:

سوال: ایک شخص کافی عرصے سے نماز ترک کئے ہوئے ہے، حتی کہ وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا، کیا اس شخص کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟ فرض کر لیجئے کہ وہ گزشتہ چھ مہینوں سے نماز مسلسل ترک کر رہا ہے۔

الجواب

نماز پنج گانہ فرض ہے،(۱) اور اس کا ترک گناہ کبیرہ، اور تمام کبیرہ گناہوں ...... چوری، زنا وغیرہ ...... سے بدتر گناہ

== (بیان استنباط الأحکام) وهو علی وجوهٖ

،الأول: قال النووی: یستدل بالحدیث أن تارک الصلاة عمداً معتقداً وجوبها یقتل، وعلیه الجمهور.
قلت: لایصح هذا الاستدلال لأن المأمور به هو القتال، ولایلزم من إباحة القتال إباحة القتل، لأن باب المفاعلة یستلزم وقوع العمل من الجانبین، ولا کذلک القتل فافهم، ثم اختلف أصحاب الشافعی هل یقتل علی الفور أم تمهل ثلاثة أیام؟ الأصح الأول، والصحیح أنه یقتل بترک صلاة واحدة إذا خرج وقت الضرورة لها، وأنه یقتل بالسیف، وهو مقتول حداً، وقال أحمد فی روایة أکثر أصحابه عنه: تارک الصلاة عمداً یکفر، ویخرج من الملة، وبه قال بعض أصحاب الشافعی، فعلی هذا له حکم المرتد، فلایغسل ولایصلی علیه، وتبین منه امرأته، وقال أبو حنیفة والمزنی: یحبس إلی أن یحدث توبة ولایقتل، ویلزمهم أنهم احتجوا به علی قتل تارک الصلاة عمداً. ولم یقولوا بقتل مانع الزکاة مع أن الحدیث یشملها، ومذهبهم أن مانع الزکاة تؤخذ منه قهراً ویعزر علی ترکها، وسئل الکرمانی هٰهنا عن حکم تارک الزکاة ثم أجاب: بأن حکمهما واحد، ولهذا قاتل الصدیق رضی اللّٰه عنه مانعی الزکاة، فإن أراد أن حکمهما واحد فی المقاتلة فمسلم، وإن أراد فی القتل فممنوع، لأن الممتنع من الزکاة یمکن أن تؤخذ منه قهراً، بخلاف الصلاة، أما إذا انتصب صاحب الزکاة للقتال لمنع الزکاة فإنه یقاتل، وبهذه الطریقة قاتل الصدیق رضی اللّٰه عنه مانعی الزکاة، ولم ینقل أنه أحد منهم صبراً ولو ترک صوم رمضان حبس ومنع الطعام والشراب نهاراً، لأن الظاهر أنه ینویه لأنه معتقد لوجوبه کما ذکر فی کتب الشافعیة.

والثانی: قال النووی: یستدل به علی وجوب قتال مانعی الصلاة والزکاة وغیرهما من واجبات الإسلام قلیلاً کان أو کثیراً. قلت: فعن هذا قال محمد بن الحسن إن بلدة أو قریة إذا اجتمعوا علی ترک الأذان فإن الإمام یقاتلهم، وکذلک کل شیء من شعائر الإسلام.

الثالث: فیه أن من أظهر الإسلام وفعل الأرکان یجب الکف عنه ولایتعرض له. (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاة: ۱/۱۸۱-۱۸۲. انیس)

(۱) عن طلحة بن عبیداللّٰه، أن أعرابیاً جاء إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثائر الرأس، فقال: یارسول اللّٰه! أخبرنی ماذا فرض اللّٰه علی من الصلاة؟ فقال: الصلوات الخمس إلا أن تطوع شیئًا. (الصحیح للبخاری، باب وجوب صوم رمضان (ح: ۱۸۹۱)/ سنن الدارمی، باب فی الوتر (ح: ۱۶۱۹)/ سنن النسائی، باب وجوب الصیام (ح: ۲۰۹۰) انیس)

ہے، پس جو شخص تارک صلوٰۃ رہا، اگر وہ نماز کو فرض، اور ترکِ صلوٰۃ کے فعل کو گناہ اور اپنے آپ کو گناہگار اور مجرم سمجھتا رہا، تو یہ شخص مسلمان ہے، اس کو تجدید ایمان کی ضرورت نہیں، مگر اپنے فعل سے توبہ لازم ہے اور اگر یہ شخص اپنے فعل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا رہا، نہ اس نے اپنے آپ کو مجرم اور قصوروار سمجھا، تو یہ شخص ایمان سے خارج ہو گیا۔(۲)

اور اس پر توبہ کے ساتھ تجدید ایمان لازم ہے اور اسی کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۵/۳)

(۲) "(وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها)". (ردالمحتار: ۵۶۱/۱) (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار: ۵۶۱/۱، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، انیس)

"الصلوٰة فريضة محكمة لايسع تركها ويكفر جاحدها" كذا في الخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية: ۵۰/۱، كتاب الصلاة، طبع رشيدية)

قوله صلى الله عليه وسلم: "بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة". أقول: الصلاة من أعظم شعائر الإسلام وعلامته التي إذا فقدت ينبغي أن يحكم بفقده لقوة الملابسة بينهما وبينه وأيضاً الصلاة هي المحققة لمعنى اسلام الوجه لله، ومن لم يكن له حظ منها فإنه لم يؤمن الإسلام إلا بمالا يعبأ به. (حجة الله البالغة، فضل الصلاة: ۳۱۷. انیس)

(۳) "وفي شرح الوهبانية: ما يكون كفرًا اتفاقاً يبطل العمل والنكاح". (ردالمحتار: ۲۴۷/۴، باب المرتد). (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لايقتل، الخ، انیس)

نماز چھوڑنے کا گناہ

نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں:

سوال: کبھی ذہن میں خیال آتا ہے کہ ہماری نمازیں قبولیت کے لائق نہیں، اس لئے پڑھنے سے کیا فائدہ؟

الجواب

جو نمازیں قضا ہیں، ان کو پڑھ لینا چاہئے،(۱) اور صحت نماز کے شرائط کو جہاں تک ممکن ہو، محفوظ رکھتے ہوئے ادا کرلینا چاہئے، قابلیت قبول کی امید پر مؤخر کرنا ہرگز نہ چاہئے اور جبکہ آپ نے صحت کے شرائط کی پابندی کرلی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہی امید رکھنی چاہئے کہ وہ قبول ہوگئی ہے، ناامید ہونا جائز نہیں،(۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ جہاں تک مجھ میں طاقت تھی، میں نے تابعداری کی، پروردگار! اس چیز میں میری گرفت نہ فرما، جو میری طاقت سے باہر ہو۔

(مکتوبات: ۱۸/۴) (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۴-۳۵)

---

(۱) عن أنس بن مالک قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلک. (الصحيح للبخاری، کتاب الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل إذا ذکرها (ح: ۵۹۷)/ الصحيح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ۳۱۴) انیس

(۲) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوا وَجٰهَدُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أُولٰئِکَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾. (سورة البقرة: ۲۱۸) انیس

اسلام میں نماز ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے، امیر وغریب، بیمار و تندرست، شاہ و گدا، مرد وعورت سب کا یہی حکم ہے، نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے، نماز جان بوجھ کر چھوڑنے والا فاسق اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "لا حظ في الإسلام لمن ترک الصلوٰة". (مرقاة: ۱۶۳/۲) (سنن الدارقطني، باب التشديد في ترک الصلاة وكفر من تركها والنهي عن قتل فاعلها (ح: ۱۷۲۶-۱)/ المصنف لابن عبد الرزاق، حديث أبي لؤلؤ قاتل عمر رضي اللّٰه عنه (ح: ۹۷۷۵) انیس) جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا: "تركها كفر". (مرقاة: ۱۶۳/۲) نماز چھوڑنا کفر ہے۔

(قيل لعبد اللّٰه: إن اللّٰه عز وجل يكثر ذكر الصلاة: ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ﴾ (المعارج: ۲۳)، ﴿الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ (المعارج: ۳۴)؟ قال: ذاک على مواقيتها. قالوا: ما كنا نرى إلا أن ترک الصلاة. قال: تركها كفر. (السنة لابن بكر بن الخلال، باب مناكحة المرجئة (ح: ۱۳۸۵)/ المعجم الكبير للطبراني (ح: ۸۹۳۸) انیس)

حضرت عبداللہ بن شقیقؒ کا بیان ہے: "كان أصحاب النبي صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلم لا يرون شيئاً من الأعمال تركه كفر غير الصلوٰة". (مرقاة المفاتيح: ۱۶۳/۲) (والحديث رواه الترمذي، في كتاب الإيمان، باب ==

نماز چھوڑنے کا وبال:

سوال: ہمارے خاندان میں کچھ قریبی رشتہ دار ایسے ہیں جو کہ اخلاقی اعتبار سے اچھے درجے پر ہیں، حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں، خوش اخلاق ہیں، مگر نماز جیسا اہم فریضہ ادا نہیں کرتے، اوران کے ذہنوں میں اس قسم کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ نماز بھی پڑھنی چاہیے (سوائے جمعہ اور عیدین کے)۔ دوسرے مطلب میں نماز ان کے لیے کوئی اہم درجہ نہیں رکھتی، جبکہ مسلمان ہیں اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) ایسے لوگوں کی دنیاوی زندگی پر نماز نہ پڑھنے کا اثر پڑتا ہے؟

(۲) آخرت میں کس درجہ گناہ کے مرتکب قرار دیئے جائیں گے؟

(۳) اور کیا ان کے اعلیٰ اخلاق، ملنساری، خوش اخلاقی اور ظاہری خوش حالی اس بات کی ضامن ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے خوش ہے؟

الجواب

نماز اسلام کا سب سے اہم ترین رکن ہے، حدیث میں ہے کہ ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا؛ اور کہا کہ:

''ہم اسلام لاتے ہیں، مگر نماز نہیں پڑھیں گے، روزہ نہیں رکھیں گے اور جہاد نہیں کریں گے''۔

== ماجاء فی ترک الصلاۃ،(ح:۲۶۲۲)والحاکم في المستدرک، کتاب الإیمان،التشدیدفی ترک الصلاۃ(ح:۱۲)انیس)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ نماز کے سوا کسی دوسرے عمل کا چھوڑنا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

قال حماد بن زید ومکحول ومالک والشافعي: ''تارک الصلاۃ کالمرتد ولایخرج من الدین''.(مرقاۃ:۱۶۳/۲)

حماد بن زید، امام مکحول، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ نے کہا نماز چھوڑنے والا مرتد جیسا ہے، لیکن دین سے خارج نہیں ہوتا۔

نماز کا منکر بالاتفاق مرتد ہے۔

''فمن أنکر کونها فرضاً فهومرتد عن الإسلام(بلا خلاف)''.(الفقه علی المذاهب الأربعة:۱۷۹/۱)

نماز نہ پڑھنے کا نقصان:

عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:'' الذی تفوته صلاۃ العصر فکأنما وُترأهله وماله.(الصحیح للبخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ،باب إثم من فاتته العصر(ح:۵۲۷)/الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ،باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر(ح: ۶۲۶)/الموطاللإمام مالک، باب جامع الوقوت (ح:۲۱)/ سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ،باب ماجاء فی مواقیت الصلاۃ،باب ماجاء فی السهوعن وقت الصلاۃ (ح:۱۷۵)/مسند أبی داؤدالطیالسی (ح:۱۹۱۷)/مسند ابن الجعد (ح:۳۰۱۳)انیس)

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ!

جس کی عصر کی نماز فوت ہو جائے، گویا اس کا اہل وعیال اور مال ہلاک ہو گیا۔(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۵۲-۱۵۳، انیس)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''یہ تو منظور ہے کہ روزے نہ رکھو، اور جہاد نہ کرو، مگر یہ منظور نہیں کہ تم نماز نہ پڑھو؛ کیوں کہ اس دین میں کوئی خیر نہیں، جس میں نماز نہیں، (۱)

''صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ان کو روزے نہ رکھنے اور جہاد نہ کرنے کی اجازت کیسے دے دی؟ فرمایا: ''مسلمان ہو جاتے تو روزے بھی رکھتے اور جہاد بھی کرتے''۔(۲)

نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز قائم کی، اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو گرادیا، اس نے دین کو ڈھا دیا۔(۳) نماز پنج گانہ مسلمانوں پر تمام فرائض میں سب سے بڑا فرض ہے۔(۴) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱۸۵/۳-۱۸۶)

بے نمازی بہت بڑا گنہگار ہے:

سوال: اسلام میں نماز کے لئے کیا حکم ہے؟ آج پچھتر فیصدی مسلمان نماز نہیں پڑھتے، بے پروائی برتتے ہیں، ایسے مسلمانوں کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب

نماز اسلام کا عظیم الشان رکن اور عبادتوں میں مہتم بالشان عبادت ہے،... جو ایمان کے بعد تمام فرائض پر مقدم ہے، اسلام کا شعار ہے، اور ایمان کی علامتوں میں سے عظیم الشان علامت ہے،... بندے اور اس کے مالک کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہے، جو بندے کو جہنم کے طبقہ اسفل السافلین میں جانے سے روکتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ) (۵)

---

(۱) عن عثمان بن أبی العاص: أن وفد ثقیف لما قدموا علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنزلھم المسجد لیکون أرق لقلوبھم فاشترطوا علیہ أن لایحشروا ولایعشروا ولا یجبوا، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ''لکم أن لاتحشروا ولاتعشروا ولاخیرفی دین لیس فیہ رکوع''. (سنن أبی داؤد: ۷۲/۲، باب ما جاء فی خبر الطائف (ح: ۳۰۲۶)

(۲) سألت جابرًا عن شأن ثقیف إذبایعت قال اشترطت علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أن لاصدقۃ ولاجھاد وأنہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال بعدذلک یقول: سیتصدقون ویجاھدون إذاأسلموا. (سنن أبی داؤد، کتاب الخراج والإمارۃ والفیء، باب ماجاء فی خبر الطائف (ح: ۳۰۲۵) انیس)

(۳) الصلاۃ من جملۃ ما یستقم بہ الإیمان؛ لأنھا عماد الدین، فمن أقامھا فقد أقام الدین ومن ترکھا فقد ھدم الدین. (عمدۃ القاری: ۶/۵، باب قول اللّٰہ تعالیٰ: مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ... إلخ، کتاب مواقیت الصلاۃ)

(۴) ثم الصلاۃ أھم من سائر العبادات لشمول وجوبھا وکثرۃ تکررھا وکونھا حسنۃ بعنیھا ثم ھی مستلزمۃ للإیمان إذ لاصحۃ لھا بدونہ. (حلبی کبیر، ص: ٤)

(۵) اعلم أن الصلاۃ أعظم العبادات شأناً وأوضحھا برھاناً وأشھرھا فی الناس وأنفعھافی النفس...وجعلھامن أعظم شعائرالدین وکانت مسلمۃ فی الیھودوالنصاریٰ والمجوس وبقایاالملۃالإسماعلیۃ...والصلاۃ لھا اعتباران: فباعتبار کونھاوسیلۃفیمابینہ وبین مولاہ منقذۃعن التردی فی أسفل السافلین أمربھاعندالبلوغ الأول وباعتبار کونھامن شعائرالإسلام یؤاخذون بھاویجبرون علیھاشاؤوأأم أبواحکمھاحکم سائرالأمور. (حجۃ اللّٰہ البالغۃ، القسم الثانی من أبواب الصلاۃ: ۳۱۵/۲-۳۱۶، دارالجیل للنشروالطباعۃوالتوزیع القاھرۃ) انیس)

نماز ایسی دائمی اور قائمی عبادت ہے کہ اس سے کسی بھی رسول کی شریعت خالی نہیں رہی۔

”ولم تخل عنها شريعة مرسل“. (الدرالمختار علٰی صدرردالمحتار، أول كتاب الصلاة: ۳۲۵/۱)

قرآن شریف اور حدیث شریف میں جگہ جگہ نماز کی سخت تاکید اور نہ پڑھنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾. (سورة البقرة: ۲۳۸)

پوری حفاظت کرو تمام نمازوں کی خصوصاً بیچ کی نماز کی، اور کھڑے ہو خدا کے سامنے ادب سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾. (سورة الروم: ۳۱)

نماز پڑھتے رہو اور مشرکین میں سے نہ ہو۔

قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ جنتی، دوزخیوں سے سوال کریں گے:

﴿مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾

(کونسی چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی؟) یعنی تم کیوں دوزخی بنے؟

قَالُوْا:

دوزخی جواب دیں گے۔

﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾. (سورة المدثر: ٤٤)

(ہم نمازیوں میں سے نہ تھے) یعنی نماز نہ پڑھتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ!

”بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلٰوة“. (الصحيح لمسلم)(۱)

آدمی اور کفر وشرک میں فرق نماز چھوڑنا ہے۔

یعنی نماز کا چھوڑنا آدمی کو کفر وشرک سے ملا دیتا ہے۔ فرق باقی نہیں رکھتا۔

---

(۱) عن أبی سفيان قال: سمعت جابرًا يقول: سمعت النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يقول: إن بين الرجل... الخ. (الصحيح لمسلم، كتاب الإيمان، باب بيان إطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة (ح: ۸۲)/سنن النسائی، كتاب الصلاة، باب الحكم فی تارك الصلاة (ح: ٤٦٥)/سنن أبی داؤد، كتاب السنة، باب فی رد الإرجاء (ح: ٤٦٧٨)/ سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ماجاء فی ترك الصلاة (ح: ۲٦١٨-۲٦۲۰)/سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء فيمن ترك الصلاة (ح: ۱۰۷۸) انيس)

ایک حدیث میں ہے کہ! "لکل شيء علَم وعلَم الإيمان الصلوٰة". (منية المصلی، ص: ۳)(۱)

ہر چیز کی ایک علامت ہے (جس سے وہ پہچانی جاتی ہے) اور ایمان کی علامت نماز پڑھنا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

" لاتتركوا الصلوٰة متعمدًا فمن تركها فقد خرج من الملة". (الطبرانی)(۲)

خبردار! کبھی بھی جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا؛ کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی، وہ ملت (دین) سے نکل گیا۔

ایک حدیث میں ہے:

"إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلوٰته". (سنن الترمذی)(۳)

قیامت کے روز بندے کے اعمال میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے، اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب ہوگا، ورنہ نامراد ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے:

"الصلوٰة عماد الدين فمن أقامها فقد أقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين". (مجالس الابرار: ۳۰۳)(۴)

نماز دین کا ستون ہے، جس نے اسے قائم رکھا، اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے اسے ڈھادیا، اس نے اپنے دین کو ڈھادیا۔

ایک اور حدیث میں ہے: "جو نمازی نہیں ہے، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں"۔ (بزاز و حاکم)(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بے قاعدہ نماز پڑھتے دیکھا، تو فرمایا: "اگر یہ شخص اسی حالت پر مرجاتا، تو ملت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نہ مرتا"۔

"وقد روى أنه عليه الصلوٰة والسلام رأى رجلاً يصلي لايتم ركوعه وينقر في سجوده وهو يصلي فقال:" لومات هذا علىٰ حاله هذه، مات علىٰ غير ملة محمد". (مجالس الأبرار: ۳۰۴)(۶)

(۱) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: علم الإيمان الصلاة. (معجم ابن العربي، باب ی (ح: ۳۳۱)/مسند الشهاب القضاعي، علم الإيمان الصلاة (ح: ۱٦٥) انيس)

(۲) جامع المسانيد والسنن، سلمة بن شريح عنه، بلفظ: ولاتتركوا الصلاة متعمدين فمن تركها متعمدا فقد خرج من الملة (ح: ۵۷٤۳)/وكذا في تعظيم قدر الصلاة لمحمدبن نصر المروزي، باب ذكر إكفار تارك الصلاة (ح: ۹۲۰)/وفي المسند للشاشي، سلمة بن شريح عنه (ح: ۱۳۰۹) انيس

(۳) سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء أن أول مايحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة (ح: ٤۱۳) انيس

(۴) نفع المفتي والسائل بجمع متفرقات المسائل، كتاب الصلوات: ۲٤ _ المطبع المصطفائي بدهلي. انيس

(۵) قال عمربن الخطاب: لا حظ في الإسلام لمن ترك الصلوٰة. (سنن الدارقطني، باب التشديد في ترك الصلاة و كفر من تركها والنهي عن قتل فاعلها (ح: ۱۷۲٦ _ ۱)/مصنف عبد الرزاق، حديث أبي لؤلؤ قاتل عمر رضي الله عنه (ح: ۹۷۷٥)/السنن الكبرىٰ للبيهقي، باب ماجاء في تكفير من ترك الصلاة عمداً (ح: ٦٤۹۹) نيس)

(٦) المعجم الكبير للطبراني، عن أبي عبداللّٰه الأشعري عن خالد بن الوليد، وعن عمروبن العاص وشرحبيل بن حسنة (ح: ۳۸٤۰)/الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم (ح: ٦۳٥) انيس

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''من حافظ عليها كانت له نورًا وبرهانا ونجاةً يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نورًا ولانجاةً وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبی بن خلف''.رواه أحمد والدارمی والبيهقی. (مشكوة المصابيح:۵۸، ۵۹)(۱)

جو شخص نماز کو اچھی طرح پوری پابندی سے ادا کریگا، تو نماز اس کے لئے قیامت کے روز نور اور (حساب کے وقت) حجت اور ذریعۂ نجات بنے گی، اور جو شخص نماز کی پابندی نہیں کریگا، تو اس کے پاس نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور قیامت کے روز اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (رئیس المشرکین) کے ساتھ ہوگا۔

آیات قرآنی اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز نہ پڑھنا مشرکانہ فعل اور کفار کا شعار ہے۔

چنانچہ صحابۂ کرام اور ائمۂ مجتہدین کی ایک جماعت کا قول یہ ہے کہ جان بوجھ کر ایک نماز کا بالقصد چھوڑ دینا کفر ہے۔ اس جماعت میں سیدنا حضرت عمر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت معاذ بن جبل، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم، جیسے صحابۂ کرام اور امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، عبداللہ بن مبارک، امام نخعی، حکم بن عتبہ، ابوایوب سختیانی، ابوداؤد طیالسی، ابوبکر بن شیبہ رحمہم اللہ، جیسے ائمۂ مجتہدین کو شمار کرایا گیا ہے، ان کے علاوہ حضرت حماد بن زید، مکحول، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک ایک نماز کا تارک واجب القتل اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اگرچہ قتل کا فتویٰ نہیں دیتے، ہلکی سے ہلکی سزا تجویز کرتے ہیں، مگر وہ سزا بھی یہ کہ زدوکوب کیا جائے، پھر جیل خانہ میں ڈال دیا جائے، یہاں تک کہ توبہ کرے، یا اسی حالت میں مرجائے۔ (تفسیر مظہری، مجالس الابرار وغیرہ)(۲)

---

(۱) عن ابن عمر: أن النبی صلی اللہ علیہ ذکر الصلاة یوماً، فقال: من حافظ... الخ. (مسند الإمام أحمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص (ح: ٦٥٧٦) / المعجم الكبير (ح: ١٦٣) / والأوسط للطبرانی (ح: ١٧٦٧) / سنن الدارمی، باب فی المحافظة علی الصلاة (ح: ٢٧٦٣) / السنة لابن أبی بكر بن الخلال (ح: ١١٩٦) / الصحيح لابن حبان (ح: ١٤٦٧) انيس)

(۲) نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل، كتاب الصلوات: ٢٤، المطبع المصطفائی بدهلی. انيس

(فرع) فی مذاهب العلماء فيمن ترک الصلوٰة تكاسلاً مع اعتقاد وجوبها: " فمذهبنا المشهور ما سبق أنه يقتل حدًا ولا يكفر، وبه قال مالک و الأكثرون من السلف والخلف، وقالت طائفة يكفر، ويجری عليه أحكام المرتدين فی كل شئ، وهو مروی عن علی بن أبی طالب وبه قال ابن المبارک وإسحاق بن راهويه وهو أصح الروايتين عن أحمد، وبه قال منصور الفقيه من أصحابنا كما سبق، وقال الثوری وأبو حنيفة وأصحابه وجماعة من أهل الكوفة والمزنی: لا يكفر ولا يقتل بل يعزر ويحبس حتی يصلی واحتج لمن قال بكفره بحديث جابر رضی اللہ عنه قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ عليه وسلم يقول: " إن بين الرجل وبين الشرک والكفر ترک الصلاة ". (شرح المهذب: ١٦/٣، فرع فی مذاهب العلماء، طبع: دار الفكر. انيس)

حضرات صحابہ اور ائمۂ مجتہدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جس طرح ترک صلوٰۃ کو ایسا گناہ عظیم فرماتے ہیں جس کی سزا قتل تک ہے، ان کے نزدیک وقت پر نماز پڑھ لینا بھی اتنا ہی ضروری ہے، بالقصد قضا کردینے کی بھی ان کے نزدیک کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انتہا یہ کہ فقہ احناف میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ!

''اگر عورت کو بچہ ہو رہا ہو، تو اگر بچہ کا سر باہر آ گیا ہے، ادھر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو اس حالت میں بھی عورت پر لازم ہے کہ نماز پڑھے، وضو نہ کرسکتی ہو، تو تیمّم کرے، رکوع سجدہ نہ کرسکتی ہو، تو اونچی جگہ پر بیٹھ جائے، یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز نیچے رکھ لے جس میں بچہ کا سر محفوظ ہوجائے اور بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز پڑھ لے، قضا نہ کرے''۔

چنانچہ نفع المفتی میں ہے:

''الاستفسار: امرأة خرج رأس ولدها وخافت فوت الوقت ولاتقدر علٰى أن تصلى قائمًا أو قاعدًا، كيف تصلى؟''

''الاستبشار: تصلى قاعدةً إن قدرت علٰى ذلك وجعلت رأس ولدها فى خرقة أوحفرة فإن لم تستطع تؤمى إيماءً ولايباح لها التأخير''. (نفع المفتی:۹۸، وغیرہ)(۱)

اسی طرح اگر دریا میں مثلاً جہاز ٹوٹ گیا، یا کسی طرح دریا میں گر گیا اور یہ ایک تختہ پر پڑ گیا، جس سے جان بچی ہوئی ہے، اٹھ بیٹھ نہیں سکتا اور نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے، تو ویسے ہی پڑے پڑے ہاتھ پاؤں پانی میں ڈال کر وضو کرلے، اور نماز اشارہ سے پڑھ لے، مگر ترک نہ کرے۔

وكذا من وقع فى البحر علٰى لوح وخاف خروج وقت الصلوٰة يدخل أعضاء الوضوء فى الماء بنية الوضوء ثم يصلى بالإيماء ولايترك الصلوٰة. (جامع الرموز وغیرہ)(۲)

اسی طرح اگر معاذ اللہ کسی کے دونوں ہاتھ شل ہوجائیں اور اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو اس کو وضو یا تیمّم کرائے، تو جس طرح ممکن ہو، اپنا منھ اور ہاتھ تیمّم کی نیت سے دیوار پر ملے اور نماز پڑھے، نماز کا ترک کرنا یا وقت سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

وكذا من شلت يداه ولم يكن معه أحد يوضيه أويتممه يمسح وجهه وذراعيه علٰى الحائط بنية التيمم ويصلى ولايجوزله ترك الصلوٰة ولاتأخيرها عن وقتها. (مجالس الأبرار:۳۰۲)(۳)

افسوس! اچھے خاصے تندرست مسلمان اذان سنتے ہیں اور بے پرواہ مسجد کے سامنے سے گذر جاتے ہیں۔

---

(۱) نفع المفتى والسائل بجمع متفرقات المسائل، مايتعلق بالأعذار المسقطة لأركان الصلاة: ٤١، المطبع المصطفائى بدهلى/منية المصلى وغنية المبتدى للكاشغرى: ٤٨، دار الطباعة العامرة بنظارة عطفو فتلو (صبحى بك أفندى) انيس

(۲) والمسئلة كذلك فى ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ٤١/٢. انيس

(۳) والمسئلة كذلك فى دررالحكام شرح غررالأحكام، باب الصلاة على الدابة: ١٣٠/١/ البناية شرح الهداية، حكم الطهارة: ١٥٠/١. انيس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ!

''یہ ظلم، سراسر ظلم اور کفر ونفاق ہے کہ مؤذن کی ندا سنے اور اسے قبول نہ کرے'' (یعنی نماز کے لئے حاضر نہ ہو)۔(احمد، طبرانی وغیرہ)(۱)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''إذا توانيتم فى الصلوٰة انقطعت صلاتكم بالحق عزوجل''. (الفتح الربانی)(۲)

جب نماز میں سست بن جاؤ گے، تو حق تعالیٰ سے جو تمہارا رشتہ ہے، وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

بے شک نماز نہ پڑھنا بے حد سنگین گناہ ہے۔(۳)

زواجر مکی میں ہے کہ! بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی، یا نبی اللہ! مجھ سے کبیرہ گناہ ہو گیا ہے، میں نے توبہ کی ہے، آپ میرے لئے دعا فرمائیے کہ میری مغفرت ہو جائے، آپ نے فرمایا 'کونسا گناہ ہو گیا؟ عورت نے کہا 'زنا ہو گیا اور اس سے حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا، اسے مار ڈالا' ۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ یہاں سے نکل جا، تیری نحوست کی وجہ سے آسمان سے آگ نازل ہو کر کہیں ہمیں جلا کر خاک نہ کر دے، عورت مایوس ہو کر وہاں سے چلی گئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ 'موسیٰ! رب العالمین سوال کرتے ہیں کہ تمہارے نزدیک اس بدکار عورت سے بڑھ کر کوئی برا اور اس بڑے گناہ سے بڑھ کر کوئی برا کام نہیں؟ فرمایا کہ اس سے بڑھ کر برا اور کونسا کام ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ 'جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کر دے، وہ اس سے بھی زیادہ منحوس اور گنہگار ہے''۔(زواجر مکی:۱/۱۰۸)(۴)

بے نمازی بھائی اور بہن، غور کریں کہ وہ کتنے بڑے منحوس اور گنہگار یا رحمت خداوندی سے دور اور عنداللہ مبغوض ہیں، مسلمانوں پر فرض ہے کہ پاکباز نمازی بنیں اور گھر والوں کو بھی سمجھا بجھا کر، ترغیب وترہیب سے جس طرح بھی ہو نمازی اور دیندار بنانے کی کوشش کریں اور بے نمازی ہونے کی نحوست سے بچیں اور بچائیں۔

---

(۱) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: الجفاء كل الجفاء والكفر والنفاق من سمع منادى الله ينادى بالصلاة يدعو إلى الفلاح فلا يجيبه. (مسند الإمام أحمد، مسند معاذ بن أنس الجهنى (ح: ١٥٦٢٧)/معجم الطبرانى الكبير، مسند معاذ بن أنس الجهنى (ح: ٣٩٤)/الطيورات: ٤٥٤/٢. انيس)

(۲) قال بعض العلماء رحمهم الله : سميت الصلاة صلاة لأنها صلة بين العبد وبين الله عزوجل ومواصلة من الله تعالىٰ لعبده. (قوت القلوب فى معاملة المحبوب، ذكر الحث على المحافظة على الصلاة: ١٦٨/٢. انيس)

(۳) عن جابر أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: بين الكفر والإيمان ترك الصلاة. / عن بريدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: العهد الذى بيننا وبينهم الصلوٰة فمن تركها فقد كفر. (سنن الترمذى، كتاب الإيمان، باب ماجاء فى ترك الصلاة (ح: ٢٦١٨-٢٦٢١) انيس)

(۴) الزواجر عن اقتراب الكبائر، الكبيرة السابعة والسبعون تعمد تأخير الصلاة عن وقتها أو تقديمها عليه: ٢٢٧/١. انيس

فرمان خداوندی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾. (سورة التحريم:٦٦)

اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔

حق تعالیٰ ہم تمام کو تاحیات پابندِ نماز بنائے رکھے اور ہماری نمازیں قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین) (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/۱۴۵، ۱۴۹)

ترک نماز کی سزا:

سوال: نماز ہر مرد و عورت، عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہے، جو حضرات نماز نہیں پڑھتے ہیں، ایسے مسلمانوں کے لئے دینِ محمدی نے کیا سزا تجویز فرمائی ہے؟

الجواب ________ حامدا و مصلياً

نہایت خطرناک حالت ہے، ایسے لوگوں کی سزا تو بہت سخت ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، (۱) مگر یہاں سزا دینے کا حق ہر ایک کو نہیں، (۲) اس کو نرمی اور شفقت سے سمجھا دیا جائے۔ (۳)

کتاب ''فضائل نماز'' ان کو سنائی جائے، پنچایت بنا کر سب کو نماز کی تاکید کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸/۹/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۹/۹/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۱۰)

---

(۱) عن بريدة رضى اللّٰه تعالىٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ''العهد الذى بيننا وبينهم الصلوٰة، فمن تركها فقد كفر''. رواه أحمد والترمذى والنسائى وابن ماجة (سنن النسائى، كتاب الصلاة، الحكم فى تارك الصلاة (ح: ٤٦٢)/سنن الترمذى، كتاب الإيمان، باب ماجاء فى ترك الصلاة (ح: ٢٦٢١)/سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها (ح: ١٠٧٩)/تحفة الإشراف (ح: ١٩٦٠) انيس

''وعن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما عن النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم أنه ذكر الصلوٰة يوماً فقال: ''من حافظ عليها، كانت له نورًا وبرهاناً ونجاةً يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها، لم تكن له نورًا ولا برهاناً ولا نجاةً، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبىّ بن خلف''. رواه أحمد والدارمى. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الصلوٰة: ١/٥٨، ٥٩، قديمى) (مسند الإمام أحمد، مسند عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص (ح: ٦٥٧٦) / المعجم الكبير للطبرانى (ح: ١٦٣)/المعجم الأوسط للطبرانى (ح: ١٧٦٧)/سنن الدارمى، باب فى المحافظة على الصلاة (ح: ٢٧٦٣)/السنة لابن أبى بكر بن الخلال (ح: ١١٩٦)/الصحيح لابن حبان (ح: ١٤٦٧) انيس))

أنس بن مالك عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ليس بين العبد والشرك إلا ترك الصلاة فإذا تركها فقد أشرك. (سنن ابن ماجة، كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ماجاء فيمن ترك الصلاة (ح: ١٠٨٠) انيس)

(۲) ''(و) العبد (لا يحدّه سيده بغير إذن الإمام) ولو فعله هل يكفى؟ الظاهر لا، لقولهم: ركنه إقامة الإمام''. نهر. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الحدود، قبيل مطلب فى الكلام على السياسة: ٤/١٣، سعيد)

(۳) قال اللّٰه تعالىٰ: ﴿'' اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ أَحْسَنُ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ''﴾ (سورة النحل: ١٢٥)

==

نماز چھوڑنے والے کی سزا:

سوال: اگر جان بوجھ کر نماز نہ پڑھی جائے، یا بالکل کوئی شخص نماز نہ پڑھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کیا سزا مقرر کی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جان بوجھ کر نماز نہ پڑھنے والے یا بالکل نماز نہ پڑھنے والے کی سزا قید ہے، ایسے لوگوں کو پکڑ کر جیل خانہ میں قید کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ نماز پڑھنے کا پختہ عہد کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں۔ البتہ قید و بند کی یہ سزا اسلامی ملک میں ہے:

(ویکفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعي (وتاركها عمدًا مجانة) أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي) لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (الدر المختار كتاب الصلاة: ۲/ ۵)(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد جنید عالم ندوی قاسمی۔ ۸/محرم الحرام ۱۴۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/ ۳۸۶)

بے نمازی کے لئے حکومت کی سزا کی حیثیت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ’اگر حکومت وقت ایک آرڈیننس کے ذریعے یہ حکم جاری کردے کہ ’ہر مسلمان، بالغ پاکستانی سے نماز پہ سختی سے عمل کروایا جائے گا، جو مسلمان پاکستانی، اس پر عمل نہیں کرے گا، تو اس کو کوڑوں کی یا جرمانہ یا قید بامشقت کی سزا دی جائے گی‘، کیا حکومت کو ایسی سزا دینے کا اسلام کے مطابق حق حاصل ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

قصداً نماز چھوڑنے والے کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ حکم ہے کہ ’ایسے شخص کو قید شدید میں رکھنا چاہئے، اور خوب سزا دینا چاہئے اور اس قدر ماریں کہ بدن سے خون بہنے لگے، یہاں تک کہ توبہ کرلے، یا اسی حالت میں مرجائے‘۔ (تفسیر مظہری (۲) ونفع المفتی (۳)، الدر المختار (۴)، امداد الفتاویٰ: ۱/ ۵۳۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۲/ ۸۹)

== ”يقول الله تعالىٰ آمرًا رسوله محمدًا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أي أن يدعو الخلق إلى الله بالحكمة ...... قال ابن جرير: هو ما أنزله عليه من الكتاب والسنة والموعظة الحسنة: أي بما فيه من الزواجر والوقائع بالناس ذكرهم بها ليحذروا بأس الله تعالىٰ. (تفسير ابن كثير: ۲/ ۵۹۱، سهيل اكيڈمی، لاهور)

(۱) الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/ ۳۵۲، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) في تفسير المظهري: تحت قوله تعالىٰ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾: ۱/ ۳۳٤، مكتبة بلوچستان، كوئٹه

(۳) وبالجملة من ترك الصلاة فقد أتى كبيرة عظيمة يعاقب عليها عقابًا شديدًا إن لم يتب. (نفع المفتي والسائل بجمع متفرقات المسائل للكنوي، كتاب الصلوات، ص: ۲٤، المطبع المصطفائي بدهلي. انيس)

(۴) (ويكفر جاحدها)... (وتاركها عمدًا مجانًا) أي تكاسلا فاسق (يحبس حتى يصلي) لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/ ۳۵۲، دار الفكر بيروت. انيس)

اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم سمجھ کر نماز ادا نہ کرنے والے کی سزا:

سوال: بعض لوگ بغیر کسی عذر کے نماز ترک کر دیتے ہیں، اور پھر کھیل، لغو باتوں، کام کاج اور دیگر مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں، جب ان سے کہیں کہ نماز ترک کرنے سے خدا ناراض ہو جاتا ہے اور خدا کا عذاب بھی نازل ہوتا ہے، تو جواب ملتا ہے کہ خدا کی ذات ''غفور رحیم'' بھی ہے اور ہمیں معاف بھی کر دے گا، اس لیے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

الجواب ______________

اللہ تعالیٰ بلا شبہ ''غفور رحیم'' ہیں، لیکن ایسے ''غفور رحیم'' کی نافرمانی جب ڈھٹائی سے کی جائے اور نافرمانی کرنے والے کو اپنی حالت پر شرمندگی بھی نہ ہو، تو اس کا قہر بھی نازل ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے نماز پنج گانہ ادا کی، قیامت کے دن اس کے لیے نور بھی ہوگا، اس کے ایمان کا برہان بھی ہوگا، اور اس کی نجات بھی ہوگی اور جو ان کی پابندی نہ کرے، نہ اس کے لیے نور ہوگا، نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی، نہ اس کی نجات ہوگی، اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا، (۱) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے غضب سے پناہ میں رکھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شیطان کا مکر اور دھوکہ ہے کہ تم گناہ کئے جاؤ، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں، وہ خود ہی بخش دیں گے۔ مومن کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ احکام الٰہی کی پابندی کرے، گناہوں سے بچتا رہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی امید بھی رکھے، جیسا کہ ہم دعائے قنوت میں کہتے ہیں:

''نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ''.

(یا اللہ! ہم آپ کی رحمت کے امیدوار ہیں، اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں)۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۸/۳)

---

(۱) عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ ذکر الصلوٰۃ یوماً، فقال: ''من حافظ علیھا کانت لہ نورًا وبرھاناً ونجاۃً یوم القیامۃ، ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورًا ولا برھاناً و لا نجاۃً، وکان یوم القیامۃ مع قارون وفرعون وھامان وأبیّ بن خلف''. رواہ أحمد والدارمی. (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ: ۵۸/۱، ۵۹، قدیمی)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسندعبداللّٰہ بن عمروبن العاص (ح: ۶۵۷۶): ۱۶۹/۲/سنن الدارمی، فی المحافظۃ علی الصلاۃ (ح: ۲۷۶۳) ۱۷۸۹/۳/ المعجم الأوسط للطبرانی: ۲۱۳/۲ (ح: ۱۷۶۷)/مسندالشامیین للطبرانی (ح: ۲۴۵)/الصحیح لابن حبان، ذکرالزواجرعن ترک المرء المحافظۃ علی الصلوات المفروضات (ح: ۱۴۶۷)/شعب الإیمان للبیھقی، فصل فی الصلوات ومافی أدائھن من الکفارات (ح: ۲۵۶۵)/الشریعۃ للآجری، باب کفرمن ترک الصلاۃ (ح: ۲۷۵)/موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان، باب فیمن حافظ علی الصلاۃومن ترکھا (ح: ۲۵۴)/المنتخب من مسند عبد بن حمید، مسند عبد اللّٰہ بن عمروبن العاص (ح: ۳۵۳) قال الھیثمی فی المجمع: ۲۹۲/۱: رواہ أحمد والطبرانی فی الکبیروالأوسط، ورجال أحمد ثقات. انیس)

مطلب برآری کے بعد نماز، روزہ چھوڑ دینا بہت غلط بات ہے:

سوال: جناب بہت سے دوستوں میں یہ بات زیر بحث ہوتی ہے کہ ہمارے کچھ دوست جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور جب ان کا مطلب نکل جاتا ہے، تو نماز پھر چھوڑ دیتے ہیں، میں اور میرے بہت سے دوست کہتے ہیں کہ آدمی نماز، روزہ رکھے اور پڑھے، لیکن فرض سمجھ کر، یہ نہیں کہ جب کوئی مصیبت آئی، یا کوئی کام اٹک گیا، تو نمازیں شروع اور جب کام نکل گیا تو پھر اللہ کو بھول گئے۔ میں اور میرے دوست بھی کچھ ایسے ہیں جو کہ نماز نہیں پڑھتے، لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ تم نماز پڑھو، تمہارا فلاں کام ہو جائے گا، یا مثلاً ایک دو دوستوں کا ویزا نہیں مل رہا ہے، سعودی عرب کا، اور دوسرے لوگ ان کو کہتے ہیں کہ نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو تمہارا ویزا آجائے گا، لیکن میں اور میرے دوست کہتے ہیں کہ صرف ویزا کے لیے نماز پڑھنا، یعنی لالچ کے تحت اللہ کے دربار میں حاضر ہونا اور کام نکل جائے، تو پھر نمازیں چھوڑ دینا، صحیح نہیں ہے۔

الجواب

دنیوی غرض کے لیے نماز، روزہ کرنا اور کام نکل جانے کے بعد چھوڑ دینا بہت ہی غلط ہے اور اس سے زیادہ غلط بات یہ ہے کہ آدمی اپنی حاجت اور ضرورت کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہ ہو، نماز، روزہ اور دیگر عبادات محض اللہ تعالیٰ کا حق سمجھ کر کرنی چاہئیں، خواہ تنگی ہو یا فراخی، ہر حال میں کرنی چاہئیں۔ صرف دنیوی مفادات کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے، بلکہ آخرت کی بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی رضا مطمح نظر ہونی چاہیے۔(۱)

الغرض آپ کا اور آپ کے دوستوں کا نظریہ تو صحیح ہے کہ صرف دنیوی مشکل حل کرانے کے لیے نماز، روزہ کرنا اور مشکل ہو جانے کے بعد چھوڑ دینا غلط ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ مشکل وقت میں بھی اللہ تعالیٰ سے رجوع نہ کیا جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۹۰/۳-۱۹۱)

تارک نماز کے نیک اعمال:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام، اس مسئلہ میں کہ زید ہر کام دین کے مطابق کرتا ہے، صرف نماز گاہے بگاہے چھوڑتا ہے، اور جو کام کرتا ہے، اس کو کار ثواب سمجھتا ہے۔ علماء کرام کی کیا رائے ہے؟

---

(۱) قال اللّٰہ عزوجل: لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ. (سورة البقرة: ۱۷۷) انیس)

الجواب

نماز چھوڑنے والا شخص گناہ گار ہے، جو شخص عمداً فرض نماز ترک کرتا ہے، اس کے متعلق علمائے دین کا اختلاف ہے، صحابۂ کرام مثلاً حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت جابر، حضرت ابودردا، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کا مذہب، نیز ائمۂ دین میں سے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہو یہ، ابراہیم نخعی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ایوب سختیانی، اور ابوداؤد طیالسی رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ شخص کافر ہوجاتا ہے، دائرۂ اسلام سے الگ ہوجاتا ہے، العیاذ باللہ! اس کو بنابر ارتداد قتل کیا جاوے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک، حماد بن زید اور مکحول رحمہم اللہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ کافر تو نہیں ہوتا، لیکن اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو حاکم اسلامی قتل کردے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب سب سے اسہل ہے۔ وہ یہ ہے کہ قتل کیا جاوے، نہ اسلام سے خارج، مگر حاکم وقت اس کو قید شدید میں رکھے اور خوب مارے، حتیٰ کہ بدن سے خون نکل آوے، یہاں تک کہ یا تو وہ توبہ کرلے، یا اسی حالت میں مرجائے۔ (۱) اس سے اختلاط وغیرہ تعلقات بند کئے جاویں۔ (۲)

یہ ہے اصل حکم، اسلام میں نماز چھوڑنے والے کا، لیکن موجودہ زمانے میں لوگوں نے نماز میں جو تساہل اختیار کیا ہے، وہ تو حد تنفر واعراض کو پہنچ چکا ہے، جو سب کے نزدیک موجب کفر ہے۔ (۳)

---

(۱) کما فی تفسیر المظھری: أجمع الأمة علٰی أنها فریضة قطعیة یکفر جاحدها، وأما تارک الصلاة عمدًا، فقال أبوحنیفة: لایقتل، لکن یحبس أبدًا حتٰی یموت أویتوب، مسئلة: الصلاة فریضة قطعیة یکفر جاحدها. (ج: ۱، ص: ۳۳٤، مکتبة بلوچستان بکڈپو، کوئٹه)

وفی تنویر الأبصار مع الدر المختار: (وتارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتٰی یصلی)... وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم.

فی الشامیة: وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهری: لایقتل، بل یعذر (صوابه یعزر) ویحبس حتی یموت أو یتوب. (ردالمحتار أول کتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ۳۵۳، طبع ایچ ایم سعید، کراتشی)

وکذا فی نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل للکنوی، کتاب الصلوات، ص: ۲٤، المطبع المصطفائی بدهلی. انیس

(۲) قال جابر: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لیس بین العبد وبین الشرک أوبین الکفر إلا ترک الصلاة. قال أبومحمد: العبد إذا ترکها من غیر عذر لابد من أن یقال: به کفر ولم یصف بالکفر. (سنن الدارمی، باب فی تارک الصلاة (ح: ۱۲٦۹) انیس

(۳) کما فی فتح الباری: تحت الحدیث "من ترک الصلاة متعمدًا فقد کفر"، وتمسک بظاهر الحدیث أیضاً الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارک الصلاة یکفر... وأما الجمهور فتأولوا الحدیث... فقیل المراد من ترکها جاحدًا بوجوبها أومعترفاً لکن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها. (کتاب مواقیت الصلاة، باب من ترک العصر: ٤۱/۲، قدیمی کتب خانه، کراچی)

لہٰذا اس شخص کو چاہئے کہ نماز ضرور بروقت پڑھے اور حلال کمائی کماوے اور گزشتہ نمازوں کی قضا کرے، تو اللہ تعالیٰ سے کامل امید ہے کہ اس کو بخش دی گا، بہرحال حنفیہ کے ہاں کافر نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔(فتاویٰ مفتی محمود:۲/۸۹۰-۸۹۲)

جو پابندی سے نمازیں نہیں ادا کرتا، اسے ثواب ملے گا یا نہیں:

سوال: جو شخص کبھی کبھی بعض نماز ترک کرتا ہے اور بعض نمازیں ادا کرتا ہے، اس کو ادا شدہ نمازوں کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب

ادا شدہ نماز کا ثواب ملے گا، اور ترک شدہ نماز کا عذاب ہوگا۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۲۶)

کیا بے نمازی کے دیگر اعمالِ خیر قبول ہوں گے:

سوال: بعض حضرات ایسے ہیں کہ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، ہر طرح غربا کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، لیکن جب ان سے کہا جائے کہ بھائی! نماز بھی پڑھ لیا کرو، تو کہتے ہیں 'یہ بھی تو فرض عبادت ہے'۔ کیا بے نمازی کے یہ سارے اعمال قبول ہو جاتے ہیں؟

الجواب

کلمۂ شہادت کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے، نماز پنج گانہ ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ زنا، چوری وغیرہ بڑے بڑے گناہ، نماز نہ پڑھنے کے گناہ کے برابر نہیں۔ پس جو شخص نماز نہیں پڑھتا، وہ اگر خیر کے دوسرے کام کرتا ہے، تو ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ قبول نہیں ہوں گے، لیکن ترک نماز کا وبال اتنا بڑا ہے کہ یہ اعمال اس کا تدارک نہیں کر سکتے۔

ان حضرات کا یہ کہنا کہ 'یہ بھی تو فرض عبادت ہے' بجا ہے، لیکن ''بڑا فرض'' تو نماز ہے، ان کو چھوڑنے کا کیا جواز ہے؟(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۸۷)

---

(۱) لما في تنوير الأبصار: وقضاء الفرض و الواجب والسنة فرض وواجب وسنة. (الدرالمختار علىٰ صدر ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت: ٢/٦٣٣، رشيدية)

(۲) (وتاركها عمدًا مجانةً) أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي) الخ وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم، وعند الشافعي يقتل بصلاة واحدة حدًّا، وقيل كفرًا. (الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، أول كتاب الصلوٰة: ١/٣٢٦، ظفیر)

(۳) دیکھئے: الزواجر عن اقتراف الكبائر (١/١٣٧، طبع بيروت)

==

تارک صلاۃ کی نماز جنازہ درست ہے:

(الجمعیۃ سہ روزہ، مورخہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۲۵ء)

سوال: بے نمازی، یعنی جس شخص نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی، ایسے شخص پر نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

تارک الصلوٰۃ دائماً، حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے، کافر نہیں، اور فاسق کے جنازے کی نماز پڑھنی ضروری ہے، بغیر نماز پڑھے دفن کر دینا جائز نہیں، ہاں بے نمازیوں کو زجر کرنے کے لئے بزرگ اور مقتدا نماز نہ پڑھیں، معمولی درجہ کے لوگوں کو کہہ دیں کہ وہ نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی:۳/۴۹۱، ۴۹۲)

بے نمازی کی نماز جنازہ کا حکم:

سوال: زید کہتا ہے کہ بے نمازی کے جنازہ پر بموجب آیات قرآن نماز پڑھنا ناجائز ہے، سورۂ توبہ رکوع: ۸ میں وہ آیت ہے، اس پر مسلمانوں کو عمل کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللہ التوفیق

زید کا کہنا کہ ’بے نمازی کے جنازہ پر نماز پڑھنا ناجائز ہے‘ محض غلط ہے، قرآن میں کسی جگہ منع نہیں کیا گیا ہے، البتہ کفار کے جنازہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے یا ان کی قبر پر کھڑا ہونے کو منع فرمایا گیا ہے۔

== أيضًا: عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال: سألت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: " أی الأعمال أحب إلی اللّٰہ تعالیٰ"؟ قال: " الصلوٰۃ لوقتها " الحدیث. (مشکوٰۃ، ص: ۵۸)

وفی الحدیث دلیل علیٰ ما قاله العلماء من أن الصلوٰۃ أفضل العبادات بعد الشهادتین. (مرقاۃ: ۲/۲۷۰)

والحدیث رواه مسلم فی صحیحه، باب بیان کون الإیمان باللّٰہ تعالیٰ (ح: ۱۳۹) بلفظ: أی الأعمال أحب إلی اللّٰہ قال: الصلاة علی وقتها. انیس

(۱) "صلوا علیٰ کل بر وفاجر" الحدیث. (کنز العمال: ۶/۵٤ ط، بیروت)

والحدیث رواه النسائی فی سننه (ح: ۱۷٤٤) بلفظ: صلوا خلف کل بر وفاجر وصلوا علی کل بر وفاجر وجاهدوا مع کل بر وفاجر. عن أبی هریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والدارقطنی فی باب صفة من تجوز الصلاة معه والصلاة علیه (ح: ۱۷٦۸) والبیهقی فی السنن الکبریٰ فی باب الصلاة علی من قتل نفسه غیر مستحل (ح: ٦۸۳۲). انیس

"(وهی فرض علیٰ کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة، وقطاع طریق)" الخ. (الدر المختار مع حاشیة رد المحتار، باب الجنائز، مطلب فی صلاة الجنازة: ۲/۲۱۰)

چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾. (سورة التوبة: ٨٤)

”ويصلى على كل مسلم مات بعد الولادة صغيرًا كان أو كبيرًا، ذكرًا كان أو أنثى، حرًا كان أو عبدًا“. (الفتاوىٰ الهندية: ١٦٣/١) فقط واللّٰه تعالىٰ اعلم

العبد الضعيف محمد حفيظ الحسن ۔۲ رصفر ۱۳۴۴ھ۔

المجيب مصيب: محمد عثمان غنى غفرله. (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۴۶/۲، ۳۴۷)

تارک الصلاۃ فقیر کے پاس جانا:

سوال: یہاں پر ایک فقیر صاحب آئے ہیں، نماز نہیں پڑھتے، روزہ نہیں رکھتے، دیگر بھنگ بھی پیتے ہیں، سب باتوں میں پورے ہیں، شریعت کو پس پشت ڈالا ہے، مگر لوگوں کو ان کے دل کی بات بتا دیتے ہیں، مثلاً کسی کو کہتے ہیں' تو اس وجہ سے میرے پاس آیا ہے کہ تجھ سے تیرے مکان میں ٹھہرا نہیں جاتا، مکان میں جن ہے'، یہاں سب لوگوں کا جی اس فقیر صاحب پر جم گیا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ جس کے دل میں جو آرزو ہو، وہ بتاتے ہیں، اور سب کا کام ہو جاتا ہے، اب یہاں پر یہ سوال ہے کہ قرآن شریف میں سات سو مرتبہ نماز کو کہا ہے، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ جو میری شریعت پر نہ چلے، تو اگر وہ آسمان پر بھی اڑتا ہو، تو لاحول پڑھو، دیگر بات یہ ہے کہ فقیر صاحب کھاتے ہیں، اچھے کپڑے پہنتے ہیں، بیڑی حقہ پیتے ہیں اور نماز نہیں پڑھتے، رات کو کچھ تھوڑی دیر کچھ ورد پڑھتے ہیں، تو آپ علمائے کرام ہمیں اس کا خلاصہ برائے مہربانی اچھی طرح سے عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

احکام شریعت یعنی بعد از ایمان، نماز، روزہ وغیرہ وغیرہ شرعاً عاقل بالغ کے لئے کسی وقت بھی معاف نہیں، ان چیزوں کا تارک فاسق اور فاجر ہے، بعض اماموں کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک واجب القتل ہے، ہمارے مذہب میں ایسے شخص کو قید کر دینے کا حکم ہے۔ جو شخص پابند شرع نہ ہو، نماز، روزہ کا پابند نہ ہو، اگر عادت کے خلاف کوئی کام کر کے بتلا دے، وہ اس کی کرامت نہیں، بلکہ یا تو وہ جادو ہے، یا ناپاک علم ہے، یا منجانب اللہ اسے ڈھیل ہے، ایسے شخص کو ولی یا نیک دیندار سمجھنا یا ایسے شخص سے مخفی باتوں کو دریافت کرنا جائز نہیں، حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے شخص سے بات پوچھ کر اس پر عمل کرنے والے کو سخت برا بھلا کہا ہے، بعض میں اسے کفر سے تعبیر کیا ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے شخص کے قریب تک نہ جائیں، بلکہ اس سے بہت ہی دور رہیں، ورنہ وہ بھی مجرم اور گناہ گار رہے، اور ان لوگوں کے دین وایمان کو بھی بیکار کر دے گا۔

وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهری: لایقتل بل یعذر (صوابه یعزر) ویحبس حتیٰ یموت أویتوب (قوله: وعند الشافعی یقتل) وکذا عند مالک وأحمد، وفی روایة عن أحمد، وهی المختارة عند جمهور أصحابه أنه یقتل کفرًا.(۱) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم وعلمه أتم. (فتاویٰ بسم اللہ: ۱/۲۵۱-۲۵۲)

تارک صلاۃ کیساتھ زجراً سلام وکلام ترک کرنا چاہئے:

سوال: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو اور نہ اپنے تابعین کو تاکید کرتا ہو، اس کی شادی یا میت میں یا جنازے کی نماز میں شریک ہونا، یا اس کے ساتھ کھانا پینا، یا اس سے کسی قسم کا لین دین کرنا، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اسلامی فرائض میں سے نماز اہم ترین فرض ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

''خدا کے بندے (مسلمان) اور کافر کے درمیان نماز کا فرق ہے''۔(۲)

یعنی مسلمان خدا کی عبادت، نماز ادا کرتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا، جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، وہ سخت گنہگار اور فاسق ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ترک نماز سے تائب ہو، خود بھی نماز پڑھے اور دوسروں یعنی اپنے متعلقین کو بھی تاکید کرتا رہے، اگر کوئی مسلمان ترک نماز پر اصرار کرے اور سمجھانے اور تاکید کرنے کو بھی خیال میں نہ لائے، تو دوسرے مسلمانوں کو جائز ہے کہ وہ زجراً اس کے ساتھ کلام وسلام، کھانا پینا، ترک کردیں۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۴۹۰)

تارک صلاۃ کا کھانا، کھانا درست ہے:

سوال: زید نماز نہیں پڑھتا ہے، اس کے ہاتھ کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں، اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ (المستفتی: ۲۳۸۰، شیخ محمد قاسم صاحب (بلند شہر) ۲۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ م ۲۴/جولائی ۱۹۳۸ء)

---

(۱) ردالمحتار، أول کتاب الصلاة: ۲/۷.

(قال أبویزید البسطامی): لو نظرتم إلیٰ رجل أعطی من الکرامات حتیٰ یرفع فی الهواء، فلا تغتروا به حتیٰ تنظروا کیف تجدونه عند الأمر والنهی وحفظ الحدود وأداء الشریعة، الخ. (شرح العقیدة الطحاویة للبراک، منهج أهل السنة فی کرامات الأولیاء: ۱/۳۹۷، شاملة)

(۲) عن جابر قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: بین العبد وبین الکفر ترک الصلاة. (سنن الترمذی، باب ما جاء فی ترک الصلاة (ح: ۲۶۲۰) انیس)

(۳) (وتارکها عمدًا مجانةً) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (الدر المختار علیٰ صدر ردالمحتار، أول کتاب الصلاة: ۱/۳۵۲، ط: سعید)

الجواب

تارک الصلوٰۃ سخت گنہگار اور فاسق ہے، اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا، اور اس کی کمائی اگر حلال طریق سے ہو، مسجد میں لگانا، درست تو ہے، لیکن اگر زجراً اس کے ہاتھ کا کھانا، نہ کھایا جائے اور اس کے پیسہ کو مسجد میں نہ لگایا جائے، تو بہتر ہے۔(۱) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۸۸/۳)

بے نمازی کے ساتھ کام کرنا:

سوال: میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں، جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

الجواب

کام تو کافر کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں، تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے۔(۲) آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے انشاءاللہ تعالیٰ وہ نمازی ہو جائیں گے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۹/۳)

(۱) (وتاركها عمدًا مجانةً)أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي)؛لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق.(الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار،أول كتاب الصلاة: ۳۵۲/۱، ط:سعيد)

(۲) قرآن وسنت میں نماز کی فضیلت بہت زیادہ آئی ہے، اس کو بیان کرنا چاہیئے۔ مثلاً:

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ...إن النار تأكل كل شيء من ابن آدم إلا موضع السجود فيصب عليهم من ماء الجنة فينبتون كما تنبت الحِبّة في حميل السيل.(سنن النسائي،باب موضع السجود،(ح:۱۱٤۰)انيس)

عن ثوبان قال:قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم : " استقيموا ولن تحصوا واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة ولن يحافظ على الوضوء إلا مؤمن".(سنن النسائي،كتاب الصلاة،جماع مواقيت الصلاة،باب خير أعمالكم الصلاة(ح: ۲۰۸۱)/الموطا للإمام مالك بلاغاً(۸۱)/سنن ابن ماجة،باب المحافظة على الوضوء،كتاب الطهارة (ح:۲۷۷)/مسند الروياني،سالم بن أبي جعد عن ثوبان (ح:٦١٥)/سنن الدارمي،باب ماجاء في الطهور(ح:٦٨١)انيس)

نماز کے اوقات

کیا قرآن سے پنج وقتہ نماز کے اوقات ثابت ہیں:

سوال: زید آیۃ کریمہ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْل﴾ سے تین وقت کی نماز فجر، مغرب، عشا پر استدلال کرتا ہے۔ کیا قرآن شریف کی کسی آیت شریفہ سے اوقات نماز پنجگانہ صریحاً ثابت ہوتے ہیں؟

الجواب

آیۃ کریمہ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ﴾(۱) میں پانچوں نمازوں کی فرضیت مراد ہوسکتی ہے۔ اس طرح کہ دن کے ایک طرف میں صبح کی نماز ہے اور دوسری طرف میں زوال کے بعد سے غروب آفتاب کے بعد تک تین نمازیں: ظہر، عصر، مغرب اور ﴿زُلَفاً مِّنَ اللَّيْل﴾ میں عشا مراد ہو۔

اس لیے کہ دن کا پہلا نصف حصہ زوال تک ہے اور دوسرا حصہ زوال کے بعد غروب تک۔ اگر دوسرے حصے میں غروب تک دو نمازیں ظہر اور عصر رکھی جاویں تو مغرب اور عشا ﴿زُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ﴾ سے مراد ہوسکتی ہیں اور ایک دوسری آیت سے بھی مفسرین نے پانچوں نمازیں مراد لی ہیں۔ وہ یہ ہے:

﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۳/۲)

نمازِ پنجگانہ کا قرآن سے ثبوت:

سوال: نمازِ پنجگانہ کی نسبت قرآن شریف میں کس کس آیت میں ذکر آیا ہے؟

(۱) سورة هود: ۱۱۴۔

(۲) سورةالروم: ۱۷۔

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ﴾ الخ، وقيل المراد بالتسبيح هنا الصلوات الخمس فقوله: ﴿حِيْنَ تُمْسُوْنَ﴾ صلاة المغرب والعشاء وقوله: ﴿حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ﴾ صلاة الفجر وقوله: ﴿عَشِيًّا﴾ صلاة العصر وقوله: ﴿وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾ صلاة الظهر، كذا قال الضحاک وسعيد بن جبير وغيرهما، الخ. (فتح القدير للشوكاني، ج: ٤/ص: ٢١١. ظفير)

كذا في الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، الجزء الرابع عشر، تفسير سورة الروم، ص: ١٥، دار الفكر بيروت، انيس

الجواب

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِوَزُلَفاً مِّنَ اللَّيۡلِ اِنَّ الۡحَسَنَاتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكۡرٰى لِلذَّاكِرِيۡن﴾(۱)

فی الجلالین: ﴿طَرَفَيِ النَّهَارِ﴾الغداة والعشى أى الصبح والعصروالظهر﴿وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيۡلِ﴾ أى المغرب والعشاء. (جلالین مطبوعه مجتبائی)

وقال تعالیٰ: ﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ. وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيّاً وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ﴾. (۲)

قال فی الجلالین: ﴿حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ﴾فیه صلاتان المغرب والعشاء﴿وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ﴾فیه صلاة الصبح﴿وَعَشِيّاً﴾فیه صلاة العصر﴿وَحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ﴾فیه صلاة الظهر. (جلالین، ص: ٣٤٢)

وفی الحدیث عن عبادة بن الصامت. رضی اللّٰه عنه. قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم: ''خمس صلوات افترضهن اللّٰه تعالیٰ من أحسن وضوء هن وصلاهن لوقتهن وأتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی اللّٰه عهد أن یغفرله''. (الحدیث رواه أحمد وأبوداؤدوغیرهما)(۳)

وعن أبی أمامة. رضی اللّٰه عنه. قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ''صلوا خمسکم و صوموا شهرکم وأدوا زکوٰة أموالکم وأطیعوا ذا أمرکم تدخلوا جنة ربکم''. (رواه أحمد والترمذی)(۴)

---

(۱) سورة هود: ١١٤۔

(۲) سورةالروم: ١٧۔

(۳) مسند الإمام أحمد، مسندعبادةبن الصامت (ح: ٢٢٧٠٤)/سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات (ح: ٤٢٥)/تعظیم قدرالصلاة لمحمد بن نصر المروزی، باب ذکرالأخبارالتی احتجت به (ح: ١٠٣٤)/المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه عبدالرحمن (ح: ٤٦٥٨)/السنن الکبریٰ للبیهقی، باب الترغیب فی حفظ وقت الصلاة والتشهد (ح: ٣١٦٦)/شرح السنة للبغوی، باب فضل الوتر (ح: ٩٧٨)انیس

(۴) مسند الإمام أحمد، حدیث أبی أمامة الباهلی الصدی بن عجلان (ح: ٢٢٢٥٨)/أخبارمکة للفاکهی، ذکرحد من لم یکن أهله حاضری المسجد الحرام (ح: ١٨٩٣)/سنن الترمذی، باب منه (ح: ٦١٦)/الصحیح لابن خزیمة، باب ذکرالدلیل علی أن لاواجب فی المال (ح: ٢٢٥٧)/الصحیح لابن حبان، ذکرالتخصیص الثانی الذی یخص عموم تلک (ح: ٤٥٦٣)/المعجم الکبیرللطبرانی، محمدبن زیاد الألهانی، عن أبی أمامة (ح: ٧٥٣٥)/ مسند الشامیین للطبرانی، ماأسند شرحبیل بن مسلم بن خالد الخولانی (ح: ٥٤٣)/سنن الدارقطنی، باب المواقیت (ح: ٢٧٥٩)/المستدرک للحاکم، کتاب الإیمان (ح: ١٩)/ الآحادوالمثانی لابن أبی عاصم، أبوقتیلة (ح: ٢٧٧٩)/مسند الرویانی (ح: ١٢٦٤)/شعب الإیمان، القرابین والأمانة عن معناها (ح: ٦٩٦٧)انیس

ان آیات واحادیث سے فرضیت صلوات خمسہ واضح ہے اور دیگر آیات واحادیث بکثرت فرضیت صلوات خمسہ پر نص قاطع ہیں اور رکعات ہر ایک نماز کی معروف ومشہور ہیں وہ بھی قطعی ہیں ان کا انکار کفر ہے۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۶۰/۲)

صلوات خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے:

سوال: پانچ وقت کی نمازیں قرآن شریف سے ثابت ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کس کس جگہ سے ثابت ہیں؟

(سائل:عتیق الرحمٰن ۷۷/۵/ آر ساہیوال)

الجواب

پانچ نمازیں تواتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی ثابت ہیں حتیٰ کہ ان کا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارۃً ثابت ہوتی ہیں۔

۱. ﴿فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی﴾. (آخری رکوع سورہ طٰہٰ: ۱۳۰)

"قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ" سے فجر، "قَبْلَ الْغُرُوْبِ" سے عصر، "وَمِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ" سے مغرب وعشا اور "أَطْرَافَ النَّهَارِ" سے ظہر کی نماز ثابت ہے؛ کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔

۲. ﴿فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ. وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ﴾. (سورة ق: ۳۹)

"قبل طلوع" سے مراد فجر، "قبل الغروب" سے ظہر اور عصر "من اللیل" سے مغرب اور عشا مراد ہیں۔

۳. ﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ، اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا﴾. (سورة بنی إسرائیل: الآیة: ۷۸)

﴿لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ﴾ میں چار نمازیں آ گئیں، ظہر، عصر، مغرب، عشا اور ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ میں صبح کی نماز آ گئی۔(۱)

(۱) ﴿اَقِمِ الصَّلَاةَ﴾ یعنی الصلوات الخمس ﴿لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ﴾ أی لزوالها فی کبدالسماء، یعنی صلاة الظهر و العصر ﴿اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ﴾ یعنی اجتماعه وظلمته، صلاة المغرب عند بدو اللیل، وصلاةالعشاء عند اجتماع اللیل، وظلمته إذاغاب الشفق ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ وهی صلاةالصبح ﴿اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا﴾ تشهده ملائکة اللیل وملائکة النهار. (تفسیرالقرآن العظیم لابن أبی زمنین، تفسیرسورة بنی سرائیل: ۷۸، ج: ۲، ص: ۳٤)/ کذافی التفسیر الوسیط للواحدی، سورةالإسراء: ۱۲۱/۳/ تفسیرالنسفی- مدارک التنزیل، تفسیرسورةبنی اسرائیل: ۲۷۲/۲/ تفسیر ابن کثیر: ۱۰۲/٥، سلامة/ التفسیرالمظهری، تفسیرسورةالإسراء: ٤٦٥/٥/ تفسیرالقاسمی - محاسن التأویل، تنبیهات: ٤٨٣/٦/. انیس)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارہ صلوات خمسہ کا ثبوت ملتا ہے۔ احادیث نبویہ جو قرآن کریم کی شرح ہیں وہ بصراحت دال ہیں۔(۱) اسی طرح تواترِ معنوی اور امت کا اجماع پانچ نمازوں کی فرضیت پر منعقد ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ غفرلہ، رئیس الافتا خیر المدارس، ملتان۔ الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ، ۲۰ر صفر ۱۳۶۹ھ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲/ ۲۴۱)

پانچ وقت کی نماز کے دلائل:

سوال: پانچ وقت نماز کے دلائل کون کون سی آیت سے معلوم ہوتے ہیں؟

(المستفتی: ۲۵۴۶ حاتم احمد (بنگال) ۲۷ر شعبان ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء)

الجواب

قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیات ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے:

﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ﴾ الأية. (سورة الروم: ۱۷)(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۳/ ۴۸۸-۴۸۹)

نماز پنجگانہ کو اوقات خمسہ پر تقسیم کرنے کی دلیل اور حکمت:

سوال: نماز پنجگانہ کو اوقات خمسہ پر کیوں تقسیم کیا گیا؟ اس کی مشروعیت کی کیا دلیل ہے؟ نیز اوقات کی حکمت کیا ہے؟

الجواب

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے مشروعیت اوقات کا پتہ چلتا ہے، نیز حدیث امامت جبرئیل اور اس کے علاوہ احادیث بھی اوقات کی مشروعیت کی دلیل ہیں۔ ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡآنَ الۡفَجۡرِ، اِنَّ قُرۡآنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا﴾. (سورة بني إسرائيل: ۷۸)

---

(۱) عن طلحة بن عبيد الله قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس يسمع دوى صوته ولا نفقه مايقول، حتى دنا فإذا يسأل عن الإسلام، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات فى اليوم والليلة، قال: هل على غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع. (موطا الإمام مالك، باب جامع الترغيب فى الصلاة (ح: ۹٤) / مسند الشافعي، ترتيب السندى، باب الإيمان والإسلام (ح: ۱) انيس)

(۲) سأل نافع بن أرزق ابن عباس رضى الله عنهما عن الصلوات الخمس فى القرآن، فقرأ: ﴿فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ﴾ قال: صلاة المغرب ﴿وَحِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ﴾ قال: صلاة الصبح ﴿وَعَشِيًّا﴾ قال: صلاة العصر ﴿وَحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ﴾ صلاة الظهر، ثم قرأ ﴿وَمِنۡ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَاءِ ثلاث عوراتٍ لَكُمۡ﴾. (التفسير الطبرى، تفسير سورة الروم: ۲۰/ ۸٤، دار المعارف / كذا فى التفسير المظهرى: ۷/ ۲۲۸. انيس)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں:

جمہور مفسرین نے اس آیت کریمہ کو پانچوں نمازوں کے لئے جامع حکم قرار دیا ہے۔۔۔﴿دُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ﴾ میں چار نمازیں آ گئیں،ظہر،عصر،مغرب،اورعشا......﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ اس جگہ لفظ قرآن بول کر نماز مراد لی گئی ہے، کیونکہ قرآن نماز کا جزو اہم ہے، اکثر ائمۂ تفسیر، ابن کثیر، قرطبی، مظہری وغیرہ نے یہی معنی لکھے ہیں، اس لئے مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ ﴿دُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ﴾ کے الفاظ میں چار نمازوں کا بیان تھا، یہ پانچویں نماز فجر کا بیان ہے، اس کو الگ کر کے بیان کرنے میں اس نماز کی خاص اہمیت اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔(معارف القرآن:۵/۵۰۲)

قال اللّٰه تعالٰی: ﴿فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ. وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾. (سورة الروم:۱۷-۱۸)

درمنثور میں ہے:

أخرج عبد الرزاق والمفريابى وابن جريروابن المنذروابن أبى حاتم والطبرانى والحاكم و صححه عن أبى رزين قال: جاء نافع بن الأزرق إلى ابن عباس. رضى الله عنهما. فقال: هل تجد الصلوات الخمس فى القرآن؟ قال: نعم، فقرأ: (فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ) صلاة المغرب (وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ) صلاة الصبح (وَعَشِیًّا) صلاة العصر (وَحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ) صلاة الظهر، وقرأ (وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ)

وأخرج ابن أبى شيبة وابن جريروابن المنذرعن ابن عباس. رضى الله عنهما. قال: جمعت هذه الآية مواقيت الصلاة (فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ) قال: المغرب والعشاء، الخ. (الدرالمنثور:٦/٤٨٨)(۱)

معارف القرآن میں ہے:

علما نے کہا ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازوں کا مع ان کے اوقات ذکر آ گیا ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر صریح ہے؟ تو فرمایا: ہاں! اور استدلال میں یہی آیت پیش کر کے فرمایا ...... اور حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ ﴿حِیْنَ تُمْسُوْنَ﴾ میں مغرب اور عشا دونوں داخل ہیں۔

(معارف القرآن:٦/٢٩)

بخاری شریف میں ہے:

عن ابن شهاب أن عمربن عبد العزيز أخر الصلاة يومًا فدخل عليه عروة بن الزبيرفأخبره أن

(۱) تفسير البغوى، تفسير سورةالروم:٣/٥٧٣/ تفسير النسفى:٢/٦٩٤/ التفسير الطبرى: ٢٠/٨٤، دار المعارف/ مصنف عبدالرزاق، باب ماجاء فى فرض الصلاة (ح: ١٧٧٢)/ المستدرک للحاكم، تفسير سورةالروم (ح: ٣٥٤١)/ السنن الكبرىٰ، باب أول فرض الصلاة (ح:١٦٨٣)/ المعجم الكبير، ومن مناقب عبدالله بن عباس (ح:١٠٥٩٦). انيس

المغيرة بن شعبة. رضى الله عنه. أخر الصلوٰة يومًا وهو بالعراق، فدخل عليه أبو مسعود الأنصارى. رضى اللّٰه عنه. فقال: ماهذا يا مغيرة؟ أليس قد علمت أن جبرئيل عليه السلام نزل فصلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صلى فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم... ثم قال: بهذا أمرت......الخ. (رواه البخارى: ۷۵/۱، حديث نمبر: ۵۱۵، باب مواقيت الصلاة)

ترمذی شریف میں ہے:

إن النبى صلى الله عليه وسلم قال: "أمنى جبرئيل عليه السلام عند البيت مرتين فصلى الظهر فى الأولىٰ منهما حين كان الفىء مثل الشراک ثم صلى العصر حين كان كل شىء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر... ثم التفت إلىّ جبرئيل عليه السلام فقال: يامحمد هذا وقت الأنبياء من قبلک والوقت بين هذين الوقتين. (رواه الترمذى، أبواب الصلاة، باب ماجاء فى مواقيت الصلاة: ۳۸/۱. أبوداؤد: ۵۶/۱، باب المواقيت، (ح: ۳۹۳)

درس ترمذی میں ہے:

یہ حدیث، حدیث امامت جبرئیل کہلاتی ہے اور باب مواقیت میں اصل ہے، اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو یہ بھی ممکن تھا کہ مواقیت کی تعلیم زبانی طور سے دیدی جاتی، لیکن جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ عملی تعلیم کو اختیار کیا گیا، کیوں کہ وہ اوقع فی الذہن ہوتی ہے۔ (درس ترمذی: ۳۹۳/۱)

اوقات پر تقسیم کرنے کی حکمت:

فجر کے بعد بیدار ہونا موت کے بعد زندگی ملنے کے مترادف ہے، لہذا شکر یہ کے طور پر نماز ادا کریں۔ زوال میں انسان کی زندگی کے زوال کی طرف اشارہ ہے، لہذا موت کی تیاری میں لگنا چاہئے، عصر کا وقت گویا موت کے قریب ہونے کی علامت ہے کہ سورج کی طرح میں بھی جانے والا ہوں، مغرب میں سورج کے ڈوبنے میں زندگی کے سورج ڈوبنے کی طرف اشارہ ہے، تو عبادت میں مشغول ہونا چاہئے، اور عشا میں سورج کے نشانات بھی مٹ جاتے ہیں، تو ایک دن آپ کے نشانات اور ذکر بھی ختم ہو جائے گا، لہذا خود اپنے لئے تیاری کرلو اور عشا پڑھ لو۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۴۳/۲-۴۶)

کیا قرآن پاک سے صرف تین وقت کی نماز ثابت ہے:

سوال: میرے ایک عزیز دوست آج کل کچھ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے پانچ وقت کی نماز ثابت نہیں ہے، صرف تین وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حدیث وہی معتبر ہے جو

قرآن حکیم سے مطابقت رکھتی ہو۔ نیز یہ بھی خیال ہے کہ خطۂ ارض پر دن رات چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، کہیں دن میں بس ۴، ۵، گھنٹے سورج چمکتا ہے اور ۱۹، ۲۰، گھنٹے کی رات ہوتی ہے۔ ان صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز کی فرضیت منجانب اللہ نہیں ہے، صرف سنت مؤکدہ ہے، معراج شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو باتیں ہوئیں وہ ان کو ضعیف اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ آنجناب ہمارے دوست کی راہنمائی فرمائیں گے۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

قرآن کریم میں ہے:

﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ الخ. (سورة الحشر: ۷)

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ الخ. (سورة النساء: ٦٤)

نیز فرمایا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ الخ. (سورة النساء: ٨٠)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث واجب القبول ہے، اپنے ان دوست سے معلوم کیجئے کہ کس کس وقت کی نماز قرآن کریم سے ثابت ہے، نیز کتنی رکعتیں ثابت ہیں، نیز ان کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور ان کا انتہائی وقت، اور ابتدائی وقت کیا ہے؟ یہ سب قرآن کریم ہی سے ثابت کریں۔ جس بات سے قرآن کریم ساکت ہو اور حدیث پاک میں وہ موجود ہو اس کو وہ قرآن کے موافق قرار دیں گے یا خلاف، یا حدیث کا ضعیف اور ناقابل اعتبار ہونا کس بنا پر ہے، اس میں سند کو کچھ دخل ہے کہ نہیں؟ اس سلسلے میں ان کے اصول معلوم ہوں، تو بات آگے چلے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۸/ ۱۲/ ۱۳۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۳۱۱-۳۱۲)

صلوٰۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے:

سوال: صلوٰۃ وسطیٰ کون نماز ہے اور اگر بالفرض کوئی ایک ہی نماز صلوٰۃ الوسطیٰ ہے اور چار نماز باقی رہ جاتی ہیں، تو ان کے بارے میں کامل تصدیق نہ رہی۔ (از سوالات امام شاہ خان)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے میں سات قول ہیں۔ پانچ قول یہ ہیں کہ نماز پنجگانہ (میں) سے ہر ایک صلوٰۃ الوسطیٰ ہے

اور تعیین میں اختلاف ہے۔ کسی نے کسی ایک نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور کسی نے دوسری نماز کو صلوٰۃ الوسطیٰ کہا ہے اور چھٹا قول یہ ہے کہ مجموعہ پنجوقتی نماز صلوٰۃ الوسطیٰ ہے۔ ساتواں قول یہ ہے کہ جس طرح ساعت جمعہ مبہم ہے کہ اس میں ضرور دعا قبول ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس شب قدر اور اسم اعظم مبہم ہے، اسی طرح صلوٰۃ الوسطیٰ بھی مبہم ہے اور اصح اور ارجح یہ قول ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ باقی چار نماز کے لئے تاکید کم ہے۔ اس واسطے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید بہ نفس اس کے نہیں، بلکہ زیادہ تاکید محافظت آداب وقاعدہ میں ہے۔ مثلاً: وقت مستحب وجماعت ومسجد واسباغ وضوومسواک اوراذان واقامت اورمزید اطمینان وکثرت اذکار، یعنی صلوٰۃ الوسطیٰ میں ان امور میں زیادہ لحاظ ہونا چاہئے۔(۱)

صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید اس قبیل سے ہے کہ جس طرح افضل میں زیادہ فضیلت ہوتی ہے بہ نسبت فاضل کے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فاضل میں فضیلت نہ ہو۔ بلکہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ فاضل میں بھی فضیلت ہے، لیکن

---

(۱) علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں دس قول نقل فرمایا ہے:

"الأول: أنها الظهر...الثاني: أنها العصر...وممن قال إنها وسطى علي بن أبي طالب وابن عباس وابن عمر و أبوهريرة وأبوسعيد الخدري وهواختيارأبي حنيفة وأصحابه وقاله الشافعي وأكثرأهل الأثروإليه ذهب عبد الملك بن حبيب واختاره ابن العربي في قبسه وابن عطية في تفسيره وعلى هذا القول الجمهورمن الناس وبه أقول واحتجوا بالأحاديث الواردة في هذا الباب أخرجها مسلم وغيره وأنصهاحديث ابن مسعود.رضي الله عنه.قال:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الصلوٰة الوسطىٰ صلوٰة العصر".أخرجه الترمذي وقال حديث حسن صحيح...الثالث: إنها المغرب...الرابع: صلوٰة العشاء الآخرة...الخامس: إنها الصبح...السادس: صلوٰة الجمعة ... السابع: إنها الصبح والعصرمعًا...الثامن: إنها العتمة والصبح...التاسع: إنها الصلوات الخمس بجملتها ... العاشر: إنها غيرمعينة قاله نافع عن ابن عمر.رضي الله عنهما.وقاله الربيع بن خيثم فخبأها الله تعالىٰ في الصلوات كما خبأ ليلة القدرفي رمضان وكما خبأ ساعة يوم الجمعة وساعات الليل المستحبات فيها الدعاء ليقوموا بالليل في الظلمات لمناجاة عالم الخفيات.

ومما يدل علىٰ صحة أنها مبهمة غيرمعينة مارواه مسلم في صحيحه في آخرالباب عن البراء بن عازب رضي الله عنه.قال:نزلت هذه الآية "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ"فقرأناها ماشاء الله،ثم نسخها الله فنزلت "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى"فقال رجل:هي إذا صلوٰة العصر؟قال البراء: قد أخبرتك كيف نزلت وكيف نسخها الله تعالىٰ،والله أعلم.

فلزم من هذا أنها بعد أن عينت نسخ تعيينها وأبهمت فارتفع التعيين،والله أعلم،وهذا اختيارمسلم؛لأنه أتى به في آخرالباب وقال به غيرواحد من العلماء المتأخرين وهوالصحيح إن شاء الله تعالىٰ وعدم الترجيح فلم يبق إلا المحافظة علىٰ جميعها وأدائها في أوقاتها والله أعلم.(الجامع لأحكام القرآن: ۱۹۱/۳-۱۹۵، سورة البقرة، الآية:۲۳۸، انيس)

افضل میں زیادہ فضیلت ہے اور صلوٰۃ الوسطیٰ کی زیادہ تاکید اس قبیل سے نہیں کہ جیسے زیادہ فضیلت فاضل میں ہوتی ہے باعتبار ناقص، اس میں شک نہیں کہ اس قدر تفاوت جو افضل اور فاضل میں ہوتا ہے وہ یہاں ثابت ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیزی، اردو ترجمہ: ۴۸۰)

نماز کے اوقات:

مسئلہ: ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور جب تک کہ ہر شئ کا سایہ اس کے اپنے سایۂ اصلی کے علاوہ اس شئ سے دوگنا نہ ہو جائے، اس وقت تک باقی رہتا ہے، (۱) اور دوگنا ہو جانے کے بعد غروبِ شمس تک عصر کا وقت ہوتا ہے۔ (۲)

اور امام صاحب سے ظاہر روایت یہی ہے۔ (نہایہ) بدائع، محیط، ینابیع میں ہے: ''أنه هو الصحيح''. اور غیاثیہ میں ہے: هو المختار. اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار و پسند کیا اور تمام اصحاب متون مثلاً صاحب کنز و قدوری و وقایہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) عن أبي ذر. رضي الله عنه. قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن للظهر فقال النبي صلى الله عليه وسلم: '' أبرد''، ثم أراد أن يؤذن فقال له: '' أبرد''، حتى رأينا فيء التلول، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ''إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰة ''. (صحيح البخاري، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ٥٣٩)/سنن أبي داؤد، باب وقت صلاة الظهر (ح: ٤٠١)

اس حدیث میں ہے کہ گرمی میں ظہر کی تاخیر کی جائے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز دو مثل تک پڑھی جا سکتی ہے۔ انیس

(۲) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ''من أدرك من الصبح ركعةً قبل أن تطلع الشمس فقد أدرك الصبح ومن أدرك ركعةً من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرك العصر''. (الصحيح للبخاري، باب من أدرك من الفجر ركعة (ح: ٥٧٩)/الصحيح لمسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة (ح: ٦٠٨)/ سنن الترمذي، باب ماجاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح: ١٨٦) انيس)

(۳) رد المحتار، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ٣٥٩/١، دار الفكر بيروت.

وأما آخره فلم يذكر في ظاهر الرواية نصّاً واختلف الرواية عن أبي حنيفة روى محمد عنه إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال والمذكور في الأصل ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامتين ولم يتعرض لآخر وقت الظهر... والصحيح رواية محمد عنه. (بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ١٢٣/١)

ولا يدخل وقت العصر حتى يصير ظل كل شيء مثليه، قال ابو الحسن: وهذه الرواية أصح. (المحيط البرهاني، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ٢٧٤/١)

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، مواقيت الصلاة: ٧٩/١/الجوهرة النيرة على مختصر القدوري، كتاب الصلاة: ٤١/١/اللباب في شرح الكتاب، كتاب الصلاة: ٥٥/١.

اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ ظہر کا آخری وقت صرف مثل واحد تک ہے اور مثل واحد پورا ہونے پر وقتِ عصر شروع ہوجاتا ہے۔ امام اعظمؒ کی ایک روایت یہی ہے، (۱) نیز امام زفرؒ اور ائمہ ثلاثہ کا بھی یہی قول ہے۔

اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں: ''وبه نأخذ''.

اور غرالاذکار میں ہے: ''هو المأخوذ به''.

برہان میں ہے: ''وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهو نص فى الباب''.

اور فیض میں ہے: ''وعليه عمل الناس اليوم أى فى كثير من البلاد''. (۲)

اور خزانۃ الروایات میں ہے: ''إن الإمام رجع آخرًا إلىٰ قولهما وهكذا فى الفتاوىٰ الظهيرية''.

اور امام صاحب کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ مثل واحد پر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور وقت عصر شروع ہوتا ہے مثلین کے بعد۔ (زیلعی) (۳) اس قول کے مطابق ظہر وعصر کے درمیان ایک وقت مہمل ہوگا۔ (۴)

اور سراج میں شیخ الاسلام سے منقول ہے:

''إن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل وأن لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديًا للصلوٰتين فى وقتهما بالإجماع. (۵)

اور مغرب کا وقت غروب شمس سے غروب شفق (۶) تک ہے اور اسی کے فوراً بعد عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور

(۱) المبسوط للسرخسي: ۱۴۳/۱، كتاب الصلوٰة، باب المواقيت، دار المعرفة. انيس

(۲-۳) الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فى تعبده عليه الصلوٰة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، دار الفكر، انيس

(۴) وروى الحسن عن أبى حنيفة رحمهما الله تعالىٰ أنه إذا صار الظل قامة يخرج وقت الظهر ولايدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامتين وبينهما وقت مهمل. (المبسوط للسرخسي: ۱۴۳/۱، كتاب الصلوٰة، باب المواقيت، دار المعرفة. انيس)

(۵) البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۲۴/۱ ۵/ رد المحتار، مطلب فى تعبده عليه الصلوٰة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، دار الفكر، انيس

(۶) آفتاب ڈوبنے کے بعد پہلے سرخی آتی ہے، پھر سفید روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے، پھر سفید روشنی لمبی سی ہوتی ہے، جس کو بیاض مستطیر اور پھر بیاض مستطیل کہتے ہیں، اس کے بعد افق پر مکمل اندھیرا چھا جاتا ہے۔

افق کے قریب بھاپ اور نمی بہت ہوتی ہے، سورج جب ڈوب جاتا ہے تو اس کی روشنی بھاپ اور نمی سے گزر کر ہماری طرف آنے لگتی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ بھاپ کے درمیان سے گزر کر روشنی آئے تو وہ لال نظر آتی ہے اور تھوڑی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، اسی لئے سورج ڈوبنے کے بعد جو روشنی نظر آتی ہے، وہ لال ہوتی ہے جس کو شفق احمر کہتے ہیں۔ لیکن سورج جب بارہ ڈگری نیچے چلا جاتا ہے تو افق کے پاس جو بھاپ اور نمی ہے، اس سے گذر کر روشنی نہیں آتی بلکہ سورج کی روشنی آسمان کی طرف لمبی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، چونکہ وہ بھاپ اور نمی سے گزر کر نہیں آتی، اس لئے وہ روشنی سفید نظر آتی ہے اور بہت ہلکی ہوتی ہے، شفق احمر کے بعد مسلسل دیکھتے رہیں، تب اس کا پتہ چلے گا، ورنہ جلدی پتہ نہیں چلتا۔ اسی کو شفق ابیض کہتے ہیں۔ (اثمار الہدایۃ: ۱/۳۳۳) انیس)

شفق سے مراد شفقِ احمر ہے، جیسا کہ ائمۂ ثلاثہ کا مسلک اور امام صاحب کا قول آخر یہی ہے۔ پس یہی مسلک مختار ہوگا، جیسا کہ درمختار میں ہے۔(۱)

البتہ امام صاحب کا قول سابق یہ تھا کہ شفق سے شفق ابیض مراد ہے، جو شفق احمر کے بعد نمودار ہوا کرتی ہے، مگر اس قول سے قول صاحبین کی طرف رجوع فرمایا، اہل لسان کے متفق ہونے اور اکثر صحابہ کے شفق احمر مراد لینے کی وجہ سے۔(کذا فی الدرر شرح الغرر)

اور صاحبین کا قول ہی مفتی بہ ہے۔(کذا فی الوقایة والنقایة والغرر والمواهب وشرح البرهان)

لیکن علامہ قاسم تصحیح القدوری میں فرماتے ہیں:

"إن رجوعه لم يثبت؛ لما نقله الكافة من لدن الأئمة الثلٰثة إلى اليوم من حكاية القولين، و دعوىٰ عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول". (۲)

اختیار میں ہے:

الشفق البياض. (۳)و هومذهب الصديق ومعاذ بن جبل وعائشة رضى الله عنهم، قلت: ورواه عبدالرزاق عن أبى هريرة وعن عمربن عبد العزيز، ولم يروالبيهقى الشفق الأحمر إلاَّ عن ابن عمر. كذا قال فى رد المحتار. وفى السراج: أن قولهما أوسع وقوله أحوط. (۴)وهكذا فى المبسوط. (۵)(مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٔ اردو: ۲۱۵-۲۱۶)

اوقاتِ صلوٰۃ:

سوال: نمازِ پنجگانہ کی ابتدا اور انتہا ظاہر فرما کر اس کے اندر یہ بھی ظاہر فرمادیجئے کہ مکروہ وقت محض ادائے فرض

(۱) (و)وقت(المغرب منه إلىٰ)غروب (الشفق وهوالحمرة)عند هما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما فى شروح المجمع وغيرها،فكان هوالمذهب. (الدرالمختارعلىٰ صدررد المحتار، مطلب فى الصلاة الوسطىٰ: ۳٦۱/۱، دارالفكر-انيس)

" ثم الشفق هوالبياض الذى فى الأفق بعد الحمرة عند أبى حنيفة وعند هما هوالحمرة وهورواية عن أبى حنيفة و هوقول الشافعى. (الهداية،كتاب الصلوٰة،باب المواقيت: ٦٦/۱-انيس)

(۲) رد المحتار،مطلب فى الصلاة الوسطىٰ: ۳٦۱/۱، دارالفكر.انيس

(۳) الإختيارلتعليل المختار،كتاب الصلوٰة،أوقات الصلوٰة الخمس: ۵۱/۱، دارالخير.انيس

(۴) رد المحتار، مطلب فى الصلوٰة الوسطىٰ: ۳٦۱/۱، دارالفكر.انيس

(۵) والشفق البياض الذى بعد الحمرة فى قول أبى حنيفة رحمه الله تعالىٰ وهو قول أبى بكروعائشة رضى الله عنهما، وإحدى الروايتين عن ابن عباس رضى الله عنهما.(المبسوط للسرخسى: ۱٤٦/۱،كتاب الصلوٰة، باب المواقيت، دارالمعرفة.انيس)

نماز کے لئے کب سے شروع ہوتا ہے اور پھر حرام وقت کی کب سے نوبت آجاتی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

وقتِ فجر صبح صادق سے شروع ہوکر طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک رہتا ہے، جب کنارہ طلوع ہوگیا وقتِ فجر ختم ہوگیا، یہ تمام وقت کامل ہے۔(۱)

وقت ظہر زوالِ آفتاب سے شروع ہوکر مثلین تک رہتا ہے، یعنی استوا کے وقت جو سایہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ ہر شئ کا سایہ اس کے دومثل ہوجائے، یہی تمام وقتِ کامل ہے۔(۲)

اس کے بعد سے عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور غروب تک باقی رہتا ہے، لیکن آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے وقت مستحب ہے اور اس کے بعد مکروہ ہوجاتا ہے، غروب ہونے تک (۳)

---

(۱) ’’عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم: ’’إن للصلٰوة أولاً وآخرًا ... وإن أول وقت الفجر حین یطلع الفجر، وإن آخروقتها حین تطلع الشمس‘‘.(جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلٰوة،باب المواقیت الخ، سعید)

’’عن عبد اللّٰه بن عمررضی اللّٰه تعالٰی عنهما عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال:......’’ووقت الفجر ما لم تطلع الشمس‘‘.(الصحیح لمسلم: ۲۲۳/۱،باب أوقات الصلوات الخمس، قدیمی)

’’(وقت)صلاة(الفجر)...(من)أول(طلوع الفجر الثانی)وهو البیاض المنتشر المستطیر لا المستطیل (إلٰی) قبیل (طلوع ذُکاء)بالضم غیرمنصرف اسم الشمس آه‘‘.(الدرالمختار،کتاب الصلٰوة، مطلب فی تعبده علیه الصلٰوة و السلام قبل البعثة: ۳۵۷/۱،۳۵۹، سعید)

(۲) قال اللّٰه تعالٰی:’’وَعَشِيًّا وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ‘‘.(سورة الروم: ۱۸)

وقال اللّٰه تعالٰی:’’ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ‘‘.(سورة الإسراء:۷۸)

’’وقد بیّنا أن دلوک الشمس یحتمل الزوال والغروب جمیعًا، وهوعلیهما، فتنتظم الآیة الأمربصلاة الظهر و المغرب وبیان أول وقتیهما‘‘.(أحکام القرآن للجصاص: ۳۷۸/۲، قدیمی)

’’وعن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:’’ إن للصلٰوة أولاً وآخرًا،و إن أول وقت صلٰوة الظهر حین تزول الشمس، وآخر وقتها حین یدخل وقت العصر‘‘.(جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلٰوة،،باب ماجاء فی مواقیت الصلاة: ۳۹/۱ـ ۴۰، سعید)

’’(ووقت الظهرمن زواله)أی میل ذُکاء عن کبد السماء(إلٰی بلوغ الظل مثلیه)وعنه مثله ... (سوی فیء) ... (الزوال)‘‘.(الدرالمختار،کتاب الصلٰوة، مطلب فی تعبده علیه الصلٰوة و السلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱ ، سعید)

(۳) ’’عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:’’ إن للصلٰوة أولاً وآخرًا ... وإن أول وقت العصرحین یدخل وقتها،وإن آخر وقتها حین تصفرالشمس‘‘(جامع الترمذی،أبواب الصلٰوة،باب ماجاء فی مواقیت الصلاة: ۳۹/۱،۴۰ ،سعید)

==

غروب ہوجانے پر مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے، تاروں کے خوب پھیلنے سے پہلے پہلے وقت مباح رہتا ہے، جب تارے خوب پھیل جاویں، تو وقت مکروہ ہوجاتا ہے۔(۱)

اور شفقِ ابیض کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔(۲) اور صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے، صبح صادق طلوع ہونے پر ختم ہوجاتا ہے،(۳) اور اس میں سے ایک ثلث رات تک وقت

== "ووقت العصر من صيرورة الظل غير فيء الزوال إلٰى غروب الشمس، هكذا في شرح المجمع". (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلٰوة، الفصل الأول في أوقات الصلٰوة: ۵۱/۱، رشيدية)

"ويستحب تأخير العصر في كل زمان مالم تتغير الشمس والعبرة لتغير القرص لا لتغير الضوء، فمتٰى صار القرص بحيث لاتحار فيه العين، فقد تغيرت، وإلا لا، كذا في الكافي". (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلٰوة، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ۵۲/۱، رشيدية)

(۱) قال الله تعالٰى: " وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيۡلِ" (سورة هود: ۱۱۴)

"وهو ما قرب من النهار، وهو أول أوقاته، والله أعلم".

وقال الله تعالٰى: " فَسُبۡحَانَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ " (سورة الروم: ۱۷) "قيل فيه: إنه وقت مغرب". (أحكام القرآن للجصاص: ۳۸۴/۲، قديمي)

"عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم: "إن للصلٰوة أولاً وآخرًا .... وإن أول وقت المغرب حين تغرب الشمس، وإن آخر وقتها حين يغيب الشفق". (جامع الترمذي، أبواب الصلٰوة، باب ما جاء في مواقيت الصلاة: ۳۹/۱-۴۰، سعيد)

"والمغرب: أي وندب تعجيلها لحديث الصحيحين: "كان يصلي المغرب إذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب"، ويكره تأخيرها إلٰى اشتباك النجوم لرواية أحمد: " لاتزال أمتي بخير ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم". (البحر الرائق، كتاب الصلٰوة: ۴۳۱/۱، رشيدية)

عن سلمة. رضي اللّٰه تعالٰى عنه. قال: كنا نصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم المغرب إذا توارت بالحجاب. (الصحيح للبخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، (ح: ۵۶۱) انيس)

(۲) عن أبي هريرة. رضي الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن للصلاة أولا وآخرًا ... وإن أول وقت المغرب حين تغرب الشمس وإن آخر وقتها حين يغيب الشفق". (سنن الترمذي، باب منه (يعني ما جاء في مواقيت الصلٰوة) (ح: ۱۵۱) / الصحيح لمسلم، باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ۶۱۲ / ۱۳۸۹)

اس حدیث میں ہے کہ مغرب کا وقت شفق غائب ہونے تک ہے، مطلب یہ کہ شفق کے غائب ہوجانے کے بعد عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ انیس

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: وقت العشاء إلى الفجر.

عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه في امرأة تطهر قبل طلوع الفجر: صلت المغرب والعشاء.

قال لأبي هريرة رضي الله عنه: ما إفراط صلٰوة العشاء؟ قال: طلوع الفجر. (السنن للبيهقي، باب آخر وقت الجواز لصلٰوة العشاء، ج اول، ص: ۵۵۳ (ح: ۱۷۶۳)

صحابی کے اس قول سے معلوم ہوا کہ عشا کا وقت طلوع فجر سے پہلے تک ہے۔ انیس

مستحب رہتا ہے،(۱)اور نصفِ رات تک مباح،(۲)اوراس کے بعد مکروہ ہوجاتا ہے۔(۳)فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۱/۷/۱۳۵۵ھ۔

صحیح: عبد اللطیف، جواب صحیح ہے: سعید احمد غفرلہ۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۲۰-۳۲۳)

اوقات نماز سے متعلق چند سوالات:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت ذیل میں کہ!

(الف) نصف النہار شرعی اور وقت زوال میں کیا فرق ہے؟

(ب) نصف النہار شرعی اور وقت زوال کے درمیانی وقت میں کوئی نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(ج) وقت زوال ممتد ہے یا غیر ممتد؟ اگر ممتد ہے تو اس کی مقدار کیا ہے؟

(د) استواء شمس کے وقت اگر کوئی نماز ادا کی جائے، تو صحت وبطلان، جواز وکراہت کے اعتبار سے اس کا کیا حکم ہے؟

(ہ) وقت استواء شمس کی مقدار کیا ہے؟

(و) زوال کے فورا بعد نماز پڑھنا جائز ہے یا کچھ انتظار کے بعد؟ بینوا توجروا۔

مدلل ومفصل جواب تحریر فرماکر مشکور فرمائیں۔

(المستفتی: عزیز الرحمٰن عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ مصباح العلوم کوپاگنج، مئو)

الجواب ـــــــــــــــ حامدا و مصلیاً و مسلماً

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کل جتنا وقت ہو، اس کے نصف پر نصف النہار شرعی ہوگا، جس کے معلوم

---

(۱) عن ابن عباس أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ”أمنی جبرئیل عند البیت مرتین ....ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ... ثم صلی العشاء الآخرة حین ذھب ثلث اللیل ثم صلی الصبح حین أسفرت الأرض ثم التفت إلیّ جبرئیل فقال یا محمد! ھذا وقت الأنبیاء من قبلک والوقت فیما بین ھذین الوقتین“.(سنن الترمذی، أبواب الصلوٰة، باب ماجاء فی مواقیت الصلوٰة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم (ح: ۱۴۹)/سنن أبی داؤد، باب المواقیت(ح:۳۹۳،انیس)

(۲) عن عائشة قالت: اعتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات لیلة حتی ذھب عامة اللیل وحتی نام أھل المسجد.(الصحیح لمسلم، باب وقت العشاء وتأخیرھا (ح:۶۳۸/ ۱۴۴۵)انیس)

(۳) ”(وأول وقت العشاء إذا غاب الشفق، وآخر وقتھا مالم یطلع الفجر) لقولہ علیہ الصلوٰة والسلام:”وآخر وقت العشاء حین لم یطلع الفجر“.(الھدایة ،کتاب الصلوٰة،باب المواقیت: ۱/ ۸۲.شرکة علمیة،ملتان)

کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک جتنا وقت بنتا ہو، اس کا نصف، نصف النہار عرفی (استوا) کے فوراً بعد ہوجاتا ہے، اور نصف النہار عرفی معلوم کرنے کا آسان طریقہ ۴۰/عرض بلد تک یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے لے کر غروب تک کل جتنا وقت ہو، اس کا نصف، نصف النہار عرفی ہوگا۔

”ولایخفٰی أن زوال الشمس إنما ھوعقیب انتصاف النھاربلا فصل ... المراد بالنھار الشرعی...ھومن أول طلوع الصبح إلٰی غروب الشمس،وعلٰی ھذا یکون نصف النھار (الشرعی)قبل الزوال بزمان یعتد بہ ...“.(ردالمحتار:۲/ ۳۱، زکریا)(۱)(احسن الفتاویٰ:۲/۱۳۷)

(ب) راجح اور مفتی بہ قول کے مطابق وقت مکروہ نصف النہار عرفی یعنی وقت استوا ہے، اور نصف النہار شرعی وقت مکروہ نہیں ہے، لہٰذا نصف النہار شرعی کے بعد استوا سے قبل نماز ادا کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔

” وقد وقع فی عبارات الفقھاء أن الوقت المکروہ عند انتصاف النھارإلٰی أن تزول الشمس“.(ردالمحتار:۲/ ۳۱،زکریا(۲)،احسن الفتاویٰ، کتاب الصلاۃ: ۲/ ۱۳۷)

(ج) زوال ایک آنی اور غیر ممتد ہے، جو ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہوجاتا ہے۔

”ولایخفٰی أن زوال الشمس إنما ھوعقیب انتصاف النھاربلا فصل.

(ردالمحتار:۲/ ۳۱،فتاویٰ عثمانی:۱/ ۳۸۸)

(د) استوا کے وقت نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی (جائز نہیں) ہے۔

”(وکرہ)تحریمًا...(صلاۃ) ... (ولو) ... (علٰی جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ وسھو)...(مع شروق) ...(واستواء)“.(ردالمحتار:۲/ ۳۰)(۳)

(ہ) استواء قارن سے لے کر زوال فارق تک یعنی زوال مشاہد کے لئے تقریباً دس منٹ کا اندازہ وتخمینہ ہے۔(احسن الفتاویٰ:۲/۱۳۸)

(و) زوال کے فوراً بعد نماز پڑھنا جائز تو ہے، لیکن وقت استوا کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے، اس لئے حضرات اکابر، وقت زوال جو جنتریوں میں درج ہو، اس سے پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد تک احتیاطاً نماز پڑھنے سے توقف کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ:۴/۸۶، فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۶۶-۳۸۵، احسن الفتاویٰ:۲/۱۳۸، فتاویٰ عثمانی :۱/۳۸۸) واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عثمان عفی عنہ۔ الجواب صحیح: عبداللہ غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم:۲/۲۵۹-۲۶۱)

(۱-۲-۳) رد المحتار علی ھامش الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت، انیس

مختلف اوقات سے متعلق ایک سوال:

سوال (۱) کیا عشا کے وقت ابتدا کے لئے (یعنی غیبوبت شفق ابیض کے لئے) یہی اصول ہے کہ شفق ابیض اس وقت غائب ہو جاتی ہے جب سورج ۱۸/درجہ افق سے نیچے پہنچ جاتا ہے؟

(۲) اگر اصول یہی ہے تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ جتنا وقت صبح صادق بعد طلوع شمس کے درمیان ہوگا بالکل اتنا ہی وقت غروب شمس اور غیبوبت شفق ابیض کے درمیان ہوگا؟

(۳) موسم گرما میں جبکہ ہمارے یہاں لیسٹر (برطانیہ) میں مغرب کی نماز ۹.۳۰ (ساڑھے نو بجے) ہوتی ہے، عشا کا وقت اس اصول پر تقریباً ۱۱.۳۰ (ساڑھے گیارہ بجے) ہوگا اور فجر تقریباً ۴.۱۵ (سوا چار بجے) پڑھنی ہوگی کیوں کہ ۴.۴۵ (پونے پانچ بجے) پر سورج طلوع ہو جاتا ہے، ان ایام میں دفع حرج کے لئے غروب کے ایک گھنٹہ بعد نماز عشا یہاں (برطانیہ کے شہر لیسٹر میں) پڑھنے کا معمول ہے اس میں گنجائش ہوگی یا نہیں؟

(۴) اگر موسم سرما میں سورج کے زیر افق ۱۸/درجہ پر پہنچنے سے پہلے عشا کی نماز پڑھ لی جائے، جبکہ مجبوری نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے (موسم سرما میں مغرب چار بجے ہوگی اور عشا کا اول وقت ۱۸/درجہ کے حساب سے تقریباً چھ بجے ہوگا)؟

(۵) مذکورہ صورت میں یعنی موسم سرما میں جبکہ مجبوری نہیں اگر کوئی شخص صاحبین کے قول سے استدلال کر کے غروب کے سوا گھنٹے (ایک گھنٹہ پندرہ منٹ) بعد شفق احمر کے غائب ہونے پر عشا کی نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ مساجد میں باقاعدہ اس وقت نماز باجماعت ہو تو کیا حیثیت ہے؟

(۶) اگر گنجائش نہیں تو اب تک جن حضرات نے اس کو حق سمجھتے ہوئے اس پر عمل کیا ہے ان کے ذمہ ان نمازوں کی قضا ہوگی یا وہ معذور سمجھے جائیں گے؟

هو المصوب

(۱) عشا کی ابتدا حنفیہ کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق شفق ابیض کے غروب پر ہوتی ہے۔(۱) جو معتبر اہل ہیئت کے قول کی رو سے سورج کے ۱۸/درجے افق سے نیچے پہنچنے کے بعد ہوتی ہے۔ عموماً اسی کو اختیار کر لیا گیا ہے۔

---

(۱) ”وقت صلاة المغرب ما لم يغب الشفق ووقت صلاة العشاء إلى نصف الليل الأوسط“.(صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة. باب أوقات الصلوات الخمس: ۱/۲۲۳)

ثم الشفق هو البياض الذى فى الأفق بعد الحمرة عند أبى حنيفة وقالا: هو الحمرة.(الهداية مع فتح القدير: ۱/۲۲۳)

==

(۲) صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان جس روز جتنا وقفہ ہوتا ہے اس روز اتنا ہی وقفہ، سورج کے غروب اور شفق ابیض کے غائب ہونے کے درمیان ہوتا ہے، جس کی صراحت بہت سے فقہا جن میں حضرت تھانویؒ بھی ہیں، نے کی ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ج ا، ص: ۱۵۴)

(۳) وقت آنے سے پہلے نماز پڑھنے کی گنجائش ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾. (سورۃ النساء: ۱۰۳) کے خلاف ہوگا، اگر پڑھ لی جائے گی، تو فرض ادا نہ ہوگا، اس لئے وقت آنے کے بعد دوبارہ پڑھنا ہوگی، البتہ وقت گزرنے کے بعد پڑھی گئی نماز قضا ہو جائے گی، چاہے اسے ادا کی نیت سے پڑھا گیا ہوگا، دفع حرج کے بہانے سے قبل از وقت نماز پڑھنا صحیح نہ ہوگا۔ (تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب 'موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل' کا متعلقہ حصہ دیکھا جائے۔)

(۴) جب مجبوری میں قبل از وقت نماز فرض پڑھنا درست نہیں تو بغیر مجبوری کے بطریق اولیٰ درست نہ ہوگا۔

(۵) بمشورۂ علمائے راسخین اگر صاحبین کا قول اختیار کر لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، مگر انفرادی طور پر کسی ایک متقی عالم کے قول کو اختیار کرنا یعنی جمہور کے قول سے گریز کرنا درست نہیں۔

(۶) اختلافی واجتہادی مسائل میں فی الجملہ گنجائش ہوتی ہے کہ کسی ایک قول کو اختیار کرنے یا ترک کرنے کی، اس بنا پر تفسیق یا تضلیل کرنا صحیح نہیں، اگر وقت سے پہلے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ کر لیا جائے تو انسب ہے، کیوں کہ محل اختلاف میں اختلاف سے بلند ہو کر عمل کرنا ہی پسندیدہ ہے کہ اس سے براءۃ ذمہ بالیقین ہو جاتی ہے، ورنہ شبہ رہ جاتا ہے اور شبہات سے بچنا دین وآبرو بچانے کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے از روئے حدیث شریف مطلوب ہے۔

''فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه''.(۱)

تحریر: برہان الدین سنبھلی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۳۳۴-۳۳۶)

اوقات نماز کی ابتدا وانتہا:

سوال: ظہرین (ظہر وعصر) اور عشائین (مغرب وعشا) کے اوقات کی ابتدا اور انتہا کیا ہے اور ان میں وقتِ مکروہ کونسا ہے؟

== (قوله هو البياض): أي الشفق هو البياض عند الإمام وهو مذهب أبي بكر الصديق وعمر ومعاذ وعائشة رضى الله عنهم ... وبهذا ظهر أنه لايفتىٰ ولايعمل إلا بقول الإمام الأعظم ولايعدل عنه إلىٰ قولهما أو قول أحدهما أو غيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/۴۲۷)

(۱) الصحيح لمسلم، كتاب المساقات، باب أخذ الحلال و ترك الشبهات (ح: ۱۵۹۹)

الجواب

نصف النہار، زوال آفتاب کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ جب کہ سایۂ اصلی کے علاوہ ہر شئ کا سایہ اس سے دو چند نہ ہو جائے اور یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔

اور صاحبین، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام زفر رحمہم اللہ ان تمام حضرات کے نزدیک آخری وقت یہ ہے کہ ہر شئ کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہو جائے۔ایک روایت امام صاحب سے بھی یہی ملتی ہے۔صاحب بدائع نے امام صاحب کے مذہب اول کو صحیح قرار دیا اور صاحب غیاثیہ نے مختار کہا اور برہان میں مذہب صاحبین کو اظہر بتایا اور امام طحاویؒ نے اس کو ماخوذ بہ فرمایا۔

درمختار میں ہے:

(ووقت الظهر من زواله)أی میل ذكاء عن كبد السماء(إلٰی بلوغ الظل مثليه)وعنه مثله،و هو قولهما وزفر والأئمة الثلٰثة،قال الإمام الطحاوی:وبه نأخد،وفی غرر الأذكار:وهو المأخوذ به وفی البرهان:وهو الأظهر لبيان جبرئيل.عليه السلام.وهو نص فی الباب،وفی الفيض:وعليه عمل الناس اليوم،وبه يفتی(سوی فیء)يكون للأشياء قبيل(الزوال).انتهٰی (۱)

دونوں قول کے مطابق ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب اس کی انتہا ہے اور غروب سے قبل جب اس میں تغیر آجائے اور نگاہ اس پر ٹھہرنے لگے، تو نماز عصر اس وقت مکروہ ہوتی ہے۔

خلاصہ میں ہے:

"أول وقت العصر حين يخرج وقت الظهر وآخر وقتها حين تغرب الشمس ويكره التأخير إلٰی تغير الشمس واختلفوا فی التغير،قال بعضهم:التغير فی ضوء الشمس الذی يكون علٰی رأس الحيطان،وقال بعضهم:التغير فی قرصها وإنما يعرف التغير بأن ينظر الناظر إلی القرص ولم تخر عيناه علم أن الشمس قد تغيرت وإن لم يمكنه علم أن الشمس لم يتغير.انتهٰی

اور البحر الرائق میں ہے:

"والخلاف فی آخر وقت الظهر جارٍ فی أول وقت العصر"،انتهٰی(۲)

اور ایک روایت امام اعظمؒ سے یہ بھی ہے کہ سایۂ اصلی کے علاوہ ہر شئ کا سایہ ایک مثل ہو جانے پر ظہر کا وقت ختم

---

(۱) الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب فی تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، ۳۶۰، دار الفكر، بيروت. انيس

(۲) كتاب الصلاة: ۴۲۶/۱، أوقات الصلاة. انيس

ہوجاتا ہے، مگر عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا، بلکہ جب وہ سایہ دوچند ہوجاتا ہے، تو اب عصر کا وقت شروع ہوتا ہے، اس صورت میں آخر ظہر اور ابتداء عصر کے درمیان ایک وقت مہمل ہوگا۔

انہیں اختلافات کے پیش نظر بعض فقہا نے لکھا ہے کہ نماز ظہر ایک مثل سایہ سے پہلے اور نمازِ عصر دو مثل سایہ ہونے کے بعد ادا کرنی چاہئے، تاکہ دونوں نمازیں بالاتفاق اپنے اپنے وقت میں ادا ہوجائیں۔

المضمرات شرح القدوری میں ہے:

وروی أسد عن أبی حنیفة أنه قال: إذا صار ظل کل شیء مثله فقد خرج وقت الظهر ولایدخل وقت العصر حتی یصیر الظل مثلیه وبینهما وقت مهمل لیس بوقت الفرض کالوقت الذی بین طلوع الشمس وبین الزوال. انتهٰی

البحر الرائق میں ہے:

وذکر شیخ الإسلام أن الإحتیاط أن لایؤخر الظهر إلی المثل وأن لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلٰوتین فی وقتهما بالإجماع، کذا فی السراج. انتهی(۱)

(قوله أما أحادیث تهجیر محض) فعلٰی ند.

کتب احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجیل صلوۃ اور مطلقاً اول وقت ادا کرنے کے بارے میں احادیث قولی بھی موجود ہیں۔ مثلاً: اول ترمذی کی حدیث جو ام فروہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

قالت: سئل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أی الأعمال أفضل؟ قال: "الصلٰوة لأول وقتها". (۲)

اس حدیث کے راویوں میں عبداللہ بن عمر (عمری) ہیں، جو عابد وزاہد ہیں، اگرچہ یحییٰ بن سعید نے ان کے حفظ و ضبط میں کلام کیا، اور امام ترمذی ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ولیس هو بالقوی عند أهل الحدیث".

لیکن یہ متروک الحدیث نہیں، ان کی روایات صحیح بخاری کے علاوہ دوسری صحاح میں بھی مذکور ہیں اور اسی حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے بھی روایت کیا اور ابنِ مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ **کذا فی المرقاة.**

دوسری حدیث، ترمذی (میں) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "الوقت الأول من الصلٰوة رضوان اللّٰه والوقت الآخر عفو اللّٰه". (۳)

---

(۱) کتاب الصلاة: ۴۲۵/۱، کذافی رد المحتار، کتاب الصلٰوة، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱، انیس

(۲-۳) سنن الترمذی، باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل، ج: ۱، ص: ۴۲. انیس

مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح، (ح: ۶۰۷) باب تعجیل الصلوات: ۵۳۴/۲، انیس

اس حدیث کے منجملہ روایات میں سے ایک راوی یعقوب بن ولید مدنی ہیں، جن کی امام احمد بن حنبل اور دیگر حفاظ نے تکذیب کی ہے۔تقریب التہذیب شرح نقایہ میں یہی مذکور ہے۔لیکن یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کی ہے اور ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تمام طریقوں کے لحاظ سے ضعیف ہے اور جن لوگوں نے اس کو حسن کہا، ان کی مراد یہ ہے کہ یہ حسن لغیرہ ہے۔ **كذا فی المرقاة.**(۱)

تیسری ترمذی کی حدیث ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال له:"یا علی! ثلاث لاتؤخرها: الصلوٰة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأیّم إذا وجدت لها کفوًا".(۲)

اور ملا علی مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

رواه الترمذی بسند رجاله ثقات، قاله میرک. انتهٰی (۳)

قوله وهو المنصوص من الشافعی، الخ، یہ معارض مخالف ہے، اس کے جو کچھ امام ترمذی نے **باب ماجاء فی تأخیر الظهرفی شدة الحر، إلخ.** امام شافعی کا قول نقل کیا ہے کہ حدیث ابراد رخصت پر محمول ہے، یعنی جو لوگ مسافت بعیدہ طے کر کے مسجد میں آئیں اور شدت گرمی کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو تو وہ ابراد کر لیں۔(۴)

نیز امام ترمذی **باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل** کے تحت بیان کرتے ہیں۔

قال الشافعی: الوقت الأول من الصلوٰة أفضل ومما یدل علٰی فضل أول الوقت علٰی آخره اختیار النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وأبی بکروعمرفلم یکونوا یختارون إلاما هوأفضل ولم یکونوا یدعون الفضل وکانوا یصلون فی أول الوقت، حدثنا بذلک أبوالولید المکی عن الشافعی.(۵)

قوله فی المشکوة عن أنس، الخ.(۶)

---

(۱) مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰةالمصابيح،(ح:٦٠٦)باب تعجيل الصلوات:٥٣٣/٢،انيس

(۲) سنن الترمذی: ٤٣/١ (ح:١٧١) وقال:هذا حديث غريب حسن، اورحدیث نمبر:۱۰۷۵،وقال:هذا حديث غريب،وما أرى إسناده بمتصل،وقال الشيخ احمد شاكر:وهذا الحديث إسناده صحيح، ورواته ثقات.(جمع الفوائد للمغربی:١٦٧، مكتبة الرشيد/والحديث كذارواه الإمام أحمد فی مسنده،من مسند علی ابن أبی طالب (ح:٨٢٨)/سنن ابن ماجة،كتاب الجنائز،باب ماجاء فی الجنازة لاتؤخرإذاحضرت ولاتتبع بنار (ح:١٤٨٦)انيس)

(۳) مرقاة المفاتيح(ح:٦٠٥)باب تعجيل الصلوات: ٥٣٣/٢/قال الحاكم:هذاحديث غريب صحيح ولم يخرجاه.(المستدرک للحاكم ،كتاب النكاح (ح:٢٦٨٦)انيس)

(۴) ولايبلغ بتأخيرها آخروقتهافيصليهماجميعامعاًولكن الإبرادمايعلم أنه يصليهامتمهلاوينصرف منهاقبل آخروقتهاليكون بين انصرافه منهاوبين آخروقتهافصل فأمامن صلاهافی بيته أوفی جماعةبفناء بيته لايحضرهاإلامن بحضرته فليصليهافی أول وقتهالأنه لاأذى عليهم فی حرها.(الأم للشافعی،وقت العصر: ٩١/١.انيس)

(۵) سنن الترمذی:٤٢/١ـبعد ذكرحديث:١٧٤ـانيس

(۶) عن أنس رضی الله عنه قال:إذاصليناخلف النبی صلی اللّٰہ عليه وسلم بالظهائرسجدناعلی ثيابنااتقاء الحر.(مشكوةالمصابيح،كتاب الصلاة،باب تعجيل الصلوات (ح:٥٨٩)

بخاری نے اسی کے مثل حدیث روایت کر کے اس کو نمازِ جمعہ کے ساتھ مقید کیا۔ مشکوٰۃ کے **باب خطبة الجمعة والصلوٰة** میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا اشتد البرد بکربالصلوٰۃ وإذا اشتد الحرأبرد بالصلوٰۃ یعنی الجمعة"، رواہ البخاری. انتھٰی(۱)

روایتِ مذکورہ کہ مشکوٰۃ کے تعجیل صلوٰۃ کے باب میں مذکور ہے، اگرچہ شامل ہے زوال کے بعد کی ہر نماز کو، خواہ جمعہ ہو یا ظہر جیسا کہ مرقاۃ میں ہے، (۲) لیکن پھر بھی قابل غور ہے کہ زمانہ برکت نشان میں جمعہ کس قدر ابراد سے ہوا کرتا تھا۔

شیخین روایت کرتے ہیں، سہل بن ساعدہ سے، قال: **" ماکنا نقیل ولا نتغدی إلا بعد الجمعة"**، انتھٰی (۳)

بہجۃ النفوس شرح مختصر البخاری میں ہے:

أما التأخیر فشیء یسیر کما جاء عن الصحابة أنهم کانوا إذا رجعوا من صلوٰۃ الجمعة یقیلون قائلة الضحٰی، فدل ذلک علٰی أنه لایکون تأخیرًا کثیرًا. انتھٰی

اوراسی طرح نماز ظہر میں بھی ابراد کی کوئی حد متعین ومقرر ہوگی، نصف وقت یا نصف سے کچھ دیر بعد تک اوراس قول ثانی کی صورت میں یہ التزام کرنا پڑے گا کہ وقت مختلف فیہ داخل نہ ہو، اس سے پہلے پہلے ادا کر لی جائے۔

نوٹ: ان تمام تفصیلات کو محض اس لئے ذکر کیا گیا تا کہ لوگ غلطی میں مبتلا ہو کر ابراد کامل کی خاطر ایک مثل ہونے کے بعد نماز ظہر ادا کرنے لگیں۔ واللہ اعلم

اور حسن بن زیاد کے قول کے مطابق آفتاب کے زرد ہو جانے پر عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

وفی آخره أیضاً خلاف فإن الحسن بن زیاد یقول: إذا اصفرت الشمس خرج وقت العصر، ولنا روایة الصحیحین: "من أدرک رکعة من العصرقبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر". انتھٰی(۴)

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب تعجیل الصلوات (ح: ۱۴۰۳) والحدیث رواہ البخاری فی صحیحه، باب إذا اشتد الحریوم الجمعة، کتاب الجمعة (ح: ۹۰۶). انیس

(۲) مرقاۃ المفاتیح، باب الخطبة والصلاة (ح: ۱۴۰۳): ۱۰۴۱/۳. انیس

(۳) الصحیح للبخاری، باب قول اللّٰہ تعالیٰ (فإذا قضیت الصلاة. الخ) (ح: ۹۳۹) / الصحیح لمسلم، باب صلاة الجمعة حین تزول الشمس (ح: ۳۰) انیس

(۴) البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ: ۴۲۶/۱. انیس

عن أبی هریرة أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: " من أدرک من الصبح رکعة ... ==

اور امام شافعیؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ سایہ دو چند ہو جانے کی صورت میں عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور ایک دوسری روایت ہے کہ عصر کا اصل وقت ختم ہو جاتا ہے غروب آفتاب سے، لیکن وقت مستحب سایہ کے دو چند ہو جانے سے ختم ہو جاتا ہے۔

المضمرات شرح القدوری میں ہے:

وللشافعي فيه قولان،في قول إذا صار ظل كل شيء مثليه يخرج وقت العصر ولا يدخل وقت المغرب حتىٰ تغرب الشمس،فيكون بينهما وقت مهمل عنده على هذا القول وفي قول إذا صار ظل كل شيء مثليه يخرج وقت المستحب،ويبقى أصل الوقت إلىٰ غروب الشمس. انتهىٰ (۱)

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۱۶-۲۱۹)

اوقات صلوٰۃ میں اختلاف:

سوال: ہمارے شہر اورنگ آباد میں اوقات صلوٰۃ کے بارے میں دو تختے ترتیب دیئے گئے، ان دونوں میں ابتداء وقت عشا اور ابتداء وقت فجر میں بڑا اختلاف ہے، جس کی وجہ سے عوام میں بے چینی ہے کہ دونوں میں کون سا درست ہے، دائمی تقویم شائع کردہ جامعہ اسلامیہ کاشف العلوم میں یکم جون کو ابتداء وقت عشا (۸.۲۸) دیا گیا ہے، جبکہ غروب آفتاب دونوں تختوں میں (۷.۱۰) پر ہے اور مولانا منصب خان صاحب کے مرتبہ تختۂ اوقات صلوٰۃ میں ابتداء وقت عشا یکم جون (۸.۰۳) پر دیا گیا ہے۔ حضرت والا سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ دونوں میں سے کون سا ابتداء وقت عشا درست ہے۔ مولانا منصب خان صاحب کے دیئے گئے وقت عشا یعنی (۸.۰۳) پر دی گئی اذان عشا درست ہو جائے گی یا لوٹانا ہوگا۔ اسی طرح جامعہ اسلامیہ کی دائمی تقویم میں ابتداء فجر یکم جون کو (۴.۲۶) اور انتہائے وقت سحر (۴.۱۶) دیا گیا جبکہ طلوع آفتاب دونوں تختوں میں (۵.۵۳) پر ہے جبکہ مولانا منصب خان صاحب کے تختہ اوقات صلوٰۃ میں ابتداء وقت فجر (۴.۳۸) دیا گیا ہے، و نیز ایک مفتی صاحب نے فتویٰ کے بموجب ابتداء

== قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح و من أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر. (الصحیح للبخاری، باب من أدرک من الفجر رکعة (:۵۷۹)/الصحیح لمسلم (:۶۰۷)/سنن أبی داؤد(ح:۴۱۲)/سنن الترمذی، باب ماجاء فیمن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس(ح: ۱۸۶)/سنن النسائی (ح:۲۵۷)/موطا للإمام مالک(ح:۵)انیس)

(۱) کذافی تحفة الفقهاء، کتاب الصلاة، باب مواقیت الصلاة: ۱/۱۰۱. انیس

اعلم أن وقت الظهر من الزوال إلى أن یصیر ظل کل شیء مثله، فإذا زاد علیه أدنیٰ زیادة دخل بعده وقت العصر حتی یصیر ظل کل شیء مثلیه، فإذا زاد علی ذلک خرج وقت الإختیار وبقی وقت الجواز إلی غروب الشمس. (اللباب فی الفقه الشافعی، کتاب الصلاة، باب المواقیت: ۱/۱۱۲. انیس)

وقت سحر (۴:۳۶) بتایا ہے۔حضرت والا ارشاد فرمائیں کہ دونوں اوقات ابتداء فجر میں کون سا وقت فجر درست ہے و نیز یکم جون کو (۴:۳۶) تک سحر کرنے والے کا روزہ درست ہوگا یا قضا لازم آئے گی؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں دراصل آفتاب کی گردش کا حساب تخمینی ہے، یقینی نہیں۔لہذا احتیاط ملحوظ رکھ کر عمل کیا جائے، جہاں تاخیر میں احتیاط ہو وہاں تاخیر اور جہاں عدم تاخیر میں احتیاط ہو وہاں عدم تاخیر پر عمل کیا جائے، ایک نقشہ کی پابندی کچھ ضروری نہیں۔بظاہر کاشف العلوم کا نقشہ صحت سے قریب معلوم ہوتا ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔تصویب: ناصر علی ندوی۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۳۳۶-۳۳۷)

مختلف مسجدوں میں اوقاتِ نماز کا فرق:

سوال: نماز فجر کا مقررہ وقت کیا ہے؟ کیونکہ کچھ مسجدوں میں ۵/۳۵ اور کچھ مسجدوں میں ۵/۴۰ پر ہو رہی ہے۔

(قدیر خان، بانسواڑہ)

الجواب

فجر کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے، اور اگر آسمان صاف ہو، ابر آلود نہ ہو، تو صبح کے اچھی طرح روشن ہو جانے (اسفار) کے بعد فجر کی نماز ادا کرنی مستحب ہے۔البتہ حجاج کے لئے مزدلفہ میں اول وقت میں نماز ادا کرنا مستحب ہے۔(۱)

فجر کا وقت کافی طویل ہوتا ہے اور روشن صبح کا بھی اچھا خاصا وقت ہوتا ہے، ان اوقات میں اگر کسی مسجد میں چند منٹ پہلے اور کسی مسجد میں چند منٹ بعد نماز ادا کی جائے، تو کچھ حرج نہیں۔بلکہ اس میں نمازیوں کے لئے سہولت ہے کہ اگر ایک جگہ جماعت فوت ہو جائے تو دوسری جگہ جماعت کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی مختلف مسجدوں میں اوقاتِ نماز میں فرق ہوا کرتا تھا۔بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ مسجدِ نبوی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور جب واپس ہوئے، تو دوسری مسجدوں میں ابھی نماز ہو رہی تھی، (۲) اس لئے مختلف مسجدوں میں اوقات نماز کا فرق چنداں مضر نہیں۔(کتاب الفتاویٰ:۲/۱۱۷-۱۱۸)

---

(۱) بدائع الصنائع : ۳۲۲/۱.

(۲) دیکھئے: سنن أبي داؤد، حدیث نمبر:۵۷۹، باب إذا صلى في جماعة ثم أدرک جماعة أ يعيد ؟ محشی (عن سلمان (يعني مولى ميمونة) قال: أتيت ابن عمر وهم يصلون ،فقلت ألا تصلي معهم، قال: قد صليت، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تصلوا صلاة في يوم مرتين. ((ح:۵۷۹) انيس)

صلوٰۃ خمسہ کے اوقات مستحبہ:

سوال (۱) نماز فجر کا وقت مستحب طلوع آفتاب سے کس قدر قبل ہے؟
(۲)　نماز ظہر کا وقت مستحب نصف النہار سے کس قدر بعد ہے؟
(۳)　نماز عصر کا وقت مستحب غروب آفتاب سے کس قدر قبل ہے؟
(۴)　نماز مغرب کا وقت غروب سے کس قدر بعد تک رہتا ہے؟
(۵)　نماز عشا کا وقت مستحب ثلث لیل ہے یا سدس لیل، اور تعیین لیل غروب آفتاب تا صبح صادق سے کیا جاوے گا یا غروب آفتاب تا طلوع آفتاب سے؟

الجواب

نماز فجر میں اسفار مستحب ہے، یعنی روشنی پھیلنے سے پہلے شروع نہ کی جاوے۔(۱)

وهو المختار كما فى الدر المختار، وهو ظاهر الرواية كما فى البحر عن العناية خلافاً للطحاوى فإنه قال: إن كان من عزمه تطويل القراء ة فالأفضل أن يبدأ بالتغليس ويختم بالإسفار وإن لم يكن من عزمه تطويل القراء ة فالإسفار (أى الابتداء فى الإسفار) أفضل من التغليس ووجه المختار أن فيه تكثير الجماعة، كما قاله شمس الأئمة فى المبسوط.(۲)

اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا، تو طلوع فجر وطلوع شمس کے نصف پر ہے، (۳) اور طلوعین میں کم از کم

(۱)　عن رافع بن خديج. رضى الله عنه. قال: سمعت رسول الله. صلى الله عليه وسلم. يقول: "أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (سنن الترمذى، باب ما جاء فى الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴) / سنن أبى داؤد، باب وقت الصبح (ح: ٤٢٤) / سنن النسائى (ح: ١٥٣١) / سنن ابن ماجة (ح: ٦٧٢) / شرح معانى الآثار: ١٧٨/١-١٧٩ / المسند للحميدى: ١٩٩/١ (ح: ٤٠٩) / الصحيح لابن حبان: ٣٥٧/٤ (ح: ١٤٩٠-١٤٩١) / سنن الدارمى: ٣٠٠/١ (ح: ١٢١٧) انيس)

(۲)　تحفة الفقهاء، باب مواقيت الصلاة: ١٠٢/١ / بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، فصل شرائط أركان الصلاة / المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى، الفصل الثانى فى بيان فضيلة الأوقات / الاختيار لتعليل المختار، الأوقات المستحبة للصلاة / تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، الأوقات التى يستحب فيها الصلاة / الجوهرة النيرة، باب الأذان / البحر الرائق شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء / مجمع الأنهر فى شرح ملتقى الأبحر، وقت العشاء والوتر / رد المحتار، كتاب الصلاة: ٣٦٦/١ / المبسوط للسرخى، باب مواقيت الصلاة: ١٤٦/١. انيس

(۳)　ثم رأيت فى البحر عن السراج الوهاج: وحد الإسفار أن يصلى فى النصف الثانى والحمد لله على ذلك.
(البحر الرائق شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء: ٢٦٠/١) انيس / وقيل حد الإسفار أن يصلى فى النصف الثانى. (الجوهرة النيرة، باب الأذان: ٤٣/١. انيس)

فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے، اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، پس اسفار کا وقت بعض ایام میں طلوع شمس سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوگا، اور بعض ایام میں تقریباً ۵۰ منٹ، جیسا کہ اسلامی جنتری سہارنپور سے واضح ہے، یہ تو نماز فجر کے وقت مستحب کی ابتدا ہے، اور انتہا کے متعلق شامی میں ہے:

''والحاصل أن الإسفار أن يمكنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر كما فى النهر والقهستانى وإعادة الصلوٰة على الحالة الأولٰى قبل طلوع الشمس (أى بحيث يرتل أربعين آية إلٰى ستين)(۱)

اور اس کا تخمینہ آدھا گھنٹہ کیا گیا ہے، پس وقت مستحب کا انتہائی حصہ یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جاوے اس وقت کم از کم نصف گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی ہو۔(۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ وقت مستحب کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے کوئی ایسا وقت معین نہیں ہے، جس میں ذراسی کمی بیشی سے یہ فضیلت فوت ہوجاوے، بلکہ بعض ایام میں طلوع آفتاب سے ۴۰ منٹ پہلے شروع کرنا بھی وقت مستحب کی حد میں داخل ہے، اور بعض میں ۵۰ منٹ قبل طلوع بھی، اور علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت فجر کا کوئی حصہ مکروہ نہیں، پس اگر کوئی اسفار سے قبل نماز پڑھے یا زیادہ تاخیر کردے تو اس پر ملامت نہیں۔

(۲) نصف النہار استواء شمس کا وقت ہے، اس سے دو منٹ بعد زوال شروع ہوتا ہے اور نصف النہار سے پانچ منٹ بعد دلوک شمس محسوس ہوجاتا ہے، پس وقت ظہر کی ابتداء نصف النہار سے ۵ منٹ بعد ہے، مگر نماز پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ نماز ظہر سردی میں جلدی پڑھنا مستحب ہے اور گرمی میں دیر سے پڑھنا، (۳) اور تعجیل وتاخیر کی حد یہ ہے کہ نصف اول میں پڑھنا تعجیل ہے اور نصف ثانی میں پڑھنا تاخیر ہے۔ **كما نقله صاحب البحر عن الأسرار.** (ص:۲٤۸)(۴)

---

(۱) رد المحتار، كتاب الصلاة : ۳٦٦/۱. / كذا فى العناية شرح الهداية ، فصل يستحب الإسفار بالفجر: ۲۲٥/۱ـ انیس

(۲) سہارنپور، دیوبند وغیرہ میں اسی پر عمل ہے، کہ نماز شروع کرنے کے وقت ۳۰ منٹ سے کم باقی نہیں ہوتے، اور ۴۰-۴۵ سے زیادہ نہیں ہوتے۔ مرتب

(۳) سمعت أنس بن مالك يقول: كان النبى صلى الله عليه وسلم: إذا اشتد البرد بكر بالصلوٰة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوٰة يعنى الجمعة''. (الصحيح للبخارى، باب إذا اشتد الحر يوم الجمعة ،كتاب الجمعة(ح: ۹۰٦)

عن أبى مسعود أنه رأى النبى صلى الله عليه وسلم يعجل الظهر فى الشتاء ويؤخرها فى الصيف. (شرح معانى الآثار: ۱۸۸/۱) انیس)

(۴) وفى الأسرار: تعجيل الصلاة أداؤها فى النصف الأول من وقتها، وفى فتح القدير تعجيلها هو أن لا يفصل بين الأذان والإقامة إلا بجلسة خفيفة أو سكتة على الخلاف الذى سيأتى، وتاخيرها الصلاة ركعتين مكروهة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة، الأوقات المنهى عن الصلاة فيها: ۲٦۱/۱. انیس)

اور ظہر کا وقت متفق علیہ ہے ایک مثل تک ہے، پس سردی میں تو ایک مثل کے نصف اول میں پڑھنا چاہئے اور گرمی میں نصف ثانی میں اور ہمارے دیار (یعنی ضلع سہارنپور و مظفرنگر وغیرہ) میں جو معمول ہے وہ بالکل اس کے مطابق ہے۔(۱) چنانچہ سردی میں دھوپ گھڑی سے تقریباً تین بجے تک ایک مثل ہے، اور دھوپ گھڑی کے حساب سے ڈیڑھ بجے سے پیشتر جماعت ہو چکتی ہے، جو یقیناً نصف اول ہے، اور گرمی میں پونے چار تک ایک مثل ہے اور نماز دو بجے کے بعد پڑھنے کا معمول ہے، جو یقیناً نصف ثانی ہے اور درمیانی زمانہ میں تھوڑا تھوڑا تفاوت ہوتا رہتا ہے، **کما لا یخفی۔**

(۳) وقت عصر کی ابتدا اور وقت ظہر کی انتہا میں اختلاف ہے، صاحبین کے نزدیک ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور امام صاحب کے نزدیک مشہور روایت کی بنا پر دو مثل پر وقت ظہر ختم ہوتا ہے، اور وقت عصر شروع ہوتا ہے،(۲) اور ایک روایت امام صاحب سے یہ بھی ہے کہ وقت ظہر تو ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے، مگر وقت عصر دو مثل پر شروع ہوتا ہے،(۳) اکثر مشائخ نے احتیاط کی وجہ سے اسی قول کو لیا ہے اور ہمارے اکابر کا عمل بھی اسی پر ہے،(۴) اور جب وقت عصر کی ابتدا میں اختلاف ہے تو وقت مستحب کے شروع ہونے میں بھی اختلاف ہوگا، یعنی صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے غروب آفتاب تک جس قدر وقت ہے، اس کے نصف اخیر میں نماز پڑھنا مستحب ہے، اور امام صاحب کے قول پر دو مثل سے غروب تک جتنا وقت ہے اس کے نصف اخیر میں، اور ہمارے دیار میں جس وقت نماز پڑھنے کا معمول ہے وہ صاحبین کے نزدیک وقت عصر کا نصف اخیر ہے، اور امام صاحب کے نزدیک نصف اول یعنی قول امام کی رعایت اس معمول میں نہیں ہے، حالانکہ ظہر میں اس کی رعایت کی گئی ہے،(۵)

---

(۱) بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس معمول میں دونوں قول کی رعایت ہے، یعنی ایام تعجیل میں ایسے وقت نماز ہوتی ہے، جو مثلین کا بھی نصف اول ہے اور ایک مثل کا بھی، اور ایام تاخیر میں ایسے وقت نماز ہوتی ہے جو ایک مثل کا بھی نصف ثانی ہے اور مثلین کا بھی نصف ثانی ہے، اور چونکہ ایک مثل کے بعد وقت مختلف فیہ ہے اور جو اس وقت کو ظہر کا وقت کہتے ہیں وہ بھی مکروہ کہتے ہیں، اس واسطے ایک مثل سے پہلے پہلے ظہر پڑھی جاتی ہے۔

(۲) (ووقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، و هو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي: وبه نأخذ، وفي غرر الأذكار: وهو المأخوذ به و في البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل. عليه السلام. وهو نص في الباب وفي الفيض: وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتي، (سوى فيء) يكون للأشياء قبيل (الزوال). (الدر المختار، كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱، سعيد كمپني لاهور. انيس)

(۳) وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمهما الله تعالىٰ أنه إذا صار الظل قامة يخرج وقت الظهر ولا يدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامتين وبينهما وقت مهمل. (المبسوط للسرخسي: ۱۴۳/۱، كتاب الصلوٰة، باب المواقيت، دار المعرفة. انيس)

(۴) إن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لا يصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديًا للصلوٰتين في وقتهما بالإجماع. (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۵۲۴/۱، انيس)

(۵) كما مر في الحاشية آنفًا

سواس کی وجہ سننے یا دیکھنے میں تو نہیں آئی، مگر غالب خیال یہ ہے کہ تاخیر ظہر میں تو ابراد مقصود ہے، اس کے واسطے قول امام کی رعایت ضروری ہے، اور تاخیر عصر کا جو مقصود ہے یعنی نوافل کے لئے گنجائش دینا وہ ایسے وقت پڑھنے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے جو قول صاحبین کی بنا پر نصف اخیر ہو، اور امام صاحب کے قول پر اول وقت ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

اور وقت مستحب کی انتہا اصفرار شمس تک ہے یعنی دھوپ زرد ہو جانے تک تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور اس کا تخمینہ کبھی احقر نے تو کیا نہیں، مگر مولانا یحییٰ صاحب کاندھلوی نے حضرت گنگوہیؒ کا قول نقل کیا تھا، کہ غروب سے صرف دس منٹ پہلے دھوپ زرد ہوتی ہے خود بھی اس کا تجربہ کرلیا جاوے۔(۱)

(۴)　غروب کے بعد معمولی دیر کا تو مضائقہ نہیں، لیکن تیقن غروب کے بعد فوراً اذان کہنا چاہئے، اور اذان و اقامت میں تھوڑا سا وقفہ بھی مامور بہ ہے جس کی مقدار تین آیتوں کا پڑھنا ہے، اور اگر اس سے زیادہ دیر کی تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اشتباک نجوم تک تاخیر کرنا تو مکروہ تحریمی ہے، (۲) اور اتنی دیر کرنا کہ ایک آدھ ستارہ ظاہر ہو جاوے مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ستارہ تو کوئی ظاہر نہ ہوا ہو مگر اتنی دیر ہوگئی کہ اطمینان سے دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اکثر فقہا اس قدر تاخیر کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں، کصاحب الدر و فتح القدیر وغیرہما (۳)، ولیکن شرح منیہ اور حلیہ سے شامی نے نقل کیا ہے کہ مکروہ نہیں بلکہ مباح ہے، یعنی مستحب تو یہی ہے کہ دو رکعت کی مقدار دیر نہ کرے، لیکن اگر کسی نے دیر کی تو ظہور النجم تک کراہت نہیں مباح ہے، خلاصہ یہ کہ اس میں اختلاف ہے کہ وقت مکروہ تنزیہی کب سے شروع ہوتا ہے، بعض کے نزدیک دو رکعت کی مقدار وقت گذرنے پر اور بعض کے نزدیک ظہور النجم سے، **والثانی أقرب وأوسع وظاهر ما في رد المحتار يدل أن العلامة الشامي مال إليه.**(۴)

---

(۱)　**علی بن شیبان قال: قدمنا علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم إلی المدینة فکان یؤخر العصر مادامت الشمس بیضاء نقیة.** (سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة، باب في وقت صلوٰة العصر (ح: ۴۰۸)

سمعت أبا مسعود الأنصاری یقول ... ورأیته یصلی العصر والشمس مرتفعة بیضاء قبل أن تدخلها الصفرة. (الدارقطني، باب ذکر بیان المواقیت واختلاف الروایات في ذلک (ح: ۹۷۵)

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ آفتاب زرد ہونے سے پہلے تک عصر کی نماز مؤخر کرنا مستحب ہے۔ انیس

(۲)　**وأما المغرب فالمستحب فیها التعجیل في الشتاء والصیف جمیعاً وتأخیرها إلی اشتباک النجوم مکروہ.** (بدائع الصنائع، فصل شرائط أرکان الصلاة: ۱/۱۲۶)/ **والمغرب إلی اشتباک النجوم یکرہ کراهة تحریم.** (البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب الأوقات المنهی عن الصلاة فیها: ۱/۲۶۱)/ کذا في درر الحکام شرح غرر الأحکام، وقت التراویح: ۱/۵۳) انیس

(۳)　الدر المختار، کتاب الصلاة: ۱/۳۶۸. انیس

(۴)　رد المحتار، کتاب الصلاة: ۱/۳۶۸. انیس

اور یہ سب گفتگو جب ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو، اور اگر عذر ہو تو پھر تاخیر میں کراہت نہیں، **ومن الأعذار السفر وكونه علٰى أكل كما في الدر.** (۱)

پس رمضان میں افطار کی وجہ سے دیر ہونا مضائقہ نہیں اور وقت مغرب کی انتہا مختلف فیہ ہے، امام صاحب کے نزدیک تو شفق ابیض غائب ہونے پر ختم ہوتا ہے اور غروب آفتاب و شفق ابیض کے درمیان اتنا وقت ہوتا ہے جتنا کہ طلوع فجر صادق و طلوع آفتاب میں اور صاحبین کے نزدیک شفق احمر تک وقت مغرب ہے، اس کا صحیح حساب معلوم نہیں ہے کہ شفق ابیض سے کتنی دیر پیشتر غائب ہوتی ہے، کسی ریاضی داں سے دریافت کرلیا جاوے۔ (۲)

(۵) شرعاً رات غروب آفتاب سے طلوع فجر صادق تک ہے، اور مستحب یہ ہے کہ عشا میں ثلث لیل تک تاخیر کی جاوے، اور ثلث سے نصف تک مباح ہے اور نصف کے بعد مکروہ تحریمی ہے، لیکن جب ثلث تک تاخیر کرنے میں تقلیل جماعت کا اندیشہ ہو؛ جیسا کہ آج کل یہ اندیشہ سب جگہ ہے، تو پھر جلدی پڑھ لینا بہتر ہے۔ (۳) واللہ اعلم

۱۸ / شوال ۱۳۵۱ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/ ۲۴-۲۸)

---

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۱/ ۳۶۹. انيس

(۲) وقت المغرب من غروب الشمس إلى غروب الشفق ... الشفق هو البياض عند الإمام ... وعندهما وهورواية عنه هوالحمرة. (البحرالرائق، كتاب الصلاة: ۱/ ۲۵۸) كذا في ردالمحتار، كتاب الصلوٰة: ۱/ ۳۶۱) انيس)

أخبرني ابن عباس. رضي الله عنهما. أن النبي صلى الله عليه وسلم قال:" أمني جبرئيل عند البيت مرتين ... ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطرالصائم ....ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إليّ جبرئيل، فقال: يا محمد! هذا وقت الأنبياء من قبلك والوقت فيما بين هذين الوقتين". (سنن الترمذي، أبواب الصلوٰة، باب ماجاء في مواقيت الصلوٰة عن النبي صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۴۹) / سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳)

عن مرثد بن عبدالله: لماقدم علينا أبو أيوب غازياً وعقبة بن عامريومئذ علٰى مصر، فأخر المغرب فقام إليه أبوأيوب فقال له:" ما هذه الصلوٰة يا عقبة؟ فقال: شغلنا، قال: أما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:" لا تزال أمتي بخير أوقال على الفطرة، مالم يؤخروا المغرب إلٰى أن تشتبك النجوم". (سنن أبي داؤد، باب في وقت المغرب (ح: ۴۱۸) / سنن ابن ماجة، باب وقت صلاة المغرب (ح: ۶۸۹) / رواه الحاكم في المستدرك: ۱/ ۱۹۰-۱۹۱، وقال: صحيح علٰى شرط مسلم. انيس)

(۳) (و) تاخير (عشاء إلى ثلث الليل) قيده في الخانية وغيرهافي الشتاء أمافي الصيف فيندب تعجيلها (فإن أخرهاإلى مازاد على النصف) كره لتقليل الجماعة، أماإليه فمباح. (الدرالمختار على صدرردالمحتار، كتاب الصلاة: ۱/ ۳۶۷. انيس)

عن أبي هريرة. رضي الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" لولا أن أشق علٰى أمتي لأمرتهم أن يؤخروا العشاء إلٰى ثلث الليل أونصفه. (سنن الترمذي، باب ماجاء في تأخير العشاء الآخرة (ح: ۱۶۷) / سنن أبي داؤد، باب في وقت العشاء الآخرة (ح: ۴۲۲) انيس)

نماز کے لئے مستحب وقت کیا ہے:

سوال: جواز سے قطع نظر نمازوں کے اوقات مستحبہ کی حقیقت کیا ہے؟ تعجیل افضل ہے یا تاخیر؟

الجواب

مطلقاً تعجیل یا تاخیر مستحب نہیں، بلکہ فقہا کی تصریحات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فجر کا مستحب وقت اسفار ہے،(۱) اور گرمیوں میں ظہر کو مؤخر اور سردیوں میں مقدم کر کے پڑھنا افضل ہے،(۲) عصر کو گرمی وسردی دونوں میں مؤخر کرنا افضل ہے، بشرطیکہ سورج متغیر نہ ہو، اور عشا کو ثلث لیل تک مؤخر کرنا افضل ہے، تاہم اگر آسمان ابر آلود ہو تو عصر وعشا کو مقدم کر کے اور باقی کو مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

قال الحصكفي: والمستحب للرجل(الابتداء)في الفجر(بإسفاروالختم به)هوالمختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لوفسد وقيل يؤخرجدًا لأن الفساد موهوم(إلا لحاج بمزدلفة)فالتغليس أفضل كمرأة مطلقاً وفي غيرالفجرالأفضل لها انتظارفراغ الجماعة(وتأخير ظهرالصيف)بحيث يمشي في الظل (مطلقاً) ... وتأخير(عصر)صيفاً وشتاءً توسعةً للنوافل (ما لم يتغيرذكاء)بأن لاتحارالعين فيها في الأصح (و) تأخيرعشاء إلٰى ثلث الليل (إلٰى آخره).

---

(۱) عن رافع بن خديج.رضي الله عنه.قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:" أسفروا بالفجرفإنه أعظم للأجر".(سنن الترمذي،باب ما جاء في الإسفاربالفجر (ح: ١٥٤)/سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح (ح:٤٢٤)،بلفظ اصبحوا بالفجر،الخ/أخرج الطحاوي عن داؤدبن يزيدالأودي عن أبيه،قال:كان علي بن أبي طالب.رضي الله عنه.يصلي بنا الفجرونحن نتراء الشمس مخافة أن تكون طلعت،انتهى.

وعن أبي اسحٰق عن عبد الرحمن بن يزيد قال:كنا نصلي مع ابن مسعود.رضي الله عنه.فكان يسفر بصلاة الصبح ،انتهى.(شرح معاني الآثار،باب الوقت الذي يصلي فيه الفجر أيوقت (ح: ١٠٩٢)/نصب الراية، باب المواقيت،فصل ويستحب الإسفار بالفجر: ١/ ٣٣٧-٣٣٨،دارالحديث)

اسفار کی صورت میں جماعت بڑی ہوگی ورنہ لوگ اندھیرے کی وجہ سے کم آئیں گے اور جماعت میں کمی ہوگی۔انیس

(۲) عن خالد بن دينارقال:صلى بنا أميرنا الجمعة ثم قال لأنس:كيف كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي الظهرقال:كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا اشتد البرد بكربالصلٰوة وإذا اشتد الحرأبرد بالصلٰوة.(الصحيح للبخاري، باب إذا اشتد الحريوم الجمعة (ح:٩٠٦)/شرح معاني الآثار،باب الوقت الذي يستحب أن يصلي صلاة(ح:١١٢٨)

عن أبي ذررضي الله عنه.قال:كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفرفأراد المؤذن أن يؤذن للظهرفقال النبي صلى الله عليه وسلم أبرد، ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد،حتى رأينا فيء التلول،فقال النبي صلى الله عليه وسلم : "إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلٰوة".(الصحيح للبخاري ، باب الإبراد بالظهرفي السفر (ح:٥٣٩)/سنن أبي داؤد،باب وقت صلاة الظهر (ح:٤٠١)انيس)

والمستحب تعجيل ظهر الشتاء يلحق به الربيع وبالصيف الخريف وتعجيل عصر وعشاء يوم غيم ... وتأخير غيرهما فيه. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۶۶/۱-۳۶۹)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ: ۳۴/۳-۳۵)

نماز فجر، ظہر اور عصر کا مستحب وقت کیا ہے:

سوال: ایک شخص پابند نماز پنجگانہ باجماعت کا ہے اور اعتقاداً مسائل شافعی پر کاربند ہے اور مسجد ہذا کا مہتمم بھی ہے، اگرچہ اکثر نمازیان حنفی المذہب بھی اس جامع مسجد کے مہتمم ہیں، لیکن بوجہ پابندئی جماعت اور خاندانی شرافت اور مولوی صاحب کہلانے کے اور تمام محلے کے نمازیوں پر حاوی ہوجانے کے نماز صبح اور نماز ظہر وعصر پر تکرار کرکے اپنے اعتقاد کے موافق اوقات ہذا میں امام کو زبردستی کھڑا کرلیتے ہیں۔ بسا اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جس کو اس مسجد میں نماز پڑھنی ہو انہیں اوقات میں پڑھے، کہتے ہیں کہ نماز صبح کی غلس میں پڑھو اور حنفی کہتے ہیں اسفار میں پڑھو۔ ہم ان لفظوں کے معنی نہیں سمجھتے۔ ہمیں گھڑی کی رو سے وقت بتائیے؟

الجواب

حنفیہ کے نزدیک نماز فجر اسفار میں (یعنی اجالا کرکے) پڑھنا مستحب ہے، لیکن یہاں تک کہ اگر نماز میں کوئی فساد واقع ہوجائے، تو قراءۃ مستحبہ کے ساتھ طلوع آفتاب سے قبل نماز کا اعادہ ہوسکے۔ (۲)

يستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك فى طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلوٰة يمكنه أن يعيدها فى الوقت بقراءة مستحبة كذا فى التبيين. (هندية)(۳)

(۱) وفى الهندية: يستحب تأخير الفجر ولا يؤخرها بحيث يقع الشك فى طلوع الشمس بل يسفر بها ... ويستحب تأخير الظهر فى الصيف وتعجيله فى الشتاء ... ويستحب تأخير العصر فى كل زمان مالم تتغير الشمس ... ويستحب تعجيل المغرب فى كل زمان، كذا فى الكافى، وكذا تأخير العشاء إلىٰ ثلث الليل والوتر إلىٰ آخر الليل لمن يثق بالانتباه ... وفى يوم الغيم ينور الفجر كما فى حال الصحو ويؤخر الظهر لئلا يقع قبل الزوال ويعجل العصر خوفًا من أن يقع فى الوقت المكروه ويؤخر المغرب حذرًا عن الوقوع قبل الغروب ويعجل العشاء كيلا يمنع مطر وثلج عن الجماعة. (الهندية، كتاب مواقيت الصلوٰة: ۵۱/۱-۵۲) ومثله فى شرح الوقاية، ج: ۱، ص: ۴۸، كتاب الصلوة)

(۲) عن هرير بن عبدالرحمن بن رافع بن خديج قال: سمعت جدى رافع بن خديج. رضى الله عنه. يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لبلال: يابلال! نور صلوٰة الصبح حتىٰ يبصر القوم مواقع نبلهم من الإسفار. (ابن أبى حاتم فى العلل: ۱۳۹/۱ (ح: ۳۸۵)/ مسند أبى داؤد الطيالسى (ح: ۹۶۱)/ المعجم الكبير للطبرانى: ۲۷۷/۴ (ح: ۴۴۱۴)/ الفردوس للديلمى: ۲۴۶/۴ (ح: ۶۷۲۸)/ المطالب العالية: ۱۷۰/۳ (ح: ۲۸۵)/ آثار السنن للنيموى: ۵۸) انيس)

(۳) الفصل الثانى فى بيان فضيلة الأوقات: ۵۱/۱، ۵۲، ط مكتبة ماجدية، كوئٹه

اور غلس یعنی اندھیرے میں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور امام جب کہ ہمیشہ اسی وقت نماز پڑھائے اور نمازیوں کا اکثر حصہ جماعت میں شریک نہ ہوسکے، تو اسے روک دینے کا حق جماعت کے غالب گروہ کو حاصل ہے۔

ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوکر ہر شئ کے سایۂ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہونے تک ہے۔

ووقت الظهر من الزوال إلٰى بلوغ الظل مثليه سوى الفيء كذا في الكافي وهو الصحيح هكذا في محيط السرخسي. (هندية)(۱)

اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے:

ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فيء الزوال إلٰى غروب الشمس هكذا في شرح المجمع. (هندية)(۲)

اور وقت مستحب آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے، اس کے بعد غروب آفتاب تک وقت مکروہ ہے۔

لیکن گرمیوں میں ظہر کی نماز مؤخر کرکے پڑھنا اور جاڑوں میں اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (۳)

اور عصر کی نماز اس قدر مؤخر کرنا کہ آفتاب زرد نہ ہوجائے مستحب ہے۔ (۴)

ويستحب تأخير الظهر في الصيف وتعجيله في الشتاء هكذا في الكافي ويستحب تأخير العصر في كل زمان مالم تتغير الشمس، الخ. (هندية مختصرًا)(۵)

محمد کفایت اللہ غفر لہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۶۲/۳-۶۳)

نماز فجر اور عصر کے وقت کی ابتدا وانتہا:

سوال: حنفی مذہب میں نماز فجر اور عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ اور کب تک رہتا ہے؟

الجواب ـــــــــــ وباللّٰه التوفيق حامدًا ومصليًا

فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں، نہ ابتدا میں نہ انتہا میں، سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع

(۱-۲) الفصل الأول في أوقات الصلاة: ۱/ ۵۱، ط مكتبة ماجدية، كوئٹه

(۳) قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوٰة فإن شدة الحر من فيح جهنم". (سنن الترمذي، باب ماجاء في تأخير الظهر في شدة الحر (ح: ۱۵۷) انيس)

(۴) عن زياد بن عبد الله النخعي قال: كنا جلوسًا مع علي رضي الله عنه في المسجد الأعظم والكوفة يومئذٍ إخصاص فجاءه المؤذن فقال: الصلوٰة يا أمير المؤمنين للعصر؟ فقال: اجلس، فجلس، ثم عاد فقال ذلك فقال علي: هذا الكلب يعلمنا بالسنة، فقام علي، فصلى بنا العصر ثم انصرفنا فرجعنا إلى المكان الذي كنا فيه فجثونا للركب فتزورُ الشمس للمغيب نتراءاها. (المستدرك للحاكم، باب في مواقيت الصلاة (ح: ۶۹۰) / سنن الدارقطني، باب ذكر بيان المواقيت (ح: ۹۸۸) انيس)

(۵) الفتاویٰ الهندية الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات: ۱/۵۲، ط ماجدية

ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے۔عصر کے ابتدائے وقت میں اختلاف ہے،صاحبین کے نزدیک ایک مثل کے بعد عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحب کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں، سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے۔(الدر المختار: ۳۶۹/۱)(۱)**فقط واللہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم** (مرغوب الفتاویٰ:۱۱۶/۲)

نماز کے درمیان دوسری نماز کا وقت شروع ہوجائے:

سوال: صبح پانچ بجے نماز عشا پڑھ رہا تھا کہ فجر کی اذان ہونے لگی،اور میں نماز پڑھتا رہا،کیا میری نماز پوری ہوگئی،یا قضا نماز پڑھنی ہوگی؟(محمد غوث الدین قدیر،کریم نگر)

الجواب

نمازیں وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے،(۲) اگر عشا کی نماز مکمل ہونے سے پہلے ہی فجر کا وقت شروع ہوگیا،اور آپ نے عشا کی نیت سے ہی نماز شروع کی تھی،تو آپ کی نمازِ عشا ادا ہوگئی،اب دوبارہ قضا کرنے کی ضرورت نہیں،البتہ یہ قضا کے حکم میں ہوگی اور ادا نماز کا ثواب نہیں ملے گا؟ اس میں اختلاف ہے۔ایک قول یہ ہے کہ اگر تحریمہ بھی وقت کے اندر باندھ لیا،تو ادا سمجھی جائے گی اور علامہ شامی نے اسی کو قول مشہور قرار دیا ہے،دوسرا قول محیط

(۱) ... وقت صلاة الفجر قدمه؛لأنه لاخلاف فی طرفیه ...من أول طلوع الفجر الثانی ...إلیٰ قبیل طلوع،الخ. ووقت العصر منه إلیٰ قبیل الغروب.(الدر المختار،کتاب الصلاة:۱۳/۲)

أخبرنی ابن عباس أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:" أمنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الأولیٰ منهما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیء مثل ظله ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجر حین برق الفجر وحرم الطعام علی الصائم وصلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثلیه ثم صلی المغرب لوقته الأول ثم صلی العشاء الآخرة حین ذهب ثلث اللیل ثم صلی الصبح حین أسفرت الأرض ثم التفت إلیّ جبرئیل فقال یا محمد! هذا وقت الأنبیاء من قبلک والوقت فیما بین هذین الوقتین".(سنن الترمذی،أبواب الصلوٰة،باب ماجاء فی مواقیت الصلوٰة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (ح:۱۴۹)/سنن أبی داؤد،باب المواقیت (ح:۳۹۳)انیس)

(۲) حنظلة الکاتب رفعه:من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعهن ،وسجودهن،ومواقیتهن وعلم أنهن حق من عند اللّٰه،دخل الجنة،أوقال:وجبت له الجنة،أوقال حرم علی النار.(رواه أحمد،حدیث حنظلة الکاتب الأسیدی (ح:۱۸۳۴۵_۱۸۳۴۶)/السنن الکبریٰ للطبرانی:۱۲/۴ (ح:۳۴۹۴)/شعب الإیمان للبیهقی،فصل فی الصلوات ومافی أدائهن من الکفارات (ح: ۲۵۶۶)وقال الهیثمی فی المجمع :۲۸۹/۱،ورجال أحمد رجال ثقات. مجمع الزوائد:۱۵۱،مکتبة الرشید)

کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ جتنا حصہ وقت کے اندر پڑھا ہے، وہ ادا ہے، اور جو وقت گزرنے کے بعد پڑھا ہے، وہ قضا ہے۔(۱) تیسرا قول یہ ہے کہ یہ قضا کے حکم میں ہوگی اور اسی کو زیادہ صحیح قول قرار دیا گیا ہے:

"لوشرع في الوقتية عند المضيق،ثم خرج الوقت في خلالها لم تفسد وهوالأصح". (۲)

(کتاب الفتاویٰ:۲/۱۲۳-۱۲۴)

قبل از وقت نماز:

سوال: ہمارے محلّہ کی مسجد میں جب میں مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اس وقت تک دو رکعت نماز ہو چکی تھی، اور اس وقت باہر کی مساجد سے اذان کی آواز آئی، سوال یہ ہے کہ جتنے لوگ بھی قبل از وقت اذان کے ساتھ جماعت میں نماز ادا کئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟ (شرف الدین قریشی، شہاب الدین حسامی، رحمت نگر)

الجواب ـــــــــــــــــــ

اگر قبل از وقت نماز پڑھ لی گئی، تو نماز کا دہرانا واجب ہے، (۳) لیکن اگر باہر کی مساجد میں اذان ہی چند منٹ کی تاخیر سے ہوئی ہو، اور کم سے کم نماز وقت شروع ہونے کے بعد پڑھی گئی ہو تو نماز ادا ہوگئی۔ (کتاب الفتاویٰ:۲/۱۲۲)

مجبوری میں وقت سے پہلے نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: مجبوری کے تحت نماز کے وقت سے دس یا پندرہ قبل نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ نماز قضا ہو جانے کا امکان قوی ہو۔

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

اللہ رب العزت نے جو وقت جس نماز کے لیے مقرر فرما دیا ہے، اس سے کچھ بھی پہلے کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، (۴) بجز میدان عرفات کے عصر کے، (۵) اور یہ خطرہ مذکورہ قابل اعتبار نہیں ہے اور جمع صوری کا مسئلہ دوسرا

(۱) رد المحتار : ۲/۵۱۹ - ۵۲۰۔
(۲) مجمع الأنهر: ۱/۱۷۶ ،باب قضاء الفوائت۔محشی
(۳) کیوں کہ نماز اپنے وقت میں ہی فرض ہوتی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ (النساء:۱۰۴) چنانچہ جب وقت سے پہلے ہی کوئی نماز ادا کر لی گئی، تو گویا وہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی گئی ہے، اس لیے وقت آجانے کے بعد اس کا لوٹانا واجب اور ضروری ہے۔ علامہ آلوسی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

"محدود الأوقات لايجوزإخراجها عن أوقاتها في شيء من الأحوال". (دیکھئے: تفسیر روح المعانی:۴/۲۰۲)

''نماز کے اوقات محدود و متعین ہیں، وقت سے پہلے یا بعد، کسی بھی حالت میں اس کا ادا کرنا جائز نہیں'' محشی

(۴) ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾(النساء: ۱۰۴) انیس
(۵) قال وإذا زالت الشمس يصلى الإمام بالناس الظهروالعصرفيبتدى بالخطبة فيخطب خطبة ==

ہے،اس سے خلط نہ کرنا چاہئے،اس میں نماز وقت سے باہر نہیں ہوگی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ،مفتی دارالعلوم دیوبند۔۱۴/۱۲/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ،جلد پنجم، جزءاول:۲۹)

وقت سے پہلے پڑھی گئی نماز کا حکم:

سوال: کیا وقت سے پہلے کسی وجہ سے نماز پڑھنا جائز ہے،یعنی عصر کی نماز ظہر کے وقت یا عشا کی نماز مغرب کے وقت پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

وقت سے پہلے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے،فرض ادا نہیں ہوگا۔(۱)

صرف عرفات میں جب امام کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو ظہر کے وقت ظہر کے ساتھ عصر کی نماز پڑھنا مسنون ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔۲۸/۷/۶۹ ۱۳ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۱۰۷)

اول وقت میں نماز پڑھنا:

سوال: نمازیں اول وقت پڑھنی چاہئیں یا اس میں تاخیر بھی ہوسکتی ہے؟ احادیث سے کیا معلوم ہوتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اول وقت پر نماز بیشک بہتر ہے،مگر جن روایات میں اول وقت کا ارشاد ہے ان میں اول وقت جواز مراد ہے یا اول

== يعلّم فيها الناس الوقوف بعرفة و المزدلفة ورمى الجمار والنحر والحلق وطواف الزيارة يخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة كما فى الجمعة هٰكذا فعله رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم.(الهداية،كتاب الحج،باب الإحرام)

"دخلنا علىٰ جابربن عبد اللّٰه فسأل عن القوم حتى انتهى إلى ....حتى إذا زاغت الشمس أمربالقصواء فرحلت له فأتى بطن الوادى فخطب الناس وقال:" إن دمائكم وأموالكم حرام عليكم ... ثم أذن ثم أقام فصلى الظهرثم أقام فصلى العصرولم يفصل بينهما شىء.(الصحيح لمسلم، باب حجة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم (ح:۲۹۵۰/۱۲۱۸)/ سنن أبى داؤد، باب صفة حجة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم (ح:۱۹۰۵)انيس)

(۱) ومنها الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهوشرط لأدائها،قال اللّٰه تعالىٰ:﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾أى فرضًا مؤقتاً حتى لايجوزأداء الفرض قبل وقته إلا صلاة العصريوم عرفة علىٰ ما يذكر.(بدائع الصنائع:۱/۳۴۹)

(۲) (صلى بهم الظهروالعصربأذان وإقامتين) ... وشرط لصحة هذا الجمع الإمام الأعظم أونائبه.(الدرالمختار)(قوله أونائبه) ... هذا الجمع سنة.(حاشية الطحطاوى على الدرالمختار:۱/۵۰۲)

وقت استحباب؟ بر تقدیر شق اول بہت سی روایات صحیحہ کا ترک لازم آتا ہے اور تقدیر شق ثانی پر جمع بین الروایات ہوجاتا ہے۔ وهو الأوفق لظاهر الرواية عن أبي حنيفة.(۱)

(مکتوبات:۱/۱۱۱/۴)(فتاویٰ شیخ الاسلام:۲۵)

عورتوں کا اول وقت میں نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: نماز اول وقت میں سردی کی وجہ سے یا نماز قضا ہونے کے ڈر سے پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللہ التوفیق

عورتوں کو اول وقت پر نماز پڑھ لینا چاہیے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیو بند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول:۷۹)

اوقات کے اندر نماز پڑھنا شرعاً مطلوب ہے:

سوال: اگر آئے دن بذریعہ ٹرین یا بس سے سفر یا کبھی بذریعہ ہوائی جہاز سفر نا گزیر ہوتو دوران سفر اکثر دشواریوں کا سامنا ہوتا ہے، کبھی وضو نہیں تو کبھی قبلہ درست نہیں یا رکوع وسجود کے لئے مناسب جگہ نہیں، ایسے حالات میں ریا کاری ہوتی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ مسلمان منزل مقصود پر اس فرض سے سبکدوش ہو خواہ قضا ہی کی شکل میں ہو اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہوتو کیا کرے؟

هــــو المـصــــوب ــــــــــــــــ

نماز میں دوران سفران کے اوقات ہی کے اندر پڑھنا از روئے شرع مطلوب ومحمود ہے۔(۳) جس حد تک قدرت

---

(۱) ذكر شراح الهداية وغيرهم في باب التيمم أن أداء الصلوٰة في أول الوقت أفضل إلّا إذا تضمن التأخير فضيلة لاتحصل بدونه كتكثير الجماعة.(ردالمحتار:۱/۳٦٧،دارالفكر بيروت)

(۲) عمومی طور پر عورتیں گھریلو کام کی وجہ سے نماز میں کوتاہی کر جاتی ہیں، اس لیے انہیں اول وقت میں نماز پڑھ لینا چاہیے۔

عن أم فروة قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم، أيُّ الأعمال أفضل؟ قال: الصلوة في أول وقتها.(سنن أبي داؤد، باب المحافظة على الصلوات (ح:٤٢٦)/سنن الترمذي، باب ما جاء في الوقت الاول من الفضل (ح:١٧٠) انيس)

(۳) ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ (سورة النساء:١٠٣) أي مكتوبا مفروضا "موقوتا" محدود الأوقات لايجوز إخراجها عن أوقاتها في شيء من الأحوال فلا بد من إقامتها سفرًا أيضًا.(روح المعاني، ج:٥، ص:١٧٩)

قال: سألت النبي صلى الله عليه وسلم أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلاة على وقتها.(صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها (ح:٥٢٧)

ہوشرائط نماز اور فرائض نماز پوری کرے، اگر قدرت نہیں ہے، تو شرعاً معاف ہے، گھر جا کر نمازوں کی قضا کرنے پر عند اللہ ماخوذ ہوگا۔(۱) اگر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہوتو بیٹھ کر پڑھے۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۲۹۹)

اذان سے پہلے نماز:

سوال: نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد اذان سے پہلے نماز پڑھ لی جائے، تو کیا نماز قبول ہوگی؟

(شمیم سلطانہ، سالار نگر)

الجواب

نماز درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مقررہ وقت آ جائے، (۳) اذان کا مقصد وقت کی اطلاع دینا ہے، (۴) اگر اذان وقت شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہو اور وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا کر لی جائے تو نماز ادا ہو جائے گی، البتہ جن لوگوں پر جماعت میں شریک ہونا واجب ہے وہ جماعت میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے، جن لوگوں کا جماعت میں شریک ہونا واجب نہیں، جیسے: خواتین، مریض، مسافر، ان کے لئے مضائقہ نہیں۔

(کتاب الفتاویٰ:۲/۱۲۲)

اَذان کے فوراً بعد گھر میں نماز پڑھنا:

سوال: نمازی اگر اکیلا گھر پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان ہوتے ہی نماز کا وقت ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ اذان کے کتنے وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے؟ اس طرح تو وہ نمازی مساجد میں نماز ادا ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھ لے گا، ایسا کوئی ضروری حکم تو نہیں ہے کہ اذان کے کچھ وقفے کے بعد نماز شروع کی جائے یا کہ جیسے ہی اذان ختم ہو نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

---

(۱) إذ التأخیر بلا عذر کبیرۃ لا تزول بالقضاء بل بالتوبۃ أو الحج. (الدر المختار، ج:۲، ص:۵۱۸)

(قولہ "لا تزول بالقضاء") وإنما یزول إثم الترک فلا یعاقب علیہا إذا قضاہا وإثم التاخیر باقٍ. (ردالمحتار، ج:۲، ص:۵۱۸) (باب قضاء الفوائت. انیس)

(۲) صلی الفرض فی فلک جارٍ قاعدًا بلا عذر صح لغلبۃ العجز، وأساء وقالا لا یصح إلا بعذر وھو الأظھر. (رد المحتار، ج:۲، ص:۵۲۷)

(ولو صلی فی فلک قاعداً بلا عذر صح) وھذا عند أبی حنیفۃ وقالا: لا یصح إلا من عذر، لأن القیام مقدور علیہ فلا یجوز ترکہ. الخ. (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب صلاۃ المریض: ۲۰۳/۱ وکذا فی البحر الرائق: ۱۲۶/۲/ وکذا فی مجمع الأنھر، باب صلاۃ المریض: ۱۵۵/۱) انیس)

(۳) ﴿إِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾. (سورۃ نساء:۱۰۳) انیس

(۴) لأن الاذان للاعلام. (الھدایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الأذان. انیس)

الجواب

گھر میں اکیلے نماز پڑھنا عورتوں کے علاوہ صرف معذور لوگوں کے لیے جائز ہے، (۱) بغیر عذر کے مسجد کی جماعت کا ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ (۲) اگر اس بات کا اطمینان ہو کہ اذان وقت سے پہلے نہیں ہوئی تو گھر میں نماز پڑھنے والا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ اگر وقت ہو چکا ہو اور اس کو وقت ہو جانے کا پورا اطمینان ہو تو اذان سے پہلے بھی پڑھ سکتا ہے، جب کہ اذان، وقت ہونے کے کچھ دیر بعد ہوتی ہو۔ (۳) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۰/۳)

(۱) فالجماعة إنّما تجب على الرجال العاقلين والأحرار القادرين عليها من غير حرج فلا تجب على النساء والصبيان.... ،الخ. (بدائع الصنائع، ج: ۱، ص: ۱۵۵، فصل فی بیان من تجب علیه الجماعة)

(۲) قال فی شرح المنیة: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر وترد شهادته، ويأثم الجيران بالسكوت عنه. (ردالمحتار ج: ۱، ص: ۵۵۲، باب الإمامة)

عن أبی هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: صلوٰة الرجل فی جماعة تضعف على صلاته فی بيته وفی سوقه خمساوعشرين ضعفا، ...الخ. (الصحيح للبخاری، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ٦٤٧)/الصحيح لمسلم، باب فضل صلاة الجماعة (ح: ٦٤٩)/سنن الترمذی، باب ماجاء فی فضل الجماعة (ح: ٦٠٣)/موطاالإمام مالک، باب الصلاة فی الليلة الممطرة وفضل الجماعة: ٢٠٦/١ (ح: ٥٢٧)/كتاب الآثار لمحمد بن الحسن، باب فضل الجماعة وركعتی الفجر (ح: ١١٠) عن سعيدبن بن جبيرموقوفاً. انيس)

عن ابن عباس رفعه: من سمع المنادی فلم يمنعه من اتباعه عذر، قالوا: وماالعذر؟ قال: خوف، أومرض، لم تقبل منه الصلوٰة التی صلی. (سنن أبی داؤد، باب فی التشديدفی ترک الجماعة (ح: ٥٥١) انيس)

عن أبی هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ليس أثقل صلوٰة على المنافقين من الفجروالعشاء ولويعلمون مافيهمالأتوهماولوحبواًولقد هممت أن آمرالمؤذن فيقيم، ثم آمررجلا يؤم الناس، ثم آخذشعلاًمن نارفأحرق على من لايخرج إلى الصلاة بعد. (الصحيح للبخاری، باب فضل العشاء فی الجماعة (ح: ٦٥٧)/الصحيح لمسلم، باب فضل صلاةالجماعة (ح: ٦٥١) بتغيريسير/الصحيح لابن خزيمة، باب ذكرأثقل الصلاة على المنافقين (ح: ١٤٨٤)/شرح مشكل الآثار، باب صلاة الوسطىٰ أی الصلوات؟ (ح: ١٠٠٣)/الصحيح لابن حبان، باب ذكر البيان بأن هاتين الصلاتين أثقل الصلاة (ح: ٢٠٩٨)/السنن الكبرىٰ للبيهقی، باب ماجاء فی من التشديد فی ترک الجماعة (ح: ٤٩٣١)/شعب الإيمان للبيهقی، فصل فی الصلوات الخمس فی الجماعة (ح: ٢٥٩٣)/معرفة السنن والآثار، باب فضل الجماعة والعذربتركهاصلاةالجماعة (ح: ٥٦٠١)/موطاالإمام مالک رواية أبی مصعب الزهری، باب ماجاء فی فضل صلاة الجماعة: ١٢٧/١ (ح: ٣٢٤) انيس)

(۳) لأن الأذان للاعلام بدخول وقت الصلاة والمكتوبات هی المختصة بأوقات معينة. (بدائع الصنائع، فصل بيان محل وجوب الأذان، ج: ١، ص: ١٥٢)/وكذافی المبسوط للسرخسی، باب الأذان: ١٢٩/١)/تبيين الحقائق شرح كنزالدقائق، أذان الجنب والمرأة والمحدث والسكران: ٩٤/١)/العناية شرح الهداية، باب الأذان: ٢٥٣١)/ الجوهرةالنيرة، باب الأذان: ٤٥/١. انيس)

اذان سے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں:

سوال: اذان ہونے کے کتنی دیر بعد تک نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ مہربانی فرما کر تمام نمازوں کا وقت منٹ اور گھنٹوں میں بتادیں تو بہتر ہوگا۔ ''مثل'' سے کیا مراد ہے؟ اس کی بھی وضاحت کردیں۔

الجواب

اگر موذن کو غلطی نہ لگی ہو اور اس نے اذان وقت سے پہلے نہ دی ہو، تو اذان کے فوراً بعد نماز پڑھنا صحیح ہے۔ نمازوں کے اوقات کا نقشہ مسجدوں میں آویزاں رہتا ہے، اس کو منگوا کر دیکھ لیا جائے، کیوں کہ روزانہ وقت بدلتا رہتا ہے ''مثل'' سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوجائے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۱۹۹/۳-۲۰۰)

سو سال پہلے صبح صادق کی تحقیق:

آج سے سو سال پہلے ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء صبح صادق کے بارے میں ایک رسالہ بنام ''**حل الدقائق فی تحقیق الصبح الصادق**''، عالم ربانی حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رام پور نے تالیف فرمایا تھا، جس میں وہ صبح صادق کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

الغرض زمانہ مابین طلوع صبح صادق وطلوع آفتاب کا برابر ومساوی ہے زمانہ مابین غروب آفتاب وغروب شفق کے ان دونوں وقتوں کے برابر ہونے کی وجہ ظاہر، علاوہ وجوہات نقلیہ کے یہ ہے کہ جب آفتاب زمین کے نیچے سے طلوع ہونے کے واسطے چلتا ہے، یہاں تک کہ اس کو افق سے ۱۸/درجہ طے کرنے باقی رہ جاتے ہیں، تو اس وقت سے ایک روشنی افق میں عرضاً ظاہر ہوتی ہے جس کا نام صبح صادق ہے اور یہ روشنی زیادہ ہوتی جاتی ہے یہاں تک آفتاب نکل آتا ہے۔

اسی طرح جب زمین کی طرف بعد غروب کے جاتا ہے یہاں تک کہ ۱۸/درجہ تک زمین کی طرف پہونچ جاتا ہے تو وہ سفیدی کہ جو غروب آفتاب کے بعد ہوا کرتی ہے اور اس کا نام شفق ہوتا ہے، غائب ہوجاتی ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ جب طلوع کے وقت ۱۸/درجہ پر اس نے روشنی دیدی تھی تو اسی طرح غروب کے وقت ۱۸/درجہ کے بعد اس کی روشنی زائل بھی ہونی چاہئے، اور اس شفق کے غائب ہونے کے بعد نماز عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور اسی پر آج کل عام طور سے تعامل ہے۔ (حل الدقائق: ص ۳۲)

اسی زمانہ میں منشی محمد اعلی رئیس میرٹھ نے بھی ایک رسالہ بنام ''صبح صادق'' تالیف فرمایا تھا اس میں بھی صبح صادق کو ۱۸/درجہ آفتاب کے زیر افق ہونے پر لکھا گیا ہے۔

ان دونوں رسالوں کی اکابر علماء دیوبند میں سے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب، حضرت مولانا خلیل احمد

صاحب سہارنپوری'' صاحبِ بذل المجهود'' اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی، نیز حضرت مولانا حافظ احمد بن حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند قدس اللہ اسرارھم نے تصدیق فرمائی اور ان پر تقاریظ لکھیں۔
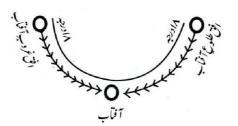
نقشہ

(برطانیہ واعلی عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق، از مولانا یعقوب قاسمی: ۸۰، ۸۱، جامعہ علوم القرآن جمبوسر)

صبح صادق کے ابتدائی وقت کے بارے میں اٹھارہ درجہ والے قول کے دلائل:

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی بغدادیؒ سورہ تکبیر کی آیت کریمہ ﴿وَالصُّبۡحِ اِذَا تَنَفَّسَ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ثم الظاهر أن تنفس الصبح وضياءه بواسطة قرب الشمس إلى الأفق الشرقي بمقدار معين وهو في المشهور ثمانية عشر جزءاً. (روح المعاني: ۵۹/۳۰، من تفسير سورة التكوير. انيس)

ترجمہ: صبح آفتاب کے مشرقی افق پر مقدار معین سے قریب ہونے پر ظاہر ہونے والی روشنی ہے اور مشہور قول کے مطابق وہ اٹھارہ درجہ (ڈگری) ہے۔

یہاں صبح سے مراد صبح صادق ہی ہے۔ کیوں کہ اس سے پہلے علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

والظاهر أن التنفس في الآية إشارة إلى الفجر الثاني الصادق وهو المنتشر ضوءه معترضاً بالأفق.

ربع المجیب میں مرقوم ہے:

وعلى قول أبي حنيفةؒ المعتبر في الحصتين أن يكون الشمس منحطة (۱۸/درجة) والدائرة لارتفاع ۱۸/بدرجة النظير هو الحصة لكل منهما فهما مستويان. (ربع المجيب: ۲۳)

دور حاضر کے علم فلکیات کے ماہر استاذ علامہ محمد بن عبدالوہاب مراکشی زید عمرہ کی کتاب ایضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق میں مرقوم ہے:

(۱) **وقد عرف بالتجربة أن انحطاط الشمس عند أول طلوع الفجر ۱۸/جزءاً.** (ص: ۱۰)

(۲) وممن قال بالثمانية عشر أبو الحسن عبد الرحمن الصوفی البزار المتوفیٰ: ٦٧٣ھ.

(۳) وممن قال بالثمانية عشر فی الفجر وفی الشفق الأستاذ الرئيس أبو علی الحسن بن عيسیٰ المجاصی، فقد قال فی رسالته تذكرة أولی الألباب فی عمل صفة الأصطرلاب:

فصل فی تخطيط أوقات الصلوٰة، أما الفجر والشفق فان خطيهما هو مقنطرة ثمانية عشر فی كل عرض وفی كل زمان. (الصفحة: ١٤)

(٤) عمل طائفة من المتقدمين من فلكی الاسلام علی أن حصتی الفجر والشفق متساويان وأن ابتداء طلوع الفجر وانتهاء غروب الشفق يكونان عند انحطاط الشمس عن الأفق ١٨/عشر درجة. (الصفحة: ١٦)

آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے مولانا محمد عبدالواسع پروفیسر دینیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (انڈیا) نے اپنی کتاب میں صبح وشفق کی تفصیلی وضاحت کے بعد تحریر فرمایا ہے:

صبح کی ابتدا اور شفق (ابیض) کی انتہا اس وقت ہوتی ہے، جب آفتاب افق سے عموداً اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (معيار الأوقات للصيام والصلوات: ١٥)

پروفیسر عبداللطیف صاحب کراچی اپنی کتاب میں مفصل بحث کے بعد برصغیر ہندوپاک کے اوقات نماز کے نقشوں کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

سالہا سال سے برصغیر پاکستان وہندوستان میں اوقات کے قدیم نقشوں اور جنتریوں کے مطابق جس وقت فجر کی اذان دی جاتی ہے، یا جس وقت کو صبح صادق قرار دیا گیا ہے یا وہ وقت جس کو منتہائے وقت سحری بھی کہتے ہیں وہ اس مخصوص لمحہ کے اوقات ہیں جب کہ سورج طلوع ہونے سے قبل اٹھارہ درجات زیر افق کی حد کو پہونچتا ہے اور اس وقت ماہرین فلکیات کے اعتبار سے صبح صادق کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ (۱)

عمدة الفقہ میں حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

آج کل گھنٹے گھڑیاں عام ہیں، اوقات بتانے والی جنتریاں اور نقشے اکثر مسجدوں میں موجود ہیں ان کے مطابق نمازوں کے وقت کی پابندی کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے، گھڑیاں صحیح رکھنا چاہیے ہمارے ملک میں طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ کا وقفہ ہے، اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۳۵/منٹ کا ہے۔

(عمدة الفقہ، کتاب الصلوٰة، حصہ دوم: ۲۶، المجددية)

اس مسئلہ میں اٹھارہ درجہ کا قول ہی راجح اور معتمد ہے اور یہی زیادہ مشہور اور تجربہ سے بھی ثابت ہے۔

---

(۱) ملخص از کتاب برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق: ۷۳-۷۸، مؤلف حضرت مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ ناشر: جمبوسر وبرطانیہ، ڈیوزبری

حضرت مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

نیز واضح ہو کہ صبح صادق کا وقت طلوع شمس سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل شروع نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ سوا ایک گھنٹہ قبل شروع ہوتا ہے، **كما هو يعلم من المشاهدة والرياضي.** (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۴۵، باب المواقیت)

نوٹ: حضرت مفتی صاحب نے بعض ایام کے بارے میں فرمایا ہوگا، ورنہ بعض ایام میں سوا گھنٹہ سے زیادہ وقت ہوتا ہے۔

ہمارے مشاہدہ کی بنا پر غالباً سوا گھنٹہ وقت فجر کا ہوتا ہے، اور اسی طرح مغرب کا۔ (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۵۱، باب المواقیت)

جب سورج یقیناً ڈوب جائے اور اس کے بعد سوا گھنٹہ گذر جائے تو عشا کا وقت داخل ہو جاتا ہے ہمارے مشاہدہ اور تجربہ سے یہ ثابت ہے۔ (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۵۶، باب المواقیت)

منہاج السنن میں ہے:

قلت: وصرح المشائخ بتفاوت الوقت بين طلوع الفجر الصادق وطلوع الشمس وكذا بين غروب الشمس وغيوب البياض بتفاوت المواسم والبلاد والمشاهد فى ديارنا قدر ساعة وربع ساعة. (منهاج السنن، ص: ١٠، باب مواقيت الصلوٰة)

جہاں تک مشاہدہ کا تعلق ہے تو اس کی ایک بہت بڑی دلیل کتاب "تسہیل الفلکیات" (مصنفہ پروفیسر عبداللطیف صاحب) پر جامعہ دارالعلوم وزیرستان (وانا) کے مہتمم صاحب مولانا نور محمد کی تقریظ بھی ہے جس کی فوٹو کاپی بھی موجود ہے، اور وہ تقریظ حسب ذیل ہے:

مکرمی جناب عبداللطیف صاحب زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے مطلوبہ اوقات کے متعلق پہلے بھی تحقیق ارسال کر چکا ہوں اب پھر گذارش ہے کہ میں نے دارالعلوم وزیرستان وانا کے جید علما کی حسب ذیل کمیٹی مقرر کی، انہوں نے مؤرخہ ۱۳/جون ۱۹۸۸ء سے ۲۱/جون ۱۹۸۸ء تک صبح صادق اور غروب کے اوقات چیک کئے اور پھر مجھے دے دیئے اور جب میں نے آپ کے ارسال کردہ اوقات کے ساتھ چیک کیا تو بالکل آپ کے نقشہ کے سو فیصد مطابق تھے، حالانکہ میں مذکورہ علما کو آپ صاحب کے نقشہ کے اوقات نہیں بتائے تھے، اس لیے آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وانا کے اوقات کے متعلق آپ کا نقشہ بالکل درست ہے۔

کمیٹی علما کے نام یہ ہیں:

(۱) مولانا عبدالوارث صاحب (۲) مولانا عبدالمجید صاحب (۳) مولانا اصلاح الدین صاحب

(۴) مولانا فرید احمد صاحب۔ والسلام

(نور محمد مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا وخطیب مرکزی جامع مسجد وانا، جنوبی وزیرستان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان)

اس تقریظ میں یہ بات واضح ہے کہ جناب عبداللطیف صاحب کا نقشہ بالکل صحیح ہے اور یاد رہے کہ ان کا نقشہ اٹھارہ درجہ کے مطابق ہے۔

اس موضوع سے متعلق برطانیہ میں منعقد اجلاس اور اس سے متعلق حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:

چونکہ برطانیہ میں صبح صادق اور رؤیت ہلال کا مسئلہ ہمیشہ مختلف فیہ رہتا ہے، ہر ایک کے پاس اپنے دلائل ہیں اور ہر ایک اپنی رائے پر مصر ہے، ۱۴۰۳ھ میں جب حضرت مفتی محمود صاحب وہاں تشریف لے گئے تو وہاں کے علماء نے اس مسئلہ میں آپ سے رجوع کیا، آپ نے علماء کرام کے دلائل وشواہد کا مطالعہ فرما کر تحریر فرمایا، خلاصہ اس کا یہ ہے:

''علاقہ برطانیہ میں صبح صادق، شفق بیاض منتشر کا مسئلہ دیر سے چھیڑا ہوا ہے، وقت مغرب وعشا، وقت فجر، منتہائے سحر، ابتدائے صوم کا اس سے خاص تعلق ہے، بندہ ناکارہ علماء کی تحریرات سے مشرف ہوا، مگر بصد ندامت اعتراف کرتا ہے کہ مطالعہ کے بعد کسی حتمی فیصلہ پر پہنچنے سے قاصر رہا۔

(احقر محمود غفرلہ۔ ۱۶/شعبان ۱۴۰۳ھ)

مگر اس کے بعد تمام علماء کرام غور وفکر کے بعد اقرب الایام والی تجویز پر متفق ہوگئے اور سب نے اس تجویز کو قبول کرلیا، حضرت مفتی صاحب نے اس پر دستخط فرمادیئے اور اپنی سابقہ تحریر واپس لے لی۔

متفقہ فیصلہ:

آج ۱۶/شعبان ۱۴۰۳ھ جمعیۃ العلماء برطانیہ کے زیر اہتمام بریڈفورڈ میں علماء کا ایک اجلاس زیر سرپرستی حضرت مفتی محمود صاحب منعقد ہوا جس میں برطانیہ میں صبح صادق کے بارے میں طویل غور وفکر کے بعد شریک اجلاس علما نے حسب ذیل متفقہ فیصلہ کیا کہ اس سے پہلے برطانیہ میں جو نوٹیکل ٹورولایٹ ۱۲/درجہ (ڈگری) صبح صادق قرار دیا تھا وہ قطعاً غلط تھا۔

اور برطانیہ میں جن دنوں صبح صادق کا تحقق ہوتا ہے، یعنی آفتاب افق سے ۱۸ درجے نیچے جاتا ہے اس کو اصطلاح میں سٹرونومیکل ٹولائٹ کہا جاتا ہے، ان دنوں میں اسی وقت صبح صادق قرار دی جائے گی کیونکہ یہی وقت دراصل صبح صادق کا صحیح وقت ہے، البتہ جن دنوں برطانیہ کے مختلف عرض البلد پر مختلف ایام میں آفتاب افق سے ۱۸/درجے نیچے نہیں جاتا، ان دنوں میں صبح صادق کے بارے میں یہی طے کرالیا گیا کہ اپنی جگہ کے عرض البلد پر آخری تاریخ میں جو صبح صادق کا وقت تھا، اسی کے مطابق اتنے ہی بجے بقیہ دنوں میں بھی صبح صادق کی ابتداء واختتام سحر مقرر کی جائے۔

العبد شبیر احمد عفی عنہ۔

حضرت والا نے اس فیصلہ کی تحسین فرمائی اور علماء کرام کو مبارک باد دی اور اپنی سابقہ تحریر واپس منگوائی۔

حضرت والاؒ کی بھیجی ہوئی تحریر:

۱۶ رشعبان ۱۴۰۳ھ کو صبح صادق، بیاض منتشر منتہائے سحر سے متعلق گفتگو کرنے کے لئے جمیعۃ علماء برطانیہ کی مجلس ہوئی، اس میں احقر بھی شامل تھا، اس سے قبل علماء کرام کی متعدد تحریرات کا اس مسئلہ پر احقر مطالعہ کر چکا تھا مگر کسی رائے کو ترجیح دینا دشوار ہے...... مگر پھر علماء کرام نے گفتگو کر کے ایک رائے پر اتفاق کرلیا اور کسی نے اس کو باطل نہیں کیا تو پھر احقر نے بھی اس پر دستخط کر لئے اور اپنی تحریر واپس منگالی جو احقر کو موصول ہوگئی۔ (ملخص از حیات محمود:۲۰۱، ۲۰۵)

نقشہ ملاحظہ فرمائیں!

دائمی اوقات نماز برائے ضلع اعظم گڑھ:

تاریخ	صبح صادق	طلوع آفتاب	درمیان کا وقت	غروب آفتاب	ابتدائے عشا	درمیانی وقت
مہینے	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ
ارجنوری	۵:۱۷	۶:۴۳	۱:۲۶	۵:۱۹	۶:۴۱	۱:۲۲
ارفروری	۵:۱۹	۶:۴۱	۱:۲۲	۵:۴۲	۷:۰۱	۱:۱۹
ارمارچ	۵:۰۱	۶:۲۱	۱:۲۰	۶:۰۰	۷:۱۷	۱:۱۷
ارابریل	۴:۳۰	۵:۵۰	۱:۲۰	۶:۱۴	۷:۳۱	۱:۱۷
ارمئی	۳:۵۶	۵:۲۳	۱:۲۷	۶:۲۸	۷:۵۰	۱:۲۲
ارجون	۳:۳۶	۵:۰۸	۱:۳۲	۶:۴۳	۸:۱۳	۱:۳۰
ارجولائی	۳:۳۶	۵:۱۱	۱:۳۵	۶:۵۲	۸:۲۲	۱:۳۰
اراگست	۳:۵۶	۵:۲۵	۱:۲۹	۶:۴۳	۸:۰۹	۱:۲۶
ارستمبر	۴:۱۶	۵:۳۹	۱:۲۳	۶:۱۷	۸:۳۸	۱:۲۱
اراکتوبر	۴:۲۹	۵:۵۰	۱:۲۱	۵:۴۶	۷:۰۱	۱:۱۵
ارنومبر	۴:۴۲	۶:۰۵	۱:۲۳	۵:۱۸	۶:۳۶	۱:۱۸
اردسمبر	۵:۰۰	۶:۲۶	۱:۲۶	۵:۰۷	۶:۲۸	۱:۲۱

(ایک عالمی تاریخ از حضرت مولانا عثمان معروفی:۱۶۱، ۲، ۱۷)

نقشہ برائے جوہانسبرگ:

تاریخ	صبح صادق	طلوع آفتاب	درمیان کا وقت	غروب آفتاب	ابتدائے عشا	درمیان کا وقت
مہینے	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ	منٹ۔گھنٹہ
ار جنوری	۳:۵۰	۵:۲۰	۱:۳۰	۷:۰۶	۸:۳۳	۱:۲۷
ار فروری	۴:۱۹	۵:۴۳	۱:۲۴	۷:۰۳	۸:۲۴	۱:۲۱
ار مارچ	۴:۴۳	۶:۰۲	۱:۱۹	۶:۴۲	۷:۵۷	۱:۱۵
ار اپریل	۵:۰۰	۶:۱۷	۱:۱۷	۶:۱۰	۷:۲۳	۱:۱۳
ار مئی	۵:۱۳	۶:۳۱	۱:۱۸	۵:۴۲	۶:۵۷	۱:۱۵
ار جون	۵:۲۶	۶:۴۷	۱:۲۱	۵:۲۷	۶:۴۶	۱:۱۹
ار جولائی	۵:۳۳	۶:۵۶	۱:۲۳	۵:۳۱	۶:۵۰	۱:۱۹
ار اگست	۵:۲۷	۶:۴۷	۱:۲۰	۵:۴۵	۷:۰۱	۱:۱۶
ار ستمبر	۵:۰۴	۶:۲۱	۱:۱۷	۵:۵۹	۷:۱۳	۱:۱۴
ار اکتوبر	۴:۳۱	۵:۴۸	۱:۱۷	۶:۱۱	۷:۲۵	۱:۱۴
ار نومبر	۳:۵۷	۵:۱۹	۱:۲۲	۶:۲۸	۷:۴۷	۱:۱۹
ار دسمبر	۳:۳۹	۵:۰۸	۱:۲۹	۶:۴۹	۸:۱۵	۱:۲۶

نوٹ: جس ماہ کی جس تاریخ میں غروب آفتاب اور غروب شفق میں جس قدر فاصلہ رہتا ہے، تقریباً اتنا ہی فاصلہ صبح صادق اور طلوع آفتاب میں بھی ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۴/۳)

امداد الاحکام میں ہے:

صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸/ درجہ پہلے ہوتی ہے۔ (امداد الاحکام: ۱/۴۰۱، دارالعلوم کراچی) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۲/۵۲-۶۰)

فجر صادق سے متعلق غیر مسلم کی تحقیق کا حکم:

سوال: کیا فجر صادق کے طلوع یا شفق کے بارے میں غیر مسلموں کی تحقیق کا اعتبار ہوسکتا ہے یا نہیں، جبکہ وہ مسلمان بھی نہیں؟

الجواب

غیر مسلموں کی تحقیق خالص دین کی باتوں میں قبول نہیں، جیسے پانی پاک ہے یا ناپاک ہے، یہ کھانا حلال ہے یا حرام ہے، لیکن اگر وہ کوئی ایسی بات بتلادیں جس پر دینی بات مرتب ہو تو ان کی وہ بات معتبر ہے بشرطیکہ دل اس کی صداقت کی گواہی دے، مثلاً یہ کہہ دیں کہ میں نے یہ کھانا فلاں مسلمان سے خریدا ہے تو ظاہر بات ہے کہ مسلمان سے خریدنے کے بعد اس پر حلال ہونے کا حکم مرتب ہوگا۔ درمختار میں ہے:

ویقبل قول کافرولو مجوسیاً قال:اشتریت اللحم من کتابی فیحل أوقال: اشتریته من مجوسی فیحرم ولایرده بقول الواحد وأصله أن خبرالکافرمقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات وعلیه یحمل قول الکنز:ویقبل قول الکافرفی الحل والحرمة یعنی الحاصلین فی ضمن المعاملات لامطلق الحل والحرمة. (الدرالمختارمع ردالمحتار:٦/٣٤٤،٣٤٥،کتاب الحظر والاباحة،سعید)

طحطاوی میں ہے:

”واذا صح قول الواحد فی اخبارالمعاملات عدلاً کان أوغیرعدلٍ فلابد فی ذلک من تغلیب رأیه فیه أن خبره صادق فان غلب علیٰ رأیه ذلک عمل علیه وإلا لا“. (حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار: ٤/١٧٤،کتاب الحظروالاباحة،کوئته)

مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلا کہ اگر ان کی تحقیق پر ظن غالب ہو کہ صحیح ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”ولایقبل قول الکافرفی الدیانات إلاإذا کان قبول قول الکافرفی المعاملات یتضمن قبوله فی الدیانات فحینئذ تدخل الدیانات فی ضمن المعاملات فیقبل قوله فیها ضرورة هکذا فی التبیین،من أرسل أجیرًا له مجوسیاً أوخادماً فاشتری لحمًا فقال: اشتریته من یهودی أونصرانی أومسلم وسعه أکله وان کان غیرذلک لم یسعه أن یاکل منه معناه اذاکان ذبیحة غیرالکتابی و المسلم لأنه لما قبل قوله فی الحل أولیٰ أن یقبل فی الحرمة کذا فی الهدایة. (الفتاویٰ الهندیة: ٥/٣٠٨،کتاب الکرهیة:الباب الأول فی العمل بخبرالواحد)

صورت مسئولہ میں بھی غیر مسلم نے صبح صادق اور شفق کے غروب کی بات بتلادی، جو براہ راست دین کی بات نہیں، بلکہ آسمان کے افق کی تحقیق ہے، پھر اس پر نماز کا وقت ہونا یا نہ ہونا، روزہ کی ابتدا ہونا نہ ہونا مرتب ہوگا، لہٰذا صبح صادق اور شفق کے بارے میں غیر مسلموں کی تحقیق معتبر ہے، نیز یہ تحقیق صرف غیر مسلموں کی نہیں، بلکہ مسلمان ماہر فلکیات کی تحقیق بھی یہی ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا:۲/۶۰-۶۱)

لاہور میں وقت صبح صادق:

سوال: ۱۷ رمئی کو لاہور میں صبح صادق کئے بجے ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

لاہور میں ۱۷ رمئی کو صبح صادق ۳ ربج کر ۴۹ رمنٹ پر ہوگی۔اس کا عمل مندرج ذیل ہے:

ج = درجات بعد شمس از نصف النہار (۱۰۵) + عرض البلد (اْ ۳۴/۳ ۳) = ۱۳۹ ۳۴/۳ ۳ ـ میل موافق (۱۹ْ ۲۴/) = ۱۱ْ ۱۱/
۹ ÷ ۲ = ۵۸ْ ۳۵/۵۸ = ن، ۱۰۵ْ ـ ۵۸ْ ۳۵/۵۸ = ۴۹ْ ـ ۲۵ ـ لوک جب ن (۱۱ ۹۳ ۹ء۱+ لوک جب ج ـ ن (۸۵۹۹ ۹ءاَ) = ۹۱۷ ۹ءاَ،
جم میل (۹۷۴۶ ۹ءاَ) + جم عرض (۹۳۰۶ ۹ءاَ) = ۹۰۵۲ ۹ءاَ، ۹۱۷ ۹ءاَ ـ ۹۰۵۲ ۹ءاَ = ۸۸۵۸ ۹ءاَ ÷ ۲ = ۹۴۲۹ ۹ءاَ ـ اْ ۶۱ ـ ۱۵ (
ق ۲/) × ۲ = ۱۲۲ْ ۳۰/۰ (ق) = ۸ گھنٹہ ۱۰ منٹ، مقامی نصف النہار (۱۱/۵۶) + فرق طول (۳/۰) = ۱۱/۵۹ ـ ۸ ـ ۱۰/۸ = ۳
۴۹/ صبح صادق۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳ ربیع الآخر ۱۳۹۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۲۹)

لاڑکانہ اور مکہ مکرمہ میں وقت صبح صادق:

سوال: لاڑکانہ کا وقت صبح صادق کتنے وقت پر ہوگا؟ نیز مکہ مکرمہ کا بھی؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

لاڑکانہ: (عرض البلد = ۲۷ْ ـ ۳۴َ) ۸ مئی کی صبح صادق کا وقت بندہ کی کتاب ''صبح صادق'' کے مطابق یوں نکلے گا، عرض البلد ۲۰ْ میں وقت صبح = ۴ گھنٹہ ۲۶ منٹ اور عرض البلد ۳۰ْ میں وقت صبح ۴ گھنٹہ ۲ منٹ، اوسط نکالنے سے عرض ۲۷ْ ـ ۳۴َ میں ۴ گھنٹہ ۸ منٹ۔ فرق نصف النہار (۴ رمنٹ) = ۴ گھنٹہ ۴ منٹ + فرق طول البلد (۲۷ منٹ) = ۴ گھنٹہ ۳۱ منٹ،

مکہ مکرمہ: (عرض البلد = اْ ۲ ـ ۲۱) میں یکم جون کی صبح صادق کا وقت یوں رہے گا، عرض البلد ۲۰ْ میں وقت صبح = ۴ گھنٹہ ۱۵ منٹ اور عرض البلد ۳۰ْ میں وقت صبح = ۳ گھنٹہ ۴۵ منٹ اوسط نکالنے سے عرض اْ ۲ ـ اَ ۲ میں ۴ گھنٹہ ۱۱ منٹ۔ فرق نصف النہار (۲ منٹ) = ۴ گھنٹہ ۹ منٹ + فرق طول البلد (۲۰ منٹ) = ۴ گھنٹہ ۲۹ منٹ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۲۹)

شکاگو میں اوقات صبح صادق ومغرب:

سوال: شکاگو (امریکہ) کے لئے رمضان المبارک میں سحر وافطار کا نقشہ مرتب کروا کر ارسال فرمائیں؟

(جزاکم اللّٰہ تعالیٰ)

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

نقشۂ اوقات برائے شکاگو مسّسپی (امریکہ) طول غربی ۸۷ ۴۵/۸۷، عرض شمالی ۴۲ ۴۵/۴۲

تاریخ	صبح صادق گھنٹہ	صبح صادق منٹ	طلوع گھنٹہ	طلوع منٹ	غروب گھنٹہ	غروب منٹ	عشا گھنٹہ	عشا منٹ
۲۲/اکتوبر	۵	۵۴	۷	۱۳	۵	۵۷	۷	۱۶
یکم نومبر	۵	۶	۶	۲۵	۴	۴۵	۶	۴
۱۱/نومبر	۵	۱۷	۶	۳۷	۴	۳۳	۵	۵۳

تنبیہ:

(۱) وہاں اپریل کے آخری اتوار سے اکتوبر کے آخری اتوار تک ایک گھنٹہ وقت بڑھا دیا جاتا ہے، نقشہ میں اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔

(۲) صبح صادق کے دئے ہوئے وقت سے ۱۶ منٹ قبل صبح کاذب ظاہر ہوگی جو شرعاً غیر معتبر ہے۔

(۳) وقت مذکور سے سحری سات منٹ پہلے ختم کریں اور افطار پانچ منٹ بعد کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان ۱۳۹۱ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۲۷)

برطانیہ میں صبح صادق کی تحقیق:

تمہید:

محکمہ موسمیات نے شفق کی تین قسمیں قرار دی ہیں:

۱- سیول شفق ۶/درجہ والی شفق، اس کو شفق احمر سے تعبیر کرتے ہیں، اس وقت رات کے آثار کم ہوتے ہیں، چند بڑے تارے نظر آتے ہیں۔

۲- بحری شفق: ۱۲ درجہ والی شفق، یعنی شفق ابیض کا ابتدائی اور متوسط درجہ۔

۳- سبت شفق: ۱۸ درجہ والی شفق ابیض کا آخری درجہ جس کے بعد تاریکی چھا جاتی ہے۔

جو ممالک ۵۰ سے ۵۸ عرض البلد سے اوپر واقع ہیں وہاں شفق دیر سے غائب ہوتی ہے اور صبح صادق جلدی ہوتی ہے، موسم گرما کے بعض مہینوں میں غروب شفق اور صبح میں بہت کم فاصلہ رہتا ہے، بطور مثال ۴۵ عرض البلد کے طلوع وغروب کا نقشہ یہ ہے:

طلوع آفتاب: ۵-۳۵-۴۰: غروب آفتاب ۴۱-: دن کی مقدار-۶-۱۷-اور صبح صادق ۵-۳۵-۱-۲۱ مئی سے ۳۱ جولائی تک بحری شفق غائب ہوتے ہی پوری رات شفق پر اجالا رہتا ہے۔

سوال (۱): جو مما لک ۵۵ سے ۵۸ عرض البلد پر ہیں وہاں شفقِ ابیض اور صبح صادق میں بہت کم فاصلہ رہتا ہے جب ان اوقات میں رمضان آتے ہیں تو تراویح وسحری وغیرہ کے مسائل بھی بہت غور طلب ہو جاتے ہیں، یعنی جہاں شفق ابیض اور صبح صادق میں فاصلہ ہی نہیں ہوتا وہاں سحری کب ختم کی جائے؟

سوال (۲): درمختار میں ایک حساب لکھا ہے: صبح صادق کے وقت کے بارے میں کہ جتنے گھنٹہ کی رات ہو اس کا ساتواں حصہ صبح صادق ہوگا، کیا یہ حساب صحیح ہے؟ نیز مولانا تھانویؒ نے ''امداد الفتاویٰ'' میں لکھا ہے کہ ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں، تو کیا ان اقوال کو مدنظر رکھتے ہوئے جن دنوں شفق ابیض غائب نہیں ہوتی ہے تو صبح صادق میں آفتاب طلوع ہونے کا جو وقت ہے اس سے سوا گھنٹہ پہلے صبح صادق کا تصور کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ نیز جن ایام میں سورج افق سے ۱۸/درجے نیچے ہوتا ہے تو صبح صادق بہت آگے بڑھتی ہے مثلاً اگست کی پہلی تاریخ میں ۳۶-۱ ہے تو دوسری کی ۴۹-۱ ہے اور تیسری کی ۵۹-۱ ہے چوتھی کو ۷-۲، اتنی جلدی صبح صادق آگے بڑھتی ہے، اور یہاں علم ہیئت والے کمپیوٹر وقت یہی بتلاتے ہیں، تو کیا اس پر عمل کرنا ضروری ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

سوال (۳): مثلین کے بعد غروب تک سردیوں میں صرف پون گھنٹہ کا فرق رہتا ہے، تو کیا حنفی المسلک مثل ثانی میں نماز عصر ادا کرسکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

تمہید:

پہلی بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے، **کما ورد: ''الدین الفطرۃ''** (۱) اس کے احکام سادہ

---

(۱) عن أبی هريرة أنه كان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مولود إلا يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أوينصرانه أويمجسانه كماتنتج البهيمة بهيمة جمعاء هل تحسون فيهامن جدعاء ،ثم يقول أبوهريرةواقرء وا وإن شئتم فطرة الله التى فطرالناس عليها لاتبديل لخلق الله.الأية.(الصحيح لمسلم باب معنى كل مولوديولدعلى الفطرة...كتاب القدر (ح:٢٦٥٨)/سنن أبى داؤد،باب ذرارى المشركين،كتاب السنة (ح: ٤٧١٤)/سنن الترمذى كتاب القدر،باب ماجاء كل مولديولدعلى الفطرة (ح: ٢١٣٨)/مسند الامام احمد،مسند أبى هريرة رضى الله عنه (ح: ٧١٤١)/موطاالإمام مالك، كتاب الجنائز،باب جامع الجنائز (ح:٥٦٩)

قال العلامة شمس الحق العظيم آبادى:اختلف السلف فى المراد بالفطرة على أقوال كثيرة،وأشهر الأقوال أن المراد بالفطرةالاسلام ، قال ابن عبدالبر:هوالمعروف عند عامة السلف.(عون المعبودشرح سنن أبى داؤد،ص:٣٨٦(تشريح حديث: ٤٧١٤)انيس)

اورفطری اصول پر ہوتے ہیں، تا کہ ہرانسان خواہ دیہاتی ہو یا شہری عالم ہو یا جاہل، خواہ سمندری علاقہ کا ہوخواہ پہاڑی علاقہ کا ہو، جوبھی ہوا گروہ احکام پر عمل کرنا چاہے اوراپنے معبود حقیقی سے رابطہ قائم کرنا چاہے تو فطری اصول اورسادہ انداز سے کرسکے، بقاعدہ: ''الدین یسر''(۱)

اور باشارۂ نصوص:

'' وَلِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا ''.(۲)

''وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّارَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ''.(۳)

اورایک حدیث پاک میں ہے:

''نحن أمة أمية لانكتب ولانحسب''.(۴)

ان سب آیات وروایات واحادیث سے احکام اسلام فلسفیانہ موشگافیوں اورعلوم ہیئت کے دقائق پر دائر نہ ہوں گےاوران کا مدار یہ چیزیں نہ ہوں گی بلکہ ادلۂ اربعہ شرعیہ سے جوحکم نکلےگا وہی شرعاً معتبر ہوگا۔

انہی وجوہ کی بنا پرثبوت رویت ہلال میں ہوائی جہاز پراڑ کر دیکھنے کا یا دوربین سے دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے، اورنہ اس پر مدارثبوت ہے خاص کرصیام رمضان کے مسئلہ میں، اس کواحقر اپنے رسالہ ''ریڈیواورٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ ثبوتِ رویت ہلال کا شرعی حکم'' میں بہت واضح طور سے مدلل ومفصل بیان کر چکا ہے، اس کا مطالعہ فرمالیا جائے، اس مختصرتمہید کے بعدعرض ہے کہ مسئلہ مجوث عنہا کا مداراشیاء مذکورہ فی السوال پرنہیں بلکہ نص قرآنی:

''وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ'' الخ.(۵) پر ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ خیط ابیض، خیط اسود سے متبین ہو جائے پھر اس کے بعد رک جاؤ، اورروزہ رات آنے تک پورا کرو محض خیط ابیض کے وجود کو مدار نہیں رکھا گیا بلکہ خیط ابیض کے تبین کو مدار رکھا گیا ہے، ظاہر ہے کہ نفس خیط ابیض کا وجوداول وہلہ روشنی میں بھی ہوسکتا ہے، مگراس کو مدار نہ رکھ کراس

---

(۱) عن أبی هريرة. رضی الله عنه. عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: ''الدين يسر''. (البخاری مع الفتح: ۹۳/۱) رواه البخاری، فی كتاب الإيمان (ح: ۳۹) انيس

(۲) سورۂ فرقان: ۱۔

(۳) سورۂ انبياء: ۱۰۷۔

(۴) صحيح البخاری: ۲۵۶/۱۔ (ح: ۱۹۱۳) بلفظ إنا أمة أمية.../ مسند الإمام أحمد، مسند عبدالله بن عمر بن الخطاب (ح: ۶۰۴۱) بلفظ نحن أمة أميون...الخ. انيس

(۵) سورة البقرة: ۱۸۷۔

کے تبین کو رکھا گیا، دونوں یعنی نفسِ خیط ابیض اور اس کے تبین کا فرق احادیث پاک اور ائمہ ہدیٰ کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ مسلم شریف اور ترمذی شریف کی حدیث ہے:

”عن سمرة بن جندب قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ”لايمنعكم من سحوركم أذان بلال ولا الفجر المستطيل ولكن الفجر المستطير في الأفق“. (۱)

حدیث بالا میں صرف فجر نہیں فرمایا گیا بلکہ مستطیل کی قید بڑھادی گئی ہے جس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ اولیت حقیقیہ بیاض کی مراد نہیں بلکہ اس کا استطار وانتشار مراد ہے، فقہاء کرام نے اسی کو بیاض مستطیر اور منتشر سے تعبیر کیا ہے اور اسی کا اعتبار کیا ہے، چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں حضرت امام محمدؒ سے اس کی تصریح موجود ہے کہ محض لمعہ بیاض کی اولیت حقیقیہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس کے انتشار کا اعتبار ہے، جب بیاض میں انتشار پیدا ہوجائے تو اس وقت سحری بند کرنا چاہئے۔(۲) اب معلوم نہیں ماہر فلکیات ۱۸/ڈگری پر جس بیاض کا ذکر کرتے ہیں اس سے کیا مراد لیتے ہیں، ظاہر یہی ہے کہ اپنے فن کے قاعدہ کے مطابق بیاض کی اولیت حقیقیہ (لمعہ) مراد لیتے ہوں گے اور ایسی مبہم بات بھی مدار حکم نہیں بن سکتی، اس لیے بھی مدار ان چیزوں پر نہیں بلکہ مدار خیط ابیض کے تبین پر ہوگا اور یہ تبین تمہید میں ضابطے اور اصول کے مطابق کسی آلۂ رصدگاہی وغیرہ سے نہ ہوگا بلکہ عیاناً دیکھنے سے ہوگا۔

(۱) خلاصہ یہ نکلا کہ جن دنوں میں آسمان صاف رہے ان دنوں میں بجلی وغیرہ کے قمقموں کی حد سے باہر جاکر خود مشاہدہ کیا جائے اور جس وقت بیاض (خیط ابیض) کا تبین وانتشار مشاہدہ ہوجائے اس وقت کو منتہاء کہنا چاہئے اور اسی وقت سے روزہ کی ابتدا کی جائے۔

اگر اپنے یہاں اس مشاہدہ کا موقع نہ آئے تو اطراف کے کسی قریبی مقام سے اس کا مشاہدہ کیا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

(۲) اگر یہ بھی نہ ہوسکے کہ وہاں کا بھی مطلع صاف نہیں رہتا تو پھر میدانی علاقہ کے منتہائے سحر کا اعتبار کیا جائے۔ میدانی علاقوں کے منتہائے سحر کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ احادیث صحیحہ میں آتا ہے کہ سحری کھانے میں تاخیر کرنا افضل ہے:

---

(۱) سنن الترمذي، كتاب الصوم: ۱۵۰/۱ (الصحيح لمسلم، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، كتاب الصوم (ح: ۱۰۹۴/ ۲۵۴۶)/سنن أبي داود، باب وقت السحور (ح: ۲۳۴۶)/سنن الترمذي، باب ما جاء في بيان الفجر (ح: ۷۰۵) انيس)

(۲) وروى عن محمد أنه قال: اللمعة غير معتبرة في حق الصوم وحق الصلاة وإنما يعتبر الإنتشار في الأفق قاله في الشرح. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، مدخل: ۱۷۴/۱. انيس)

’’کما فی الصحاح عن زید بن ثابت رضی اللّٰہ عنہ قال:”تسحرنا مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قمنا إلی الصلوٰۃ،قال أنس قلت: کم کان قدر ذلک قال: قدر خمسین اٰیۃ“.(۱)

اور انہی احادیثی بنیادوں کی بنا پر فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً شامی وغیرہ میں لکھا ہے کہ سدس آخر لیل میں (رات کے آخری چھٹے حصہ میں) سحری کھانا افضل ہے،(۲) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری چھٹے حصہ تک صبح صادق جو منتہائے سحر ہے، نہیں ہوتی اس کے بعد ہوتی ہے اور حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اس کے قریب قریب لکھا ہے کہ کل رات کا ساتواں حصہ فجر کا ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کے قبل کا حصہ رات اور سحری کھانے کا وقت شمار ہوگا، ممکن ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اس مذکورہ بنیاد (سدس لیل آخر) سے استدلال کیا ہو، یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی مستدل حضرت کا ہو۔ بہر حال میدانی علاقوں کے لیے حضرتؒ نے جو فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور استفتا ہٰذا میں اس کا حوالہ بھی صحیح دیا ہے۔ باقی درمختار، شامی میں یہ چیز نہیں ملی، البتہ روایت ودرایت سے ایسی بات نکلتی ہے۔

الحاصل انہی اصولِ ثلاثہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے کہ جب اپنے علاقہ میں اور اس کے اطراف کے علاقوں میں اس خیط ابیض کا تبین مشاہدہ اور تحقق نہ ہو تو میدانی علاقہ کے منتہائے سحر کا اعتبار کیا جائے اور اسی کے اعتبار سے سحری کھانا بند کیا جائے۔

ھذا ما عندی من الشرع الشریف فإن کان حقا وصحیحا فمن اللّٰہ وإلا فمن نفسی وما أبرئ نفسی من الخطاء.

(۳) اگر صورتِ مذکورہ میں آفتاب کی ٹکیہ اتنی کمزور اور متغیر ہو جاتی ہے کہ اس پر نگاہ پڑنے سے نگاہ گھبراتی نہیں بلکہ ٹکی رہتی ہے تو ایسی صورت میں مثلِ اول میں بھی عصر کی نماز ادا کر لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۱۹۲-۱۹۵)

برطانیہ میں عشا اور صبح صادق کی ابتدا کب سے مانی جائے:

سوال: یہاں برطانیہ میں مدت سے یہ بات مشہور ہے کہ شفق اور صبح صادق کا مشاہدہ کرنا مشکل ہے، لہٰذا کسی نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں کی اور اب بھی یہی حال ہے، سردیوں کے موسم میں یعنی نومبر، دسمبر، جنوری میں تو کسی حد تک یہ بات صحیح ہو سکتی ہے مگر اور مہینوں کے لئے یقیناً ایسا نہیں ہے۔ بہر حال مشاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر محض محکمۂ

(۱) سنن الترمذی، کتاب الصوم: ۱/۱۵۰ (سنن الترمذی، باب ما جاء فی بیان الفجر (ح:۷۰۳)/رواہ البخاری (ح:۵۷۵)/ومسلم (ح:۱۰۹۷)/والنسائی:۴/۱۴۳.انیس)

(۲) (ویستحب السحور)...وھو السدس الأخیر من اللیل.(ردالمحتار،مطلب فی حدیث التوسعۃ علی العیال والاکتحال یوم عاشوراء:۲/۴۱۹،دارالفکر.انیس)

موسمیات سے حاصل کردہ اوقات غروب شفق نوٹیکل اور اسٹرائیکل نوائی لائٹ اور طلوع صبح صادق یعنی نوٹیکل اینڈ اسٹرائیکل ٹوائی لائٹ پر اکتفا کرتے چلے آرہے ہیں، یعنی محکمۂ موسمیات والوں سے غروب آفتاب کے بعد یا طلوع آفتاب سے پہلے سورج کے زیرافق ۱۸ درجہ جانے کے بعد یا طلوع سے ۱۸ درجہ پہلے کے اوقات منگواتے ہیں اور اس کے مطابق عشا اور فجر پر عمل کرتے ہیں برطانیہ میں زیادہ تر مسجدوں میں ۱۲ درجہ کے مطابق ٹومیکل ٹوآئی لائٹ منگوا کر وقت عشا اور فجر کی ابتدا مان کر عمل کیا جاتا ہے مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوگا کہ برطانیہ میں عمومی طور پر مشاہدہ کرنے کے بجائے محکمۂ موسمیات کے تخریج کردہ اوقاتِ غروب وطلوعِ شفق ۱۲ درجہ یا ۱۸ درجہ کے مطابق وقت عشا طلوع فجر کی ابتدا مانتے ہیں۔ دراصل انگلینڈ میں بسنے والے مسلمانوں نے ابتدا میں عشا کی نماز اور صبح صادق کے لئے اپنے اپنے یہاں کے لئے اصول گاہوں سے وقت منگائے تھے، تو اصول گاہوں نے ۱۲ درجہ کے مطابق وقت نکال کر بھیجا تھا پھر ایک دوسرے کے نقش قدم پر عمل کرتے ہوئے آہستہ آہستہ بعد میں آنے والے تمام مسلمان عشا کی نماز ادا کرنے میں ۱۲ درجہ والے ٹائم پر مکمل عمل پیرا ہوگئے اور پورے انگلینڈ میں ۱۲ درجہ کا ٹائم رائج ہوگیا، مگر جن مہینوں میں ۱۲ ر درجہ کے حساب سے بھی سورج غروب ہونے کے بعد بہت ہی دیر سے عشا کا وقت ہوتا تھا اور عشا کی نماز کے لئے بہت ہی انتظار کرنا پڑتا تھا جس میں لوگ بے پناہ حرج میں مبتلا ہوگئے تھے، تو علماء کرام نے مفتیان کرام کی طرف رجوع کیا تو حضرات مفتیان کرام نے دفع حرج کے خاطر شفق احمر غائب ہونے پر ایک گھنٹہ کے بعد عشا کی نماز ادا کرنے کا فتویٰ دیا جس کی وجہ سے ایک یا سوا گھنٹہ سے عشا کی نماز ادا کرتے رہے۔

مگر سن عیسوی ۱۹۸۲ء میں پھر یہ بات چلی کہ عشا کی نماز کے لئے اور صبح صادق کے لئے ۱۲ درجہ کا ٹائم غلط ہے، بلکہ ۱۸ درجہ کا ٹائم صحیح ہے، تو پھر تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی جگہوں کے لئے ۱۸ درجہ کا ٹائم منگوا کر اس کے مطابق عشا اور فجر کے لئے عمل شروع کردیا۔ مگر چونکہ ۱۸ درجہ کے مطابق عشا کی نماز کے لئے حد سے زیادہ انتظار کرنے کی زحمت میں مبتلا ہوگئے اس لئے کہ ۱۸ درجہ کے حساب سے عشا کی نماز کے لئے سورج غروب ہونے کے بعد دو، ڈھائی، تین اور ساڑھے تین گھنٹوں تک کا بھی انتظار کرنا پڑتا تھا اور یہ انتظار عوام کے لئے ناقابل برداشت ہوگیا تھا۔ اس لئے ایک سال عمل کرنے کے بعد پھر سے ۱۲ درجہ پر عمل کرنا شروع کردیا اس لئے کہ ۱۸ درجہ کے حساب سے پورے سال عشا کی نماز سورج غروب ہونے کے دوڈھائی گھنٹوں کے بعد پڑھنی پڑتی تھی اور اسی طرح سے ان دنوں میں روزہ کے لئے سورج کے طلوع ہونے سے دوتین گھنٹہ قبل سحری بند کرنا پڑگئی تھی، بلکہ بعض مہینوں میں تو وقت عشا اور صبح صادق کے درمیان بہت ہی تنگ وقت رہتا ہے، ان تمام دشواریوں کے پیش نظر ۱۸ ر درجہ پر ایک دوسال عمل کرنے کے بعد اکثریت ۱۲ ر درجہ پر عمل پیرا ہوگئی۔

۱۔ دوسری بات یہ ہے کہ مشاہدہ اور مذکورہ درجوں میں اوقات کے اندر تعارض ہو جائے تو مشاہدین کو صحیح مانا جائے گا، یا محکمۂ موسمیات کے تخریج کردہ اوقات کو؟

۲۔ شفق احمر کی غیبوبت پر وقت عشا کی ابتدا مان کر عمل کیا جائے تو کوئی حرج ہے؟

۳۔ غروب آفتاب کے بعد شفق احمر اور شفق احمر کے بعد شفق ابیض عمومی طور پر کتنے وقفہ سے غائب ہوتی ہے؟ ہر ایک کا فاصلہ الگ الگ تحریر کیا جائے۔

۴۔ اگر کوئی عالم دین یا دیندار شخص اپنے مشاہدے کی شہادت دے تو ان کی شہادت قابل قبول ہے یا نہیں؟

۵۔ بقیہ درجوں کے مطابق یا مشاہدہ کے مطابق عشا کی نماز کا وقت شروع کرنے میں اور اس طرح فجر کی ابتدا ماننے میں حرج درپیش ہو تو پورے سال غروب آفتاب کے سوا گھنٹہ بعد اور طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے عشا اور فجر کی ابتدا مان کر عمل کئے جانے میں شرعی طور پر کوئی ممانعت تو نہیں؟ جب کہ ہمارے ملکوں میں عشا کی ابتدا کے اوقات گھنٹہ سوا گھنٹہ بعد اور فجر کی ابتدا طلوع آفتاب سے سوا گھنٹہ پہلے ہو جاتی ہے نیز ہم نے اپنا مشاہدہ بھی اوپر ذکر کر دیا۔

حرج کی صورتیں:

عشا دیر سے پڑھنے میں اور صبح صادق جلدی ماننے سے وقت کی تنگی کے سبب نہ تو پورا سونا ملتا ہے اور نہ آرام ملتا ہے جس کی وجہ سے نیند تو خراب ہوگی صحت پر بھی اثر پڑے گا اور عبادات میں کوتاہی اور کاہلی پیدا ہوگی نیز عشا اور فجر کی قضا کا بھی احتمال ہے۔ جماعت میں لوگ کم آتے ہیں، اسی طرح دنیوی معاملات میں بھی بڑی دقت درپیش ہوتی ہے مثلاً وقت پر کام پر جانے میں حرج اور بھی دیگر باتیں یا تو رزق حلال حاصل کرے یا نمازیں قضا کرے، رہا نیند کے لئے فجر کی نماز کے بعد وقت نکالے تو ان لوگوں کے لئے تو مسئلہ کا حل ہوگا جو بے روزگار ہیں، لیکن اکثریت جو کام کرتی ہے ان کے لئے مسئلہ کا حل اس طرح نہیں ہوسکتا لوگ سستی کی وجہ سے بغیر نماز پڑھے ہی سو جائیں گے اور نماز کے لئے اٹھ نہ سکیں گے بلکہ جان بوجھ کر نماز چھوڑ کر سو جانے کا اندیشہ ہے اور یہی ہوتا بھی ہے۔

عشاو فجر کی ابتدا میں درجات کے اعتبار سے اختلافات:

اسماء	صبح صادق	صبح کاذب	اسماء	صبح صادق	شفق
شرح چغمینی	۱۵	۱۸	ابن شاطر	۱۹	۱۷
ایضاح القول۔۹	۱۸	۱۸	ابوعلی مراکشی	۲۰	۱۶
حل الھند وسبین مقاصد العمدۃ	۱۷/۱۶	۱۹	ابوعبداللہ	۱۹	۱۸

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی	۱۵	۱۸	ابن اقام، متوفی ۶۸۵ھ	۱۹	۱۹
			قاضی زادہ موسی بن محمد، متوفی ۸۹۹ھ	۱۹	۱۸

مگر چند جگہوں کے مسلمان اب تک ۱۸/درجہ کے مطابق عشا کی نماز ادا کرتے ہیں اور انتظار کی ساری صعوبتیں برداشت کرتے چلے آرہے ہیں، مگران کیلئے سب سے بڑی ناقابل برداشت دشواری یہ کھڑی ہوگئی ہے کہ مساجد کے چند مصلی بارہ درجہ پر عمل کرنے پر مصر ہیں اور یہ ۱۸/درجہ پر عمل کرتے ہیں تو آپس میں تناؤ شروع ہوگیا ہے۔ چونکہ جو لوگ ۱۲/درجہ پر عشا کی نماز ادا کرتے ہیں، وہ بہت جلد عشا کی نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں اور ان کو انتظار میں رہنا پڑتا ہے، یہ ان کے لئے بڑی آزمائش ہے۔ اس لئے آپس میں لڑائیاں جھگڑے فساد ہوتے ہیں، حتی کہ بعض جگہوں پر ایک ہی مسجد میں دو دو جماعتیں شروع ہوگئی ہیں اور یہ بڑا المیہ ہے؛ جس طرح بحمد للہ چاند کے بارے میں صحیح العقائد مسلمانوں میں باہم اتفاق ہوگیا ہے، اسی طرح عشا کی نماز اور صبح صادق میں بھی باہم اتفاق ہوجائے تو بہت ہی بہتر ہوگا، مگر ہماری یہ تمنا اسی وقت پوری ہوسکتی ہے جبکہ حضرات مفتیان کرام اس معاملے میں جلد از جلد رہنمائی فرمائیں۔

ہمارے ملکوں میں تو ۱۸/درجہ پر عشا اور صبح صادق سوا گھنٹہ پر ہوتی ہے، جبکہ انگلینڈ میں ہمیشہ دو تین بلکہ بعض مہینوں میں غروب کے ساڑھے تین چار گھنٹوں کے بعد عشا کا وقت ہوتا ہے اور طلوع آفتاب سے ساڑھے تین چار گھنٹہ قبل صبح صادق ہوتی ہے۔

(محکمۂ موسمیات سے ۱۸ ڈگری کے مطابق وقت معلوم کرنے پر) جبکہ بعض مہینوں میں رات بھی مشکل سے ۸؛ ساڑھے آٹھ گھنٹے کی ہوتی ہے، اس طرح عشا کی نماز پڑھنے اور سحری بند کرنے میں بہت ساری دشواریاں درپیش ہیں، البتہ جن راتوں میں شفق بالکل غائب نہیں ہوتی ہے؛ اسے ڈھائی مہینوں میں سوا گھنٹے عمل کرنے کی حضرات مفتیان کرام کی طرف سے سہولت دی گئی ہے۔ مگر ان ڈھائی مہینوں کے علاوہ پورے سال ۱۸/درجہ پر عمل کرنے میں بہت دقت اور پریشانیاں تھیں۔ بنابریں مسلمانوں نے ۱۸/درجہ پر عمل ترک کرکے ۱۲/درجہ پر پھر اپنا عمل شروع کردیا۔ تعجب ہے کہ ہمارے ملکوں میں ۱۸/درجہ کے حساب سے سورج کے غروب سے عشا کا وقت سوا گھنٹہ بعد اور صبح صادق کا وقت طلوع آفتاب سے سوا گھنٹہ پہلے سے ہوتا ہے اور یہاں انگلینڈ میں ۱۸/درجہ کے مطابق اتنا زیادہ وقت کیوں؟ یہ بات ہمارے لئے باعثِ حیرت ہے کہ سورج کو ۳۶۰/درجہ ۲۴/گھنٹوں میں عبور کرنے میں فی درجہ چار منٹ لگتے ہیں، اب عشا کی نماز کے ۱۸/درجہ اور صبح صادق کے ۱۸/درجہ کل ۳۶/درجوں کے لئے ۴/۵/۶/۷/۸/گھنٹہ خرچ ہوجاتے ہیں تو پھر بقیہ ۳۲۴/درجوں کے لئے تو صرف سولہ سے بڑھ کر ۲۰/گھنٹے ہی باقی رہ جاتے ہیں۔

اتنے سارے درجوں کو عبور کرنے کے لئے سورج کو مذکورہ تفصیل کے مطابق تو صرف فی درجہ ۴ ؍منٹ سے بھی کم وقت ملتا ہے تو پھر اتنے کم گھنٹوں میں ۲۴ ۳ ؍درجہ کس طرح عبور ہوتے ہوں گے؛ یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

مشاہدہ: اس سال ہم نے ستمبر اور اکتوبر کی چند تاریخوں میں مشاہدہ کیا، تو ایک گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دس منٹ پر غروب آفتاب کے بعد شفق احمر غائب ہوئی اور ایک گھنٹہ بیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۲۵ ؍منٹ پر شفق ابیض کے غروب کا مشاہدہ کیا اور جتنا وقت شفق ابیض کے غروب ہونے میں لگا، بعینہ اتنا ہی وقت سورج طلوع ہونے سے قبل صبح صادق ہونے میں لگا، یعنی ایک گھنٹہ ۲۰-۲۵ ؍منٹ، جب ہم نے یہ مشاہدہ کیا تو ان تاریخوں میں محکمۂ موسمیات والوں نے ۱۲ ؍درجہ کے وقت سے، جو وقت ۱۲ ؍درجہ کے مطابق، یا ۱۸ ؍درجہ کے وقت سے، دیا تھا، وہ غلط ثابت ہوا، یعنی ۱۸ ؍درجہ کے وقت سے شفق احمر کم سے کم دس منٹ پہلے اور شفق ابیض ۳۱ ؍منٹ سے پہلے غروب ہو چکی اور اسی طرح صبح صادق ۳۰ ؍منٹ بعد طلوع ہوئی۔

اب حل طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا ۱۲ ؍درجہ کے اختتام پر یا ۱۸ ؍درجہ کے اختتام پر وقت عشا کی ابتدا مانی جائے یا مشاہدہ کو اولیت دی جائے؟ دونوں کا فرق اوپر ظاہر ہوا مشاہدہ ہے۔

علمائے عرب و مراکش وقت صبح صادق ۱۸-۱۹-۲۰ ؍درجہ پر مانتے ہیں۔ مزید تفصیل ملاحظہ ہو (احسن الفتاویٰ: ۲ ؍۱۶۴) سے آگے تک۔

نوٹ: جب درجات میں اختلاف ہے تو درجوں کو معیار وقت بنانا صحیح ہے؟

۱۔ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ أَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيْفاً﴾. (۱)

۲۔ ﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلاَ يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾. (۲)

۳۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾. (۳)

۴۔ ﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتاً﴾. (۴)

۵۔ ﴿لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا﴾. (۵)

۶۔ ”كفاية الاخبار فى حل غاية الاختصار“. کی جلد اول ص: ۱۶۰ پر علامہ تقی الدین دمشقی فرماتے ہیں:

”ومتٰى يخرج وقت المغرب ؟فيه قولان الجديد الأظهر أنه يخرج مقدار طهارة وستر عورة

(۱) سورة النساء: ۲۸. انيس

(۲) سورة البقرة: ۱۸۵. انيس

(۳) سورة الحج: ۷۸. انيس

(۴) سورة الفرقان: ۴۷. انيس

(۵) سورة البقرة: ۲۸۶. انيس

وأذان وامامة وخمس ركعات ولا اعتبار فى ذلك الأوسط المعتدل".

حضرات مفتیان کرام سے گذارش ہے کہ وہ جواب جلد از جلد مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں کیونکہ اس سلسلے میں یہاں پر برطانیہ میں نومبر ۱۹۸۷ء کے آخر میں علمائے برطانیہ کا اجلاس ہورہا ہے۔ فقط والسلام

(یعقوب احمد قاسمی۔ ناظم حزب العلما، یوکے۔ ۲۸ / صفر ۱۴۰۸ھ بمطابق ۲۱ / اکتوبر ۱۹۸۷ء بروز بدھ)

الجواب ــــــــــــ حامداً و مصلیاً

۱۔ مشاہدہ کو اولیت دی جائے اور اسی کا اعتبار کیا جائے۔ (۱)

محکمۂ موسمیات کے تخریج کردہ اوقات اگر اصول شرعیہ کے مطابق ہوں تو اس کے اعتبار میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اس کو مؤید کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے، بنیاد و اصول کے درجہ میں نہیں۔ یہودیوں نے اپنے خفیہ محنتوں کے ذریعہ آج پوری امت کو شکار کر ہی لیا ہے، رہی سہی عبادات پر بھی وہ ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے امت کے خواص کو چوکنا و ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

۲۔ شفق احمر کی انتہا پر ضرورۃً وقت عشا کی ابتدا ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ **كما فى كتب الفقه.** (۲)

۳۔ شفق احمر کے بعد شفق ابیض کے غروب کے سلسلے میں آپ کا مشاہدہ تقریباً درست ہے، اس لئے اس کے اعتبار میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ اگر عالم دین و دیندار شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی، تو پھر کس کی مقبول ہوگی؟ کیا محکمۂ موسمیات کے

---

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سارے مواقع پر مشاہدہ کو اولیت دیا ہے۔ روزہ کے سلسلہ میں ہے:

عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر رمضان فقال: لا تصوموا حتى تروا الهلال و لا تفطروا حتى تروه، فان غم عليكم فاقدرو له. (الصحيح للبخارى ، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم اذا رايتم الهلال فصوموا واذا رايتموه فافطروا (ح: ۱۹۰٦)/ الصحيح لمسلم، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال (ح: ۱۰۸۰/ ۲٤۹۸) انيس)

(۲) کیوں کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے، صاحبین اور امام صاحب کی ایک روایت بھی ہے کہ شفق احمر کے بعد مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

ثم الشفق هو البياض الذى فى الافق بعدالحمرة عندابى حنيفةؒ وعندهما هو الحمرة، وهو رواية عن ابى حنيفةؒ وهو قول الشافعى لقوله عليه السلام االشفق الحمرة. (الهداية، كتاب الصلوٰة، باب المواقيت)

عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الشفق الحمرة ،فاذا غاب الشفق وجبت الصلوة. (سنن الدار قطنى ، باب فى صفة المغرب والصبح (ح: ۱۰۴۴)/ السنن الكبرىٰ للبيهقى ،باب دخول وقت العشاء بغيبوبة الشفق (ح: ۱۷٤٤) انيس)

منافق وفجار وکفار کی بات مقبول ہوگی؟ جن حضرات کے نزدیک علماء دیندار کی شہادت غیر معتبر ہے، وہ اپنا احتساب کریں۔ (۱)

۵۔ ضرورت کے تحت ماننے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وقت بھی ہو جائے، چاہے صاحبین ہی کے مسلک کے مطابق ہوتا ہو۔

الحاصل شرعی اصول مدِنظر رہے، محکمۂ موسمیات کوئی قانون شرعی نہیں۔ **فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۵۸/۳-۶۵)

صبح صادق اور صبح کاذب کی علامت:

سوال: علامات مشہورہ صبح کاذب وصادق کی یعنی بیاض مستطیل ومستطیر معلوم ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ موسم موجودہ زمانہ سرما میں بیاض مستطیل صبح کاذب کی کس وقت ظاہر ہوکر غائب ہوتی ہے، اور ابتداء بیاض مستطیل صبح صادق کی کتنے بجے پر ظاہر ہوتی ہے، گھڑیاں کے حساب اور انداز سے ارشاد فرماویں، زید وعمر وعلامات مذکورہ کی شناخت سے عاجز ہیں بلکہ اکثر مسلمان اس جانب کی بے علمی کی وجہ سے صبح صادق میں سحری کیا کرتے ہیں آپ ہی کے فیصلہ پر اتفاق چاہتے ہیں۔

الجواب

قال فی شرح الچغمینی:

وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءً، آه. قال المحشي: هذا هو المشهور ووقع فی بعض كتب أبی ريحان أنه سبعة عشر جزءً وقيل أنه تسعة عشر جزءً وهذا فی ابتداء الصبح الكاذب وأما فی ابتداء الصبح الصادق فقد قيل أن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزءً، آه. (ص: ١٢٧)

وذكر فی رد المحتار:

أن التفاوت بين الفجرين وكذا بين الشفقين الأحمر والأبيض إنما هو بثلث درج. آه. (۲)

---

(۱) **أبو أمامة: ذكر للنبی صلی الله عليه وسلم رجلان، عالم وعابد، فقال: فضل العالم على العابد كفضلی على أدناكم، إن الله وملائكته وأهل السموات والأرض حتى النملة فی جحرها والحيتان فی البحر يصلون على معلم الناس الخير.** (رواه البزار فی البحر الزخار: ٣٧١/٧ (ح: ٢٩٦٩)/ **المعجم الاوسط للطبرانی**: ١٩٦/٤-١٩٧ (ح: ٣٩٦٠)

أبو أمامة قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: ثلاثة لا يستخف بهم إلا منافق: ذو الشيبة فی الإسلام، وذو العلم، وإمام مقسط. (السنن الكبرى للطبرانی: ٢٠٢/٨، (ح: ٧٨١٩) انيس)

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ٣٥٩/١. دار الفكر بيروت. انيس

وفی إحیاء العلوم،باب النوافل: ویعرف (أی الفجر الصادق) بالقمر فی لیلتین من الشهر فإن القمر یطلع مع الفجر فی لیلة ست وعشرین ویطلع الصبح مع غروب القمر لیلة اثنی عشر من الشهر هذا هو الغالب ویتطرق علیه تفاوت فی بعض البروج،آه.(۱)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صبح صادق طلوع آفتاب سے ۱۸ درجہ پہلے ہوتی ہے، جس کی مقدار گھنٹوں کے حساب سے ایک گھنٹہ ۱۵ منٹ ہوتی ہے، اور صبح کاذب وصادق میں تین درجہ کا تفاوت ہے، یعنی صبح کاذب صبح صادق سے ۱۲ منٹ پہلے ہوتی ہے، لیکن احتیاط یہ ہے کہ سحری طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ترک کردی جائے، اور صبح صادق کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ہر مہینہ میں دوراتیں چاند کے طلوع وغروب کو دیکھ لیا جائے، اور وہ دوراتیں بارہویں اور چھبیسویں راتیں ہیں، بارہویں شب میں چاند کے غروب ہوتے ہی صبح صادق ہوجاتی ہے، اور چھبیسویں شب میں صبح صادق کے ساتھ ساتھ چاند طلوع ہوتا ہے، ان دوراتوں کے تجربہ سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ طلوع فجر اور طلوع شمس میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے، لیکن ہمارا عمل اس پر ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سحری ترک کردیتے ہیں۔(۲) واللہ اعلم

یہاں آج کل ریلوے ٹائم سے ۵بجکر ۵۰ منٹ پر صبح ہوجاتی ہے، لیکن ملک برار کے طلوع وغروب یہاں کے طلوع وغروب سے متفاوت ہے۔اس لئے وہاں اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ (امداد الاحکام:۲/۱۵-و۱۶)

صبح صادق اور صبح کاذب میں فرق:

سوال ہمارے علاقہ مرہٹواڑہ انڈیا کی دو دینی درسگاہوں نے دائمی اوقات صلاۃ کو ترتیب دے کر منظر عام پر لائے ہیں، مگر دونوں کے اوقات صلاۃ میں کچھ فرق ہے۔ایک درسگاہ نے حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور انس صاحب کی کمپیوٹر کی روشنی میں مدلل تحریر کیا ہے اور دوسری درسگاہ نے صبح صادق اور صبح کاذب کو اپنے عینی مشاہدہ کو بنیاد بنا کر نقشہ ترتیب دیا ہے۔اول الذکر درسگاہ کی مرتبہ دائمی تقویم کی صحت کی تائید میں ملک کی مشہور جامعات کی تصدیق اور توثیق سامنے آئی ہے۔ثانی الذکر درسگاہ اپنے عینی مشاہدہ کے لئے دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بصورت مشورہ حاصل کر کے اول الذکر درسگاہ کو چیلنج کررہی ہے۔مگر اول الذکر درسگاہ کا یہ کہنا ہے کہ صبح کاذب اور صبح صادق کے امتیاز اور ان کے آغاز وختم کا فرق جاننے کے لئے تجرباتی نگاہوں کی ضرورت ہے اور ثانی الذکر درسگاہ نے پورے شہر میں سیاسی انداز اختیار کر کے اپنی تائید میں بات کرنے کا ماحول بنا کر عینی مشاہدہ کے غیر جانبدار

---

(۱) إحیاء علوم الدین للغزالی،القسم الأول مایتکرر بتکرر الأیام: ۱/۱۹۳. انیس

(۲) یعنی تھانہ بھون ضلع مظفر نگر یوپی انڈیا

ہونے کومشکوک کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں سیاسی جیسا ماحول صحیح نتیجہ برآمد نہیں کرے گا۔ اثبات ونفی کا اختلاف برقرار رہے گا۔ آپ سے گذارش ہے کہ رہنمائی فرمائیں کہ عوام کس نقشہ پر عمل کریں۔ ایک نقشہ مدلل اور مبرہن کو ترجیح دی جائے تو ازروئے شرع کوئی قباحت تو نہیں؟ یا پہلے سے چلے آرہے نظام الاوقات پر عمل کیا جائے؟

ھــوالمصــوب

دریافت کردہ صورت میں جونقشہ احتیاط پر مبنی ہواس پر عمل کیا جائے۔ مثلاً ایک نقشہ میں طلوع صبح صادق پانچ بجے ہےاور دوسرے نقشہ میں پانچ بج کر دس منٹ ہے تو سحری کے لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے پر عمل کیا جائے۔ اسی طرح افطار میں اگر پہلا نقشہ پانچ بج کر ۴۵؍منٹ غروب بتاتا ہےاور دوسرا پانچ بج کر ۳۵ منٹ تو افطار اور اذان میں احتیاط پہلے نقشہ میں ہے۔ واضح رہے کہ تمام تقویمی نقشے خواہ عینی مشاہدہ پر مبنی ہوں یا کمپیوٹر کی مدد سے تیار کیے گئے ہوں علم قطعی کا فائدہ نہیں دیتے ہیں۔ اس لئے احتیاط پر عمل کرنا چاہئے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱؍۳۱۱-۳۱۲)

شامؔی کی عبارت سے طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کا شبہ، نیز فجر صادق اور فجر کاذب کا معیار:

سوال: طلوع فجر جہاں سے کھانا پینا روزہ رکھنے والوں کے لیے حرام ہےاور فجر کی نماز پڑھنا جائز ہے، وہ طلوع فجر صادق کے لیے اول سے ہے یا انتشار سے۔ علامہ شامؔی لکھتے ہیں:

نعم فی کون العبرة بأول طلوعه أواستطارته (إلٰی قوله)إن الأول أحوط والثانی أوسع.(۱)

اس عبارت میں بظاہر گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ طلوع فجر کے بعد بھی سحری وغیرہ کھائی جاسکتی ہے لہٰذا والثانی اوسع اورعبارت مذکورہ کی مالہ وماعلیہ کیا ہے، نیز اگر اوسع صحیح ومفتی بہ ہے تو استطار وانتشار کا معیار کیا ہوگا۔ امید ہے کہ مذکورہ سوالات کو حل فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ یہ احقر برائے تشفی اورازدیاد علم کے لیے عرض خدمت ہے۔

لہٰذا مدلل جواب مرحمت فرمائیں، اگر حرج نہ ہو ورنہ ان دلائل کی طرف اشارہ کر دیا جائے؟

الجواب ـــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ابتداء طلوع فجر صادق میں فقہا کے دو قول ہیں، جیسا کہ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

فی مجمع الروایات ذکرالحلوانی فی شرحه للصوم: أن العبرة لأول الطلوع وبه قال بعضهم فإذا بدت له لمعة أمسک عن المفطرات وقال بعضهم العبرة لاستطارته فی الأفق وهذا القول

(۱) ردالمحتار، أول کتاب الصلاة: ۱/۳۵۷. دارالفکربیروت. انیس

أبین وأوسع والأول أحوط. وروی عن محمد أنه قال اللمعة غیر معتبر فی حق الصوم وحق الصلوٰة وإنما یعتبر الانتشار فی الأفق ، قاله فی الشرح.(۱)

مگر اصحاب متون نے عموماً قول ثانی کو لیا ہے، اس لیے کہ اس کی تائید وتقویت مسلم شریف وترمذی کی روایت(۲) سے معلوم ہوتی ہے، لیکن اس فرق سے یہ بات نہیں نکلتی کہ لمعہ نمودار ہونے کے بعد بھی سحری کھانے کی باقاعدہ اجازت دی جائے۔ اس لیے کہ لمعہ نمودار ہونے کے محض دو تین منٹ میں لمعہ کے دائیں اور بائیں ہر دو طرف چمک دار لہریں پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہیں جیسا کہ انار دانہ یا فوارہ میں دائیں بائیں چھوٹی چھوٹی لہریں، اور انہیں چھوٹی لہروں کا دائیں نمودار ہونا استطار وانتشار کا معیار ہے۔ پس بہت سے بہت اس فرق سے یہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اس وقت محض ایک دو گھونٹ پانی پی لے یا پہلے سے سحری کھا پی رہا ہو اور لمعہ نمودار ہونے پر جلدی ختم کر کے منھ صاف کرے تو اس کے صوم کو غیر صحیح نہیں کہیں گے اور بس۔

اور حدیث پاک میں جو اجازت دی گئی ہے وہ صبح کاذب کے بعد کھانے کی دی گئی ہے نہ کہ ظہور لمعہ کے بعد، طلوع صبح کاذب اور طلوع صبح صادق کے مابین کافی فصل ہوتا ہے۔ کم از کم اتنا فصل ضرور ہوتا ہے کہ ایک شخص اطمینان سے کھا پی لے اور حدیث پاک میں اس کو بیان کیا گیا ہے اور اسی کی اجازت دی گئی ہے۔ **فافترقا**

اور فقہاکے کے اختلاف سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سحری کھانا لمعہ نمودار ہونے سے قبل احتیاطاً بند کر دیا جائے اور انتشار واستطار نمایاں ہونے سے قبل نماز فجر نہ پڑھی جائے اور بس۔ اب امید کہ اس گفتگو سے انتشار واستطار اور فجر مستطیر (صبح صادق) اور فجر مستطیل (صبح کاذب) سب کا معیار واضح ہوجائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸/۱/۱۴۰۴ھ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۱۵-۱۷)

کیا صبح صادق کی پہچان آسان ہے:

سوال: بعض علما نے لکھا ہے کہ صبح صادق کا پہچاننا آسان نہیں ہے، دوسری طرف بعض علما نے **"سبع اللیل ھو الفجر"** (۳) کا قاعدہ پیش کیا ہے۔ اب ہم لوگ صبح صادق کو کس طرح معلوم کریں، اس کا پہچاننا ممکن وآسان ہے، یا ناممکن ودشوار؟

---

(۱) الطحطاوی علی المراقی، ص: ۱۳۹. (کتاب الصلاة، مدخل: ۱/۱۷٤. شاملة. انیس)

(۲) لایمنعنکم من سحورکم أذان بلال ولا الفجر المستطیل ولکن الفجر المستطیر فی الأفق. (الترمذی، ص: ۸۹) باب ما جاء فی بیان الفجر (ح: ۷۰۵) انیس

(۳) ولایصح الأذان للصلاة قبل وقتها إلا الصبح فیؤذن له (سبع اللیل) شتاءً (بالتقریب) لا بالتحدید (ونصفه) أی نصف سبعه (صیفاً) بالتقریب

ومن الناس من لايعرف الفجر.(۱)
وقت فجر یا وقت ختم سحر کو ہم لوگ کیسے معلوم کریں؟
نیز ملاحظہ ہو:

ثم يظهر بياض معترض لايشعر إدراكه بالعين لظهوره فهذا أول الوقت (۲).(إحياء علوم الدين للغزالی:۲/۲۹۰،دارالكتب العلمية،بيروت)
(المستفتی:عبداللہ عفی عنہ-۱۲/صفر ۱۴۲۵ھ)

الجواب ـــــــــــــــــــ حامداً ومصلياً ومسلماً

جس کام کا آدمی عادی ہوتا ہے، وہ اس کے لیے آسان ہوتا ہے، اور جس کی عادت نہیں ہوتی وہ اس کے لیے دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے، چاند ہی کو دیکھ لیجیے، جو لوگ ہر مہینہ چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، ان کے لیے اس کی تلاش آسان ہے اور جو لوگ صرف عید کا چاند ڈھونڈنے کے لیے نکلتے ہیں، ان کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ چاند کو کہاں تلاش کیا جائے۔ یہی حال ہے صبح صادق کی پہچان کا بھی، صبح صادق کی جو علامتیں احادیث اور کتب فقہ میں بتلائی گئی ہیں، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مدت تک صبح صادق کے کھلی فضا میں مشاہدہ کرنے کا اہتمام کریں گے تو انشاءاللہ آپ کے لیے بھی صبح صادق کی پہچان آسان ہو جائے گی، ورنہ سال کے کسی دن میں صبح صادق تلاش کرنے کی کوشش کریں گے تو ممکن ہے دشواری کا سامنا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری-۴/ربیع الاول ۱۴۲۵ھ، الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (محمود الفتاویٰ:۱/۴۱۲-۴۱۳)

== كمارواه كذلك بدون التقريب سعد القرظی عن فعله-صلى الله عليه وسلم-ولأن الغرض إيقاظ النوم ليبأهبوا للصلاة وهويحصل بذلك وهذاماصححه الرافعی.(الغرر البهية فی شرح البهجة الوردية،فصل فی بيان أذان والإقامة:۱/۲۷۱./كذا فی حاشيتی قليوبی وعميرة،فی فصل الأذان والإقامة:۱/۱٤۸.انيس)

(۱) الجوهرةالنيرة: ص ۱۷۵۔

(۲) (والعبارة بعدها) قال صلى الله عليه وسلم:ليس الصبح هكذا،وجمع بين كفيه وإنماالصبح هكذا ووضع إحدى سبابتيه على الأخرىٰ وفتحهماوأشاربه إلى أنه معترض.

وقديستدل عليه بالمنازل وذلك تقريب لاتحقيق فيه بل الإعتماد على مشاهدة انتشارالابياض عرضاًلأن قوماًظنواأن الصبح تطلع قبل الشمس بأربع منازل وهذا خطألأن ذلك هو الفجرالكاذب.

والذی ذكره المحققون أنه يتقدم على الشمس بمنزلتين وهذاتقريب ولكن لااعتماد فإن بعض المنازل تطلع معترضة منحرفة فيقصرزمان طلوعهاوبعضهامنتصبة فيطول زمان طلوعهاويختلف ذلك فی البلد اختلافاًيطول ذكره.(احياء علوم الدين،كتاب آداب السفر:۲-۲٦٦-۲٦۷.انيس)

رسالہ ''صبح صادق'':

(اس رسالہ میں قرآن، حدیث، فقہ اور فلکیات قدیمہ وجدیدہ کے حوالجات اور جماعت علما کے مشاہدات سے ثابت کیا گیا ہے کہ اوقات نماز کے عام نقشوں اور جنتریوں میں صبح صادق اور عشا کے اوقات غلط ہیں)

خلاصۂ تحقیق:

(۱) اس تحقیق میں مختلف حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ پرانے نقشوں میں دیئے ہوئے صبح صادق کے وقت آفتاب افق سے، ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے، پھر کئی حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ۱۸/درجہ زیر افق پر صبح کاذب ہوتی ہے، اور صبح صادق ۱۵ درجہ زیر افق پر ہوتی ہے، ان مصنفین نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انھوں نے یہ اصول بارہا مشاہدات کے بعد متعین کئے ہیں۔

(۲) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی سرکردگی میں گیارہ علما کے تین روز تک مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی خودنوشتہ روئیداد اور اس کے نتائج اس قدر واضح اور بدیہی ہیں کہ اس کے بعد شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ.(۱)

(۳) یہ امر احادیث اور فقہ سے ثابت ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ صبح کاذب کی روشنی افق سے اوپر کو مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق معترض (شمالاً جنوباً پھیلنے والی) ہوتی ہے اور بقول بیرونی نصف دائرہ کی شکل بن جاتی ہے، اس معیار کو مدنظر رکھ کر ہر شخص مشاہدہ کر کے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ پرانے نقشوں کے وقت پر ظاہر ہونے والی روشنی صبح کاذب ہے، کیونکہ یہ مستطیل ہوگی۔ حضرت مفتی صاحب کی خودنوشتہ روئیداد کے مطابق بھی اس وقت ٹنڈو آدم اور کراچی میں طولانی روشنی نظر آئی۔

فلکیات قدیمہ میں بھی اس کی تصریح ہے کہ اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی مستطیل ہوتی ہے، انہوں نے یہ فیصلہ رصدگاہ سے مشاہدات کے بعد کیا ہے، جب اس روشنی کے طول سے اس کا عرض زیادہ ہونے لگے گا، تب صبح صادق کی ابتدا ہوگی جس کا وقت میرے نقشے کے مطابق ہوگا، جیسا کہ ٹنڈو آدم کے مشاہدات میں ہوا۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے صبح صادق کی واضح علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ صبح کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے متمیز ہوجائے، یہ سفید اور سیاہ تاگے پرانے نقشوں کے وقت پر آپ کو کہیں نظر نہیں آئیں گے، ۱۵ درجہ زیر افق کے وقت صبح کی روشنی اور اس کے نیچے افق کی ظلمت کے مقام اتصال پر شمالاً جنوباً سفید اور سیاہ تاگے کی صورت نظر آتی ہے، مطلع صاف نہ ہو تو اس کا مشاہدہ ذرا اور بھی دیر سے ہوتا ہے۔

---

(۱) سورۃ المرسلات: ۲۹. انیس

(۵)　حدیث، فقہ اور لغت سے ثابت کیا گیا ہے کہ صبح صادق کی ابتدا میں قدرے سرخی کی آمیزش ہوتی ہے، پرانے نقشوں کے وقت پر آپ کو خالص سفیدی نظر آئے گی، سرخی کا احساس ۱۵ درجہ زیر افق سے قبل کسی حالت میں بھی نہیں ہوگا اور مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں ۱۵ درجہ زیر افق سے بھی بعد ہوگا۔

(۶)　حدیث، فقہ اور فلکیات کے حوالوں سے لکھا گیا ہے کہ صبح صادق سے کچھ قبل صبح کاذب کی روشنی ظاہر ہوتی ہے، جو صبح صادق تک باقی رہتی ہے، فقہ اور فلکیات میں یہ وضاحت بھی ہے کہ صبح صادق سے صرف تین درجہ پہلے صبح کاذب نظر آتی ہے۔ نیز یہ کہ صبح کاذب ہر موسم میں ہوتی ہے، پرانے نقشوں کے وقت سے قبل متصل آپ کو کوئی روشنی ہرگز نظر نہیں آئے گی، ماہرین فلکیات جدیدہ وقدیمہ سب اس پر متفق ہیں کہ اس وقت سے قبل متصل افق پر کوئی روشنی نہیں ہوتی، ٹنڈوآدم اور کراچی کے مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی روئیداد میں بھی اس کی تصریح موجود ہے کہ اس وقت افق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی، اس سے بھی ثابت ہوا کہ پرانے نقشوں میں صبح کاذب کے اوقات ہیں، اس وقت سے بہت پہلے رات کے مختلف حصوں میں مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں مختلف ناموں کی کئی قسم کی روشنیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وقت مذکور سے بہت پہلے ختم بھی ہوجاتی ہیں، لہذا ان میں سے کسی پر بھی صبح کاذب کی مذکور تعریف صادق نہیں آتی، بعض مرتبہ کہکشاں وغیرہ سے اس وقت روشنی کے وجود کا مغالطہ ہوسکتا ہے، اس کی تفصیل عنوان ''غلط فہمی کے اسباب'' کے تحت مذکور ہے۔

(۷)　مذکورہ بالا روشنیوں میں سے ایک روشنی ''زوڈیکل لائٹ'' کہلاتی ہے، اس سے متعلق جارج ایبل نے لکھا ہے کہ ''اسے بعض اوقات صبح کاذب بھی کہا جاتا ہے''، مگر بوجوہ ذیل اس روشنی کو اصطلاح شرع میں صبح کاذب کہنا صحیح نہیں۔

(۱)　یہ صبح صادق تک باقی نہیں رہتی۔

(۲)　یہ روشنی صبح صادق سے تین درجہ پہلے ظاہر ہونے کی بجائے بہت پہلے شروع ہوتی ہے، بلکہ تین درجہ سے بہت پہلے ختم بھی ہوجاتی ہے۔

(۳)　یہ روشنی سال بھر میں صرف دو ماہ تک نمودار رہتی ہے۔

علاوہ ازیں اس سے قطع نظر کہ ''زوڈیکل لائٹ'' کو شرعاً صبح کاذب قرار دینا صحیح ہے یا نہیں، مسئلہ زیر بحث کا صحیح حل اس فیصلہ پر موقوف ہے کہ پرانے نقشوں کے وقت پر ظاہر ہونے والی روشنی پر صبح صادق کی تعریف صادق آتی ہے یا کہ صبح کاذب کی، متقدمین کی تصریحات اور مشاہدات سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی روئیداد میں مکمل وضاحت کے علاوہ صبح صادق وکاذب کی مذکورہ بالا واضح علامات کو مدنظر رکھ کر ہر شخص جب چاہے مشاہدہ کرکے یہ قطعی فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہ روشنی صبح کاذب ہے، صادق نہیں۔

امور بالا سے ثابت ہوا کہ پرانے نقشے قرآن، حدیث، فقہ، اجماع امت، لغت، فلکیات قدیمہ وجدیدہ اور مشاہدات کے خلاف ہیں۔

تنبیہ:

تحقیق مذکور پر یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ اس وقت افق اتنا روشن ہوجاتا ہے کہ ہر دیکھنے والا اسے دن سمجھتا ہے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ اسی لئے تو اس کو صبح صادق کہا جاتا ہے جس کو شریعت نے دن کے حکم میں قرار دیا ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس وقت سے قبل ہی روشنی تیز ہو جاتی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ روشنی میں کمی وبیشی امر نسبی ہے، شریعت نے اس کا اعتبار نہیں کیا، خوب سمجھ لیں کہ شرعاً صبح صادق کا مدار روشنی کی زیادتی پر نہیں، بلکہ اس کے طول و عرض پر ہے، روشنی خواہ کتنی ہی زیادہ ہوجائے مگر جب تک اس کے طول سے عرض زیادہ نہ ہوگا، یہ صبح کاذب ہے، اگر صبح کاذب کو دن سمجھنے کی غلطی عام نہ ہوتی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''تمہیں فجر مستطیل دھوکہ نہ دے'' ارشاد نہ فرماتے۔
رشید احمد عفا اللہ عنہ۔ ۸/ربیع الآخر سنہ ۱۳۹۴ ہجری۔

مزید:

(۱) صبح کاذب وصبح صادق کا جو معیار بندہ نے تحریر کیا ہے، بعینہ اس کے مطابق امداد الاحکام ج اول ص ۳۲۳ میں حضرت حکیم الامت اور مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ کا فتویٰ اور ص ۳۰۹ میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ درج ہے۔ ص: ۳۰۹، میں سہو قلم سے کاذب کی بجائے صادق ہوگیا ہے۔

(۲) علماء عرب ومراکش سے مکاتبت کے بعد سن ۱۴۰۲ ہجری میں معلوم ہوا کہ مراکشی فلکیین کے ہاں بوقت صبح صادق ۱۸°، ۱۹°، اور ۲۰° زیر افق کے اقوال بھی ہیں، ان کے ابطال کے لئے بندہ کی سابق تحریر ہی کافی ہے، کسی جدید بحث کی حاجت نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان اور ہندوستان سے شائع ہونے والی عام جنتریوں اور اوقات نماز کے نقشوں کو 'گرین وچ' کی ''شاہی رصدگاہ'' سے شائع ہونے والی کتاب ''ناٹیکل المینک'' سے مرتب کیا جاتا ہے، ان اوقات میں ایک وقت ''ایسٹرونو میکل ٹوائیلائٹ'' کہلاتا ہے۔ اس وقت آفتاب اُفق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے، قدیم وجدید ماہرین فلکیات اس پر متفق ہیں (۱) کہ اس وقت سے قبل مکمل اندھیرا ہوتا ہے جس میں قابل نظر چھوٹے سے چھوٹا ستارہ (پانچ میگنیٹیوڈ) بھی نظر آتا ہے، اس کے بعد متصل صبح کاذب شروع ہوتی ہے، قدیم علمائے ہیئت کے علاوہ فقہ اور فلکیات دونوں کے ماہر علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے کہ یہ صبح کاذب ہے اور صبح صادق اس سے تین درجات بعد میں ہوتی ہے۔ علامہ شامیؒ نے بھی کتاب الصلاۃ اور کتاب الصوم میں دو جگہ تحریر فرمایا ہے کہ صبح کاذب اور

(۱) تحقیقات قدیمہ وجدیدہ کی تفصیل آگے عنوان ''حوالجات'' کے تحت آرہی ہے۔

صبح صادق کے درمیان تین درجات کا فرق ہوتا ہے، مگر اوقات نماز مرتب کرنے والے حضرات کو یہ مغالطہ (۱) ہوا کہ انہوں نے ''ایسٹرونومیکل ٹوائیلائٹ'' (اٹھارہ درجہ زیر افق) کو صبح صادق سمجھ کر اس کے مطابق فجر اور عشا کے اوقات متعین کر دیئے، حالانکہ درحقیقت یہ وقت صبح کاذب کی ابتدا کا ہے، پوری دنیا کی مسلم اور متفق علیہ مذکورہ بالا حقیقت کا بندہ نے متعدد بار کئی روز تک بہت سے اہل تجربہ و اہل بصیرت حضرات سے مشاہدہ بھی کروایا اور خود بھی متعدد اہل بصیرت حضرات (۲) کو ساتھ لے کر کئی بار مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ بحری جہاز کی دوربین بھی استعمال کی گئی، ہر دفعہ یہی ثابت ہوا کہ جنتریوں میں دیئے ہوئے وقت تک مکمل اندھیرا ہوتا ہے اور اس وقت صبح کاذب شروع ہوتی ہے، غروب شفق کے بکمال احتیاط مشاہدہ سے بھی تحقیق بالا کی تائید ہوئی، یہ مشاہدات کراچی کی پر آشوب فضا سے باہر جا کر کئے گئے ہیں، جس طرح فجر میں بیاض مستطیل معتبر نہیں، اسی طرح عشا (۳) میں بھی شفق ابیض مستطیل کا اعتبار نہیں، بلکہ شفق ابیض مستطیر غروب ہونے پر عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے، غرضیکہ جنتریوں میں صبح صادق کا جو وقت دیا گیا ہے وہ درحقیقت صبح کاذب کا وقت ہے، اور صبح صادق اس سے تین درجہ بعد میں ہوتی ہے، خط استوا کے مقام پر معتدل ایام میں صبح صادق صبح کاذب سے بارہ منٹ بعد میں ہوگی، اور عشا مستطیل سفید روشنی غروب ہونے سے بارہ منٹ قبل ہوگی، دوسرے مقامات میں اور دوسرے ایام میں اس سے بھی زیادہ فرق ہوتا ہے، چنانچہ کراچی میں صبح صادق نقشوں میں دیئے ہوئے اوقات سے مختلف موسموں میں ۱۴ تا ۱۹ منٹ بعد میں ہوتی ہے، دوسرے مقامات میں (جن کا عرض کراچی سے زیادہ ہے) اس سے بھی زیادہ فرق ہوگا، رمضان المبارک میں جنتریوں میں دیئے ہوئے وقت سے صرف دس منٹ کے بعد کراچی کی عام مساجد میں فجر کی جماعت قائم ہو جاتی ہے، یعنی رمضان میں نماز فجر وقت شروع ہونے سے قبل ہی پڑھ لی جاتی ہے، اور اذانیں تو تقریباً ہمیشہ ہی قبل از وقت ہوتی ہیں۔

اوقات نماز کے نقشے اور جنتریاں شائع کرنیوالے حضرات سے گذارش:

(۱) آئندہ اشاعت میں عشا اور فجر کے اوقات کی تصحیح کریں۔

(۲) کئی جنتریوں میں مختلف مقامات کے فرق وقت کی فہرست نظر سے گزری، یہ فرق وقت صرف طول البلد کے حساب سے ہوتا ہے، حالانکہ نصف النہار کے سوا باقی سب اوقات پر عرض البلد کا بھی اثر پڑتا ہے اور ایک عرض

---

(۱) متقدمین نے عمداً صبح کاذب کے اوقات کی تخریج کا معمول رکھا، تاکہ لوگ صبح صادق کے لئے تیار رہیں، اس کی تفصیل آگے عنوان ''صبح صادق سے متعلق مغالطہ کی وجوہ'' کے تحت آرہی ہے۔

(۲) حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم صدر دارالعلوم کراچی کی سرکردگی میں مشہور علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت کے مشاہدات کی روئیداد حضرت مفتی صاحب کے اپنے قلم سے آگے آرہی ہے۔

(۳) اس کے حوالجات بھی آگے آرہے ہیں۔ منہ

البلد کے اوقات دوسرے عرض البلد سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ لہذا آئندہ یا تو ایسی فہرست شائع ہی نہ کی جائے ورنہ کم از کم یہ تنبیہ ضرور کردی جائے کہ یہ فرق وقت صرف نصف النہار کا ہے۔ دوسرے اوقات کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں، دوسرے اوقات کی تخریج کا قاعدہ الگ ہے۔

(۳) ایک جنتری میں ''مظاہر حق'' کے نقشے کو شیخ عبدالحق کی طرف منسوب کردیا ہے، حالانکہ یہ کتاب نواب قطب الدین کی ہے اور اس میں نقشہ منجم خیر اللہ کا ہے، پھر ناقل نے اس نقشے کے اوقات سمجھنے میں بھی غلطی کی ہے، چوتھی غلطی یہ کہ اس کو کراچی پر چسپاں کردیا ہے، حالانکہ یہ نقشہ دہلی کے لئے ہے، اسے کراچی یا کسی اور شہر پر چسپاں کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

(۴) ہر جنتری پر یہ تنبیہ لکھنا لازم ہے کہ ''سب اوقات میں تین چار منٹ کی احتیاط ضروری ہے''، اس لئے کہ یہ اوقات حسابی طریقے سے مرتب کئے جاتے ہیں، کسی مقام کے طول وعرض میں فرق کی بنا پر ان اوقات میں معمولی فرق پڑسکتا ہے، علاوہ ازیں ہر سال کے اوقات دوسرے سال کے اوقات سے قدرے مختلف ہوتے ہیں اور پھر ہر چار سال کے بعد وہی پہلے اوقات لوٹ آتے ہیں، ہر سال کے اوقات میں اس معمولی فرق سے صرف نظر کئے بغیر کوئی دائمی نقشہ تیار نہیں کیا جاسکتا۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ از دار الافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی ۷/ربیع الاول سنہ ۱۳۸۹ھ۔

بندہ محمد شفیع دار العلوم کراچی۔ محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ۔ ولی حسن غفرلہ۔

حوالجات تحقیقات قدیمہ:

(۱) قال فی التصریح: إذ قد علم بالتجربة أن انحطاط الشمس أول الصبح الكاذب وآخر الشفق ثمانية عشر درجةً. (التصریح، ص:۶۹)

(۲) وفی حاشية أبی الفضل محمد حفيظ اللّٰه رحمه اللّٰه على التصريح: واعلم أن المراد من الانحطاط فی الجانبين انحطاط مركز الشمس عن الأفق الشرقی أو الغربی وهو قدر ثمانية عشر درجةً ويقطعه الفلك الأعظم فی ساعة وخمس ساعة وهذه مجموع الصبحين الصادق والكاذب ومن ذلك المجموع خمس ساعة حصة الصبح الكاذب والساعة الواحدة حصة الصبح وأما بيان تفريقها إليهما ففی ذكره إطناب لايسعه الرسالة. (حاشية التصريح:۶۹)

(۳) وفی شرح الچغمينی: وقد عرف بالتجربة أن أول الصبح وآخر الشفق إنما يكون إذاكان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءً ففی بلد يكون عرضه أقل من تمام الميل بثمانية عشر جزءً يتصل الشفق بالصبح الكاذب إذاكانت الشمس فی المنقلب الصيفی. (شرح الچغمينی، ص:۱۷۵)

(۴) ونقل العلامة عبد الحليم اللكنوی رحمه اللّٰه تعالٰی فی حاشيته علٰی شرح الچغمينی عن

العلامة عبد العلی البرجندی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی شرح (قوله:إذا کان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزءً):هذا هو المشهور ووقع فی بعض کتب أبی ريحان أنه سبعة عشر جزءً وقيل أنه تسعة عشر جزءً وهذا فی ابتداء الصبح الکاذب وأما فی ابتداء الصبح الصادق فقد قيل إن انحطاط الشمس حينئذٍ خمسة عشر جزءً. واللّٰه تعالیٰ أعلم. (الإفادة الخطيرة شرح الملخص فی الهيئة للچغمينی:۱۷۵)

(۵) قال البيرونی: وذلک هو الفجر وهو ثلاثة أنواع (ثم قال بعد ذکر الأنواع الثلاثة) وبحسب الحاجة إلی الفجر والشفق رصد أصحاب هذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانين وقته أن انحطاط الشمس تحت الأفق متیٰ کان ثمانية عشر جزءً کان ذلک وقت طلوع الفجر فی المشرق ووقت مغيب الشفق فی المغرب ولما لم يکن شيئاً معيناً بالأول مختلطاً اختلف فی هٰذا القانون فراٰه بعضهم سبعة عشر جزءً. (القانون المسعودی لأبی ريحان البيرونی:۹۴۹/۲)

(۶) قال المحقق الطوسی فی الزبدة فی الباب الرابع والعشرين بعد ذکر الأنواع الثلاثة من الفجر والشفق: وقد علم بالرصد أن أول الفجر واٰخر الشفق يکون وقت انحطاط الشمس عن الأفق ثمان عشرة درجة من دائرة ارتفاعها.

وقال فی تبصرته فی الفصل التاسع من الباب الثالث: وقد عرف بالتجربة أن انحطاط الشمس عند طلوع أول الفجر ثمانية عشر جزءً.

وقال فی بيست باب: نظیر درجۂ آفتاب را بر مقنطرہ ہجدہم درجہ نہم ومرئی رانشان کنم، پس برافق غربی نہم ومرئی رانشان کنم ومیان ہر دو نشان بشمرم وبر پانژدہ قسمت کنم آنچہ بیروں آید ساعات مستوی باشد میان طلوع صبح (کاذب، شرح) وطلوع آفتاب (إلیٰ قوله) واگر نظیر درجۂ غربی بود بیشتر از ہژدہ درجہ ہنوز صبح بر نیامدہ باشد واگر کمتر از ہژدہ باشد صبح برآمدہ باشد واگر ہژدہ درجہ بود اول وقت طلوع صبح ہست۔ (بیست باب، للمحقق الطوسی، باب نہم)

(۷) إذا صارت الشمس قريبة من الأفق بقدر ثمانية عشر جزءً (إلیٰ) يری البياض الطويل فی جانب المشرق هو يسمیٰ بالصبح الکاذب کأن کون الأفق بعده مظلماً يکذب کونه نور الشمس و المنتشر فی الأفق بعده بزمان يسمیٰ بالصبح الصادق لکونه أصدق ظهوراً من الأول قيل ابتداءه حين انحطاط الشمس خمسة عشر جزءً. (تحفة أولی الألباب شرح بيست باب للعلامة عبد الباقی الکتوازی)

(۸) اعلم أنه قد علم بالتجربة أن أول الصبح الکاذب إنما يکون إذا کان انحطاط الشمس من الأفق الشرقی ثمانية عشر جزءً. (شرح لِم بر حاشية بيست باب)

(۹) ذکر العلامة المرحوم الشيخ خليل الکاملی فی حاشيته علیٰ رسالة الأسطرلاب لشيخ مشايخنا العلامة المحقق علی آفندی الداغستانی أن التفاوت بين الفجرين وکذا بين الشفقين الأحمر والأبيض إنما هو بثلٰث درج. (ردالمحتار:۳۳۲/۱)

(۱۰) بدانکہ صبح دو باشد یکے کاذب کہ ہنگام انحطاط بر ہیژ دہ درجہ از درجات دائرۂ ارتفاع مارہ بمرکز شمس سپیدی ضعیف و دراز و باریک بر اجزاء کثیفہ سطح مخروط ظل زمین مسمّٰی بلیل نمودار شود واورا کاذب ازین جہت گویند کہ افق تکذیبش می کند کہ دراں حال مظلم باشد (إلــی قــولــه) ودوم صبح صادق وآں روشنی نہار درافق شرقی باشد ہنگام انحطاط آفتاب پانزدہ درجہ قـالـه البرجندی. (حاشية مالابدمنه، ص: ۲۹) اور پر شرح چغمینی کے حاشیہ سے بھی برجندی کی عبارت نقل کی جا چکی ہے، علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ اور فلکیات دونوں کے مسلم امام ہیں، فلکیات میں آپ کی کئی کتابیں ہیں، مثلاً: شـرح مـجسطی، شرح رسالة أسطرلاب للطوسی، شرح التذکرة النصیریة، حاشية شـرح چـغـمينی. (۱) فقہ میں آپ کی تصنیف شرح نقایہ بہت مشہور ہے، علامہ شامی، شیخ اسماعیل، نوح، حموی، ابن نجیم اور قنال رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے مشہور فقہا آپ کی تحقیقات نقل فرماتے ہیں۔

خلاصۂ ترجمہ حوالجات تحقیقاتِ قدیمہ:

(۱) تجربہ سے بلا شبہ ثابت ہوا ہے کہ صبح کاذب کی ابتدا اور شفق کے آخر میں آفتاب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (التصریح، ص: ٦٩)

(۲) افق شرقی وغربی سے آفتاب کے مرکز کا انحطاط مراد ہے اور وہ اٹھارہ درجہ ہے، فلک اعظم اسے ایک گھنٹہ ۱۲/منٹ میں طے کرتا ہے اور یہ صبح صادق وکاذب دونوں کا مجموعہ ہے، اس مجموعہ میں سے ۱۲/منٹ صبح کاذب کا حصہ ہے اور ایک گھنٹہ صبح صادق کا حصہ ہے، اس تقسیم کی تفصیل میں تطویل ہے، جس کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں۔ (حاشية التصریح، ص: ٦٩)

(۳) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ صبح کی ابتدا اور شفق کی انتہا اس وقت ہوتی ہے آفتاب جب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے، لہٰذا جس شہر کا عرض تمام المیل سے اٹھارہ درجہ کم ہوگا، وہاں انقلاب صیفی (۲۲/جون) کے وقت شفق صبح کاذب سے مل جائے گی۔ (شرح چغمینی، ص: ۱۷۵)

(۴) یہ (۱۸/درجہ زیرِ افق) صبح کاذب کی ابتدا ہے اور صبح صادق کی ابتدا کے بارے میں بلا شبہ کہا گیا ہے کہ اس وقت آفتاب پندرہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔ (حاشية شرح چغمینی، ص: ۱۷۵)

(۵) ابوریحان بیرونی فجر کی تین قسمیں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ آفتاب جب اٹھارہ درجہ زیرِ افق ہوتا ہے، (۲) اس وقت فجر (کاذب) کی ابتدا اور شفق کی انتہا ہوتی ہے۔ (القانون المسعودی: ۲/ ۹٤۹)

(۱) الفوائد البهية في تراجم الحنفية للعلامة عبدالحی اللکنوی، ص: ۱۵، وهدية العارفين لإسماعيل پاشا: ۵۸٦/۱.

(۲) بعض کو وہم ہوا ہے کہ بیرونی نے ۱۸/زیرِ افق کا جو معیار بنایا ہے، وہ فجر صادق سے متعلق ہے، اس کے بطلان پر شواہد ذیل ہیں:

ا۔ بیرونی نے پہلے فجر کی تعریف کی، پھر اس کی تین انواع بیان کیں، پھر ابتداء فجر کا معیار بتایا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فجر کی نوع اول یعنی فجر کاذب کا وقت ہے، یہ امر سیاق عبارت سے ظاہر ہونے کے علاوہ دوسرے فلکیین کے طرز تحریر۔۔۔ ==

(۶) محقق طوسی نے فجر اور شفق کی تین انواع بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رصدگاہ سے مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ فجر کی ابتدا اور شفق کی انتہا اس وقت ہوتی ہے جب آفتاب افق سے اٹھارہ درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(زبدہ، تبصرہ، بیست باب)

(۷) جب آفتاب افق سے ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت مشرق کی طرف ایک لمبی روشنی نظر آتی ہے، وہ صبح کاذب کہلاتی ہے، اس سے کچھ وقت کے بعد افق میں پھیلنے والی روشنی کو صبح صادق کہا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی ابتدا کے وقت آفتاب ۱۵/درجہ زیر افق ہوتا ہے۔(تحفہ)

(۸) خوب سمجھ لیں کہ بلا شبہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ صبح کاذب کی ابتدا کے وقت آفتاب ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(شرح لِم بر حاشیة بیست باب)

(۹) صبح صادق و کاذب اور شفق احمر و ابیض کے درمیان تین درجہ کا فرق ہوتا ہے۔(ردالمحتار: ۳۳۲/۱)

(۱۰) بوقت صبح کاذب آفتاب افق سے ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے اور بوقت صبح صادق ۱۵/درجہ۔

(حاشیہ مالا بدمنہ:۲۹۔بحوالہ برجندی)

== ۔۔۔کے بھی مطابق ہے، کیونکہ وہ ۱۸° زیر افق کو مطلق فجر سے تعبیر کر کے فجر کاذب مراد لیتے ہیں، فجر صادق کے بیان میں بیرونی کے قول ''وتنعقد به شروط العبادات'' سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تینوں انواع کا بیان ختم کرنے کے بعد جو ابتداء فجر کا معیار بیان کیا ہے، وہ فجر صادق کا ہے، اگر شروط العبادات کے پیش نظر معیار کا بیان مقصود ہوتا تو غروب شفق احمر کے درجات بھی بیان کرتے، بالخصوص جب کہ وہ اختلاف الأئمة فی اسم الشفق علیٰ أیهما یقع أوجب أن یتنبه لهما معاً، سے اس کے علم کی اہمیت بھی بیان کر چکے ہیں۔

(۲) بیرونی نے فجر صادق کی تعریف یوں کی ہے: منبسط فی عرض الأفق مستدیر کنصف دائرةٍ، ۱۸° زیر افق کے وقت نصف دائرہ کی شکل ہرگز نظر نہیں آسکتی، جب چاہیں جہاں چاہیں مشاہدہ کر کے فیصلہ کریں، تمام فلکیین اس وقت ظاہر ہونے والی روشنی کو مستطیل بتاتے ہیں، اور گیارہ علما کے تین روز تک مشاہدات میں بھی یہ روشنی مستطیل ہی نظر آئی ہے، جیسا کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خود نوشتہ روئیداد میں تحریر ہے۔

(۳) بیرونی کی عبارت بحسب الحاجة إلی الفجر والشفق رصد أصحاب هٰذه الصناعة أمره فحصلوا من قوانین وقته (إلیٰ قوله) اختلف فی هٰذا القانون فراٰه بعضهم سبعة عشر جزءً، سے ثابت ہوا کہ وہ اپنا ذاتی مشاہدہ اور اس کی بنا پر خود کوئی فیصلہ نہیں لکھ رہے ہیں، بلکہ دوسرے فلکیین کے مشاہدات اور ان کے مختلف اقوال نقل کر رہے ہیں، اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ دوسرے تمام فلکیین اس کو فجر کاذب قرار دیتے ہیں۔

(۴) علامہ برجندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی سے ۱۷° زیر افق پر صبح کاذب کا قول نقل فرمایا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے بھی بیرونی کی اس عبارت کو صبح کاذب سے متعلق قرار دیا ہے، برجندی کی پوری عبارت صفحہ ۱۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) بیرونی کی عبارت مذکورہ سے ظاہراً اور ان کی کتاب ''تفہیم'' کی عبارت ''ثم یتلوه (الصبح الکاذب) الفجر الصادق معترضاً علیه منبسطاً فی الأفق'' میں ''معترضاً علیه'' سے صراحۃً ثابت ہوا کہ بیرونی کے نزدیک بھی صبح صادق سے قبل متصلاً صبح کاذب کا وجود ضروری ہے، حالانکہ ۱۸° زیر افق سے قبل متصلاً باجماع فلکیات قدیمہ وجدیدہ کوئی روشنی نہیں ہوتی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سرکردگی میں گیارہ علما کے مشاہدات میں بھی اس سے قبل کوئی روشنی نظر نہیں آئی۔منہ

تحقیقات جدیدہ:

(۱) ’’معیار الاوقات‘‘اس کتاب کے سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے’’مصنفہ مولوی عبد الواسع صاحب پروفیسر دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ،متفقہ مجلس علما،منعقدہ محکمۂ صدارتِ عالیہ،سرکارعالی منظورہ بارگاہ خسروی جہاں پناہی حیدرآباددکن‘‘اس سے ثابت ہوا کہ اس کتاب کی صحت پر علما کی ایک ایسی مجلس کا اتفاق ہے جسے نواب حیدرآباددکن نے متعین کیا تھا، پھر نواب صاحب نے اس کتاب کی تحقیقات کو منظور فرمایا، یہ کتاب کتب خانہ خاص ترقی انجمن اردو،اردو کالج کراچی میں موجود ہے،اس کے صفحہ ۱۴، ۱۵، ۲۵، ۲۸ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ صبح کاذب کے وقت آفتاب ۱۸/درجہ اور صبح صادق کے وقت ۱۵/درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(۲) ایڈمرلٹی مینول آف نیوی گیشن :۲/۷/ ۱۳۷۔

(۳) بیسک ایر نیوی گیشن ڈرلز۔

(۴) ایسٹرونومیکل افیمیریز۔

(۵) ناٹیکل المینک۔

(۶) مراسلہ(۱) ڈائرکٹر ہائیڈروگرافی نیول ہیڈکواٹرز حکومتِ پاکستان،کراچی۔

YDROGRAPHIC DIREOTORATE

NAVAL STAFF BRANCH
NAVAL HEADQURATERS
KARACHI

D.O.NO.HD/0102121 30 October, 1970.

From:. Captain S.R. Islam, P.N.
Director of Hydrography.

Dear sir!

Reference your letter dated 24.6.1970 and Mufti Rashid Ahmad's letter dated 7.10.1970.

The Nautical Almanac is a standard publication of the Royal Navy and 1st contents are extensively used for the computation of the rising and setting phenomena of the heavenly bodies and other astronomical information mainly connected with navigation. The accuracy of tables in the Nautical Almanac meets the problems indicated by you. From the nautical of 1970 the times of sunrise and twilight have been calculated to compare your computations. The results are as under:.

---

(۱) جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے اطمینان کی خاطر ان محکموں سے تصدیق کروائی گئی،ورنہ مجھے اس کی حاجت نہ تھی۔رشید احمد

Place	date	Stated time of صبح صادق	calculated time when sun is 15° below horizon
Goth fakir			
(lat.25° 46'N)	11.6.70	04hrs.19 min.	04 hrs. 20 min.
Long .68° 40'E)		(Zone +5 hours)	(zone + 5hours)
Karachi			
(lat. 24° 52.5'N)	20.6.1970.	04hrs.30 min.	04hrs.29min.
Long .67° 2.5'E)	20.9.1970.	05hrs. 17 min.	05hrs. 18min.
	20.12.1970.	06hrs. 03min.	06hrs. 02min.

2 The calculated time as given above is based upon the following data given in the Nautical Almanac (page 258)and Admiralty manual of Navigation vo1.II (page 137) : .

Extra from Nautical Almanac 1970(page 258)

Basis of the tabulations .At sunrise and sunset 16' is allowed for semi_ diameter and 34' for horizontal refraction so that times given the sun's upper limb is on the visible horizon; all times refer to phenomena as seen from sea level with a clear horizon.

At the times given for the beginning and end of twilight, the sun's zenith distance is 96° for civil and 102° for nautical twilight. The degree of illumination at the times given for civil twilight (in good conditions and in the absence of other illumination) is such that the brightest stars are visible and the horizon is clearly defined. At the times given for nautical twilight the horizon is in general not visible, and it is too dark for observation.

Times corresponding to other depressions of the sun may be obtained by interpolation or, for depressions of more than 12 ° less reliably, by extrapolation; times so obtained will be subject to considerable uncertainty rear extreme conditions.

EXTRACT from Admiralty manual of Navigation Vole .II(Page)137

Astronomical twilight .this is said to end or begin when the sun's centre is 18° below the horizon, at which moment absolute darkness is assumed to begin or end so for as the sun is concerned.

3. The times of صبح صادق or صبح کاذب and other requirements can be obtained from the above stated arguments according to the definitions of the terms.

4. A comparison of the times given by you for 22 nd September and 22nd December 1970 indicates that they relate to Astronomical twilight (morning) when the sun is 18° below the horizon. For 22nd June 1970 the time given is a little earlier.

5. The chart of time supplied by you has also been compared and the times given for صبح صادق as well as sunrise generally tally with other times calculated from the Nautical Almanac for Astronomical twilight and sunrise respectively.

Yours sincerely

(S.R. ISLAM)
Captain Pakistan Navy

Molana Ehtishamul Haq Thanvi.
56, Jacob lines.
Karachi.

Copy to:. Mufti Rashid Ahmad.
Dwruliftae wal Irshad. Nazimabad
Karachi.

(۷) مراسلہ ڈائرکٹر محکمہ موسمیات حکومت پاکستان بنام مولانا احتشام الحق تھانوی

PAKISTAN METEOROLOGICAL DEPARTMENT

Office of the Deputy Director, climatology, Hydrometeorology
Oceanography, University Road, Karachi.

Karachi

No. c1_11(7)/ 68 Dated the 18th September 1970.

To
Maulana Ehtishamul Haq Thanvi
56, Jacob lines,
Karachi.

Dear Sir!

Kindly refer to your letter dated the 21 st June, 1970. Replies to the queries at the end of page 4 of the report received along with your letter, are given below seriatim:

1 We have no comments to offer.

2 The time for the beginning of morning astronomical twilight for

12th June is 4h 11m. The beginning of morning astronomical twilight is taken to be the time when the sun is 18˚below horizon. We have no comments to offer on the timings in the different charts given, the timings of sub_he_sadiq for Karachi.

3　When the sun is 18˚below horizon, all light from the sun is cut off.

4　This department has not undertaken any work on the determination of the timings of sub_he_sadiq according to the definition given in the 'note' at the end of page 4 of the Report enclosed with your letter. These timings can, however, be calculated for any location if the phenomena sub_he_sadiq is precisely defined with respect to the position of the sun below horizon. Without this , the calculation of the timings will not be possible and as you have yourself noticed, will be subject to the personal error of the observer.

Delay in the reply to your letter is deeply regretted.

Yours faithfully,

(T.H. SIDDIQUI) 18/9/1970
For DIRECTOR

(۸)　خط از بندہ رشید احمد بنام ڈپٹی ڈائرکٹر محکمۂ موسمیات، حکومتِ پاکستان کراچی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی جناب ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب محکمۂ موسمیات، حکومتِ پاکستان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امور ذیل سے متعلق اپنے محکمہ کی تحقیق تحریر فرمائیں۔

(۱)　کراچی کے عام نقشوں میں صبح صادق کے اوقات یہ ہیں، ۲۲ رجون ۴ ربج کر ۱۱ رمنٹ، ۲۲ رستمبر ۵ ربج کر ۳ رمنٹ، ۲۲ ردسمبر ۵ بج کر ۴۹ منٹ، اس وقت آفتاب افق سے کتنے درجہ نیچے ہوتا ہے؟

(۲)　جب آفتاب افق سے ۱۸ ردرجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت افق پر کسی قسم کی روشنی ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳)　کراچی کے لئے صبح صادق (۱۵ رزیر افق) کے اوقات تحریر کریں۔ فقط والسلام علیکم

رشید احمد عفا اللہ عنہ
دار الافتاء والارشاد ناظم آباد، کراچی
۳ ررجب ۱۳۹۰ھ۔ مطابق ۲ را کتوبر ۱۹۷۰ء

جواب خط از این، اے، قریشی ڈپٹی ڈائرکٹر محکمۂ موسمیات، حکومتِ پاکستان، کراچی۔

No. c1-11(17)/68/1667

PAKISTAN METROLOGICAL DEPARTMENT

OFFICE OF THE DEPUTY DIRECTOR

CLIMATOLOGY HYDROMETEOROLOGY & OCEANOGRAPHY

From: N.A. Qureshi
Deputy Director.

To: Mufti Rashid Ahmad
Daruliftae Wal Irshad
Nazimabad IV.Karachi _18.
Karachi, the 21at October, 1970.

Dear Sir!

Reference your letter dated 2.10.1970.

The replies to your queries are as follows seriatim:

1 The sum is approximately 18 degrees below the horizon at the times given on the dates specified.

2 When the sun is 18 degrees below the horizon all light from the sun is cut off.

3 The times, correct to the nearest half min., calculated for meteorological observatory at Karachi Airport (coordinates 24 ˚ 54' N & 67˚ 08'E) when the sun is 15˚below the horizon on dates specified are as follows:

22.06.1970:	04 hrs 29½ min.	W. P. S. T.
22.09.1970:	05 hrs 17 min.	W .P.S. T.
22.12.1970:	06hrs 4½ min.	W .P .S .T

Kindly acknowledge receipt.

Yours faithfully.

(N. A. Quresh)
Deputy Director.
Phone: 415549

خلاصہ ترجمہ مراسلہ ڈائرکٹر ہائیڈروگرافی نیول ہیڈکواٹرز حکومتِ پاکستان، کراچی۔

اوقات ۱۵/درجہ زیر افق	اوقات رسالہ صبح صادق	تاریخ		مقام
۴بج کر ۲۹،۱/۲ منٹ	۴بج کر ۳۰منٹ	20.6.70		کراچی
۵بج کر ۱۸منٹ	۵بج کر ۱۷منٹ	20.9.70	24'52.5	عرض البلد
۶بج کر ۲منٹ	۶بج کر ۳منٹ	20.12.70	67.2.5	طول البلد

صبح کے وقت جب آفتاب ۱۸/درجہ زیر افق ہوتا ہے، اس وقت مکمل اندھیرے کا اختتام اور شام کے وقت ۱۸/درجہ پر مکمل اندھیرے کی ابتدا ہوتی ہے۔

۲۲/ستمبر اور ۲۲/دسمبر کے دیئے ہوئے وقت میں آفتاب ۱۸/درجہ زیر افق ہوتا ہے اور ۲۲/جون کا وقت اس سے بھی کچھ پہلے ہے۔

آپ کے بھیجے ہوئے (پرانے) نقشے میں صبح صادق کا دیا ہوا وقت ۱۸/درجہ زیر افق کے مطابق ہے۔

دستخط ایس، آر، اسلام کیپٹن پاکستان نیوی

خط بنام ـــــــ مولانا احتشام الحق تھانوی ۵۶/جیکب لائنس، کراچی

خط کی نقل بھیجی گئی بنام ـــــ مفتی رشید احمد دارالافتاوالارشاد ناظم آباد کراچی

خلاصۂ ترجمہ مراسلہ ڈائرکٹر محکمۂ موسمیات، حکومتِ پاکستان کراچی۔

(۱) ۱۲/جون کو ایسٹرونومیکل ٹوائیلائٹ ۴/بج کر ۱۱/منٹ پر شروع ہوتی ہے (جیسے مروجہ نقشوں میں ہے) اس وقت آفتاب افق سے ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے۔

(۲) جب آفتاب ۱۸/درجہ زیر افق ہوتا ہے، اس وقت آفتاب کی ہر قسم کی روشنی افق سے منقطع ہوتی ہے۔ دستخط ٹی، ایچ، صدیقی برائے ڈائرکٹر۔

خلاصۂ ترجمہ مراسلہ ڈپٹی ڈائرکٹر محکمۂ موسمیات، حکومتِ پاکستان، کراچی۔

(۱) آپ نے جن تاریخوں کے جو اوقات لکھے ہیں، اس وقت آفتاب ۱۸/درجہ افق سے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) جب آفتاب افق سے ۱۸/درجہ نیچے ہوتا ہے، اس وقت اس کی روشنی بالکل منقطع ہوتی ہے۔

(۳) ۲۲/جون ۱۹۷۰ء ۴/بج کر ۲۹-۱/۲/منٹ

۲۲/ستمبر ۱۹۷۰ء ۵بج کر ۱۷/منٹ

۲۲/دسمبر ۱۹۷۰ء ۶/بج کر ۴-۱/۲/منٹ

دستخط این، اے، قریشی ڈپٹی ڈائرکٹر فون نمبر:-۴۱۵۵۴۹

حوالجات متعلقہ وقت عشا:

قال الإمام الطحاوی رحمه اللّٰه تعالیٰ: وكان النظرفی ذلک عندنا أنهم قد أجمعوا أن الحمرة التی قبل البياض من وقتها وإنما اختلافهم فی البياض الذی بعده. فقال بعضهم حكمه حكم الحمرة وقال بعضهم حكمه خلاف حكم الحمرة، فنظرنا فی ذلک فرأينا الفجر يكون قبله حمرة ثم يتلوها بياض الفجرفكانت الحمرة والبياض فی ذلک وقتًا لصلوٰة واحدة وهوالفجرفإذا خرجا خرج وقتها فالنظرعلیٰ ذلک أن يكون البياض و الحمرة فی المغرب أيضاً وقتا لصلوٰة واحدة وحكمهماحكم واحد إذا خرجا خرج وقت الصلوٰة اللذان هما وقت لها. (شرح معانی الآثار، ص: ٧٦، ج: ١)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ جس قسم کی بیاض فجر میں معتبر ہے، عشا میں بھی اسی کا اعتبار ہوگا۔

وقال الإمام الكاسانی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی بيان أول وقت العشاء: ولأبی حنيفة رحمه اللّٰه تعالیٰ النص والا ستدلال. أما النص فقوله تعالیٰ: "أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ" جعل الغسق غاية لوقت المغرب ولا غسق ما بقی النورالمعترض. وروی عن عمروبن العاص رضی اللّٰه تعالیٰ عنه أنه قال: آخروقت المغرب مالم يسقط نور الشفق وبياضه والمعترض نوره.

وفی حديث أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: وإن اٰخروقت المغرب حين يسود الأفق وإنما يسود بإخفائها بالظلام (إلیٰ قوله) وأما الفقهی فهوأن صلا تين يؤديان فی أثرالشمس وهو المغرب مع الفجر، الخ. (بدائع الصنائع، ص: ١٢٤، ج: ١)

"النورالمعترض" اور "حين يسود الأفق" کے الفاظ صریح نص ہیں کہ شفق ابیض سے ابیض معترض مراد ہے، اس کے بعد دلیل فقہی میں بھی مغرب اور فجر دونوں کو اثر شمس میں جمع کرنے سے ثابت ہوا کہ فجر کی طرح مغرب میں بھی بیاض مستطیل معتبر نہیں۔

وقال العلامة حسام الدين الحسين بن علی رحمه اللّٰه تعالیٰ: إن المغرب بمنزلة الفجرثم البياض المعترض فی باب الفجر فی حكم الحمرة فليكن كذلک فی مسئلتنا هذه. (النهاية علیٰ هامش الهداية، ص: ٨٢، ج: ١)

وقال الشيخ الأنوررحمه اللّٰه تعالیٰ: ولنا ما عند الترمذی رحمه اللّٰه تعالیٰ حتی يسود الأفق و ليس هذا السواد إلا بعد البياض فالتحقيق فيه عندی أن الشفق من الإشفاق والشفقة هی الرقة فهوأمربين البياض الناصع والحمرة القانية، واعلم أن الوقت فی اليوم الواحد من انبلاج الصبح الصادق إلیٰ طلوع الشمس يكون كما بين غروبها وغروب الشفق الأبيض فی ذلک اليوم كذا حققه الرياضيون. (فيض الباری، ص: ١٣١، ج: ٢)

اس عبارت میں تین بار اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے، اولاً حتـی یسـو د الأفق سے بیاض معترض غروب ہوتے ہی افق پر ظلمت چھاجاتی ہے، ثانیاً شفق کی تعریف ''فهو أمر بين البياض الناصع والحمرة القانية'' سے، یہ کیفیت بیاض معترض میں ہوتی ہے، بیاض مستطیل ناصع ہوتی ہے۔ مغرب کی طرف بیاض معترض کی طرح مشرق کی طرف صبح صادق کی بیاض میں بھی سرخی کی جھلک ہوتی ہے۔ کما سيأتي إن شاء الله تعالىٰ، ثالثاً آخر میں بالکل تصریح فرمارہے ہیں کہ فجر اور مغرب کا وقت برابر ہوتا ہے۔

وفي إعلاء السنن: أن الحمرة والبياض الباديين في الأفق بعد غروب الشمس كلاهما نظير البياض والحمرة الباديين قبل طلوع الشمس لكون كليهما من آثار أشعتها فمدة ما بين غروب الشمس إلىٰ غيبوبة بياض الشفق هي المدة ما بين ظهور بياض الفجر إلىٰ طلوع الشمس سواء بسواء كما صرح به أصحاب الرياضي والهيئة، قال في حاشية شرح الچغميني: الشفق والفجر هما متشابهان شكلاً ومتقابلان وضعاً إذ الفجر يبدو من بياض ضعيف مستطيل ثم ببياض عريض ثم حمرة والشفق يبدو بعد الغروب من حمرة ثم بياض عريض ثم بياض مستطيل، الخ. ولعلك تفطنت من هذا الكلام أن الشفق الأبيض أيضاً مثل الفجر اثنان بياض مستطير عريض و بياض ضعيف مستطيل فكما أن المعتبر في الفجر هو البياض العريض كذلك في الشفق المعتبر هذا لا البياض المستطيل. (إعلاء السنن، ص: ۹، ج: ۲)

ونقل العلامة العثماني رحمه الله تعالىٰ أيضاً عن إعلاء السنن ما قدمنا من عبارته. (فتح الملهم، ص: ۱۹۵، ج: ۲)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی سرکردگی میں علما کی جماعت کے مشاہدات:

جون ۱۹۷۰ء میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم صدر دار العلوم کراچی کی سرکردگی میں مشہور علما کی ایک جماعت نے صرف مشاہدات کے لئے ٹنڈو آدم سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر شمال مشرق میں واقع مدرسہ محمد یہ (طول ۶۸ ۱/۴۰ عرض ۲۵ ۲/۴۶) تک سفر کیا، حضرت مفتی صاحب نے مشاہدات کی روئیداد خود اپنے قلم سے تحریر فرمائی، جس پر دوسرے حضرات نے بھی دستخط کئے۔ ذیل میں اس روئیداد کے ضروری اقتباسات دیئے جاتے ہیں۔

اسماء شرکاء سفر:

(۱) مولانا مفتی رشید احمد صاحب — دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

(۲) مولانا مفتی محی الدین صاحب — مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ مشرقی پاکستان

(۳)	مولانا مفتی ولی حسن صاحب	مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی
(۴)	مولانا عاشق الٰہی صاحب	مدرس دارالعلوم کراچی
(۵)	مولانا محمد رفیع صاحب	مدرس دارالعلوم کراچی
(۶)	مولانا محمد تقی صاحب	// //
(۷)	مولانا محمد علی صاحب	// //
(۸)	جناب کلیم صاحب	لیکچرار شعبۂ تاریخ اسلام کراچی یونیورسٹی
(۹)	احقر محمد شفیع	(صدر دارالعلوم کراچی)

مقامی علما میں سے مندرجہ ذیل حضرات مشاہدات میں شریک رہے۔

(۱۰)	مولوی محمد صدیق صاحب (فقیر منٹھار)	مہتمم مدرسہ محمدیہ نز دٹنڈو آدم
(۱۱)	مولوی عبدالواحد صاحب	مدرس مدرسہ محمدیہ نز دٹنڈو آدم

۱۱/ جون:

پھر ایک روشنی عرضاً پھیلنے والی افق کے اوپر شروع ہوئی، روشنی کا پورا تبیّن جس پر سب دیکھنے والوں نے اتفاق کیا وہ تو ۱۹/۴ پر تھا، اس روشنی کے اس سے کچھ پہلے ہونے کا بھی بعض کو شبہ رہا۔

۱۲/ جون:

صبح کو تقریباً ۳-۱/۲ بجے میدان میں سب حضرات پہنچ گئے، اس وقت افق مشرق پر کسی قسم کی روشنی نہیں تھی، ٹھیک چار بجے افق پر مخروطی شکل کی طولانی روشنی نمودار ہوئی جس کو سب نے دیکھ کر صبح کاذب قرار دیا اور اس کے سترہ منٹ بعد یعنی ۱۷/۴ پر صبح صادق واضح طور پر مشاہدہ کی گئی اس پر سب کا اتفاق رہا۔

طلوع آفتاب ۵/۳۲ پر ہوا۔

۱۳/ جون:

آج کراچی میں کورنگی سوکواٹر کے قریب مشرقی ساحل سمندر پر جا کر مشاہدہ کی کوشش کی گئی جس میں مفتی رشید احمد صاحب، مولانا محی الدین صاحب، مولانا عاشق الٰہی صاحب، مولوی محمد علی صاحب، مولانا محمد رفیع صاحب اور احقر محمد شفیع شامل تھے۔

اتنا سب نے محسوس کیا کہ ۱۱/۴ جو وقت صبح صادق قدیم نقشوں میں آج کی تاریخ کا لکھا ہوا ہے اس وقت کسی قسم کی روشنی افق پر نہیں تھی۔ اس کے بعد وہ روشنی جس کو صبح کاذب کہا جا سکتا ہے شروع ہوئی۔ پھر اسکے بعد وہ روشنی جس کو صبح

کاذب کہا جا سکتا ہے شروع ہوئی۔ پھر اسکے بعد صبح صادق کی معترضاً پھیلنے والی روشنی سامنے آئی۔
محمد شفیع ۷/۴/۰ ۱۳۹ھ۔

رشید احمد عفا اللہ عنہ	ولی حسن ٹونکی غفر اللہ لہ	محمد عاشق الٰہی
محمد رفیع عثمانی	محمد تقی	عبدہ محی الدین عفا عنہ

نتائج:

کراچی کے مشاہدہ کا نتیجہ ایسا عام فہم ہے کہ اس سے متعلق کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں اور ٹنڈو آدم کے مشاہدہ کے نتائج پر اہل فن غور کریں گے تو ثابت ہوگا کہ وہاں بندہ کی تحقیق کے عین مطابق صبح کاذب ۱۸/زیر افق اور صبح صادق ۱۵ زیر افق کے وقت پر ہوئی اور عوام اس کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ تاریخوں میں کراچی کے اوقات پرانے نقشوں میں یوں دیئے ہیں۔

	صبح صادق	طلوع
۱۱/جون	۴بجکر۱۲ منٹ	۵بجکر۴۱ منٹ
۱۲ جون	۴بجکر۱۱ منٹ	۵بجکر ۴۱ منٹ

ٹنڈو آدم میں طلوع، کراچی سے ۹ منٹ قبل ۵ بج کر ۳۲ منٹ پر ہوا تو، صبح صادق اور صبح کاذب بھی تقریباً ۹ منٹ بلکہ بروئے حساب ۱۰، ۱۱ منٹ قبل ہونی چاہیے، حالانکہ وہاں صبح صادق کراچی کے وقت سے ۱۲ جون میں ۶ منٹ بعد ۴ بجکر ۱۷ منٹ پر ہوئی اور ۱۱ جون میں ۷ منٹ بعد ۴ بجکر ۱۹ منٹ پر ہوئی۔ البتہ صبح کاذب ۱۱ منٹ پر ہوئی۔ اس سے ہر ادنیٰ فہم رکھنے والا شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کراچی کے قدیم نقشوں میں صبح کے عنوان کے تحت دیئے ہوئے اوقات درحقیقت صبح صادق کے نہیں بلکہ یہ اوقات صبح کاذب کے ہیں۔

مشاہدات مذکورہ کی بناء پر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے ایک سوال کے جواب میں مندرجہ ذیل فتویٰ تحریر فرمایا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ۳۶/۳۶۰ :

حامداً و مصلیاً

اتنی بات تو یقینی ہوگئی ہے کہ نقشوں اور جنتریوں میں جو وقت صبح صادق کا لکھا ہے وہ صبح صادق کا اصلی وقت نہیں ہے، بلکہ غالباً صبح کاذب کا وقت ہے جو انتہاء سحر کے لئے احتیاطاً لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کچھ وقت رہتا ہے جس

کی مقدار ہر جگہ ۱۲ منٹ ہی نہیں بلکہ ہر موسم اور ہر علاقہ میں تفاوت کی نوعیت الگ ہے لہذا نقشوں کے مطابق فوراً اذان دیکر مرد یا عورتوں کا نماز پڑھ لینا درست نہیں۔ نقشوں کے وقت سے بیس منٹ بعد فجر کی اذان دینے اور اس کے بعد نماز فجر پڑھنے سے ہر موسم میں بلاشبہ نماز صحیح ہو جائیگی، لہذا اس پر عمل کیا جائے۔

مہر دار الافتاء دار العلوم کراچی۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ دار العلوم کراچی ۱۴۔ ۲۸/۱۱/۱۳۹۰ھ

اقتباسات فیصلہ مجلس تحقیق، منعقدہ دار العلوم کراچی ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ:

اس مجلس میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب کے رسالہ صبح صادق کے دلائل پر غور کیا گیا اور متعلقہ کتب کی مراجعت کی گئی نیز مسئلہ کی تحقیق اور مشاہدات کے لئے ٹنڈو آدم کا جو سفر کیا گیا تھا اس کے نتائج زیر غور آئے۔ بحث وتمحیص کے بعد مندرجہ ذیل باتیں پایۂ ثبوت کو پہنچ گئیں۔

مسئلہ کے زیر غور آنے کے بعد متفرق ایام میں جتنے مشاہدات کئے گئے ان میں سے کسی میں بھی مروجہ جنتریوں کے مطابق صبح صادق نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد ہوئی۔

ان سب امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مروجہ جنتریوں میں صبح صادق کے نام سے جو وقت لکھا گیا ہے وہ درحقیقت صبح کاذب کا ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے صبح صادق کے جو اوقات نکالے ہیں انکا مقابلہ ٹنڈو آدم کے مشاہدات سے کیا گیا فرق ایک منٹ کا تھا۔

بہر کیف مذکورہ بالا تحقیق سے ہمیں بھی یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ مولانا مفتی رشید احمد صاحب نے حسابی طریقہ سے جو اوقات نکالے ہیں، وہ درست ہیں۔

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۴/ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۲ ہجری

محمد شفیع   رشید احمد عفا اللہ عنہ   محمد عاشق الٰہی   محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

مشاہدہ میں غلط فہمی کے اسباب:

(۱) وسط اگست تا وسط اکتوبر میں مشرق کی طرف صبح کاذب سے کافی پہلے زوڈیکل لائٹ ظاہر ہوتی ہے جس کا صبح سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح یہ روشنی مغرب کی طرف وسط فروری تا وسط اپریل میں ظاہر ہوتی ہے۔ جارج ایبل نے اپنی کتاب ''ایکس پلوریشن آف دی یونیورس'' مطبوعہ ۱۹۶۴ء میں زوڈیکل لائٹ سے متعلق لکھا ہے کہ اسے بعض اوقات صبح کاذب بھی کہا جاتا ہے اس سے یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ اس کے بعد ظاہر ہونے والی ایسٹرونومیکل ٹوائیلاٹ صبح صادق ہوگی، لہذا خوب سمجھ لیں کہ اصطلاح شریعت میں ابتداء صبح میں افق سے کافی بلندی پر نمودار ہونے والی

مستطیل روشنی کو صبح کاذب کہا جاتا ہے۔ پھر یہی روشنی جب نیچے اتر کر عرضاً پھیلتی ہے، اور طول سے عرض زیادہ ہو جاتا ہے اور اس میں کچھ سرخی کی جھلک آ جاتی ہے تو اسے صبح صادق کہا جاتا ہے۔

عن سمر ة بـن جـنـد ب رضـى الـلّـه تعالىٰ عنه قال: قال رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا يغرنكم أذان بلال ولا بياض الأفق المستطيل هكذ احتى يستطيرهكذا. (رواه مسلم)(۱)

عـن عبـد اللّٰه بن مسعود رضى اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم:" ليس أن يقول الـفـجـرأوالـصبح وقال بأصابعه ورفعها إلىٰ فوق وطأطأ إلىٰ أسفل حتى يـقول هكذا وقال زهير: بسبابتيه إحدٰيهما فوق الأخرى ثم مدهما عن يمينه وعن شماله. (رواه البخارى)(۲)

قـولـه(وطـأطـأ): أى خـفـض أصبعيـه إلـىٰ أسـفـل وهـذا هوالإشـارة إلىٰ كيفية الصبح الصادق. (عمدة القارى، ص: ۱۳۵، ج: ۵)(۳)

الـفـجـرالـصـادق يطلع معترضاً ثم يعم الأفق ذاهباً يميناً وشمالاً بخلاف الفجرالكاذب وهو الـذى تسـميـه الـعـرب ذنـب السرحان فإنه يظهرفى أعلى السماء ثم ينخفض وإلىٰ ذلك أشار بقوله رفع وطأطأ رأسه. (فتح البارى: ۸۷/۲)(۴)

وفـى حـديـث طلق بن على: وكلوا واشربوا حتى يعترض لكم الأحمر، أخرجه ابن أبى شيبة وأحـمـد وأبـوداؤد والتـرمـذى وحسـنـه، وأخرج أحمد: ليس الفجرالمستطيل فى الأفق ولكنه المعترض الأحمر. (الدرالمنثور، ص: ۲۰۰، ج: ۱، ابن كثير، ص: ۲۲۲، ج: ۱)(۵)

قـال الـخـطـابـى: مـعـنـى الأحـمـرههـنـا أن يستبـطـن البيـاض المعترض أوائل حمرة. (فتح الملهم، ص: ۱۱۹، ج: ۳)(۶)

ومـاروى عـن الـخليل: أنه قال: رأيت البياض بمكة شرفها اللّٰه تعالىٰ فما ذهب إلا بعد نصف الـليل محمول علىٰ بياض الجوو ذلك يغيب اٰخرالليل وأما بياض الشفق وهورقيق الحمرة فلا يتأخرعنها إلا قليلا قدرما يتأخرطلوع الحمرة عن البياض فى الفجر. (زيلعى، ص: ۸۱، ج: ۱)

---

(۱) الـصـحيح لمسلم، باب بيان أن الدخول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر، كتاب الصوم (ح: ۱۰۹٤ / ۲۵٤٦)/سنن أبى داؤد، باب وقت السحور (ح: ۲۳٤٦)/سنن الترمذى، باب ماجاء فى بيان الفجر (ح: ۷۰۵) انيس

(۲) الصحيح للبخارى كتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ٥٩٦) انيس

(۳) كتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ٥٩٦) انيس

(۴) كتاب الأذان، باب الأذان قبل الفجر (ح: ٥٩٦) انيس

(۵) مسندالإمام احمد، مسندالعشرةالمبشرة، مسندالمدنيين، حديث طلق بن على (ح: ۹۰٤۸) انيس

(۶) تحفةالأحوذى شرح سنن الترمذى كتاب الصوم، باب ماجاء فى بيان الفجر (ح: ۷۰۵) انيس

والصبح ماجمع بياضًا وحمرة. (المغنى لابن قد امة، ص: ۳۸۵ ج: ۱)

قال الأزهری: ولو ن الصبح الصادق يضرب إلى الحمرة قليلاً كأنها لون الشفق الأول فى أول الليل. (لسان العرب)(۱)

قال فى التصريح: فيرى الضوء مرتفعاً عن الأفق مستطيلاً ويرى مابينه وبين الأفق مظلماً و هوالصبح الكاذب لكذبه فى الإخبارعن قرب الشمس لأن الأفق بعد مظلم.

وفى الحاشية: (قوله لكذبه) واندفع به ما قيل سمى بذلک لأنه يعقبه ظلمة يكذبه فإنه إذا طلع الصبح الثانى انعدم ضوء الصبح الأول وجه الاندفاع أنه لايعقبه ظلمة بل يخفى عن البصر لضعفه وغلبة الضوء الشديد الطارى عليه كما يخفى ضياء المشاعل والكواكب فى ضوء الشمس، اھ، مولانا أبوالفضل محمد حفيظ اللّٰه. (التصريح، ص: ۶۹)

يسمى بالصبح الكاذب كأن يكون الأفق بعد مظلم يكذب كونه نورالشمس. (شرح الچغمينى، ص: ۱۷۵)

والنوع الثانى منبسط فى عرض الأفق مستدير كنصف دائرة يضىء به العالم فينشرله الحيوانات والناس للعادات وتنعقد به شروط العبادات. (القانون المسعودى لأبى ريحان البيرونى، ص: ۹۴۹، ج: ۲)

فأما بياض الصبح الصادق فهوبياض مستديرفى الأفق. (تفسير كبير، ص: ۲۰۳، ج: ۲)

یہ امر علماء ہیئت کی تصریحات کے علاوہ مشاہدات سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۸ْ زیر افق پر مستطیل روشنی ظاہر ہوتی ہے، جس میں سرخی کی ذرا بھی آمیزش نہیں ہوتی۔ عرضاً پھیلنے والی صبح صادق ۱۵ْ زیر افق پر ہوتی ہے، درحقیقت عرفی دن طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، مگر شریعت نے زمین پر شعاع شمس کے ظہور کو بھی حکماً دن قرار دیا ہے اور ۱۵ْ زیر افق سے قبل شعاع شمس کا زمین پر قطعاً ظہور نہیں ہوتا، اس لئے یہ صبح کاذب ہے جو عرف کے مطابق شرعاً بھی رات میں داخل ہے، شعاع شمس کے صرف فلک پر ظہور کو شریعت نے دن کا حکم نہیں دیا، ورنہ صبح کاذب بھی دن میں شمار ہوتی۔

غرضیکہ زوڈیکل کا اصطلاح شریعت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ قوس قزح کی طرح ایک انعکاسی روشنی ہے جو سال بھر میں صرف دو ماہ وسط اگست تا وسط اکتوبر میں بعض مقامات پر نمودار ہوتی ہے اور ایسٹرونومیکل ٹوئیلائٹ سے کافی پہلے بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اردرا، گگن شین لائٹ اور دوسری کئی قسم کی روشنیاں مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر مختلف سمتوں میں رات کے مختلف حصوں میں نمودار ہوتی رہتی ہیں، جن کا صبح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(۱) لسان العرب حرف الصاد، صبح، ص: ۱۹۲، دارصادر، بیروت. انیس

ملاحظہ ہو! ایکس پلوریشن آف دی یونیورس تصنیف جارج ایبل مطبوع ۱۹۶۴ء ص ۳۱۵ وص ۳۳۸، دی پان آف ایسٹرونومی تصنیف جیمس میوریڈن ایف، آر، اے ایس، طبع ۱۹۶۴ء ص ۱۶۹، دی ایلیمنٹس آف ایسٹرونومی تصنیف ایڈورڈ آرتھر فیتھ طبع ۱۹۵۵ء ص ۲۱۲۔

خلیل کی طرح بعض دیگر حضرات کو بھی زوڈیکل لائٹ اور کہکشاں کو صبح کاذب سمجھنے کا مغالطہ لگا ہے جس پر اہل تحقیق نے تردید فرمائی ہے، چنانچہ علامہ خطاب مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قال في الذخيرة: وكثير من الفقهاء لايعرف حقيقة هذا الفجر ويعتقد أنه عام الوجود في سائر الأزمنة وهو خاص ببعض الشتاء وسبب ذلك أنه المجرة فمتى كان الفجر بالبلدة ونحوها طلعت المجرة قبل الفجر وهي بيضاء فيعتقد أنها الفجر فإذا باينت الأفق ظهر من تحتها الظلام ثم يطلع الفجر بعد ذلك وأما في غير الشتاء فتطلع المجرة أول الليل أو نصفه فلا يطلع آخر الليل إلا الفجر الحقيقي انتهٰى ونازعه غيره في ذلك وقال إنه مستمر في جميع الأزمنة وهو الظاهر. (مواهب الجليل شرح مختصر خليل، ص: ۳۹۹، ج: ۱)

وقال العلامة ابن حجر الهيتمي الشافعي رحمه الله تعالىٰ في تحفة المحتاج بشرح المنهاج:

ونقل الأصبحي إبراهيم أن بعضهم ذكر أنه يذهب بعد طلوعه ويعود مكانه ليلا وأن أباجعفر البصري بعد أن عرفه بأنه عند بقاء ساعتين يطلع مستطيلاً إلىٰ نحو ربع السماء كأنه عمود و ربما لم ير إذا كان الجو كدرًا صيفًا أعلاه دقيق وأسفله واسع وتحته سواد ثم بياض ثم يظهر ضوء يغشى ذلك كله ثم يعترض رده بأنه رصده نحو خمسين سنة فلم يره غاب وإنما ينحدر ليلتقي مع المعترض في السواد ويصيران فجرًا واحد وزعم غيبته ثم عوده وهم أوراٰه يختلف باختلاف الفصول فظنه يذهب وبعض الموقتين يقول هو المجرة إذا كان الفجر بالسعود ويلزمه أنه لايوجد إلا نحو شهرين في السنة،آه.

قال الشيخ عبد الحميد الشرواني في حاشيته علىٰ تحفة المحتاج (قوله بالسعود) منزل للقمر كُرْدِيٌّ عبارة القاموس وسعود النجوم عشرة سعد بلع وسعد الأخبية وسعد الذابح و سعد السعود وهذه الأربعة من منازل القمر ثم قال بعد ذكر البقية وهذه الستة ليست من المنازل كل منها كوكبان بينهما نحو ذراع،آه. (تحفة المحتاج في شرح المنهاج، ص: ۴۲۷، ج: ۱)

وعلامہ شیرازی در تحفۂ شاہی می آرد وجہ تسمیہ اش بصبح صادق آنست کہ روشنیش از اول صادق ترست نہ ازیں جہت کہ سیاہی طاری بر صبح اول مکذب می شود نہ بر ثانی زیرا نکہ صحیح آنست کہ روشنی اول معدوم نمی شود بلکہ روشنی ثانی مغلوب و مخفی می گردد مثل روشنی چراغ پیش پرتو آفتاب۔ (حاشیہ مالابد منہ: ۲۹)

عبارات بالا سے ثابت ہوا کہ جن حضرات نے صبح کاذب کے بعد پھر مکمل اندھیرا ہو جانے کا قول کیا ہے انھیں زوڈیکل لائٹ یا کہکشاں سے مغالطہ ہوا ہے، یا ان کا مقصد یہ ہے کہ صبح صادق کی روشنی میں صبح کاذب غائب ہو جانے کی وجہ سے وہاں اندھیرا نظر آتا ہے۔

وذکر الإمام الغزالی رحمہ اللّٰہ تعالٰی فی آداب المسافر من الإحیاء مع شرحہ ''الاتحاف'': ویبقی بین الصبحین قدر ثلثی منزلۃ بالتقریب یشک فیہ من وقت الصبح الصادق والکاذب. (معارف السنن، ص: ۲۹، ج: ۲)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ صبح صادق وکاذب کے درمیاں کوئی فصل نہیں بلکہ دونوں آپ میں متصل ہیں۔

(۲) علامہ خطاب مالکی اور علامہ ہیثمی شافعی کی تحقیق جو اوپر نقل کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سردیوں میں تقریباً دو ماہ تک کہکشاں بوقت صبح مشرق کی طرف سے طلوع ہوتی ہے اور اس کے بعد جلد ہی صبح کی روشنی نمودار ہو جانے کی وجہ سے کہکشاں غائب ہو جاتی ہے اور دیکھنے والے کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ روشنی کہکشاں کی تھی بلکہ وہ صبح کی روشنی سمجھ بیٹھتا ہے۔

حساب اور مشاہدات سے ثابت ہوا کہ عرض شمالی میں یہ کیفیت جنوری اور فروری میں ہوتی ہے، اسی طرح جولائی اور اگست میں مغرب کی طرف غروب کہکشاں کی یہی حالت ہونی چاہئے اور عرض جنوبی میں معاملہ برعکس ہوگا۔

(۳) دسمبر ۱۹۷۱ء میں پاک وہند کی جنگ کے دوران بلیک آوٹ کی وجہ سے شہر کے اندر رہتے ہوئے مشاہدات کا بہتر موقع مل گیا، مجھے اس سے بہت حیرت ہوئی کہ صبح کاذب سے بہت پہلے مشرق کی طرف اور عشا کے بہت بعد مغرب کی طرف مستطیل روشنی نظر آ رہی ہے، میں نے اس عقدہ کو حل کرنے کا خاص اہتمام کیا، ۱۹ دسمبر کی شام کو مغرب کے بعد جلد ہی میں نے افق غربی کا مراقبہ شروع کر دیا، میں نے دیکھا کہ مغرب شمس سے قدرے جنوب کی طرف ایک غیر معمولی روشن سیارہ (زہرہ) ٹھیک اسی جگہ پر ہے جہاں پہلے روز عشا کے بعد بھی روشنی نظر آ رہی تھی، یہ سیّارہ پونے آٹھ بجے غروب ہو گیا مگر اس کے اوپر مستطیل روشنی تقریباً ساڑھے دس بجے تک واضح طور پر نظر آتی رہی جبکہ اس روز ۱۵ زیر افق (وقت عشا مقابل صبح صادق) کا وقت ۶/۵۵ اور ۱۸ زیر افق (مقابل صبح کاذب) کا وقت ۷/۹ ہے، اس کے بعد یوں محسوس ہونے لگا کہ اس مقام سے ثریّا تک کہکشاں کی طرح مگر اس سے کافی مدھم سفید سڑک ہے، اس پورے مشاہدہ میں میرے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے، ۲۰ تا ۲۲ دسمبر ابر کی وجہ سے صبح کا مشاہدہ نہ ہو سکا، ۲۳/ دسمبر کو ساڑھے چار بجے اٹھ کر دیکھا تو مشرق کی طرف مستطیل روشنی موجود تھی، ۲۴ دسمبر کو میں نے رات کے تین بجے سے کام شروع کر دیا، مشاہدہ سے محسوس ہوا کہ مشرق سے کہکشاں کی طرح مگر اس سے کافی مدھم سفیدی اوپر کو جا رہی ہے اور ثریا کی سیدھ میں معروف کہکشاں کے ساتھ مل رہی ہے تقریباً ساڑھے چار بجے کے بعد مشرق کی

طرف اس سفیدی میں کچھ اضافہ اوراوپر کی جانب کچھ کمی محسوس ہونے لگی اور وقت صبح کاذب تک یہی کیفیت رہی صبح کاذب کی ابتدا کا کچھ احساس نہ ہوسکا، حسابی رو سے اس روز صبح کاذب کا وقت ۴۹/۵ اور صبح صادق کا وقت ۶/۶ ہے، ساڑھے چار بجے کے بعد روشنی میں اضافہ سے اندازہ ہوا کہ مغرب کی طرح افق شرقی کے نیچے بھی کوئی غیر معمولی روشن ستارہ اس کا باعث بن رہا ہے چنانچہ جنوری میں یہ ستارہ بوقت صبح نظر آنے لگا جوذنب عقرب کے قریب معروف کہکشاں کے اندر واقع ہے نتیجہ یہ نکلا کہ معروف کہکشاں کے علاوہ ایک اور مدھم کہکشاں بھی ہے جس کے ساتھ بعض غیر معمولی روشن ستاروں کی روشنی بھی شامل ہو جاتی ہے جو مغالطہ کا باعث بنتی ہے۔

صبح صادق سے متعلق مغالطہ کی وجوہ:

(۱)　بعض علمانے منتہائے سحر وطلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش) کی تعیین فرمائی ہے، اس سے انکا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہرموسم میں ہرمقام پرطلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے اسلئے کہ یہ امر تو بداہۃً غلط ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہرتاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے اسکی تصدیق مشاہدہ سے بھی کی جاسکتی ہے اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی، لہذا ان حضرات کی تحریر سے ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ملک میں جس مقام اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ ہوا سے منتہائے سحر قرار دیدیا جائے، تو پورے ملک کی حدود کے اندر ہر مقام اور ہر موسم میں روزہ بلاشبہ صحیح ہو جائے گا اور غروب سے اتنی ہی دیر بعد نماز عشا بلاشبہ درست ہوگی مثلاً متحد ہندستان کے زمانے میں اگر کسی عالم نے اس وقت کی مقدار متعین کی تو انھوں نے متحد ہندوستان (بشمول خیبر مردان، مالاکنڈ، چترال وغیرہ) کی حدود میں سے جس مقام پر اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ تھا، اسے انتہاء سحر قرار دیدیا، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ امداد الفتاویٰ جلد دوم ص: ۵۷ میں فرماتے ہیں کہ!

''ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں''۔

پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''بعض مواسم میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے، یہ احتیاطاً لکھدیا''۔

غرضیکہ اس سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہر مقام پر اور ہر تاریخ میں اس وقت صبح صادق ہو جاتی ہے اور فوراً اذان دیکر نماز فجر بھی پڑھ لینا جائز ہے اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ کسی مقام اور کسی موسم میں بھی غروب کے بعد اتنا وقت گزرنے سے پہلے عشا کا وقت نہیں ہوتا، اس سے ثابت ہوا کہ جو حضرات میری تحقیق کو اکابر کے خلاف سمجھ رہے ہیں انھیں اکابر کے کلام میں غور نہ کرنے کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میری تحقیق کا کوئی جز بھی اکابر کی کسی تحریر کے خلاف نہیں۔

(۲) بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی خاص نسبت تحریر فرمائی ہے اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر نمبر:۱، میں گزری۔

(۳) متقدمین علماء فلکیات کا یہ معمول ہے کہ وہ پہلے مطلقاً صبح کا وقت بتاتے ہیں اور آخر میں اس کی تصریح فرمادیتے ہیں کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق اس سے تین درجہ بعد ہوتی ہے جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ پہلے سے صبح صادق کے لئے تیار رہیں مگر اوقات نماز کی اشاعت کے شائقین کی کم نظری نے مطلق صبح کو صبح صادق بنادیا اور اس کے بعد آنے والی تصریح تک رسائی نہ ہوئی۔

(۴) اہل فن علماء دین نے جب اوقات نماز کے نقشے مرتب کئے تو ان میں بھی احتیاط و مصلحت مذکورہ کی بناپر صبح صادق کی بجائے عمداً صبح کاذب کے اوقات لکھے، چنانچہ نقشہ منجم خیر اللہ مندرجہ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ میں مطلق صبح کے عنوان کے تحت ۱۸ زیر افق کے اوقات لکھے ہیں جو بالاجماع صبح کاذب ہے مگر کراچی کی ایک جنتری میں اس نقشہ کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیا ہے اور مطلق صبح کو صبح صادق بنادیا ہے اور دہلی کے نقشہ کو کراچی پر چسپاں کردیا ہے۔ پھر گھڑی اور پل کے گھنٹے اور منٹ بنانے میں بھی غلطی کی ہے اسی طرح نقشہ مندرجہ معیار الاوقات مطبوع حیدرآباد دکن میں ۱۸ زیر افق کے اوقات دیئے ہیں، حالانکہ اس کتاب میں چار مختلف مقامات پر اس کی وضاحت موجود ہے کہ ۱۸ زیر افق صبح کاذب کا وقت ہے اور صبح صادق ۱۵ زیر افق پر ہوتی ہے، نیز اس کتاب میں صبح کاذب کو کئی جگہ مطلق صبح سے تعبیر کیا ہے، یہ بھی واضح دلیل ہے کہ دوسرے حضرات نے بھی جہاں مطلق صبح لکھا ہے، اس سے صبح کاذب مراد ہے اور سب نے نقشے بھی صبح کاذب کے مرتب کئے ہیں، اور اس کی تصریح کی ہے کہ یہ صبح کاذب کا وقت ہے، اس کتاب کے حوالہ کی تفصیل عنوان ''تحقیقات جدیدہ'' کے تحت گزرچکی ہے۔

(۵) مغربی ممالک کو صبح صادق سے کوئی سروکار نہ تھا لہذا انہوں نے بھی مکمل اندھیرے میں ظاہر ہونے والی روشنی کی پہلی کرن (صبح کاذب) کے نقشے تیار کئے۔

اس کے بعد ناواقف شائقین کا دور آیا اور انہوں نے بحریہ، فضائیہ یا موسمیات کے کسی ملازم سے نقشہ مرتب کرنے کی فرمائش کی اس نے گرین وچ کی شاہی رصدگاہ سے شائع ہونے والی ناٹیکل المینک اٹھائی اور اس سے نقشہ مرتب کردیا، نہ فرمائش کرنے والے کو یہ خیال آیا کہ وہ نقشہ مرتب کرنے والے کو صبح کاذب و صادق کا فرق بتائے اور نہ ہی مرتب کو اس کی طرف توجہ ہوئی، یہ امر مسلم ہے کہ پرانے سب نقشے ناٹیکل المینک ہی سے تیار کئے گئے ہیں، جن حضرات میں پرائی محنت اپنی طرف منسوب کرنے کا مرض نہیں وہ کھلے الفاظ میں اس کا اعتراف بھی کررہے ہیں، چنانچہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے امداد الفتاویٰ جلد اول ص ۱۱۴/ اور دارالعلوم کورنگی کے کتب خانہ میں موجود بعض قدیم جنتریوں میں اس کی تصریح ہے کہ یہ اوقات ناٹیکل المینک سے لئے گئے ہیں۔

(۶) قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ في نية الصوم تحت (قوله الضحوة الكبرىٰ):

تنبيه: قد علمت أن النهار الشرعي من طلوع الفجر إلى الغروب واعلم أن كل قطر نصف نهاره قبل زواله بنصف حصة فجره فمتى كان الباقي للزوال أكثر من هذا النصف صح وإلا فلا، فتصح النية في مصر والشام قبل الزوال بخمس عشرة درجة لوجود النية في أكثر النهار لأن نصف حصة الفجر لاتزيد علىٰ ثلاث عشرة درجة في مصر وأربع عشرة ونصف في الشام فإذا كان الباقي إلى الزوال أكثر من نصف هذه الحصة ولو بنصف درجة صح الصوم كذا حرره شيخ مشائخنا السائحاني رحمه الله تعالىٰ. (رد المحتار، ص: ۹۳، ج: ۲)

بظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں صبح صادق کا زیادہ سے زیادہ وقت ایک گھنٹہ ۴۴ منٹ اور شام میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ ۵۶ منٹ ہے، حالانکہ یہ حساب ۱۵ زیر افق کی بجائے ۱۸ زیر افق پر منطبق ہوتا ہے، موجودہ نقشوں میں شام کا منتہی العرض تقریباً ۳۲ درجہ ہے، اس کے مطابق وقت مذکور صحیح ہے، مگر عرض مصر کا منتہی موجودہ نقشوں میں تقریباً ۳۱ ہے اور وقت مذکور ۳۳ عرض البلد کا ہے، ممکن ہے کہ اس زمانہ میں مصر کی وسعت ۳۳ عرض تک ہو یا وقت کی تخریج کرنے والے نے مصر کا منتہی العرض ۳۳ سمجھا ہو، بہر کیف اشکال یہ ہے کہ اس عبارت میں ۱۸ زیر افق کو صبح صادق قرار دیا گیا ہے۔

اس اشکال کا جواب بھی مندرج بالا تفصیل سے حاصل ہو جاتا ہے یعنی ماہرین فلکیات کا دستور یہ رہا ہے کہ صبح کاذب کو مطلق صبح سے تعبیر کرتے ہیں اس سے بعض حضرات کو اشتباہ ہو گیا اور وہ اسے صبح صادق سمجھنے لگے، نیز انتہاء سحر کے باب میں احتیاط کے پیش نظر عمداً بھی صبح کاذب کے اوقات لکھنے کا دستور رہا ہے، ہم گزشتہ مضمون میں اس کی چند مثالیں بھی پیش کر چکے ہیں، بہر کیف مصر و شام کے مذکورہ اوقات صبح صادق کے نہیں بلکہ صبح کاذب کے ہیں، جب علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ خود کتاب الصلوٰۃ میں دو جگہ اس کی تصریح نقل کر چکے ہیں کہ صبح کاذب وصادق میں تین درجات کا فرق ہے تو یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ یہاں اس کے خلاف نقل لا کر وجہ تطبیق یا ترجیح ذکر نہ کریں۔

(۷) ایک صاحب نے یہ اشکال لکھ کر بھیجا ہے کہ حسب تصریح فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ بلغاریہ میں چند ایام عشا کا وقت نہیں آتا حالانکہ موجودہ نقشوں میں بلغاریہ کا عرض ۴۴ ہے جہاں ہر موسم میں ۱۵ زیر افق والی بیاض یقیناً غروب ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق اور مغرب کا وقت ۱۵ زیر افق سے زیادہ ہے۔

ان صاحب کو بلغار اور بلغاریہ میں اشتباہ ہوا ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ مقام ہیں۔ بلغاریہ کا عرض البلد ۴۴ ہے اور بلغار تقریباً ۶۴ عرض البلد پر ہے۔

ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت عشا کی ابتداء غروب شفق احمر سے ہوتی ہے، قولاً واحداً، احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں احمر وابیض دونوں قول ہیں، مگر راجح اور مفتی بہ قول شفق احمر ہی کا ہے، شفق ابیض کے قول پر ابیض مستطیر مراد ہے، ابیض مستطیل بالاتفاق عشا میں داخل ہے، اس سے متعلق حوالجات اوپر لکھے جا چکے ہیں، اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ شفق ابیض مستطیل غروب ہونے کے وقت آفتاب ۱۸ زیر افق ہوتا ہے اور شفق ابیض مستطیر غروب ہونے کے وقت ۱۵ زیر افق۔ غروب شفق احمر کے وقت آفتاب ۱۲ زیر افق ہوتا ہے۔ اس کی تعیین علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے ہوتی ہے:

ذکر العلامة المرحوم الشيخ الكاملي فی حاشيته علىٰ رسالة الأسطرلاب لشيخ مشايخنا العلامة المحقق علی آفندی الداغستانی أن التفاوت بين الفجرين و كذا بين الشفقين الأحمر و الأبيض إنما هو بثلاث درج. (رد المحتار، ص: ۳۳۲، ج: ۱)

علاوہ ازیں تحقیقات جدیدہ اور مشاہدات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

بڑے دنوں میں شفق ابیض مستطیر (۱۸ زیر افق) کے عدم غروب کا مقام ۵ء۴۸ عرض البلد سے اوپر ہے اور شفق ابیض مستطیر (۱۵ زیر افق) کے عدم غروب کا ۵ء۵۱ سے اوپر اور شفق احمر (۱۲ زیر افق) کے عدم غروب کا ۵ء۵۴ سے اوپر ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ۵ء۵۱ عرض البلد تک بالاتفاق عشا کا وقت پایا جاتا ہے، بلکہ اس سے بھی آگے ۵ء۵۴ عرض البلد تک بھی فقدان وقت عشا کے قول کی کوئی گنجائش نہیں، اس لئے کہ وہاں تک شفق احمر ہر موسم میں غروب ہوتی ہے اور وقت عشا کے لئے مفتی بہ قول یہی ہے، شفق ابیض کے قائلین بھی ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر ترک نماز کی اجازت دینے کی بجائے قول شفق احمر ہی کو واجب العمل قرار دیں گے، بلغاریہ (۴۳ عرض البلد) میں تو شفق ابیض مستطیل (۱۸ زیر افق) بھی ہر موسم میں غروب ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر کوئی معاند وقت عشا کے لئے غروب شفق ابیض مستطیل ہی پر مصر ہو تو اس کے نظریہ کے مطابق بھی بلغاریہ میں ہر موسم میں وقت عشا پایا جاتا ہے۔

البتہ بلغار کا عرض البلد چونکہ ۵ء۵۴ سے زائد ہے، اس لئے وہاں بڑے دنوں میں شفق احمر بھی غروب نہیں ہوتی اور باتفاق وقت عشا مفقود ہے، بلغار کے محل وقوع سے متعلق چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

قال ياقوت الحموی: بلغار بالضم و الغين المعجمة مدينة الصقالية ضاربة فی الشمال شديدة البرد لايكاد الثلج يقلع عن أرضها صيفًا و لا شتاءً وقل مايرى أهلها أرضًا ناشفة وبنائهم بالخشب وحده وهو أن يركبوا عودًا فوق عود ويسمرونها بأوتاد من خشب ايضاً محكمة والفواكه والخيرات بأرضهم لاتنجب وبين أتل مدينة الخزر وبلغار علىٰ طريق المفاوز نحو شهر ويصعد إليها

فی نهر أتل نحو شهرين وفی الحدور نحو عشرين يومًا ومن بلغار إلٰی أول حد الروم نحو عشر مراحل ومنها إلٰی كويابه مدينة الروس عشرون يومًا ومن بلغار إلٰی بشجرد خمس وعشرون مرحلة(ثم قال)وإذا الشفق الأحمر الذی قبل المغرب لايغيب بتّة. (معجم البلدان: ١/٤٨٧)(باب:بلغار)

اس عبارت میں صراحت ہے کہ بلغار میں شفق احمر غروب نہیں ہوتی، جس سے ثابت ہوا کہ بلغار کا عرض البلد ۵۴ء ۵۴ سے زیادہ ہے۔

مولانا غیاث الدین رامپوری اقلیم ہفتم کے بیان میں فرماتے ہیں:

وبلغار شہر یست دریں اقلیم کہ در اوائل فصل گرما، شفق در آنجا غائب نمیشود کہ سفیدۂ صبح ظاہر میگردد، وکوتاہی روز در بلغار چہار ساعت وشب بربست ساعت وباز برعکس می شود۔ (غیاث اللغات، بیان ہفت اقلیم)

اس سے ثابت ہوا کہ بلغار میں سب سے بڑا دن بیس گھنٹے کا ہوتا ہے، بندہ نے اسکا حساب لگایا تو ثابت ہوا کہ اس قدر طول نہار ۹ء۶۲ عرض البلد پر ہوتا ہے۔

وقال الفاضل الرومی: وابتداء(الأقليم)السابع حيث النهاريه مه أی خمس عشرة ساعة و نصف وربع والعرض مز يب أی سبع وأربعون درجة واثنتا عشرة دقيقة وفيه بعض بلاد الصقالية والروس وبلغار وغياض وجبال يأ وی إليها أتراک كالوحوش وشمال بلاد يأجوج و مأجوج ونهايات مساكن أتراک الشر ق(ثم قال)إن فی عرض سح أی ثلاث وستين درجةجزيرة معمورة تسمی تولی أهلها يسكنون الحمامات لشدة البرد فی أوانه والنهار هناک عشرون ساعة. (شرح الچغمينی،ص:٩٩)

اس میں بیس گھنٹے کا دن ۶۳ عرض البلد میں بتایا گیا ہے، مگر یہ قول تقریبی ہے، صحیح حساب کی تخریج سے ثابت ہوا کہ ۹ء۶۲ عرض البلد پر بڑا دن بیس گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ غرضیکہ ان عبارات سے یہ امر واضح ہوگیا کہ بلغار اقلیم ہفتم میں ہے اور اس کا عرض البلد تقریباً ۶۳ ہے، جب کہ بلغاریہ اقلیم ششم میں ۴۳ عرض البلد پر ہے۔

منجد میں بھی بلغار اور بلغاریہ کو الگ لکھا ہے:

بُلغار،شعب تكونت منه دولتان فی أوائل القرون الوسطی إحدٰيهما علٰی نهر أتيل والأخری علٰی نهر الطونة،بُلغارية،دولة فی البلقان عاصمتها صوفيا،الخ.(١)

(۸) معارف السنن، ص: ۲۸، ج:۲، میں یہ حقیقت تحریر ہے کہ ۱۸ زیر افق کے وقت صبح کاذب اور ۱۵ زیر افق پر صبح صادق ہوتی ہے، دونوں کے درمیان تین درجہ کا فرق ہے جس کو آفتاب ۱۲ رمنٹ میں طے کرتا ہے۔

(١) بلغار: مدينة تقع ناحية صغيرة منها علی نهر أتل،سكانها جميعا المسلمون.(حدود العالم من المشرق إلی المغرب: ١/٢٠٠)

اس کے بعد حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہ کے حوالہ سے تحریر ہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحفۃ المحتاج میں اس پر یوں رد فرمایا ہے کہ صبح کبھی جلد ہوتی ہے اور کبھی دیر سے، حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ بھی یونہی فرماتے ہیں، ابن حجر ہیتمی کا یہ قول علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی روح المعانی میں نقل فرمایا ہے، انتہیٰ۔

معارف السنن کی اس تحریر سے متعلق مندرجہ ذیل گذارشات ہیں۔

(۱) مؤلف نے خود تحریر فرمایا ہے کہ ان کو تلاش کے باوجود روح المعانی میں علامہ ہیتمی کا یہ قول نہیں ملا، مزید اطمینان کے لئے بندہ نے بھی روح المعانی میں تلاش کیا مگر ایسا کوئی قول دستیاب نہ ہوا۔

(۲) مؤلف فرماتے ہیں کہ تحفۃ المحتاج ان کے پاس نہیں، اس لئے وہ اس کی طرف مراجعت نہیں کر سکے، بندہ نے تحفۃ المحتاج کو کھنگالا، مگر اس میں بھی یہ جز راصم ہاتھ نہ آیا، البتہ اس میں یہ عبارت ہے:

وهو (الصبح الكاذب) مايبدو مستطيلا وأعلاه أضوأ من باقيه ثم تعقبه ظلمة (تنبيه) في تحقيق هذا وكونه مستطيلا كلام طويل لاهل الهيئة مبنى على الحدس المبنى علىٰ قواعد الحكماء الباطلة شرعاً من الخرق والالتئام أوالتى لم يشهد بصحتها، علىٰ أنه لايفى ببيان سبب كون أعلاه أضوأ مع أنه أبعد من أسفله عن مستمده وهوالشمس ولابيان سبب انعدامه بالكلية حتى تعقبه ظلمة كما صرح به الأئمة وقدروها بساعة والظاهر أن مراد هم مطلق الزمن لأنها تطول تارة وتقصر أخرى، الخ. (تحفة المحتاج، ص: ٤٢٦، ج: ١)

اس میں درجات وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ تین چیزیں مذکور ہیں:

كونه مستطيلا، أعلاه أضوأ، تعقبه ظلمة.

علامہ ہیتمی رحمہ اللہ تعالیٰ ان امور ثلاثہ کا انکار نہیں فرما رہے، بلکہ ان کو تسلیم کرنے کے بعد اہل ہیئت جو ان کے اسباب بیان کرتے ہیں ان پر رد فرما رہے ہیں اور عبارت مذکورہ کے بعد ایک حدیث سے امور مذکورہ کے اسباب بیان فرما رہے ہیں۔

(۳) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ متأخرین کی امالی ناقلین پر اختلاط والتباس غالب ہے، اہل نظر فیض الباری میں محولہ کتب کی مراجعت سے اس کی تصدیق کر چکے ہیں، اب معارف السنن کے حوالہ مذکورہ سے بھی اس کی تصدیق ہو رہی ہے، بایں طور کہ اولاً روح المعانی اور تحفۃ المحتاج کا حوالہ صحیح نہیں، ثانیاً ردالمحتار میں منقول ''**إن التفاوت بين الفجرين، الخ**'' کو شیخ علی داغستانی کی طرف منسوب کر دیا ہے، حالانکہ یہ شیخ خلیل کاملی کا قول ہے۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہ کا مقام اس سے بہت بلند ہے کہ وہ ایسے غلط حوالے اور غلط نسبت بیان فرمائیں، پھر جس بات کا حوالہ دیا جا رہا ہے وہ ایسی بدیہی البطلان اور لچر ہے کہ علامہ ہیتمی اور حضرت شاہ صاحب

رحمہما اللہ تعالیٰ کا دامن اس سے یقیناً پاک ہے اور یہ صرف ناقلین امالی کے اختلاط کا کرشمہ ہے۔

(۴) اہل ہیئت کی طرف سے صبح صادق وصبح کاذب کے درجات کی تعیین صبح کے تقدم وتأخر کے منافی نہیں اسلئے کہ ان درجات سے دائرہ الارتفاع کے درجات مراد ہیں، چونکہ مختلف موسموں اور مختلف علاقوں میں آفتاب کی مدار مختلف حالات پر ہوتی ہے اسلئے آفتاب کو دائرہ الارتفاع کے متعین درجات طے کرنے میں مختلف زمانہ درکار ہے، خود معارف السنن میں احیاء العلوم اوراس کی شرح اتحاف کے حوالہ سے اس کی نظیر یوں منقول ہے۔

إن بعض المنازل تطلع معترضة منحرفة فيقصرزمان طلوعها وبعضها منتصبة فيطول زمان طلوعهاو يختلف ذلک فی البلاد باختلاف الأقاليم اختلافا يطول ذكره. (معارف السنن، ص:۲۹، ج:۲)

اس کی دوسری نظیر یہ ہے کہ وقت عصر کے لئے مثلین کی تعیین ہے، مع ہذا اس میں تقدم وتأخر ہوتا ہے۔

کیا علامہ ہیتمی اور حضرت شاہ صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ جیسے جبال علم صبح کے لئے اہل ہیئت کی تعیین درجات کا واضح مفہوم سمجھنے سے بھی قاصر تھے، اور کیا اتنی موٹی بات بھی ان کے خیال میں نہ آئی کہ تعیین درجات اور صبح کے تقدم وتاخر میں منافات نہیں؟ أُولٰئِکَ مُبَرَّؤُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ. (۱)

(۵) اگر یہ اعجوبہ بلکہ اضحوکہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ درجات کی تعیین صبح کے تقدم وتاخر کے منافی ہے تو سوال یہ ہے کہ اوقات نماز کے پرانے نقشے بھی متعین درجات ہی کے حساب پر مبنی ہیں وہ کیونکر صحیح تسلیم کئے جاتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد شفیع اور مولانا یوسف بنوری کا رجوع:

بندہ نے مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر اس کی انفرادی اشاعت کی بجائے اس کو دارالعلوم مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن اور دارالافتاء والارشاد کی مشترک مجلس تحقیق میں پیش کیا جو استاذ محترم مفتی محمد شفیع صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں مسائل حاضرہ کی تنقیح وتحقیق کے لئے قائم کی گئی تھی مجلس کے سرپرستوں اور ارکان کے متفقہ فیصلے کے بعد یہ مسئلہ عوام کے سامنے لایا گیا اور سب کے دستخطوں سے شائع ہوا، حضرت مفتی صاحب کی سرکردگی میں تین روز تک مشاہدات ہوئے جن کی روئیداد مفتی صاحب نے خود اپنے قلم سے لکھی جس میں تین بار یہ تصریح فرمائی ہے کہ ان مشاہدات پر سب شرکاء کا اتفاق رہا، ان ذاتی مشاہدات کی بنا پر حضرت مفتی صاحب نے اس کی تائید میں بعض فتاویٰ بھی تحریر فرمائے، پھر مجلس تحقیق نے دوبارہ بالاتفاق اپنے سابق فیصلے کی توثیق کی، ان جملہ امور کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، اس ساری سرگذشت کے بعد حضرت مفتی صاحب اور مولانا بنوری صاحب نے اس تحقیق سے رجوع فرمالیا۔

---

(۱) سورة النور: ۱۸. انیس

قلب میں اکابر کی محبت وعظمت اوران کے علمی وعملی بلند مقام کی وقعت کے باوجود مسائل شرعیہ میں دلائل کے پیش نظران سے اختلاف رائے واجب ہے۔

اس لئے ان دونوں بزرگوں کے رجوع سے متعلق چند امور پیش کرنے پر مجبور ہوں۔

(۱)　جب اس مسئلہ کوابتداء میں نے ہی مجلس تحقیق میں پیش کیا تھا اور میری ہی تحریک پر مشاہدات اور مجلس تحقیق کے فیصلے ہوتے رہے تواس کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اگرکوئی نیاانکشاف ہوا تھا تواس سے مجھے بھی آ گاہ کیا جاتا، اوراس پر اجتماعی غور کے لئے مجھے شریک کیا جاتا مگر ایسانہیں کیا گیا، بلکہ میرے دریافت کرنے پر بھی سابق فیصلوں سے رجوع کی وجہ نہیں بتائی گئی۔

(۲)　حقیقت یہ ہے کہ ایک فتین فطین نے میری ہی تحریر میں ایک انگریزی کتاب کے حوالہ سے زوڈیکل لائٹ کا بیان دیکھا تو یہ کتاب ان اکابر کو دکھا کر یہ باور کرانے میں کامیاب ہوگیا کہ زوڈیکل لائٹ ہی صبح کاذب ہے، حالانکہ میں بہت پہلے دلائل سے ثابت کر چکا تھا کہ زوڈیکل لائٹ کا صبح کاذب سے کوئی تعلق نہیں، غالبًا میری یہ تحریران کابر کی نظر سے نہیں گذری ہوگی، اس کی مفصل بحث عنوان'' مشاہدہ میں غلط فہمی کے اسباب'' کے نمبر:۱، میں گذر چکی ہے۔

(۳)　دونوں حضرات کی تحریر بالکل مجمل بلکہ مبہم ہے، ان میں نہ تو میری کسی دلیل کے جواب کی طرف کوئی اشارہ ہےاور نہ ہی اپنی تائید میں کوئی دلیل ہے۔دونوں بزرگوں کی تحریروں میں جس جدید انکشاف کا ذکر ہے، وہ وہی زوڈیکل لائٹ ہے جس کی حقیقت میں بہت پہلے لکھ چکا تھا۔

(۴)　دلائل پر مبنی فیصلہ سے تو رجوع ممکن ہے مگر تین روز تک گیارہ علما کے متفقہ عینی مشاہدات سے رجوع کے کیا معنی؟

(۵)　ان حضرات کے بلا دلیل اختلاف سے اس متفقہ مسئلہ کو مسائل اختلافیہ کی فہرست میں لانے کا کوئی جواز نہیں، اس لئے کہ ۱۸ اُزیرافق پر صبح صادق کا دنیا میں آج تک کوئی ایک فرد بھی قائل نہیں ہوا، ایسی متفق علیہ حقیقت سے انکار کو اختلاف نہیں کہا جاسکتا، بلکہ یہ اختلاف بلا دلیل کہلاتا ہے۔

اب ان حضرات کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

تحریر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:

۱۳۶۸ھ اور ۱۹۴۸ء میں جب احقر پاکستان کراچی میں آ کر مقیم ہوا تو یہاں کی عام مساجد وغیرہ میں اوقات کی ایک جنتری طبع کردہ حضرت حاجی وجیہ الدین صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ آویزاں دیکھی اور بہت سے قابل

اعتماد حضرات سے معلوم ہوا کہ انھوں نے اس جنتری کے طلوع وغروب کو مختلف مقامات پر مختلف زمانوں میں جانچا ہے اور صحیح پایا ہے خود بھی جب کبھی جانچنے کا موقع ملا تو اس کے طلوع وغروب کو صحیح پایا، اس لئے دوسرے اوقات کے معاملہ میں بھی اسی پر اعتماد کیا گیا۔

اب سے چند سال پہلے اپنے احباب میں سے اہل علم نے کچھ نئی تحقیق کر کے یہ قرار دیا کہ اس جنتری میں جو وقت صبح صادق کا دیا گیا ہے درحقیقت وہ صبح کاذب کا ہے، اور اس پر جدید وقدیم کے کچھ اہل فن کے اقوال بھی پیش کئے، چونکہ یہ احتمال غالب تھا کہ نئے اہل فن نے صبح کاذب اور صادق میں فرق نہ کر کے کاذب ہی کو صبح کہہ دیا ہو، اس لئے مجھے بھی صبح صادق کے معاملہ میں تردد ہوگیا، اسی بنا پر ہر رمضان میں نقشہ اوقات کے ساتھ یہ نوٹ شائع کرنا شروع کیا کہ سحری کا کھانا تو قدیم جنتری کے وقت پر ختم کر دیا جائے، مگر صبح کی نماز اس کے بعد پندرہ بیس منٹ انتظار کے بعد پڑھی جائے۔

سال رواں میں بعض اہل فن حضرات کے ساتھ بحث وتمحیص اور جدید فلکیات کی بعض کتابوں کی مراجعت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جدید ماہرین فلکیات نے خود صبح کاذب کو الگ کر کے بیان کیا ہے، اور وہ درحقیقت رات کا حصہ ہے، اس کے بعد جو صبح صادق ہوتی ہے اسی کو انہوں نے صبح کہا ہے، اس نئی تحقیق اور بحث سے میرا تردد رفع ہو گیا۔ اور میں قدیم جنتری کے اوقات کو حسابی اعتبار سے صحیح سمجھتا ہوں، البتہ یہ حسابات خود یقینی نہیں ہوتے، نماز روزہ کے معاملہ میں احتیاط ہی کا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ ۲۴/ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

تحریر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ:

کچھ عرصہ سے کراچی اور چند اور شہروں میں نماز فجر اور سحری کے اوقات کے مختلف نقشے سامنے آئے جس کی وجہ سے عوام خاصے پریشانی میں مبتلا ہوگئے کہ کس پر عمل کریں اور کس کو صحیح سمجھیں، اس وقت چونکہ پوری تحقیق کا موقع نہ مل سکا تھا، اس لئے احتیاطاً یہی فتویٰ دیا گیا کہ نماز کے لئے ان نقشوں پر عمل کیا جائے کہ جن میں صبح صادق کا وقت بعد تک ہے اور انتہاء سحری کا وقت ان سے لیا جائے جن میں وقت پہلے ختم ہوتا ہے۔ لیکن بعد میں بعض مخلصین کی کوشش سے جو معلومات حاصل ہوئیں ان سے یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچی کہ تمام نقشوں میں وہی سابق کراچی کا نقشہ جس کو مرحوم حضرت حاجی وجیہ الدین صاحب خان بہادر نے مرتب کروایا تھا اور چھاپا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ ہاں جس کا جی چاہے نماز دیر سے پڑھے، تاکہ اس کو بھی یقین ہو جائے کہ وقت ہو گیا ہے تو اور اچھا ہے، دین کی بات میں ضد کی حاجت

نہیں، جو بات صحیح ہو اس کو ماننا اور غلط بات سے رجوع کرنا یہ عین دین کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد یوسف بنوری۔ ۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ۔

قائل اول:

احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے رسالہ "درء القبح عن درک وقت الصبح" میں لکھتے ہیں:

"یہ وہ علم ہے جو اکثر ہیئت دانوں پر مخفی رہا، رجماً بالغیب باتیں اڑایا کئے، صبح کاذب کے وقت انحطاط شمس میں مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا کسی نے انیس بتائے اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اس پر شرح چغمینی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لئے بعض نے پندرہ درجہ بتائے ہیں، اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں بلفظ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا، اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکہ دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا، جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ یہ سب ہوساتِ بے معنی ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ: ۴/۶۴۶)

تمام ماہرین فلکیات اور شامی و برجندی جیسے فقہاء کرام کو خطا کار بلکہ ہوسات بے معنی کے شکار، مسائل شرعیہ کی تحریر میں غفلت شعار اور بدون تحقیق رجماً بالغیب باتیں اڑانے کے مجرم ٹھہرا کر اپنی تحقیق پیش فرماتے ہیں کہ ۱۸° زیر افق صبح صادق کا وقت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ان سے پہلے کوئی اس کا قائل نہیں گذرا۔

اعتراف حقیقت:

احمد رضا خان صاحب کے خصوصی ترجمان امجد علی صاحب رضوی جو اپنے مکتب فکر میں صدر الشریعہ ثانی سے ملقب ہیں، بہار شریعت، ص: ۱۳، حصہ سوم میں یہ حقیقت لکھتے ہیں:

صبح صادق و کاذب کے درمیان کوئی فصل نہیں ہوتا، بلکہ دونوں آپس میں متصل ہوتی ہیں، نیز یہ کہ صبح صادق افق پر شمالاً جنوباً پھیلتی ہے۔

یہ حقیقت تسلیم کر لینے کے بعد فیصلہ بہت سہل ہے، کوئی شخص بھی جب چاہے جہاں چاہے پرانے نقشوں کے وقت پر مشاہدہ کر کے فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس وقت روشنی افق پر شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی نہیں بلکہ افق سے اوپر مستطیل ہے۔

نیز اس روشنی سے قبل متصل کسی بھی قسم کی کوئی روشنی ہرگز نظر نہیں آئے گی، جس کو صبح کاذب کہا جا سکے، مسلسل مشاہدات کے علاوہ ماہرین فلکیات قدیمہ وجدیدہ کا اس پر اجماع ہے کہ اس سے قبل متصل کسی قسم کی کوئی روشنی نہیں ہوتی۔

(احسن الفتاویٰ: ۲/ ۱۵۷-۱۹۲)

نقشہ اوقات نماز

تا ۶۰ عرض البلد شمالی وجنوبی

ہدایات:

(۱) وقت اشراق کے لئے آفتاب کا افق سے ارتفاع ۴ ۱ لیا گیا ہے اور یہ معیار مشاہدات کے بعد متعین کیا گیا ہے۔

(۲) نقشہ میں عصر اور عشاء کے دو وقت دیئے گئے ہیں، عصر نمبر ایک سے مثل اول اور عشاء نمبر ایک سے سرخ شفق غروب ہونے کا وقت مراد ہے، مثل اول کے بعد عصر کی نماز اور سرخ شفق غروب ہونے پر عشاء کی نماز پڑھ لینا جائز ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ عصر کی نماز مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے اور عشا کی سفید شفق مستطیر غروب ہونے کے بعد۔

(۳) جن مقامات میں شفق ابیض مستطیر غروب نہیں ہوتی یعنی آفتاب افق سے ۱۵ درجے نیچے نہیں جاتا، وہاں نصف شب کے بعد وقت فجر شروع ہوجاتا ہے، اس لئے نقشہ میں ان مقامات پر صفر گھنٹہ صفر منٹ لکھا گیا ہے، وقت نصف النہار میں ۱۲ گھنٹے جمع کرنے سے وقت فجر نکل آئے گا۔

(۴) ہر تاریخ کے نیچے کوئی عدد مثبت یا منفی تحریر ہے، ان میں سے مثبت عدد کو نقشہ کے وقت میں جمع اور منفی کو تفریق کرلیں، نیز مثبت عدد کو بارہ کے ساتھ جمع اور منفی کو بارہ سے تفریق کرنے سے نصف النہار کا وقت نکل آتا ہے، اس لئے نقشہ میں نصف النہار کا مستقل خانہ نہیں بتایا گیا، نصف النہار سے احتیاطا پانچ منٹ قبل اور پانچ منٹ بعد تک نماز نہ پڑھیں۔

(۵) بعض خانوں میں دو تاریخیں لکھی گئی ہیں، ان کے سامنے لکھا ہوا وقت ان دونوں تاریخوں کے درمیان کا وقت ہے، ہر تاریخ کا صحیح وقت نکالنے کے لئے گزشتہ یا آئندہ تاریخ کے وقت سے فرق کے مطابق حساب لگالیں۔

(۶) ۴۰ درجہ عرض البلد سے زائد عرض پر اوقات تیزی سے بدلتے ہیں، لہذا ہر تاریخ کے وقت غروب وعشا میں آئندہ تاریخ تک فرق وقت کے نصف کا حساب لگایا جاتا ہے اور وقت فجر وطلوع میں گزشتہ تاریخ تک فرق وقت کے نصف کا حساب شمار کیا جاتا ہے، مثلا! ۶۰ عرض شمالی پر ۱۶/اگست کی فجر کا وقت نقشہ میں ا/گھنٹہ ۱۱/منٹ دیا ہے اور ۱۳/اگست کا ۰/گھنٹہ ۴۰/منٹ، تقریبا دس منٹ روزانہ فرق ہوا اس کا نصف (پانچ منٹ) ا/گھنٹہ ۱۱/منٹ سے کم کریں گے، اسی طرح ۱۶/اگست کی عشاء کا وقت ۱۰/گھنٹہ ۴۹/منٹ لکھا ہے اور ۱۹/اگست کا ۱۰ گھنٹہ ۲۸ منٹ، سات منٹ یومیہ فرق ہوا اس کا نصف (چار منٹ) ۱۰ گھنٹہ ۴۹ منٹ سے کم کریں گے۔

(۷) مشرقی پاکستان میں ۹۰/درجہ اور مغربی پاکستان میں ۷۵ درجہ طول البلد کا وقت رائج ہے، لہذا جس شہر کا وقت نکالنا چاہیں، اس کے طول البلد کا ۹۰ یا ۷۵ سے فرق نکالکر چار منٹ فی درجہ کا حساب لگالیں، پس اگر اس شہر کا

طول ۹۰ یا ۷۵ سے کم ہوتو وقت مذکور کو نقشہ کے وقت میں جمع کریں اور اگر شہر کا طول زیادہ ہوتو اتنا وقت نقشہ کے وقت سے کم کریں، مثلا! کراچی کا طول ۶۷ درجہ ہے لہذا ۷۵ - ۶۷ = ۸×۴ = ۳۲ منٹ نقشہ کے وقت میں جمع کریں،

دوسرے ممالک میں معیاری وقت کتنے طول البلد پر مبنی ہے؟ ☆

اس کی تفصیل نقشے کے اختتام پر ملاحظہ ہو۔

☆ جدول اوقات اضلاع بہار اور ان کے طول وعرض اور قبلہ

ضلع	وقت	عرض N	طول E	ضلع	وقت	عرض N	طول E
بتیا	+۲	۲۹ ۸۰	۸۴ ۵۰	موتیہاری	+۲	۲۹ ۶۵	۸۴ ۹۱
گوپال گنج	۰۰	۲۹ ۴۷	۸۴ ۴۳	سیوان	+۱	۲۹ ۲۲	۸۴ ۳۶
بکسر	+۵	۲۵ ۵۶	۹۳ ۹۸	سارن	+۱	۲۵ ۹۱	۸۴ ۷۵
بھوجپور	+۴	۲۵ ۵۵	۸۴ ۶۶	روہتاس	+۸	۲۴ ۹۵	۸۴ ۰۱
جہان آباد	+۲	۲۴ ۷۵	۸۵ ۰۰	اورنگ آباد	+۶	۲۴ ۷۵	۸۴ ۳۷
سیتامڑھی	-۴	۲۹ ۶۰	۸۵ ۸۴	شیوہر	-۳	۲۹ ۵۱	۸۵ ۳۰
مظفرپور	-۲	۲۹ ۱۲	۸۵ ۴۰	ویشالی	-۱	۲۵ ۶۸	۸۵ ۲۱
حاجی پور	-۱	۲۵ ۶۸	۸۵ ۲۱	نالندہ	-۱	۲۵ ۲۰	۸۵ ۲۵
گیا	+۴	۲۴ ۷۵	۸۵ ۰۰	نوادہ	+۱	۲۴ ۸۸	۸۵ ۵۳
مدھوبنی	-۴	۲۹ ۳۷	۸۹ ۰۸	دربھنگہ	-۵	۲۹ ۱۷	۸۵ ۹۰
سمستی پور	-۳	۲۵ ۸۵	۸۵ ۷۸	بیگوسرائے	-۳	۲۵ ۴۲	۸۹ ۱۳
لکھی سرائے	-۲	۲۵ ۱۷	۸۹ ۰۹	شیخ پورہ	-۱	۲۵ ۱۳	۸۵ ۸۵
جموئی	-۲	۲۴ ۹۲	۸۹ ۲۲	بانکا	-۴	۲۴ ۸۸	۸۹ ۹۱
مونگیر	-۴	۲۵ ۳۸	۸۹ ۴۶	کھگڑیا	-۵	۲۵ ۵۰	۸۹ ۸۷
سہرسہ	-۶	۲۵ ۸۸	۸۹ ۶۰	سوپول	-۵	۲۵ ۹۳	۸۹ ۲۵
مدھے پورہ	-۷	۲۵ ۹۱	۸۹ ۷۸	بھاگلپور	-۷	۲۵ ۲۵	۸۷ ۰۰
پورنیہ	-۱۰	۲۵ ۷۸	۸۷ ۴۷	کٹیہار	-۹	۲۵ ۵۳	۸۷ ۴۷
ارریہ	-۱۱	۲۹ ۱۳	۴۷	کشن گنج	-۷	۲۵ ۶۷	۸۹ ۹۴

جنوری	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر (مثل)		عصر (مثلین)		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۱۴	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲	۵۱	۳	۳۳	۵	۱۱	۶	۳۰
۲	۵	۱۴	۶	۳۶	۱۱	۵۴	۲	۵۲	۳	۳۴	۵	۱۲	۶	۳۰
۳	۵	۱۴	۶	۳۶	۱۱	۵۴	۲	۵۲	۳	۳۵	۵	۱۳	۶	۳۱
۴	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲	۵۳	۳	۳۵	۵	۱۳	۶	۳۲
۵	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲	۵۴	۳	۳۶	۵	۱۴	۶	۳۲
۶	۵	۱۵	۶	۳۷	۱۱	۵۵	۲	۵۴	۳	۳۷	۵	۱۵	۶	۳۳
۷	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲	۵۵	۳	۳۷	۵	۱۶	۶	۳۴
۸	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲	۵۶	۳	۳۸	۵	۱۶	۶	۳۴
۹	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۱	۵۶	۲	۵۶	۳	۳۹	۵	۱۷	۶	۳۵
۱۰	۵	۱۶	۶	۳۸	۱۱	۵۷	۲	۵۶	۳	۴۰	۵	۱۸	۶	۳۶
۱۱	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲	۵۸	۳	۴۰	۵	۱۸	۶	۳۶
۱۲	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲	۵۸	۳	۴۱	۵	۱۹	۶	۳۷
۱۳	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۸	۲	۵۹	۳	۴۲	۵	۲۰	۶	۳۸
۱۴	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۳	۰۰	۳	۴۲	۵	۲۱	۶	۳۸
۱۵	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۳	۰۰	۳	۴۳	۵	۲۲	۶	۳۹
۱۶	۵	۱۷	۶	۳۸	۱۱	۵۹	۳	۰۱	۳	۴۴	۵	۲۲	۶	۴۰
۱۷	۵	۱۷	۶	۳۷	۱۲	۰۰	۳	۰۲	۳	۴۵	۵	۲۳	۶	۴۰
۱۸	۵	۱۷	۶	۳۷	۱۲	۰۰	۳	۰۲	۳	۴۵	۵	۲۴	۶	۴۱
۱۹	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۲	۰۰	۳	۰۳	۳	۴۶	۵	۲۵	۶	۴۱
۲۰	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۲	۰۱	۳	۰۴	۳	۴۷	۵	۲۵	۶	۴۲
۲۱	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۲	۰۱	۳	۰۴	۳	۴۸	۵	۲۶	۶	۴۳
۲۲	۵	۱۶	۶	۳۷	۱۲	۰۱	۳	۰۵	۳	۴۹	۵	۲۷	۶	۴۳
۲۳	۵	۱۵	۶	۳۶	۱۲	۰۱	۳	۰۶	۳	۵۰	۵	۲۸	۶	۴۴
۲۴	۵	۱۵	۶	۳۵	۱۲	۰۲	۳	۰۶	۳	۵۰	۵	۲۸	۶	۴۵
۲۵	۵	۱۵	۶	۳۵	۱۲	۰۲	۳	۰۶	۳	۵۱	۵	۲۹	۶	۴۵
۲۶	۵	۱۵	۶	۳۵	۱۲	۰۲	۳	۰۸	۳	۵۲	۵	۳۰	۶	۴۶
۲۷	۵	۱۴	۶	۳۴	۱۲	۰۲	۳	۰۸	۳	۵۳	۵	۳۱	۶	۴۷
۲۸	۵	۱۴	۶	۳۴	۱۲	۰۳	۳	۰۹	۳	۵۳	۵	۳۱	۶	۴۷
۲۹	۵	۱۳	۶	۳۳	۱۲	۰۳	۳	۱۰	۳	۵۴	۵	۳۲	۶	۴۸
۳۰	۵	۱۳	۶	۳۳	۱۲	۰۳	۳	۱۰	۳	۵۵	۵	۳۳	۶	۴۹
۳۱	۵	۱۲	۶	۳۳	۱۲	۰۳	۳	۱۱	۳	۵۵	۵	۳۴	۶	۴۹

فروری	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۱۲	۶	۳۲	۱۲	۳	۳	۱۱	۳	۵۶	۵	۳۴	۶	۵۰
۲	۵	۱۲	۶	۳۲	۱۲	۳	۳	۱۲	۳	۵۷	۵	۳۵	۶	۵۰
۳	۵	۱۱	۶	۳۲	۱۲	۳	۳	۱۳	۳	۵۷	۵	۳۶	۶	۵۱
۴	۵	۱۱	۶	۳۲	۱۲	۴	۳	۱۳	۳	۵۸	۵	۳۷	۶	۵۲
۵	۵	۱۱	۶	۳۱	۱۲	۴	۳	۱۴	۳	۵۸	۵	۳۷	۶	۵۲
۶	۵	۱۰	۶	۳۰	۱۲	۴	۳	۱۴	۳	۵۸	۵	۳۸	۶	۵۳
۷	۵	۱۰	۶	۳۰	۱۲	۴	۳	۱۵	۳	۵۹	۵	۳۹	۶	۵۴
۸	۵	۱۰	۶	۲۹	۱۲	۴	۳	۱۵	۴	۰۰	۵	۳۹	۶	۵۴
۹	۵	۹	۶	۲۹	۱۲	۴	۳	۱۵	۴	۰۰	۵	۴۰	۶	۵۵
۱۰	۵	۹	۶	۲۸	۱۲	۴	۳	۱۶	۴	۰۱	۵	۴۱	۶	۵۵
۱۱	۵	۸	۶	۲۷	۱۲	۴	۳	۱۷	۴	۰۲	۵	۴۱	۶	۵۶
۱۲	۵	۸	۶	۲۷	۱۲	۴	۳	۱۷	۴	۰۲	۵	۴۲	۶	۵۶
۱۳	۵	۸	۶	۲۶	۱۲	۴	۳	۱۸	۴	۰۳	۵	۴۳	۶	۵۷
۱۴	۵	۷	۶	۲۵	۱۲	۴	۳	۱۸	۴	۰۴	۵	۴۳	۶	۵۸
۱۵	۵	۷	۶	۲۴	۱۲	۴	۳	۱۸	۴	۰۴	۵	۴۴	۶	۵۸
۱۶	۵	۷	۶	۲۳	۱۲	۴	۳	۱۹	۴	۰۵	۵	۴۵	۶	۵۹
۱۷	۵	۶	۶	۲۲	۱۲	۴	۳	۱۹	۴	۰۶	۵	۴۵	۶	۵۹
۱۸	۵	۶	۶	۲۱	۱۲	۴	۳	۲۰	۴	۰۶	۵	۴۶	۷	۰۰
۱۹	۵	۵	۶	۲۰	۱۲	۳	۳	۲۰	۴	۰۷	۵	۴۷	۷	۰۰
۲۰	۵	۴	۶	۲۰	۱۲	۳	۳	۲۰	۴	۰۸	۵	۴۷	۷	۰۱
۲۱	۵	۳	۶	۱۹	۱۲	۳	۳	۲۱	۴	۰۸	۵	۴۸	۷	۰۱
۲۲	۵	۲	۶	۱۸	۱۲	۳	۳	۲۱	۴	۰۹	۵	۴۸	۷	۰۲
۲۳	۵	۱	۶	۱۷	۱۲	۳	۳	۲۱	۴	۰۹	۵	۴۹	۷	۰۲
۲۴	۵	۱	۶	۱۶	۱۲	۳	۳	۲۱	۴	۱۰	۵	۴۹	۷	۰۳
۲۵	۵	۰۰	۶	۱۵	۱۲	۳	۳	۲۲	۴	۱۰	۵	۵۰	۷	۰۳
۲۶	۴	۵۹	۶	۱۴	۱۲	۳	۳	۲۲	۴	۱۰	۵	۵۱	۷	۰۴
۲۷	۴	۵۸	۶	۱۴	۱۲	۲	۳	۲۲	۴	۱۱	۵	۵۱	۷	۰۴
۲۸	۴	۵۷	۶	۱۳	۱۲	۲	۳	۲۲	۴	۱۱	۵	۵۲	۷	۰۵
۲۹	۴	۵۶	۶	۱۳	۱۲	۲	۳	۲۳	۴	۱۱	۵	۵۲	۷	۰۵

۲۶

مارچ	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۵۵	۶	۱۲	۱۲	۰۲	۳	۲۳	۴	۱۲	۵	۵۲	۷	۰۵
۲	۴	۵۴	۶	۱۱	۱۲	۰۲	۳	۲۳	۴	۱۲	۵	۵۳	۷	۰۶
۳	۴	۵۳	۶	۱۰	۱۲	۰۲	۳	۲۳	۴	۱۲	۵	۵۳	۷	۰۶
۴	۴	۵۲	۶	۰۹	۱۲	۰۱	۳	۲۳	۴	۱۳	۵	۵۴	۷	۰۷
۵	۴	۵۱	۶	۰۸	۱۲	۰۱	۳	۲۳	۴	۱۳	۵	۵۴	۷	۰۷
۶	۴	۵۰	۶	۰۷	۱۲	۰۱	۳	۲۳	۴	۱۴	۵	۵۵	۷	۰۸
۷	۴	۵۰	۶	۰۶	۱۲	۰۱	۳	۲۴	۴	۱۴	۵	۵۵	۷	۰۸
۸	۴	۴۹	۶	۰۵	۱۲	۰۰	۳	۲۴	۴	۱۴	۵	۵۶	۷	۰۹
۹	۴	۴۸	۶	۰۴	۱۲	۰۰	۳	۲۴	۴	۱۵	۵	۵۶	۷	۰۹
۱۰	۴	۴۷	۶	۰۳	۱۲	۰۰	۳	۲۴	۴	۱۵	۵	۵۷	۷	۱۰
۱۱	۴	۴۵	۶	۰۲	۱۲	۰۰	۳	۲۴	۴	۱۵	۵	۵۷	۷	۱۰
۱۲	۴	۴۴	۶	۰۱	۱۱	۵۹	۳	۲۴	۴	۱۵	۵	۵۸	۷	۱۱
۱۳	۴	۴۳	۶	۰۰	۱۱	۵۹	۳	۲۴	۴	۱۶	۵	۵۸	۷	۱۱
۱۴	۴	۴۲	۵	۵۹	۱۱	۵۹	۳	۲۴	۴	۱۶	۵	۵۹	۷	۱۲
۱۵	۴	۴۱	۵	۵۸	۱۱	۵۸	۳	۲۴	۴	۱۶	۵	۵۹	۷	۱۲
۱۶	۴	۴۰	۵	۵۷	۱۱	۵۸	۳	۲۴	۴	۱۶	۶	۰۰	۷	۱۳
۱۷	۴	۳۹	۵	۵۶	۱۱	۵۸	۳	۲۴	۴	۱۷	۶	۰۰	۷	۱۳
۱۸	۴	۳۸	۵	۵۵	۱۱	۵۸	۳	۲۴	۴	۱۷	۶	۰۱	۷	۱۴
۱۹	۴	۳۷	۵	۵۴	۱۱	۵۷	۳	۲۴	۴	۱۷	۶	۰۱	۷	۱۴
۲۰	۴	۳۶	۵	۵۳	۱۱	۵۷	۳	۲۴	۴	۱۷	۶	۰۲	۷	۱۵
۲۱	۴	۳۵	۵	۵۲	۱۱	۵۷	۳	۲۴	۴	۱۸	۶	۰۲	۷	۱۵
۲۲	۴	۳۴	۵	۵۰	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۱۸	۶	۰۳	۷	۱۶
۲۳	۴	۳۳	۵	۴۹	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۱۸	۶	۰۳	۷	۱۶
۲۴	۴	۳۲	۵	۴۹	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۱۸	۶	۰۳	۷	۱۷
۲۵	۴	۳۱	۵	۴۷	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۱۹	۶	۰۴	۷	۱۷
۲۶	۴	۳۰	۵	۴۶	۱۱	۵۵	۳	۲۴	۴	۱۹	۶	۰۴	۷	۱۸
۲۷	۴	۲۹	۵	۴۵	۱۱	۵۵	۳	۲۴	۴	۱۹	۶	۰۵	۷	۱۸
۲۸	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۱	۵۵	۳	۲۳	۴	۱۹	۶	۰۵	۷	۱۹
۲۹	۴	۲۶	۵	۴۳	۱۱	۵۴	۳	۲۳	۴	۱۹	۶	۰۶	۷	۲۰
۳۰	۴	۲۵	۵	۴۲	۱۱	۵۴	۳	۲۳	۴	۱۹	۶	۰۶	۷	۲۰
۳۱	۴	۲۴	۵	۴۱	۱۱	۵۴	۳	۲۳	۴	۲۰	۶	۰۷	۷	۲۱

اپریل	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۲۳	۵	۴۰	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۷	۷	۲۱
۲	۴	۲۲	۵	۳۹	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۲
۳	۴	۲۱	۵	۳۸	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۲
۴	۴	۲۰	۵	۳۷	۱۱	۵۳	۳	۲۲	۴	۲۲	۶	۰۸	۷	۲۳
۵	۴	۱۹	۵	۳۶	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۲	۶	۰۹	۷	۲۳
۶	۴	۱۸	۵	۳۵	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۰۹	۷	۲۴
۷	۴	۱۶	۵	۳۴	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۱۰	۷	۲۵
۸	۴	۱۵	۵	۳۳	۱۱	۵۱	۳	۲۲	۴	۲۳	۶	۱۰	۷	۲۵
۹	۴	۱۴	۵	۳۲	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۱	۷	۲۶
۱۰	۴	۱۳	۵	۳۱	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۱	۷	۲۶
۱۱	۴	۱۱	۵	۳۰	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۲	۷	۲۷
۱۲	۴	۱۰	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۲	۷	۲۸
۱۳	۴	۹	۵	۲۸	۱۱	۵۰	۳	۲۱	۴	۲۳	۶	۱۳	۷	۲۸
۱۴	۴	۸	۵	۲۷	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۳	۶	۱۳	۷	۲۹
۱۵	۴	۷	۵	۲۶	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۲۹
۱۶	۴	۵	۵	۲۵	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۳۰
۱۷	۴	۴	۵	۲۴	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۴	۶	۱۴	۷	۳۱
۱۸	۴	۳	۵	۲۳	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۵	۷	۳۱
۱۹	۴	۲	۵	۲۲	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۵	۷	۳۲
۲۰	۴	۱	۵	۲۱	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۶	۷	۳۳
۲۱	۳	۵۹	۵	۲۰	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۶	۷	۳۳
۲۲	۳	۵۸	۵	۱۹	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۴	۶	۱۷	۷	۳۴
۲۳	۳	۵۷	۵	۱۸	۱۱	۴۸	۳	۱۹	۴	۲۵	۶	۱۷	۷	۳۵
۲۴	۳	۵۶	۵	۱۸	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۸	۷	۳۵
۲۵	۳	۵۵	۵	۱۷	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۸	۷	۳۶
۲۶	۳	۵۴	۵	۱۶	۱۱	۴۷	۳	۱۸	۴	۲۵	۶	۱۹	۷	۳۷
۲۷	۳	۵۳	۵	۱۵	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۱۹	۷	۳۷
۲۸	۳	۵۲	۵	۱۴	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۰	۷	۳۸
۲۹	۳	۵۱	۵	۱۴	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۰	۷	۳۹
۳۰	۳	۵۰	۵	۱۳	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۲۵	۶	۲۱	۷	۴۰

مئی	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۴۹	۵	۱۲	۱۱	۴۷	۳	۱۶	۴	۲۵	۶	۲۱	۷	۴۰
۲	۳	۴۸	۵	۱۱	۱۱	۴۷	۳	۱۶	۴	۲۶	۶	۲۲	۷	۴۱
۳	۳	۴۷	۵	۱۱	۱۱	۴۶	۳	۱۶	۴	۲۶	۶	۲۲	۷	۴۲
۴	۳	۴۶	۵	۱۰	۱۱	۴۶	۳	۱۶	۴	۲۶	۶	۲۳	۷	۴۲
۵	۳	۴۵	۵	۰۹	۱۱	۴۶	۳	۱۶	۴	۲۶	۶	۲۳	۷	۴۳
۶	۳	۴۵	۵	۰۸	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۲۶	۶	۲۴	۷	۴۴
۷	۳	۴۴	۵	۰۸	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۲۶	۶	۲۵	۷	۴۵
۸	۳	۴۳	۵	۰۷	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۲۷	۶	۲۵	۷	۴۵
۹	۳	۴۲	۵	۰۷	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۲۷	۶	۲۶	۷	۴۶
۱۰	۳	۴۲	۵	۰۶	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۲۷	۶	۲۶	۷	۴۷
۱۱	۳	۴۱	۵	۰۵	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۷	۶	۲۷	۷	۴۸
۱۲	۳	۴۰	۵	۰۵	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۷	۶	۲۷	۷	۴۸
۱۳	۳	۳۹	۵	۰۴	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۷	۶	۲۸	۷	۴۹
۱۴	۳	۳۹	۵	۰۴	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۸	۶	۲۸	۷	۵۰
۱۵	۳	۳۸	۵	۰۳	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۸	۶	۲۹	۷	۵۰
۱۶	۳	۳۷	۵	۰۳	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۸	۶	۲۹	۷	۵۱
۱۷	۳	۳۶	۵	۰۲	۱۱	۴۶	۳	۱۴	۴	۲۸	۶	۳۰	۷	۵۲
۱۸	۳	۳۵	۵	۰۲	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۸	۶	۳۰	۷	۵۳
۱۹	۳	۳۵	۵	۰۱	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۱	۷	۵۳
۲۰	۳	۳۴	۵	۰۱	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۱	۷	۵۴
۲۱	۳	۳۴	۵	۰۱	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۲	۷	۵۵
۲۲	۳	۳۳	۵	۰۱	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۲	۷	۵۶
۲۳	۳	۳۲	۵	۰۰	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۳	۷	۵۶
۲۴	۳	۳۲	۴	۵۹	۱۱	۴۶	۳	۱۳	۴	۲۹	۶	۳۳	۷	۵۷
۲۵	۳	۳۱	۴	۵۹	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۰	۶	۳۴	۷	۵۸
۲۶	۳	۳۱	۴	۵۹	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۰	۶	۳۴	۷	۵۸
۲۷	۳	۳۱	۴	۵۹	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۰	۶	۳۴	۷	۵۹
۲۸	۳	۳۰	۴	۵۸	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۰	۶	۳۵	۸	۰۰
۲۹	۳	۲۹	۴	۵۸	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۰	۶	۳۶	۸	۰۰
۳۰	۳	۲۹	۴	۵۸	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۱	۶	۳۶	۸	۰۱
۳۱	۳	۲۸	۴	۵۸	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۱	۶	۳۷	۸	۰۲

جون	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۲۸	۴	۵۸	۱۱	۴۷	۳	۱۳	۴	۳۱	۶	۳۷	۸	۰۲
۲	۳	۲۸	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۱	۶	۳۸	۸	۰۳
۳	۳	۲۸	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۱	۶	۳۸	۸	۰۳
۴	۳	۲۸	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۲	۶	۳۹	۸	۰۴
۵	۳	۲۷	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۲	۶	۳۹	۸	۰۴
۶	۳	۲۷	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۲	۶	۴۰	۸	۰۵
۷	۳	۲۷	۴	۵۷	۱۱	۴۸	۳	۱۳	۴	۳۲	۶	۴۰	۸	۰۵
۸	۳	۲۷	۴	۵۷	۱۱	۴۹	۳	۱۳	۴	۳۳	۶	۴۰	۸	۰۶
۹	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۴۹	۳	۱۳	۴	۳۳	۶	۴۱	۸	۰۶
۱۰	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۴۹	۳	۱۳	۴	۳۳	۶	۴۱	۸	۰۷
۱۱	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۴۹	۳	۱۳	۴	۳۳	۶	۴۲	۸	۰۷
۱۲	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۴۹	۳	۱۴	۴	۳۳	۶	۴۲	۸	۰۸
۱۳	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۵۰	۳	۱۴	۴	۳۴	۶	۴۲	۸	۰۸
۱۴	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۵۰	۳	۱۴	۴	۳۴	۶	۴۳	۸	۰۹
۱۵	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۵۰	۳	۱۴	۴	۳۴	۶	۴۳	۸	۰۹
۱۶	۳	۲۶	۴	۵۷	۱۱	۵۰	۳	۱۴	۴	۳۵	۶	۴۳	۸	۰۹
۱۷	۳	۲۶	۴	۵۸	۱۱	۵۰	۳	۱۴	۴	۳۵	۶	۴۳	۸	۱۰
۱۸	۳	۲۶	۴	۵۸	۱۱	۵۱	۳	۱۵	۴	۳۵	۶	۴۴	۸	۱۰
۱۹	۳	۲۶	۴	۵۸	۱۱	۵۱	۳	۱۵	۴	۳۵	۶	۴۴	۸	۱۰
۲۰	۳	۲۶	۴	۵۸	۱۱	۵۱	۳	۱۵	۴	۳۶	۶	۴۴	۸	۱۰
۲۱	۳	۲۷	۴	۵۸	۱۱	۵۱	۳	۱۵	۴	۳۶	۶	۴۴	۸	۱۱
۲۲	۳	۲۷	۴	۵۹	۱۱	۵۲	۳	۱۵	۴	۳۶	۶	۴۵	۸	۱۱
۲۳	۳	۲۷	۴	۵۹	۱۱	۵۲	۳	۱۶	۴	۳۶	۶	۴۵	۸	۱۱
۲۴	۳	۲۸	۴	۵۹	۱۱	۵۲	۳	۱۶	۴	۳۶	۶	۴۵	۸	۱۱
۲۵	۳	۲۸	۴	۵۹	۱۱	۵۲	۳	۱۶	۴	۳۷	۶	۴۵	۸	۱۱
۲۶	۳	۲۸	۵	۰۰	۱۱	۵۲	۳	۱۶	۴	۳۷	۶	۴۵	۸	۱۱
۲۷	۳	۲۹	۵	۰۰	۱۱	۵۳	۳	۱۷	۴	۳۷	۶	۴۵	۸	۱۲
۲۸	۳	۲۹	۵	۰۰	۱۱	۵۳	۳	۱۷	۴	۳۷	۶	۴۶	۸	۱۲
۲۹	۳	۲۹	۵	۰۱	۱۱	۵۳	۳	۱۷	۴	۳۷	۶	۴۶	۸	۱۲
۳۰	۳	۳۰	۵	۰۱	۱۱	۵۳	۳	۱۷	۴	۳۷	۶	۴۶	۸	۱۲

جولائی	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۳۰	۵	۰۱	۱۱	۵۳	۳	۱۸	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۲
۲	۳	۳۰	۵	۰۲	۱۱	۵۴	۳	۱۸	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۲
۳	۳	۳۱	۵	۰۲	۱۱	۵۴	۳	۱۸	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۱
۴	۳	۳۱	۵	۰۲	۱۱	۵۴	۳	۱۹	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۱
۵	۳	۳۲	۵	۰۳	۱۱	۵۴	۳	۱۹	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۱
۶	۳	۳۲	۵	۰۳	۱۱	۵۴	۳	۱۹	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۱
۷	۳	۳۳	۵	۰۴	۱۱	۵۴	۳	۱۹	۴	۳۸	۶	۴۶	۸	۱۱
۸	۳	۳۳	۵	۰۴	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۱۱
۹	۳	۳۴	۵	۰۴	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۱۰
۱۰	۳	۳۴	۵	۰۵	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۱۰
۱۱	۳	۳۵	۵	۰۵	۱۱	۵۵	۳	۲۰	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۱۰
۱۲	۳	۳۵	۵	۰۶	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۰۹
۱۳	۳	۳۶	۵	۰۶	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۴	۳۹	۶	۴۵	۸	۰۹
۱۴	۳	۳۷	۵	۰۷	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۴	۳۹	۶	۴۴	۸	۰۹
۱۵	۳	۳۸	۵	۰۷	۱۱	۵۵	۳	۲۱	۴	۳۹	۶	۴۴	۸	۰۸
۱۶	۳	۳۹	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۴	۳۹	۶	۴۴	۸	۰۸
۱۷	۳	۳۹	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۴	۳۹	۶	۴۴	۸	۰۷
۱۸	۳	۴۰	۵	۰۸	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۴	۳۹	۶	۴۳	۸	۰۷
۱۹	۳	۴۱	۵	۰۹	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۴	۳۹	۶	۴۳	۸	۰۶
۲۰	۳	۴۲	۵	۰۹	۱۱	۵۶	۳	۲۲	۴	۳۹	۶	۴۲	۸	۰۶
۲۱	۳	۴۲	۵	۱۰	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۴	۳۹	۶	۴۲	۸	۰۵
۲۲	۳	۴۳	۵	۱۰	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۴	۳۹	۶	۴۲	۸	۰۵
۲۳	۳	۴۳	۵	۱۱	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۴	۳۹	۶	۴۱	۸	۰۴
۲۴	۳	۴۴	۵	۱۱	۱۱	۵۶	۳	۲۳	۴	۳۹	۶	۴۱	۸	۰۳
۲۵	۳	۴۵	۵	۱۲	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۹	۶	۴۰	۸	۰۳
۲۶	۳	۴۵	۵	۱۲	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۹	۶	۴۰	۸	۰۲
۲۷	۳	۴۶	۵	۱۳	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۸	۶	۳۹	۸	۰۱
۲۸	۳	۴۷	۵	۱۳	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۸	۶	۳۹	۸	۰۱
۲۹	۳	۴۷	۵	۱۴	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۸	۶	۳۸	۸	۰۰
۳۰	۳	۴۸	۵	۱۴	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۸	۶	۳۸	۷	۵۹
۳۱	۳	۴۹	۵	۱۵	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۸	۶	۳۷	۷	۵۸

اگست	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۳	۴۹	۵	۱۵	۱۱	۵۶	۳	۲۴	۴	۳۷	۶	۳۷	۷	۵۷
۲	۳	۵۰	۵	۱۶	۱۱	۵۶	۳	۲۵	۴	۳۷	۶	۳۶	۷	۵۷
۳	۳	۵۱	۵	۱۶	۱۱	۵۶	۳	۲۵	۴	۳۷	۶	۳۵	۷	۵۶
۴	۳	۵۱	۵	۱۷	۱۱	۵۶	۳	۲۵	۴	۳۶	۶	۳۵	۷	۵۵
۵	۳	۵۲	۵	۱۷	۱۱	۵۶	۳	۲۵	۴	۳۶	۶	۳۴	۷	۵۴
۶	۳	۵۳	۵	۱۸	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۶	۶	۳۳	۷	۵۳
۷	۳	۵۳	۵	۱۸	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۵	۶	۳۳	۷	۵۲
۸	۳	۵۴	۵	۱۹	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۵	۶	۳۲	۷	۵۱
۹	۳	۵۵	۵	۱۹	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۵	۶	۳۱	۷	۵۰
۱۰	۳	۵۵	۵	۲۰	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۴	۶	۳۰	۷	۴۹
۱۱	۳	۵۶	۵	۲۰	۱۱	۵۵	۳	۲۵	۴	۳۴	۶	۳۰	۷	۴۸
۱۲	۳	۵۷	۵	۲۱	۱۱	۵۵	۳	۲۴	۴	۳۴	۶	۲۹	۷	۴۷
۱۳	۳	۵۸	۵	۲۱	۱۱	۵۴	۳	۲۴	۴	۳۳	۶	۲۸	۷	۴۶
۱۴	۳	۵۸	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳	۲۴	۴	۳۳	۶	۲۷	۷	۴۵
۱۵	۳	۵۹	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳	۲۴	۴	۳۲	۶	۲۶	۷	۴۴
۱۶	۴	۰	۵	۲۲	۱۱	۵۴	۳	۲۴	۴	۳۲	۶	۲۵	۷	۴۳
۱۷	۴	۱	۵	۲۳	۱۱	۵۴	۳	۲۴	۴	۳۱	۶	۲۵	۷	۴۲
۱۸	۴	۱	۵	۲۳	۱۱	۵۳	۳	۲۴	۴	۳۱	۶	۲۴	۷	۴۱
۱۹	۴	۲	۵	۲۴	۱۱	۵۳	۳	۲۴	۴	۳۰	۶	۲۳	۷	۴۰
۲۰	۴	۲	۵	۲۴	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۳۰	۶	۲۲	۷	۳۹
۲۱	۴	۳	۵	۲۵	۱۱	۵۳	۳	۲۳	۴	۲۹	۶	۲۱	۷	۳۸
۲۲	۴	۳	۵	۲۵	۱۱	۵۲	۳	۲۳	۴	۲۹	۶	۲۰	۷	۳۷
۲۳	۴	۴	۵	۲۵	۱۱	۵۲	۳	۲۳	۴	۲۸	۶	۱۹	۷	۳۶
۲۴	۴	۴	۵	۲۶	۱۱	۵۲	۳	۲۳	۴	۲۸	۶	۱۸	۷	۳۵
۲۵	۴	۵	۵	۲۶	۱۱	۵۲	۳	۲۲	۴	۲۷	۶	۱۷	۷	۳۳
۲۶	۴	۵	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳	۲۲	۴	۲۶	۶	۱۶	۷	۳۲
۲۷	۴	۶	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳	۲۲	۴	۲۶	۶	۱۵	۷	۳۱
۲۸	۴	۶	۵	۲۷	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۵	۶	۱۴	۷	۳۰
۲۹	۴	۷	۵	۲۸	۱۱	۵۱	۳	۲۱	۴	۲۴	۶	۱۳	۷	۲۹
۳۰	۴	۷	۵	۲۸	۱۱	۵۰	۳	۲۱	۴	۲۴	۶	۱۲	۷	۲۸
۳۱	۴	۸	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۳	۶	۱۱	۷	۲۷

ستمبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۹	۵	۲۹	۱۱	۵۰	۳	۲۰	۴	۲۲	۶	۱۰	۷	۲۵
۲	۴	۱۰	۵	۲۹	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۲	۶	۰۹	۷	۲۴
۳	۴	۱۰	۵	۳۰	۱۱	۴۹	۳	۲۰	۴	۲۱	۶	۰۸	۷	۲۳
۴	۴	۱۱	۵	۳۰	۱۱	۴۹	۳	۱۹	۴	۲۰	۶	۰۷	۷	۲۲
۵	۴	۱۱	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۲۰	۶	۰۶	۷	۲۱
۶	۴	۱۲	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۸	۴	۱۹	۶	۰۵	۷	۱۹
۷	۴	۱۲	۵	۳۱	۱۱	۴۸	۳	۱۷	۴	۱۸	۶	۰۴	۷	۱۸
۸	۴	۱۳	۵	۳۲	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۱۷	۶	۰۳	۷	۱۷
۹	۴	۱۳	۵	۳۲	۱۱	۴۷	۳	۱۷	۴	۱۶	۶	۰۲	۷	۱۶
۱۰	۴	۱۴	۵	۳۳	۱۱	۴۷	۳	۱۶	۴	۱۶	۶	۰۱	۷	۱۵
۱۱	۴	۱۴	۵	۳۳	۱۱	۴۶	۳	۱۶	۴	۱۵	۵	۵۹	۷	۱۴
۱۲	۴	۱۵	۵	۳۳	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۱۴	۵	۵۸	۷	۱۲
۱۳	۴	۱۵	۵	۳۴	۱۱	۴۶	۳	۱۵	۴	۱۳	۵	۵۷	۷	۱۱
۱۴	۴	۱۶	۵	۳۴	۱۱	۴۵	۳	۱۴	۴	۱۲	۵	۵۶	۷	۱۰
۱۵	۴	۱۶	۵	۳۵	۱۱	۴۵	۳	۱۴	۴	۱۲	۵	۵۵	۷	۰۹
۱۶	۴	۱۷	۵	۳۵	۱۱	۴۴	۳	۱۳	۴	۱۱	۵	۵۴	۷	۰۸
۱۷	۴	۱۷	۵	۳۵	۱۱	۴۴	۳	۱۳	۴	۱۰	۵	۵۳	۷	۰۶
۱۸	۴	۱۸	۵	۳۶	۱۱	۴۴	۳	۱۲	۴	۰۹	۵	۵۲	۷	۰۵
۱۹	۴	۱۸	۵	۳۶	۱۱	۴۳	۳	۱۱	۴	۰۸	۵	۵۱	۷	۰۴
۲۰	۴	۱۸	۵	۳۷	۱۱	۴۳	۳	۱۱	۴	۰۷	۵	۵۰	۷	۰۳
۲۱	۴	۱۹	۵	۳۷	۱۱	۴۳	۳	۱۰	۴	۰۶	۵	۴۹	۷	۰۲
۲۲	۴	۱۹	۵	۳۷	۱۱	۴۲	۳	۱۰	۴	۰۶	۵	۴۷	۷	۰۱
۲۳	۴	۲۰	۵	۳۸	۱۱	۴۲	۳	۰۹	۴	۰۵	۵	۴۶	۷	۰۰
۲۴	۴	۲۰	۵	۳۸	۱۱	۴۲	۳	۰۸	۴	۰۴	۵	۴۵	۶	۵۸
۲۵	۴	۲۱	۵	۳۸	۱۱	۴۱	۳	۰۸	۴	۰۳	۵	۴۴	۶	۵۷
۲۶	۴	۲۱	۵	۳۹	۱۱	۴۱	۳	۰۷	۴	۰۲	۵	۴۳	۶	۵۶
۲۷	۴	۲۲	۵	۳۹	۱۱	۴۱	۳	۰۶	۴	۰۱	۵	۴۲	۶	۵۵
۲۸	۴	۲۲	۵	۴۰	۱۱	۴۰	۳	۰۶	۴	۰۰	۵	۴۱	۶	۵۴
۲۹	۴	۲۳	۵	۴۰	۱۱	۴۰	۳	۰۵	۳	۵۹	۵	۴۰	۶	۵۳
۳۰	۴	۲۳	۵	۴۱	۱۱	۴۰	۳	۰۵	۳	۵۸	۵	۳۹	۶	۵۲

اکتوبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۲۴	۵	۴۱	۱۱	۳۹	۳	۰۵	۳	۵۸	۵	۳۸	۶	۵۱
۲	۴	۲۴	۵	۴۱	۱۱	۳۹	۳	۰۴	۳	۵۷	۵	۳۷	۶	۵۰
۳	۴	۲۵	۵	۴۲	۱۱	۳۹	۳	۰۳	۳	۵۶	۵	۳۶	۶	۴۹
۴	۴	۲۵	۵	۴۲	۱۱	۳۸	۳	۰۲	۳	۵۵	۵	۳۴	۶	۴۷
۵	۴	۲۵	۵	۴۳	۱۱	۳۸	۳	۰۱	۳	۵۴	۵	۳۳	۶	۴۶
۶	۴	۲۶	۵	۴۳	۱۱	۳۸	۳	۰۱	۳	۵۳	۵	۳۲	۶	۴۵
۷	۴	۲۶	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۳	۰۰	۳	۵۲	۵	۳۱	۶	۴۴
۸	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۲	۵۹	۳	۵۱	۵	۳۰	۶	۴۳
۹	۴	۲۷	۵	۴۴	۱۱	۳۷	۲	۵۹	۳	۵۰	۵	۲۹	۶	۴۲
۱۰	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۱	۳۷	۲	۵۸	۳	۴۹	۵	۲۸	۶	۴۱
۱۱	۴	۲۸	۵	۴۵	۱۱	۳۶	۲	۵۷	۳	۴۸	۵	۲۷	۶	۴۰
۱۲	۴	۲۹	۵	۴۶	۱۱	۳۶	۲	۵۷	۳	۴۷	۵	۲۶	۶	۴۰
۱۳	۴	۲۹	۵	۴۶	۱۱	۳۶	۲	۵۶	۳	۴۷	۵	۲۵	۶	۳۹
۱۴	۴	۲۹	۵	۴۷	۱۱	۳۶	۲	۵۶	۳	۴۶	۵	۲۴	۶	۳۸
۱۵	۴	۳۰	۵	۴۷	۱۱	۳۵	۲	۵۵	۳	۴۵	۵	۲۳	۶	۳۷
۱۶	۴	۳۰	۵	۴۸	۱۱	۳۵	۲	۵۵	۳	۴۴	۵	۲۳	۶	۳۶
۱۷	۴	۳۱	۵	۴۸	۱۱	۳۵	۲	۵۴	۳	۴۴	۵	۲۲	۶	۳۵
۱۸	۴	۳۱	۵	۴۹	۱۱	۳۵	۲	۵۳	۳	۴۳	۵	۲۱	۶	۳۴
۱۹	۴	۳۲	۵	۴۹	۱۱	۳۵	۲	۵۲	۳	۴۲	۵	۲۰	۶	۳۳
۲۰	۴	۳۲	۵	۵۰	۱۱	۳۴	۲	۵۲	۳	۴۲	۵	۱۹	۶	۳۲
۲۱	۴	۳۳	۵	۵۰	۱۱	۳۴	۲	۵۱	۳	۴۱	۵	۱۸	۶	۳۲
۲۲	۴	۳۳	۵	۵۱	۱۱	۳۴	۲	۵۱	۳	۴۰	۵	۱۷	۶	۳۱
۲۳	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۱	۳۴	۲	۵۰	۳	۳۹	۵	۱۶	۶	۳۰
۲۴	۴	۳۴	۵	۵۲	۱۱	۳۴	۲	۵۰	۳	۳۸	۵	۱۵	۶	۲۹
۲۵	۴	۳۵	۵	۵۳	۱۱	۳۴	۲	۴۹	۳	۳۸	۵	۱۵	۶	۲۹
۲۶	۴	۳۶	۵	۵۳	۱۱	۳۴	۲	۴۸	۳	۳۷	۵	۱۴	۶	۲۸
۲۷	۴	۳۶	۵	۵۴	۱۱	۳۳	۲	۴۸	۳	۳۶	۵	۱۳	۶	۲۷
۲۸	۴	۳۷	۵	۵۴	۱۱	۳۳	۲	۴۷	۳	۳۵	۵	۱۲	۶	۲۷
۲۹	۴	۳۷	۵	۵۵	۱۱	۳۳	۲	۴۷	۳	۳۴	۵	۱۲	۶	۲۶
۳۰	۴	۳۷	۵	۵۶	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۳	۵	۱۱	۶	۲۵
۳۱	۴	۳۸	۵	۵۶	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۳	۵	۱۰	۶	۲۵

نومبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۳۹	۵	۵۷	۱۱	۳۳	۲	۴۶	۳	۳۱	۵	۰۹	۶	۲۴
۲	۴	۳۹	۵	۵۸	۱۱	۳۳	۲	۴۵	۳	۳۱	۵	۰۹	۶	۲۴
۳	۴	۴۰	۵	۵۸	۱۱	۳۳	۲	۴۴	۳	۳۰	۵	۰۸	۶	۲۳
۴	۴	۴۰	۵	۵۹	۱۱	۳۳	۲	۴۴	۳	۳۰	۵	۰۸	۶	۲۲
۵	۴	۴۱	۵	۵۹	۱۱	۳۳	۲	۴۳	۳	۲۹	۵	۰۷	۶	۲۲
۶	۴	۴۱	۶	۰۰	۱۱	۳۳	۲	۴۳	۳	۲۹	۵	۰۶	۶	۲۱
۷	۴	۴۱	۶	۰۱	۱۱	۳۳	۲	۴۳	۳	۲۸	۵	۰۶	۶	۲۱
۸	۴	۴۲	۶	۰۱	۱۱	۳۳	۲	۴۲	۳	۲۸	۵	۰۵	۶	۲۱
۹	۴	۴۳	۶	۰۲	۱۱	۳۳	۲	۴۲	۳	۲۷	۵	۰۵	۶	۲۰
۱۰	۴	۴۳	۶	۰۳	۱۱	۳۳	۲	۴۲	۳	۲۷	۵	۰۴	۶	۲۰
۱۱	۴	۴۴	۶	۰۴	۱۱	۳۴	۲	۴۱	۳	۲۶	۵	۰۴	۶	۱۹
۱۲	۴	۴۴	۶	۰۴	۱۱	۳۴	۲	۴۱	۳	۲۶	۵	۰۳	۶	۱۹
۱۳	۴	۴۵	۶	۰۵	۱۱	۳۴	۲	۴۱	۳	۲۵	۵	۰۳	۶	۱۹
۱۴	۴	۴۶	۶	۰۶	۱۱	۳۴	۲	۴۱	۳	۲۵	۵	۰۲	۶	۱۸
۱۵	۴	۴۶	۶	۰۶	۱۱	۳۴	۲	۴۰	۳	۲۴	۵	۰۲	۶	۱۸
۱۶	۴	۴۷	۶	۰۷	۱۱	۳۴	۲	۴۰	۳	۲۴	۵	۰۲	۶	۱۸
۱۷	۴	۴۷	۶	۰۸	۱۱	۳۵	۲	۴۰	۳	۲۳	۵	۰۱	۶	۱۸
۱۸	۴	۴۸	۶	۰۹	۱۱	۳۵	۲	۳۹	۳	۲۳	۵	۰۱	۶	۱۸
۱۹	۴	۴۹	۶	۰۹	۱۱	۳۵	۲	۳۹	۳	۲۳	۵	۰۱	۶	۱۷
۲۰	۴	۴۹	۶	۱۰	۱۱	۳۵	۲	۳۹	۳	۲۳	۵	۰۱	۶	۱۷
۲۱	۴	۵۰	۶	۱۱	۱۱	۳۵	۲	۳۹	۳	۲۲	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۲	۴	۵۱	۶	۱۱	۱۱	۳۶	۲	۳۹	۳	۲۲	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۳	۴	۵۱	۶	۱۲	۱۱	۳۶	۲	۳۹	۳	۲۲	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۴	۴	۵۲	۶	۱۳	۱۱	۳۶	۲	۳۹	۳	۲۲	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۵	۴	۵۳	۶	۱۴	۱۱	۳۷	۲	۳۹	۳	۲۱	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۶	۴	۵۳	۶	۱۴	۱۱	۳۷	۲	۳۹	۳	۲۱	۵	۰۰	۶	۱۷
۲۷	۴	۵۴	۶	۱۵	۱۱	۳۷	۲	۳۹	۳	۲۱	۴	۵۹	۶	۱۷
۲۸	۴	۵۵	۶	۱۶	۱۱	۳۸	۲	۳۹	۳	۲۱	۴	۵۹	۶	۱۷
۲۹	۴	۵۵	۶	۱۷	۱۱	۳۸	۲	۳۹	۳	۲۱	۴	۵۹	۶	۱۷
۳۰	۴	۵۶	۶	۱۷	۱۱	۳۸	۲	۳۹	۳	۲۱	۴	۵۹	۶	۱۷

دسمبر	فجر		طلوع آفتاب		ظہر		عصر مثل		عصر مثلین		مغرب		عشاء	
تاریخ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۵۶	۶	۱۸	۱۱	۳۹	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۰
۲	۴	۵۷	۶	۱۸	۱۱	۳۹	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۰
۳	۴	۵۷	۶	۱۹	۱۱	۴۰	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۰
۴	۴	۵۸	۶	۲۰	۱۱	۴۰	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۰
۵	۴	۵۹	۶	۲۱	۱۱	۴۰	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۰
۶	۴	۵۹	۶	۲۱	۱۱	۴۱	۲	۳۹	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۱
۷	۵	۰۰	۶	۲۲	۱۱	۴۱	۲	۴۰	۳	۲۳	۴	۵۹	۶	۲۱
۸	۵	۰۰	۶	۲۳	۱۱	۴۲	۲	۴۰	۳	۲۳	۵	۰۰	۶	۲۱
۹	۵	۱	۶	۲۴	۱۱	۴۲	۲	۴۰	۳	۲۴	۵	۰۰	۶	۲۱
۱۰	۵	۲	۶	۲۴	۱۱	۴۳	۲	۴۰	۳	۲۴	۵	۰۰	۶	۲۲
۱۱	۵	۲	۶	۲۵	۱۱	۴۳	۲	۴۱	۳	۲۴	۵	۰۰	۶	۲۲
۱۲	۵	۳	۶	۲۵	۱۱	۴۳	۲	۴۱	۳	۲۴	۵	۰۱	۶	۲۲
۱۳	۵	۴	۶	۲۵	۱۱	۴۴	۲	۴۱	۳	۲۵	۵	۰۱	۶	۲۳
۱۴	۵	۵	۶	۲۶	۱۱	۴۴	۲	۴۱	۳	۲۵	۵	۰۱	۶	۲۳
۱۵	۵	۵	۶	۲۷	۱۱	۴۴	۲	۴۲	۳	۲۵	۵	۰۱	۶	۲۳
۱۶	۵	۶	۶	۲۸	۱۱	۴۵	۲	۴۲	۳	۲۶	۵	۰۲	۶	۲۴
۱۷	۵	۶	۶	۲۸	۱۱	۴۶	۲	۴۳	۳	۲۶	۵	۰۲	۶	۲۴
۱۸	۵	۷	۶	۲۹	۱۱	۴۶	۲	۴۳	۳	۲۷	۵	۰۳	۶	۲۵
۱۹	۵	۷	۶	۳۰	۱۱	۴۷	۲	۴۴	۳	۲۷	۵	۰۳	۶	۲۵
۲۰	۵	۸	۶	۳۰	۱۱	۴۷	۲	۴۴	۳	۲۷	۵	۰۴	۶	۲۶
۲۱	۵	۸	۶	۳۱	۱۱	۴۸	۲	۴۵	۳	۲۸	۵	۰۴	۶	۲۶
۲۲	۵	۹	۶	۳۱	۱۱	۴۸	۲	۴۵	۳	۲۸	۵	۰۵	۶	۲۷
۲۳	۵	۹	۶	۳۲	۱۱	۴۹	۲	۴۶	۳	۲۹	۵	۰۵	۶	۲۷
۲۴	۵	۹	۶	۳۲	۱۱	۴۹	۲	۴۶	۳	۳۰	۵	۰۶	۶	۲۸
۲۵	۵	۱۰	۶	۳۳	۱۱	۵۰	۲	۴۷	۳	۳۰	۵	۰۶	۶	۲۸
۲۶	۵	۱۰	۶	۳۳	۱۱	۵۰	۲	۴۷	۳	۳۱	۵	۰۷	۶	۲۹
۲۷	۵	۱۱	۶	۳۳	۱۱	۵۱	۲	۴۸	۳	۳۱	۵	۰۷	۶	۲۹
۲۸	۵	۱۱	۶	۳۴	۱۱	۵۱	۲	۴۸	۳	۳۲	۵	۰۸	۶	۳۰
۲۹	۵	۱۱	۶	۳۴	۱۱	۵۱	۲	۴۸	۳	۳۲	۵	۰۸	۶	۳۰
۳۰	۵	۱۲	۶	۳۴	۱۱	۵۲	۲	۵۰	۳	۳۳	۵	۰۹	۶	۳۱
۳۱	۵	۱۳	۶	۳۵	۱۱	۵۳	۲	۵۰	۳	۳۴	۵	۱۰	۶	۳۲

(۸) نقشہ میں جو عرض البلد دیئے ہیں، ان کے درمیانی عرض کے اوقات معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر دو

جدول اوقات نماز مختلف بلاد ہندوستان اوران کے طول وعرض اور قبلہ

(جھارکھنڈ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
دھنباد	-۷	۲۳ ۷۹	۸۹ ۴۳	(N/W) ۹ ۱۹	گڈا	-۹	۲۴ ۸۳	۸۷ ۲۲	(N/W)۴ ۲۸
جمشید پور	-۸	۲۲ ۸۰	۸۹ ۳۰	(N/W)۷ ۱۹	مہاگما	-۱۰	۲۵ ۳	۸۷ ۳۲	(N/W)۵ ۱۷
رانچی	+۶	۲۳ ۳۵	۸۵ ۳۳						

(اترپردیش)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گونڈا	+۱۵	۲۷ ۴۵	۸۲ ۰۰	(N/W)۰ ۴۷	گورکھپور	+۸	۲۹ ۷۵	۸۳ ۳۶	(N/W)۱ ۵۱
آگرہ	+۳۱	۲۷ ۱۸	۷۸ ۲	(S/W)۱ ۴	علی گڈھ	+۳۲	۲۷ ۸۸	۷۸ ۸	(S/W)۴ ۴
الہ آباد	+۱۳	۲۵ ۴۵	۸۱ ۸۵	(N/W)۴ ۵۱	اعظم گڑھ	+۹	۲۹ ۶۰	۸۳ ۱۹	(N/W)۴۳۸
بہرائچ	+۱۷	۲۷ ۵۹	۸۱ ۵۹	(N/W)۳ ۳	بریلی	+۲۷	۲۸ ۳۶	۷۹ ۴۱	(S/W)۴ ۱
جون پور	+۱۰	۲۵ ۷۳	۸۴ ۶۸	(N/W)۴ ۵۰	کانپور	+۲۱	۲۹ ۵۰	۸ ۳۰	(N/W)۰ ۲۶
لکھنؤ	+۱۹	۲۸ ۸۰	۸ ۹۰	(N/W)۰ ۴۱	مئو	+۱۸	۲۵ ۹۴	۸۳ ۵۶	(N/W)۴ ۱۶
میرٹھ	+۳۵	۲۸ ۹۹	۷۷ ۷۰	(S/W)۳ ۵۲	مظفرنگر	+۳۶	۲۹ ۴۷	۷۷ ۷۰	(S/W)۴۳۵
نوئیڈا	+۳۵	۲۸ ۵۷	۷۷ ۳۲	(S/W)۳ ۴۵	پیلی بھیت	+۲۶	۲۸ ۵۵	۸ ۱۰	(S/W)۴ ۱۳
رام پور	+۲۹	۲۸ ۸۰	۷۹ ۰۰	(S/W)۴ ۵۴	سہارنپور	+۳۷	۲۹ ۹۶	۷۷ ۵۴	(S/W)۵۴۳
شاہجہاں پور	+۲۴	۲۸۰۰	۷۹ ۸۳	(S/W)۱۱۰	بنارس	+۸	۲۵ ۴۸	۸۴ ۹۶	(N/W)۳ ۴۷

(بنگال)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کولکاتا	-۱۷	۲۲ ۵۶	۸۸ ۳۶	(N/W)۸ ۷	کھڑگپور	-۱۴	۲۲ ۳۳	۸۷ ۳۲	(N/W)۸۷

عرض البلد کا درمیانی وقت بتیس منٹ یا اس سے کم ہوتو اوسط وقت نکال لیں، چونکہ تیس عرض البلد تک کے درمیانی

(مدھیہ پردیش)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گوالیار	+۲۹	۲۶ ۱۲	۷۸ ۱۷	۲۱ ۰ (N/W)	آشتا	+۳۰	۲۳ ۲۰	۷۶ ۲۷	۴۰ ۴۳ (N/W)
بھوپال	+۲۸	۲۳ ۲۵	۷۷ ۲۱	۲۰ ۴ (N/W)	اندور	+۳۴	۲۲ ۷۰	۷۵ ۹۰	۴۲ ۴ (N/W)
جبل پور	+۱۷	۲۳ ۱۶	۷۹ ۹۳	۱۳ ۵ (N/W)					

(گجرات)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گاندھی نگر	+۴۷	۲۳ ۲۲	۷۲ ۶۸	۴ ۵۷ (N/W)	ہانسوٹ	+۴۴	۲۱ ۵۸	۷۲ ۸۰	۵۱ ۵ (N/W)
احمد آباد	+۴۷	۲۳ ۳	۷۲ ۵۸	۱۹ ۳ (N/W)	بھاروچ	+۴۳	۲۱ ۷۰	۷۲ ۹۷	۴۱ ۵ (N/W)
بھونگر	+۴۶	۲۱ ۷۶	۷۲ ۱۵	۲۵ ۵ (N/W)	جمبوسر	+۴۵	۲۲ ۵۰	۷۲ ۸۰	۱ ۵ (N/W)
پور بندر	+۵۷	۲۱ ۶۳	۶۹ ۶۰	۵ ۵ (N/W)	سورت	+۴۳	۲۱ ۱۷	۷۲ ۸۳	۳۲ ۹ (N/W)
برودڑ	+۴۴	۲۲ ۳۰	۷۳ ۲۰	۴۲ ۴ (N/W)					

(کرناٹک)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
بیدر	+۲۰	۱۷ ۹۰	۷۷ ۵۰	۱ ۱۲ (N/W)	بیجاپور	+۲۶	۱۶ ۸۳	۷۵ ۱۷	۳۳ ۱۳ (N/W)
چھترادرگا	+۱۹	۱۴ ۰۰	۷۶ ۵۰	۶ ۱۷ (N/W)	دوانگری	+۲۱	۱۴ ۴۶	۷۵ ۹۲	۵۲ ۱۶ (N/W)
دھاروڑ	+۲۶	۱۵ ۳۵	۷۵ ۰۸	۳۴ ۱۵ (N/W)	گلبرگہ	+۲۲	۱۷ ۳۳	۷۶ ۸۳	۴۸ ۱۴ (N/W)
بنگلور	+۱۲	۱۲ ۹۶	۷۷ ۵۶	۳۳ ۱۸ (N/W)	بھٹکل	+۲۶	۱۳ ۲۶	۷۴ ۹۶	۴۹ ۱۷ (N/W)
کرور	+۲۹	۱۴ ۸۰	۷۴ ۱۳	۴۱ ۱۹ (N/W)	منگلور	+۲۳	۱۲ ۸۷	۷۴ ۸۸	۱۸ ۱۹ (N/W)
میسور	+۱۵	۱۲ ۳۰	۷۶ ۹	۳۷ ۱۹ (N/W)	رائے چور	+۱۸	۱۶ ۲۰	۷۷ ۳۷	۲۱ ۱۴ (N/W)
رانی بنّور	+۲۳	۱۴ ۶۱	۷۵ ۶۱	۴۴ ۱۹ (N/W)	اُوڈوپی	+۲۴	۱۳ ۳۳	۷۴ ۷۴	۴۰ ۱۸ (N/W)
ہاویری	+۲۴	۱۴ ۸۰	۷۵ ۴۰	۲۸ ۱۹ (N/W)	ہُبلی	+۲۶	۱۵ ۳۶	۷۵ ۸	۴۴ ۱۵ (N/W)
بیلگام	+۲۹	۱۵ ۸۵	۷۴ ۵۰	۲ ۱۵ (N/W)	بلاّ ررج	+۱۸	۱۵ ۱۵	۷۶ ۹۱	۴۷ ۱۵ (N/W)

اوقات میں بتیس منٹ سے زیادہ فرق نہیں ہوتا، اس لئے ان میں اوسط نکال لینا کافی ہے۔

(تامل ناڈو)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کوئمباٹور	+۱۲	۱۱ ۱	۷۶ ۹۷	۱۱ ۱۱ ۴۱ (N/W)	چنئی	+۲	۱۳ ۸	۸۰ ۲۷	۱۲ ۵۹ ۱۷ (N/W)
پانڈیچری	+۲	۱۱ ۹۳	۷۹ ۸۷	۱۹ ۲۴ (N/W)	تروچیراپلی	+۵	۱۰ ۸۰	۷۸ ۶۸	۴ ۵۷ (N/W)
ترونیلوی	+۵	۸ ۳۷	۷۷ ۷۰	۲۳ ۴۲ (N/W)	کنیا کماری	+۵	۸ ۷	۷۷ ۵۴	۲۴ ۴۰ ۳۰ (N/W)
مادورائے	+۶	۹ ۹۰	۷۸ ۱۰	۱۴ ۱۰ (N/W)					

(کیرل)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کوزہیکوڈ	+۱۷	۱۱ ۲۵	۷۵ ۷۷	۱۳ ۴۱ (N/W)	تریوندروم	+۸	۸ ۴۸	۷۹ ۹۵	۱۷ ۴۴ (N/W)

(راجستھان)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
چترگڈھ	+۴۲	۲۴ ۸۸	۷۴ ۶۳	۰ ۵۵ (N/W)	اجمیر	+۴۴	۲۹ ۴۵	۷۴ ۶۴	۱ ۳۶ (S/W)
بھیلوارا	+۴۲	۲۵ ۳۵	۷۴ ۶۳	۰ ۹ (N/W)	جے پور	+۳۹	۲۹ ۹۰	۷۵ ۸۰	۱ ۴۷ (N/W)

(مہاراشٹرا)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
آکولا	+۲۶	۲۰ ۷۰	۷۷ ۰	۷ ۵۷ (N/W)	اورنگ آباد	+۳۱	۱۹ ۸۸	۷۵ ۳۲	۸ ۵۹ (N/W)
جل گاؤں	+۳۲	۲۰ ۹۹	۷۵ ۵۶	۷ ۱۶ (N/W)	ممبئی	+۴۰	۱۸ ۹۷	۷۲ ۸۲	۱۰ ۱۳ (N/W)
ناگپور	+۱۸	۲۱ ۱۵	۷۹ ۹	۷ ۴۴ (N/W)	ناسک	+۳۸	۲۰ ۳۳	۷۳ ۸۸	۸ ۶ (N/W)
پربھانی	+۲۷	۱۹ ۵۰	۷۶ ۷۵	۱۰ ۱۰ (N/W)	پونے	+۳۶	۱۸ ۵۲	۷۳ ۸۵	۱۰ ۵۹ (N/W)

(دہلی، اینڈمان ونیکوبار)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
نئی دہلی	+۳۶	۲۸ ۱۶	۷۷ ۲۰	۴ ۳۵ (S/W)	پورٹ بلائر	+۱۰	۱۱ ۶۶	۹۴ ۳۷	۱۸ ۱۲ (N/W)

مثال:

کراچی (۲۵ عرض البلد) میں ۲۰ ر دسمبر کی صبح صادق کا وقت یوں نکلے گا عرض ۲۰ = ۵ گھنٹہ ۲۷ منٹ، عرض ۳۰ = ۵ گھنٹہ ۴۳ منٹ (اوسط = ۵ ر گھنٹہ ۳۵ منٹ) - (فرق نصف النہار = ۲ منٹ) + (فرق طول البلد = ۳۲ منٹ) =

(پنجاب و ہریانہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
چنڈی گڑھ	+۴۰	۳۰ ۷۵	۷ ۹۷۸	(S/W)۹۵۱	گڑگاؤں	+۳۷	۲۸ ۴۷	۷۷ ۳	(S/W)۳۴۰
امرتسر	+۵۰	۳۱۶۴	۷ ۴ ۸۶	(S/W)۹۳۸					

(آسام، میگھالیہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
گوہاٹی	-۲۵	۴۶ ۱۸	۹۱۷۳	(N/W)۵۴۰	شیلونگ	-۳۳	۲۵ ۵۶	۹۱ ۸۸	(N/W)۹۱۷

(اڑیسہ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
ہلدیہ	-۱۰	۲۲ ۳	۸۸ ۶	(N/W)۸ ۱۸	بدرک	-۱۱	۲۱ ۶	۸۹ ۵۰	(N/W)۹ ۱۶
بھوبنیشور	-۱۱	۲۵ ۲۷	۸۵ ۸۴	(N/W)۱۴ ۲					

(آندھرا پردیش (دکن))

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
کرنول	+۱۵	۱۵ ۸۳	۷۸ ۵	(N/W)۱۴۴۷	مچھلی پٹنم	+۳	۱۶ ۱۷	۸۱ ۱۰	(N/W)۱۴ ۱۸
مینگلاگری	+۶	۱۹ ۴۳	۸۰ ۵۵	(N/W)۱۳۵۷	وجےوارا	+۶	۱۹ ۵۰	۸۰ ۶۴	(N/W)۱۳۵۰
حیدرآباد	+۱۵	۱۷ ۳۷	۷۸ ۴۸	(N/W)۱۴ ۴۴					

(چھتیس گڑھ، اترا کھنڈ)

بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ	بلاد	وقت	عرض N	طول E	قبلہ
ہلدوانی	+۲۸	۲۹ ۲۲	۷۹ ۵۲	(S/W)۳ ۱۰	بھیلائے	+۹	۲۱ ۲۱	۸۱ ۳۸	(N/W)۸ ۵
جدل پور	+۴	۱۹ ۷	۸۲ ۳	(N/W)۱ ۴۹	رائے پور	+۸	۲۱ ۱۴	۸۱ ۳۸	(N/W)۸۷

۶ ر گھنٹہ ۵ منٹ صحیح وقت ۶ ر گھنٹہ ۴ منٹ ہے اوسط لینے سے صرف ایک منٹ فرق آیا جو معمولی ہے، بتیس منٹ سے زیادہ فرق ہو تو مندرجہ ذیل جدول سے کام لیں۔

فرق عرض البلد   فرق وقت

منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	منٹ	۰	۰
۸۰	۷۵	۷۰	۶۵	۶۰	۵۵	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۲°	۵°
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱	۶-۰	۱۵-۰
۵	۵	۵	۵	۵	۴	۴	۴	۳	۳	۱۲-۰	۳۰-۰
۷	۷	۷	۷	۷	۷	۶	۵	۵	۴	۱۸-۰	۴۵-۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۹	۸	۷	۷	۶	۲۴-۰	۰۰-۱
۱۳	۱۲	۱۳	۱۲	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۹	۸	۳۰-۰	۱۵-۱
۱۶	۱۶	۱۵	۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۳۶-۰	۳۰-۱
۱۹	۱۹	۱۸	۱۸	۱۷	۱۶	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۴۲-۰	۴۵-۱
۲۲	۲۲	۲۱	۲۰	۱۹	۱۸	۱۶	۱۵	۱۴	۱۳	۴۸-۰	۰۰-۲
۲۶	۲۵	۲۴	۲۳	۲۲	۲۱	۱۹	۱۸	۱۶	۱۵	۵۴-۰	۱۵-۲
۲۹	۲۸	۲۷	۲۶	۲۵	۲۳	۲۲	۲۰	۱۸	۱۶	۰۰-۰	۳۰-۲
۳۲	۳۱	۳۰	۲۹	۲۸	۲۶	۲۴	۲۲	۲۰	۱۸	۶-۱	۴۵-۲
۳۶	۳۴	۳۳	۳۲	۳۱	۲۹	۲۶	۲۴	۲۲	۲۰	۱۲-۱	۰۰-۳
۴۰	۳۸	۳۷	۳۶	۳۴	۳۱	۲۹	۲۶	۲۴	۲۲	۱۸-۱	۱۵-۳
۴۴	۴۲	۴۱	۳۹	۳۷	۳۴	۳۱	۲۹	۲۶	۲۳	۲۴-۱	۳۰-۳
۴۸	۴۶	۴۴	۴۳	۴۰	۳۷	۳۴	۳۱	۲۸	۲۵	۳۰-۱	۴۵-۳
۵۳	۵۱	۴۸	۴۷	۴۴	۴۱	۳۷	۳۴	۳۰	۲۷	۳۶-۱	۰۰-۴
۵۸	۵۶	۵۳	۵۱	۴۸	۴۴	۴۰	۳۶	۳۳	۲۹	۴۲-۱	۱۵-۴
۶۴	۶۱	۵۸	۵۵	۵۲	۴۷	۴۳	۳۹	۳۵	۳۱	۴۸-۱	۳۰-۴
۷۲	۶۸	۶۴	۶۰	۵۶	۵۱	۴۷	۴۲	۳۸	۳۳	۵۴-۱	۴۵-۴
۸۰	۷۵	۷۰	۶۵	۶۰	۵۵	۵۰	۴۵	۴۰	۳۵	۰۰-۲	۰۰-۵

(ہیماچل پردیش)

قبلہ	طول E	عرض N	وقت	بلاد	قبلہ	طول E	عرض N	وقت	بلاد
(N/W) ۵° ۴'	۷۷° ۸۸'	۲۹° ۸۷'	+۳۵	رورکی	(S/W) ۵° ۷'	۷۸° ۲۹'	۳۰° ۱۰'	+۳۴	رشی کیش

نوٹ: اوقات نماز کے مختلف جدول ''مؤذن الاوقات، اسلامک اکیڈمی پاکستان، اسلامک سائنس اکیڈی پاکستان، جدول اوقات امارت شرعیہ، انٹرنیٹ کے مختلف سائڈس'' سے ماخوذ ہے۔ (انیس)

توضیح:

وہ عرض البلد جو آئندہ نقشہ میں پانچ درجہ کے فرق سے لکھے گئے ہیں یعنی ۳۰ تا ۵۰، ان میں سے دو کے اوقات میں ۳۵ منٹ کا فرق ہو تو درمیانی عرض میں سے ۱۵ دقیقہ پر ایک منٹ فرق آئیگا، اور جو عرض البلد دو درجہ کے فرق سے لکھے گئے ہیں یعنی ۵۰ تا ۶۰ ان میں سے دو کے اوقات میں ۳۵ منٹ کا تفاوت ہو تو درمیانی عرض میں چھ دقیقہ پر ایک منٹ فرق نکلے گا۔

تنبیہ:

اوقات میں دو تین منٹ کی احتیاط لازم ہے، خصوصاً ۴۵ عرض البلد سے زائد عرض پر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

عرض شمالی	درجہ	٠		١٠		٢٠		٣٠		٣٥		۴٠		۴٥		٥٠		٥٢		٥۴		٥٦		٥٨		٦٠		عرض جنوبی
دسمبر دسمبر	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جون ـ جون
۲۰ ۲۰	فجر	۴	۵۵	۵	۱۲	۵	۲۷	۵	۴۳	۵	۵۱	۵	۵۹	۶	۸	۶	۱۸	۶	۲۲	۶	۲۷	۶	۳۲	۶	۳۷	۶	۴۳	۱۹ ۲۳
-۱ -۲	طلوع	۵	۵۷	۶	۱۴	۶	۳۳	۶	۵۴	۷	۶	۷	۲۰	۷	۳۷	۷	۵۸	۸	۸	۸	۱۹	۸	۳۲	۸	۴۷	۹	۴	+۱ +۲
	اشراق	۶	۶	۶	۲۴	۶	۴۳	۷	۵	۷	۱۹	۷	۳۴	۷	۵۲	۸	۱۶	۸	۲۷	۸	۴۰	۸	۵۵	۹	۱۲	۹	۳۴	
میل ۲۳ْ-۲۶ً	عصر(۱)	۳	۲۶	۳	۱۸	۳	۶	۲	۴۸	۲	۳۶	۲	۲۲	۲	۵	۱	۴۵	۱	۳۶	۱	۲۶	۱	۱۵	۱	۳	۰	۵۰	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۹	۳	۵۲	۳	۳۰	۳	۱۶	۲	۵۹	۲	۴۰	۲	۱۷	۲	۶	۱	۵۴	۱	۴۱	۱	۲۶	۱	۸	
	غروب	۶	۳	۵	۴۶	۵	۲۷	۵	۶	۴	۵۴	۴	۴۰	۴	۲۳	۴	۲	۳	۵۲	۳	۴۱	۳	۲۸	۳	۱۳	۲	۵۶	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۵	۶	۱۹	۶	۳	۵	۵۴	۵	۴۴	۵	۳۴	۵	۲۲	۵	۱۷	۵	۱۱	۵	۵	۴	۵۸	۴	۵۱	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۸	۶	۳۳	۶	۱۷	۶	۹	۶	۱	۵	۵۲	۵	۴۲	۵	۳۸	۵	۳۳	۵	۲۸	۵	۲۳	۵	۱۷	
۱۷ ۲۵	فجر	۴	۵۵	۵	۱۲	۵	۲۷	۵	۴۲	۵	۵۱	۵	۵۹	۶	۸	۶	۱۷	۶	۲۲	۶	۲۶	۶	۳۱	۶	۳۶	۶	۴۳	۱۶ ۲۵
-۴ ۲۹	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۳	۶	۳۲	۶	۵۳	۷	۶	۷	۲۰	۷	۳۶	۷	۵۷	۸	۷	۸	۱۸	۸	۳۱	۸	۴۵	۹	۳	۲۶
+۱	اشراق	۶	۶	۶	۲۴	۶	۴۳	۷	۵	۷	۱۸	۷	۳۴	۷	۵۲	۸	۱۵	۸	۲۶	۸	۳۹	۸	۵۴	۹	۱۲	۹	۳۳	+۱ +۳
میل ۲۳ْ-۲۲ً	عصر(۱)	۳	۲۶	۳	۱۸	۳	۶	۲	۴۸	۲	۳۶	۲	۲۲	۲	۵	۱	۴۶	۱	۳۶	۱	۲۶	۱	۱۶	۱	۴	۰	۵۱	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۹	۳	۵۲	۳	۳۰	۳	۱۶	۳	۵۹	۲	۴۱	۲	۱۷	۲	۶	۱	۵۴	۱	۴۱	۱	۲۷	۱	۱۰	
	غروب	۶	۴	۵	۴۷	۵	۲۸	۵	۷	۴	۵۴	۴	۴۰	۴	۲۴	۴	۳	۳	۵۳	۳	۴۲	۳	۲۹	۳	۱۵	۲	۵۷	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۵	۶	۱۹	۶	۳	۵	۵۴	۵	۴۴	۵	۳۴	۵	۲۳	۵	۱۷	۵	۱۲	۵	۵	۴	۵۹	۴	۵۱	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۸	۶	۳۳	۶	۱۸	۶	۹	۶	۱	۵	۵۲	۵	۴۳	۵	۳۸	۵	۳۴	۵	۲۹	۵	۲۴	۵	۱۷	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
دسمبر دسمبر	وقت	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	گھنٹہ/	منٹ	جون-جون
۱۴ ۲۸	فجر	۴	۵۵	۵	۱۱	۵	۲۷	۵	۴۲	۵	۵۰	۵	۵۸	۶	۷	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۶	۶	۳۱	۶	۳۶	۶	۴۲	۱۳ ۲۸
۲۹	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۴	۶	۳۲	۶	۵۳	۷	۵	۷	۲۰	۷	۳۶	۷	۵۷	۸	۷	۸	۱۸	۸	۳۰	۸	۴۵	۹	۲	۲۹
۵- ۲+	اشراق	۶	۶	۶	۲۴	۶	۴۳	۷	۵	۷	۱۸	۷	۳۳	۷	۵۱	۸	۱۴	۸	۲۵	۸	۳۸	۸	۵۳	۹	۱۰	۹	۳۱	+۳
میل ۲۳°-۱۴'	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۶	۲	۴۸	۲	۳۶	۲	۲۳	۲	۶	۱	۴۶	۱	۳۷	۱	۲۷	۱	۱۷	۱	۵	۰	۵۲	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۹	۳	۵۳	۳	۳۰	۳	۱۶	۳	۰	۲	۴۱	۲	۱۸	۲	۷	۱	۵۵	۱	۴۲	۱	۲۸	۱	۱۱	
	غروب	۶	۴	۵	۴۶	۵	۲۸	۵	۷	۴	۵۵	۴	۴۰	۴	۲۴	۴	۳	۳	۵۳	۳	۴۲	۳	۳۰	۳	۱۵	۲	۵۸	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۱۹	۶	۳	۵	۵۴	۵	۴۵	۵	۳۵	۵	۲۳	۵	۱۸	۵	۱۲	۵	۶	۴	۰	۴	۵۲	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۹	۶	۳۳	۶	۱۸	۶	۱۰	۶	۲	۵	۵۳	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۴	۵	۲۹	۵	۲۴	۵	۱۸	
دسمبر، جنوری	فجر	۴	۵۵	۵	۱۱	۵	۲۷	۵	۴۲	۵	۴۹	۵	۵۸	۶	۶	۶	۱۶	۶	۲۰	۶	۲۵	۶	۲۹	۶	۳۴	۶	۴۰	جون، جولائی
۱۱ ۱	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۳	۶	۳۱	۶	۵۲	۷	۴	۷	۱۸	۷	۳۵	۷	۵۵	۸	۵	۸	۱۵	۸	۲۸	۸	۴۲	۸	۵۹	۱۰ ۲
+۳	اشراق	۶	۶	۶	۲۳	۶	۴۲	۷	۴	۷	۱۷	۷	۳۲	۷	۵۰	۸	۱۳	۸	۲۴	۸	۳۶	۸	۵۱	۹	۸	۹	۲۹	۱- ۴+
۷- ۲	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۷	۲	۴۹	۲	۳۷	۲	۲۳	۲	۷	۱	۴۷	۱	۳۸	۱	۲۸	۱	۱۸	۱	۶	۰	۵۳	
+۴	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۹	۳	۵۳	۳	۳۰	۳	۱۷	۳	۱	۲	۴۲	۲	۱۹	۲	۹	۱	۵۷	۱	۴۴	۱	۳۰	۱	۱۳	
میل ۲۳°-۴'	غروب	۶	۴	۵	۴۷	۵	۲۹	۵	۸	۴	۵۶	۴	۴۲	۴	۲۵	۴	۵	۳	۵۵	۳	۴۵	۳	۳۲	۳	۱۸	۳	۱	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۲۰	۶	۴	۵	۵۵	۵	۴۶	۵	۳۶	۵	۲۴	۵	۱۹	۵	۱۴	۵	۸	۵	۱	۴	۵۴	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۹	۶	۳۳	۶	۱۸	۶	۱۱	۶	۲	۵	۵۴	۵	۴۴	۵	۴۰	۵	۳۵	۵	۳۱	۵	۲۶	۵	۲۰	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
دسمبر، جنوری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جون۔جوائی
۸ ۴	فجر	۴	۵۵	۵	۱۱	۵	۲۶	۵	۴۱	۵	۳۹	۵	۵۷	۶	۵	۶	۱۵	۶	۱۹	۶	۲۳	۶	۲۸	۶	۳۳	۶	۳۸	۷ ۵
۸- ۵	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۳	۶	۳۱	۶	۵۲	۷	۴	۷	۱۷	۷	۳۴	۷	۵۴	۸	۳	۸	۱۴	۸	۲۶	۸	۴۰	۸	۵۶	۶
+۵	اشراق	۶	۶	۶	۲۳	۶	۴۲	۷	۳	۷	۱۶	۷	۳۱	۷	۴۹	۸	۱۱	۸	۲۲	۸	۳۴	۸	۴۸	۹	۵	۹	۲۵	۱- +۴
میل ۴۲-۴۵	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۷	۲	۴۹	۲	۳۸	۲	۲۴	۲	۸	۱	۴۹	۱	۴۰	۱	۳۰	۱	۲۰	۱	۸	۰	۵۵	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۹	۳	۵۳	۳	۳۱	۳	۱۸	۳	۲	۲	۴۳	۲	۲۱	۲	۱۱	۱	۵۹	۱	۴۶	۱	۳۲	۱	۱۶	
	غروب	۶	۴	۵	۴۷	۵	۲۹	۵	۸	۴	۵۶	۴	۴۳	۴	۲۶	۴	۶	۳	۵۷	۳	۴۶	۳	۳۴	۳	۲۰	۳	۴	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۲۰	۶	۴	۵	۵۶	۵	۴۷	۵	۳۷	۵	۲۶	۵	۲۱	۵	۵۱	۵	۱۹	۵	۳	۴	۵۶	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۹	۶	۳۴	۶	۱۹	۶	۱۱	۶	۳	۵	۵۵	۵	۴۵	۵	۴۱	۵	۳۷	۵	۳۲	۵	۲۷	۵	۲۲	
۵ ۷	فجر	۴	۵۵	۵	۱۱	۵	۲۶	۵	۴۰	۵	۴۸	۵	۵۵	۶	۴	۶	۱۳	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۵	۶	۳۰	۶	۳۶	۴ ۸
۸	طلوع	۵	۵۷	۶	۱۳	۶	۳۱	۶	۵۱	۷	۳	۷	۱۶	۷	۳۲	۷	۵۲	۸	۱	۸	۱۱	۸	۲۳	۸	۳۷	۹	۵۳	۳
۹ +۶	اشراق	۶	۶	۶	۲۳	۶	۴۱	۷	۲	۷	۱۵	۷	۳۰	۷	۴۷	۸	۹	۸	۱۹	۸	۳۱	۸	۴۵	۹	۱	۹	۲۱	۲- +۵
میل ۴۲-۴۵	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۷	۲	۵۰	۲	۳۹	۲	۲۵	۲	۹	۱	۵۰	۱	۴۲	۱	۳۲	۱	۲۲	۱	۱۰	۰	۵۸	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۱۰	۳	۵۴	۳	۳۲	۳	۱۹	۳	۴	۲	۴۵	۲	۲۳	۲	۱۳	۲	۱	۱	۴۹	۱	۳۵	۱	۲۰	
	غروب	۶	۳	۵	۴۷	۵	۲۹	۵	۹	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۲۸	۴	۸	۳	۵۹	۳	۴۹	۳	۳۷	۳	۳۲	۳	۷	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۲۰	۶	۵	۵	۵۷	۵	۴۸	۵	۳۸	۵	۲۷	۵	۲۲	۵	۱۷	۵	۱۳	۵	۵	۴	۵۹	
	عشاء(۲)	۷	۵	۶	۴۹	۶	۳۴	۶	۲۰	۶	۱۲	۶	۵	۵	۵۶	۵	۴۷	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۵	۵	۳۰	۵	۲۴	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
دسمبر، جنوری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جون - جولائی
۲ ۱۰	فجر	۴	۵۵	۵	۱۱	۵	۲۶	۵	۴۰	۵	۴۷	۵	۵۴	۶	۲	۶	۱۱	۶	۱۵	۶	۱۹	۶	۲۳	۶	۲۸	۶	۳۳	۱ ۱۱
-۱۰ +۷	طلوع	۵	۵۷	۶	۱۳	۶	۳۰	۶	۵۰	۷	۲	۷	۱۵	۷	۳۰	۷	۴۹	۷	۵۸	۸	۸	۸	۲۰	۸	۳۳	۸	۴۸	+۵
	اشراق	۶	۶	۶	۲۲	۶	۴۰	۷	۱	۷	۱۴	۷	۲۸	۷	۴۵	۸	۶	۸	۱۶	۸	۲۸	۸	۴۱	۸	۵۷	۹	۱۶	مئی ۱۲
میل ۲۲°-۱ً	عصر (۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۸	۲	۵۱	۲	۴۰	۲	۲۷	۲	۱۱	۱	۵۲	۱	۴۴	۱	۳۴	۱	۲۴	۱	۱۳	۱	۱	۳۱ +۶
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۰	۳	۵۴	۳	۳۳	۳	۲۱	۳	۵	۲	۴۷	۲	۲۵	۲	۵۱	۱	۴	۱	۵۲	۱	۳۸	۱	۲۳	-۲
	غروب	۶	۳	۵	۴۷	۵	۳۰	۵	۱۰	۴	۵۸	۴	۴۵	۴	۳۰	۴	۱۱	۴	۲	۳	۵۲	۳	۴۰	۳	۲۷	۳	۱۲	
	عشاء (۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۲۱	۶	۶	۵	۵۸	۵	۴۹	۵	۴۰	۵	۲۹	۵	۲۵	۵	۲۰	۵	۱۴	۵	۸	۵	۲	
	عشاء (۲)	۷	۵	۶	۴۹	۶	۳۴	۶	۲۰	۶	۱۳	۶	۶	۵	۵۸	۵	۴۹	۵	۴۵	۵	۴۱	۵	۳۷	۵	۳۲	۵	۲۷	
نومبر، جنوری	فجر	۴	۵۶	۵	۱۱	۵	۲۵	۵	۳۹	۵	۴۵	۵	۵۳	۶	۰	۶	۹	۶	۱۲	۶	۱۶	۶	۲۰	۶	۲۵	۶	۳۹	۲۸ ۱۴
۲۹ ۱۳	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۲	۶	۲۹	۶	۴۸	۷	۵۹	۷	۱۲	۷	۲۷	۷	۴۶	۷	۵۴	۸	۴	۸	۱۵	۸	۲۸	۸	۴۳	۱۵
-۱۲ +۸	اشراق	۶	۶	۶	۲۲	۶	۴۰	۷	۰	۷	۱۲	۷	۲۶	۷	۴۲	۸	۳	۸	۱۳	۸	۲۴	۸	۳۷	۸	۵۲	۹	۱۰	-۳ +۶
	عصر (۱)	۳	۲۵	۳	۱۹	۳	۹	۲	۵۲	۲	۴۱	۲	۲۸	۲	۱۳	۱	۵۵	۱	۴۶	۱	۳۷	۱	۲۷	۱	۱۶	۱	۴	
میل ۲۲°-۳۲ً	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۰	۳	۵۵	۳	۳۵	۳	۲۳	۳	۷	۲	۵۰	۲	۲۸	۲	۱۸	۲	۷	۱	۵۵	۱	۴۲	۱	۲۷	
	غروب	۶	۴	۵	۴۸	۵	۳۱	۵	۱۲	۵	۱	۴	۴۸	۴	۳۳	۴	۱۴	۴	۶	۳	۵۶	۳	۴۵	۳	۳۲	۳	۱۷	
	عشاء (۱)	۶	۵۲	۶	۳۶	۶	۲۲	۶	۷	۵	۵۹	۵	۵۱	۵	۴۲	۵	۳۲	۵	۲۷	۵	۲۲	۵	۱۷	۵	۱۲	۵	۵	
	عشاء (۲)	۷	۴	۶	۴۹	۶	۳۵	۶	۲۱	۶	۱۵	۶	۷	۶	۰	۵	۵۱	۵	۴۸	۵	۴۴	۵	۴۰	۵	۳۵	۵	۳۱	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
نومبر، جنوری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مئی، جولائی
۲۶ ۱۶	فجر	۴	۵۶	۵	۱۱	۵	۲۴	۵	۳۷	۵	۴۴	۵	۵۱	۵	۵۸	۶	۶	۶	۹	۶	۱۳	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۵	۲۵ ۱۸
−۱۳ +۱۰	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۱	۶	۲۸	۶	۴۷	۶	۵۷	۷	۱۰	۷	۲۵	۷	۴۲	۷	۵۱	۸	۰	۸	۱۱	۸	۲۳	۸	۳۷	−۳ +۶
	اشراق	۶	۶	۶	۲۲	۶	۳۹	۶	۵۸	۷	۱۰	۷	۲۴	۷	۴۰	۸	۰	۸	۹	۸	۲۰	۸	۳۲	۸	۴۷	۹	۴	
میل ۲۱°–۱ٔ	عصر (۱)	۳	۲۴	۳	۲۰	۳	۹	۲	۵۳	۲	۴۳	۲	۳۰	۲	۱۵	۱	۵۷	۱	۴۹	۱	۴۰	۱	۳۰	۱	۱۹	۱	۸	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۱	۳	۵۶	۳	۳۶	۳	۲۴	۳	۹	۲	۵۲	۲	۳۱	۲	۲۲	۲	۱۱	۱	۵۹	۱	۴۶	۱	۳۲	
	غروب	۶	۴	۵	۴۹	۵	۳۲	۵	۱۳	۵	۳	۴	۵۰	۴	۳۵	۴	۱۸	۴	۹	۴	۰	۳	۴۹	۳	۳۷	۳	۲۳	
	عشاء (۱)	۶	۵۲	۶	۳۷	۶	۲۲	۶	۸	۶	۱	۵	۵۳	۵	۴۴	۵	۳۴	۵	۳۰	۵	۲۵	۵	۲۰	۵	۱۵	۵	۹	
	عشاء (۲)	۷	۴	۶	۴۹	۶	۳۶	۶	۲۳	۶	۱۶	۶	۹	۶	۲	۵	۵۴	۵	۵۱	۵	۴۷	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۵	
۲۳ ۱۹	فجر	۴	۵۶	۵	۱۰	۵	۲۳	۵	۳۶	۵	۴۲	۵	۴۹	۵	۵۶	۶	۳	۶	۶	۶	۱۰	۶	۱۳	۶	۱۷	۶	۲۱	۲۲ ۲۱
−۱۴ +۱۱	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۱	۶	۲۷	۶	۴۵	۶	۵۵	۷	۸	۷	۲۲	۷	۳۹	۷	۴۷	۷	۵۶	۸	۶	۸	۱۸	۸	۳۱	−۳ +۶
	اشراق	۶	۶	۶	۲۱	۶	۳۸	۶	۵۷	۷	۸	۷	۲۱	۷	۳۷	۷	۵۶	۸	۵	۸	۱۵	۸	۲۷	۸	۴۱	۸	۵۷	
میل ۲۰°–۴۵ٔ	عصر (۱)	۳	۲۴	۳	۲۰	۳	۱۰	۲	۵۵	۲	۴۴	۲	۳۲	۲	۱۸	۲	۰	۱	۵۲	۱	۴۳	۱	۳۴	۱	۲۳	۱	۱۲	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۱	۳	۵۷	۳	۳۸	۳	۲۶	۳	۱۲	۲	۵۵	۲	۳۴	۲	۲۵	۲	۱۵	۲	۳۱	۱	۵۱	۱	۳۷	
	غروب	۶	۴	۵	۴۹	۵	۳۳	۵	۱۵	۵	۵	۴	۵۲	۴	۳۸	۴	۲۱	۴	۱۳	۴	۴	۳	۵۴	۳	۴۲	۳	۲۹	
	عشاء (۱)	۶	۵۱	۶	۳۷	۶	۲۳	۶	۹	۶	۲	۵	۵۵	۵	۴۷	۵	۳۷	۵	۳۳	۵	۲۹	۵	۲۴	۵	۱۹	۵	۱۴	
	عشاء (۲)	۷	۴	۶	۵۰	۶	۳۷	۶	۲۴	۶	۱۸	۶	۱۱	۶	۴	۵	۵۷	۵	۵۴	۵	۵۰	۵	۴۷	۵	۴۳	۵	۳۹	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
نومبر، جنوری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مئی، جولائی
۲۰ ۲۳	فجر	۴	۵۷	۵	۱۰	۵	۲۳	۵	۳۵	۵	۴۱	۵	۴۷	۵	۵۳	۶	۰	۶	۳	۶	۶	۶	۹	۶	۱۳	۶	۱۷	۱۹ ۲۴
-۱۴ +۱۲	طلوع	۵	۵۷	۶	۱۱	۶	۲۷	۶	۴۴	۶	۵۴	۷	۶	۷	۱۹	۷	۳۶	۷	۴۴	۷	۵۲	۸	۲	۸	۱۳	۸	۲۵	۱۸
میل ۱۹ْ-۲۶ ۴۶	اشراق	۶	۶	۶	۲۱	۶	۳۶	۶	۵۵	۷	۶	۷	۱۸	۷	۳۳	۷	۵۲	۸	۱	۸	۱۰	۸	۲۲	۸	۳۵	۸	۵۰	-۴ +۶
	عصر(۱)	۳	۲۴	۳	۲۰	۳	۱۱	۲	۵۶	۲	۴۶	۲	۳۴	۲	۲۰	۲	۳	۱	۵۵	۱	۴۷	۱	۳۸	۱	۲۷	۱	۱۶	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۱۲	۳	۵۸	۳	۴۰	۳	۲۸	۳	۱۴	۲	۵۸	۲	۳۸	۲	۲۹	۲	۱۹	۲	۸	۱	۵۶	۱	۴۲	
	غروب	۶	۳	۵	۴۹	۵	۳۳	۵	۱۶	۵	۶	۴	۵۴	۴	۴۱	۴	۲۴	۴	۱۶	۴	۸	۳	۵۸	۳	۴۷	۳	۳۵	
	عشاء(۱)	۶	۵۱	۶	۳۷	۶	۲۴	۶	۱۱	۶	۴	۵	۵۷	۵	۴۹	۵	۴۱	۵	۳۷	۵	۳۳	۵	۲۸	۵	۲۴	۵	۱۸	
	عشاء(۲)	۷	۳	۶	۵۰	۶	۳۷	۶	۲۵	۶	۱۹	۶	۱۳	۶	۷	۶	۰	۵	۵۷	۵	۵۴	۵	۵۱	۵	۴۷	۵	۴۳	
۱۷ ۲۵	فجر	۴	۵۷	۵	۱۰	۵	۲۲	۵	۳۳	۵	۳۹	۵	۴۴	۵	۵۱	۶	۵۷	۶	۵۹	۶	۲	۶	۵	۶	۸	۶	۱۲	۱۶ ۲۷
-۱۵ +۱۲	طلوع	۵	۵۶	۶	۱۰	۶	۲۵	۶	۴۲	۶	۵۲	۷	۳	۷	۱۶	۷	۳۱	۷	۳۹	۷	۴۷	۷	۵۶	۸	۷	۸	۱۹	۱۵ ۲۸
میل ۱۹ْ-۴۸	اشراق	۶	۶	۶	۲۰	۶	۳۵	۶	۵۳	۷	۴	۷	۱۶	۷	۳۰	۷	۴۸	۷	۵۶	۸	۵	۸	۱۶	۸	۲۸	۸	۴۲	-۴ +۶
	عصر(۱)	۳	۲۳	۳	۲۰	۳	۱۲	۲	۵۷	۲	۴۸	۲	۳۷	۲	۲۳	۲	۶	۱	۵۹	۱	۵۱	۱	۴۲	۱	۳۲	۱	۲۱	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۱۲	۳	۵۹	۳	۴۱	۳	۲۹	۳	۱۷	۲	۱	۲	۴۲	۲	۳۳	۲	۲۴	۲	۱۳	۲	۱	۱	۴۸	
	غروب	۶	۴	۵	۵۰	۵	۳۵	۵	۱۸	۵	۸	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۲۹	۴	۲۱	۴	۱۳	۴	۴	۳	۵۳	۳	۴۱	
	عشاء(۱)	۶	۵۱	۶	۳۷	۶	۲۵	۶	۱۲	۶	۶	۵	۵۹	۵	۵۲	۵	۴۴	۵	۴۰	۵	۳۷	۵	۳۳	۵	۲۸	۵	۲۳	
	عشاء(۲)	۷	۳	۶	۵۰	۶	۳۸	۶	۲۷	۶	۲۱	۶	۱۶	۶	۹	۶	۳	۶	۱	۵	۵۸	۵	۵۵	۵	۵۲	۵	۴۸	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
نومبر، جنوری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مئی، جولائی
۱۴ ۲۸	فجر	۴	۵۷	۵	۱۰	۵	۲۱	۵	۳۲	۵	۳۷	۵	۴۲	۵	۴۸	۵	۵۳	۶	۵۶	۵	۵۸	۶	۱	۶	۴	۶	۷	۱۳ ۳۰
۱۶- ۱۳+	طلوع	۵	۵۶	۶	۹	۶	۲۳	۶	۴۰	۶	۳۹	۶	۵۹	۷	۱۲	۷	۲۷	۷	۳۴	۷	۴۲	۷	۵۰	۸	۰	۸	۱۱	۱۲ ۳۱
میل ۱۸ا-۱۹	اشراق	۶	۶	۶	۱۹	۶	۳۴	۶	۵۱	۷	۱	۷	۱۳	۷	۲۶	۷	۴۳	۷	۵۱	۸	۰	۸	۱۰	۸	۲۱	۸	۳۵	-۴ +۶
	عصر (۱)	۳	۲۳	۳	۲۰	۳	۱۲	۲	۵۹	۲	۵۰	۲	۳۹	۲	۲۶	۲	۱۰	۲	۲	۱	۵۴	۱	۴۶	۱	۳۶	۱	۲۶	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۳	۴	۰	۳	۴۳	۳	۳۲	۳	۲۰	۳	۵	۲	۴۶	۲	۳۷	۲	۲۸	۲	۱۸	۲	۷	۱	۵۴	
	غروب	۶	۴	۵	۱۵	۵	۳۷	۵	۲۰	۵	۱۱	۵	۱	۴	۴۸	۴	۳۳	۴	۲۶	۴	۱۸	۴	۱۰	۴	۰	۳	۴۹	
	عشاء (۱)	۶	۵۱	۶	۳۸	۶	۲۶	۶	۱۴	۶	۸	۶	۲	۵	۵۵	۵	۴۸	۵	۴۴	۵	۴۱	۵	۳۷	۵	۳۳	۵	۲۹	
	عشاء (۲)	۷	۳	۶	۵۰	۶	۳۹	۶	۲۸	۶	۳۲	۶	۱۸	۶	۱۲	۶	۷	۶	۴	۶	۲	۵	۵۹	۵	۵۶	۵	۵۳	
۱۱ ۳۱	فجر	۴	۵۷	۵	۹	۵	۲۰	۵	۳۰	۵	۳۵	۵	۳۹	۵	۴۴	۵	۴۹	۵	۵۲	۵	۵۴	۵	۵۶	۵	۵۹	۶	۱	مئی، اگست
۱۶- ۱۳+	طلوع	۵	۵۶	۶	۹	۶	۲۳	۶	۳۸	۶	۴۷	۶	۵۷	۷	۸	۷	۲۳	۷	۲۹	۷	۳۷	۷	۴۵	۷	۵۴	۸	۵	۲
میل ۱۷ا-۱۳	اشراق	۶	۶	۶	۱۹	۶	۳۳	۶	۴۹	۶	۵۸	۷	۹	۷	۲۲	۷	۳۸	۷	۴۶	۷	۵۴	۸	۴	۸	۱۴	۸	۲۷	۹ ۳
	عصر (۱)	۳	۲۲	۳	۲۱	۳	۱۳	۳	۱	۲	۵۲	۲	۴۱	۲	۲۹	۲	۱۳	۲	۶	۱	۵۹	۱	۵۰	۱	۴۱	۱	۳۱	-۴ +۶
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۳	۴	۲	۳	۴۵	۳	۳۵	۳	۲۳	۳	۸	۲	۵۰	۲	۴۲	۲	۳۳	۲	۲۳	۲	۳۱	۲	۱	
	غروب	۶	۴	۵	۵۱	۵	۳۷	۵	۲۲	۵	۱۳	۵	۳	۴	۵۲	۴	۳۷	۴	۳۱	۴	۲۳	۴	۱۵	۴	۶	۳	۵۵	
	عشاء (۱)	۶	۵۰	۶	۳۸	۶	۲۷	۶	۱۶	۶	۱۰	۶	۴	۵	۵۸	۵	۵۱	۵	۴۸	۵	۴۵	۵	۴۲	۵	۳۸	۵	۳۴	
	عشاء (۲)	۷	۳	۶	۵۱	۶	۴۰	۶	۳۰	۶	۲۵	۶	۲۱	۶	۱۶	۶	۱۱	۶	۸	۶	۶	۶	۴	۶	۱	۵	۵۹	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
نومبر، فروری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مئی، اگست
۸ ۳	فجر	۴	۵۷	۵	۹	۵	۱۹	۵	۲۸	۵	۳۲	۵	۳۷	۵	۴۱	۵	۴۵	۵	۴۷	۵	۴۹	۵	۵۱	۵	۵۳	۵	۵۵	۶ ۶
۱۶- ۱۴+	طلوع	۵	۵۷	۶	۹	۶	۲۲	۶	۳۶	۶	۴۴	۶	۵۴	۷	۵	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۱	۷	۳۹	۷	۴۷	۷	۵۷	۳- ۶+
	اشراق	۶	۶	۶	۱۸	۶	۳۱	۶	۴۷	۶	۵۶	۷	۶	۷	۱۹	۷	۳۴	۷	۴۱	۷	۴۹	۷	۵۷	۸	۷	۸	۱۹	
میل ۱۶اُ–۱۴	عصر (۱)	۳	۲۲	۳	۲۱	۳	۱۴	۳	۲	۲	۵۴	۲	۴۴	۲	۳۲	۲	۱۷	۲	۱۰	۲	۳	۱	۵۵	۱	۴۶	۱	۳۶	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۱۴	۴	۳	۳	۴۷	۳	۳۸	۳	۲۶	۳	۱۲	۲	۵۵	۲	۴۷	۲	۳۸	۲	۲۹	۲	۱۹	۲	۷	
	غروب	۶	۳	۵	۵۱	۵	۳۸	۵	۲۴	۵	۱۶	۵	۶	۴	۵۵	۴	۴۲	۴	۳۶	۴	۲۹	۴	۲۱	۴	۱۳	۴	۳	
	عشاء (۱)	۶	۵۰	۶	۳۹	۶	۲۸	۶	۱۸	۶	۱۳	۶	۷	۶	۲	۵	۵۵	۵	۵۳	۵	۵۰	۵	۴۷	۵	۴۴	۵	۴۰	
	عشاء (۲)	۷	۳	۶	۵۱	۶	۴۱	۶	۳۲	۶	۲۸	۶	۲۳	۶	۱۹	۶	۱۵	۶	۱۳	۶	۱۱	۶	۹	۶	۷	۶	۵	
۶ ۵	فجر	۴	۵۸	۵	۸	۵	۱۸	۵	۲۶	۵	۳۰	۵	۳۴	۵	۳۷	۵	۴۱	۵	۴۳	۵	۴۴	۵	۴۶	۵	۴۷	۵	۴۹	۹ ۳
۱۶- ۱۴+	طلوع	۵	۵۷	۶	۷	۶	۲۰	۶	۳۴	۶	۴۲	۶	۵۱	۷	۱	۷	۱۳	۷	۱۹	۷	۲۵	۷	۳۳	۷	۴۱	۷	۴۹	۳- ۵+
	اشراق	۶	۶	۶	۱۷	۶	۳۰	۶	۴۴	۶	۵۳	۷	۳	۷	۱۴	۷	۲۸	۷	۳۵	۷	۴۲	۷	۵۱	۸	۰	۸	۱۱	
میل ۱۵اُ–۴۷	عصر (۱)	۳	۲۱	۳	۲۱	۳	۱۵	۳	۴	۲	۵۶	۲	۴۷	۲	۳۵	۲	۲۱	۲	۱۴	۲	۷	۲	۰	۱	۵۱	۱	۴۲	
	عصر (۲)	۴	۲۱	۴	۱۴	۴	۴	۳	۴۹	۳	۴۰	۳	۲۹	۳	۵۱	۲	۵۹	۲	۵۲	۲	۴۴	۲	۳۵	۲	۲۵	۲	۱۴	
	غروب	۶	۳	۵	۵۳	۵	۴۰	۵	۲۶	۵	۱۸	۵	۹	۴	۵۹	۴	۴۷	۴	۴۱	۴	۳۵	۴	۲۷	۴	۱۹	۴	۱۱	
	عشاء (۱)	۶	۵۰	۶	۳۹	۶	۳۹	۶	۲۰	۶	۱۵	۶	۱۰	۶	۵	۶	۰	۵	۵۷	۵	۵۵	۵	۵۲	۵	۵۰	۵	۴۷	
	عشاء (۲)	۷	۲	۶	۵۲	۶	۴۲	۶	۳۴	۶	۳۰	۶	۲۶	۶	۲۳	۶	۱۹	۶	۱۷	۶	۱۶	۶	۱۴	۶	۱۳	۶	۱۱	

عرض شمالی	درجه	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
نومبر، فروری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	اپریل اگست
۲ ۹	فجر	۴	۵۸	۵	۸	۵	۱۷	۵	۲۴	۵	۲۷	۵	۳۱	۵	۳۴	۵	۳۷	۵	۳۸	۵	۳۹	۵	۴۰	۵	۴۱	۵	۴۲	۳۰ ۱۲
-۱۶ +۱۴	طلوع	۵	۵۷	۶	۸	۶	۱۹	۶	۳۲	۶	۳۹	۶	۴۷	۶	۵۷	۷	۸	۷	۱۴	۷	۲۰	۷	۲۶	۷	۳۳	۷	۴۲	-۳ +۵
	اشراق	۶	۶	۶	۱۷	۶	۲۸	۶	۴۲	۶	۵۰	۶	۵۹	۷	۱۰	۷	۲۳	۷	۳۰	۷	۳۶	۷	۴۴	۷	۵۳	۸	۳	
میل ۱۴-۱۴-۵	عصر(۱)	۳	۲۰	۳	۲۱	۳	۱۶	۳	۶	۲	۵۸	۲	۴۹	۲	۳۸	۲	۲۵	۲	۱۹	۲	۱۲	۲	۴	۱	۵۶	۱	۴۸	
	عصر(۲)	۴	۲۱	۴	۱۵	۴	۵	۳	۵۲	۳	۴۳	۳	۳۲	۳	۱۹	۳	۴	۲	۵۷	۲	۴۹	۲	۴۱	۲	۳۱	۲	۲۱	
	غروب	۶	۳	۵	۵۲	۵	۴۱	۵	۲۸	۵	۲۱	۵	۱۳	۵	۳	۴	۵۲	۴	۴۶	۴	۴۰	۴	۳۴	۴	۲۷	۴	۱۸	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۶	۴۰	۶	۳۰	۶	۲۲	۶	۱۸	۶	۱۳	۶	۹	۶	۴	۶	۲	۶	۰	۵	۵۸	۵	۵۶	۵	۵۳	
	عشاء(۲)	۷	۲	۶	۵۲	۶	۴۳	۶	۳۶	۶	۳۳	۶	۲۹	۶	۲۶	۶	۲۴	۶	۲۲	۶	۲۱	۶	۲۰	۶	۱۹	۶	۱۸	
اکتوبر، فروری	فجر	۴	۵۸	۵	۸	۵	۱۵	۵	۲۲	۵	۲۵	۵	۲۸	۵	۳۰	۵	۳۳	۵	۳۳	۵	۳۴	۵	۳۵	۵	۳۵	۵	۳۶	۲۷ ۱۵
۳۰ ۱۲	طلوع	۵	۵۷	۶	۷	۶	۱۷	۶	۲۹	۶	۳۶	۶	۴۴	۶	۵۳	۷	۳	۷	۸	۷	۱۴	۷	۲۰	۷	۲۶	۷	۳۴	-۲ +۴
-۱۶ +۱۴	اشراق	۶	۶	۶	۱۶	۶	۲۷	۶	۴۰	۶	۴۷	۶	۵۶	۷	۶	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۰	۷	۳۷	۷	۴۵	۷	۵۵	
	عصر(۱)	۳	۱۹	۳	۲۱	۳	۱۷	۳	۷	۳	۱	۲	۵۲	۲	۴۲	۲	۲۹	۲	۲۳	۲	۱۶	۲	۹	۲	۲	۱	۵۳	
میل ۱۳-۱۴-۵	عصر(۲)	۴	۲۱	۴	۱۵	۴	۷	۳	۵۴	۳	۴۵	۳	۳۵	۳	۲۳	۳	۹	۳	۲	۲	۵۵	۲	۴۷	۲	۳۸	۲	۲۸	
	غروب	۶	۳	۵	۵۳	۵	۴۳	۵	۳۱	۵	۲۴	۵	۱۶	۵	۷	۴	۵۷	۴	۵۲	۴	۴۶	۴	۴۰	۴	۳۴	۴	۲۶	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۶	۴۰	۶	۳۲	۶	۲۴	۶	۲۰	۶	۱۶	۶	۱۳	۶	۹	۵	۷	۶	۵	۶	۴	۶	۲	۶	۰	
	عشاء(۲)	۷	۲	۶	۵۲	۶	۴۵	۶	۳۸	۶	۳۵	۶	۳۲	۶	۳۰	۶	۲۷	۶	۲۷	۶	۲۶	۶	۲۵	۶	۲۵	۶	۲۴	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اکتوبر فروری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	اپریل اگست
۲۷ ۱۵	فجر	۴	۵۸	۵	۶	۵	۱۴	۵	۲۰	۵	۲۲	۵	۲۴	۵	۲۶	۵	۲۸	۵	۲۸	۵	۲۹	۵	۲۹	۵	۲۹	۵	۲۹	۱۸
-۱۶ +۱۴	طلوع	۵	۵۷	۶	۷	۶	۱۶	۶	۲۷	۶	۳۳	۶	۴۰	۶	۴۸	۶	۵۸	۷	۳	۷	۸	۷	۱۳	۷	۱۹	۷	۲۶	۲۴ ۱۹
	اشراق	۶	۶	۶	۱۵	۶	۲۵	۶	۳۷	۶	۴۴	۶	۵۲	۷	۱	۷	۱۳	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۰	۷	۳۸	۷	۴۶	-۲ +۴
	عصر (۱)	۳	۱۸	۳	۲۱	۳	۱۸	۳	۹	۳	۳	۲	۵۵	۲	۴۵	۲	۳۳	۲	۲۷	۲	۲۱	۲	۱۴	۲	۷	۱	۵۹	
میل ۱۲-۵۴	عصر (۲)	۴	۲۱	۴	۱۶	۴	۸	۳	۵۶	۳	۴۸	۳	۳۹	۳	۲۷	۳	۱۴	۳	۸	۳	۰	۲	۵۳	۲	۴۴	۲	۳۵	
	غروب	۶	۳	۵	۵۴	۵	۴۴	۵	۳۳	۵	۲۷	۵	۲۰	۵	۱۲	۵	۲	۴	۵۷	۴	۵۲	۴	۴۷	۴	۴۱	۴	۳۴	
	عشاء (۱)	۶	۴۹	۶	۴۱	۶	۳۳	۶	۲۶	۶	۲۳	۶	۲۰	۶	۱۷	۶	۱۳	۶	۱۲	۶	۱۱	۶	۱۰	۶	۸	۶	۷	
	عشاء (۲)	۷	۲	۶	۵۳	۶	۴۶	۶	۴۰	۶	۳۸	۶	۳۶	۶	۳۴	۶	۳۲	۶	۳۲	۶	۳۱	۶	۳۱	۶	۳۱	۶	۳۱	
	فجر	۴	۵۹	۵	۷	۵	۱۳	۵	۱۸	۵	۲۰	۵	۲۱	۵	۲۲	۵	۲۳	۵	۲۳	۵	۲۳	۵	۲۳	۵	۲۳	۵	۲۲	۲۱ ۲۱
۲۴ ۱۸	طلوع	۵	۵۶	۶	۵	۶	۱۴	۶	۲۴	۶	۳۰	۶	۳۶	۶	۴۴	۶	۵۳	۶	۵۷	۷	۱	۷	۶	۷	۱۲	۷	۱۸	۲۰ ۲۲
-۱۶ +۱۴	اشراق	۶	۶	۶	۱۴	۶	۲۴	۶	۳۵	۶	۴۱	۶	۴۸	۶	۵۷	۷	۷	۷	۱۲	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۰	۷	۳۸	-۱ +۳
	عصر (۱)	۳	۱۷	۳	۲۱	۳	۱۸	۳	۱۱	۳	۵	۲	۵۸	۲	۴۸	۲	۳۷	۲	۳۲	۲	۲۶	۲	۲۰	۲	۱۳	۲	۵	
میل ۱۱-۵۶	عصر (۲)	۴	۲۰	۴	۱۷	۴	۹	۳	۵۸	۳	۵۱	۳	۴۲	۳	۳۱	۳	۱۹	۳	۱۳	۳	۶	۲	۵۹	۲	۵۰	۲	۴۲	
	غروب	۶	۴	۵	۵۵	۵	۴۶	۵	۳۶	۵	۳۰	۵	۲۴	۵	۱۶	۵	۷	۵	۳	۴	۵۹	۴	۵۴	۴	۴۸	۴	۴۲	
	عشاء (۱)	۶	۵۹	۶	۴۱	۶	۳۴	۶	۲۸	۶	۲۶	۶	۲۳	۶	۲۱	۶	۱۸	۶	۱۷	۶	۱۶	۶	۱۶	۶	۱۵	۶	۱۴	
	عشاء (۲)	۷	۱	۶	۵۳	۶	۴۷	۶	۴۲	۶	۴۰	۶	۳۹	۶	۳۸	۶	۳۷	۶	۳۷	۶	۳۷	۶	۳۷	۶	۳۷	۶	۳۸	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اکتوبر فروری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	اپریل اگست
۲۱ ۲۱	فجر	۴	۵۹	۵	۶	۵	۱۱	۵	۱۵	۵	۱۷	۵	۱۷	۵	۱۸	۵	۱۸	۵	۱۸	۵	۱۷	۵	۱۷	۵	۱۶	۵	۱۵	۱۸ ۲۴
۱۵- ۱۴+	طلوع	۵	۵۷	۶	۵	۶	۱۳	۶	۲۲	۶	۲۷	۶	۳۳	۶	۳۹	۶	۴۷	۶	۵۱	۶	۵۵	۶	۰	۷	۵	۷	۱۰	۱- ۲۵
میل ۱۰-۹م	اشراق	۶	۶	۶	۱۴	۶	۲۲	۶	۳۲	۶	۳۸	۶	۴۵	۶	۵۲	۷	۲	۷	۶	۷	۱۱	۷	۱۷	۷	۲۳	۷	۳۰	۱۷ ۲+
	عصر(۱)	۳	۱۶	۳	۲۱	۳	۱۹	۳	۱۳	۳	۷	۳	۰	۲	۵۲	۲	۴۱	۲	۳۶	۲	۳۱	۲	۲۵	۲	۱۸	۲	۱۱	
	عصر(۲)	۴	۲۰	۴	۱۷	۴	۱۱	۴	۱	۳	۵۴	۳	۴۶	۳	۳۶	۳	۲۳	۳	۱۸	۳	۱۱	۳	۵	۲	۵۷	۲	۴۹	
	غروب	۶	۳	۵	۵۵	۵	۴۷	۵	۳۸	۵	۳۳	۵	۲۷	۵	۲۱	۵	۱۳	۵	۹	۵	۵	۵	۰	۴	۵۵	۴	۵۰	
	عشاء(۱)	۶	۴۹	۶	۴۲	۶	۳۶	۶	۳۱	۶	۲۹	۶	۲۷	۶	۲۵	۶	۲۳	۶	۲۳	۶	۲۲	۶	۲۲	۶	۲۱	۶	۲۱	
	عشاء(۲)	۷	۱	۶	۵۴	۶	۴۹	۶	۴۵	۶	۴۳	۶	۴۳	۶	۴۲	۶	۴۲	۶	۴۲	۶	۴۳	۶	۴۳	۶	۴۴	۶	۴۵	
	فجر	۴	۵۹	۵	۵	۵	۱۰	۵	۱۳	۵	۱۴	۵	۱۴	۵	۱۴	۵	۱۳	۵	۱۲	۵	۱۱	۵	۱۰	۵	۹	۵	۷	۱۵ ۲۷
۱۸ ۲۴	طلوع	۵	۵۶	۶	۳	۶	۱۱	۶	۱۹	۶	۲۳	۶	۲۹	۶	۳۵	۶	۴۲	۶	۴۵	۶	۴۹	۶	۵۳	۶	۵۷	۷	۲	۱۴ ۲۸
۱۵- ۱۳+	اشراق	۶	۶	۶	۱۳	۶	۲۰	۶	۲۹	۶	۳۵	۶	۴۱	۶	۴۸	۶	۵۶	۷	۰	۷	۵	۷	۱۰	۷	۱۵	۷	۲۱	۰ ۱+
میل ۹-۵م	عصر(۱)	۳	۱۵	۳	۲۰	۳	۲۰	۳	۱۴	۳	۱۰	۳	۳	۲	۵۵	۲	۴۵	۲	۴۰	۲	۳۵	۲	۳۰	۲	۲۴	۲	۱۷	
	عصر(۲)	۴	۱۹	۴	۱۷	۴	۱۲	۴	۳	۳	۵۷	۳	۳۹	۳	۴۰	۳	۲۸	۳	۲۳	۳	۱۷	۳	۱۱	۳	۴	۲	۵۶	
	غروب	۶	۴	۵	۵۷	۵	۴۹	۵	۴۱	۵	۳۷	۵	۳۱	۵	۲۵	۵	۱۸	۵	۱۵	۵	۱۱	۵	۷	۵	۳	۴	۵۸	
	عشاء(۱)	۶	۴۹	۶	۴۲	۶	۳۷	۶	۳۳	۶	۳۱	۶	۳۰	۶	۲۹	۶	۲۸	۶	۲۸	۶	۲۸	۶	۲۸	۶	۲۸	۶	۲۸	
	عشاء(۲)	۷	۱	۶	۵۵	۶	۵۰	۶	۴۷	۶	۴۶	۶	۴۶	۶	۴۶	۶	۴۷	۶	۴۸	۶	۴۹	۶	۵۰	۶	۱۵	۶	۵۳	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اکتوبر فروری	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	اپریل اگست
۱۵ ۲۷	فجر	۴	۵۹	۵	۶	۵	۸	۵	۱۰	۵	۱۱	۵	۱۱	۵	۱۰	۵	۸	۵	۷	۵	۵	۵	۴	۵	۲	۵	۰	۱۲ ۳۰
-۱۴ +۱۳	طلوع	۵	۵۷	۶	۳	۶	۹	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۵	۶	۳۱	۶	۳۷	۶	۴۰	۶	۴۳	۶	۴۶	۶	۵۰	۶	۵۴	۱۱ +۱
میل ۸-۹-۳م	اشراق	۶	۶	۶	۱۱	۶	۱۹	۶	۲۷	۶	۳۱	۶	۳۷	۶	۴۳	۶	۵۱	۶	۵۴	۶	۵۸	۷	۳	۷	۸	۷	۱۳	+۱ ۳۱
	عصر(۱)	۳	۱۴	۳	۲۰	۳	۲۱	۳	۱۶	۳	۱۲	۳	۶	۲	۵۹	۲	۴۹	۲	۴۵	۲	۴۰	۲	۳۵	۲	۲۹	۲	۲۳	
	عصر(۲)	۴	۱۹	۴	۱۸	۴	۱۳	۴	۵	۳	۵۹	۳	۵۲	۳	۴۴	۳	۳۳	۳	۲۸	۳	۲۳	۳	۱۷	۳	۱۱	۳	۳	
	غروب	۶	۳	۵	۵۷	۵	۵۱	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۵	۵	۲۹	۵	۲۳	۵	۲۰	۵	۱۷	۵	۱۴	۵	۱۰	۵	۶	
	عشاء(۱)	۶	۴۹	۶	۴۳	۶	۳۹	۶	۳۶	۶	۳۴	۶	۳۴	۶	۳۳	۶	۳۳	۶	۳۴	۶	۳۴	۶	۳۵	۶	۳۵	۶	۳۶	
	عشاء(۲)	۷	۱	۶	۵۵	۶	۵۲	۶	۵۰	۶	۴۹	۶	۴۹	۶	۵۰	۶	۵۲	۶	۵۳	۶	۵۵	۶	۵۶	۶	۵۸	۷	۰	
اکتوبر، مارچ	فجر	۵	۰	۵	۴	۵	۷	۵	۸	۵	۸	۵	۷	۵	۶	۵	۲	۵	۱	۴	۵۹	۴	۵۷	۴	۵۵	۴	۵۲	اپریل، ستمبر
۱۲ ۱	طلوع	۵	۵۶	۶	۲	۶	۷	۶	۱۳	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۵	۶	۳۱	۶	۳۳	۶	۳۶	۶	۳۹	۶	۴۲	۶	۴۶	۹ ۲
-۱۴ +۱۲	اشراق	۶	۶	۶	۱۱	۶	۱۷	۶	۲۴	۶	۲۸	۶	۳۳	۶	۳۹	۶	۴۵	۷	۴۸	۶	۵۲	۶	۵۶	۷	۰	۷	۵	۸ ۳
میل ۷-۲-۳م	عصر(۱)	۳	۱۳	۳	۲۰	۳	۲۱	۳	۱۸	۳	۱۴	۳	۹	۳	۲	۲	۵۳	۲	۴۹	۲	۴۵	۲	۴۰	۲	۳۵	۲	۲۹	+۲ -۱
	عصر(۲)	۴	۱۹	۴	۱۸	۴	۱۴	۴	۷	۴	۲	۳	۵۶	۳	۴۸	۳	۳۸	۳	۳۴	۳	۲۹	۳	۲۳	۳	۱۸	۳	۱۰	
	غروب	۶	۴	۵	۵۸	۵	۵۳	۵	۴۷	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۵	۵	۲۹	۵	۲۷	۵	۲۴	۵	۲۱	۵	۱۸	۵	۱۴	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۴	۶	۴۰	۶	۳۸	۶	۳۸	۶	۳۷	۶	۳۸	۶	۳۹	۶	۳۹	۶	۴۰	۶	۴۱	۶	۴۲	۶	۴۴	
	عشاء(۲)	۷	۰	۶	۵۶	۶	۵۳	۶	۵۲	۶	۵۲	۶	۵۳	۶	۵۴	۶	۵۸	۶	۵۹	۷	۱	۷	۳	۷	۵	۷	۸	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اکتوبر، مارچ	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	اپریل ستمبر
۹ ۳	فجر	۵	۰	۵	۳	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۵	۳	۵	۱	۴	۵۷	۴	۵۵	۴	۵۳	۴	۵۰	۴	۴۷	۴	۴۴	۶ ۶
۱۳- ۴	طلوع	۵	۵۶	۶	۱	۶	۶	۶	۱۱	۶	۱۴	۶	۱۷	۶	۲۱	۶	۲۶	۶	۲۸	۶	۳۰	۶	۳۳	۶	۳۵	۶	۳۸	۲+ ۲-
۱۲+	اشراق	۶	۶	۶	۱۰	۶	۱۵	۶	۲۱	۶	۲۵	۶	۲۹	۶	۳۴	۶	۴۰	۶	۴۲	۶	۴۵	۶	۴۹	۶	۵۲	۶	۵۶	۵
	عصر(۱)	۳	۱۱	۳	۱۹	۳	۲۲	۳	۱۹	۳	۱۶	۳	۱۱	۳	۵	۲	۵۷	۲	۵۴	۲	۵۰	۲	۴۵	۲	۴۰	۲	۳۵	۳+
میل ۹–۲۴	عصر(۲)	۴	۱۸	۴	۱۹	۴	۱۶	۴	۹	۴	۵	۳	۵۹	۳	۵۲	۳	۴۳	۳	۳۹	۳	۳۴	۳	۲۹	۳	۲۴	۳	۱۷	
	غروب	۶	۴	۵	۵۹	۵	۵۴	۵	۴۹	۵	۴۶	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۴	۵	۳۲	۵	۳۰	۵	۲۷	۵	۲۵	۵	۲۲	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۴	۶	۴۲	۶	۴۱	۶	۴۱	۶	۴۱	۶	۴۲	۶	۴۴	۶	۴۵	۶	۴۶	۶	۴۸	۶	۵۰	۶	۵۲	
	عشاء(۲)	۷	۰	۶	۵۷	۶	۵۵	۶	۴۵	۶	۵۵	۶	۵۷	۶	۵۹	۷	۳	۷	۵	۷	۷	۷	۱۰	۷	۱۳	۷	۱۶	
۶ ۶	فجر	۵	۰	۵	۳	۵	۴	۵	۳	۵	۱	۴	۵۹	۴	۵۶	۴	۵۲	۴	۴۹	۴	۴۷	۴	۴۳	۴	۴۰	۴	۳۵	۳ ۹
۱۲- ۷	طلوع	۵	۵۷	۶	۰	۶	۴	۶	۸	۶	۱۱	۶	۱۴	۶	۱۷	۶	۲۰	۶	۲۲	۶	۲۴	۶	۲۶	۶	۲۸	۶	۳۰	۳+ ۳-
۱۱+	اشراق	۶	۶	۶	۹	۶	۱۴	۶	۱۹	۶	۲۲	۶	۲۵	۶	۲۹	۶	۳۴	۶	۳۶	۶	۳۹	۶	۴۲	۶	۴۵	۶	۴۸	۲
	عصر(۱)	۳	۹	۳	۱۹	۳	۲۲	۳	۲۱	۳	۱۸	۳	۱۴	۳	۹	۳	۱	۲	۵۸	۲	۵۴	۲	۵۰	۲	۴۶	۲	۴۰	۴+
میل ۵–۱۵	عصر(۲)	۴	۱۷	۴	۱۹	۴	۱۷	۴	۱۲	۴	۸	۴	۳	۳	۵۶	۳	۴۸	۳	۴۴	۳	۴۰	۳	۳۵	۳	۳۰	۳	۲۴	
	غروب	۶	۳	۶	۰	۵	۵۶	۵	۵۲	۵	۴۹	۵	۴۶	۵	۴۳	۵	۴۰	۵	۳۸	۵	۳۶	۵	۳۴	۵	۳۲	۵	۳۰	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۵	۶	۴۳	۶	۴۳	۶	۴۴	۶	۴۵	۶	۴۷	۶	۵۰	۶	۱۵	۶	۵۳	۶	۵۵	۶	۵۷	۷	۰	
	عشاء(۲)	۷	۰	۶	۵۷	۶	۵۶	۶	۵۷	۶	۵۹	۷	۱	۷	۴	۷	۸	۷	۱۱	۷	۱۳	۷	۱۷	۷	۲۰	۷	۲۵	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اکتوبر، مارچ	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، ستمبر
۳ ۹	فجر	۵	۰	۵	۲	۵	۲	۵	۰	۴	۵۸	۴	۵۵	۴	۵۱	۴	۴۶	۴	۴۳	۴	۴۰	۴	۳۶	۴	۳۲	۴	۲۷	۳۱
-۱۱ +۱۱	طلوع	۵	۵۷	۶	۰	۶	۳	۶	۶	۶	۷	۶	۹	۶	۱۲	۶	۲۵	۶	۱۶	۶	۱۷	۶	۱۸	۶	۲۱	۶	۲۲	۳۰ ۱۲
۱۰	اشراق	۶	۶	۶	۹	۶	۱۲	۶	۱۶	۶	۱۸	۶	۲۱	۶	۲۴	۶	۲۸	۶	۳۰	۶	۳۲	۶	۳۵	۶	۳۷	۶	۴۰	+۴ -۴
+۱۰	عصر(۱)	۳	۷	۳	۱۸	۳	۲۳	۳	۲۲	۳	۲۰	۳	۱۷	۳	۱۲	۳	۵	۳	۲	۲	۵۹	۲	۵۵	۲	۵۱	۲	۴۶	
میل ۴–۶	عصر(۲)	۴	۱۷	۴	۱۹	۴	۱۸	۴	۱۴	۴	۱۰	۴	۶	۴	۰	۳	۵۳	۳	۴۹	۳	۴۵	۳	۴۱	۳	۳۷	۳	۳۱	
	غروب	۶	۳	۶	۰	۵	۵۷	۵	۵۴	۵	۵۳	۵	۵۱	۵	۴۸	۵	۴۵	۵	۴۴	۵	۴۳	۵	۴۲	۵	۳۹	۵	۳۸	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۶	۶	۴۵	۶	۴۶	۶	۴۷	۶	۴۹	۶	۵۱	۶	۵۵	۶	۵۷	۶	۵۹	۷	۲	۷	۵	۷	۸	
	عشاء(۲)	۷	۰	۶	۵۸	۶	۵۸	۷	۰	۷	۲	۷	۵	۷	۹	۷	۱۴	۷	۱۷	۷	۲۰	۷	۲۴	۷	۲۸	۷	۳۳	
ستمبر، مارچ	فجر	۵	۰	۵	۱	۵	۰	۴	۵۷	۴	۵۵	۴	۵۳	۴	۴۷	۴	۴۰	۴	۳۷	۴	۳۳	۴	۲۹	۴	۲۴	۴	۱۸	مارچ، ستمبر
۳۰ ۱۲	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۹	۶	۱	۶	۳	۶	۵	۶	۶	۶	۸	۶	۹	۶	۹	۶	۱۱	۶	۱۲	۶	۱۳	۶	۱۴	۲۸ ۱۵
-۱۰ +۱۰	اشراق	۶	۶	۶	۸	۶	۱۰	۶	۱۳	۶	۱۵	۶	۱۷	۶	۲۰	۶	۲۳	۶	۲۴	۶	۲۶	۶	۲۸	۶	۳۰	۶	۳۲	۲۷
۱۳	عصر(۱)	۳	۵	۳	۱۸	۳	۲۳	۳	۲۴	۳	۲۲	۳	۱۹	۳	۵۱	۳	۹	۳	۷	۳	۳	۳	۰	۲	۵۶	۲	۵۲	+۵ -۵
+۹	عصر(۲)	۴	۱۶	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۱۶	۴	۱۳	۴	۹	۴	۴	۳	۵۷	۳	۵۴	۳	۵۱	۳	۴۷	۳	۴۳	۳	۲۸	
میل ۴–۶، ۵	غروب	۶	۳	۶	۱	۵	۵۹	۵	۵۷	۵	۵۵	۵	۵۴	۵	۵۲	۵	۵۱	۵	۵۱	۵	۴۹	۵	۴۸	۵	۴۷	۵	۴۶	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۷	۶	۴۷	۶	۴۹	۶	۵۰	۶	۵۳	۶	۵۶	۷	۱	۷	۳	۷	۶	۷	۹	۷	۱۲	۷	۱۶	
	عشاء(۲)	۷	۰	۶	۵۹	۷	۰	۷	۳	۷	۵	۷	۹	۷	۱۳	۷	۲۰	۷	۲۳	۷	۲۷	۷	۳۱	۷	۳۶	۷	۴۲	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
ستمبر، مارچ	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، ستمبر
۲۷ ۱۵	فجر	۵	۰	۵	۰	۴	۵۸	۴	۵۵	۴	۵۱	۴	۴۷	۴	۴۲	۴	۳۴	۴	۳۰	۴	۲۶	۴	۲۱	۴	۱۶	۴	۹	۲۵
-۹ ۱۶	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۹	۶	۱	۶	۱	۶	۲	۶	۳	۶	۴	۶	۴	۶	۴	۶	۵	۶	۵	۶	۶	۲۴ ۱۸
+۹	اشراق	۶	۶	۶	۷	۶	۹	۶	۱۱	۶	۱۲	۶	۱۳	۶	۱۵	۶	۱۷	۶	۱۸	۶	۱۹	۶	۲۱	۶	۲۲	۶	۲۴	+۶ -۶
میل اُ-۶ ۴م	عصر(۱)	۳	۷	۳	۱۷	۳	۲۴	۳	۲۵	۳	۲۴	۳	۲۲	۳	۱۸	۳	۱۳	۳	۱۱	۳	۸	۳	۵	۳	۱	۲	۵۸	
	عصر(۲)	۴	۱۵	۴	۲۰	۴	۲۰	۴	۱۸	۴	۱۶	۴	۱۲	۴	۸	۴	۲	۳	۵۹	۳	۵۶	۳	۵۳	۳	۴۹	۳	۴۵	
	غروب	۶	۳	۶	۲	۶	۱	۵	۵۹	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۷	۵	۵۶	۵	۵۶	۵	۵۶	۵	۵۵	۵	۵۵	۵	۵۴	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۰	۶	۴۸	۶	۵۱	۶	۵۴	۶	۵۷	۷	۱	۷	۷	۷	۹	۷	۱۲	۷	۱۶	۷	۲۰	۷	۲۵	
	عشاء(۲)	۷	۰	۷	۰	۷	۲	۷	۵	۷	۹	۷	۱۳	۷	۱۸	۷	۲۶	۷	۳۰	۷	۳۴	۷	۳۹	۷	۴۴	۷	۵۱	
۲۴ ۱۸	فجر	۵	۰	۵	۰	۴	۵۶	۴	۵۲	۴	۴۸	۴	۴۳	۴	۳۷	۴	۲۸	۴	۲۴	۴	۱۹	۴	۱۳	۴	۷	۴	۰	۲۲ ۲۱
-۸ +۱۹	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۷	۵	۵۷	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۵	۵۸	۲۱
+۸	اشراق	۶	۶	۶	۶	۶	۷	۶	۸	۶	۹	۶	۹	۶	۱۰	۶	۱۲	۶	۱۲	۶	۱۳	۶	۱۴	۶	۱۵	۶	۱۵	+۷ -۷
میل مُ-۶ ۳م	عصر(۱)	۳	۱	۳	۱۶	۳	۲۴	۳	۲۶	۳	۲۶	۳	۲۴	۳	۲۱	۳	۱۷	۳	۱۵	۳	۱۲	۳	۱۰	۳	۶	۳	۳	
	عصر(۲)	۴	۱۴	۴	۲۰	۴	۲۱	۴	۲۰	۴	۱۸	۴	۱۵	۴	۱۲	۴	۷	۴	۴	۴	۲	۳	۵۹	۳	۵۶	۳	۵۲	
	غروب	۶	۳	۶	۳	۶	۳	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۲	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۴۸	۶	۵۰	۶	۵۴	۶	۵۷	۷	۱	۷	۶	۷	۱۲	۷	۱۶	۷	۱۹	۷	۲۳	۷	۲۸	۷	۳۴	
	عشاء(۲)	۷	۰	۷	۰	۷	۴	۷	۸	۷	۱۲	۷	۱۷	۷	۲۳	۷	۳۲	۷	۳۶	۷	۴۱	۷	۴۷	۷	۵۳	۸	۲	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
ستمبر، مارچ	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، ستمبر
۲۱ ۲۱	فجر	۵	۰	۴	۵۹	۴	۵۴	۴	۴۹	۴	۴۵	۴	۳۹	۴	۳۲	۴	۲۲	۴	۱۷	۴	۱۲	۴	۶	۳	۵۹	۳	۵۱	۱۹ ۲۴
۷- ۲۲	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۶	۵	۵۶	۵	۵۵	۵	۵۵	۵	۵۴	۵	۵۳	۵	۵۳	۵	۵۲	۵	۵۲	۵	۵۱	۵	۵۰	۵	۵۰	۱۸
+۷	اشراق	۶	۶	۶	۵	۶	۵	۶	۵	۶	۵	۶	۵	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۶	۷	۶	۷	۶	۷	+۸ -۸
	عصر (۱)	۳	۱	۳	۱۵	۳	۲۴	۳	۲۸	۳	۲۸	۳	۲۷	۳	۲۴	۳	۲۱	۳	۱۹	۳	۱۷	۳	۱۴	۳	۱۲	۳	۹	
میل ۰°-۳۵	عصر (۲)	۴	۱۴	۴	۲۰	۴	۲۲	۴	۲۲	۴	۲۱	۴	۱۹	۴	۱۶	۴	۱۱	۴	۹	۴	۷	۴	۴	۴	۲	۳	۵۸	
	غروب	۶	۳	۶	۴	۶	۴	۶	۵	۶	۵	۶	۶	۶	۷	۶	۷	۶	۸	۶	۸	۶	۹	۶	۱۰	۶	۱۰	
	عشاء (۱)	۶	۴۸	۶	۴۹	۶	۵۲	۶	۵۷	۷	۰	۷	۵	۷	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۲	۷	۲۶	۷	۳۱	۷	۳۶	۷	۴۳	
	عشاء (۲)	۷	۰	۷	۱	۷	۶	۷	۱۱	۷	۱۵	۷	۲۱	۷	۲۸	۷	۳۸	۷	۴۳	۷	۴۸	۷	۵۴	۸	۱	۸	۹	
۱۸ ۲۴	فجر	۵	۰	۴	۵۸	۴	۵۳	۴	۴۶	۴	۴۱	۴	۳۵	۴	۲۶	۴	۱۶	۴	۱۱	۴	۵	۳	۵۸	۳	۵۰	۳	۴۱	۱۶ ۲۷
۶- ۲۵	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۵	۵	۵۴	۵	۵۲	۵	۵۱	۵	۵۰	۵	۴۸	۵	۴۷	۵	۴۶	۵	۴۵	۵	۴۴	۵	۴۳	۵	۴۲	۵۱
+۶	اشراق	۶	۶	۶	۴	۶	۳	۶	۲	۶	۲	۶	۲	۶	۱	۶	۰	۶	۰	۶	۰	۶	۰	۵	۵۹	۵	۵۹	+۹ -۹
	عصر (۱)	۳	۳	۳	۱۴	۳	۲۴	۳	۲۹	۳	۲۹	۳	۲۹	۳	۲۷	۳	۲۴	۳	۲۳	۳	۲۱	۳	۱۹	۳	۱۷	۳	۱۴	
میل ۱°-۴۵	عصر (۲)	۴	۱۵	۴	۲۰	۴	۲۳	۴	۲۴	۴	۲۳	۴	۲۲	۴	۱۹	۴	۱۶	۴	۱۴	۴	۱۲	۴	۱۰	۴	۸	۴	۵	
	غروب	۶	۳	۶	۵	۶	۶	۶	۸	۶	۹	۶	۱۰	۶	۱۲	۶	۱۳	۶	۱۴	۶	۱۵	۶	۱۶	۶	۱۷	۶	۱۸	
	عشاء (۱)	۶	۴۸	۶	۵۰	۶	۵۴	۷	۰	۷	۴	۷	۹	۷	۱۶	۷	۲۴	۷	۲۸	۷	۳۳	۷	۳۹	۷	۴۵	۷	۵۲	
	عشاء (۲)	۷	۰	۷	۲	۷	۷	۷	۱۴	۷	۱۹	۷	۲۵	۷	۳۴	۷	۴۴	۷	۴۹	۷	۵۵	۸	۲	۸	۱۰	۸	۱۹	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
ستمبر، مارچ	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، ستمبر
۱۵ ۲۷	فجر	۵	۰	۴	۵۷	۴	۵۲	۴	۴۳	۴	۳۷	۴	۳۰	۴	۲۱	۴	۱۰	۴	۴	۳	۵۷	۳	۵۰	۳	۴۱	۳	۳۱	۱۳ ۳۰
۵- ۲۸	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۵	۵	۵۲	۵	۴۹	۵	۴۸	۵	۴۶	۵	۴۴	۵	۴۱	۵	۳۹	۵	۳۸	۵	۳۷	۵	۳۶	۵	۳۴	+۹ -۱۰
+۵	اشراق	۶	۶	۶	۴	۶	۲	۶	۰	۵	۵۹	۵	۵۸	۵	۵۶	۵	۵۵	۵	۵۴	۵	۵۴	۵	۵۳	۵	۵۲	۵	۵۱	
میل ۴-سہ ۵	عصر(۱)	۳	۵	۳	۱۳	۳	۲۴	۳	۳۰	۳	۳۱	۳	۳۱	۳	۳۰	۳	۲۸	۳	۲۶	۳	۲۵	۳	۲۳	۳	۲۱	۳	۱۹	
	عصر(۲)	۴	۱۶	۴	۲۰	۴	۲۴	۴	۲۶	۴	۲۶	۴	۲۵	۴	۲۳	۴	۲۰	۴	۱۹	۴	۱۸	۴	۱۶	۴	۱۴	۴	۱۲	
	غروب	۶	۳	۶	۵	۶	۸	۶	۱۱	۶	۱۲	۶	۱۴	۶	۱۶	۶	۱۹	۶	۲۱	۶	۲۲	۶	۲۳	۶	۲۴	۶	۲۶	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۵۱	۶	۵۵	۷	۲	۷	۷	۷	۱۳	۷	۲۱	۷	۳۰	۷	۳۵	۷	۴۰	۷	۴۶	۷	۵۳	۸	۱	
	عشاء(۲)	۷	۰	۷	۳	۷	۸	۷	۱۷	۷	۲۳	۷	۳۰	۷	۳۹	۷	۵۰	۷	۵۶	۸	۳	۸	۱۰	۸	۱۹	۸	۲۹	
۱۲ ۳۰	فجر	۵	۰	۴	۵۶	۴	۵۰	۴	۴۰	۴	۳۴	۴	۲۶	۴	۱۶	۴	۳	۳	۵۷	۳	۵۰	۳	۴۱	۳	۳۲	۳	۲۰	مارچ اکتوبر
۴- ۳۱	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۴	۵	۵۱	۵	۴۷	۵	۴۵	۵	۴۲	۵	۳۹	۵	۳۶	۵	۳۴	۵	۳۲	۵	۲۹	۵	۲۷	۵	۲۶	۱۰ ۳
+۴	اشراق	۶	۶	۶	۳	۶	۰	۵	۵۸	۵	۵۶	۵	۵۴	۵	۵۲	۵	۵۰	۵	۴۹	۵	۴۸	۵	۴۶	۵	۴۵	۵	۴۳	+۱۰ -۱۱
میل ۴-سہ	عصر(۱)	۳	۷	۳	۱۲	۳	۲۴	۳	۳۱	۳	۳۲	۳	۳۳	۳	۳۳	۳	۳۱	۳	۳۰	۳	۲۹	۳	۲۸	۳	۲۶	۳	۲۴	
	عصر(۲)	۴	۱۷	۴	۱۹	۴	۲۵	۴	۲۸	۴	۲۸	۴	۲۸	۴	۲۷	۴	۲۵	۴	۲۴	۴	۲۳	۴	۲۱	۴	۲۰	۴	۱۸	
	غروب	۶	۳	۶	۶	۶	۹	۶	۱۳	۶	۱۵	۶	۱۸	۶	۲۱	۶	۲۴	۶	۲۶	۶	۲۸	۶	۳۱	۶	۳۳	۶	۳۴	
	عشاء(۱)	۶	۴۸	۶	۵۲	۶	۵۷	۷	۵	۷	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۶	۷	۳۷	۷	۴۲	۷	۴۸	۷	۵۴	۸	۲	۸	۱۱	
	عشاء(۲)	۷	۰	۷	۴	۷	۱۰	۷	۲۰	۷	۲۶	۷	۳۴	۷	۴۴	۷	۵۷	۸	۳۰	۸	۱۰	۸	۱۹	۸	۲۸	۸	۴۰	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
ستمبر، اپریل	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، اکتوبر
۹ ۲	فجر	۵	۰	۴	۵۵	۴	۴۸	۴	۳۷	۴	۳۰	۴	۲۲	۴	۱۱	۳	۵۷	۳	۵۰	۳	۴۲	۳	۳۳	۳	۲۲	۳	۹	۷ ۶
-۳ +۴	طلوع	۵	۵۶	۵	۵۳	۵	۴۹	۵	۴۴	۵	۴۱	۵	۳۸	۵	۳۵	۵	۳۰	۵	۲۸	۵	۲۶	۵	۲۳	۵	۲۱	۵	۱۷	+۱۱ -۱۲
۳	اشراق	۶	۶	۶	۲	۵	۵۸	۵	۵۵	۵	۵۲	۵	۵۰	۵	۴۷	۵	۴۴	۵	۴۳	۵	۴۱	۵	۳۹	۵	۳۷	۵	۳۵	
+۳	عصر (۱)	۳	۹	۳	۱۰	۳	۲۴	۳	۳۲	۳	۳۴	۳	۳۵	۳	۳۵	۳	۳۴	۳	۳۴	۳	۳۳	۳	۳۲	۳	۳۱	۳	۲۹	
	عصر (۲)	۴	۱۷	۴	۱۹	۴	۲۶	۴	۳۰	۴	۳۱	۴	۳۱	۴	۳۰	۴	۲۹	۴	۲۸	۴	۲۸	۴	۲۷	۴	۲۶	۴	۲۴	
میل ۵-۱۲	غروب	۶	۴	۶	۷	۶	۱۱	۶	۱۶	۶	۱۹	۶	۲۲	۶	۲۵	۶	۳۰	۶	۳۲	۶	۳۴	۶	۳۷	۶	۳۹	۶	۴۳	
	عشاء (۱)	۶	۴۸	۶	۵۳	۶	۵۹	۷	۸	۷	۱۴	۷	۲۲	۷	۳۱	۷	۴۳	۷	۴۸	۷	۵۵	۸	۲	۸	۱۰	۸	۲۰	
	عشاء (۲)	۷	۰	۷	۵	۷	۱۲	۷	۲۳	۷	۳۰	۷	۳۸	۷	۴۹	۸	۳	۸	۱۰	۸	۱۸	۸	۲۷	۸	۳۸	۸	۵۱	
۶ ۵	فجر	۵	۰	۴	۵۴	۴	۴۶	۴	۳۴	۴	۲۷	۴	۱۸	۴	۶	۳	۵۰	۳	۴۲	۳	۳۴	۳	۲۴	۳	۱۲	۲	۵۸	
-۲ +۳	طلوع	۵	۵۶	۵	۵۲	۵	۴۷	۵	۴۱	۵	۳۸	۵	۳۴	۵	۳۰	۵	۲۵	۵	۲۲	۵	۱۹	۵	۱۷	۵	۱۳	۵	۹	۴ ۹
۶	اشراق	۶	۶	۶	۱	۵	۵۷	۵	۵۲	۵	۴۹	۵	۴۶	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۷	۵	۳۵	۵	۳۲	۵	۳۰	۵	۲۷	+۱۲ -۱۳
+۲	عصر (۱)	۳	۱۱	۳	۸	۳	۲۳	۳	۳۳	۳	۳۵	۳	۳۷	۳	۳۸	۳	۳۸	۳	۳۷	۳	۳۷	۳	۳۶	۳	۳۵	۳	۳۴	
	عصر (۲)	۴	۱۸	۴	۱۹	۴	۲۷	۴	۳۱	۴	۳۳	۴	۳۳	۴	۳۴	۴	۳۳	۴	۳۳	۴	۳۲	۴	۳۲	۴	۳۱	۴	۳۰	
میل ۶-۱۹	غروب	۶	۴	۶	۸	۶	۱۳	۶	۱۹	۶	۲۲	۶	۲۶	۶	۳۰	۶	۳۵	۶	۳۸	۶	۴۱	۶	۴۳	۶	۴۷	۶	۵۱	
	عشاء (۱)	۶	۴۸	۶	۵۴	۷	۱	۷	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۶	۷	۳۶	۷	۴۹	۷	۵۵	۸	۲	۸	۱۰	۸	۱۹	۸	۳۰	
	عشاء (۲)	۷	۰	۷	۶	۷	۱۴	۷	۲۶	۷	۳۳	۷	۴۲	۷	۵۴	۸	۱۰	۸	۱۸	۸	۲۶	۸	۳۶	۸	۴۸	۹	۲	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
ستمبر، اپریل	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	مارچ، اکتوبر
۳ ۸	فجر	۴	۵۹	۴	۵۳	۴	۴۴	۴	۳۱	۴	۲۳	۴	۱۳	۴	۰	۳	۴۳	۳	۳۵	۳	۲۶	۳	۱۵	۳	۲	۲	۴۶	۱ ۱۱
۱- ۹	طلوع	۵	۵۶	۵	۵۱	۵	۴۵	۵	۳۹	۵	۳۵	۵	۳۱	۵	۲۵	۵	۱۹	۵	۱۶	۵	۱۳	۵	۹	۵	۶	۵	۱	-۱۳
+۲	اشراق	۶	۶	۶	۱	۵	۵۵	۵	۴۹	۵	۴۶	۵	۴۲	۵	۳۸	۵	۳۳	۵	۳۱	۵	۲۸	۵	۲۶	۵	۲۳	۵	۱۹	+۱۲ ۱۲
میل ۷-۲۴	عصر (۱)	۳	۱۲	۳	۷	۳	۲۳	۳	۳۳	۳	۳۷	۳	۳۹	۳	۴۰	۳	۴۱	۳	۴۱	۳	۴۰	۳	۴۰	۳	۴۰	۳	۳۹	-۱۴
	عصر (۲)	۴	۱۸	۴	۱۹	۴	۲۷	۴	۳۳	۴	۳۵	۴	۳۶	۴	۳۷	۴	۳۷	۴	۳۷	۴	۳۷	۴	۳۷	۴	۳۷	۴	۳۶	
	غروب	۶	۴	۶	۹	۶	۱۵	۶	۲۱	۶	۲۵	۶	۲۹	۶	۳۵	۶	۴۱	۶	۴۴	۶	۴۷	۶	۱۵	۶	۵۴	۶	۵۹	
	عشاء (۱)	۶	۴۸	۶	۵۵	۷	۳	۷	۱۴	۷	۲۱	۷	۳۰	۷	۴۱	۷	۵۵	۸	۲	۸	۱۰	۸	۱۸	۸	۲۹	۸	۴۱	
	عشاء (۲)	۷	۰	۷	۷	۷	۱۶	۷	۲۹	۷	۳۷	۷	۴۷	۸	۰	۸	۱۷	۸	۲۵	۸	۳۴	۸	۴۵	۸	۵۸	۹	۱۴	
اگست، اپریل	فجر	۴	۵۹	۴	۵۲	۴	۴۲	۴	۲۸	۴	۱۹	۴	۹	۳	۵۵	۳	۳۷	۳	۲۸	۳	۱۷	۳	۶	۲	۵۱	۲	۳۴	فروری، اکتوبر
۳۱ ۱۱	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۰	۵	۴۴	۵	۳۶	۵	۳۲	۵	۲۷	۵	۲۱	۵	۱۴	۵	۱۱	۵	۷	۵	۳	۴	۵۸	۴	۵۳	۲۷ ۱۴
۰ +۱	اشراق	۶	۶	۶	۰	۵	۵۴	۵	۴۷	۵	۴۳	۵	۳۹	۵	۳۴	۵	۲۸	۵	۲۵	۵	۲۲	۵	۱۹	۵	۱۶	۵	۱۲	+۱۳ ۱۵
میل ۸-۱۳	عصر (۱)	۳	۱۴	۳	۵	۳	۲۳	۳	۳۴	۳	۳۸	۳	۴۱	۳	۴۳	۳	۴۴	۳	۴۴	۳	۴۴	۳	۴۴	۳	۴۴	۳	۴۳	-۱۴
	عصر (۲)	۴	۱۸	۴	۱۹	۴	۲۸	۴	۳۵	۴	۳۷	۴	۳۹	۴	۴۰	۴	۴۱	۴	۴۲	۴	۴۲	۴	۴۲	۴	۴۲	۴	۴۲	
	غروب	۶	۳	۶	۱۰	۶	۱۶	۶	۲۴	۶	۲۸	۶	۳۳	۶	۳۹	۶	۴۶	۶	۴۹	۶	۵۳	۶	۵۷	۷	۲	۷	۷	
	عشاء (۱)	۶	۴۹	۶	۵۵	۷	۵	۷	۱۷	۷	۲۵	۷	۳۴	۷	۴۶	۸	۱	۸	۹	۸	۱۷	۸	۲۷	۸	۳۸	۸	۱۵	
	عشاء (۲)	۷	۱	۷	۸	۷	۱۸	۷	۲۳	۷	۴۱	۷	۱۵	۸	۵	۸	۲۳	۸	۳۲	۸	۴۳	۸	۵۴	۹	۹	۹	۲۶	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اگست، اپریل	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	فروری اکتوبر
۲۸ ۱۴	فجر	۴	۵۹	۴	۵۱	۴	۴۰	۴	۲۵	۴	۱۶	۴	۴	۳	۴۹	۳	۳۰	۳	۲۰	۳	۹	۲	۵۶	۲	۴۰	۲	۲۰	۲۵ ۱۷
+۱	طلوع	۵	۵۷	۵	۵۰	۵	۴۲	۵	۳۴	۵	۲۹	۵	۲۳	۵	۱۶	۵	۹	۵	۵	۵	۱	۴	۵۶	۴	۵۱	۴	۴۵	۲۴ ۱۸
	اشراق	۶	۶	۵	۵۹	۵	۵۲	۵	۴۴	۵	۴۰	۵	۳۵	۵	۲۹	۵	۲۳	۵	۲۰	۵	۱۶	۵	۱۲	۵	۸	۵	۴	+۱۳ -۱۵
میل ۹ْ-۶ُ-۳	عصر(۱)	۳	۱۵	۳	۳	۳	۲۲	۳	۳۵	۳	۳۹	۳	۴۲	۳	۴۵	۳	۴۷	۳	۴۷	۳	۴۸	۳	۴۸	۳	۴۸	۳	۴۸	
	عصر(۲)	۴	۱۹	۴	۱۹	۴	۲۹	۴	۳۷	۴	۳۹	۴	۴۲	۴	۴۴	۴	۴۵	۴	۴۶	۴	۴۶	۴	۴۷	۴	۴۷	۴	۴۸	
	غروب	۶	۳	۶	۱۰	۶	۱۸	۶	۲۶	۶	۳۱	۶	۳۷	۶	۴۴	۶	۵۱	۶	۵۵	۶	۵۹	۷	۴	۷	۹	۷	۱۵	
	عشاء(۱)	۶	۴۹	۶	۵۶	۷	۶	۷	۲۰	۷	۲۸	۷	۳۹	۷	۵۱	۸	۸	۸	۱۶	۸	۲۵	۸	۳۵	۸	۴۸	۹	۲۰	
	عشاء(۲)	۷	۱	۷	۹	۷	۲۰	۷	۳۵	۷	۴۴	۷	۵۶	۸	۱۱	۸	۳۰	۸	۴۰	۸	۵۱	۹	۴	۹	۲۰	۹	۴۰	
۲۵ ۱۷	فجر	۴	۵۹	۴	۵۰	۴	۳۸	۴	۲۳	۴	۱۲	۴	۰	۳	۴۴	۳	۲۳	۳	۱۲	۳	۰	۲	۴۶	۲	۲۸	۲	۶	۲۲ ۲۱
+۲	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۹	۵	۴۱	۵	۳۱	۵	۲۶	۵	۱۹	۵	۱۲	۵	۳	۴	۵۹	۴	۵۴	۴	۴۹	۴	۴۴	۴	۳۷	۲۱ ۲۰
	اشراق	۶	۶	۵	۵۸	۵	۵۰	۵	۴۲	۵	۳۷	۵	۳۱	۵	۲۵	۵	۱۷	۵	۱۴	۵	۱۰	۵	۶	۵	۱	۴	۵۶	+۱۴ -۱۵
میل ۱۰ْ-اُ-۳۹	عصر(۱)	۳	۱۶	۳	۴	۳	۲۲	۳	۳۵	۳	۴۰	۳	۴۴	۳	۴۷	۳	۴۹	۳	۵۰	۳	۵۱	۳	۵۱	۳	۵۲	۳	۵۲	
	عصر(۲)	۴	۲۰	۴	۲۰	۴	۲۹	۴	۳۸	۴	۴۱	۴	۴۴	۴	۴۷	۴	۴۹	۴	۵۰	۴	۵۱	۴	۵۱	۴	۵۲	۴	۵۳	
	غروب	۶	۳	۶	۱۱	۶	۱۹	۶	۲۹	۶	۳۴	۶	۴۱	۶	۴۸	۶	۵۷	۷	۱	۷	۶	۷	۱۱	۷	۱۶	۷	۲۳	
	عشاء(۱)	۶	۴۹	۶	۵۷	۷	۸	۷	۲۳	۷	۳۲	۷	۴۳	۷	۵۶	۸	۱۴	۸	۲۳	۸	۲۳	۸	۴۴	۸	۵۸	۹	۱۴	
	عشاء(۲)	۷	۱	۷	۱۰	۷	۲۲	۷	۳۷	۷	۴۸	۸	۰	۸	۱۶	۸	۳۷	۸	۴۸	۹	۰	۹	۱۴	۹	۳۲	۹	۵۴	

عرض شمالی	درجہ	۰	۱۰	۲۰	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵	۵۰	۵۲	۵۴	۵۶	۵۸	۶۰	عرض جنوبی
اگست، اپریل	وقت	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	گھنٹہ/منٹ	فروری اکتوبر
۲۲ ۲۰	فجر	۴ ۵۹	۴ ۴۹	۴ ۳۷	۴ ۱۹	۴ ۹	۳ ۵۵	۳ ۳۹	۳ ۱۶	۳ ۴	۲ ۵۱	۲ ۳۶	۲ ۱۶	۱ ۵۰	۱۹ ۲۳
+۳ -۱	طلوع	۵ ۵۷	۵ ۴۸	۵ ۳۹	۵ ۲۹	۵ ۲۳	۵ ۱۶	۵ ۸	۴ ۵۸	۴ ۵۳	۴ ۴۸	۴ ۴۲	۴ ۳۶	۴ ۲۹	۱۸ ۲۴
میل ۱۱° ـ ۴۰	اشراق	۶ ۶	۵ ۵۸	۵ ۴۹	۵ ۳۹	۵ ۳۴	۵ ۲۸	۵ ۲۱	۵ ۱۲	۵ ۸	۵ ۴	۴ ۵۹	۴ ۵۴	۴ ۴۸	+۱۴ -۱۶
	عصر(۱)	۳ ۱۷	۳ ۷	۳ ۲۱	۳ ۳۵	۳ ۴۱	۳ ۴۶	۳ ۴۹	۳ ۵۲	۳ ۵۳	۳ ۵۴	۳ ۵۵	۳ ۵۶	۳ ۵۶	
	عصر(۲)	۴ ۲۰	۴ ۲۰	۴ ۳۰	۴ ۳۹	۴ ۴۳	۴ ۴۶	۴ ۵۰	۴ ۵۳	۴ ۵۴	۴ ۵۵	۴ ۵۶	۴ ۵۷	۴ ۵۹	
	غروب	۶ ۳	۶ ۱۲	۶ ۲۱	۶ ۳۱	۶ ۳۷	۶ ۴۴	۶ ۵۲	۷ ۲	۷ ۷	۷ ۱۲	۷ ۱۸	۷ ۲۴	۷ ۳۱	
	عشاء(۱)	۶ ۴۹	۶ ۵۸	۷ ۱۰	۷ ۲۵	۷ ۳۵	۷ ۴۷	۸ ۲	۸ ۲۱	۸ ۳۰	۸ ۴۱	۸ ۵۳	۹ ۸	۹ ۲۶	
	عشاء(۲)	۷ ۱	۷ ۱۱	۷ ۲۳	۷ ۴۱	۷ ۵۱	۸ ۵	۸ ۲۱	۸ ۴۴	۸ ۵۶	۹ ۹	۹ ۲۴	۹ ۴۴	۱۰ ۱۰	
۱۹ ۲۳	فجر	۴ ۵۸	۴ ۴۸	۴ ۳۵	۴ ۱۶	۴ ۵	۳ ۵۱	۳ ۳۳	۳ ۹	۲ ۵۶	۲ ۴۲	۲ ۲۵	۲ ۳	۱ ۳۲	۱۶ ۲۶
+۴ -۲	طلوع	۵ ۵۷	۵ ۴۸	۵ ۳۸	۵ ۲۶	۵ ۲۰	۵ ۱۲	۵ ۳	۴ ۵۲	۴ ۴۷	۴ ۴۲	۴ ۳۶	۴ ۲۹	۴ ۲۱	۱۵ ۲۷
میل ۱۲° ـ ۴۰	اشراق	۶ ۶	۵ ۵۷	۵ ۴۷	۵ ۳۷	۵ ۳۱	۵ ۲۴	۵ ۱۶	۵ ۷	۵ ۳	۴ ۵۸	۴ ۵۳	۴ ۴۷	۴ ۴۱	+۱۴ -۱۶
	عصر(۱)	۳ ۱۸	۳ ۹	۳ ۲۰	۳ ۳۶	۳ ۴۲	۳ ۴۷	۳ ۵۱	۳ ۵۵	۳ ۵۶	۳ ۵۷	۳ ۵۸	۳ ۵۹	۴ ۰	
	عصر(۲)	۴ ۲۱	۴ ۲۱	۴ ۳۰	۴ ۴۰	۴ ۴۵	۴ ۴۹	۴ ۵۳	۴ ۵۶	۴ ۵۸	۴ ۵۹	۵ ۰	۵ ۲	۵ ۴	
	غروب	۶ ۳	۶ ۱۲	۶ ۲۲	۶ ۳۴	۶ ۴۰	۶ ۴۸	۶ ۵۷	۷ ۸	۷ ۱۳	۷ ۱۸	۷ ۲۴	۷ ۳۱	۷ ۳۹	
	عشاء(۱)	۶ ۴۹	۶ ۵۹	۷ ۱۲	۷ ۲۸	۷ ۳۹	۷ ۵۱	۸ ۷	۸ ۵۷	۸ ۳۷	۸ ۴۹	۹ ۲	۹ ۱۸	۹ ۳۸	
	عشاء(۲)	۷ ۲	۷ ۱۲	۷ ۲۵	۷ ۴۴	۷ ۵۵	۸ ۹	۸ ۲۷	۸ ۵۱	۹ ۴	۹ ۱۸	۹ ۳۵	۹ ۵۷	۱۰ ۲۸	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اگست، اپریل	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	فروری اکتوبر
۱۶ ۲۶	فجر	۴	۵۸	۴	۴۷	۴	۳۳	۴	۱۳	۴	۱	۳	۴۶	۳	۲۷	۳	۱	۲	۴۸	۲	۳۲	۲	۱۳	۱	۴۸	۱	۱۱	۱۳ ۲۹
+۴ -۲	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۷	۵	۳۶	۵	۲۴	۵	۱۷	۵	۹	۴	۵۹	۴	۴۷	۴	۴۲	۴	۳۶	۴	۳۰	۴	۴۲	۴	۱۳	+۱۴ -۱۶
	اشراق	۶	۶	۵	۵۶	۵	۴۶	۵	۳۵	۵	۲۸	۵	۲۱	۵	۱۲	۵	۲	۴	۵۸	۴	۱۲	۴	۴۷	۴	۴۰	۴	۳۳	
	عصر (۱)	۳	۱۹	۳	۱۱	۳	۱۹	۳	۳۶	۳	۴۳	۳	۴۸	۳	۵۳	۳	۵۷	۳	۵۹	۴	۰	۴	۱	۴	۳	۴	۴	
میل ۱۳°-۸′-۱۳″	عصر (۲)	۴	۲۱	۴	۲۲	۴	۳۱	۴	۴۲	۴	۴۷	۴	۵۱	۴	۵۵	۵	۰	۵	۱	۵	۳	۵	۴	۵	۷	۵	۹	
	غروب	۶	۳	۶	۱۳	۶	۲۴	۶	۳۶	۶	۴۳	۶	۵۱	۷	۱	۷	۱۳	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۰	۷	۳۸	۷	۴۷	
	عشاء (۱)	۶	۴۹	۷	۰	۷	۱۴	۷	۳۱	۷	۴۲	۷	۵۵	۸	۱۲	۸	۳۴	۸	۴۴	۸	۵۷	۹	۱۱	۹	۲۹	۹	۵۲	
	عشاء (۲)	۷	۲	۷	۱۳	۷	۲۷	۷	۴۷	۷	۵۹	۸	۱۴	۸	۳۳	۸	۵۹	۹	۵۶	۹	۲۸	۹	۴۷	۱۰	۱۲	۱۰	۴۹	
۱۳ ۲۹	فجر	۴	۵۸	۴	۴۶	۴	۳۱	۴	۱۱	۳	۵۸	۳	۴۲	۳	۲۲	۲	۵۴	۲	۴۰	۲	۲۲	۲	۱	۱	۳۲	۰	۴۰	فروری نومبر
+۵ -۳	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۷	۵	۳۵	۵	۲۲	۵	۱۴	۵	۵	۴	۵۵	۴	۴۲	۴	۳۶	۴	۳۰	۴	۲۳	۴	۱۵	۴	۵	۱۰ ۱
	اشراق	۶	۶	۵	۵۵	۵	۴۵	۵	۳۲	۵	۲۵	۵	۱۷	۵	۸	۴	۵۷	۴	۵۲	۴	۴۷	۴	۴۱	۴	۳۴	۴	۲۶	+۱۴ -۱۶
	عصر (۱)	۳	۲۰	۳	۱۳	۳	۱۹	۳	۳۶	۳	۴۳	۳	۴۹	۳	۵۵	۳	۵۹	۴	۱	۴	۳	۴	۵	۴	۶	۴	۸	
میل ۱۴°-۱۴′-۱۳″	عصر (۲)	۴	۲۱	۴	۲۳	۴	۳۱	۴	۴۳	۴	۴۸	۴	۵۳	۴	۵۸	۵	۳	۵	۵	۵	۷	۵	۹	۵	۱۱	۵	۱۴	
	غروب	۶	۳	۶	۱۳	۶	۲۵	۶	۳۸	۶	۴۶	۶	۵۵	۷	۵	۷	۱۸	۷	۲۴	۷	۳۰	۷	۳۷	۷	۴۵	۷	۵۵	
	عشاء (۱)	۶	۵۰	۷	۱	۷	۱۵	۷	۳۴	۷	۴۵	۷	۵۹	۸	۱۷	۸	۴۰	۸	۵۲	۹	۵	۹	۲۱	۹	۴۱	۱۰	۶	
	عشاء (۲)	۷	۲	۷	۱۴	۷	۲۹	۷	۴۹	۸	۲	۸	۱۸	۸	۳۸	۹	۶	۹	۲۰	۹	۳۸	۹	۵۹	۱۰	۲۸	۱۱	۲۰	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اگست، مئی	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	فروری نومبر
۱۰ ۲	فجر	۴	۵۸	۴	۴۵	۴	۲۹	۴	۷	۳	۵۴	۳	۳۷	۳	۱۶	۲	۴۶	۲	۳۱	۲	۱۲	۱	۴۸	۱	۱۲	۰	۰	۷ ۴
+۵ -۳	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۳	۵	۳۳	۵	۱۹	۵	۱۱	۵	۲	۴	۵۱	۴	۳۷	۴	۳۱	۴	۲۴	۴	۱۷	۴	۸	۳	۵۸	+۱۴ -۱۶
	اشراق	۶	۶	۵	۵۵	۵	۴۳	۵	۳۰	۵	۲۳	۵	۱۴	۵	۴	۴	۵۳	۴	۴۷	۴	۴۱	۴	۳۵	۴	۲۷	۴	۱۸	
	عصر(۱)	۳	۲۱	۳	۱۴	۳	۱۸	۳	۳۶	۳	۴۴	۳	۵۱	۳	۵۶	۴	۲	۴	۴	۴	۶	۴	۸	۴	۹	۴	۱۱	
میل ۱۵اُ-۲۸	عصر(۲)	۴	۲۱	۴	۲۴	۴	۳۱	۴	۴۴	۴	۵۰	۴	۵۵	۵	۱	۵	۶	۵	۸	۵	۱۱	۵	۱۳	۵	۱۵	۵	۱۸	
	غروب	۶	۳	۶	۱۵	۶	۲۷	۶	۴۱	۶	۴۹	۶	۵۸	۷	۹	۷	۲۳	۷	۲۹	۷	۳۶	۷	۴۳	۷	۵۲	۸	۲	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۷	۲	۷	۱۷	۷	۳۶	۷	۴۹	۸	۴	۸	۲۲	۸	۴۷	۸	۵۹	۹	۱۳	۹	۳۱	۹	۵۳	۱۰	۲۲	
	عشاء(۲)	۷	۲	۷	۱۵	۷	۳۱	۷	۵۲	۸	۶	۸	۲۳	۸	۴۴	۹	۱۴	۹	۲۹	۹	۴۸	۱۰	۱۲	۱۰	۴۸	–	–	
۷ ۵	فجر	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۲۷	۴	۵	۳	۵۱	۳	۳۳	۳	۱۰	۲	۳۹	۲	۲۲	۲	۲	۱	۳۴	۰	۴۸	۰	۰	۷ ۵
+۶ -۳	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۵	۵	۳۲	۵	۱۷	۵	۸	۴	۵۹	۴	۴۰	۴	۳۳	۴	۲۶	۴	۱۸	۴	۱۰	۴	۱	۳	۵۰	۴
	اشراق	۶	۶	۵	۵۴	۵	۴۲	۵	۲۸	۵	۲۰	۵	۱۱	۵	۱	۴	۴۸	۴	۴۲	۴	۳۶	۴	۳۹	۴	۲۱	۴	۱۱	+۱۴ -۱۶
	عصر(۱)	۳	۲۲	۳	۱۶	۳	۱۷	۳	۳۷	۳	۴۵	۳	۵۲	۳	۵۸	۴	۴	۴	۶	۴	۸	۴	۱۰	۴	۱۲	۴	۱۵	
میل ۱۶اُ-۱۰	عصر(۲)	۴	۲۱	۴	۲۵	۴	۳۱	۴	۴۵	۴	۵۱	۴	۵۷	۵	۳	۵	۹	۵	۱۲	۵	۱۴	۵	۱۷	۵	۲۰	۵	۲۳	
	غروب	۶	۳	۶	۱۵	۶	۲۸	۶	۴۷	۶	۵۲	۷	۱	۷	۱۳	۷	۲۷	۷	۳۴	۷	۴۲	۷	۵۰	۷	۵۹	۸	۱۰	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۷	۳	۷	۱۹	۷	۳۹	۷	۵۲	۸	۸	۸	۲۷	۸	۴۳	۹	۶	۹	۲۲	۹	۴۱	۱۰	۵	۱۰	۴۰	
	عشاء(۲)	۷	۳	۷	۱۶	۷	۳۳	۷	۵۵	۸	۹	۸	۲۷	۸	۵۰	۹	۲۱	۹	۳۸	۹	۵۸	۱۰	۲۶	۱۱	۱۲	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
اگست، مئی	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	فروری نومبر
۴ ۸	فجر	۴	۵۷	۴	۴۳	۴	۲۶	۴	۲	۳	۴۷	۳	۲۹	۳	۵	۲	۳۲	۲	۱۳	۱	۵۱	۱	۱۸	۰	۰	۰	۰	۲ ۹
+۶ -۴	طلوع	۵	۵۷	۵	۴۴	۵	۳۰	۵	۱۵	۵	۶	۴	۵۶	۴	۲۴	۴	۲۸	۴	۲۱	۴	۱۳	۴	۴	۳	۵۴	۳	۴۳	۱ ۱۰
	اشراق	۶	۶	۵	۵۴	۵	۴۱	۵	۲۶	۵	۱۷	۵	۸	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۳۷	۴	۳۱	۴	۲۳	۴	۱۴	۴	۴	+۱۴ -۱۶
	عصر(۱)	۳	۲۲	۳	۱۷	۳	۱۶	۳	۳۷	۳	۴۵	۳	۵۳	۳	۵۹	۴	۶	۴	۸	۴	۱۰	۴	۱۳	۴	۱۵	۴	۱۸	
میل ۷ اُ-۹	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۲۶	۴	۳۲	۴	۴۶	۴	۵۳	۴	۵۹	۵	۵	۵	۱۲	۵	۱۵	۵	۱۸	۵	۲۱	۵	۲۴	۵	۲۷	
	غروب	۶	۳	۶	۱۶	۶	۳۰	۶	۴۵	۶	۵۴	۷	۴	۷	۱۶	۷	۰	۷	۳۹	۷	۴۷	۷	۵۶	۸	۶	۸	۱۷	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۷	۴	۷	۲۰	۷	۴۲	۷	۵۵	۸	۱۱	۸	۳۲	۹	۲۸	۹	۱۴	۹	۳۰	۹	۵۱	۱۰	۱۹	۱۱	۳	
	عشاء(۲)	۷	۳	۷	۱۷	۷	۳۴	۷	۵۸	۸	۱۳	۸	۳۱	۸	۵۵	۹	۲	۹	۴۷	۱۰	۹	۱۰	۴۲	–	–	–	–	
۱ ۱۱	فجر	۴	۵۷	۴	۴۲	۴	۲۴	۴	۰	۳	۴۴	۳	۲۵	۳	۰	۲	۲۴	۲	۴	۱	۳۹	۱	۰	۰	۰	۰	۰	جنوری، نومبر
+۶ -۴	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۳	۵	۲۹	۵	۱۲	۵	۳	۴	۵۲	۴	۴۰	۴	۲۳	۴	۱۶	۴	۸	۳	۵۸	۳	۴۸	۳	۳۶	۳۰ ۱۲
	اشراق	۶	۶	۵	۵۳	۵	۳۹	۵	۲۴	۵	۱۵	۵	۵	۴	۵۳	۴	۳۹	۴	۳۲	۴	۲۵	۴	۱۷	۴	۸	۳	۵۷	۲۹ ۱۳
	عصر(۱)	۳	۲۳	۳	۱۹	۳	۱۵	۳	۳۷	۳	۴۵	۳	۵۳	۴	۱	۴	۸	۴	۱۰	۴	۱۳	۴	۱۶	۴	۱۸	۴	۲۱	+۱۳ -۱۶
میل ۷ اُ-۶ ۵	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۲۷	۴	۳۲	۴	۴۷	۴	۵۴	۵	۱	۵	۸	۵	۱۵	۵	۱۸	۵	۲۱	۵	۲۵	۵	۲۸	۵	۳۱	
	غروب	۶	۴	۶	۱۷	۶	۳۱	۶	۴۸	۶	۵۷	۷	۸	۷	۲۰	۷	۳۷	۷	۴۴	۷	۵۲	۷	۲	۸	۱۲	۸	۲۴	
	عشاء(۱)	۶	۵۰	۷	۵	۷	۲۲	۷	۴۴	۷	۵۸	۸	۱۵	۸	۳۷	۹	۶	۹	۲۱	۹	۴۰	۱۰	۳	۱۰	۳۴	۱۱	۴۴	
	عشاء(۲)	۷	۳	۷	۱۸	۷	۳۶	۸	۰	۸	۱۶	۸	۲۵	۹	۰	۹	۳۶	۹	۵۶	۱۰	۲۱	۱۱	۰	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جولائی، مئی	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جنوری نومبر
۲۹ ۱۴	فجر	۴	۵۷	۴	۴۲	۴	۲۳	۳	۵۷	۳	۴۱	۳	۲۰	۲	۵۴	۲	۱۶	۱	۵۵	۱	۲۶	۰	۳۲	۰	۰	۰	۰	۲۷ ۱۵
+۶ -۴	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۳	۵	۲۸	۵	۱۰	۵	۰	۴	۴۹	۴	۳۶	۴	۱۹	۴	۱۱	۴	۲	۳	۵۲	۳	۴۲	۳	۲۹	۱۶
	اشراق	۶	۶	۵	۵۲	۵	۳۸	۵	۲۲	۵	۱۳	۵	۲	۴	۵۰	۴	۳۵	۴	۲۸	۴	۲۰	۴	۱۲	۴	۲	۳	۵۰	+۱۳ -۱۵
میل ۱۸اُ-۱۴	عصر (۱)	۳	۲۳	۳	۲۰	۳	۱۴	۳	۳۷	۳	۴۶	۳	۵۴	۴	۲	۴	۹	۴	۱۲	۴	۱۵	۴	۱۸	۴	۲۱	۴	۲۴	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۲۸	۴	۳۲	۴	۴۸	۴	۵۵	۵	۳	۵	۱۰	۵	۱۷	۵	۲۱	۵	۲۴	۵	۲۸	۵	۳۱	۵	۳۵	
	غروب	۶	۴	۶	۱۷	۶	۳۲	۶	۵۰	۷	۰	۷	۱۱	۷	۲۴	۷	۴۱	۷	۴۹	۷	۵۸	۸	۸	۸	۱۸	۸	۳۱	
	عشاء (۱)	۶	۵۱	۷	۶	۷	۲۳	۷	۴۶	۷	۱	۸	۱۹	۸	۴۲	۹	۱۲	۹	۲۸	۹	۴۸	۱۰	۱۳	۱۰	۵۱	–	–	
	عشاء (۲)	۷	۳	۷	۱۸	۷	۳۷	۸	۳	۸	۱۹	۸	۴۰	۹	۶	۹	۴۴	۱۰	۵	۱۰	۳۴	۱۱	۲۸	–	–	–	–	
۲۶ ۱۷	فجر	۴	۵۶	۴	۴۱	۴	۲۱	۳	۵۵	۳	۳۸	۳	۱۶	۲	۴۹	۲	۹	۱	۴۶	۱	۱۳	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۴ ۱۸
+۶ -۴	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۲	۵	۲۷	۵	۹	۴	۵۸	۴	۴۶	۴	۳۱	۴	۱۵	۴	۷	۳	۵۷	۳	۴۷	۳	۳۵	۳	۲۲	
	اشراق	۶	۶	۵	۵۲	۵	۳۷	۵	۲۰	۵	۱۱	۵	۰	۴	۴۷	۴	۳۱	۴	۲۴	۴	۱۶	۴	۶	۳	۵۶	۳	۴۴	+۱۲ -۱۵
میل ۱۹اُ-۲۲	عصر (۱)	۳	۲۴	۳	۲۱	۳	۱۳	۳	۳۶	۳	۴۶	۳	۵۵	۴	۳	۴	۱۱	۴	۱۴	۴	۱۷	۴	۲۰	۴	۲۳	۴	۲۶	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۲۹	۴	۳۲	۴	۴۹	۴	۵۶	۵	۴	۵	۱۲	۵	۲۰	۵	۲۳	۵	۲۷	۵	۳۱	۵	۳۵	۵	۳۹	
	غروب	۶	۴	۶	۱۸	۶	۳۳	۶	۵۱	۷	۲	۷	۱۴	۷	۲۹	۷	۴۵	۷	۵۳	۸	۳	۸	۱۳	۸	۲۵	۸	۳۸	
	عشاء (۱)	۶	۵۱	۷	۶	۷	۲۵	۷	۴۹	۸	۴	۸	۲۲	۸	۴۶	۹	۱۸	۹	۳۵	۹	۵۷	۱۰	۲۵	۱۱	۱۲	–	–	
	عشاء (۲)	۷	۴	۷	۱۹	۷	۳۹	۸	۵	۸	۲۲	۸	۲۴	۹	۱۱	۹	۵۱	۱۰	۱۴	۱۰	۴۷	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جولائی، مئی	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جنوری نومبر
۲۳ ۲۰	فجر	۴	۵۶	۴	۴۰	۴	۱۹	۳	۵۲	۳	۳۳	۳	۱۲	۲	۴۴	۲	۲	۱	۳۶	۰	۵۷	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۱ ۲۱
+۶ −۴	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۱	۵	۲۶	۵	۷	۴	۵۶	۴	۴۴	۴	۲۹	۴	۱۱	۴	۳	۳	۵۳	۳	۴۲	۳	۲۹	۳	۱۵	+۱۱ −۱۴
میل ۲۰-۱ٔ	اشراق	۶	۶	۵	۵۱	۵	۳۶	۵	۱۹	۵	۸	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۲۷	۴	۲۰	۴	۱۱	۴	۱	۳	۵۱	۳	۳۸	
	عصر(۱)	۳	۲۴	۳	۲۲	۳	۱۲	۳	۲۶	۳	۴۶	۳	۵۶	۴	۴	۴	۱۲	۴	۱۵	۴	۱۹	۴	۲۲	۴	۲۵	۴	۲۹	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۲۹	۴	۳۲	۴	۴۹	۴	۵۷	۵	۵	۵	۱۴	۵	۲۲	۵	۲۶	۵	۲۹	۵	۳۳	۵	۳۸	۵	۴۲	
	غروب	۶	۴	۶	۱۹	۶	۳۴	۶	۵۳	۷	۴	۷	۱۶	۷	۳۱	۷	۴۹	۷	۵۷	۸	۷	۸	۱۸	۸	۳۱	۸	۴۵	
	عشاء(۱)	۶	۵۱	۷	۷	۷	۲۶	۷	۵۱	۸	۷	۸	۲۶	۸	۵۰	۹	۳۴	۹	۴۲	۱۰	۵	۱۰	۳۷	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۴	۷	۲۰	۷	۴۱	۸	۸	۸	۲۵	۸	۴۸	۹	۱۶	۹	۵۸	۱۰	۲۴	۱۱	۳	–	–	–	–	–	–	
۲۰ ۲۳	فجر	۴	۵۶	۴	۳۹	۴	۱۸	۳	۵۰	۳	۳۲	۳	۱۰	۲	۴۰	۱	۵۴	۱	۲۶	۰	۳۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۹ ۲۴
+۶ −۳	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۱	۵	۲۵	۵	۶	۴	۵۴	۴	۴۱	۴	۲۶	۴	۸	۳	۵۹	۳	۴۹	۳	۳۷	۳	۲۴	۳	۸	+۱۱
میل ۲۰-۳۶ٔ	اشراق	۶	۶	۵	۵۱	۵	۳۵	۵	۱۷	۵	۷	۴	۵۵	۴	۴۱	۴	۲۴	۴	۱۶	۴	۷	۳	۵۷	۳	۴۶	۳	۳۳	۱۸
	عصر(۱)	۳	۲۴	۳	۲۳	۳	۱۴	۳	۳۶	۳	۴۷	۳	۵۶	۴	۵	۴	۱۳	۴	۱۷	۴	۲۰	۴	۲۴	۴	۲۷	۴	۳۱	+۱۰ −۱۳
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۲۹	۴	۳۳	۴	۵۰	۴	۵۸	۵	۷	۵	۱۵	۵	۲۴	۵	۲۸	۵	۳۲	۵	۳۶	۵	۴۱	۵	۴۶	
	غروب	۶	۴	۶	۱۹	۶	۳۵	۶	۵۴	۷	۶	۷	۱۹	۷	۳۴	۷	۵۲	۸	۱	۸	۱۱	۸	۲۳	۸	۳۶	۸	۵۲	
	عشاء(۱)	۶	۵۱	۷	۸	۷	۲۸	۷	۵۳	۸	۹	۸	۲۹	۸	۵۴	۹	۳۰	۹	۴۹	۱۰	۱۴	۱۰	۵۰	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۴	۷	۲۱	۷	۴۲	۸	۱۰	۸	۲۸	۸	۵۰	۹	۲۰	۱۰	۶	۱۰	۳۴	۱۱	۲۵	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جولائی، مئی	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جنوری نومبر
۱۷ ۲۶	فجر	۴	۵۶	۴	۳۸	۴	۱۷	۳	۴۸	۳	۲۹	۳	۶	۳	۳۶	۱	۴۷	۱	۱۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۶ ۲۷
+۶ -۳	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۱	۵	۲۴	۵	۴	۴	۵۳	۴	۳۹	۴	۲۳	۴	۴	۳	۵۵	۳	۴۵	۳	۳۳	۳	۱۸	۳	۲	+۱۰
میل ۲۱۴–۹	اشراق	۶	۶	۵	۵۱	۵	۳۴	۵	۱۶	۵	۵	۴	۵۳	۴	۳۸	۴	۲۱	۴	۱۳	۴	۳	۳	۵۳	۳	۴۱	۳	۳۷	۱۵ -۱۲
	عصر (۱)	۳	۲۵	۳	۲۴	۳	۱۵	۳	۳۶	۳	۴۷	۳	۵۷	۴	۶	۴	۱۵	۴	۱۸	۴	۲۲	۴	۲۵	۴	۲۹	۴	۳۳	+۹
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۳۰	۴	۳۴	۴	۵۱	۴	۵۹	۵	۸	۵	۱۷	۵	۲۶	۵	۳۰	۵	۳۴	۵	۳۹	۵	۴۴	۵	۴۵	
	غروب	۶	۴	۶	۱۹	۶	۳۶	۶	۵۶	۷	۷	۷	۲۱	۷	۳۴	۷	۵۶	۸	۵	۸	۱۵	۸	۲۷	۸	۴۲	۸	۵۸	
	عشاء (۱)	۶	۵۱	۷	۷	۷	۲۹	۷	۵۵	۸	۱۱	۸	۳۲	۸	۵۸	۹	۵۱	۹	۵۶	۱۰	۲۳	۱۱	۵	–	–	–	–	
	عشاء (۲)	۷	۴	۷	۲۲	۷	۴۳	۸	۱۲	۸	۳۱	۸	۵۴	۹	۲۴	۱۰	۳۵	۱۰	۴۵	–	–	–	–	–	–	–	–	
۱۴ ۲۹	فجر	۴	۵۶	۴	۳۷	۴	۱۵	۳	۴۶	۳	۲۷	۳	۳	۲	۳۱	۱	۴۱	۱	۵	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۳ ۲۹
+۶ -۳	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۰	۵	۲۳	۵	۳	۴	۵۱	۴	۳۸	۴	۲۱	۴	۱	۳	۵۲	۳	۴۱	۳	۲۸	۳	۱۴	۲	۵۶	+۸ -۱۲
میل ۲۱۴–۳۸/۳	اشراق	۶	۶	۵	۵۰	۵	۳۳	۵	۱۴	۵	۳	۴	۵۱	۴	۳۶	۴	۱۸	۴	۹	۳	۵۹	۳	۴۹	۳	۳۶	۳	۲۲	۳۰
	عصر (۱)	۳	۲۵	۳	۲۵	۳	۱۷	۳	۳۶	۳	۴۷	۳	۵۷	۴	۶	۴	۱۶	۴	۱۹	۴	۲۳	۴	۲۷	۴	۳۱	۴	۳۵	-۱۱
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۳۰	۴	۳۵	۴	۵۱	۴	۰	۵	۹	۵	۱۸	۵	۲۸	۵	۳۲	۵	۳۶	۵	۴۱	۵	۴۶	۵	۵۱	
	غروب	۶	۴	۶	۲۰	۶	۳۷	۶	۵۷	۷	۹	۷	۲۲	۷	۳۹	۷	۵۹	۸	۸	۸	۱۹	۸	۳۲	۸	۴۶	۹	۴	
	عشاء (۱)	۶	۵۲	۷	۹	۷	۳۰	۷	۵۶	۸	۱۴	۸	۳۴	۹	۲	۹	۴۰	۱۰	۲	۱۰	۳۱	۱۱	۲۴	–	–	–	–	
	عشاء (۲)	۷	۴	۷	۲۳	۷	۴۵	۸	۱۴	۸	۳۳	۸	۵۷	۹	۲۹	۱۰	۱۹	۱۰	۵۵	–	–	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جولائی، جون	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جنوری دسمبر
۱۱ ۱	فجر	۴	۵۵	۴	۳۷	۴	۱۵	۳	۴۵	۳	۲۶	۳	۱	۲	۲۷	۱	۳۴	۰	۵۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۱۰ ۲
+۵ -۲	طلوع	۵	۵۶	۵	۴۰	۵	۲۲	۵	۱	۴	۴۹	۴	۳۵	۴	۱۸	۳	۵۸	۳	۴۸	۳	۳۷	۳	۲۴	۳	۹	۲	۵۲	+۷ ۳
میل ۲۴–۴ٌ	اشراق	۶	۶	۵	۵۰	۵	۳۳	۵	۱۳	۵	۲	۴	۴۹	۴	۳۴	۴	۱۵	۴	۶	۳	۵۶	۳	۴۵	۳	۳۲	۳	۱۸	-۱۰
	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۲۵	۳	۱۸	۳	۳۶	۳	۴۷	۳	۵۷	۴	۷	۴	۱۷	۴	۲۰	۴	۲۴	۴	۲۸	۴	۳۲	۴	۳۶	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۱	۴	۳۶	۴	۵۱	۵	۱	۵	۱۰	۵	۱۹	۵	۲۹	۵	۳۳	۵	۳۸	۵	۴۳	۵	۴۸	۵	۵۳	
	غروب	۶	۴	۶	۲۰	۶	۳۸	۶	۵۹	۷	۱۱	۷	۲۵	۷	۴۲	۸	۲	۸	۱۲	۸	۲۳	۸	۳۶	۸	۵۱	۹	۸	
	عشاء(۱)	۶	۵۱	۷	۱۰	۷	۳۱	۷	۵۸	۸	۱۵	۸	۳۷	۹	۵	۹	۴۵	۱۰	۸	۱۰	۴۰	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۳	۷	۴۵	۸	۱۵	۸	۳۴	۸	۵۹	۹	۳۳	۱۰	۲۶	۱۱	۶	–	–	–	–	–	–	–	–	
۸ ۴	فجر	۴	۵۵	۴	۳۷	۴	۱۴	۳	۴۳	۳	۲۴	۲	۵۸	۲	۲۴	۱	۲۸	۰	۴۲	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۷ ۵
+۵ -۲	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۹	۵	۲۲	۵	۱	۴	۴۸	۴	۳۴	۴	۱۷	۳	۵۶	۳	۴۵	۳	۳۴	۳	۲۱	۳	۶	۲	۴۷	+۶ -۹
میل ۲۴–۲۷ٌ	اشراق	۶	۶	۵	۵۰	۵	۳۲	۵	۱۲	۵	۱	۴	۴۷	۴	۳۲	۴	۱۳	۴	۴	۳	۵۳	۳	۴۲	۳	۲۹	۳	۱۴	
	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۲۶	۳	۱۹	۳	۳۶	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۸	۴	۱۷	۴	۲۱	۴	۲۵	۴	۲۹	۴	۳۳	۴	۳۸	
	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۱	۴	۳۷	۴	۵۲	۵	۱	۵	۱۱	۵	۲۰	۵	۳۱	۵	۳۵	۵	۴۰	۵	۴۴	۵	۵۰	۵	۵۵	
	غروب	۶	۴	۶	۲۱	۶	۳۸	۶	۵۹	۷	۱۲	۷	۲۶	۷	۴۳	۸	۴	۸	۱۵	۸	۲۶	۸	۳۹	۸	۵۴	۹	۱۳	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۷	۱۰	۷	۳۲	۷	۵۹	۸	۱۷	۸	۳۹	۹	۸	۹	۴۹	۱۰	۱۳	۱۰	۴۸	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۳	۷	۴۶	۸	۱۷	۸	۳۶	۹	۲	۹	۳۶	۱۰	۳۲	۱۱	۱۸	–	–	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجه	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جولائی، جون	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	جنوری دسمبر
۵ ۷	فجر	۴	۵۵	۴	۳۶	۴	۱۳	۳	۴۲	۳	۲۲	۲	۵۶	۲	۲۱	۱	۲۲	۰	۲۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۵ ۸
+۴ ۱-	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۹	۵	۲۱	۴	۵۹	۴	۴۷	۴	۳۲	۴	۱۵	۳	۵۳	۳	۴۳	۳	۳۱	۳	۱۷	۳	۲	۲	۴۲	۴ ۸-
	اشراق	۶	۶	۵	۴۰	۵	۳۱	۵	۱۱	۴	۵۹	۴	۴۶	۴	۳۰	۴	۱۱	۴	۲	۳	۵۱	۳	۳۹	۳	۲۶	۳	۱۰	+۵
	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۲۶	۳	۲۰	۳	۳۵	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۸	۴	۱۸	۴	۲۲	۴	۲۶	۴	۳۰	۴	۳۴	۴	۳۹	
میل ۲۲-۴۶	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۱	۴	۳۷	۴	۵۲	۵	۲	۵	۱۱	۵	۲۱	۵	۳۲	۵	۳۶	۵	۴۱	۵	۴۶	۵	۵۱	۵	۵۷	
	غروب	۶	۴	۶	۲۱	۶	۳۹	۷	۱	۷	۱۳	۷	۲۸	۷	۴۵	۸	۷	۸	۱۷	۸	۲۹	۸	۴۳	۸	۵۸	۹	۱۷	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۷	۱۰	۷	۳۲	۸	۱	۸	۱۹	۸	۴۱	۹	۱۰	۹	۵۳	۱۰	۱۸	۱۰	۵۶	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۴	۷	۴۷	۸	۱۸	۸	۳۸	۹	۴	۹	۳۹	۱۰	۳۸	۱۱	۳۴	–	–	–	–	–	–	–	–	
۲ ۱۰	فجر	۴	۵۵	۴	۳۶	۴	۱۲	۳	۴۱	۳	۲۰	۲	۵۵	۲	۱۸	۱	۱۸	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲ ۱۱
+۴ ۱-	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۹	۵	۲۱	۴	۵۹	۴	۴۶	۴	۳۲	۴	۱۴	۴	۵۲	۳	۴۲	۳	۳۰	۳	۱۶	۲	۵۹	۲	۴۰	+۴ ۷-
۱۱	اشراق	۶	۶	۵	۴۹	۵	۳۱	۵	۱۱	۴	۵۹	۴	۴۵	۴	۲۹	۴	۹	۴	۰	۳	۴۹	۳	۳۷	۳	۲۴	۳	۷	۱
	عصر(۱)	۳	۲۵	۳	۲۶	۳	۲۰	۳	۳۵	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۸	۴	۱۹	۴	۲۳	۴	۲۷	۴	۳۱	۴	۳۵	۴	۴۰	+۳
میل ۲۳-۱	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۱	۴	۳۸	۴	۵۳	۵	۲	۵	۱۲	۵	۲۲	۵	۳۲	۵	۳۷	۵	۴۲	۵	۴۷	۵	۵۲	۵	۵۸	
	غروب	۶	۴	۶	۲۱	۶	۳۹	۷	۱	۷	۱۴	۷	۲۸	۷	۴۶	۸	۸	۸	۱۸	۸	۳۰	۸	۴۴	۹	۱	۹	۲۰	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۷	۱۱	۷	۳۳	۸	۱	۸	۲۰	۸	۴۲	۹	۱۲	۹	۵۶	۱۰	۲۲	۱۱	۳	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۴	۷	۴۸	۸	۱۹	۸	۴۰	۹	۵	۹	۴۲	۱۰	۴۲	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جون، جون	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	دسمبر، دسمبر
۲۹ ۱۳	فجر	۴	۵۵	۴	۳۵	۴	۱۲	۳	۴۰	۳	۲۰	۲	۵۴	۲	۱۷	۱	۱۴	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۹ ۱۴
+۳	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۹	۵	۲۰	۴	۵۸	۴	۴۵	۴	۳۱	۴	۱۲	۳	۵۰	۳	۴۰	۳	۲۸	۳	۱۴	۲	۵۷	۲	۳۷	+۲ -۵
	اشراق	۶	۶	۵	۴۹	۵	۳۱	۵	۱۰	۴	۵۸	۴	۴۴	۴	۲۸	۴	۸	۳	۵۸	۳	۴۸	۳	۳۵	۳	۲۲	۳	۵	
	عصر(۱)	۳	۲۶	۳	۲۷	۳	۲۱	۳	۲۵	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۹	۴	۱۹	۴	۲۳	۴	۲۷	۴	۳۲	۴	۳۶	۴	۴۱	
میل ۲۳°۲۳-۱۳	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۲	۴	۳۸	۴	۵۳	۵	۳	۵	۱۲	۵	۲۳	۵	۳۳	۵	۳۸	۵	۴۳	۵	۴۸	۵	۵۳	۵	۵۹	
	غروب	۶	۴	۶	۲۱	۶	۴۰	۷	۲	۷	۱۵	۷	۲۹	۷	۴۸	۸	۱۰	۸	۲۰	۸	۳۲	۸	۴۶	۹	۳	۹	۲۳	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۷	۱۱	۷	۳۳	۸	۲	۸	۲۱	۸	۴۴	۹	۱۴	۹	۵۹	۱۰	۲۵	۱۱	۹	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۵	۷	۴۸	۸	۲۰	۸	۴۰	۹	۶	۹	۴۳	۱۰	۴۶	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	
۲۶ ۱۶	فجر	۴	۵۵	۴	۳۵	۴	۱۱	۳	۴۰	۳	۱۹	۲	۵۳	۲	۱۶	۱	۱۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۶ ۱۶
+۳ ۱۷	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۹	۵	۲۰	۴	۵۸	۴	۴۵	۴	۳۰	۴	۱۲	۳	۵۰	۳	۳۹	۳	۲۷	۳	۱۳	۲	۵۶	۲	۳۶	+۱ ۱۷
-۱	اشراق	۶	۶	۵	۴۹	۵	۳۰	۵	۱۰	۴	۵۸	۴	۴۴	۴	۲۷	۴	۷	۳	۵۷	۳	۴۶	۳	۳۴	۳	۲۰	۳	۴	-۴
	عصر(۱)	۳	۲۶	۳	۲۷	۳	۲۱	۳	۳۵	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۹	۴	۱۹	۴	۲۳	۴	۲۸	۴	۳۲	۴	۳۶	۴	۴۱	
میل ۲۳°۲۳-۱۱	عصر(۲)	۴	۲۲	۴	۳۲	۴	۳۸	۴	۵۳	۵	۳	۵	۱۳	۵	۲۳	۵	۳۴	۵	۳۸	۵	۴۳	۵	۴۹	۵	۵۴	۶	۰	
	غروب	۶	۴	۶	۲۱	۶	۴۰	۷	۲	۷	۱۵	۷	۳۰	۷	۴۸	۸	۱۰	۸	۲۱	۸	۳۳	۸	۴۷	۹	۴	۹	۲۴	
	عشاء(۱)	۶	۵۲	۷	۱۱	۷	۳۴	۸	۳	۸	۲۱	۸	۴۴	۹	۱۵	۱۰	۰	۱۰	۲۸	۱۱	۱۳	–	–	–	–	–	–	
	عشاء(۲)	۷	۵	۷	۲۵	۷	۴۹	۸	۲۰	۸	۴۱	۹	۷	۹	۴۴	۱۰	۴۹	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	

عرض شمالی	درجہ	۰		۱۰		۲۰		۳۰		۳۵		۴۰		۴۵		۵۰		۵۲		۵۴		۵۶		۵۸		۶۰		عرض جنوبی
جون، جون	وقت	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	دسمبر، دسمبر
۲۳ ۱۹	فجر	۴	۵۵	۴	۳۵	۴	۱۱	۳	۳۹	۳	۱۹	۲	۵۲	۲	۱۵	۱	۹	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۲۳ ۲۰
+۲ -۱	طلوع	۵	۵۶	۵	۳۸	۵	۱۹	۴	۵۷	۴	۴۴	۴	۲۹	۴	۱۱	۳	۴۹	۳	۳۸	۳	۲۶	۳	۱۱	۲	۵۵	۲	۳۴	-۱ -۲
میل ۲۳°-۲۶′	اشراق	۶	۶	۵	۴۹	۵	۳۰	۵	۹	۴	۵۷	۴	۴۳	۴	۲۷	۴	۷	۳	۵۷	۳	۴۶	۳	۳۳	۳	۱۹	۳	۳	
	عصر (۱)	۳	۲۶	۳	۲۷	۳	۲۱	۳	۳۵	۳	۴۷	۳	۵۸	۴	۹	۴	۱۹	۴	۲۳	۴	۲۸	۴	۳۲	۴	۳۷	۴	۴۱	
	عصر (۲)	۴	۲۲	۴	۳۲	۴	۳۸	۴	۵۳	۵	۳	۵	۱۳	۵	۲۳	۵	۳۴	۵	۳۹	۵	۴۴	۵	۴۹	۵	۵۵	۶	۱	
	غروب	۶	۴	۶	۲۲	۶	۴۱	۷	۳	۷	۱۶	۷	۳۱	۷	۴۹	۸	۱۱	۸	۲۲	۸	۳۴	۸	۴۹	۹	۵	۹	۲۶	
	عشاء (۱)	۶	۵۲	۷	۱۱	۷	۳۴	۸	۳	۸	۲۲	۸	۴۵	۹	۱۵	۱۰	۱	۱۰	۲۹	۱۱	۱۶	–	–	–	–	–	–	
	عشاء (۲)	۷	۵	۷	۲۵	۷	۴۹	۸	۲۱	۸	۴۱	۹	۸	۹	۴۵	۱۰	۵۱	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	

مختلف ممالک میں معیاری وقت مندرجہ ذیل طول البلد کے مطابق ہے

طول شرقی

افغانستان	67½	مدورا،سماٹرا	105
جزائرایڈمیرلٹی	150	بورنیور،سلیبس،فلوریس،	
اسپین	15	لومبوک،سمبا،ساوا،تیمور	120
اسپینی گینیا	15	اریو،کیئی،مولوکاس،ٹانمبر،	
البانیہ	15	مغربی آئرین	135
جزائرامیرانٹی	60	اسپٹز برجن	15
جزائرانڈمان	82½	اردن	30
آنگولا (پرتگالی مغربی افریقہ)	15	ایران	60
جمہوریہ وسطی افریقہ	15	اسرائیل	30
جمہوریات جنوبی افریقہ	30	اومن (مسیرہ،مسقط،سلالا)	60
جزائرانوبون	15	اٹلی	15
جنوبی اسٹریلیا	142½	جزائرایلس	180
مغربی آسٹریلیا	120	بحرین	60
علاقہ دارالخلافہ آسٹریلیا	150	بلجیم	15
شمالی آسٹریلیا	142½	جزائربیلیرک	15
جزیرہ اوشن	165	بوٹسوانہ	30
آسٹریا	15	برٹش نیوگنی	150
اوکیناوہ	135	بلغاریہ	30
ایسٹونیا	45	برما	97½
جمہوریہ انڈونیشیا		پاکستان مغربی	75
بالی،بنگکا،بیلی ٹانگ،جاوا	105	پاکستان مشرقی	90

ملک	منٹ	ملک	منٹ
پپوا	150	جزائر چٹھم	191 1/4
جزائر پیسکاڈورس	120	چین	120
پولینڈ	15	حبش	45
پرتگال	15	جمہوریہ داہومے	15
پرتگالی مغربی افریقہ (انگولا)	15	ڈنمارک	15
پرتگالی مشرقی افریقہ (مضمبیق)	30	ری یونین	60
ترکی	30	روڈیشیا	30
تائیوان (فارموسا)	120	رومانیہ	30
تنزانیہ	45	جزائر رائیوکیو	135
تسمانیہ	150	روس	
تھائی لینڈ (سیام)	105	طول 40 تک	45
تیمور	120	40 تا 52½	60
جزائر ٹونگا	195	52 سے اوپر	75
ٹریپولی ٹانیہ	30	زمبیا	30
ٹروشیل، عمان (شام)	60	سیلون	82½
ٹرک	165	سائپرس	30
ٹونیسیہ	15	سیرینائیکا	30
جرمنی	15	سکھالن	
جبرالٹر (جبل الطارق)	15	عرض ۵۰ سے جنوب	135
جاپان	35	عرض ۵۰ سے شمال	150
جزائر جاپان	35	جزائر سنٹا کروز	165
چیکوسلواکیہ	15	سروینیا	15
چڈ	15	سعودیہ عربیہ	45
چیگوس آرچی پیلاگو	75	جزائر سیچوٹن	135

ملک	منٹ	ملک	منٹ
سچلیز	60	فجی	180
سیام (تھائی لینڈ)	105	جمہوریہ فلپائن	120
سائبریا		فن لینڈ	30
طول 67½ تک	75	فارموسا (تائیوان)	120
67½ تا 82½	90	فرانس	15
82½ تا 97½	105	فرنچ سومالی لینڈ	45
97½ تا 112½	120	جزائر فرینڈلی	195
112½ تا 127½	135	قطر	60
127½ تا 142½	150	کمبوڈیا	105
142½ تا 157½	165	کوئنس لینڈ	150
157½ تا 172½	180	جمہوریہ کیمرون	15
172½ سے اوپر	195	جزائر کیرولین	
سسلی	15	طول ۱۶۰ تک	105
سنگاپور	112½	۱۶۰ سے اوپر	180
سقوطرہ	45	ٹرک، پونیپ	165
جزائر سلیمان	165	جزائر کرسمس، بحر ہند	105
جمہوریہ سومالی	45	جزائر کوکوس، کیلنگ	97½
جمہوریہ سوڈان	30	جزائر کومورو	45
سوازی لینڈ	30	جمہوریہ کانگو	15
سوئیڈن	15	جمہوریہ کانگو لیز مغربی	15
سوئٹزر لینڈ	15	جمہوریہ کانگو لیز مشرقی	30
شام	30	کورسیکا	15
عدن	45	کریٹ	30
عراق	45	جزیرہ نما کام چٹکا	180
فرننڈوپو	15	کینیا	45

کوریا	135	جمہوریہ مالدیپ	75
جزائر کورل	165	مالٹا	15
کویت	45	منچوریا	135
گابون	15	جزائر مریانہ	150
جزائر کلبرٹ، ایلس	180	جزائر مارشل	180
گوام	150	موریش	60
گوادر	75	موناکو	15
جزیرہ لکادیب	82½	مضمبیق (پرتگالی مشرقی افریقہ)	30
جزائر لیڈرون	150	مکّلا (ہائیڈراماوٹ)	45
لاؤس	105	نانیوگنٹو	135
لاٹ دیا	45	نارو	172½
لبنان	30	نیدرلینڈ	15
لیسوتھو	30	نیوکیلیڈونیا	165
لیبیا	30	نیوگنی، برٹش	150
لچٹینسٹین	15	نیوہیبرائڈس	165
جزیرہ لارڈ ہو	157½	نیوساؤتھ ویلس	15
لتھوانیا	45	نیوزی لینڈ	180
لکسمبرگ	15	جزائر نکوبار	82½
مصر	30	جمہوریہ نائجیریا	15
مکاؤ	120	جزیرہ نارفوک	172½
جمہوریہ میلاگاسی	45	ناروے	15
ملادی	30	نووایازیملیا	75
وفاق ملایا	112½	وکٹوریہ آسٹریلیا	150
ملیشیا (سباہ سروک)	120	ویتنام شمالی	105

ویتنام جنوبی	120	ہندوستان	82½
جزیرہ وارنگل	195	یوگوسلاویہ	15
ہالینڈ	15	یوگنڈا	45
ہانگ کانگ	120	یونان	30
ہنگری	15		

طول غربی

الاباما، یو،ایس،اے(۱)	90	ایکویڈر	75
الاسکا، یو،ایس،اے		آئیسلینڈ	15
جنوب مشرقی ساحل مع کراس ساؤنڈ		اڈاہو، یو،ایس،اے(۴)	105
ڈگلس، جونیو، کمشم، کوو،		الینوآئیس یو،ایس،اے(۵)	90
پیٹرس برگ	120	انڈیانا یو،ایس،اے(۶)	90
کراس ساؤنڈ کی شمالی جانب کا		آیووا، یو،ایس،اے(۷)	90
ساحل طول ۱۴۱ تک	135	اوہیو، یو،ایس،اے(۸)	75
طول ۱۴۱ تا ۱۶۲ مع اینکرج		اوکلاہوما، یو،ایس،اے(۹)	90
فیربنکس، سیوارڈ، ویلڈز	150	**اونٹریو**	
ویسٹ کوسٹ (نوم)		طول ۹۰ تک	75
جزائر ایلوشین	165	طول ۹۰ سے اوپر	90
البرٹا	105	اوریگون یو،ایس،اے(۱۰)	120
ارجن ٹائن	60	اسکورسبائی ساؤنڈ گرین لینڈ	30
اریزونا، یو،ایس،اے(۲)	105	بہاماس	75
ارکنساس یو،ایس،اے(۳)	90	بربادوس	60
جزائر آسٹرل	150	برمودا	60
آزوریس	15	بولیویا	60

(۱۔۱۰) اس مقام کا وقت اپریل کی آخری اتوار سے اکتوبر کی آخری اتوار تک ایک گھنٹہ بڑھادیا جاتا ہے۔

مقام	منٹ
برازیل	
مشرقی	45
علاقہ ایکرے	75
مغربی	60
برٹش کولمبیا	120
برٹش ہونڈ درس	90
پرٹو ریکو	60
پنامانہر کا علاقہ	75
جمہوریہ پناما	75
پیراگوئے	60
پینسلوانیا، یو، ایس، اے (۱)	75
پیرو	75
پرتگالی گائنا	15
جزیرہ پرنس ایڈورڈ	60
ٹینسی یو، ایس، اے	90
ٹیکساس یو، ایس، اے	90
ٹوباگو	60
جزائر ٹیرنڈاڈی، جنوبی اٹلانٹک	30
ٹرینیڈاڈ	60
ٹاموٹو آرچی پیلاگو	150
جزائر ٹوبوائی	150
جزائر کاکس، ٹرکس	75
جارجیہ لو، ایس، اے (۲)	75
جنوبی جارجیہ	30
جمیکا	75
جزیرہ جانمائن	15
جزیرہ جانسٹن	165
جزیرہ جان فرننڈیز	60
چائل	60
ڈیلاوارے یو، ایس، اے (۳)	75
جمہوریہ ڈومینکن	75
ڈچ گائنا (سرینام)	52½
جنوبی ڈکوٹا، یو، ایس، اے	
مشرقی (۴)	90
مغربی (۵)	105
شمالی ڈکوٹا، یو، ایس، اے (۶)	90
ریروٹونگا	157½
جزیرہ روڈ، یو، ایس، اے (۷)	75
سرینام (ڈچ گائنا)	52½
ایس ٹی، پیری، میکولین	45
سلواڈور، ال	90
سموآ	165
سسکیچیون	105
جزیرہ سوسائٹی	150
شمالی مغربی علاقے	
طول 68 تک	60

(۱-۷) اس مقام کا وقت اپریل کی آخری اتوار سے اکتوبر کی آخری اتوار تک ایک گھنٹہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

68تا85	75	کولوراڈو، یو،ایس،اے(۶)	105
85تا102	90	کونیکٹیکٹ یو،ایس،اے(۷)	75
102تا120	105	جزیرہ کک(باستثناء نائیو)	157½
120سے اوپر	120	کوسٹاریکا	90
جزائرفاکلینڈ	60	کیوبا	75
انٹارٹک میں جزیرہ نماڈے	45	جزیرہ کیوراکاؤ	60
جزائرفیننگ	150	جزائرگلاپاگوس	75
فرنینڈونورنہا	30	گرینلینڈ،اسکورسبائی ساؤنڈ	30
فلوریڈا، یو،ایس،اے(۱)	75	اینگمگسالک، ویسٹ کورس	45
فرانس گائنا	60	تھلےایریا	60
کیلیفورنیا، یو،ایس،اے(۲)	120	گریناڈا	60
کینیڈا(صوبجات دیکھئے)	52½ تا135	گواڈےلوپ	60
جزیرہ کیپ ورڈ	30	گوئیٹےمالا	90
کنساس یو،ایس،اے(۳)	90	گائناڈچ	52½
کینٹوکی یو،ایس،اے	90	گائنافرانس	60
شمالی کیرولینا، یو،ایس،اے(۴)	75	گیانا	561/4
جنوبی کیرولینا، یو،ایس،اے(۵)	75	لیبراڈور	52½
کیوبک		جزائرلی ورڈ	60
طول ۶۸ تک	60	لائبیریا	111/8
۶۸ سے اوپر	75	لوئیزیانہ یو،ایس،اے(۸)	90
جزائرکیمین	75	لوآرچی پیلاگو	150
جزائرکرسمس، بحرالکاہل	135	مشرقی جزیرہ(آئی-ڈی پسکوا)	105
کولمبیا	75		

(۱-۸) اس مقام کا وقت اپریل کی آخری اتوار سے اکتوبر کی آخری اتوار تک ایک گھنٹہ بڑھادیا جاتا ہے۔

مینی یو،ایس،اے(۱)	75	نیویارک یو،ایس،اے(۱۴)	75
مانیٹوبا	90	نکاراگوا	90
جزائر مارکوئیسس	142½	جزیرہ نیو	165
مارٹینکوئی	60	نواوااسکوٹیا	60
میری لینڈ، یو،ایس اے(۲)	75	وینیزولا	60
امساچسٹس یو،ایس،اے(۳)	75	ورمونٹ یو،ایس،اے(۱۵)	75
میکسیکو	90	جزائر ورجن	60
مچیگن یو،ایس،اے(۴)	75	ورجینیا، یو،ایس،اے(۱۶)	75
جزائر مڈوے	165	مغربی ورجینیا، یو،ایس،اے(۱۷)	75
منیسوٹا، یو،ایس،اے(۵)	90	واشنگٹن ڈی،سی، یو،ایس،اے(۱۸)	75
مکیلن	45	واشنگٹن یو،ایس،اے(۱۹)	120
مسّسپّی یو،ایس،اے(۶)	90	جزائر ونڈ ورڈ	60
مسوری یو،ایس،اے(۷)	90	وسکونس یو،ایس،اے(۲۰)	90
مونٹا یو،ایس،اے(۸)	105	وائیومنگ یو،ایس،اے(۲۱)	105
نیبراسکا یو،ایس،اے(۹)	90	ہیٹی	75
نیواڈا یو،ایس،اے(۱۰)	120	ہوائی یو،ایس،اے	150
نیوبرنس وک	60	ہونڈیورس	90
نیوفاؤنڈ لینڈ	52½	ہونڈیورس برٹش	90
نیوہیمپشائر، یو،ایس،اے(۱۱)	75	یوراگوئے	52½
نیوجرسی یو،ایس،اے(۱۲)	75	یوٹاہ یو،ایس،اے(۲۲)	105
نیومیکسیکو یو،ایس،اے(۱۳)	105	یوکون	135

(۱-۲۲) اس مقام کا وقت اپریل کی آخری اتوار سے اکتوبر کی آخری اتوار تک ایک گھنٹہ بڑھا دیا جاتا ہے۔

مختلف شہروں کے اوقات نماز کا نقشہ

ہدایات

(۱) آئندہ صفحات پر دیئے ہوئے نقشے میں جہاں علامت جمع (+) ہے، وہاں کراچی کے وقت پر اتنے منٹ کا اضافہ کیا جائے اور جہاں علامت نفی (-) ہے، وہاں کراچی کے وقت سے اتنے منٹ کم کئے جائیں۔

(۲) موسم کی تبدیلی کا فرق نصف النہار پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے ہر شہر کے ساتھ لکھا ہوا فرق نصف النہار پورا سال یکساں رہے گا۔

(۳) دوسرے اوقات کا فرق مختلف تاریخوں میں مختلف ہوتا ہے اس لئے ہر ماہ کی پہلی اور سولہویں تاریخ کا فرق لکھدیا گیا ہے دومیانی تاریخوں کی خانہ پُری کے لئے حساب لگالیں۔

(۴) ہر ضلع کے صفر مقام کا وقت لکھا گیا ہے، ضلع مضافات میں جو مقامات شمال یا جنوب، میں واقع ہیں ان میں بھی تقریبا یہی اوقات رہیں گے البتہ شرقی جانب میں سترہ میل ہر ایک منٹ کم کریں اور غربی جانب میں سترہ میل پر ایک منٹ کا اضافہ کریں۔

(۵) جو شہر تقریبا ایک عرض البلد پر واقع ہیں ان میں سے ایک شہر کے اوقات نقشے میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے شہروں کا اس سے فرق وقت نقشے کے آخر میں دیا گیا ہے۔

(۶) بندہ کے رسالہ ارشاد العابد میں مندرجہ نقشہ سمت قبلہ میں ان سب شہروں کے طول البلد وعرض البلد موجود ہیں بوقت ضرورت وہاں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

(۷) سب اوقات میں تین چار منٹ کی احتیاط ضروری ہے

بلندی کی وجہ سے طلوع وغروب میں فرق وقت کا نقشہ

بلندی (وقت)	۵۰۰	۱۰۰۰	۲۰۰۰	۳۰۰۰	۴۰۰۰	۵۰۰۰	۱۰۰۰۰			
فرق وقت (منٹ)	۲	۳	۴	۵	۵	۶	۸			
(فٹ)	۱۵ہزار	۲۰	۲۵	۳۰	۳۵	۴۰	۴۵	۵۰	۵۵	۶۰
(منٹ)	۱۰	۱۱	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۷	۱۸	۱۹

بلندی کی وجہ سے صبح صادق، عشا اور عصر کے وقت میں کوئی معتد بہ فرق نہیں پڑتا۔

فائدہ: فوکر طیارہ ۱۵ سے ۱۹/اور بوئنگ ۲۹ سے ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہے۔

مغربی پاکستان

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
اسلام آباد فرق نصف النہار-۲۵	فجر	۱۲-	۱۴-	۱۶-	۲۱-	۲۴-	۳۰-	۳۶-	۴۱-	۴۶-	۵۱-	۵۵-	۵۹-	۵۷-	۵۴-	۵۰-	۴۵-	۴۰-	۳۳-	۲۷-	۲۲-	۱۹-	۱۴-	۱۳-	۱۱-
	طلوع	۶-	۸-	۱۰-	۱۵-	۲۰-	۲۴-	۳۰-	۳۴-	۳۸-	۴۲-	۴۵-	۴۶-	۴۵-	۴۲-	۴۱-	۳۶-	۳۱-	۲۷-	۲۲-	۱۶-	۱۲-	۸-	۶-	۶-
	اشراق	۴-	۵-	۹-	۱۳-	۱۸-	۲۲-	۲۸-	۳۲-	۳۶-	۴۰-	۴۳-	۴۳-	۴۳-	۴۱-	۳۹-	۳۵-	۳۱-	۲۵-	۲۱-	۱۶-	۱۱-	۸-	۵-	۳-
	عصر(۱)	۴۳-	۴۱-	۳۷-	۳۴-	۲۹-	۲۵-	۱۹-	۱۵-	۱۰-	۶-	۳-	۱-	۲-	۴-	۷-	۱۱-	۱۷-	۲۱-	۲۶-	۳۱-	۳۵-	۳۹-	۴۲-	۴۳-
	عصر(۲)	۴۹-	۴۵-	۴۳-	۳۸-	۳۵-	۲۸-	۲۳-	۱۹-	۱۶-	۱۲-	۹-	۷-	۷-	۹-	۱۳-	۱۷-	۲۰-	۲۶-	۲۹-	۳۵-	۳۹-	۴۲-	۴۶-	۴۷-
	غروب	۴۵-	۴۳-	۴۰-	۳۶-	۳۱-	۲۶-	۲۰-	۱۶-	۱۲-	۸-	۵-	۴-	۴-	۷-	۹-	۱۴-	۱۹-	۲۳-	۲۸-	۲۳-	۳۷-	۴۰-	۴۴-	۴۴-
	عشاء(۱)	۳۹-	۳۸-	۳۳-	۳۰-	۲۶-	۲۲-	۱۶-	۱۱-	۵-	۰	۳+	۵+	۴+	۲+	۲-	۸-	۱۲-	۱۸-	۲۳-	۲۶-	۳۲-	۳۵-	۳۸-	۳۹-
	عشاء(۲)	۳۸-	۳۷-	۳۳-	۲۹-	۲۶-	۲۰-	۱۴-	۹-	۴-	۱+	۵+	۸+	۷+	۴+	۰	۵-	۱۰-	۱۶-	۲۲-	۲۷-	۳۱-	۳۴-	۳۸-	۳۸-
بھاولپور فرق نصف النہار-۱۹	فجر	۱۲-	۱۳-	۱۴-	۱۶-	۱۸-	۲۱-	۲۴-	۲۷-	۲۹-	۳۲-	۳۴-	۳۵-	۳۳-	۳۳-	۳۱-	۲۹-	۲۶-	۲۳-	۲۰-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۲-	۱۲-
	طلوع	۱۰-	۱۱-	۱۲-	۱۴-	۱۷-	۱۸-	۲۲-	۲۴-	۲۵-	۲۷-	۲۹-	۲۹-	۲۸-	۲۷-	۲۷-	۲۴-	۲۲-	۲۰-	۱۷-	۱۳-	۱۲-	۱۰-	۱۰-	۱۰-
	اشراق	۹-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۶-	۱۷-	۲۰-	۲۲-	۲۴-	۲۶-	۲۷-	۲۷-	۲۷-	۲۶-	۲۵-	۲۴-	۲۱-	۱۹-	۱۶-	۱۴-	۱۱-	۱۰-	۹-	۸-
	عصر(۱)	۲۸-	۲۶-	۲۴-	۲۳-	۲۰-	۱۸-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۸-	۷-	۶-	۷-	۸-	۹-	۱۱-	۱۴-	۱۶-	۱۹-	۲۱-	۲۳-	۲۵-	۲۷-	۲۷-
	عصر(۲)	۳۲-	۲۹-	۲۸-	۲۵-	۲۵-	۲۱-	۱۸-	۱۵-	۱۵-	۱۲-	۱۲-	۱۰-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۶-	۱۶-	۲۰-	۲۱-	۲۵-	۲۵-	۲۸-	۳۱-	۳۰-
	غروب	۲۹-	۲۸-	۲۶-	۲۵-	۲۲-	۲۰-	۱۶-	۱۴-	۱۳-	۱۱-	۹-	۹-	۹-	۱۰-	۱۱-	۱۴-	۱۶-	۱۸-	۲۱-	۲۴-	۲۵-	۲۶-	۲۸-	۲۸-
	عشاء(۱)	۲۶-	۲۶-	۲۲-	۲۱-	۱۹-	۱۸-	۱۵-	۱۲-	۹-	۷-	۵-	۵-	۶-	۶-	۸-	۱۱-	۱۲-	۱۵-	۱۸-	۱۹-	۲۲-	۲۴-	۲۵-	۲۵-
	عشاء(۲)	۲۶-	۲۶-	۲۳-	۲۲-	۲۰-	۱۷-	۱۴-	۱۱-	۹-	۶-	۴-	۴-	۵-	۵-	۷-	۹-	۱۲-	۱۴-	۱۷-	۲۰-	۲۳-	۲۳-	۲۶-	۲۶-

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
بھاولنگر فرق نصف النہار-۲۵	فجر	-۱۷	-۱۸	-۲۰	-۲۲	-۲۴	-۲۷	-۳۱	-۳۴	-۳۶	-۳۹	-۴۱	-۴۳	-۴۱	-۴۰	-۳۸	-۳۶	-۳۳	-۲۹	-۲۶	-۲۳	-۲۱	-۱۸	-۱۷	-۱۷
	طلوع	-۱۵	-۱۶	-۱۷	-۱۹	-۲۳	-۲۴	-۲۸	-۳۰	-۳۲	-۳۴	-۳۶	-۳۶	-۳۵	-۳۲	-۳۴	-۳۱	-۲۸	-۲۶	-۲۳	-۱۹	-۱۷	-۱۵	-۱۵	-۱۵
	اشراق	-۱۴	-۱۴	-۱۷	-۱۹	-۲۲	-۲۴	-۲۷	-۲۹	-۳۱	-۳۳	-۳۵	-۳۳	-۳۴	-۳۳	-۳۳	-۳۱	-۲۸	-۲۵	-۲۳	-۲۰	-۱۷	-۱۶	-۱۴	-۱۳
	عصر(۱)	-۳۵	-۳۴	-۳۲	-۳۰	-۲۷	-۲۴	-۲۱	-۱۹	-۱۷	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۴	-۱۷	-۲۰	-۲۲	-۲۵	-۲۸	-۳۰	-۳۳	-۳۴	-۳۵
	عصر(۲)	-۳۹	-۳۶	-۳۵	-۳۲	-۳۱	-۲۷	-۲۴	-۲۱	-۲۰	-۱۷	-۱۷	-۱۵	-۱۴	-۱۶	-۱۸	-۲۱	-۲۲	-۲۶	-۲۷	-۳۱	-۳۲	-۳۴	-۳۷	-۳۷
	غروب	-۳۶	-۳۵	-۳۳	-۳۲	-۲۸	-۲۶	-۲۲	-۲۰	-۱۸	-۱۶	-۱۴	-۱۴	-۱۴	-۱۵	-۱۶	-۱۹	-۲۲	-۲۴	-۲۷	-۳۰	-۳۲	-۳۳	-۳۵	-۳۵
	عشاء(۱)	-۳۳	-۳۳	-۲۹	-۲۸	-۲۶	-۲۴	-۲۱	-۱۸	-۱۴	-۱۲	-۱۰	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۳	-۱۶	-۱۸	-۲۱	-۲۴	-۲۶	-۲۵	-۳۱	-۳۳	-۳۳
	عشاء(۲)	-۳۳	-۳۳	-۲۹	-۲۸	-۲۶	-۲۳	-۱۹	-۱۶	-۱۴	-۱۱	-۹	-۸	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۴	-۱۷	-۲۰	-۲۳	-۲۶	-۲۵	-۳۰	-۳۳	-۳۳
پشاور فرق نصف النہار-۱۸	فجر	-۴	-۶	-۹	-۱۳	-۱۷	-۲۳	-۲۹	-۳۴	-۴۰	-۴۵	-۴۹	-۵۳	-۵۱	-۴۰	-۴۴	-۳۹	-۳۳	-۲۷	-۲۰	-۱۵	-۱۳	-۶	-۵	-۴
	طلوع	+۲	۰	-۳	-۷	-۱۳	-۱۷	-۲۳	-۲۷	-۳۱	-۳۲	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۶	-۳۴	-۳۰	-۲۴	-۲۰	-۱۴	-۹	-۴	-۱	+۲	+۲
	اشراق	+۳	+۲	-۲	-۶	-۱۲	-۱۶	-۲۲	-۲۶	-۳۰	-۳۴	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۵	-۳۳	-۲۹	-۲۴	-۱۹	-۱۴	-۹	-۴	-۱	+۲	+۴
	عصر(۱)	-۳۷	-۳۵	-۳۱	-۲۸	-۲۳	-۱۸	-۱۳	-۸	-۴	+۱	+۴	+۶	+۵	+۳	۰	-۵	-۱۰	-۱۵	-۲۰	-۲۵	-۲۹	-۳۳	-۳۶	-۲۷
	عصر(۲)	-۴۲	-۳۹	-۳۶	-۳۱	-۲۸	-۲۱	-۱۶	-۱۲	-۹	-۴	-۲	۰	۰	-۲	-۵	-۱۰	-۱۳	-۱۹	-۲۲	-۲۹	-۳۲	-۳۶	-۴۰	-۴۰
	غروب	-۳۹	-۳۷	-۳۳	-۳۰	-۲۴	-۱۹	-۱۳	-۹	-۵	۰	+۳	+۳	+۳	+۱	-۲	-۶	-۱۲	-۱۶	-۲۲	-۲۶	-۳۱	-۳۲	-۳۸	-۳۸
	عشاء(۱)	-۳۳	-۳۲	-۲۷	-۲۲	-۱۹	-۱۵	-۱۰	-۴	+۲	+۷	+۱۰	+۱۲	+۱۱	+۹	+۵	-۱	-۵	-۱۱	-۱۶	-۲۰	-۲۶	-۲۹	-۳۲	-۳۳
	عشاء(۲)	-۳۲	-۳۱	-۲۶	-۲۶	-۱۹	-۱۳	-۷	-۲	+۴	+۹	+۱۳	+۱۶	+۱۵	+۱۲	+۸	+۳	-۳	-۸	-۱۴	-۲۰	-۲۴	-۲۸	-۳۲	-۳۲

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
جیکب آباد فرق نصف النہار-۶	فجر	-۱	-۱	-۳	-۴	-۵	-۷	-۱۰	-۱۲	-۱۴	-۱۵	-۱۷	-۱۸	-۱۷	-۱۶	-۱۵	-۱۴	-۱	-۸	-۶	-۴	-۳	-۱	-۱	-۱
	طلوع	۰	۰	۰	-۲	-۵	-۵	-۸	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۴	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۱	-۸	-۶	-۴	-۱	۰	۰	۰	۰
	اشراق	+۱	+۱	-۱	-۲	-۴	-۵	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۰	-۸	-۶	-۵	-۲	-۱	۰	+۱	+۱
	عصر(۱)	-۱۳	-۱۱	-۱۰	-۹	-۷	-۶	-۴	-۲	-۱	+۲	+۲	+۳	+۲	+۲	+۱	-۱	-۲	-۴	-۶	-۸	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	عصر(۲)	-۱۶	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۱۱	-۸	-۶	-۳	-۴	-۱	-۱	+۱	+۲	۰	-۲	-۴	-۴	-۷	-۷	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۵	-۱۴
	غروب	-۱۴	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۷	-۴	-۳	-۱	۰	+۲	+۲	+۱	+۱	۰	-۲	-۴	-۶	-۸	-۱۰	-۱۱	-۱۱	-۱۳	-۱۳
	عشاء(۱)	-۱۱	-۱۱	-۹	-۸	-۶	-۶	-۴	-۲	+۱	+۲	+۳	+۴	+۳	+۳	+۱	-۱۱	-۲	-۴	-۶	-۶	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱
	عشاء(۲)	-۱۱	-۱۱	-۸	-۸	-۷	-۵	-۲	۰	+۲	+۳	+۵	+۵	+۵	+۴	+۳	+۲	۰	-۳	-۵	-۷	-۹	-۹	-۱۱	-۱۱
جھنگ فرق نصف النہار-۲۱	فجر	-۱۱	-۱۲	-۱۴	-۱۷	-۲۰	-۲۴	-۲۹	-۳۳	-۳۶	-۴۰	-۴۳	-۴۵	-۴۳	-۴۲	-۳۹	-۳۶	-۳۲	-۲۷	-۲۳	-۱۹	-۱۶	-۱۳	-۱۱	-۱۱
	طلوع	-۷	-۹	-۱۰	-۱۳	-۱۸	-۲۰	-۲۵	-۲۸	-۳۰	-۳۳	-۳۶	-۳۶	-۳۵	-۳۳	-۳۳	-۲۹	-۲۵	-۲۲	-۱۸	-۱۴	-۱۱	-۸	-۷	-۷
	اشراق	-۱۸	-۱۹	-۲۲	-۲۴	-۲۸	-۳۰	-۳۵	-۳۸	-۴۱	-۴۴	-۴۷	-۴۶	-۴۶	-۴۵	-۴۳	-۴۰	-۳۷	-۳۲	-۲۹	-۲۵	-۲۲	-۲۱	-۱۹	-۱۸
	عصر(۱)	-۳۵	-۳۳	-۳۱	-۲۸	-۲۵	-۲۱	-۱۸	-۱۴	-۱۱	-۷	-۶	-۴	-۵	-۶	-۸	-۱۲	-۱۶	-۱۹	-۲۳	-۲۶	-۲۹	-۳۲	-۳۴	-۳۵
	عصر(۲)	-۳۹	-۳۶	-۳۴	-۳۰	-۲۹	-۲۴	-۲۰	-۱۶	-۱۴	-۱۱	-۱۰	-۸	-۷	-۹	-۱۲	-۱۵	-۱۶	-۲۲	-۲۴	-۲۹	-۳۱	-۳۳	-۳۷	-۳۷
	غروب	-۳۶	-۳۴	-۳۲	-۳۰	-۲۵	-۲۲	-۱۷	-۱۴	-۱۲	-۹	-۶	-۶	-۶	-۸	-۹	-۱۳	-۱۷	-۲۰	-۲۴	-۲۷	-۳۰	-۳۲	-۳۵	-۳۵
	عشاء(۱)	-۳۳	-۳۲	-۲۸	-۲۶	-۲۳	-۲۰	-۱۶	-۱۲	-۸	-۴	-۲	-۱	-۲	-۳	-۶	-۱۰	-۱۳	-۱۷	-۲۰	-۲۳	-۲۷	-۲۹	-۲۲	-۳۲
	عشاء(۲)	-۳۱	-۳۱	-۲۷	-۲۵	-۲۲	-۱۸	-۱۳	-۹	-۶	-۲	+۱	+۲	+۱	۰	-۳	-۶	-۱۰	-۱۴	-۱۸	-۲۲	-۲۶	-۲۸	-۳۱	-۳۱

جہلم فرق نصف النہار-۲۷

مہینہ	تاریخ	فجر	طلوع	اشراق	عصر(۱)	عصر(۲)	غروب	عشاء(۱)	عشاء(۲)
جنوری	۱	-۱۵	-۱۰	-۸	-۴۳	-۴۹	-۴۵	-۴۰	-۳۹
	۱۶	-۱۶	-۱۱	-۹	-۴۱	-۴۵	-۴۴	-۳۹	-۳۹
فروری	۱	-۱۹	-۱۴	-۱۳	-۳۸	-۴۳	-۴۰	-۳۴	-۳۴
	۱۶	-۲۳	-۱۷	-۱۶	-۳۵	-۳۹	-۳۸	-۳۱	-۳۱
مارچ	۱	-۲۶	-۲۳	-۲۱	-۳۱	-۳۶	-۳۲	-۲۸	-۲۸
	۱۶	-۳۱	-۲۶	-۲۵	-۲۶	-۳۰	-۲۸	-۲۴	-۲۳
اپریل	۱	-۳۷	-۲۲	-۳۰	-۲۲	-۲۵	-۲۲	-۱۹	-۱۷
	۱۶	-۴۱	-۳۵	-۳۳	-۱۸	-۲۱	-۱۹	-۱۴	-۱۳
مئی	۱	-۴۶	-۳۹	-۳۷	-۱۴	-۱۹	-۱۵	-۹	-۸
	۱۶	-۵۱	-۴۳	-۴۰	-۹	-۵۱	-۱۱	-۵	-۳
جون	۱	-۵۴	-۴۵	-۴۳	-۷	-۱۳	-۹	-۲	۰
	۱۶	-۵۸	-۴۶	-۴۳	-۵	-۱۱	-۸	۰	+۳
جولائی	۱	-۵۵	-۴۵	-۴۳	-۶	-۱۱	-۸	-۱	+۱
	۱۶	-۵۳	-۴۳	-۴۱	-۸	-۱۳	-۱۰	-۳	-۱
اگست	۱	-۵۰	-۴۱	-۳۹	-۱۱	-۱۷	-۱۳	-۷	-۴
	۱۶	-۴۵	-۳۷	-۳۴	-۱۴	-۲۰	-۱۷	-۱۱	-۹
ستمبر	۱	-۴۰	-۳۲	-۳۲	-۱۹	-۳۲	-۲۲	-۱۵	-۱۴
	۱۶	-۳۵	-۲۹	-۲۷	-۲۳	-۲۸	-۲۵	-۲۰	-۱۸
اکتوبر	۱	-۲۹	-۲۴	-۲۳	-۲۸	-۳۱	-۳۰	-۲۵	-۲۴
	۱۶	-۲۴	-۱۹	-۱۸	-۳۲	-۳۷	-۳۴	-۲۸	-۲۹
نومبر	۱	-۲۱	-۱۵	-۱۴	-۳۶	-۳۹	-۳۸	-۳۳	-۳۳
	۱۶	-۱۶	-۱۲	-۱۱	-۴۰	-۴۳	-۴۰	-۳۶	-۳۶
دسمبر	۱	-۱۵	-۱۰	-۹	-۴۲	-۴۶	-۴۴	-۳۹	-۳۹
	۱۶	-۱۴	-۱۰	-۷	-۴۳	-۴۷	-۴۴	-۳۹	-۳۹

چترال فرق نصف النہار-۱۹

مہینہ	تاریخ	فجر	طلوع	اشراق	عصر(۱)	عصر(۲)	غروب	عشاء(۱)	عشاء(۲)
جنوری	۱	-۲	+۵	+۸	-۴۴	-۴۸	-۴۴	-۳۸	-۳۶
	۱۶	-۴	+۳	+۶	-۴۱	-۴۴	-۴۲	-۳۶	-۳۵
فروری	۱	-۸	-۱	+۱	-۳۶	-۴۰	-۳۷	-۳۰	-۲۹
	۱۶	-۱۴	-۶	-۴	-۳۲	-۳۶	-۳۳	-۲۶	-۲۴
مارچ	۱	-۱۸	-۱۲	-۱۱	-۲۶	-۳۱	-۲۷	-۲۰	-۲۰
	۱۶	-۲۶	-۱۸	-۱۶	-۲۰	-۲۳	-۲۰	-۱۵	-۱۲
اپریل	۱	-۳۳	-۲۵	-۲۳	-۱۳	-۱۷	-۱۳	-۸	-۵
	۱۶	-۴۰	-۳۰	-۲۹	-۷	-۱۱	-۸	-۱	+۱
مئی	۱	-۴۷	-۳۶	-۳۴	-۲	-۸	-۲	+۷	+۹
	۱۶	-۵۳	-۴۲	-۳۹	+۴	-۲	+۳	+۱۳	+۱۵
جون	۱	-۵۹	-۴۵	-۴۳	+۷	+۱	+۷	+۱۸	+۲۱
	۱۶	-۶۳	-۴۶	-۴۳	+۱۰	+۳	-+۸	+۲۰	+۲۴
جولائی	۱	-۶۱	-۴۵	-۴۳	+۹	+۳	+۸	+۱۸	+۲۳
	۱۶	-۵۸	-۴۲	-۴۱	+۶	+۱	+۵	+۱۶	+۲۰
اگست	۱	-۵۲	-۳۹	-۳۸	+۲	-۴	+۱	+۱۰	+۱۴
	۱۶	-۴۵	-۳۴	-۳۳	-۳	-۹	-۴	+۴	+۷
ستمبر	۱	-۳۸	-۲۷	-۲۷	-۱۰	-۱۴	-۱۱	-۲	-۵
	۱۶	-۳۰	-۲۱	-۲۰	-۲۱	-۱۵	-۲۰	-۱۰	-۷
اکتوبر	۱	-۲۳	-۱۵	-۱۴	-۲۲	-۲۵	-۲۳	-۱۶	-۱۴
	۱۶	-۱۶	-۸	-۸	-۲۸	-۳۲	-۲۹	-۲۱	-۲۰
نومبر	۱	-۱۱	-۲	-۱	-۳۳	-۳۷	-۳۵	-۲۸	-۲۷
	۱۶	-۵	+۱	+۱	-۳۸	-۴۰	-۳۸	-۳۲	-۳۱
دسمبر	۱	-۳	+۵	+۷	-۴۲	-۴۵	-۴۳	-۳۶	-۳۶
	۱۶	-۱	+۵	+۹	-۴۳	-۴۶	-۴۳	-۳۷	-۳۶

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦	۱	۱٦
حیدرآباد فرق نصف النہار-٦	فجر	-۵	-۵	-٦	-٦	-٦	-۷	-۷	-۸	-۸	-۸	-۹	-۱۰	-۸	-۸	-۸	-۸	-۸	-٦	-٦	-۵	-۵	-۴	-۵	-۵
	طلوع	-۵	-٦	-٦	-٦	-۷	-۷	-۷	-۷	-۷	-۷	-۸	-۸	-۷	-۷	-۷	-۷	-٦	-۷	-۵	-۴	-۴	-۴	-۵	-۵
	اشراق	-۵	-۵	-۵	-۵	-٦	-٦	-۷	-٦	-٦	-٦	-۷	-۵	-٦	-٦	-۷	-۷	-٦	-۵	-۵	-۵	-۴	-۵	-۵	-۵
	عصر(۱)	-۷	-٦	-٦	-۷	-٦	-٦	-٦	-۵	-۵	-۴	-۵	-۴	-۵	-۵	-۵	-۵	-٦	-۵	-٦	-٦	-٦	-۷	-۷	-۷
	عصر(۲)	-۱۰	-۹	-۹	-۹	-۹	-۷	-٦	-٦	-٦	-۵	-۵	-۳	-۲	-۴	-٦	-٦	-۷	-۷	-۷	-۸	-۸	-۸	-۹	-۹
	غروب	-۸	-۷	-۷	-۷	-٦	-٦	-۵	-۵	-۵	-۵	-۴	-۴	-۴	-۴	-۵	-٦	-٦	-٦	-۷	-۷	-۷	-۷	-۷	-۷
	عشاء(۱)	-۷	-۷	-٦	-٦	-٦	-۷	-٦	-٦	-۵	-۵	-۴	-۵	-۵	-۵	-۵	-۵	-۵	-٦	-٦	-٦	-۷	-۷	-۷	-۷
	عشاء(۲)	-۷	-۷	-۷	-۷	-۷	-٦	-۵	-۴	-۴	-۴	-۳	-۳	-۴	-۴	-۴	-۴	-۴	-۵	-۵	-٦	-۷	-۷	-۷	-۷
خیرپور فرق نصف النہار-۷	فجر	-۳	-۳	-۴	-۵	-٦	-۸	-۱۰	-۱۲	-۱۳	-۱۴	-۱٦	-۱۷	-۱۵	-۱۵	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۹	-۷	-۵	-۵	-۳	-۳	-۳
	طلوع	-۲	-۲	-۲	-۴	-٦	-٦	-۹	-۱۰	-۱۰	-۱۲	-۱۳	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۰	-۸	-۷	-۵	-۳	-۲	-۲	-۲	-۲
	اشراق	-۱	-۲	-۳	-۴	-٦	-٦	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۰	-۹	-۷	-٦	-۴	-۲	-۲	-۱	-۱
	عصر(۱)	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-٦	-۵	-۴	-۲	-۱	۰	+۱	۰	-۱	-۱	-۲	-۴	-۵	-۷	-۸	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	عصر(۲)	-۱۵	-۱۳	-۱۳	-۱۱	-۱۱	-۹	-۷	-۵	-۵	-۳	-۳	-۱	۰	-۲	-۴	-٦	-٦	-۸	-۸	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۳
	غروب	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۱	-۹	-۸	-۵	-۴	-۴	-۲	-۱	-۱	-۱	-۱	-۲	-۴	-٦	-۷	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	عشاء(۱)	-۱۱	-۱۱	-۹	-۸	-۷	-۷	-۵	-۳	-۲	۰	+۱	+۱	۰	۰	-۱	-۳	-۳	-۵	-۷	-۷	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱
	عشاء(۲)	-۱۱	-۱۲	-۹	-۹	-۸	-٦	-۴	-۲	-۱	+۱	+۲	+۲	+۱	+۱	۰	-۱	-۳	-۴	-٦	-۸	-۹	-۹	-۱۱	-۱۱

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
خاران فرق نصف النہار+۶	فجر	۱۲+	۱۱+	۱۰+	۸+	۷+	۴+	۲+	۱–	۲–	۴–	۶–	۷–	۵–	۵–	۳–	۲–	۰	۳+	۵+	۸+	۹+	۱۱+	۱۲+	۱۲+
	طلوع	۱۳+	۱۲+	۱۲+	۱۰+	۷+	۷+	۴+	۲+	۱+	۰	۲–	۲–	۱–	۰	۰	۲+	۴+	۵+	۸+	۱۱+	۱۲+	۱۳	۱۳+	۱۳+
	اشراق	۱۴+	۱۴+	۱۲+	۱۱+	۸+	۷+	۵+	۴+	۲+	۱+	۰	۰	۰	۱+	۱+	۲+	۴+	۶+	۸+	۱۰+	۱۲+	۱۳+	۱۴+	۱۵+
	عصر(۱)	۱–	۰	۲+	۳+	۵+	۷+	۹+	۱۱+	۱۳+	۱۵+	۱۶+	۱۷+	۱۶+	۱۵+	۱۴+	۱۲+	۱۰+	۸+	۶+	۴+	۳+	۱+	۰	۰
	عصر(۲)	۵–	۲–	۲–	۱+	۱+	۴+	۷+	۹+	۹+	۱۲+	۱۲+	۱۴+	۱۵+	۱۳+	۱۱+	۸+	۸+	۵+	۵+	۱+	۱+	۰	۳–	۳–
	غروب	۲–	۱–	۰	۱+	۴+	۵+	۸+	۱۰+	۱۱+	۱۲+	۱۴+	۱۴+	۱۴+	۱۳+	۱۲+	۱۰+	۸+	۷+	۴+	۲+	۱+	۱+	۱–	۱–
	عشاء(۱)	۰	۰	۳+	۴+	۶+	۷+	۹+	۱۱+	۱۴+	۱۶+	۱۷+	۱۷+	۱۶+	۱۶+	۱۵+	۱۲+	۱۱+	۹+	۷+	۶+	۳+	۲+	۱+	۱+
	عشاء(۲)	۰	۰	۳+	۴+	۵+	۸+	۱۰+	۱۳+	۱۴+	۱۶+	۱۸+	۱۸+	۱۷+	۱۷+	۱۵+	۱۴+	۱۲+	۱۰+	۸+	۵+	۳+	۳+	۱+	۰
خیبر فرق نصف النہار-۱۶	فجر	۲–	۴–	۷–	۱۱–	۱۵–	۲۱–	۲۷–	۳۳–	۳۹–	۴۴–	۴۸–	۵۲–	۵۰–	۴۷–	۴۳–	۳۷–	۳۲–	۲۵–	۱۹–	۱۳–	۹–	۴–	۳–	۱–
	طلوع	۴+	۲+	۰	۵–	۱۱–	۱۵–	۲۱–	۲۵–	۳۰–	۳۴–	۳۷–	۳۸–	۳۷–	۳۴–	۳۳–	۲۸–	۲۲–	۱۸–	۱۲–	۷–	۲–	۲+	۴+	۴+
	اشراق	۶+	۴+	۰	۴–	۱۰–	۱۴–	۲۰–	۲۴–	۲۸–	۳۲–	۳۵–	۳۶–	۳۶–	۳۴–	۳۱–	۲۸–	۲۳–	۱۷–	۱۲–	۷–	۱–	۲+	۵+	۷+
	عصر(۱)	۳۶–	۳۴–	۳۰–	۲۶–	۲۱–	۱۶–	۱۱–	۶–	۱–	۴+	۶+	۸+	۷+	۵+	۲+	۲–	۸–	۱۳–	۱۸–	۲۳–	۲۷–	۳۲–	۳۵–	۳۶–
	عصر(۲)	۴۱–	۳۷–	۳۵–	۳۰–	۲۶–	۱۹–	۱۴–	۹–	۷–	۲–	۱+	۳+	۳+	۱+	۳–	۸–	۱۱–	۱۷–	۲۱–	۲۷–	۳۱–	۳۴–	۳۸–	۳۹–
	غروب	۳۷–	۳۵–	۳۲–	۲۸–	۲۲–	۱۷–	۱۱–	۷–	۲+	۲+	۵+	۶+	۶+	۳+	۱+	۴–	۱۰–	۱۴–	۲۰–	۲۴–	۲۹–	۳۲–	۳۶–	۳۶–
	عشاء(۱)	۳۲–	۳۰–	۲۵–	۲۲–	۱۷–	۱۳–	۷–	۱–	۵+	۱۰+	۱۴+	۱۵+	۱۴+	۱۲+	۸+	۲+	۳–	۹–	۱۴–	۱۸–	۲۴–	۲۷–	۳۱–	۳۱–
	عشاء(۲)	۳۰–	۲۹–	۲۴–	۲۱–	۱۷–	۱۱–	۵–	۱+	۷+	۱۲+	۱۶+	۱۹+	۱۸+	۱۵+	۱۱+	۵+	۰	۶–	۱۲–	۱۸–	۲۳–	۲۶–	۳۰–	۳۰–

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
داو دو فرق نصف النہار-۳	فجر	۰	-۱	-۱	-۲	-۲	-۴	-۵	-۷	-۷	-۸	-۹	-۱۱	-۹	-۹	-۸	-۸	-۶	-۴	-۳	-۲	-۱	۰	۰	۰
	طلوع	۰	۰	۰	-۱	-۳	-۳	-۴	-۵	-۵	-۶	-۷	-۷	-۶	-۶	-۶	-۶	-۴	-۳	-۲	۰	+۱	+۱	+۱	۰
	اشراق	+۱	+۱	۰	۰	-۲	-۲	-۴	-۴	-۵	-۵	-۶	-۵	-۵	-۵	-۵	-۵	-۴	-۲	-۲	۰	۰	۰	+۱	+۱
	عصر (۱)	-۷	-۶	-۵	-۵	-۳	-۳	-۱	-۱	۰	+۲	+۲	+۳	+۲	+۱	+۱	۰	-۱	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۶	-۶
	عصر (۲)	-۱۰	-۸	-۸	-۶	-۶	-۴	-۳	-۲	-۲	-۰	+۰	+۲	+۳	+۱	-۱	-۲	-۲	-۴	-۴	-۶	-۶	-۶	-۸	-۸
	غروب	-۷	-۷	-۶	-۶	-۴	-۴	-۲	-۱	-۱	۰	+۱	+۱	+۱	+۱	۰	-۱	-۲	-۳	-۴	-۵	-۵	-۵	-۶	-۶
	عشاء (۱)	-۶	-۶	-۴	-۴	-۳	-۲	-۲	-۱	+۱	+۲	+۲	+۳	+۲	+۲	+۱	۰	۰	-۲	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۵
	عشاء (۲)	-۶	-۶	-۴	-۴	-۴	-۳	-۱	+۱	+۱	+۳	+۳	+۴	+۳	+۳	+۲	+۲	۰	-۱	-۳	-۳	-۴	-۴	-۶	-۶
دیر فرق نصف النہار-۱۹	فجر	-۴	-۶	-۹	-۱۴	-۱۸	-۲۵	-۳۱	-۳۸	-۴۵	-۵۰	-۵۵	-۵۹	-۵۷	-۵۴	-۴۹	-۴۳	-۳۷	-۲۹	-۲۲	-۱۶	-۱۲	-۶	-۵	-۳
	طلوع	+۴	+۲	-۱	-۷	-۱۳	-۱۸	-۲۴	-۲۹	-۳۴	-۴۰	-۴۳	-۴۴	-۴۳	-۴۰	-۳۸	-۳۲	۲۶	-۲۱	-۱۵	-۹	-۴	+۱	+۴	+۴
	اشراق	+۵	+۳	-۱	-۶	-۱۲	-۱۷	-۲۳	-۲۸	-۳۳	-۳۷	-۴۱	-۴۱	-۴۱	-۳۹	-۳۶	-۳۲	-۲۶	-۲۰	-۱۵	-۹	-۳	+۱	+۴	+۶
	عصر (۱)	-۴۲	-۳۹	-۳۵	-۳۱	-۲۵	-۲۰	-۱۴	-۹	-۳	+۲	+۵	+۷	+۶	+۴	۰	-۴	-۱۱	-۱۶	-۲۲	-۲۷	-۳۲	-۳۷	-۴۰	-۴۱
	عصر (۲)	-۴۷	-۴۳	-۴۰	-۳۴	-۳۰	-۲۲	-۱۷	-۱۲	-۹	-۴	-۱	+۲	+۲	-۱	-۵	-۱۰	-۱۴	-۲۰	-۲۴	-۳۱	-۳۶	-۴۰	-۴۴	-۴۵
	غروب	-۴۳	-۴۱	-۳۷	-۳۲	-۲۶	-۲۰	-۱۴	-۹	-۴	+۲	+۵	+۶	+۶	+۳	۰	-۶	-۱۲	-۱۷	-۲۳	-۲۸	-۳۳	-۳۷	-۴۲	-۴۲
	عشاء (۱)	-۳۷	-۳۵	-۲۹	-۳۶	-۲۱	-۱۶	-۹	-۳	+۴	+۹	+۱۴	+۱۶	+۱۴	+۱۲	+۷	+۱	-۴	-۱۱	-۱۷	-۲۱	-۲۸	-۳۲	-۳۵	-۳۶
	عشاء (۲)	-۳۴	-۳۳	-۲۸	-۲۴	-۲۰	-۱۳	-۷	۰	+۷	+۱۲	+۱۷	+۲۰	+۱۹	+۱۶	+۱۱	+۵	-۱	-۸	-۱۵	-۲۱	-۲۶	-۳۰	-۳۴	-۳۴

مقام	وقت	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶
ڈیرہ اسمٰعیل خان فرق نصف النہار-۱۵	فجر	-۵	-۶	-۸	-۱۱	-۱۴	-۱۸	-۲۳	-۲۷	-۳۱	-۳۵	-۳۸	-۴۰
	طلوع	-۱	-۲	-۴	-۷	-۱۲	-۱۴	-۱۹	-۲۲	-۲۵	-۲۷	-۳۰	-۳۱
	اشراق	+۱	-۱	-۴	-۶	-۱۱	-۱۴	-۱۸	-۲۱	-۲۴	-۲۸	-۲۹	-۲۹
	عصر(۱)	-۳۰	-۲۸	-۲۵	-۲۲	-۱۹	-۱۵	-۱۱	-۸	-۴	۰	+۲	+۳
	عصر(۲)	-۳۴	-۳۰	-۲۹	-۲۵	-۲۳	-۱۸	-۱۴	-۱۰	-۸	-۵	-۳	-۱
	غروب	-۳۰	-۲۹	-۲۶	-۲۴	-۱۹	-۱۶	-۱۱	-۸	-۵	-۲	-۰	+۱
	عشاء(۱)	-۲۷	-۲۶	-۲۲	-۲۰	-۱۶	-۱۴	-۹	-۵	۰	+۳	+۶	+۷
	عشاء(۲)	-۲۵	-۲۵	-۲۱	-۱۹	-۱۶	-۱۲	-۷	-۳	+۱	+۵	+۸	+۹
رحیم یار خان فرق نصف النہار-۱۳	فجر	-۷	-۸	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۵	-۱۷	-۲۰	-۲۱	-۲۳	-۲۵	-۲۶
	طلوع	-۶	-۷	-۷	-۹	-۱۲	-۱۲	-۱۵	-۱۷	-۱۸	-۱۹	-۲۱	-۲۱
	اشراق	-۶	-۶	-۸	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۵	-۱۶	-۱۷	-۱۸	-۲۰	-۱۹
	عصر(۱)	-۲۰	-۱۹	-۱۸	-۱۷	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۹	-۷	-۵	-۵	-۳
	عصر(۲)	-۲۴	-۲۱	-۲۱	-۱۸	-۱۸	-۱۵	-۱۲	-۱۰	-۱۰	-۷	-۷	-۵
	غروب	-۲۱	-۲۰	-۱۹	-۱۸	-۱۵	-۱۴	-۱۱	-۹	-۸	-۷	-۵	-۵
	عشاء(۱)	-۱۹	-۱۹	-۱۶	-۱۵	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۹	-۶	۵	-۳	-۳
	عشاء(۲)	-۱۹	-۱۹	-۱۶	-۱۵	-۱۴	-۱۱	-۹	-۶	-۵	-۳	-۱	-۱

مقام	وقت	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
ڈیرہ اسمٰعیل خان فرق نصف النہار-۱۵	فجر	-۳۸	-۳۷	-۳۴	-۳۰	-۲۶	-۲۱	-۱۷	-۱۳	-۱۰	-۶	-۵	-۴
	طلوع	-۳۰	-۲۸	-۲۷	-۲۳	-۹	-۱۶	-۱۲	-۸	-۵	-۲	-۱	-۱
	اشراق	-۲۹	-۲۸	-۲۶	-۲۴	۲۰	-۱۶	-۱۲	-۸	-۴	-۲	۰	+۱
	عصر(۱)	+۳	+۱	-۱	-۵	-۹	-۱۲	-۱۶	-۲۰	-۲۵	-۲۶	-۲۹	-۲۹
	عصر(۲)	-۱	-۳	-۶	-۹	-۱۱	-۱۶	-۱۸	-۲۳	-۲۵	-۲۸	-۳۱	-۳۲
	غروب	+۱	-۱	-۳	-۷	-۱۱	-۱۴	-۱۸	-۲۱	-۲۴	-۲۶	-۲۹	-۲۹
	عشاء(۱)	+۶	+۵	+۲	-۳	-۶	-۱۰	-۱۴	-۱۷	-۲۱	-۲۳	-۲۶	-۲۶
	عشاء(۲)	+۸	+۷	+۴	۰	-۴	-۸	-۱۲	-۱۶	-۲۰	-۲۲	-۲۵	-۲۵
رحیم یار خان فرق نصف النہار-۱۳	فجر	-۲۴	-۲۴	-۲۲	-۲۱	-۱۹	-۱۶	-۱۴	-۱۱	-۱۰	-۸	-۷	-۷
	طلوع	-۲۰	-۱۹	-۱۹	-۱۷	-۱۵	-۱۴	-۱۱	-۸	-۷	-۶	-۶	-۶
	اشراق	-۱۹	-۱۹	-۱۸	-۱۷	-۱۵	-۱۳	-۱۲	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵
	عصر(۱)	-۴	-۵	-۶	-۸	-۱۰	-۱۱	-۱۴	-۱۵	-۱۷	-۱۸	-۲۰	-۲۰
	عصر(۲)	-۴	-۶	-۸	-۱۱	-۱۱	-۱۴	-۱۴	-۱۸	-۱۸	-۱۹	-۲۲	-۲۲
	غروب	-۵	-۲	-۷	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۵	-۱۷	-۱۸	-۱۸	-۲۰	-۲۰
	عشاء(۱)	-۴	-۴	-۵	-۸	-۹	-۱۱	-۱۳	-۱۴	-۱۶	-۱۷	-۱۸	-۱۸
	عشاء(۲)	-۲	-۲	-۴	-۵	-۷	-۹	-۱۱	-۱۴	-۱۶	-۱۶	-۱۹	-۱۹

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
سانگھڑ فرق نصف النہار-۸	فجر	-۶	-۷	-۷	-۷	-۷	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۴	-۱۲	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۷	-۵	-۶	-۶
	طلوع	-۶	-۷	-۷	-۷	-۸	-۸	-۹	-۹	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱	-۱۰	-۱۰	-۱۰	-۱۰	-۸	-۸	-۷	-۵	-۵	-۵	-۶	-۶
	اشراق	+۶	-۵	-۶	-۶	-۸	-۷	-۸	-۸	-۸	-۹	-۹	-۸	-۹	-۹	-۹	-۹	۸	-۷	-۷	-۶	-۵	-۶	-۶	-۵
	عصر (۱)	-۱۰	-۹	-۹	-۹	-۸	-۷	-۷	-۶	-۶	-۵	-۵	۴	-۵	-۵	-۵	-۵	-۷	-۷	-۸	-۸	-۹	-۹	-۱۰	-۱۰
	عصر (۲)	-۱۲	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۱۱	-۹	-۸	-۷	-۷	-۶	-۶	-۴	-۳	-۵	-۷	-۷	-۷	-۹	-۹	-۱۰	-۱۰	-۱۰	-۱۱	-۱۱
	غروب	-۱۰	-۱۰	-۱۰	-۱۰	-۹	-۹	-۷	-۷	-۷	-۶	-۵	-۶	-۶	-۶	-۶	-۷	-۸	-۸	-۹	-۹	-۹	-۹	-۱۰	-۱۰
	عشاء (۱)	-۱۰	-۱۰	-۸	-۸	-۸	-۸	-۷	-۶	-۵	-۵	-۴	-۴	-۵	-۵	-۵	-۶	-۶	-۷	-۸	-۷	-۹	-۹	-۹	-۹
	عشاء (۲)	-۱۰	-۱۰	-۸	-۸	-۸	-۷	-۶	-۵	-۵	-۴	-۴	-۳	-۴	-۵	-۵	-۵	-۶	-۷	-۷	-۸	-۹	-۹	-۱۰	-۱۰
سکھر فرق نصف النہار-۷	فجر	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۸	-۱۱	-۱۳	-۱۳	-۱۴	-۱۶	-۱۸	-۱۶	-۱۵	-۱۵	-۱۴	-۱۲	-۹	-۷	-۵	-۵	-۲	-۲	-۲
	طلوع	-۲	-۲	-۲	-۳	-۶	-۶	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۰	-۸	-۷	-۵	-۳	-۲	-۱	-۱	-۲
	اشراق	-۱	-۱	-۳	-۴	-۶	-۶	-۹	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۱	-۹	-۷	-۶	-۴	-۲	-۲	-۱	-۱
	عصر (۱)	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۸	-۷	-۵	-۴	-۲	۰	۰	+۱	۰	۰	-۱	-۲	-۴	-۶	-۷	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۳	-۱۳
	عصر (۲)	-۱۶	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۱۱	-۹	-۷	-۵	-۵	-۳	-۲	۰	+۱	-۲	-۳	-۵	-۵	-۸	-۸	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۴	-۱۴
	غروب	-۱۳	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۹	-۸	-۵	-۴	-۳	-۲	-۱	-۱	-۱	-۱	-۲	-۴	-۶	-۷	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	عشاء (۱)	-۱۲	-۱۲	-۹	-۹	-۸	-۷	-۵	-۳	-۱	۰	+۱	+۲	+	+۱	+۱	-۳	-۳	-۵	-۷	-۸	-۱۰	-۱۰	-۱۲	-۱۲
	عشاء (۲)	-۱۲	-۱۲	-۹	-۹	-۸	-۶	-۳	-۱	-۱	+۱	+۲	+۳	+۲	+۱	+۱	۰	-۲	-۴	-۶	-۸	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۲

فرق نصف النہار	نماز	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶
ساہیوال فرق نصف النہار-۲۵	فجر	۱۶-	۱۷-	۱۹-	۲۲-	۲۴-	۲۸-	۳۲-	۳۵-	۳۸-	۴۱-	۴۴-	۴۶-
	طلوع	۱۳-	۱۴-	۱۶-	۱۸-	۲۲-	۲۴-	۲۸-	۳۱-	۳۳-	۳۶-	۳۸-	۳۸-
	اشراق	۱۱-	۱۲-	۱۵-	۱۷-	۲۱-	۲۳-	۲۷-	۲۹-	۳۲-	۳۴-	۳۶-	۳۶-
	عصر (۱)	۳۶-	۳۵-	۳۲-	۳۰-	۲۷-	۲۴-	۲۱-	۱۸-	۱۵-	۱۱-	۱۰-	۸-
	عصر (۲)	۴۱-	۳۸-	۳۷-	۳۳-	۳۲-	۲۷-	۲۴-	۲۱-	۱۹-	۱۶-	۱۵-	۱۳-
	غروب	۳۸-	۳۷-	۳۴-	۳۳-	۲۹-	۲۶-	۲۲-	۱۹-	۱۷-	۱۴-	۱۲-	۱۲-
	عشاء (۱)	۳۴-	۳۴-	۳۰-	۲۸-	۲۵-	۲۳-	۲۰-	۱۶-	۱۲-	۹-	۷-	۶-
	عشاء (۲)	۳۴-	۳۴-	۳۰-	۲۸-	۲۶-	۲۲-	۱۸-	۱۵-	۱۲-	۹-	۶-	۵-
سیالکوٹ فرق نصف النہار-۳۰	فجر	۱۸-	۲۰-	۲۲-	۲۶-	۲۹-	۳۴-	۳۹-	۴۴-	۴۸-	۵۲-	۵۶-	۵۹-
	طلوع	۱۴-	۱۵-	۱۷-	۲۱-	۲۶-	۲۹-	۳۴-	۳۸-	۴۱-	۴۵-	۴۷-	۴۸-
	اشراق	۱۳-	۱۴-	۱۷-	۲۱-	۲۵-	۲۹-	۳۴-	۳۷-	۴۰-	۴۳-	۴۶-	۴۶-
	عصر (۱)	۴۶-	۴۴-	۴۱-	۳۹-	۳۴-	۳۰-	۲۶-	۲۲-	۱۸-	۱۴-	۱۲-	۱۰-
	عصر (۲)	۵۱-	۴۷-	۴۵-	۴۱-	۳۹-	۳۳-	۲۸-	۲۴-	۲۲-	۱۸-	۱۷-	۱۵-
	غروب	۴۷-	۴۶-	۴۳-	۴۰-	۳۵-	۳۱-	۲۶-	۲۲-	۱۹-	۱۵-	۱۳-	۱۲-
	عشاء (۱)	۴۳-	۴۲-	۳۸-	۳۵-	۳۲-	۲۹-	۲۴-	۱۹-	۱۴-	۱۰-	۷-	۶-
	عشاء (۲)	۴۲-	۴۱-	۳۷-	۳۴-	۳۱-	۲۶-	۲۱-	۱۶-	۱۲-	۸-	۴-	۲-

فرق نصف النہار	نماز	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
ساہیوال فرق نصف النہار-۲۵	فجر	۴۴-	۴۳-	۴۰-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۶-	۲۳-	۲۱-	۱۷-	۱۶-	۱۶-
	طلوع	۳۷-	۳۶-	۳۵-	۳۲-	۲۹-	۲۶-	۲۳-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۳-	۱۳-
	اشراق	۳۶-	۳۵-	۳۴-	۳۲-	۲۸	۲۵-	۲۲-	۱۸-	۱۵-	۱۴-	۱۲-	۱۱-
	عصر (۱)	۹-	۱۱-	۱۲-	۱۵-	۱۹-	۲۲-	۲۵-	۲۸-	۳۱-	۳۴-	۳۶-	۳۶-
	عصر (۲)	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۲۰-	۲۲-	۲۶-	۲۷-	۳۲-	۳۳-	۳۶-	۳۹-	۳۹-
	غروب	۱۲-	۱۳-	۱۵-	۱۸-	۲۱-	۲۴-	۲۷-	۳۱-	۳۳-	۳۴-	۳۷-	۳۷-
	عشاء (۱)	۷-	۸-	۱۱-	۱۴-	۱۶-	۲۰-	۲۳-	۲۶-	۲۹-	۳۱-	۳۳-	۳۴-
	عشاء (۲)	۶-	۷-	۱۰-	۱۲-	۱۶-	۱۹-	۲۳-	۲۶-	۲۹-	۳۱-	۳۴-	۳۴-
سیالکوٹ فرق نصف النہار-۳۰	فجر	۵۷-	۵۵-	۵۱-	۴۷-	۴۳-	۳۷-	۳۲-	۲۷-	۲۴-	۲۰-	۱۹-	۱۸-
	طلوع	۴۷-	۴۵-	۴۴-	۴۰-	۳۵-	۳۲-	۲۷-	۲۲-	۲۱۸-	۱۵-	۱۴-	۱۴-
	اشراق	۴۶-	۴۴-	۴۳-	۴۰-	۳۶-	۳۱-	۲۷-	۲۳-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۲-
	عصر (۱)	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۹-	۲۴-	۲۷-	۳۲-	۳۶-	۳۹-	۴۳-	۴۵-	۴۶-
	عصر (۲)	۱۴-	۱۶-	۱۹-	۲۳-	۲۶-	۳۱-	۳۴-	۳۹-	۴۲-	۴۴-	۴۸-	۴۹-
	غروب	۱۲-	۱۴-	۱۶-	۲۰-	۲۵-	۲۸-	۳۳-	۳۷-	۴۱-	۴۳-	۴۶-	۴۶-
	عشاء (۱)	۷-	۸-	۱۲-	۱۶	۲۰-	۲۵-	۲۹-	۳۲-	۳۷-	۳۹-	۴۲-	۴۳-
	عشاء (۲)	۳-	۵-	۹-	۱۳-	۱۷-	۲۲-	۲۷-	۳۲-	۳۶-	۳۸-	۴۲-	۴۳-

		جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶
سبی فرق نصف النہار-۴	فجر	+۳	+۲	+۱	-۱	-۳	-۶	-۹	-۱۲	-۱۴	-۱۷	-۱۹	-۲۰
	طلوع	+۵	+۴	+۳	+۱	-۲	-۳	-۷	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۴	-۱۴
	اشراق	+۷	+۶	+۴	+۳	-۱	-۲	-۵	-۷	-۹	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	عصر(۱)	-۱۳	-۱۱	-۹	-۸	-۵	-۳	۰	+۲	+۴	+۷	+۸	+۱۰
	عصر(۲)	-۱۷	-۱۴	-۱۳	-۱۰	-۱۰	-۶	-۳	۰	۰	+۳	+۳	+۵
	غروب	-۱۴	-۱۳	-۱۱	-۱۰	-۷	-۵	-۱	+۱	+۲	+۴	+۶	+۶
	عشاء(۱)	-۱۱	-۱۱	-۷	-۶	-۴	-۳	۰	+۳	+۶	+۹	+۱۰	+۱۱
	عشاء(۲)	-۱۱	-۱۱	-۸	-۷	-۵	-۲	+۱	+۴	+۶	+۹	+۱۱	+۱۱
شیخوپورہ فرق نصف النہار-۲۸	فجر	-۱۸	-۱۹	-۲۱	-۲۴	-۲۷	-۳۱	-۳۶	-۴۰	-۴۴	-۴۸	-۵۱	-۵۳
	طلوع	-۱۴	-۱۵	-۱۷	-۲۰	-۲۵	-۲۷	-۳۲	-۳۵	-۳۸	-۴۱	-۴۳	-۴۴
	اشراق	-۱۲	-۱۳	-۱۶	-۱۹	-۲۳	-۲۶	-۳۱	-۳۳	-۳۶	-۳۹	-۴۱	-۴۱
	عصر(۱)	-۴۲	-۴۰	-۳۷	-۳۵	-۳۱	-۲۷	-۲۳	-۲۰	-۱۷	-۱۳	-۱۱	-۹
	عصر(۲)	-۴۷	-۴۳	-۴۲	-۳۸	-۳۶	-۳۱	-۲۷	-۲۳	-۲۱	-۱۸	-۱۶	-۱۴
	غروب	-۴۳	-۴۲	-۳۹	-۳۷	-۳۲	-۲۹	-۲۴	-۲۱	-۱۸	-۱۵	-۱۳	-۱۲
	عشاء(۱)	-۳۹	-۳۸	-۳۴	-۳۲	-۲۹	-۲۶	-۲۲	-۱۷	-۱۳	-۱۰	-۷	-۶
	عشاء(۲)	-۳۸	-۳۸	-۳۴	-۳۲	-۲۹	-۲۵	-۲۰	-۱۶	-۱۲	-۸	-۵	-۴

		جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
سبی فرق نصف النہار-۴	فجر	-۱۸	-۱۸	-۱۶	-۱۴	-۱۱	-۸	-۵	-۲	۰	+۲	+۳	+۳
	طلوع	-۱۳	-۱۲	-۱۳	-۹	-۷	-۵	-۲	+۲	+۳	+۵	+۵	+۵
	اشراق	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۶	-۳	-۱	+۲	+۴	+۵	+۷	+۷
	عصر(۱)	+۹	+۸	+۶	+۴	+۱	-۱	-۴	-۶	-۸	-۱۰	-۱۲	-۱۲
	عصر(۲)	+۶	+۴	+۲	-۱	-۱	-۵	-۶	-۱۰	-۱۰	-۱۲	-۱۵	-۱۵
	غروب	+۶	+۵	+۴	+۱	-۱	-۳	-۶	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۳	-۱۳
	عشاء(۱)	+۱۰	+۱۰	+۸	+۵	+۳	۰	-۳	-۴	-۷	-۹	-۱۰	-۱۰
	عشاء(۲)	+۱۰	+۱۰	+۸	+۶	+۴	+۱	-۲	-۵	-۸	-۸	-۱۱	-۱۱
شیخوپورہ فرق نصف النہار-۲۸	فجر	-۵۱	-۵۰	-۴۷	-۴۳	-۳۹	-۳۴	-۳۰	-۲۶	-۲۳	-۱۹	-۱۸	-۱۷
	طلوع	-۴۳	-۴۱	-۴۰	-۳۶	-۳۲	-۲۹	-۲۵	-۲۱	-۱۸	-۱۵	-۱۴	-۱۴
	اشراق	-۴۱	-۴۰	-۳۸	-۳۶	-۳۲	-۲۸	-۲۵	-۲۱	-۱۷	-۱۵	-۱۳	-۱۱
	عصر(۱)	-۱۰	-۱۲	-۱۴	-۱۷	-۲۱	-۲۵	-۲۹	-۳۲	-۳۵	-۳۹	-۴۱	-۴۱
	عصر(۲)	-۱۴	-۱۶	-۱۹	-۲۲	-۲۴	-۲۹	-۳۱	-۳۶	-۳۸	-۴۱	-۴۴	-۴۵
	غروب	-۱۲	-۱۴	-۱۶	-۲۰	-۲۲	-۲۷	-۳۱	-۳۴	-۳۷	-۳۹	-۴۲	-۴۲
	عشاء(۱)	-۷	-۸	-۱۱	-۱۵	-۱۸	-۲۳	-۲۶	-۲۹	-۳۳	-۳۶	-۳۸	-۳۹
	عشاء(۲)	-۵	-۶	-۹	-۱۳	-۱۷	-۲۱	-۲۵	-۲۹	-۳۳	-۳۵	-۳۹	-۳۹

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
قلات فرق نصف النہار+۲	فجر	+۹	+۸	+۶	+۴	+۳	۰	-۳	-۶	-۷	-۹	-۱۱	-۱۳	-۱۱	-۱۰	-۹	-۷	-۵	-۱	+۱	+۴	+۵	+۸	+۹	+۹
	طلوع	+۱۰	+۹	+۹	+۷	+۳	+۳	-۱	-۲	-۴	-۵	-۷	-۷	-۶	-۵	-۵	-۳	۰	+۱	+۴	+۷	+۹	+۱۰	+۱۰	+۱۰
	اشراق	+۱۱	+۱۰	+۹	+۷	+۴	+۳	۰	-۱	-۳	-۵	-۶	-۵	-۵	-۵	-۴	-۳	-۱	+۲	+۴	+۶	+۹	+۹	+۱۱	+۱۱
	عصر(۱)	-۶	-۵	-۳	-۲	۰	+۲	+۵	+۷	+۹	+۱۱	+۱۲	+۱۴	+۱۳	+۱۲	+۱۱	+۹	+۶	+۴	+۲	-۱	-۲	-۴	-۶	-۶
	عصر(۲)	-۱۰	-۷	-۶	-۴	-۳	۰	+۳	+۵	+۶	+۸	+۹	+۱۱	+۱۲	+۹	+۸	-۵	+۴	+۱	۰	-۳	-۴	-۵	-۸	-۸
	غروب	-۷	-۶	-۵	-۴	۰	+۱	+۵	+۶	+۸	+۹	+۱۱	+۱۱	+۱۱	+۱۰	+۹	+۷	+۴	+۳	۰	-۲	-۴	-۴	-۶	-۶
	عشاء(۱)	-۵	-۵	-۲	-۱	+۱	+۲	+۵	+۸	+۱۰	+۱۳	+۱۴	+۱۵	+۱۴	+۱۳	+۱۱	+۹	+۸	+۵	+۳	+۱	-۲	-۳	-۴	-۴
	عشاء(۲)	-۵	-۵	-۱	-۰	+۱	+۴	+۷	+۱۰	+۱۱	+۱۳	+۱۵	+۱۶	+۱۵	+۱۴	+۱۳	+۱۱	+۹	+۶	+۴	+۱	-۱	-۲	-۵	-۵
کوہاٹ فرق نصف النہار-۱۸	فجر	-۵	-۷	-۱۱	-۱۴	-۱۷	-۲۳	-۲۸	-۳۳	-۳۹	-۴۳	-۴۷	-۵۱	-۴۹	-۴۶	-۴۲	-۳۷	-۳۲	-۲۶	-۲۰	-۱۵	-۱۲	-۷	-۶	-۴
	طلوع	۰	-۱	-۴	-۸	-۱۳	-۱۷	-۲۲	-۲۷	-۳۱	-۳۵	-۳۷	-۳۸	-۳۷	-۳۵	-۳۳	-۲۹	-۲۴	-۲۰	-۱۵	-۹	-۵	-۲	۰	۰
	اشراق	+۳	+۱	-۲	-۶	-۱۱	-۱۵	-۲۱	-۲۵	-۲۸	-۳۲	-۳۵	-۳۵	-۳۵	-۳۳	-۳۱	-۲۸	-۲۳	-۱۸	-۱۴	-۹	-۴	-۱	+۲	+۴
	عصر(۱)	-۳۶	-۳۳	-۳۰	-۲۷	-۲۲	-۱۷	-۱۲	-۸	-۳	+۱	+۴	+۶	+۵	+۳	۰	-۴	-۱۰	-۱۴	-۱۹	-۲۳	-۲۸	-۳۲	-۳۴	-۳۵
	عصر(۲)	-۴۱	-۳۷	-۳۵	-۳۱	-۲۸	-۲۱	-۱۶	-۱۲	-۹	-۵	-۳	-۱	-۱	-۳	-۶	-۱۰	-۱۴	-۲۱	-۲۲	-۲۸	-۳۱	-۳۵	-۳۸	-۳۹
	غروب	-۳۷	-۳۶	-۳۲	-۲۹	-۲۴	-۱۹	-۱۴	-۹	-۵	-۱	+۱	+۲	+۲	۰	-۳	-۷	-۱۲	-۱۶	-۲۱	-۲۶	-۳۰	-۳۲	-۳۶	-۳۶
	عشاء(۱)	-۳۲	-۳۱	-۲۶	-۲۳	-۱۸	-۱۵	-۹	-۴	+۲	+۶	+۱۰	+۱۱	+۱۰	+۹	+۴	-۱	-۵	-۱۱	-۱۵	-۱۹	-۲۴	-۲۸	-۳۱	-۳۱
	عشاء(۲)	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۲	-۱۹	-۱۳	-۸	-۳	+۳	+۷	+۱۱	+۱۲	+۱۳	+۱۰	+۶	-۱	-۴	-۹	-۱۵	-۲۰	-۲۴	-۲۷	-۳۱	-۳۱

گجرانوالہ فرق نصف النہار-۲۹

	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
فجر	۱۸-	۲۰-	۲۲-	۲۵-	۲۸-	۳۳-	۳۷-	۴۲-	۴۶-	۴۹-	۵۳-	۵۵-	۵۳-	۵۲-	۴۸-	۴۵-	۴۱-	۳۵-	۳۱-	۲۷-	۲۴-	۲۰-	۱۹-	۱۸-
طلوع	۱۴-	۱۶-	۱۶-	۲۱-	۲۵-	۲۸-	۳۳-	۳۶-	۳۹-	۴۲-	۴۵-	۴۵-	۴۴-	۴۲-	۴۲-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۶-	۲۱-	۱۸-	۱۵-	۱۴-	۱۴-
اشراق	۱۲-	۱۳-	۱۶-	۱۹-	۲۴-	۲۷-	۳۱-	۳۴-	۳۷-	۴۰-	۴۳-	۴۳-	۴۳-	۴۱-	۴۰-	۳۷-	۳۳	۲۹-	۲۵-	۲۱-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۱-
عصر (۱)	۴۳-	۴۱-	۳۹-	۳۶-	۳۲-	۲۸-	۲۴-	۲۱-	۱۷-	۱۳-	۱۱-	۹-	۱۰-	۱۲-	۱۴-	۱۸-	۲۲-	۲۵-	۳۰-	۳۳-	۳۷-	۴۰-	۴۲-	۴۳-
عصر (۲)	۴۸-	۴۵-	۴۳-	۳۹-	۳۷-	۳۲-	۲۸-	۲۴-	۲۲-	۱۸-	۱۷-	۱۵-	۱۴-	۱۶-	۱۹-	۲۳-	۵-	۳۰-	۲۲-	۳۷-	۴۰-	۴۲-	۳۶-	۴۶-
غروب	۴۵-	۴۳-	۴۱-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۵-	۲۲-	۱۹-	۱۶-	۱۳-	۱۴-	۱۳-	۱۵-	۱۶-	۲۰-	۲۴-	۲۸-	۲۲-	۳۶-	۳۹-	۴۱-	۴۴-	۴۴-
عشاء (۱)	۴۰-	۳۹-	۳۵-	۳۳-	۲۹-	۲۷-	۲۲-	۱۸-	۱۳-	۱۰-	۷-	۵-	۷-	۸-	۱۱-	۱۵-	۱۹-	۲۳-	۲۷-	۳۰-	۳۴-	۳۷-	۳۹-	۴۰-
عشاء (۲)	۴۰-	۳۹-	۳۵-	۳۳-	۳۰-	۲۵-	۲۱-	۱۶-	۱۲-	۹-	۵-	۴-	۵-	۶-	۱۰-	۱۳-	۱۷-	۲۲-	۲۶-	۳۰-	۳۴-	۳۶-	۴۰-	۴۰-

گجرات فرق نصف النہار-۲۹

	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
فجر	۱۷-	۱۹-	۲۱-	۲۵-	۲۸-	۳۳-	۳۸-	۴۳-	۴۸-	۵۲-	۵۵-	۵۹-	۵۷-	۵۴-	۵۱-	۴۷-	۴۲-	۳۶-	۳۱-	۲۶-	۲۳-	۱۹-	۱۸-	۱۷-
طلوع	۱۲-	۱۴-	۱۶-	۲۰-	۲۵-	۲۸-	۳۳-	۳۷-	۴۰-	۴۴-	۴۷-	۴۷-	۴۶-	۴۴-	۴۳-	۳۹-	۳۴-	۳۱-	۲۶-	۲۱-	۱۷-	۱۴-	۱۲-	۱۲-
اشراق	۱۰-	۱۲-	۱۵-	۱۸-	۲۳-	۲۶-	۳۱-	۳۴-	۳۸-	۴۱-	۴۳-	۴۳-	۴۳-	۴۲-	۴۰-	۳۷-	۳۳-	۲۹-	۲۵-	۲۰-	۱۷-	۱۵-	۱۲-	۱۱-
عصر (۱)	۴۴-	۴۲-	۳۹-	۳۶-	۳۲-	۲۸-	۲۳-	۲۰-	۱۶-	۱۲-	۹-	۸-	۹-	۱۰-	۱۳-	۱۷-	۲۱-	۲۵-	۲۹-	۳۳-	۳۸-	۴۱-	۴۴-	۴۵-
عصر (۲)	۵۰-	۴۷-	۴۵-	۴۰-	۳۸-	۳۲-	۲۷-	۲۳-	۲۱-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۳-	۱۵-	۱۸-	۲۲-	۲۵-	۳۰-	۳۳-	۳۸-	۴۱-	۴۴-	۴۸-	۴۸-
غروب	۴۷-	۴۵-	۴۲-	۳۹-	۳۴-	۳۰-	۲۵-	۲۱-	۱۸-	۱۴-	۱۱-	۱۱-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۹-	۲۴-	۲۷-	۳۲-	۳۶-	۴۰-	۴۲-	۴۶-	۴۶-
عشاء (۱)	۴۱-	۴۰-	۳۵-	۳۳-	۲۹-	۲۶-	۲۱-	۱۶-	۱۲-	۸-	۷-	۳-	۴-	۶-	۹-	۱۴	۱۷-	۲۲-	۲۷-	۳۰-	۳۵-	۳۸-	۴۱-	۴۱-
عشاء (۲)	۴۱-	۴۰-	۳۶-	۳۳-	۳۰-	۲۵-	۲۰-	۱۵-	۱۰-	۶-	۳-	۰	۱-	۴-	۷-	۱۱-	۱۶-	۲۱-	۲۶-	۳۱-	۳۵-	۳۷-	۴۱-	۴۱-

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون	
		١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦
لاہور فرق نصف النہار-۲۹	فجر	-١٩	-٢٠	-٢٢	-٢٥	-٢٨	-٣٢	-٣٧	-٤١	-٤٤	-٤٨	-٥١	-٥٣
	طلوع	-١٥	-١٧	-١٨	-٢١	-٢٦	-٢٨	-٣٣	-٣٦	-٣٨	-٤١	-٤٤	-٤٤
	اشراق	-١٤	-١٥	-١٨	-٢٠	-٢٥	-٢٧	-٣٢	-٣٤	-٣٧	-٤٠	-٤٢	-٤٢
	عصر(۱)	-٤٣	-٤١	-٣٨	-٣٦	-٣٢	-٢٩	-٢٥	-٢١	-١٨	-١٤	-١٣	-١١
	عصر(۲)	-٤٧	-٤٤	-٤٢	-٣٨	-٣٧	-٣٢	-٢٨	-٢٤	-٢٢	-١٩	-١٨	-١٦
	غروب	-٤٤	-٤٢	-٤٠	-٣٨	-٣٣	-٣٠	-٢٥	-٢٢	-٢٠	-١٧	-١٤	-١٤
	عشاء(۱)	-٤٠	-٣٩	-٣٥	-٣٣	-٣٠	-٢٧	-٢٣	-١٩	-١٥	-١١	-٩	-٨
	عشاء(۲)	-٣٩	-٣٩	-٣٥	-٣٣	-٣٠	-٢٦	-٢١	-١٧	-١٤	-١٠	-٧	-٦
لورالائی فرق نصف النہار-٦	فجر	+٢	+١	+١	-٣	-٥	-٨	-١٢	-١٥	-١٨	-٢١	-٢٣	-٢٥
	طلوع	+٥	+٤	+٢	٠	-٤	-٥	-٩	-١١	-١٣	-١٦	-١٨	-١٨
	اشراق	+٦	+٥	+٢	٠	-٣	-٥	-٩	-١١	-١٣	-١٥	-١٧	-١٧
	عصر(۱)	-١٨	-١٦	-١٤	-١٢	-٩	-٦	-٣	٠	+٣	+٦	+٧	+٩
	عصر(۲)	-٢١	-١٨	-١٧	-١٣	-١٢	-٨	-٥	-٢	-١	+٢	+٣	+٥
	غروب	-١٨	-١٧	-١٤	-١٣	-٩	-٧	-٣	-١	+١	+٤	+٦	+٦
	عشاء(۱)	-١٦	-١٥	-١١	-١٠	-٧	-٦	-٢	+١	+٥	+٨	+١٠	+١١
	عشاء(۲)	-١٤	-١٤	-١٠	-٩	-٧	-٤	٠	+٣	+٦	+٩	+١١	+١٢

		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦	١	١٦
لاہور فرق نصف النہار-۲۹	فجر	-٥١	-٥٠	-٤٧	-٤٤	-٤٠	-٣٥	-٣١	-٢٧	-٢٤	-٢٠	-١٩	-١٩
	طلوع	-٤٣	-٤١	-٤١	-٣٧	-٣٣	-٣٠	-٢٦	-٢٢	-١٩	-١٦	-١٥	-١٥
	اشراق	-٤٢	-٤١	-٣٩	-٣٧	٣٣	-٢٩	-٢٦	-٢٢	-١٨	-١٦	-١٤	-١٣
	عصر(۱)	-١٢	-١٣	-١٥	-١٩	-٢٣	-٢٦	-٣٠	-٣٣	-٣٦	-٣٩	-٤٢	-٤٢
	عصر(۲)	-١٥	-١٧	-٢٠	-٢٣	-٢٥	-٣٠	-٣٢	-٣٧	-٣٩	-٤١	-٤٥	-٤٥
	غروب	-١٤	-١٦	-١٧	-٢١	-٢٥	-٢٨	-٣٢	-٣٥	-٣٨	-٤٠	-٤٣	-٤٣
	عشاء(۱)	-٩	-١٠	-١٣	-١٧	-٢٠	-٢٤	-٢٨	-٣٠	-٣٤	-٣٧	-٣٩	-٣٩
	عشاء(۲)	-٧	-٨	-١١	-١٤	-١٨	-٢٢	-٢٦	-٣٠	-٣٤	-٣٦	-٣٩	-٣٩
لورالائی فرق نصف النہار-٦	فجر	-٢٣	-٢٢	-٢٠	-١٨	-١٤	-١٠	-٧	-٤	-٢	+١	+٢	+٢
	طلوع	-١٧	-١٦	-١٥	-١٢	-٩	-٧	-٤	٠	+٢	+٤	+٥	+٥
	اشراق	-١٧	-١٦	-١٥	-١٣	-١٠	-٧	-٤	-١	+٢	+٤	+٥	+٦
	عصر(۱)	+٨	+٦	+٥	+٢	-١	-٤	-٧	-١٠	-١٢	-١٥	-١٧	-١٧
	عصر(۲)	+٥	+٣	+١	-٢	-٣	-٧	-٨	-١٢	-١٣	-١٦	-١٩	-١٩
	غروب	+٦	+٥	+٣	٠	-٣	-٥	-٨	-١١	-١٣	-١٤	-١٧	-١٧
	عشاء(۱)	+٩	+٩	+٦	+٣	+١	-٣	-٦	-٧	-١١	-١٣	-١٥	-١٥
	عشاء(۲)	+١١	+١٠	+٨	+٦	+٢	+١	-٤	-٧	-١٠	-١١	-١٤	-١٤

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
میر پور خان فرق نصف النہار-۸	فجر	۷-	۷-	۷-	۸-	۸-	۹-	۹-	۱۰-	۱۰-	۱۰-	۱۱-	۱۲-	۱۰-	۱۰-	۱۰-	۱۰-	۹-	۱۰-	۹-	۸-	۷-	۶-	۷-	۷-
	طلوع	۷-	۷-	۷-	۷-	۸-	۸-	۹-	۹-	۹-	۹-	۱۰-	۹-	۹-	۹-	۹-	۹-	۸-	۸-	۸-	۷-	۶-	۶-	۷-	۷-
	اشراق	۷-	۷-	۷-	۷-	۸-	۸-	۹-	۸-	۸-	۹-	۹-	۸-	۸-	۸-	۹-	۹-	۸	۸-	۸-	۷-	۶-	۷-	۷-	۷-
	عصر(۱)	۱۰-	۹-	۹-	۹-	۸-	۸-	۷-	۷-	۷-	۶-	۷-	۶-	۷-	۷-	۶-	۷-	۷-	۸-	۷-	۸-	۸-	۹-	۹-	۹-
	عصر(۲)	۱۲-	۱۱-	۱۱-	۱۱-	۱۰-	۹-	۸-	۸-	۸-	۷-	۷-	۵-	۴-	۶-	۸-	۸-	۸-	۸-	۸-	۸-	۹-	۱۰-	۱۱-	۱۱-
	غروب	۹-	۹-	۹-	۹-	۸-	۸-	۷-	۷-	۷-	۷-	۶-	۷-	۷-	۷-	۷-	۸-	۸-	۸-	۸-	۹-	۹-	۹-	۹-	۹-
	عشاء(۱)	۹-	۱۰-	۸-	۸-	۸-	۹-	۸-	۷-	۷-	۶-	۶-	۶-	۷-	۶-	۷-	۸-	۸-	۷-	۸-	۸-	۹-	۸-	۹-	۹-
	عشاء(۲)	۹-	۹-	۸-	۸-	۹-	۸-	۷-	۶-	۶-	۶-	۵-	۵-	۶-	۶-	۶-	۶-	۷-	۶-	۷-	۷-	۹-	۹-	۹-	۹-
مالاکنڈ فرق نصف النہار-۲۰	فجر	۶-	۸-	۱۰-	۱۵-	۱۹-	۲۶-	۳۱-	۳۷-	۴۴-	۴۸-	۵۳-	۵۷-	۵۵-	۵۲-	۴۷-	۴۲-	۳۶-	۲۹-	۲۳-	۱۷-	۱۳-	۸-	۷-	۵-
	طلوع	۱+	۱-	۸-	۹-	۱۴-	۱۹-	۲۵-	۳۰-	۳۴-	۳۷-	۴۴-	۴۳-	۴۲-	۳۹-	۳۷-	۳۳-	۲۷-	۲۲-	۱۶-	۱۰-	۶-	۲-	۱+	۱+
	اشراق	۴+	۲+	۲-	۷-	۱۲-	۱۷-	۲۳-	۲۸-	۳۲-	۳۶-	۴۰-	۴۰-	۴۰-	۳۸-	۳۵-	۳۱-	۲۶-	۲۰-	۱۵-	۹-	۴-	۰	۳+	۵+
	عصر(۱)	۴۰-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۵-	۲۰-	۱۴-	۹-	۴-	۱+	۴+	۶+	۵+	۳+	۰	۵-	۱۸-	۱۶-	۲۱-	۲۶-	۳۱-	۳۶-	۳۹-	۴۰-
	عصر(۲)	۴۶-	۴۲-	۳۹-	۳۴-	۳۱-	۲۳-	۱۸-	۱۳-	۱۰-	۶-	۳۰-	۱-	۱-	۳-	۷-	۱۱-	۱۵-	۲۱-	۲۵-	۳۱-	۳۵-	۳۹-	۴۳-	۴۴
	غروب	۴۲-	۴۰-	۳۶-	۳۲-	۲۷-	۲۱-	۱۵-	۱۰-	۶-	۱-	۶+	۳+	۳+	۰	۳-	۸-	۱۳-	۱۸-	۲۴-	۲۹-	۳۳-	۳۶-	۴۱-	۴۱-
	عشاء(۱)	۳۶-	۳۴-	۲۹-	۲۵-	۲۱-	۱۶-	۱۰-	۴-	۲+	۸+	۲+	۱۴+	۱۲-	۱۰+	۶+	۰	۵-	۱۲-	۱۷-	۲۱-	۲۷-	۳۱-	۳۴-	۳۵-
	عشاء(۲)	۳۴-	۳۳-	۲۹-	۲۵-	۲۱-	۱۴-	۹-	۳-	۴+	۸+	۴+	۱۶+	۱۵+	۱۲+	۷+	۲+	۴-	۱۰-	۱۶-	۲۲-	۲۷-	۳۰-	۳۴-	۳۴-

		جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶
مردان فرق نصف النہار-۲۰	فجر	۶-	۸-	۱۱-	۱۵-	۱۹-	۲۵-	۳۱-	۳۷-	۴۳-	۴۸-	۵۲-	۵۶-
	طلوع	۰	۲-	۴-	۹-	۱۵-	۱۹-	۲۵-	۲۹-	۳۴-	۳۸-	۴۱-	۴۲-
	اشراق	۲+	۱+	۴-	۸-	۱۳-	۱۸-	۲۴-	۲۸-	۳۲-	۳۶-	۴۰-	۴۰-
	عصر (۱)	۴۰-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۵-	۲۰-	۱۵-	۱۰-	۵-	۰	۳+	۵+
	عصر (۲)	۴۵-	۴۱-	۳۹-	۳۴-	۳۰-	۲۳-	۱۸-	۱۳-	۱۱-	۶-	۳-	۱-
	غروب	۴۱-	۳۹-	۳۶-	۳۲-	۲۶-	۲۱-	۱۵-	۱۱-	۶-	۲-	۱+	۲+
	عشاء (۱)	۳۶-	۳۵-	۲۹-	۲۶-	۲۱-	۱۷-	۱۱-	۵-	۱+	۶+	۱۰+	۱۲+
	عشاء (۲)	۳۴-	۳۳-	۲۸-	۲۵-	۲۱-	۱۵-	۹-	۳-	۳+	۸+	۱۲+	۱۵+
نواب شاہ فرق نصف النہار-۶	فجر	۴-	۴-	۴-	۵-	۵-	۷-	۸-	۹-	۹-	۹-	۱۱-	۱۲-
	طلوع	۴-	۴-	۴-	۴-	۶-	۶-	۷-	۸-	۸-	۸-	۹-	۹-
	اشراق	۳-	۳-	۴-	۴-	۵-	۵-	۷-	۶-	۷-	۷-	۸-	۷-
	عصر (۱)	۹-	۸-	۷-	۷-	۶-	۵-	۵-	۴-	۳-	۲-	۲-	۲-
	عصر (۲)	۱۱-	۱۰-	۱۰-	۹-	۹-	۷-	۶-	۵-	۵-	۴-	۴-	۲-
	غروب	۹-	۹-	۹-	۹-	۷-	۷-	۵-	۴-	۴-	۴-	۳-	۳-
	عشاء (۱)	۸-	۸-	۶-	۶-	۶-	۶-	۵-	۴-	۳-	۲-	۲-	۲-
	عشاء (۲)	۸-	۸-	۷-	۷-	۷-	۵-	۴-	۳-	۳-	۲-	۱-	۱-

		جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
مردان فرق نصف النہار-۲۰	فجر	۵۴-	۵۱-	۴۷-	۴۱-	۳۶-	۲۹-	۲۳-	۱۷-	۱۳-	۸-	۷-	۵-
	طلوع	۴۱-	۳۸-	۳۷-	۳۲-	۲۶-	۲۲-	۱۶-	۱۱-	۶-	۲-	۰	۰
	اشراق	۴۰-	۳۸-	۳۶-	۳۲-	۲۷	۲۱-	۱۶-	۱۱-	۵-	۲-	۱+	۳+
	عصر (۱)	۴+	۱+	۲-	۶-	۱۲-	۱۷-	۲۲-	۲۷-	۳۲-	۳۶-	۳۹-	۴۰-
	عصر (۲)	۱-	۳-	۷-	۱۲-	۱۵-	۲۱-	۲۵-	۳۱-	۳۵-	۳۸-	۴۲-	۴۳-
	غروب	۲+	۱-	۳-	۸-	۱۴-	۱۸-	۲۴-	۲۸-	۳۳-	۳۶-	۴۰-	۴۰-
	عشاء (۱)	۱۰+	۹+	۴+	۲-	۷-	۱۳-	۱۸-	۲۲-	۲۸-	۳۱-	۳۵-	۳۶-
	عشاء (۲)	۱۴+	۱۱+	۷+	۱+	۴-	۱۰-	۱۶-	۲۲-	۲۷-	۳۰-	۳۴-	۳۴-
نواب شاہ فرق نصف النہار-۶	فجر	۱۰-	۱۰-	۱۰-	۱۰-	۹-	۷-	۶-	۵-	۵-	۳-	۳-	۴-
	طلوع	۹-	۹-	۹-	۸-	۶-	۶-	۵-	۳-	۳-	۳-	۳-	۴-
	اشراق	۷-	۷-	۷-	۷-	۶-	۵-	۵-	۴-	۳-	۳-	۳-	۳-
	عصر (۱)	۲-	۳-	۲-	۳-	۴-	۵-	۶-	۶-	۷-	۸-	۸-	۸-
	عصر (۲)	۱-	۳-	۵-	۶-	۶-	۸-	۸-	۸۱-	۸-	۸-	۱۰-	۱۰
	غروب	۳-	۲-	۳-	۵-	۶-	۶-	۷-	۸-	۸-	۸-	۸-	۸-
	عشاء (۱)	۳-	۲-	۳-	۴-	۴-	۵-	۶-	۵-	۷-	۷-	۸-	۷-
	عشاء (۲)	۲-	۲-	۲-	۲-	۳-	۴-	۵-	۶-	۷-	۷-	۸-	۸-

ذیل کے جدول میں بائیں جانب کے شہروں کے اوقات گزشتہ نقشہ میں درج ہیں یہاں ان سے دائیں جانب کے شہروں کا فرق وقت لکھا جاتا ہے۔

اٹک	اسلام آباد	+۳
ایبٹ آباد	پشاور	-۷
بنوں	جہلم	+۱۲
بیلا	نواب شاہ	+۸
پسنی	حیدرآباد	+۲۰
پنجگور	دادو	+۱۵
تربت	سانگھڑ	+۲۴
ٹھٹہ	کراچی	-۴
چاغی	بہاولپور	+۲۸
خضدار	سکھر	+۹
ڈیرہ غازی خان	مظفرگڈھ	+۲
راولپنڈی	اسلام آباد	۰
ژہوب	جھنگ	+۱۱
سرگودھا	گجرانوالہ	+۶
فیصل آباد	لاہور	+۵
کوئٹہ	ملتان	+۱۷
گلگت	چترال	-۱۰
گوادر	کراچی	+۱۹
لاڑکانہ	خیرپور	+۲
مظفرآباد	مردان	-۶
میانوالی	گجرات	+۱۰
مند	نواب شاہ	+۲۶
نوشکی	سبی	+۸
نوکنڈی	قلات	+۱۵

مشرقی پاکستان معیاری وقت=طول ۹۰°

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
پٹنہ فرق نصف النہار-۲۹	فجر	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۰
	طلوع	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱
	اشراق	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۸	۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱
	عصر(۱)	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷
	عصر(۲)	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷
	غروب	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷
	عشاء(۱)	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷
	عشاء(۲)	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۲	-۳۱	۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸
پتوا کھالی فرق نصف النہار-۳۳	فجر	-۳۷	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۶	-۲۷	-۲۸	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۶
	طلوع	-۳۹	-۳۸	-۳۷	-۳۶	-۳۵	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۶	-۳۷	-۳۸	-۳۸
	اشراق	-۳۹	-۳۸	-۳۷	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۹	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۹	-۳۹
	عصر(۱)	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۷	-۳۹	-۳۹	-۴۱	-۴۱	-۴۱	-۴۱	-۳۹	-۳۸	-۳۷	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹
	عصر(۲)	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۷	-۳۶	-۳۵	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹	۲۸
	غروب	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۷	-۳۶	-۳۵	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۸
	عشاء(۱)	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۵	-۳۶	-۳۷	-۳۸	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۴۱	-۴۰	-۳۹	-۳۸	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹
	عشاء(۲)	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۹	-۴۰	-۴۱	-۴۱	-۴۰	-۴۱	-۳۹	-۳۸	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰

		جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶
راجشاہی فرق نصف النہار-۲۶	فجر	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵
	طلوع	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۴
	اشراق	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۴
	عصر(۱)	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸
	عصر(۲)	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸
	غروب	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸
	عشاء(۱)	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸
	عشاء(۲)	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸
فریدپور فرق نصف النہار-۳۱	فجر	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷
	طلوع	-۳۴	-۳۳	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۷
	اشراق	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸	-۲۷
	عصر(۱)	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۴	-۳۵	-۳۵
	عصر(۲)	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۴	-۳۵	-۳۵
	غروب	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۲	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۵
	عشاء(۱)	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۳	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۳۴	-۳۵
	عشاء(۲)	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۳۴	-۳۵	-۳۵	-۳۵

		جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
راجشاہی فرق نصف النہار-۲۶	فجر	-۲۴	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷
	طلوع	-۲۴	-۲۴	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۵	-۲۶	-۲۵	-۲۵	-۲۷	-۲۷	-۲۷
	اشراق	-۲۴	-۲۴	-۲۵	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۷	-۲۷	-۲۷
	عصر(۱)	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵
	عصر(۲)	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵
	غروب	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵
	عشاء(۱)	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۶	-۲۵
	عشاء(۲)	-۲۹	-۲۸	-۲۸	-۲۸	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۷	-۲۶	-۲۶	-۲۶
فریدپور فرق نصف النہار-۳۱	فجر	-۲۶	-۲۷	-۲۸	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۳
	طلوع	-۲۷	-۲۷	-۲۸	-۲۹	-۲۹	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۴
	اشراق	-۲۷	-۲۸	-۲۹	-۳۰	-۳۰	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۳۲	-۳۳	-۳۴	-۳۴
	عصر(۱)	-۳۵	-۳۵	-۳۴	-۳۳	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۹
	عصر(۲)	-۳۴	-۳۴	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹	-۲۸
	غروب	-۳۴	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۸
	عشاء(۱)	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۰	-۲۹	-۲۹	-۲۹
	عشاء(۲)	-۳۶	-۳۵	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۲	-۳۲	-۳۱	-۳۱	-۳۰	-۳۰	-۲۹

ماہ	تاریخ	فجر	طلوع	اشراق	عصر (۱)	عصر (۲)	غروب	عشاء (۱)	عشاء (۲)
دسمبر	۱۶	-۳۹	-۲۰	-۲۱	-۳۳	-۳۴	-۳۱	-۳۳	-۳۴
	۱	-۳۹	-۲۰	-۲۱	-۳۴	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۳۴
نومبر	۱۶	-۳۸	-۳۹	-۲۰	-۳۴	-۳۴	-۳۳	-۳۴	-۳۴
	۱	-۳۷	-۳۸	-۳۹	-۳۵	-۳۵	-۳۴	-۳۵	-۳۵
اکتوبر	۱۶	-۳۶	-۳۷	-۳۸	-۳۶	-۳۶	-۳۵	-۳۶	-۳۶
	۱	-۳۵	-۳۶	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷
ستمبر	۱۶	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸
	۱	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹
اگست	۱۶	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۲۰	-۲۰	-۳۹	-۲۰	-۲۰
	۱	-۳۱	-۳۳	-۳۳	-۲۱	-۲۰	-۲۰	-۲۱	-۲۱
جولائی	۱۶	-۳۰	-۳۱	-۳۴	-۲۴	-۲۱	-۲۱	-۲۴	-۲۴
	۱	-۳۹	-۳۱	-۳۱	-۲۳	-۲۱	-۲۱	-۲۳	-۲۳
جون	۱۶	-۳۰	-۳۱	-۳۱	-۲۴	-۲۱	-۲۴	-۲۴	-۲۴
	۱	-۳۱	-۳۴	-۳۴	-۲۴	-۲۱	-۲۱	-۲۱	-۲۴
مئی	۱۶	-۳۱	-۳۳	-۳۳	-۲۱	-۲۱	-۲۱	-۲۱	-۲۴
	۱	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۲۰	-۲۰	-۳۹	-۲۰	-۲۱
اپریل	۱۶	-۳۳	-۳۴	-۳۵	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۹	-۲۰
	۱	-۳۴	-۳۵	-۳۶	-۳۸	-۳۸	-۳۷	-۳۸	-۳۹
مارچ	۱۶	-۳۵	-۳۶	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۸
	۱	-۳۶	-۳۷	-۳۸	-۳۶	-۳۶	-۳۶	-۳۶	-۳۷
فروری	۱۶	-۳۷	-۳۸	-۳۸	-۳۵	-۳۵	-۳۶	-۳۵	-۳۶
	۱	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۳۴	-۳۴	-۳۴	-۳۴	-۳۵
جنوری	۱۶	-۳۸	-۲۰	-۲۰	-۳۳	-۳۳	-۳۳	-۳۴	-۳۵
	۱	-۳۹	-۲۱	-۲۱	-۳۳	-۳۳	-۳۳	-۳۳	-۳۴

میجدی فرق نصف النہار-۳۶

مشرقی پاکستان معیاری وقت=طول ۹۰°

شہر		
بوگرا	کراچی	-۳۰
باری سال	میجدی	+۳
تنکیل	پٹنہ	-۳
جیسور	میجدی	+۸
چاٹگام	پٹواکھالی	-۶
دیناجپور	میرپورخاص	-۱۸
ڈھاکہ	فریدپور	-۳
رنگ پور	میرپورخاص	-۲۱
رنگامتی	میجدی	-۴
سلہٹ	کراچی	-۳۹
کشورگنج	راج شاہی	-۹
کومیلا	فریدپور	-۶
کشتیا	پٹنہ	+۱
کھلنا	میجدی	+۶
نصیرآباد	کراچی	-۳۴

ایران معیاری وقت=طول ۹۰°

شہر		
ایران شہر	خیرپور	-۲۹
پیشین	نواب شاہ	-۳۳
تہران	دیر	+۲۲
دشت	جیکب آباد	-۳۱
زاہدان	سبی	-۳۲
سراوان	خیرپور	-۳۴
گشت	سکھر	-۳۳

افغانستان معیاری وقت=طول ۵ء۶۷

شہر		
کابل	مالاکنڈ	-۱۸
قندھار	لاہور	+۴

سعودیہ عربیہ معیاری وقت = طول ۴۵

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
مکہ مکرمہ فرق نصف النہار-۱۲	فجر	۱۸-	۱۷-	۱۵-	۱۴-	۱۳-	۱۱-	۹-	۷-	۵-	۳-	۲-	۱-	۱-	۲-	۴-	۵-	۷-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۶-	۱۷-	۱۸-
	طلوع	۲۰-	۱۹-	۱۷-	۱۶-	۱۴-	۱۳-	۱۱-	۹-	۸-	۶-	۵-	۴-	۵-	۵-	۶-	۸-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۸-	۱۹-	۲۰-
	اشراق	۲۰-	۱۸-	۱۷-	۱۵-	۱۴-	۱۲-	۱۱-	۹-	۷-	۵-	۴-	۳-	۳-	۴-	۶-	۸-	۹-	۱۰-	۱۲-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۱۹-
	عصر(۱)	۵-	۶-	۷-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۸-	۲۰-	۱۸-	۱۳-	۱۵-	۲۲-	۱۸-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۲-	۱۰-	۸-	۷-	۶-	۵-
	عصر(۲)	۴-	۵-	۶-	۸-	۱۰-	۱۲-	۱۳-	۱۵-	۱۶-	۱۸-	۱۷-	۱۷-	۱۷-	۱۸-	۱۷-	۱۶-	۱۴-	۱۲-	۱۱-	۹-	۷-	۶-	۵-	۴-
	غروب	۴-	۵-	۷-	۸-	۱۰-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۶-	۱۸-	۱۹-	۱۹-	۱۹-	۱۹-	۱۸-	۱۶-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۹-	۷-	۶-	۵-	۴-
	عشاء(۱)	۶-	۷-	۷-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۸-	۱۹-	۲۱-	۲۱-	۲۲-	۲۱-	۱۹-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۲-	۱۰-	۹-	۷-	۶-	۵-
	عشاء(۲)	۶-	۷-	۹-	۱۰-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۱-	۲۰-	۲۳-	۲۳-	۲۰-	۲۰-	۱۹-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۹-	۸-	۷-	۶-
طائف فرق نصف النہار-۱۴	فجر	۱۹-	۱۷-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۱۰-	۸-	۶-	۴-	۴-	۳-	۲-	۴-	۵-	۷-	۹-	۱۰-	۱۲-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۸-	۱۸-
	طلوع	۲۱-	۲۰-	۱۸-	۱۷-	۱۶-	۱۳-	۱۲-	۱۰-	۸-	۷-	۶-	۴-	۵-	۵-	۷-	۹-	۱۰-	۱۲-	۱۴-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۰-	۲۱-
	اشراق	۲۲-	۲۰-	۱۹-	۱۷-	۱۶-	۱۴-	۱۳-	۱۱-	۹-	۷-	۶-	۵-	۵-	۶-	۸-	۱۰-	۱۱-	۱۲-	۱۴-	۱۶-	۱۸-	۲۰-	۲۱-	۲۱-
	عصر(۱)	۸-	۸-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۱-	۲۲-	۲۴-	۲۴-	۲۵-	۲۴-	۲۲-	۲۰-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۲-	۱۰-	۹-	۸-	۷-
	عصر(۲)	۸-	۸-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۴-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۰-	۲۲-	۲۱-	۲۱-	۲۱-	۲۰-	۱۹-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۹-	۸-	۸-	۶-
	غروب	۷-	۷-	۹-	۱۱-	۱۲-	۱۴-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۱-	۲۱-	۲۲-	۲۲-	۲۱-	۲۰-	۱۸-	۱۷-	۱۵-	۱۳-	۱۱-	۹-	۷-	۷-	۵-
	عشاء(۱)	۸-	۹-	۹-	۱۱-	۱۳-	۱۵-	۱۷-	۱۹-	۲۰-	۲۱-	۲۳-	۲۳-	۲۴-	۲۳-	۲۱-	۲۰-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۲-	۱۱-	۹-	۸-	۷-
	عشاء(۲)	۸-	۱۰-	۱۰-	۱۲-	۱۴-	۱۶-	۱۷-	۱۹-	۲۱-	۲۳-	۲۴-	۲۴-	۲۵-	۲۴-	۲۲-	۲۰-	۱۸-	۱۶-	۱۴-	۱۳-	۱۲-	۱۰-	۹-	۸-

مدینہ منورہ کے سب اوقات کراچی کے اوقات سے ۱۲ منٹ کم ہیں ☆ جدہ کے سب اوقات مکہ مکرمہ کے اوقات سے ۳ منٹ زیادہ ہیں

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
رابغ فرق نصف النہار-۸	فجر	-۱۱	-۱۰	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۳	-۲	-۲	-۲	-۱	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۱
	طلوع	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۴	-۳	-۲	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۲
	اشراق	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۴	-۳	-۲	-۳	-۴	-۵	-۶	-۷	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۲	-۱۲	-۱۳
	عصر(۱)	-۵	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۴	-۱۴	-۱۴	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۵	-۴
	عصر(۲)	-۵	-۵	-۶	-۷	-۸	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۵	-۴
	غروب	-۴	-۵	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۳	-۱۳	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۱	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۴	-۳
	عشاء(۱)	-۵	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۲	-۱۳	-۱۴	-۱۴	-۱۳	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۴
	عشاء(۲)	-۵	-۵	-۶	-۷	-۸	-۹	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۳	-۱۴	-۱۴	-۱۵	-۱۴	-۱۳	-۱۲	-۱۱	-۱۰	-۹	-۸	-۷	-۶	-۵	-۴
ریاض فرق نصف النہار-۳۹	فجر	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۷	-۳۷	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۹	-۳۹
	طلوع	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۳۹
	اشراق	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۷	-۳۷	-۳۷	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹
	عصر(۱)	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸
	عصر(۲)	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۷
	غروب	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۷
	عشاء(۱)	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۱	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۸	-۳۸	-۳۸	-۳۸
	عشاء(۲)	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۴۱	-۴۰	-۴۰	-۴۰	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۹

ہندوستان معیاری وقت = ۸۲ء۵

بمبئی فرق نصف النہار-۷

	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
فجر	-۲	۰	+۲	+۴	+۶	+۹	+۱۲	+۱۵	+۱۸	+۲۱	+۲۳	+۲۴	+۲۴	+۲۳	+۲۰	+۱۷	+۱۴	+۱۱	+۸	+۵	+۳	+۱	-۱	-۱
طلوع	-۵	-۳	-۱	+۱	+۳	+۶	+۹	+۱۲	+۱۵	+۱۷	+۱۹	+۲۱	+۲۰	+۱۹	+۱۷	+۱۵	+۱۲	+۹	+۶	+۳	۰	-۲	-۴	-۵
اشراق	-۵	-۴	-۲	۰	+۲	+۵	+۸	+۱۱	+۱۴	+۱۷	+۱۹	+۲۰	+۲۰	+۱۸	+۱۶	+۱۴	+۱۲	+۸	+۵	+۲	-۱	-۳	-۵	-۶
عصر(۱)	+۱۶	+۱۵	+۱۳	+۱۱	+۸	+۵	+۲	-۲	-۵	-۸	-۱۰	-۱۱	-۱۲	-۱۰	-۷	-۴	-۱	+۳	+۶	+۹	+۱۲	+۱۴	+۱۵	+۱۶
عصر(۲)	+۱۷	+۱۶	+۱۴	+۱۲	+۱۰	+۷	+۴	+۱	-۲	-۴	-۵	-۶	-۵	-۴	-۳	-۱	+۲	+۵	+۸	+۱۱	+۱۴	+۱۷	+۱۸	+۱۹
غروب	+۱۸	+۱۷	+۱۵	+۱۳	+۱۰	+۷	+۴	+۱	-۱	-۴	-۵	-۶	-۶	-۵	-۳	-۱	+۲	+۵	+۸	+۱۱	+۱۴	+۱۶	+۱۸	+۱۹
عشاء(۱)	+۱۶	+۱۵	+۱۴	+۱۱	+۸	+۵	+۲	-۱	-۴	-۶	-۸	-۹	-۱۰	-۸	-۶	-۳	۰	+۳	+۶	+۹	+۱۲	+۱۳	+۱۵	+۱۷
عشاء(۲)	+۱۵	+۱۴	+۱۳	+۱۰	+۷	+۴	+۱	-۲	-۵	-۷	-۹	-۱۰	-۱۱	-۹	-۷	-۴	۰	+۳	+۶	+۸	+۱۰	+۱۲	+۱۴	+۱۵

بنگلور فرق نصف النہار-۱۲

	جنوری ۱	جنوری ۱۶	فروری ۱	فروری ۱۶	مارچ ۱	مارچ ۱۶	اپریل ۱	اپریل ۱۶	مئی ۱	مئی ۱۶	جون ۱	جون ۱۶	جولائی ۱	جولائی ۱۶	اگست ۱	اگست ۱۶	ستمبر ۱	ستمبر ۱۶	اکتوبر ۱	اکتوبر ۱۶	نومبر ۱	نومبر ۱۶	دسمبر ۱	دسمبر ۱۶
فجر	-۳۰	-۲۸	-۲۴	-۱۹	-۱۴	-۸	-۳	+۳	+۹	+۱۴	+۱۷	+۱۹	+۲۰	+۱۷	+۱۲	+۷	+۱	-۴	-۱۰	-۱۶	-۲۱	-۲۵	-۲۹	-۲۹
طلوع	-۳۵	-۳۲	-۲۸	-۲۴	-۲۰	-۱۴	-۸	-۲	+۳	+۷	+۱۱	+۱۳	+۱۲	+۱۰	+۶	+۱	-۳	-۹	-۱۵	-۲۰	-۲۵	-۳۰	-۳۴	-۳۵
اشراق	-۳۷	-۳۴	-۳۰	-۲۵	-۲۱	-۱۵	-۹	-۳	+۲	+۶	+۱۰	+۱۲	+۱۱	+۹	+۵	۰	-۵	-۱۰	-۱۵	-۲۰	-۲۵	-۳۰	-۳۵	-۳۶
عصر(۱)	+۴	+۳	-۲	-۷	-۱۲	-۱۸	-۲۵	-۳۲	-۴۰	-۴۶	-۵۲	-۵۴	-۵۴	-۵۰	-۴۴	-۳۷	-۳۰	-۲۲	-۱۶	-۱۰	-۴	۰	+۳	+۵
عصر(۲)	+۸	+۷	+۲	-۳	-۸	-۱۳	-۱۹	-۲۵	-۳۱	-۳۵	-۳۹	-۳۹	-۳۹	-۳۷	-۳۳	-۲۸	-۲۲	-۱۶	-۱۱	-۶	۰	+۶	+۸	+۱۰
غروب	+۱۰	+۸	+۳	-۲	-۷	-۱۲	-۱۷	-۲۳	-۲۸	-۳۳	-۳۵	-۳۷	-۳۶	-۳۴	-۳۱	-۲۷	-۲۲	-۱۶	-۱۰	-۴	+۱	+۶	+۹	+۱۱
عشاء(۱)	+۶	+۴	+۱	-۴	-۱۰	-۱۶	-۲۲	-۲۷	-۳۲	-۳۶	-۴۰	-۴۲	-۴۲	-۳۹	-۳۵	-۳۰	-۲۴	-۱۸	-۱۲	-۷	-۲	+۲	+۵	+۷
عشاء(۲)	+۶	+۳	۰	-۵	-۸	-۱۲	-۲۲	-۲۷	-۳۳	-۳۹	-۴۲	-۴۴	-۴۴	-۴۱	-۳۷	-۳۲	-۲۶	-۲۰	-۱۴	-۹	-۴	۰	+۳	+۵

		جنوری		فروری		مارچ		اپریل		مئی		جون	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
حیدرآباد دکن فرق نصف النہار+۱۶	فجر	۲۷-	۲۵-	۲۳-	۲۰-	۱۷-	۱۳-	۹-	۵-	۱-	۲+	۴+	۵+
	طلوع	۳۱-	۲۹-	۲۶-	۲۳-	۲۰-	۱۷-	۱۳-	۹-	۶-	۳-	۱-	۱+
	اشراق	۳۲-	۳۰-	۲۷-	۲۴-	۲۱-	۱۸-	۱۴-	۱۰-	۶-	۴-	۲-	۰
	عصر(۱)	۵-	۶-	۸-	۱۱-	۱۵-	۱۹-	۲۳-	۲۷-	۳۲-	۶۵-	۳۹-	۴۰-
	عصر(۲)	۳-	۴-	۷-	۹-	۱۲-	۱۶-	۲۰-	۲۴-	۲۹-	۳۰-	۳۲-	۳۲-
	غروب	۲-	۳-	۶-	۹-	۱۲-	۱۵-	۱۹-	۲۳-	۲۶-	۲۹-	۳۱-	۳۲-
	عشاء(۱)	۴-	۶-	۸-	۱۱-	۱۴-	۱۸-	۲۲-	۲۶-	۲۹-	۳۲-	۳۴-	۳۵-
	عشاء(۲)	۵-	۷-	۹-	۱۲-	۱۵-	۱۹-	۲۳-	۲۷-	۳۰-	۳۴-	۳۶-	۳۷-
کلکتہ فرق نصف النہار-۵۶	فجر	۵۹-	۵۸-	۵۷-	۵۷-	۵۵-	۵۴-	۵۳-	۵۲-	۵۱-	۵۰-	۴۹-	۴۸-
	طلوع	۶۱-	۶۰-	۵۹-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۳-	۵۲-	۵۱-	۵۰-	۴۹-
	اشراق	۶۱-	۶۰-	۵۹-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۳-	۵۲-	۵۱-	۵۰-	۴۹-
	عصر(۱)	۵۲-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۹-	۶۰-	۶۱-	۶۲-	۶۲-
	عصر(۲)	۵۲-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۹-	۶۰-	۶۱-	۶۱-
	غروب	۵۱-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۹-	۶۰-	۶۱-	۶۱-
	عشاء(۱)	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۹-	۶۰-	۶۱-	۶۲-	۶۲-
	عشاء(۲)	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۹-	۶۰-	۶۱-	۶۲-	۶۳-

		جولائی		اگست		ستمبر		اکتوبر		نومبر		دسمبر	
		۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶	۱	۱۶
حیدرآباد دکن فرق نصف النہار+۱۶	فجر	۶+	۳+	۰	۳-	۷-	۱۱-	۱۴-	۱۷-	۲۰-	۲۶-	۲۶-	۲۶-
	طلوع	۱+	۱-	۴-	۷-	۱۰-	۱۳-	۱۷-	۲۱-	۲۴-	۳۰-	۳۰-	۳۱-
	اشراق	۰	۲-	۵-	۸-	۱۱-	۱۴-	۱۸-	۲۲-	۲۵-	۳۱-	۳۱-	۳۲-
	عصر(۱)	۴۰-	۳۸-	۳۴-	۳۰-	۲۶-	۲۲-	۱۸-	۱۴-	۱۰-	۵-	۵-	۴-
	عصر(۲)	۳۲-	۳۰-	۲۸-	۲۵-	۲۲-	۱۹-	۱۵-	۱۱-	۷-	۳-	۳-	۰
	غروب	۳۲-	۳۰-	۲۸-	۲۵-	۲۲-	۱۹-	۱۵-	۱۱-	۷-	۲-	۲-	۰
	عشاء(۱)	۳۶-	۳۴-	۳۱-	۲۸-	۲۴-	۲۰-	۱۶-	۱۳-	۱۰-	۵-	۵-	۳-
	عشاء(۲)	۳۸-	۳۶-	۳۲-	۲۹-	۲۵-	۲۱-	۱۷-	۱۴-	۱۱-	۷-	۷-	۵-
کلکتہ فرق نصف النہار-۵۶	فجر	۴۸-	۴۹-	۵۰-	۵۱-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۸-
	طلوع	۴۹-	۵۰-	۵۱-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۵۹-	۶۰-	۶۰-
	اشراق	۵۰-	۵۱-	۵۲-	۵۳-	۵۴-	۵۵-	۵۶-	۵۷-	۵۸-	۶۰-	۶۱-	۶۱-
	عصر(۱)	۶۳-	۶۲-	۶۱-	۶۰-	۵۹-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۴-	۵۳-	۵۲-	۵۱-
	عصر(۲)	۶۱-	۶۱-	۶۰-	۵۹-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۴-	۵۲-	۵۱-	۵۰-
	غروب	۶۱-	۶۱-	۶۰-	۵۹-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۴-	۵۳-	۵۲-	۵۱-	۵۰-
	عشاء(۱)	۶۳-	۶۲-	۶۱-	۶۰-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۴-	۵۳-	۵۲-	۵۱-
	عشاء(۲)	۶۴-	۶۳-	۶۱-	۶۰-	۵۸-	۵۷-	۵۶-	۵۵-	۵۴-	۵۳-	۵۳-	۵۲-

مدراس فرق نصف النہار -۲۳

مہینہ	تاریخ	فجر	طلوع	اشراق	عصر(۱)	عصر(۲)	غروب	عشاء(۱)	عشاء(۲)
جنوری	۱	-۴۱	-۴۶	-۴۷	-۷	-۳	-۱	-۵	-۵
	۱۶	-۳۸	-۴۳	-۴۴	-۸	-۴	-۳	-۷	-۸
فروری	۱	-۳۵	-۳۹	-۴۰	-۱۲	-۸	-۷	-۹	-۱۱
	۱۶	-۳۰	-۳۵	-۳۵	-۱۷	-۱۳	-۱۲	-۱۴	-۱۶
مارچ	۱	-۲۵	-۳۰	-۳۰	-۲۲	-۱۸	-۱۷	-۲۰	-۲۱
	۱۶	-۲۰	-۲۴	-۲۵	-۲۹	-۲۳	-۲۵	-۲۶	-۲۷
اپریل	۱	-۱۴	-۱۹	-۲۰	-۳۶	-۲۹	-۲۸	-۳۲	-۳۳
	۱۶	-۸	-۱۳	-۱۴	-۴۳	-۴۵	-۳۳	-۳۷	-۳۹
مئی	۱	-۲	-۸	-۹	-۵۰	-۴۱	-۳۸	-۴۲	-۴۴
	۱۶	+۳	-۴	-۵	-۵۶	-۴۵	-۴۳	-۴۷	-۴۹
جون	۱	+۶	۰	-۲	-۶۲	-۴۹	-۴۶	-۵۰	-۵۳
	۱۶	+۸	+۲	+۱	-۶۴	-۴۹	-۴۸	-۵۲	-۵۴
جولائی	۱	+۹	-۲	۰	-۶۴	-۴۹	-۴۸	-۵۳	-۵۵
	۱۶	+۶	۰	-۲	-۶۱	-۴۸	-۴۵	-۵۰	-۵۲
اگست	۱	+۱	-۵	-۶	-۵۴	-۴۴	-۴۲	-۴۶	-۴۷
	۱۶	-۴	-۱۰	-۱۱	-۴۷	-۳۹	-۳۷	-۳۱	-۴۲
ستمبر	۱	-۹	-۱۵	-۱۶	-۴۰	-۳۳	-۳۲	-۳۶	-۳۶
	۱۶	-۱۵	-۲۰	-۲۱	-۳۳	-۲۸	-۲۷	-۳۰	-۳۰
اکتوبر	۱	-۲۱	-۲۵	-۲۶	-۲۷	-۲۲	-۲۱	-۲۴	-۲۵
	۱۶	-۲۷	-۳۰	-۳۱	-۲۱	-۱۶	-۱۵	-۱۸	-۲۰
نومبر	۱	-۳۲	-۳۶	-۳۶	-۱۵	-۱۰	-۱۰	-۱۳	-۱۵
	۱۶	-۳۶	-۴۱	-۴۲	-۱۱	-۵	-۵	-۹	-۱۰
دسمبر	۱	-۴۰	-۴۴	-۴۶	-۸	-۴	-۲	-۶	-۸
	۱۶	-۴۰	-۴۶	-۴۷	-۶	۰	۰	-۴	-۶

دائیں جانب کے شہروں کا بائیں جانب کے شہروں سے سب اوقات میں حسب ذیل فرق ہے

دائیں جانب	بائیں جانب	فرق
الور	خیرپور	-۱
اجمیر	نواب شاہ	+۵
انبالہ	لورالائی	-۳
امرتسر	لاہور	+۲۸
آگرہ	خیرپور	-۷
اٹاوہ	دادو	-۱۵
الہ آباد	میرپورخاص	-۱۷
اعظم گڈھ	سانگھڑ	-۲۷
بہرائچ	خیرپور	-۲۱
بیکانیر	سکھر	+۱۲
بھرت پور	خیرپور	-۵
بریلی	رحیم یارخان	-۷
بنارس	حیدرآباد	-۲۸
بستی	دادو	-۳۰
بجنور	بھاولپور	+۴
بھوپال	فریدپور	+۲۰
تھانہ بھون	بھاولپور	+۷
پیلی بھیت	خاران	-۲۷
پٹیالہ	ملتان	+۱۰
پٹنہ	میرپورخاص	-۳۴
پرتاب گڈھ	سانگھڑ	-۲۲
پونہ	بمبئی	-۴
ٹونک	نواب شاہ	۰

جے پور	دادو	-۲	فیض آباد	دادو	-۲۷
جونا گڈھ	مکہ مکرمہ	+۲۹	فرخ آباد	خیر پور	-۱۳
جودھ پور	نواب شاہ	+۱۲	فتح پور ہسوا	سانگھڑ	+۱۷
جیسلمیر	دادو	+۱۸	کانپور	نواب شاہ	-۱۸
جالندھر	جھنگ	+۱۷	کرنال	سبی	-۶
جموں	گجرات	+۲۶	گورداس پور	گوجرانوالہ	+۲۵
جون پور	میر پور خاص	-۲۵	جھانسی	خیر پور	-۹
حصار	قلات	-۷	گورکھپور	دادو	+۳۲
دیوبند	بھاولنگر	+۱۲	گوڑ گانوہ	خاران	-۱۶
دہلی	خاران	-۱۷	گونڈا	دادو	-۲۷
دہرہ دون	ملتان	+۴	لدھیانہ	ساہیوال	+۱۹
رہتک	قلات	-۱۰	لکھنؤ	دادو	-۲۳
رائے بریلی	نواب شاہ	-۱۷	لکھیم پور کھیری	سکھر	+۱۸
سہارنپور	بھاولنگر	+۲۳	میرٹھ	قلات	-۱۴
سرینگر	پشاور	+۱۵	مظفر نگر	سبی	-۹
سلطان پور	نواب شاہ	-۲۵	مراد آباد	قلات	-۱۹
سیتاپور	خیر پور	-۱۸	متھرا	خیر پور	-۶
سرہند	ساہیوال	+۱۷	مغل سرائے	حیدر آباد	-۲۹
سورت	مکہ مکرمہ	+۱۹	ناتھ	ساہیوال	+۱۷
شملہ	جھنگ	+۱۱	ہشیار پور	لاہور	+۲۳
شاہ جہاں پور	سکھر	-۱۴	ہردوار	بھاولنگر	+۱۰
علی گڈھ	سکھر	-۷	ہردوئی	خیر پور	-۱۶
فیروز پور	ساھیوال	+۲۴	ہوڑہ	کلکتہ	+۲

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جنوری	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۶	۹	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۳۵	۳	۳۴	۴	۱۹	۵	۵۴	۶	۴۷	۷	۱
۲	۶	۹	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۳۶	۳	۳۵	۴	۱۹	۵	۵۵	۶	۴۸	۷	۲
۳	۶	۹	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۶	۳	۳۵	۴	۱۹	۵	۵۵	۶	۴۸	۷	۳
۴	۶	۱۰	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۷	۳	۳۶	۴	۲۰	۵	۵۶	۶	۴۹	۷	۴
۵	۶	۱۰	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۷	۳	۳۶	۴	۲۱	۵	۵۷	۶	۵۰	۷	۴
۶	۶	۱۰	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۸	۳	۳۷	۴	۲۱	۵	۵۷	۶	۵۱	۷	۵
۷	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۸	۳	۳۸	۴	۲۲	۵	۵۸	۶	۵۱	۷	۵
۸	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۸	۳	۳۸	۴	۲۲	۵	۵۹	۶	۵۱	۷	۶
۹	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۹	۳	۳۹	۴	۲۳	۶	۰	۶	۵۲	۷	۷
۱۰	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۳۹	۳	۴۰	۴	۲۴	۶	۰	۶	۵۳	۷	۷
۱۱	۶	۱۲	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۰	۳	۴۱	۴	۲۵	۶	۱	۶	۵۴	۷	۸
۱۲	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۰	۳	۴۱	۴	۲۶	۶	۱	۶	۵۴	۷	۸
۱۳	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۰	۳	۴۲	۴	۲۷	۶	۲	۶	۵۵	۷	۹
۱۴	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۱	۳	۴۳	۴	۲۸	۶	۳	۶	۵۶	۷	۱۰
۱۵	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۱	۳	۴۳	۴	۲۸	۶	۴	۶	۵۷	۷	۱۱
۱۶	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۲	۳	۴۴	۴	۲۹	۶	۵	۶	۵۸	۷	۱۲
۱۷	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۲	۳	۴۴	۴	۳۰	۶	۶	۶	۵۸	۷	۱۲
۱۸	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۲	۳	۴۵	۴	۳۱	۶	۶	۶	۵۸	۷	۱۳
۱۹	۶	۱۲	۷	۱۹	۷	۳۰	۱۲	۴۳	۳	۴۶	۴	۳۲	۶	۷	۶	۵۹	۷	۱۴
۲۰	۶	۱۲	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۳	۳	۴۷	۴	۳۳	۶	۸	۷	۰	۷	۱۴
۲۱	۶	۱۲	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۳	۳	۴۷	۴	۳۳	۶	۸	۷	۰	۷	۱۵
۲۲	۶	۱۱	۷	۱۹	۷	۲۹	۱۲	۴۳	۳	۴۸	۴	۳۴	۶	۹	۷	۱	۷	۱۵
۲۳	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۴	۳	۴۹	۴	۳۵	۶	۱۰	۷	۲	۷	۱۶
۲۴	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۴	۳	۴۹	۴	۳۵	۶	۱۱	۷	۲	۷	۱۷
۲۵	۶	۱۱	۷	۱۸	۷	۲۹	۱۲	۴۴	۳	۵۰	۴	۳۶	۶	۱۱	۷	۳	۷	۱۷
۲۶	۶	۱۱	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۴۴	۳	۵۰	۴	۳۶	۶	۱۲	۷	۴	۷	۱۸
۲۷	۶	۱۱	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۴۵	۳	۵۱	۴	۳۷	۶	۱۳	۷	۵	۷	۱۸
۲۸	۶	۱۱	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۴۵	۳	۵۱	۴	۳۷	۶	۱۴	۷	۵	۷	۱۹
۲۹	۶	۱۱	۷	۱۶	۷	۲۷	۱۲	۴۵	۳	۵۲	۴	۳۸	۶	۱۵	۷	۶	۷	۱۹
۳۰	۶	۱۰	۷	۱۶	۷	۲۷	۱۲	۴۵	۳	۵۳	۴	۳۹	۶	۱۵	۷	۶	۷	۲۰
۳۱	۶	۱۰	۷	۱۵	۷	۲۶	۱۲	۴۵	۳	۵۴	۴	۴۰	۶	۱۶	۷	۶	۷	۲۰

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

فروری	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر (۱)		عصر (۲)		غروب		عشاء (۱)		عشاء (۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۶	۱۰	۷	۱۵	۷	۲۶	۱۲	۴۶	۳	۵۵	۴	۴۲	۶	۱۷	۷	۷	۷	۲۱
۲	۶	۹	۷	۱۵	۷	۲۶	۱۲	۴۶	۳	۵۵	۴	۴۲	۶	۱۷	۷	۸	۷	۲۲
۳	۶	۹	۷	۱۴	۷	۲۵	۱۲	۴۶	۳	۵۵	۴	۴۲	۶	۱۸	۷	۹	۷	۲۳
۴	۶	۹	۷	۱۴	۷	۲۵	۱۲	۴۶	۳	۵۵	۴	۴۲	۶	۱۸	۷	۹	۷	۲۳
۵	۶	۸	۷	۱۴	۷	۲۴	۱۲	۴۶	۳	۵۶	۴	۴۳	۶	۱۹	۷	۱۰	۷	۲۴
۶	۶	۸	۷	۱۳	۷	۲۳	۱۲	۴۶	۳	۵۶	۴	۴۳	۶	۲۰	۷	۱۱	۷	۲۴
۷	۶	۸	۷	۱۲	۷	۲۲	۱۲	۴۶	۳	۵۷	۴	۴۴	۶	۲۱	۷	۱۱	۷	۲۴
۸	۶	۷	۷	۱۲	۷	۲۲	۱۲	۴۶	۳	۵۷	۴	۴۴	۶	۲۱	۷	۱۲	۷	۲۵
۹	۶	۶	۷	۱۱	۷	۲۱	۱۲	۴۶	۳	۵۸	۴	۴۵	۶	۲۲	۷	۱۲	۷	۲۶
۱۰	۶	۶	۷	۱۰	۷	۲۰	۱۲	۴۶	۳	۵۸	۴	۴۶	۶	۲۳	۷	۱۳	۷	۲۶
۱۱	۶	۵	۷	۱۰	۷	۲۰	۱۲	۴۶	۳	۵۹	۴	۴۶	۶	۲۳	۷	۱۳	۷	۲۷
۱۲	۶	۴	۷	۹	۷	۱۹	۱۲	۴۶	۳	۵۹	۴	۴۷	۶	۲۴	۷	۱۴	۷	۲۸
۱۳	۶	۴	۷	۸	۷	۱۸	۱۲	۴۶	۳	۵۹	۴	۴۸	۶	۲۵	۷	۱۴	۷	۲۸
۱۴	۶	۳	۷	۸	۷	۱۸	۱۲	۴۶	۴	۰	۴	۴۹	۶	۲۶	۷	۱۵	۷	۳۹
۱۵	۶	۳	۷	۷	۷	۱۷	۱۲	۴۶	۴	۰	۴	۴۹	۶	۲۶	۷	۱۶	۷	۲۹
۱۶	۶	۲	۷	۶	۷	۱۶	۱۲	۴۶	۴	۱	۴	۵۰	۶	۲۷	۷	۱۶	۷	۳۰
۱۷	۶	۱	۷	۵	۷	۱۵	۱۲	۴۶	۴	۱	۴	۵۰	۶	۲۷	۷	۱۷	۷	۳۱
۱۸	۶	۱	۷	۵	۷	۱۵	۱۲	۴۶	۴	۱	۴	۵۱	۶	۲۸	۷	۱۷	۷	۳۱
۱۹	۶	۰	۷	۴	۷	۱۴	۱۲	۴۶	۴	۲	۴	۵۱	۶	۲۹	۷	۱۸	۷	۳۲
۲۰	۵	۵۹	۷	۳	۷	۱۳	۱۲	۴۶	۴	۲	۴	۵۲	۶	۳۰	۷	۱۹	۷	۳۳
۲۱	۵	۵۹	۷	۲	۷	۱۲	۱۲	۴۶	۴	۳	۴	۵۲	۶	۳۰	۷	۱۹	۷	۳۳
۲۲	۵	۵۸	۷	۱	۷	۱۱	۱۲	۴۶	۴	۳	۴	۵۳	۶	۳۱	۷	۲۰	۷	۳۴
۲۳	۵	۵۷	۷	۰	۷	۱۰	۱۲	۴۶	۴	۴	۴	۵۳	۶	۳۲	۷	۲۱	۷	۳۴
۲۴	۵	۵۶	۶	۵۹	۷	۹	۱۲	۴۵	۴	۳	۴	۵۴	۶	۳۲	۷	۲۱	۷	۳۴
۲۵	۵	۵۵	۶	۵۹	۷	۹	۱۲	۴۵	۴	۳	۴	۵۴	۶	۳۲	۷	۲۱	۷	۳۵
۲۶	۵	۵۵	۶	۵۸	۷	۸	۱۲	۴۵	۴	۴	۴	۵۵	۶	۳۳	۷	۲۱	۷	۳۶
۲۷	۵	۵۴	۶	۵۷	۷	۷	۱۲	۴۵	۴	۴	۴	۵۶	۶	۳۳	۷	۲۲	۷	۳۶
۲۸	۵	۵۳	۶	۵۶	۷	۶	۱۲	۴۵	۴	۵	۴	۵۶	۶	۳۳	۷	۲۳	۷	۳۷
۲۹	۵	۵۲	۶	۵۶	۷	۶	۱۲	۴۵	۴	۵	۴	۵۷	۶	۳۴	۷	۲۴	۷	۳۷

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

مارچ	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۵۱	۶	۵۵	۷	۵	۱۲	۴۴	۴	۵	۴	۵۷	۶	۳۴	۷	۲۳	۷	۳۷
۲	۵	۵۱	۶	۵۴	۷	۴	۱۲	۴۴	۴	۵	۴	۵۷	۶	۳۵	۷	۲۴	۷	۳۸
۳	۵	۵۰	۶	۵۳	۷	۳	۱۲	۴۴	۴	۵	۴	۵۷	۶	۳۵	۷	۲۵	۷	۳۹
۴	۵	۴۹	۶	۵۲	۷	۲	۱۲	۴۴	۴	۵	۴	۵۸	۶	۳۶	۷	۲۵	۷	۳۹
۵	۵	۴۸	۶	۵۱	۷	۱	۱۲	۴۴	۴	۶	۴	۵۸	۶	۳۷	۷	۲۶	۷	۴۰
۶	۵	۴۷	۶	۵۰	۷	۰	۱۲	۴۳	۴	۶	۴	۵۹	۶	۳۷	۷	۲۶	۷	۴۰
۷	۵	۴۶	۶	۴۹	۶	۵۹	۱۲	۴۳	۴	۶	۴	۵۹	۶	۷	۷	۲۶	۷	۴۱
۸	۵	۴۵	۶	۴۸	۶	۵۸	۱۲	۴۳	۴	۶	۴	۵۹	۶	۳۸	۷	۲۷	۷	۴۱
۹	۵	۴۴	۶	۴۷	۶	۵۷	۱۲	۴۳	۴	۶	۴	۵۹	۶	۳۸	۷	۲۸	۷	۴۱
۱۰	۵	۴۳	۶	۴۶	۶	۵۶	۱۲	۴۲	۴	۶	۵	۰	۶	۳۹	۷	۲۸	۷	۴۱
۱۱	۵	۴۳	۶	۴۵	۶	۵۵	۱۲	۴۲	۴	۶	۵	۰	۶	۳۹	۷	۲۸	۷	۴۱
۱۲	۵	۴۱	۶	۴۴	۶	۵۴	۱۲	۴۲	۴	۶	۵	۰	۶	۴۰	۷	۲۹	۷	۴۲
۱۳	۵	۴۰	۶	۴۳	۶	۵۳	۱۲	۴۴۱	۴	۶	۵	۰	۶	۴۰	۷	۲۹	۷	۴۲
۱۴	۵	۳۹	۶	۴۲	۶	۵۲	۱۲	۴۱	۴	۶	۵	۰	۶	۴۰	۷	۳۰	۷	۴۳
۱۵	۵	۳۸	۶	۴۱	۶	۵۱	۱۲	۴۱	۴	۶	۵	۱	۶	۴۱	۷	۳۱	۷	۴۴
۱۶	۵	۳۷	۶	۴۰	۶	۵۰	۱۲	۴۱	۴	۶	۵	۱	۶	۴۱	۷	۳۲	۷	۴۵
۱۷	۵	۳۶	۶	۳۹	۶	۴۹	۱۲	۴۰	۴	۶	۵	۱	۶	۴۲	۷	۳۲	۷	۴۵
۱۸	۵	۳۵	۶	۳۸	۶	۴۸	۱۲	۴۰	۴	۶	۵	۱	۶	۴۲	۷	۳۲	۷	۴۵
۱۹	۵	۳۴	۶	۳۷	۶	۴۷	۱۲	۴۰	۴	۶	۵	۱	۶	۴۲	۷	۳۳	۷	۴۶
۲۰	۵	۳۳	۶	۳۶	۶	۴۶	۱۲	۳۹	۴	۵	۵	۲	۶	۴۳	۷	۳۳	۷	۴۶
۲۱	۵	۳۲	۶	۳۵	۶	۴۵	۱۲	۳۹	۴	۵	۵	۲	۶	۴۳	۷	۳۴	۷	۴۷
۲۲	۵	۳۱	۶	۳۴	۶	۴۴	۱۲	۳۹	۴	۵	۵	۲	۶	۴۴	۷	۳۴	۷	۴۷
۲۳	۵	۳۰	۶	۳۳	۶	۴۳	۱۲	۳۹	۴	۵	۵	۲	۶	۴۴	۷	۳۵	۷	۴۸
۲۴	۵	۲۹	۶	۳۲	۶	۴۲	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۲	۶	۴۵	۷	۳۵	۷	۴۸
۲۵	۵	۲۸	۶	۳۱	۶	۴۱	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۳	۶	۴۵	۷	۳۵	۷	۴۸
۲۶	۵	۲۷	۶	۳۰	۶	۴۰	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۳	۶	۴۵	۷	۳۶	۷	۴۹
۲۷	۵	۲۶	۶	۲۹	۶	۳۹	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۳	۶	۴۶	۷	۳۶	۷	۴۹
۲۸	۵	۲۴	۶	۲۸	۶	۳۸	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۳	۶	۴۶	۷	۳۷	۷	۵۰
۲۹	۵	۲۳	۶	۲۷	۶	۳۷	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۳	۶	۴۷	۷	۳۸	۷	۵۰
۳۰	۵	۲۲	۶	۲۶	۶	۳۶		۳۶	۴	۴	۵	۳		۴۷		۳۸		۵۱
۳۱	۵	۲۱	۶	۲۵	۶	۳۵		۳۶	۴	۴	۵	۳		۴۸		۳۸		۵۱

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اپریل	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۲۰	۶	۲۴	۶	۳۴	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۴	۶	۴۸	۷	۳۹	۷	۵۲
۲	۵	۱۹	۶	۲۳	۶	۳۳	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۴	۶	۴۸	۷	۳۹	۷	۵۲
۳	۵	۱۸	۶	۲۲	۶	۳۲	۱۲	۳۵	۴	۳	۵	۴	۶	۴۹	۷	۳۹	۷	۵۳
۴	۵	۱۷	۶	۲۱	۶	۳۱	۱۲	۳۵	۴	۳	۵	۴	۶	۴۹	۷	۳۹	۷	۵۳
۵	۵	۱۶	۶	۲۰	۶	۳۰	۱۲	۳۵	۴	۳	۵	۵	۶	۵۰	۷	۴۰	۷	۵۴
۶	۵	۱۵	۶	۱۹	۶	۲۹	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۵	۶	۵۰	۷	۴۰	۷	۵۴
۷	۵	۱۳	۶	۱۸	۶	۲۸	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۵	۶	۵۱	۷	۴۱	۷	۵۵
۸	۵	۱۲	۶	۱۷	۶	۲۷	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۵	۶	۵۱	۷	۴۱	۷	۵۵
۹	۵	۱۱	۶	۱۶	۶	۲۶	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۵	۶	۵۲	۷	۴۲	۷	۵۶
۱۰	۵	۱۰	۶	۱۵	۶	۲۵	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۵	۶	۵۲	۷	۴۲	۷	۵۶
۱۱	۵	۹	۶	۱۴	۶	۲۴	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۵	۶	۵۲	۷	۴۳	۷	۵۷
۱۲	۵	۸	۶	۱۳	۶	۲۳	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۵	۶	۵۳	۷	۴۴	۷	۵۸
۱۳	۵	۶	۶	۱۱	۶	۲۱	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۵	۶	۵۴	۷	۴۴	۷	۵۸
۱۴	۵	۶	۶	۱۱	۶	۲۱	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۵	۶	۵۴	۷	۴۴	۷	۵۹
۱۵	۵	۵	۶	۱۰	۶	۲۰	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۵	۶	۵۴	۷	۴۵	۷	۵۹
۱۶	۵	۴	۶	۹	۶	۱۹	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۵	۶	۵۵	۷	۴۶	۸	۰
۱۷	۵	۳	۶	۸	۶	۱۸	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۵	۶	۵۶	۷	۴۷	۸	۰
۱۸	۵	۲	۶	۷	۶	۱۷	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۵	۶	۵۶	۷	۴۷	۸	۱
۱۹	۵	۱	۶	۶	۶	۱۶	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۵	۶	۵۷	۷	۴۷	۸	۱
۲۰	۵	۰	۶	۵	۶	۱۵	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۶	۶	۵۷	۷	۴۸	۸	۲
۲۱	۴	۵۹	۶	۴	۶	۱۴	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۶	۶	۵۸	۷	۴۹	۸	۳
۲۲	۴	۵۷	۶	۳	۶	۱۳	۱۲	۳۰	۳	۵۹	۵	۶	۶	۵۸	۷	۴۹	۸	۳
۲۳	۴	۵۷	۶	۳	۶	۱۳	۱۲	۳۰	۳	۵۹	۵	۶	۶	۵۸	۷	۴۹	۸	۴
۲۴	۴	۵۶	۶	۲	۶	۱۲	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۵	۶	۶	۵۸	۷	۵۰	۸	۵
۲۵	۴	۵۵	۶	۱	۶	۱۱	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۵	۶	۶	۵۹	۷	۵۱	۸	۵
۲۶	۴	۵۴	۶	۱	۶	۱۱	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۵	۷	۶	۵۹	۷	۵۱	۸	۶
۲۷	۴	۵۳	۶	۰	۶	۱۰	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۵	۷	۷	۰	۷	۵۲	۸	۶
۲۸	۴	۵۱	۵	۵۹	۶	۹	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۷	۷	۱	۷	۵۲	۸	۷
۲۹	۴	۵۱	۵	۵۸	۶	۸	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۷	۷	۱	۷	۵۳	۸	۸
۳۰	۴	۵۰	۵	۵۷	۶	۷	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۷	۷	۲	۷	۵۳	۸	۸

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

مئی	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۴۹	۵	۵۶	۶	۶	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۸	۷	۲	۷	۵۴	۸	۹
۲	۴	۴۹	۵	۵۶	۶	۶	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۸	۷	۲	۷	۵۵	۸	۹
۳	۴	۴۸	۵	۵۵	۶	۵	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۵	۸	۷	۳	۷	۵۶	۸	۱۰
۴	۴	۴۷	۵	۵۴	۶	۴	۱۲	۲۹	۳	۵۶	۵	۸	۷	۴	۷	۵۶	۸	۱۱
۵	۴	۴۶	۵	۵۴	۶	۴	۱۲	۲۹	۳	۵۶	۵	۸	۷	۴	۷	۵۷	۸	۱۲
۶	۴	۴۵	۵	۵۳	۶	۳	۱۲	۲۹	۳	۵۶	۵	۸	۷	۵	۷	۵۸	۸	۱۲
۷	۴	۴۴	۵	۵۲	۶	۲	۱۲	۲۸	۳	۵۵	۵	۸	۷	۵	۷	۵۸	۸	۱۲
۸	۴	۴۳	۵	۵۲	۶	۲	۱۲	۲۸	۳	۵۵	۵	۸	۷	۵	۷	۵۸	۸	۱۳
۹	۴	۴۲	۵	۵۱	۶	۱	۱۲	۲۸	۳	۵۵	۵	۸	۷	۶	۷	۵۹	۸	۱۴
۱۰	۴	۴۱	۵	۵۰	۶	۰	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۷	۷	۵۹	۸	۱۵
۱۱	۴	۴۱	۵	۵۰	۶	۰	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۷	۸	۰	۸	۱۵
۱۲	۴	۴۰	۵	۵۰	۶	۰	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۷	۸	۱	۸	۱۶
۱۳	۴	۳۹	۵	۴۹	۵	۵۹	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۸	۸	۱	۸	۱۷
۱۴	۴	۳۹	۵	۴۹	۵	۵۹	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۸	۸	۲	۸	۱۸
۱۵	۴	۳۸	۵	۴۸	۵	۵۸	۱۲	۲۸	۳	۵۴	۵	۸	۷	۹	۸	۳	۸	۱۸
۱۶	۴	۳۷	۵	۴۷	۵	۵۷	۱۲	۲۸	۳	۵۳	۵	۸	۷	۱۰	۸	۳	۸	۱۹
۱۷	۴	۳۷	۵	۴۷	۵	۵۷	۱۲	۲۸	۳	۵۳	۵	۸	۷	۱۰	۸	۴	۸	۱۹
۱۸	۴	۳۷	۵	۴۶	۵	۵۷	۱۲	۲۸	۳	۵۳	۵	۸	۷	۱۱	۸	۴	۸	۲۰
۱۹	۴	۳۶	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۲۸	۳	۵۳	۵	۸	۷	۱۲	۸	۵	۸	۲۰
۲۰	۴	۳۵	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۲۸	۳	۵۳	۵	۹	۷	۱۲	۸	۶	۸	۲۱
۲۱	۴	۳۵	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۹	۷	۱۲	۸	۷	۸	۲۲
۲۲	۴	۳۴	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۹	۷	۱۳	۸	۸	۸	۲۴
۲۳	۴	۳۴	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۰	۷	۱۴	۸	۸	۸	۲۴
۲۴	۴	۳۳	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۰	۷	۱۴	۸	۹	۸	۲۴
۲۵	۴	۳۳	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۱	۷	۱۵	۸	۹	۸	۲۵
۲۶	۴	۳۳	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۱	۷	۱۵	۸	۱۰	۸	۲۵
۲۷	۴	۳۳	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۱	۷	۱۵	۸	۱۰	۸	۲۶
۲۸	۴	۳۲	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۲	۷	۱۶	۸	۱۱	۸	۲۶
۲۹	۴	۳۲	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۲	۷	۱۶	۸	۱۱	۸	۲۷
۳۰	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۲۹	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۷	۸	۱۲	۸	۲۸
۳۱	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۷	۸	۱۳	۸	۲۹

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جون	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۸	۸	۱۳	۸	۲۹
۲	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۸	۸	۱۴	۸	۲۹
۳	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۸	۸	۱۴	۸	۳۰
۴	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۳	۷	۱۹	۸	۱۴	۸	۳۰
۵	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۰	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۱۹	۸	۱۵	۸	۳۱
۶	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۱	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۲۰	۸	۱۶	۸	۳۱
۷	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۱	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۲۱	۸	۱۶	۸	۳۲
۸	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۱	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۲۱	۸	۱۷	۸	۳۲
۹	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۱	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۲۱	۸	۱۷	۸	۳۳
۱۰	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۱	۳	۵۳	۵	۱۴	۷	۲۱	۸	۱۷	۸	۳۳
۱۱	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۲	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۲	۸	۱۸	۸	۳۴
۱۲	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۲	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۲	۸	۱۸	۸	۳۴
۱۳	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۲	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۳	۸	۱۸	۸	۳۵
۱۴	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۲	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۳	۸	۱۹	۸	۳۵
۱۵	۴	۲۹	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۲	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۳	۸	۱۹	۸	۳۵
۱۶	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۳	۳	۵۴	۵	۱۵	۷	۲۴	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۷	۴	۳۰	۵	۴۱	۵	۵۲	۱۲	۳۳	۳	۵۴	۵	۱۶	۷	۲۴	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۸	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۳	۳	۵۴	۵	۱۶	۷	۲۴	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۹	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۳	۳	۵۴	۵	۱۶	۷	۲۴	۸	۲۰	۸	۳۶
۲۰	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۳	۳	۵۴	۵	۱۷	۷	۲۴	۸	۲۰	۸	۳۶
۲۱	۴	۳۰	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۴	۳	۵۵	۵	۱۷	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۲۲	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۴	۳	۵۵	۵	۱۷	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۲۳	۴	۳۱	۵	۴۲	۵	۵۳	۱۲	۳۴	۳	۵۵	۵	۱۷	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۲۴	۴	۳۱	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۳۴	۳	۵۵	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۱	۸	۳۷
۲۵	۴	۳۱	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۳۵	۳	۵۶	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۲۶	۴	۳۲	۵	۴۳	۵	۵۴	۱۲	۳۵	۳	۵۶	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۲۷	۴	۳۲	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۳۵	۳	۵۶	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۲۸	۴	۳۲	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۳۵	۳	۵۶	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۲۹	۴	۳۲	۵	۴۴	۵	۵۵	۱۲	۳۵	۳	۵۷	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۳۰	۴	۳۲	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۳	۸	۳۹

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

جولائی	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر (۱)		عصر (۲)		غروب		عشاء (۱)		عشاء (۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۳۳	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۳	۸	۳۹
۲	۴	۳۴	۵	۴۵	۵	۵۶	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۳	۴	۳۴	۵	۴۶	۵	۵۷	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۴	۴	۳۴	۵	۴۶	۵	۵۷	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۸	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۵	۴	۳۵	۵	۴۶	۵	۵۷	۱۲	۳۶	۳	۵۸	۵	۱۹	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۶	۴	۳۵	۵	۴۷	۵	۵۸	۱۲	۳۷	۳	۵۹	۵	۱۹	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۸
۷	۴	۳۶	۵	۴۷	۵	۵۹	۱۲	۳۷	۳	۵۹	۵	۱۹	۷	۲۶	۸	۲۲	۸	۳۷
۸	۴	۳۷	۵	۴۸	۵	۵۹	۱۲	۳۷	۴	۰	۵	۱۹	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۹	۴	۳۷	۵	۴۸	۵	۵۹	۱۲	۳۷	۴	۰	۵	۱۹	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۱۰	۴	۳۷	۵	۴۹	۶	۰	۱۲	۳۷	۴	۰	۵	۱۹	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۱۱	۴	۳۸	۵	۴۹	۶	۰	۱۲	۳۷	۴	۰	۵	۱۹	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۱۲	۴	۳۸	۵	۵۰	۶	۱	۱۲	۳۸	۴	۱	۵	۲۰	۷	۲۵	۸	۲۱	۸	۳۷
۱۳	۴	۳۹	۵	۵۰	۶	۱	۱۲	۳۸	۴	۱	۵	۲۰	۷	۲۵	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۴	۴	۴۰	۵	۵۰	۶	۱	۱۲	۳۸	۴	۱	۵	۲۰	۷	۲۵	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۵	۴	۴۰	۵	۵۱	۶	۲	۱۲	۳۸	۴	۱	۵	۲۰	۷	۲۵	۸	۲۰	۸	۳۶
۱۶	۴	۴۱	۵	۵۱	۶	۲	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۲۰	۷	۲۴	۸	۱۹	۸	۳۵
۱۷	۴	۴۲	۵	۵۲	۶	۳	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۲۰	۷	۲۴	۸	۱۸	۸	۳۴
۱۸	۴	۴۲	۵	۵۲	۶	۳	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۲۰	۷	۲۴	۸	۱۸	۸	۳۴
۱۹	۴	۴۲	۵	۵۳	۶	۴	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۲۰	۷	۲۳	۸	۱۸	۸	۳۴
۲۰	۴	۴۳	۵	۵۳	۶	۴	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۲۰	۷	۲۳	۸	۱۷	۸	۳۳
۲۱	۴	۴۳	۵	۵۴	۶	۵	۱۲	۳۸	۴	۲	۵	۱۹	۷	۲۲	۸	۱۷	۸	۳۲
۲۲	۴	۴۴	۵	۵۴	۶	۵	۱۲	۳۸	۴	۳	۵	۱۹	۷	۲۲	۸	۱۶	۸	۳۱
۲۳	۴	۴۵	۵	۵۵	۶	۶	۱۲	۳۸	۴	۳	۵	۱۹	۷	۲۲	۸	۱۵	۸	۳۱
۲۴	۴	۴۵	۵	۵۵	۶	۶	۱۲	۳۸	۴	۳	۵	۱۹	۷	۲۱	۸	۱۵	۸	۳۰
۲۵	۴	۴۶	۵	۵۵	۶	۶	۱۲	۳۸	۴	۳	۵	۱۹	۷	۲۱	۸	۱۴	۸	۳۰
۲۶	۴	۴۷	۵	۵۶	۶	۷	۱۲	۳۸	۴	۳	۵	۱۹	۷	۲۱	۸	۱۴	۸	۲۹
۲۷	۴	۴۸	۵	۵۶	۶	۷	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۲۰	۸	۱۳	۸	۲۸
۲۸	۴	۴۸	۵	۵۷	۶	۸	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۹	۸	۱۳	۸	۲۸
۲۹	۴	۴۹	۵	۵۷	۶	۸	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۹	۸	۱۲	۸	۲۷
۳۰	۴	۴۹	۵	۵۸	۶	۹	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۸	۸	۱۱	۸	۲۷
۳۱	۴	۵۰	۵	۵۸	۶	۹	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۸	۸	۱۱	۸	۲۶

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اگست	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر (۱)		عصر (۲)		غروب		عشاء (۱)		عشاء (۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۴	۵۱	۵	۵۹	۶	۱۰	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۷	۸	۱۰	۸	۲۵
۲	۴	۵۱	۵	۵۹	۶	۱۰	۱۲	۳۸	۴	۴	۵	۱۸	۷	۱۷	۸	۹	۸	۲۴
۳	۴	۵۲	۶	۰	۶	۱۱	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۸	۷	۱۶	۸	۹	۸	۲۴
۴	۴	۵۳	۶	۰	۶	۱۱	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۷	۷	۱۶	۸	۸	۸	۲۳
۵	۴	۵۳	۶	۱	۶	۱۲	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۷	۷	۱۵	۸	۷	۸	۲۳
۶	۴	۵۴	۶	۱	۶	۱۲	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۷	۷	۱۴	۸	۷	۸	۲۲
۷	۴	۵۵	۶	۲	۶	۱۳	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۷	۷	۱۳	۸	۶	۸	۲۱
۸	۴	۵۵	۶	۲	۶	۱۳	۱۲	۳۸	۴	۵	۵	۱۶	۷	۱۳	۸	۵	۸	۲۰
۹	۴	۵۶	۶	۳	۶	۱۴	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۶	۷	۱۲	۸	۴	۸	۱۹
۱۰	۴	۵۶	۶	۳	۶	۱۴	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۵	۷	۱۱	۸	۳	۸	۱۸
۱۱	۴	۵۷	۶	۴	۶	۱۵	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۵	۷	۱۱	۸	۲	۸	۱۷
۱۲	۴	۵۸	۶	۴	۶	۱۵	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۴	۷	۱۰	۸	۱	۸	۱۶
۱۳	۴	۵۹	۶	۵	۶	۱۶	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۴	۷	۹	۸	۱	۸	۱۵
۱۴	۴	۵۹	۶	۵	۶	۱۶	۱۲	۳۷	۴	۵	۵	۱۳	۷	۸	۸	۰	۸	۱۴
۱۵	۴	۵۹	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۱۳	۷	۷	۷	۵۹	۸	۱۳
۱۶	۵	۰	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۱۳	۷	۶	۷	۵۸	۸	۱۲
۱۷	۵	۰	۶	۶	۶	۱۷	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۱۲	۷	۶	۷	۵۷	۸	۱۱
۱۸	۵	۱	۶	۷	۶	۱۸	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۱۱	۷	۵	۷	۵۶	۸	۱۰
۱۹	۵	۲	۶	۷	۶	۱۸	۱۲	۳۶	۴	۴	۵	۱۱	۷	۴	۷	۵۵	۸	۱۰
۲۰	۵	۲	۶	۷	۶	۱۸	۱۲	۳۵	۴	۴	۵	۱۰	۷	۳	۷	۵۳	۸	۸
۲۱	۵	۳	۶	۸	۶	۱۹	۱۲	۳۵	۴	۴	۵	۱۰	۷	۲	۷	۵۳	۸	۷
۲۲	۵	۴	۶	۹	۶	۲۰	۱۲	۳۵	۴	۴	۵	۹	۷	۱	۷	۵۲	۸	۶
۲۳	۵	۴	۶	۹	۶	۲۰	۱۲	۳۵	۴	۴	۵	۹	۷	۰	۷	۵۱	۸	۵
۲۴	۵	۴	۶	۹	۶	۲۰	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۸	۷	۰	۷	۵۰	۸	۴
۲۵	۵	۵	۶	۱۰	۶	۲۱	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۸	۶	۵۹	۷	۴۹	۸	۳
۲۶	۵	۶	۶	۱۰	۶	۲۱	۱۲	۳۴	۴	۳	۵	۷	۶	۵۸	۷	۴۸	۸	۲
۲۷	۵	۶	۶	۱۰	۶	۲۱	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۶	۶	۵۷	۷	۴۷	۸	۱
۲۸	۵	۶	۶	۱۱	۶	۲۲	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۶	۶	۵۶	۷	۴۶	۸	۰
۲۹	۵	۷	۶	۱۱	۶	۲۲	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۵	۶	۵۵	۷	۴۵	۷	۵۹
۳۰	۵	۷	۶	۱۲	۶	۲۳	۱۲	۳۳	۴	۲	۵	۵	۶	۵۴	۷	۴۴	۷	۵۸
۳۱	۵	۸	۶	۱۲	۶	۲۳	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۴	۶	۵۳	۷	۴۲	۷	۵۶

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

ستمبر	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر (۱)		عصر (۲)		غروب		عشاء (۱)		عشاء (۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۹	۶	۱۲	۶	۲۳	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۳	۶	۵۲	۷	۴۱	۷	۵۵
۲	۵	۹	۶	۱۳	۶	۲۳	۱۲	۳۲	۴	۱	۵	۳	۶	۵۰	۷	۴۱	۷	۵۴
۳	۵	۹	۶	۱۳	۶	۲۴	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۲	۶	۴۹	۷	۳۹	۷	۵۳
۴	۵	۱۰	۶	۱۴	۶	۲۴	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۲	۶	۴۸	۷	۳۸	۷	۵۲
۵	۵	۱۰	۶	۱۴	۶	۲۵	۱۲	۳۱	۴	۰	۵	۱	۶	۴۷	۷	۳۷	۷	۵۱
۶	۵	۱۱	۶	۱۵	۶	۲۶	۱۲	۳۰	۳	۵۹	۵	۰	۶	۴۶	۷	۳۶	۷	۴۹
۷	۵	۱۱	۶	۱۵	۶	۲۶	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۵	۰	۶	۴۵	۷	۳۵	۷	۴۸
۸	۵	۱۱	۶	۱۵	۶	۲۶	۱۲	۳۰	۳	۵۸	۴	۵۹	۶	۴۴	۷	۳۴	۷	۴۸
۹	۵	۱۲	۶	۱۶	۶	۲۶	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۴	۵۸	۶	۴۳	۷	۳۳	۷	۴۶
۱۰	۵	۱۲	۶	۱۶	۶	۲۶	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۴	۵۷	۶	۴۲	۷	۳۲	۷	۴۵
۱۱	۵	۱۳	۶	۱۶	۶	۲۶	۱۲	۲۹	۳	۵۷	۴	۵۷	۶	۴۱	۷	۳۱	۷	۴۴
۱۲	۵	۱۳	۶	۱۷	۶	۲۷	۱۲	۲۸	۳	۵۶	۴	۵۶	۶	۴۰	۷	۳۰	۷	۴۳
۱۳	۵	۱۴	۶	۱۷	۶	۲۷	۱۲	۲۸	۳	۵۶	۴	۵۵	۶	۳۹	۷	۲۹	۷	۴۲
۱۴	۵	۱۴	۶	۱۷	۶	۲۷	۱۲	۲۷	۳	۵۵	۴	۵۴	۶	۳۸	۷	۲۷	۷	۴۰
۱۵	۵	۱۵	۶	۱۸	۶	۲۸	۱۲	۲۷	۳	۵۴	۴	۵۳	۶	۳۷	۷	۲۶	۷	۳۹
۱۶	۵	۱۵	۶	۱۸	۶	۲۸	۱۲	۲۷	۳	۵۴	۴	۵۳	۶	۳۶	۷	۲۵	۷	۳۸
۱۷	۵	۱۵	۶	۱۸	۶	۲۸	۱۲	۲۶	۳	۵۴	۴	۵۲	۶	۳۵	۷	۲۴	۷	۳۷
۱۸	۵	۱۶	۶	۱۹	۶	۲۹	۱۲	۲۶	۳	۵۳	۴	۵۱	۶	۳۴	۷	۲۳	۷	۳۶
۱۹	۵	۱۶	۶	۱۹	۶	۲۹	۱۲	۲۶	۳	۵۳	۴	۵۰	۶	۳۳	۷	۲۲	۷	۳۵
۲۰	۵	۱۷	۶	۱۹	۶	۲۹	۱۲	۲۵	۳	۵۲	۴	۴۹	۶	۳۲	۷	۲۱	۷	۳۴
۲۱	۵	۱۷	۶	۲۰	۶	۳۰	۱۲	۲۵	۳	۵۱	۴	۴۸	۶	۳۱	۷	۱۹	۷	۳۳
۲۲	۵	۱۸	۶	۲۰	۶	۳۰	۱۲	۲۵	۳	۵۱	۴	۴۷	۶	۳۰	۷	۱۸	۷	۳۲
۲۳	۵	۱۸	۶	۲۰	۶	۳۰	۱۲	۲۴	۳	۵۰	۴	۴۶	۶	۲۹	۷	۱۸	۷	۳۱
۲۴	۵	۱۸	۶	۲۱	۶	۳۱	۱۲	۲۴	۳	۵۰	۴	۴۶	۶	۲۸	۷	۱۷	۷	۳۰
۲۵	۵	۱۹	۶	۲۱	۶	۳۱	۱۲	۲۴	۳	۴۹	۴	۴۵	۶	۲۷	۷	۱۵	۷	۲۹
۲۶	۵	۱۹	۶	۲۱	۶	۳۱	۱۲	۳۳	۳	۴۸	۴	۴۴	۶	۲۶	۷	۱۴	۷	۲۸
۲۷	۵	۲۰	۶	۲۲	۶	۳۲	۱۲	۳۳	۳	۴۸	۴	۴۳	۶	۲۵	۷	۱۴	۷	۲۶
۲۸	۵	۲۰	۶	۲۳	۶	۳۳	۱۲	۳۳	۳	۴۸	۴	۴۲	۶	۲۳	۷	۱۲	۷	۲۵
۲۹	۵	۲۱	۶	۲۳	۶	۳۳	۱۲	۲۲	۳	۴۷	۴	۴۱	۶	۲۲	۷	۱۱	۷	۲۴
۳۰	۵	۲۱	۶	۲۳	۶	۳۳	۱۲	۲۲	۳	۴۶	۴	۴۰	۶	۲۲	۷	۱۰	۷	۲۳

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

اکتوبر	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۲۱	۶	۲۴	۶	۳۴	۱۲	۲۲	۳	۴۶	۴	۳۹	۶	۲۰	۷	۹	۷	۲۲
۲	۵	۲۲	۶	۲۴	۶	۳۴	۱۲	۲۱	۳	۴۵	۴	۳۹	۶	۱۹	۷	۸	۷	۲۱
۳	۵	۲۲	۶	۲۵	۶	۳۵	۱۲	۲۱	۳	۴۴	۴	۳۸	۶	۱۸	۷	۷	۷	۲۰
۴	۵	۲۲	۶	۲۵	۶	۳۵	۱۲	۲۱	۳	۴۴	۴	۳۷	۶	۱۷	۷	۶	۷	۱۹
۵	۵	۲۲	۶	۲۵	۶	۳۵	۱۲	۲۰	۳	۴۳	۴	۳۶	۶	۱۶	۷	۵	۷	۱۸
۶	۵	۲۳	۶	۲۶	۶	۳۶	۱۲	۲۰	۳	۴۲	۴	۳۵	۶	۱۵	۷	۴	۷	۱۷
۷	۵	۲۳	۶	۲۶	۶	۳۶	۱۲	۲۰	۳	۴۲	۴	۳۴	۶	۱۴	۷	۳	۷	۱۶
۸	۵	۲۳	۶	۲۷	۶	۳۷	۱۲	۲۰	۳	۴۲	۴	۳۴	۶	۱۳	۷	۲	۷	۱۶
۹	۵	۲۴	۶	۲۷	۶	۳۷	۱۲	۱۹	۳	۴۱	۴	۳۳	۶	۱۲	۷	۱	۷	۱۴
۱۰	۵	۲۵	۶	۲۷	۶	۳۷	۱۲	۱۹	۳	۴۰	۴	۳۲	۶	۱۱	۷	۰	۷	۱۳
۱۱	۵	۲۵	۶	۲۸	۶	۳۸	۱۲	۱۹	۳	۴۰	۴	۳۲	۶	۱۰	۶	۵۹	۷	۱۲
۱۲	۵	۲۵	۶	۲۸	۶	۳۸	۱۲	۱۸	۳	۳۹	۴	۳۱	۶	۹	۶	۵۸	۷	۱۱
۱۳	۵	۲۶	۶	۲۹	۶	۳۹	۱۲	۱۸	۳	۳۹	۴	۳۰	۶	۸	۶	۵۷	۷	۱۱
۱۴	۵	۲۷	۶	۲۹	۶	۳۹	۱۲	۱۸	۳	۳۸	۴	۲۹	۶	۷	۶	۵۶	۷	۱۰
۱۵	۵	۲۷	۶	۲۹	۶	۳۹	۱۲	۱۸	۳	۳۸	۴	۲۸	۶	۶	۶	۵۵	۷	۹
۱۶	۵	۲۷	۶	۳۰	۶	۴۰	۱۲	۱۸	۳	۳۷	۴	۲۸	۶	۵	۶	۵۴	۷	۸
۱۷	۵	۲۸	۶	۳۱	۶	۴۱	۱۲	۱۷	۳	۳۷	۴	۲۸	۶	۴	۶	۵۳	۷	۷
۱۸	۵	۲۸	۶	۳۱	۶	۴۱	۱۲	۱۷	۳	۳۶	۴	۲۷	۶	۳	۶	۵۲	۷	۶
۱۹	۵	۲۹	۶	۳۲	۶	۴۲	۱۲	۱۷	۳	۳۶	۴	۲۶	۶	۲	۶	۵۲	۷	۵
۲۰	۵	۳۰	۶	۳۲	۶	۴۲	۱۲	۱۷	۳	۳۵	۴	۲۵	۶	۲	۶	۵۱	۷	۴
۲۱	۵	۳۰	۶	۳۳	۶	۴۳	۱۲	۱۷	۳	۳۴	۴	۲۴	۶	۱	۶	۵۰	۷	۴
۲۲	۵	۳۰	۶	۳۳	۶	۴۳	۱۲	۱۶	۳	۳۳	۴	۲۳	۶	۰	۶	۴۹	۷	۳
۲۳	۵	۳۱	۶	۳۴	۶	۴۴	۱۲	۱۶	۳	۳۲	۴	۲۲	۵	۵۹	۶	۴۸	۷	۲
۲۴	۵	۳۱	۶	۳۴	۶	۴۴	۱۲	۱۶	۳	۳۱	۴	۲۱	۵	۵۸	۶	۴۷	۷	۱
۲۵	۵	۳۱	۶	۳۵	۶	۴۵	۱۲	۱۶	۳	۳۱	۴	۲۰	۵	۵۷	۶	۴۷	۷	۱
۲۶	۵	۳۲	۶	۳۶	۶	۴۶	۱۲	۱۶	۳	۳۱	۴	۲۰	۵	۵۷	۶	۴۶	۷	۰
۲۷	۵	۳۳	۶	۳۶	۶	۴۶	۱۲	۱۶	۳	۳۰	۴	۱۹	۵	۵۶	۶	۴۶	۷	۵۹
۲۸	۵	۳۳	۶	۳۷	۶	۴۷	۱۲	۱۶	۳	۳۰	۴	۱۹	۵	۵۵	۶	۴۵	۶	۵۹
۲۹	۵	۳۳	۶	۳۷	۶	۴۷	۱۲	۱۶	۳	۲۹	۴	۱۸	۵	۵۴	۶	۴۴	۶	۵۹
۳۰	۵	۳۴	۶	۳۸	۶	۴۸	۱۲	۱۶	۳	۲۹	۴	۱۸	۵	۵۴	۶	۴۴	۶	۵۸
۳۱	۵	۳۴	۶	۳۸	۶	۴۸	۱۲	۱۶	۳	۲۹	۴	۱۷	۵	۵۳	۶	۴۳	۶	۵۸

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

نومبر	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۳۵	۶	۳۹	۶	۴۹	۱۲	۱۶	۳	۲۸	۴	۱۶	۵	۵۲	۶	۴۳	۶	۵۷
۲	۵	۳۶	۶	۴۰	۶	۵۰	۱۲	۱۶	۳	۲۸	۴	۱۶	۵	۵۲	۶	۴۲	۶	۵۶
۳	۵	۳۶	۶	۴۰	۶	۵۱	۱۲	۱۶	۳	۲۸	۴	۱۶	۵	۵۱	۶	۴۲	۶	۵۶
۴	۵	۳۷	۶	۴۱	۶	۵۲	۱۲	۱۶	۳	۲۷	۴	۱۵	۵	۵۱	۶	۴۱	۶	۵۵
۵	۵	۳۸	۶	۴۱	۶	۵۲	۱۲	۱۶	۳	۲۶	۴	۱۴	۵	۵۰	۶	۴۱	۶	۵۴
۶	۵	۳۸	۶	۴۲	۶	۵۳	۱۲	۱۶	۳	۲۶	۴	۱۴	۵	۴۹	۶	۴۰	۶	۵۴
۷	۵	۳۸	۶	۴۳	۶	۵۴	۱۲	۱۶	۳	۲۵	۴	۱۳	۵	۴۸	۶	۳۹	۶	۵۳
۸	۵	۳۹	۶	۴۴	۶	۵۵	۱۲	۱۶	۳	۲۵	۴	۱۳	۵	۴۷	۶	۳۹	۶	۵۳
۹	۵	۳۹	۶	۴۴	۶	۵۵	۱۲	۱۶	۳	۲۵	۴	۱۲	۵	۴۷	۶	۳۸	۶	۵۲
۱۰	۵	۴۰	۶	۴۵	۶	۵۶	۱۲	۱۶	۳	۲۴	۴	۱۱	۵	۴۷	۶	۳۸	۶	۵۲
۱۱	۵	۴۰	۶	۴۵	۶	۵۶	۱۲	۱۶	۳	۲۴	۴	۱۱	۵	۴۶	۶	۳۸	۶	۵۲
۱۲	۵	۴۱	۶	۴۶	۶	۵۷	۱۲	۱۶	۳	۲۳	۴	۱۰	۵	۴۶	۶	۳۷	۶	۵۲
۱۳	۵	۴۱	۶	۴۷	۶	۵۸	۱۲	۱۶	۳	۲۳	۴	۹	۵	۴۵	۶	۳۷	۶	۵۱
۱۴	۵	۴۲	۶	۴۸	۶	۵۹	۱۲	۱۶	۳	۲۳	۴	۹	۵	۴۵	۶	۳۷	۶	۵۰
۱۵	۵	۴۳	۶	۴۹	۷	۰	۱۲	۱۷	۳	۲۳	۴	۸	۵	۴۴	۶	۳۷	۶	۵۰
۱۶	۵	۴۳	۶	۴۹	۷	۰	۱۲	۱۷	۳	۲۳	۴	۸	۵	۴۴	۶	۳۶	۶	۵۰
۱۷	۵	۴۴	۶	۵۰	۷	۱	۱۲	۱۷	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۴	۶	۳۶	۶	۵۰
۱۸	۵	۴۴	۶	۵۰	۷	۱	۱۲	۱۷	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۴	۶	۳۵	۶	۵۰
۱۹	۵	۴۵	۶	۵۱	۷	۲	۱۲	۱۷	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۵	۶	۵۰
۲۰	۵	۴۶	۶	۵۲	۷	۳	۱۲	۱۸	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۵	۶	۵۰
۲۱	۵	۴۶	۶	۵۳	۷	۴	۱۲	۱۸	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۲	۵	۴۷	۶	۵۳	۷	۴	۱۲	۱۸	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۳	۵	۴۷	۶	۵۴	۷	۵	۱۲	۱۸	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۴	۵	۴۸	۶	۵۵	۷	۶	۱۲	۱۹	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۵	۵	۴۹	۶	۵۶	۷	۷	۱۲	۱۹	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۶	۵	۴۹	۶	۵۶	۷	۷	۱۲	۱۹	۳	۲۲	۴	۶	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۴۹
۲۷	۵	۴۹	۶	۵۷	۷	۸	۱۲	۲۰	۳	۲۲	۴	۶	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۵۰
۲۸	۵	۵۰	۶	۵۷	۷	۸	۱۲	۲۰	۳	۲۲	۴	۶	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۵۰
۲۹	۵	۵۱	۶	۵۸	۷	۹	۱۲	۲۰	۳	۲۲	۴	۶	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۵۰
۳۰	۵	۵۲	۶	۵۹	۷	۱۰	۱۲	۲۱	۳	۲۲	۴	۶	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۵۰

نقشہ اوقات نماز برائے کراچی

دسمبر	فجر		طلوع		اشراق		نصف النہار		عصر(۱)		عصر(۲)		غروب		عشاء(۱)		عشاء(۲)	
	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ
۱	۵	۵۳	۷	۰	۷	۱۱	۱۲	۲۱	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۵	۶	۵۰
۲	۵	۵۴	۷	۱	۷	۱۲	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۶	۶	۵۰
۳	۵	۵۴	۷	۱	۷	۱۲	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۶	۶	۵۰
۴	۵	۵۵	۷	۲	۷	۱۳	۱۲	۲۲	۳	۲۲	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۶	۶	۵۰
۵	۵	۵۶	۷	۳	۷	۱۴	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۴	۷	۵	۴۲	۶	۳۶	۶	۵۰
۶	۵	۵۶	۷	۳	۷	۱۴	۱۲	۲۳	۳	۲۳	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۶	۶	۵۰
۷	۵	۵۷	۷	۴	۷	۱۵	۱۲	۲۴	۳	۲۳	۴	۷	۵	۴۳	۶	۳۶	۶	۵۰
۸	۵	۵۷	۷	۵	۷	۱۶	۱۲	۲۴	۳	۲۳	۴	۸	۵	۴۳	۶	۳۶	۶	۵۱
۹	۵	۵۸	۷	۵	۷	۱۶	۱۲	۲۴	۳	۲۳	۴	۸	۵	۴۴	۶	۳۶	۶	۵۱
۱۰	۵	۵۹	۷	۶	۷	۱۷	۱۲	۲۵	۳	۲۴	۴	۹	۵	۴۴	۶	۳۷	۶	۵۱
۱۱	۵	۵۹	۷	۷	۷	۱۸	۱۲	۲۵	۳	۲۴	۴	۹	۵	۴۴	۶	۳۷	۶	۵۱
۱۲	۵	۵۹	۷	۷	۷	۱۸	۱۲	۲۶	۳	۲۴	۴	۹	۵	۴۴	۶	۳۸	۶	۵۲
۱۳	۶	۰	۷	۸	۷	۱۹	۱۲	۲۶	۳	۲۴	۴	۹	۵	۴۴	۶	۳۸	۶	۵۲
۱۴	۶	۱	۷	۸	۷	۱۹	۱۲	۲۷	۳	۲۵	۴	۹	۵	۴۵	۶	۳۹	۶	۵۳
۱۵	۶	۱	۷	۹	۷	۲۰	۱۲	۲۷	۳	۲۵	۴	۹	۵	۴۵	۶	۳۹	۶	۵۳
۱۶	۶	۱	۷	۱۰	۷	۲۱	۱۲	۲۸	۳	۲۶	۴	۹	۵	۴۵	۶	۳۹	۶	۵۴
۱۷	۶	۲	۷	۱۰	۷	۲۱	۱۲	۲۸	۳	۲۶	۴	۱۰	۵	۴۶	۶	۳۹	۶	۵۴
۱۸	۶	۲	۷	۱۱	۷	۲۲	۱۲	۲۹	۳	۲۷	۴	۱۰	۵	۴۶	۶	۴۰	۶	۵۵
۱۹	۶	۳	۷	۱۱	۷	۲۲	۱۲	۲۹	۳	۲۷	۴	۱۱	۵	۴۶	۶	۴۰	۶	۵۵
۲۰	۶	۳	۷	۱۲	۷	۲۳	۱۲	۳۰	۳	۲۸	۴	۱۲	۵	۴۷	۶	۴۱	۶	۵۶
۲۱	۶	۴	۷	۱۳	۷	۲۴	۱۲	۳۰	۳	۲۸	۴	۱۲	۵	۴۸	۶	۴۱	۶	۵۶
۲۲	۶	۴	۷	۱۳	۷	۲۴	۱۲	۳۱	۳	۲۹	۴	۱۲	۵	۴۸	۶	۴۲	۶	۵۷
۲۳	۶	۵	۷	۱۳	۷	۲۴	۱۲	۳۱	۳	۲۹	۴	۱۳	۵	۴۸	۶	۴۲	۶	۵۷
۲۴	۶	۶	۷	۱۴	۷	۲۵	۱۲	۳۲	۳	۳۰	۴	۱۳	۵	۴۹	۶	۴۳	۶	۵۷
۲۵	۶	۶	۷	۱۴	۷	۲۵	۱۲	۳۲	۳	۳۰	۴	۱۴	۵	۴۹	۶	۴۳	۶	۵۸
۲۶	۶	۷	۷	۱۵	۷	۲۶	۱۲	۳۳	۳	۳۱	۴	۱۴	۵	۵۰	۶	۴۴	۶	۵۹
۲۷	۶	۷	۷	۱۵	۷	۲۶	۱۲	۳۳	۳	۳۱	۴	۱۵	۵	۵۱	۶	۴۴	۶	۵۹
۲۸	۶	۷	۷	۱۶	۷	۲۷	۱۲	۳۴	۳	۳۲	۴	۱۶	۵	۵۱	۶	۴۵	۷	۰
۲۹	۶	۸	۷	۱۶	۷	۲۷	۱۲	۳۴	۳	۳۲	۴	۱۷	۵	۵۲	۶	۴۶	۷	۰
۳۰	۶	۸	۷	۱۶	۷	۲۷	۱۲	۳۵	۳	۳۳	۴	۱۸	۵	۵۳	۶	۴۷	۷	۱
۳۱	۶	۹	۷	۱۷	۷	۲۸	۱۲	۳۵	۳	۳۳	۴	۱۹	۵	۵۳	۶	۴۷	۷	۱

صبح صادق کے وقت پر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ سے اختلاف کی تحقیق:

سوال: قال مولانا مفتی رشید أحمد أدام اللّٰہ حیاته فی أحسن الفتاویٰ:

إن الجَداوِل لأوقات الصلوات فی عامة المساجد لیست بصحیحة ونقل جهده وجهد علماء عصره بهذا الصدد و ذکر اسمک بین هذه العلماء ونقل موافقتکم معه فی رأیه وذکر فی الأخر رجوعکم عن موافقة المذکورة وأسف علٰی هذا شدیدًا وقال رجعوا بغیر دلیل واستدلال وبغیر قیل وقال. (۱)

الجواب

قد وقع تحقیق مسئلة وقت الصبح الصادق فی زمن والدی الشیخ المفتی محمد شفیع و العلامة الشیخ البنوری رحمهما اللّٰہ تعالٰی،وکانا فی أول الأمر قد مالا إلٰی رأی شیخنا المفتی رشید أحمد حفظه اللّٰہ تعالٰی ولکن بعد المشاهدات المتوالیة ومراجعة کتب الفقه والحساب عدلا عن رأیه.

المشاهدة التی ذکرها شیخنا المفتی رشید أحمد حفظه اللّٰہ تعالٰی فهی مشاهدة"ٹنڈو آدم" وکانت إحدی المشاهدات مابین عدة مشاهدات وکان مطلع الشرق إذ ذاک مغبرًا ولم یکن أحد یری أن هذه المشاهدة کافیة للوصول إلٰی نتیجة حاسمة فلاینبغی التعویل علیها.واللّٰہ سبحانه أعلم (۲)

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔(۴/۵/ ۱۴۰۵ھ)۔(فتاویٰ عثمانی:۱/۳۹۵)

---

(۱) خلاصۂ سوال: مولانا مفتی رشید احمد ادام اللہ حیاتہ نے احسن الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ عموماً مساجد میں جو نقشے اوقات صلوٰۃ کے ہیں، وہ صحیح نہیں ہیں۔اور اس سلسلہ میں اپنی ومختلف علما کی کوششوں کا تذکرہ کیا ہے اور اسی ضمن میں آنجناب کا نام بھی شمار کیا ہے، اور آپ کی موافقت اپنے ساتھ اپنی رائے میں نقل کی ہے اور آخر میں اس موافقت سے آپ کے رجوع کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے بہت افسوس کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے بغیر کسی دلیل واستدلال اور بغیر کسی قیل وقال کے رجوع کرلیا ہے۔انیس

(۲) خلاصۂ جواب: وقت صبح صادق کے مسئلے کی تحقیق میرے والد محترم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اور علامہ شیخ بنوری رحمہ اللہ کے زمانہ میں ہوئی تھی، یہ دونوں حضرات شروع میں شیخ مفتی رشید احمد حفظہ اللہ کی رائے سے متفق تھے،لیکن بعد کے لگا تار مشاہدات اور کتب فقہ وحساب کی طرف مراجعت کے بعد انہوں نے ان کی رائے سے عدول کرلی اور ہمارے شیخ مفتی رشید احمد حفظہ اللہ نے جس مشاہدہ کا تذکرہ کیا ہے وہ ''ٹنڈو آدم'' کا مشاہدہ ہے اور یہ چند مشاہدات میں سے ایک ہے اور اس وقت سورج نکلنے کی جگہ ابر آلود تھی،اور کوئی بھی شخص یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مشاہدہ حتمی نتیجہ تک پہنچنے کے لئے کافی ہے،لہذا اس پر اعتماد مناسب نہیں ہوسکتا۔واللہ اعلم۔انیس

فجر کی اذان بعد صبح صادق متصلاً:

سوال: ہمارے یہاں فجر کی اذان صبح صادق کے پانچ منٹ بعد ہوتی ہے جبکہ بعض لوگ صبح صادق سے دس منٹ بعد بھی اذان دینے میں کراہت سمجھتے ہیں، لہذا صبح صادق کے بعد اذان دینا کیسا ہے، اس کا جواب عنایت فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جنتری اور گھڑی کے وقت میں فرق ہوسکتا ہے، لہذا احتیاط کیا جائے، دس منٹ نہ سہی، تو سات منٹ کے وقفہ سے اذان دینا اچھا ہے۔ سمشی تقویم میں حسب ذیل ہدایت لکھی ہے۔

یاد رہے کہ یہ ٹائم ٹیبل (جنتری) حساب سے تیار شدہ ہے، اس پر ایسا اعتماد کرنا کہ ایک منٹ کا بھی فرق نہ ہو مناسب نہیں، اس کا مدار صرف حساب پر ہونے کی وجہ سے غلطی کا امکان ہے۔

ایسے ہی گھڑی کے وقت میں بسا اوقات تقدیم و تاخیر کے سبب نماز و روزہ کی ادائیگی میں حسب ذیل احتیاط ضروری ہے

(۱) صبح صادق کے تحریر کردہ وقت سے دس منٹ قبل ہی سحری کا آخری وقت سمجھا جائے۔

(۲) صبح صادق کے ذکر کردہ وقت سے پانچ (بلکہ دس) منٹ بعد ہی فجر کی اذان دی جائے۔

(۳) طلوع آفتاب کے بتائے ہوئے وقت سے پانچ منٹ قبل ہی فجر کی نماز سے فارغ ہوجائے۔

صبح صادق جاننے کا طریقہ:

صبح صادق ہونے سے پہلے پورب جانب آسمان کے بالکل کنارے میں روشنی کی کرن لکیر کی طرح نکلتی ہے، اس کرن کا ایک کنارہ پورب آسمان کے کنارہ میں رہتا ہے، اور دوسرا پچھم جانب اوپر آسمان میں آتا ہے پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی غائب ہوجاتی ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے یہ صبح کاذب ہے، اس وقت فجر کا وقت شروع نہیں ہوتا ہے اس کے کچھ دیر (تقریباً ۱۲ر منٹ) بعد پھر آسمان کے بالکل پورب کنارے میں ایک روشنی ظاہر ہوتی ہے جو چوڑائی میں یعنی اتر دکھن میں پھیل کر نکلتی ہے اور آہستہ آہستہ اوپر آسمان پر بڑھتی ہے، یہی روشنی ظاہر ہونے کا وقت صبح صادق ہے اور اس روشنی کے نکلتے ہی فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

لیکن احتیاط یہ ہے کہ صبح صادق کی روشنی جیسے ظاہر ہو اس وقت یہ سمجھنا چاہئے کہ عشا اور سحری کا وقت ختم ہوگیا اور روشنی کچھ پھیل جائے تو فجر ہونے کا یقین کرنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۱/۵۱)

آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے ذرا پہلے ہی وقت فجر ختم ہوجاتا ہے، اگر کوئی فجر کی نماز شروع کرے اور سلام کرنے سے پہلے آفتاب کا کنارہ ظاہر ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی، مکروہ وقت نکلنے کے بعد اس کی قضا پڑھے۔ (شامی: ۱/۳۵۹)

عورتوں کے لئے پورے سال ہر جگہ اندھیرے (غلس) میں پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار مع شامی: ۱/۳۶۶)

فجر کے علاوہ باقی اوقات میں عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ ان اوقات کی جماعت ختم ہونے کے بعد فرض نماز پڑھیں۔ (درمختار مع شامی: ۱/۳۶۶) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل، صفحہ: ۱۶۹-۱۷۰) انیس)

(۴) عصر کا ابتدائی وقت لکھا ہے اس کے پانچ منٹ بعد اذان دی جائے۔

(۵) غروب کے ذکر کردہ وقت کے پانچ منٹ بعد ہی اذان دی جائے۔

(۶) عشا کا ابتدائی وقت لکھا ہے اس سے پانچ (بلکہ دس) منٹ بعد اذان کہے۔ (شمسی تقویم)

صبح صادق ہوتے ہی اذان کہنا درست ہے، مگر صبح صادق کی پہچان مشکل ہے اور ٹائم ٹیبل (جنتری کے حساب) میں بھی غلطی کا امکان ہے، گھڑیوں کے وقت میں بھی فرق ہوتا ہے، لہذا صبح صادق کے لکھے ہوئے وقت سے دس منٹ پہلے سحری کھانا بند کردے اور دس منٹ کے بعد فجر کی اذان کہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۹/۸، ۱۳۰)

صبح صادق کے بعد پانچ سات منٹ کی تاخیر:

سوال: سحری کے اختتام کے کتنی دیر بعد اذانِ فجر ہونی چاہئے، اگر کچھ دیر بعد اذان ہونی چاہئے تو اس کی دلیل یا ثبوت پیش فرمائیں؟

الجواب

اذان کا وقت صبح صادق کے ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے، پانچ سات منٹ کی تاخیر اس لئے کی جاتی ہے تاکہ فجر خوب واضح ہوجائے۔

كما قال عليه السلام: "لاتؤذن حتىٰ يتبين لک الفجر". (الحديث)(۱) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، ۱۳/۱۰/۱۴۰۸ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ۲۱۶/۲)

اذان وجماعت فجر:

سوال: فجر کی نماز جماعت طلوع آفتاب سے کتنی پیشتر ہونی چاہئے؟ اور دیگر یہ کہ اذان فجر جماعت سے کتنی پہلے ہونی چاہیے؟

الجواب

شامی میں ہے:

قال أبو حنيفة: يؤذن للفجر بعد طلوعه. (۲)

(۱) سنن أبی داؤد، كتاب الصلاة، باب فی الأذان قبل دخول الوقت (ح: ۵۳۴) انیس

(۲) ردالمحتار، باب الأذان: ۳۵۷/۱، ظفیر

عن علی بن ربيعة قال: سمعت علياً يقول لمؤذنه: أسفر أسفر يعنی صلاة الصبح. (المصنف لعبدالرزاق، باب وقت الصبح: ۵۶۹/۱ (ح: ۲۱۶۵-۲۱۶۶) / شرح معانی الآثار، باب الوقت الذی يصلی فيه الفجر أی وقت هو؟ (ح: ۱۰۷۴): ۱۸۰/۱ / المعجم الأوسط: ۳۷۸/۲ (ح: ۱۰۵۹) انیس

یعنی صبح صادق ہونے کے بعد فوراً کہنا بہتر ہے، اگر فوراً نہ ہو تو بعد میں کہے۔ الغرض تمام وقت نماز کا، اذان کا بھی وقت ہے، کما فی الشامي: **ولعل المراد بيان الاستحباب وإلا فوقت الجواز جميع الوقت.** (۱)

اور جماعت فجر کی اسفار کے وقت ہونی چاہیے، یعنی جس وقت خوب روشنی ہو جاوے۔ (۲) اس کی مقدار درمختار میں یہ لکھی ہے کہ آفتاب کے نکلنے سے اتنی پہلے نماز شروع کریں کہ چالیس آیتیں ترتیل سے پڑھ سکیں اور پھر اعادہ کی ضرورت ہو تو اعادہ کرلیں۔ (۳)

غرض تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے آفتاب نکلنے سے جماعت کریں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۲۹-۳۰)

وقت نماز فجر بعد طلوع صبح صادق:

سوال: اگر صبح صادق چار بجے ہو تو جماعت صبح کا وقت اصلی کونسا ہوگا؟

الجواب

اگر صبح صادق ۴ بجے مثلاً ہوتی ہے تو نمازِ فجر پانچ سوا پانچ بجے تک بلکہ اس کے بھی بعد تک پڑھ سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ طلوع آفتاب سے دس پندرہ منٹ پہلے فارغ ہو جانا چاہئے۔ (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۴۷-۴۸)

---

(۱) رد المحتار، باب الأذان، ج: ۱، ص: ۳۵۷. ظفير

(۲) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فانه أعظم للأجر. (سنن الترمذي، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴)/سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴)/سنن النسائي: ۱/۲۷۲ (ح: ۵۴۸)/مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: ۱/۴۱/مسند الشافعي ترتيب سنجر، باب الإسفار بالصبح (ح: ۱۳۲) المصنف لابن أبي شيبة، ماروا ه رافع بن خديج (ح: ۶۴-۳۲۴۲) مسند الإمام أحمد، حديث رافع بن خديج (ح: ۱۷۲۸۶-۲۳۶۳۵) مسند البزار، ومماروى جابر عن أبي بكر عن بلال (ح: ۱۳۵۷) المسند للشاشي، ماروى بلال بن رباح مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم (ح: ۹۴۲) الصحيح لابن حبان، ذكر لفظة تعلق بها من جهل صناعة الحديث (ح: ۱۴۹۰) المعجم الأوسط للطبراني، ذكر من اسمه: هاشم (ح: ۹۲۸۹)/وقال الترمذي حديث حسن صحيح. انيس)

في سنن الدارمي، باب الإسفار بالفجر (ح: ۱۲۰۴): عن رافع بن خديج قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نوروا بصلاة الفجر فإنه أعظم للأجر.

وفي شرح معاني الآثار، باب الوقت الذي يصلى فيه الفجر أي وقت هو؟ (ح: ۱۰۶۸)، والمعجم الأوسط للطبراني، من اسمه ثابت (ح: ۳۳۱۹)

(۳) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين اٰية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۳۹. ظفير مفتاحي

(۴) (وقت) صلوٰة (الفجر) ... الخ، (من أول طلوع الفجر الثاني) ... الخ، (إلىٰ) قبيل (طلوع ذكاء) الخ، (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين اٰية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار: كتاب الصلوٰة: ۱/۳۳۱. ظفير)

نمازِ فجر کا مستحب وقت:

سوال: فجر کی نماز میں چند مسلمانوں کے درمیان اختلاف پڑا ہوا ہے۔ اوقات طلوع شمس حیدر آباد دکن ۵بجکر ۴۵لحظہ پر اور غروب ۶بجکر ۵۶منٹ پر ہوتا ہے، اس لئے یہاں دن رات کا شمار تقسیم بالمناصفہ سے کیا جاتا ہے، لیکن یہاں کے اکثر حضرات اختلاف کی وجہ سے غلس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے فجر پڑھ لیتے ہیں اور بعض لوگ اسفار میں ۵بجے کے بعد پڑھتے ہیں۔ لہٰذا حنفی مذہب میں جو اصح اور متفق علیہ ہو وہ تحریر فرماویں؟

الجواب

نمازِ فجر میں عندالحنفیہ اسفار مستحب ہے، مستحب کہنے سے معلوم ہوا کہ غلس میں درست ہے، مگر بہتر اسفار ہے اور اسفار کے معنیٰ ظہور نور اور انکشاف ظلمت کے ہیں۔ پس جبکہ طلوع آفتاب ۵بجکر ۴۵منٹ پر ہو تو ۵بجے کے بعد عمدہ وقت اسفار کا ہے۔(۱) اور ساڑھے چار بجے پڑھنے والے بھی لائق ملامت کے نہیں ہیں، کیونکہ غلس میں پڑھنا بھی احادیث سے ثابت ہے۔(۲) اختلاف صرف افضلیت وعدم افضلیت میں ہے، جواز میں اختلاف نہیں ہے۔(۳)

والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بإسفار والختم به هو المختار. (الدرالمختار) **وفی الشامی: (قوله بإسفار) أی فی وقت ظهور النور وانکشاف الظلمة ،الخ.** (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۳۱-۳۲)

(۱) عن رافع بن خديج قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (رواه الترمذی وأبوداؤد والدارمی. (مشکوٰة، باب تعجیل الصلوٰة، ص: ٦١. ظفیر) (سنن الترمذی، باب ما جاء فی الإسفار بالفجر (ح: ١٥٤) / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ٤٢٤) / وفی سنن الدارمی، باب الإسفار بالفجر (ح: ١٢٥٤) بلفظ: نوروا. انیس)

(۲) وعن عائشةؓ قالت: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ليصلى الصبح فتنصرف النساء متلفعات بمروطهن مايعرفن من الغلس، متفق عليه. (مشکوٰة، باب تعجیل الصلوٰة، ص: ٦٠، ظفیر) (عائشة قالت كن نساء المؤمنات يشهدن مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلوة الفجر متلفعات بمروطهن ثم ينقلبن إلى بيوتهن حين يقضين الصلوة لا يعرفهن أحد من الغلس. (الصحیح للبخاری، کتاب الصلوٰة، باب وقت الفجر (ح: ٥٧٨) / الصحیح لمسلم، باب استحباب التبكير بالصبح (ح: ٦٤٥-١٤٥٨) / مستخرج أبی عوانة، باب صفة وقت الفجر وآخر وقتها وصفة الفجر (ح: ١٠٩١) انیس)

(۳) قوله صلى اللّٰه عليه وسلم: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. أقول: هذا الخطاب لقوم خشوا تقليل الجماعة جداً أن ينتظروا إلى الإسفار أو لأهل المساجد الكبيرة التي تجمع الضعفاء والصبيان وغيرهم لقوله صلى اللّٰه عليه وسلم: أيكم صلى بالناس فليخفف فإنه فيهم الضعيف، الحديث. أو معناه طولوا الصلاة حتى يقع آخرها فی وقت الإسفار لحديث برزة كان ينتقل فی صلاة الغداة حين يعرف الرجل جليسه. (حجة اللّٰه البالغة، اوقات الصلاة: ٣٢٠/١) والحديث الأول رواه الإمام مالك، باب العمل فی صلاة الجماعة (ح: ١٣) ت: عبدالباقی / والثانی البخاری فی صحيحه، باب وقت العصر (ح: ٥٤٧) انیس)

(۴) ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، الجزء الأول، ص: ٣٣٩، ظفیر

صبح کی نماز کب پڑھی جائے:

سوال: صبح کی نماز کے بعد کتنا وقت رہنا چاہئے؟

الجواب

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔(۱) یعنی تاخیر کرنی چاہئے اس قدر کہ نمازِ فرض ادا کرنے کے بعد اتنا وقت طلوع آفتاب تک باقی رہے اگر امام وغیرہ کا بے وضو ہونا ظاہر ہو یا کسی وجہ سے نماز کے اعادہ کی ضرورت ہو تو آفتاب کے طلوع سے پہلے پہلے پھر نماز کا اعادہ ہوسکے۔ پس پندرہ بیس منٹ باقی رہنا طلوع آفتاب میں بعد نماز کے کافی ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد دوم صفحہ ۴۳ و۴۴)

فجر کی نماز کب پڑھی جائے:

سوال (۱) فجر کا وقت ختم ہونے سے کتنی دیر پہلے نماز جماعت ہوجانا چاہئے؟

(۲) نمازِ فجر کے لئے اس وقت کھڑا ہونا کیسا ہے، جب کہ ایک رکعت کے بعد یا سلام پھیرنے سے پہلے وقت قضا ہوجاتا ہے؟

الجواب حامدًا و مصليًا

(۱) اتنی دیر پہلے کہ اگر نماز ختم ہوجانے پر معلوم ہو کہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے، کسی وجہ سے نماز خراب ہوگئی ہے، تو سنت کے موافق دوبارہ سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاسکے۔(۲)

(۲) اس سے نماز فاسد ہوجائے گی۔(۳) اتنی دیر تک مؤخر کرنا جائز نہیں گناہ ہے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۲/۵)

---

(۱) والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بإسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل أربعين اٰية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۳۹. ظفير)

(۲) ”يستحب تأخير الفجر، ولا يؤخرها بحيث يقع الشك فی طلوع الشمس، بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلاته، يمكنه أن يعيدها فی الوقت بقراءة مستحبة“. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلوٰة، الباب الأول فی المواقيت وما يتصل بها: ۵۱/۱، ۵۲، رشيدية)

(۳) ”بخلاف الفجر الخ: أی فإنه لا يؤدی فجر يومه وقت الطلوع، لأن وقت الفجر كله كامل فوجبت كاملة، فتبطل بطروّ الطلوع الذی هو وقت الفساد“ (ردالمحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۷۳/۱، سعيد)

”ولو طلعت الشمس وهو فی خلال الفجر، فسدت صلاته عندنا“ (المبسوط، باب مواقيت الصلوٰة: ۳۰۴/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۴) ”قال عطاء بن دينار: ”الحمد لله الذی قال: ”عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ“ ولم يقل: ”فِیْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ“، ==

نمازِ فجر میں تاخیر:

سوال: یہاں کے امام نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں کہ زردی صبح کی ظاہر ہوجاتی ہے اورظہر کی نماز میں دو چند سایہ تک دیر کرتے ہیں اورعصر کی نماز گھڑی بھردن رہے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہرنماز میں تاخیر لازم ہے۔حالانکہ قرآن شریف میں اول اوقات کی تاکید وارد ہے۔

الجواب

آپ کے امام صاحب جن اوقات میں صبح اورظہر اورعصر کی نماز پڑھتے ہیں یہ حنفیہ کے مذہب اور کتب فقہ کے موافق ہے۔صبح میں خوب اسفار کرنا اورعصر میں تاخیر کرنا اس قدر کہ گھنٹہ پون گھنٹہ دن رہ جاوے مستحب ہےاور موسم گرما کے ظہر میں ابراداورتاخیر کرنا مستحب ہےمگر دومثل سایہ سے پہلے پہلے پڑھ لی جاوے۔(۱)

احادیث میں صبح میں اسفار کی فضیلت اورعصر کی تاخیر وارد ہوئی ہے۔اورظہر میں ابراد کاحکم وارد ہوا ہے۔ باقی اوقات نماز کے ابتداوانتہامعروف ومشہور ہیں،افضل یہ ہے جو مذکور ہوا۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۴۸-۴۹)

== إمـا عن وقتها الأول فيؤخرونها إلٰى آخره دائماً أوغالباً ... ومن اتصف بجميع ذلک فقد تم له نصيبه منها، و كـمـل لـه الـنـفـاق العملى،كما ثبت فى الصحيحين:"أن رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم قال:" تلک صلوٰة الـمنافق،تلک صلوٰة المنافق، تلک صلوٰة المنافق،يجلس يرقب الشمس حتى إذا كانت بين قرنى الشيطان،قام فنقر أربعاً لايذكرالله فيها إلا قليلاً".(تفسيرابن كثير: ٤/٧١٨،مكتبة دارالفيحاء،دمشق)

"قـال الـلّـه تـعـالٰـى:"فَوَيْـلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاَتِهِمْ سَاهُوْنَ"...... وقال ابن عباس رضى الله تعالٰى عنهما وجماعة: تأخيرها عن وقتها".(روح المعانى: ٣٠/٢٤٢، دارإحياء التراث العربى،بيروت)

(۱) ويستـحـب فى صلوٰة الفجر الإسفاربها بأن تصلى فى وقت ظهورالنوروانكشاف الظلمة والغلس الخ لقوله عـليـه الـسـلام:أسفروا بالفجرفإنه أعظم للأجر، رواه الترمذى.وقال حديث حسن الخ ثم استحباب الإسفارعندنا عام فـى الأزمـنة كـلهـا إلا فى صلوٰة الفجر يوم النحر بمزدلفة فإن المستحب فيها التغليس إجماعاً ،الخ، ويستحب أيضاً عـنـدنـا الإبراد بالظهر فى الصيف لما تقدم من الحديث"إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰة الخ وهوعام فى جميع البلاد بـجـمـيـع الناس لإطلاق الحديث،ويستحب أيضاً عندنا تأخير العصر فى كل الأزمنة إلا يوم الغيم مالم تتغيرالشمس ، الـخ، كـمـاوردعـنـه عـلـيـه الـسـلام فـى حـديـث بريدة:أنه صلى الله عليه وسلم صلى العصروالشمس مرتفعة بيضاء نقية.(غنية المستملى: ٢٣٠،ظفير)

(۲) (والـمستـحـب) لـلـرجل (الابتداء) فى الفجر (بإسفار والختم به) الخ، (وتأخير ظهر الصيف)...(مطلقاً) الـخ، (و)تـأخـيـر(عـصـر)صيـفـاً وشتـاءً تـوسـعة لـلـنـوافل (مـالـم يتغيـرذكـاء)الخ، (و)تـأخـيـر(عشـاء إلـىٰ ثلث الليل)الخ.(الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ١/٣٣٩، ظفير)

عـن رافـع بـن خديج قال سمعت رسول الله يقول:أسفروا بالفجرفإنه أعظم للأجر. (سنن الترمذى، باب ما جاء فى الإسفار بالفجر(ح:١٥٤)/ سنن أبى داؤد، باب وقت الصبح (ح:٤٢٤)انيس) ==

نماز فجر میں تاخیر کا حکم اور اس میں آیات کی مستحب مقدار:

سوال: براہ کرم اس مسئلے میں مطلع کریں کہ نماز فجر کے وقت تاخیر کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

نماز فجر میں اتنی تاخیر کرنا جس سے نماز میں ہی سورج نکل آنے کا خطرہ ہو جائے درست نہیں ہے۔ نماز فجر آفتاب نکلنے سے ۲۵/۳۰ منٹ پہلے شروع کریں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۵/۱۱/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح محمود عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول:۱۹)

نمازِ فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں:

سوال: رمضان شریف میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے پڑھ لی جاوے، تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــ

کچھ حرج نہیں ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۴۵)

رمضان المبارک میں فجر کی نماز معمول سے پہلے پڑھنا:

سوال: اگر رمضان کے مہینہ میں فجر کی نماز مقررہ اوقات سے پہلے پڑھ لی جائے اور سحری اور نماز میں زیادہ

== عن عبد اللّٰه بن عمرعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه قال: إذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة فإن شدة الحر من فيح جهنم (الصحيح للبخارى،باب الإبراد بالظهرفى شدة الحر(ح:٥٣٣)/سنن الترمذى، باب ماجاء فى تأخير الظهر فى شدة الحر(ح:١٥٧)انيس)

(۱) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فى الفجر(بإسفاروالختم به) هوالمختاربحيث يرتل أربعين اٰية ثم يعيده بطهارة لوفسد.(الدر المختارعلىٰ هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ٣٣٩/١،انيس)

(۲) وقت صلوٰة الفجر . . . الخ ... من أول طلوع الفجرالثانى، الخ ،إلىٰ قبيل طلوع ذكاء.(الدر المختارعلىٰ هامش ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ٣٣١/١-٣٣٢)

وعن قتادة عن أنس أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم و زيد بن ثابت تسحرا فلما فرغا من سحورهما قام نبى اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى الصلوٰة فصلى قلنا لأنس:كم كان بين فراغهما من سحورهما ودخولهما فى الصلوٰة قال:قدر مايقرأ الرجل خمسين اٰية.(الصحيح للبخارى،كتاب مواقيت الصلاة،باب وقت الفجر (ح: ٥٧٦-١١٣٤)/ مسندالإمام أحمد،مسند أنس بن مالك رضى اللّٰه عنه (ح: ١٢٧٣٩)/السنن الكبرىٰ للبيهقى،باب تعجيل صلاة الصبح (ح:٢١٤١)انيس)

وقفہ نہ رکھا جائے، کیوں کہ بعض لوگ سحری کے بعد آرام کی غرض سے لیٹ جاتے ہیں تو جماعت کے چھوٹ جانے کا خدشہ رہتا ہے، کیا ایسا کیا جا سکتا ہے؟ (عظیم اللہ خاں، عمیر کھیڑ)

الجواب ــــــــــــــــــــ

صبح صادق ہونے کے بعد فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اگر رمضان المبارک میں اول وقت میں نماز ادا کر لی جائے تاکہ لوگوں کو سہولت ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شریک ہوں، تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ یہ واقعہ ہے کہ فجر کی جماعت دیر سے رکھی جائے تو بہت سے لوگ سحری کھا کر سو جاتے ہیں اور نماز کے لیے اٹھ نہیں پاتے، احناف کے یہاں جو فجر میں تاخیر افضل ہے، وہ اسی لیے کہ اس میں زیادہ لوگوں کے جماعت میں شریک ہونے کی امید ہوتی ہے، اب اگر یہ مقصد اول وقت میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہو، تو اسی وقت میں نماز ادا کرنا بہتر ہوگا۔(۱)

(کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۱۲۲-۱۲۳)

رمضان میں نمازِ فجر اول وقت میں پڑھنا:

سوال (۱) کیا صرف رمضان المبارک میں بعد اذان فوری جماعت بہتر ہے، یا بعد اذان گیارہ ماہ کی طرح، وقت حنفی پر جماعت کے درمیان وقت کے انتظار میں حسب عادت ذکر اللہ کرنا بہتر ہے، جب کہ بارہ ماہ ظہر، عشا، فجر کی اذان اور جماعت میں نصف گھنٹہ اور ایک گھنٹہ تک درمیانی وقت ہو جاتا ہے؟

(۲) کیا حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل تمام ماہِ رمضان المبارک میں یہی معمول رہا کہ اذان کے فوری بعد نماز با جماعت ادا کی ہو، یا کیا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ماہِ رمضان المبارک میں اس بات کی اجازت دی ہے کہ ایسا کر لیا جائے؟

(۳) جو متولی جماعت کا پابند نہ ہو، بارہ ماہ نمازِ ظہر، عصر و مغرب گھر پر پڑھتا ہو اور عشا اور فجر صرف مسجد میں، یا کوئی متولی مسجد میں بالکل کسی وقت نہ جائے، اس کو متولی ہونے کی حیثیت سے یہ حکم صادر کرنا کہ جماعتِ فجر رمضان میں فوری بعد اذانِ فجر کی جائے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) ”یستحب الإسفار وهو التأخير للإضاءة بالفجر ...لأن في الإسفار تكثير الجماعة وفي التغليس تقليلها وما تؤدي إلى الكثير أفضل“.(مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ۱۲۱. محشی)

والمستحب فی صلاة الفجر عند مالک والشافعي التغليس وعند أبي حنيفة وأصحابه الإسفار بها وقال بعض المتأخرين يجمع بين التغليس والإسفار وعن أبي عبدالله إذا لم يكن عذر من انتظاره القوم وغيره فالتعجيل أفضل وإن عذر فالإسفار أفضل.(النتف فی الفتاویٰ للسغدی،، کتاب المواقیت،أوجه الوقت: ۱/ ۵۴،انیس)

(۴) جس مسجد میں اکثریت ۲۵ یا ۳۰ نمازیوں کی ماہِ رمضان میں حسب معمول گیارہ ماہ کی طرح جماعت کیلئے رضامند ہوں اور ۸ یا ۱۰ آدمی متولی مسجد کے حکم سے بعد اذانِ فجر فوراً جماعت کریں، دوسری جماعت پھر اکثریت کی تعداد کے ساتھ کی جائے تو اس میں کونسی جماعت کے افراد حق پر ہیں؟

(۵) متولی امام کو مسجد وقف سے بارہ روپے ماہانہ دیتا ہے، نیز روپیہ محلّہ کے نمازی بصورتِ چندہ دیتے ہیں۔ایسی صورت میں متولی امام کو حکم دے کہ تم کو ہماری جماعت کی نماز پڑھانی ہے۔کیا یہ حکم متولی کا دینا اور امام کے لئے اس کی تعمیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

(۱) حدیث پاک میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کے بجائے روشنی پھیل جانے پر پڑھنے کا حکم ہے:

"أسفروا بالفجر، فإنه أعظم للأجر". (الحديث)(۱)

فقہائے احناف نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔(۲)

---

(۱) جامع الترمذی، أبواب الصلوٰة، باب ماجاء فی الإسفار بالفجر: ۱/۴۰، سعید

(۲) "یستحب تأخیر الفجر، ولا یؤخرها بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس، بل یسفر بها بحیث لوظهر فساد صلاته، یمکنه أن یعیدها فی الوقت بقراءة مستحبة"، کذا فی التبیین، وهذا فی الأزمنة کلها إلا صبیحة یوم النحر للحاج بالمزدلفة، فإن هناک التغلیس أفضل، هکذا فی المحیط". (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۱/۵۲-۵۳، رشیدیة)

"عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم: "أمنی جبریل وصلی بی الفجر حین حرم الطعام والشراب علی الصائم". (سنن أبی داؤد، کتاب الصلوٰة، باب مواقیت الصلوٰة: ۱/۶۲، إمدادیة، ملتان)

"عن قتادة عن أنس رضی الله تعالیٰ عنه أن زیدا بن ثابت رضی الله تعالیٰ عنه حدثه: "أنهم تسحروا مع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ثم قاموا إلی الصلوٰة، قلت: کم بینهما؟ قال: قدر خمسین أوستین یعنی آیة". (صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلوٰة، باب وقت الفجر: ۱/۸۱، قدیمی)

"قال الشعرانی فی المیزان: "وفی روایة أخریٰ لأحمد رحمه الله تعالیٰ: "الاعتبار بحال المصلین، فإن شق علیهم التغلیس کان الإسفار أفضل، وإن اجتمعوا کان التغلیس أفضل.

وقال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ فی ردالمحتار: "نعم ذکر شراح الهدایة وغیرهم فی باب التیمم: "أن أداء الصلوٰة فی أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخیر فضیلة لاتحصل بدونه کتکثیر الجماعة". (فتح الملهم، کتاب المساجد، باب استحباب التبکیر بالصبح فی أول وقتها وهو التغلیس وبیان قدر القراءة فیها: ۲/۲۱۲، المکتبة الرشیدیة، کراچی)

گو صبح صادق ہوتے ہی پڑھ لینے سے بھی نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی۔(۱) مگر عامۃً نمازی اس وقت پر حاضر نہیں ہو پاتے، جماعت کی شرکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

ویسے ہی اذان وجماعت میں اتنے فصل کا حکم ہے کہ نماز کی تیاری کر سکے،(۲) (مغرب میں یہ بات نہیں)۔

فیض الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد عامۃً لوگ سو جاتے ہیں، دیر میں اٹھتے ہیں، نماز قضا ہو جاتی ہے، اس لئے صبح صادق کے بعد اوّل وقت میں فجر کی نماز پڑھ لی جائے، تو سب کو جماعت مل جاتی ہے، نمازیوں کے جمع ہونے کی سہولت کی خاطر اور ان کی نماز کو فوت ہونے سے بچانے کے لئے اس پر عمل کر لیا جائے، لیکن اگر نمازی گیارہ ماہ کے وقت پر حاضر ہو کر شرکتِ جماعت کریں اور اسی کو پسند کریں، تو یہ بھی درست ہے، بلکہ اصل مذہب ہے۔(۳) اب نمازیوں کو ایک دوسرے پر طعن کرنا اور جائز وناجائز کی بحث کرنا اس مسئلہ میں ٹھیک نہیں۔(۴)

جب نماز دونوں طرح بلا کراہت ادا ہو جاتی ہے تو نزاع ختم کیا جائے، پابند نمازیوں کی اکثریت کو ترجیح دی جائے۔(۵)

---

(۱) ولأن في الإسفار تكثير الجماعة، وفي التغليس تقليلها، وما يؤدي إلى تكثير الجماعة فهو أفضل". (المبسوط، باب مواقيت الصلوٰة: ۲۹۵/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۲) " ينبغي أن يؤذن في أول الوقت، ويقيم في وسطه حتى يفرغ المتوضي من وضوئه، والمصلي من صلاته، والمعتصر من قضاء حاجته" (الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلوٰة، باب الأذان، الفصل الثاني في كلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱، رشيدية)

(۳) والذي يظهر أن العمل في عهد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مع أن الزمان إذ ذاک كان زمان الشدة في العمل، والناس كانوا يتقيدون بصلاة الليل، فلم تكن الجماعة تختل بالتغليس، ثم إذا نشأ الإسلام وكثر المسلمون وعلم أن فيهم ضعفاً، عمل بالإسفار في زمن الصحابة رضي الله عنهم لئلا يفضي إلىٰ تقليل الجماعة، وقد علمت فيما سبق أن بطأ الناس وتعجيلهم مما قد راعاه النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أيضاً، فلو اجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس لقلنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي، في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجر والتعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس ... ثم قال رحمه الله تعالىٰ بعد أسطر: ... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس وعليه العمل في دار العلوم بديوبند من عهد الأكابر" (فيض الباري علىٰ صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت الفجر: ۱۳۵/۲-۱۳۸، خضر راه بک ڈپو، ديوبند، الهند)

(۴) عن علي بن الحسين رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: " إن من حسن إسلام المرأ تركه مالايعنيه" (جامع الترمذي، أبواب الزهد، باب: ۵۸/۲، سعيد)

(۵) " أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا، اعتبر أكثرهم" (الدر المختار، كتاب الصلوٰة، باب الإمامة: ۵۵۸/۱، سعيد)

" وإن اختار بعض القوم لهذا والبعض لهذا، فالعبرة لاجتماع الأكثر" (فتاویٰ قاضي خان، باب افتتاح الصلوٰة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح: ۵۲/۱. رشيدية)

امام اگر چہ تنخواہ دار ہو، مگر اس کے ساتھ معاملہ ماتحت نوکر اور خادم جیسا نہ کیا جائے، اس کا منصب قابلِ احترام ہے۔ تنخواہ دینے والوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم خادم ہیں امام مخدوم۔(۱)

امام کو بھی مقتدیوں کی رعایت لازم ہے۔(۲)

احکامِ شرع کی رعایت رکھتے ہوئے مقتدیوں کا لحاظ کیا جائے، متولی کو بھی سب نمازیوں کا لحاظ لازم ہے، ضد سے سب کو باز آنا چاہئے۔(۳) **فقط واللہ الموفق**

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۹/۹/۱۳۸۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۲۵/۵-۳۲۹)

رمضان میں فجر کی نماز ابتدائے وقت میں ادا کرنا:

سوال: رمضان المبارک میں کثرت سے یہ معمول ہوگیا ہے کہ وقتِ سحر ختم ہوتے ہی فوراً اذان کہی جاتی ہے اور دو سنتیں پڑھ کر فوراً نمازِ فجر ادا کرلی جاتی ہے، مغرب کے علاوہ دیگر نمازوں میں نماز اور اذان میں کس قدر وقفہ ہونا چاہئے؟ "**أسفروا بالفجر**" والی حدیث سے رمضان مستثنیٰ ہے؟ معمولِ مذکور غلط ہے یا صحیح؟ غلس میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا اسفار میں؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے۔ "**أسفروا بالفجر**". (۴)

---

(۱) **وقوله تعالىٰ: "اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَاماً "(سورة البقرة: ۲۲۱)**

"فإن الإمام من يؤتم به فى أمور الدين من طريق النبوة، و كذلك سائر الأنبياء أئمة(عليهم السلام)لما ألزم اللّٰه تعالىٰ الناس من اتباعهم والائتمام بهم فى أمور دينهم،فالخلفاء أئمة،لأنهم رتبوا فى المحل الذى يلزم الناس اتباعهم وقبول قولهم وأحكامهم،والقضاة والفقهاء أئمة أيضاً،و لهذا المعنى الذى يصلى بالناس يسمى إماماً،لأن من دخل فى صلاته لزمه الاتباع له والائتمام به".

"وإذا ثبت أن اسم الإمامة يتناول ماذكر،فالأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام فى أعلىٰ رتبة الإمامة،ثم الخلفاء الراشدون من بعد ذلك،ثم العلماء والقضاة العدول ومن ألزم اللّٰه تعالىٰ الاقتداء بهم،ثم الإمامة فى الصلوٰة ونحوها".(أحكام القرآن للجصاص: ۹۷/۱-۹۸.قديمى)

(۲) **"ينبغى أن يؤذن فى أول الوقت، ويقيم فى وسطه حتى يفرغ المتوضى من وضوئه،والمصلى من صلاته،والمعتصر من قضاء حاجته".(الفتاوىٰ العالمكيرية،كتاب الصلوٰة،باب الأذان،الفصل الثانى فى كلمات الأذان والإقامة: ۵۷/۱.رشيدية)**

(۳) **"وإن اختار بعض القوم لهذا و البعض لهذا،فالعبرة لاجتماع الأكثر".(فتاوىٰ قاضى خان،باب افتتاح الصلوٰة،فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لايصح: ۵۲/۱.رشيدية)**

(۴) **" أسفروا بالفجر،فإنه أعظم للأجر".(جامع الترمذى،باب ماجاء فى الإسفار بالفجر: ۴۰/۱.سعيد)** ==

لیکن اس کی وجہ تکثیر جماعت ہے،(۱) رمضان المبارک میں اگر غلس میں جماعت میں حاضرین حاضر ہوں تو اسفار میں تقلیل ہو جائے، لوگ سو جائیں، با جماعت نماز فوت ہو جائے تو پھر غلس کو اختیار کیا جائے گا۔ جیسا کہ فیض الباری میں بحوالۂ مبسوط نقل کیا ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۲۹-۳۳۰)

رمضان میں نمازِ فجر غلس میں:

سوال: رمضان شریف کے دنوں میں سحری کھانے کے بعد، اگر احتمال ہو کہ فجر کے وقت آنکھ نہ کھلے گی، تو اوّلِ وقت میں نماز پڑھ لینا کیسا ہے، اور اسی وقت اذان کہہ کر جماعت کر لینا، اس وجہ سے کہ لوگوں کی اکثر و بیشتر نماز چھوٹ جاتی ہے اور بسا اوقات نماز قضا ہو جاتی ہے بہتر ہے، یا ہر حال میں مسنون وقت میں نماز پڑھی جائے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

رمضان المبارک میں سحری کے بعد، اوّل وقت، فجر کی نماز کے لئے اگر نمازی جمع ہو جائیں، اور روزانہ کے وقت معمول تک تاخیر ہونے سے جماعت چھوٹنے یا قضا ہو جانے کا اندیشہ ہے، تو اوّل وقت جماعت کر لینا بہتر ہے۔(۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۳۰)

== ”يستحب تأخير الفجر، و لايؤخرها بحيث يقع الشک فی طلوع الشمس، بل يسفربها بحيث لوظهر فساد صلا ته، يمكنه أن يعيدها فی الوقت بقراء ة مستحبة“ ، كذا فی التبيين، وهذا فی الأزمنة كلها إلاصبيحة يوم النحر للحاج بالمزدلفة، فإن هناک التغليس أفضل، هكذا فی المحيط“. (الفتاویٰ العالمكيرية، كتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی بيان فضيلة الأوقات: ۱/۵۲-۵۳. رشيدية)

(۱) ” ولأن فی الإسفار تكثير الجماعة، وفی التغليس تقليلها، ومايؤدی إلٰی تكثير الجماعة فهو أفضل“. (المبسوط، باب مواقيت الصلوٰة: ۱/ ۲۹۵، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۲) ” فلو اجتمع الناس اليوم أيضاً فی التغليس، لقلنا به أيضاً، كما فی مبسوط السرخسی فی باب التيمم: أنه يستحب التغليس فی الفجر و التعجيل فی الظهر إذا اجتمع الناس، قال رحمه اللّٰه تعالیٰ بعد أسطر:......ولعل هذا التغليس فی رمضان خاصة، وهكذا ينبغی عندنا إذا اجتمع الناس“. (فيض الباری علیٰ صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت الفجر: ۲/۱۳۵، ۱۳۶)

(۳) ”عن قتادة عن أنس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه أن زيد بن ثابت رضی اللّٰه تعالیٰ عنه حدثه: ”أنهم تسحروا مع النبی صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم، ثم قاموا إلی الصلوٰة، قلت : كم بينهما ؟ قال : قدرخمسين أوستين يعنی آية “. (صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت الفجر : ۱/۸۱. قديمی) ==

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں:

سوال: ہماری مسجد کے امام عرصہ چھ برس سے رمضان المبارک میں ایک مہینہ تک صبح کی نماز اس وقت پڑھاتے ہیں کہ جب سحری کے آخری گولے چھوٹ جاتے ہیں تو فوراً اذان دلواتے ہیں، اذان کے دس منٹ کے بعد فورا نماز پڑھانے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اکثر مقتدیوں نے دریافت کیا تو یہ حدیث انہوں نے سنائی کہ **(والفجر حين حرم الطعام والشراب على الصائم)** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز پڑھائی جبرئیل نے مجھے صبح کی اس وقت جب کہ حرام ہوا کھانا پینا روزہ دار پر، (رواہ ابوداؤد وغیرہ)(۱) اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، لہذا گزارش ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی یا نہیں، یہ بھی واضح رہے کہ اس نماز میں کم از کم دوسو آدمی جمع ہوجاتے ہیں، تمام مقتدی امام صاحب کے موافق ہیں؟ (المستفتی نمبر: ۱۹۷۹، محمد نذیر، لال کنواں، دہلی۔ ۲۶ رشوال ۱۳۵۶ھ-۳ رنومبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

جبرئیل کی نماز اوقات کی ابتدا اور انتہا معین کرنے کی نیت سے تھی۔(۲) پس اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز فجر

== "قال الشعراني في الميزان: "وفي رواية أخرىٰ لأحمد رحمه الله تعالىٰ: "الاعتبار بحال المصلين، فإن شق عليهم التغليس كان الإسفار أفضل"، وإن اجتمعوا كان التغليس أفضل.

وقال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ في ردالمحتار: " نعم ذكر شراح الهداية و غيرهم في باب التيمم: " أن أداء الصلوٰة في أول الوقت أفضل إلا إذا تضمن التأخير فضيلة لاتحصل بدونه كتكثير الجماعة ". (فتح الملهم، كتاب المساجد، باب استحباب التبكير بالصبح في أول وقتها وهو التغليس وبيان قدر القراءة فيها: ۲/۲۱۲، المكتبة الرشيدية، كراچی)

"فلو اجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس، لقلنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجر و التعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس.

قال رحمه اللّٰه تعالىٰ بعد أسطر: ... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس". (فيض الباري علىٰ صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت الفجر: ۲/۱۳۵، ۱۳۶)

(۱) سنن أبي داؤد: باب في المواقيت: ۱/۲٦، ط مكتبة إمدادية، ملتان/المستدرک للحاكم (ح: ٦۹۳) انيس

(۲) عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أمني جبرئيل عند البيت مرتين فصلى الظهر في الأولى منهما حين كان الفيء مثل الشراک ثم صلى العصر حين كان كل شيء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شيء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلي جبرئيل فقال يا محمد هذا وقت الأنبياء من قبلک والوقت فيما بين هذين الوقتين. (سنن الترمذي، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبي صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱٤۹)/سنن أبي داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انيس)

کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے کہ صائم پر کھانا پینا حرام ہو جائے، یعنی صبح صادق طلوع ہو جائے، حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رمضان شریف میں صبح کی نماز باقی سال کی صبح کی نماز سے کچھ مختلف ہے، یہ نماز اگر صبح صادق ہونے کے بعد ہوتی ہے تو نماز صحیح ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک میں مصلحۃً جلدی پڑھ لینے میں مضائقہ نہیں ہے۔(۱) فقط

(کفایت المفتی: ۶۶/۳-۶۷)

رمضان المبارک میں صبح کی نماز جلدی پڑھنا جائز ہے:

سوال: زید کہتا ہے کہ چونکہ صبح صادق ۵ بج کر ۴۵ منٹ پر ہو رہی ہے اس لئے نماز فجر چھ بجے کے بعد ہونی چاہیے، عمر کہتا ہے کہ صحابہ نے اندھیرے میں نماز فجر ادا کی ہے، اگر ہم کسی صحابی کی اقتدا کرلیں اور رمضان المبارک میں لوگوں کی سستی کی وجہ سے ذرا پہلے کھڑے ہو جائیں تو کیا حرج ہے؟

(المستفتی: خادم العلما محمد سلطان زبیری)

الجواب

بعض احادیث سے رمضان المبارک میں فجر کی نماز ہمیشہ کے معمول سے کسی قدر پہلے پڑھنا مفہوم ہوتا ہے اس لئے اس کی گنجائش ہے کہ رمضان المبارک میں نماز فجر ذرا جلدی پڑھ لی جائے لیکن طلوع صبح صادق سے پہلے نماز جائز نہیں۔ صبح صادق پونے چھ بجے کے بھی کچھ بعد (آجکل یعنی دسمبر کے دوسرے عشرہ میں) ہوتی ہے۔ اس لئے نماز چھ بجے شروع کردی جائے تو مضائقہ نہیں۔ اس سے پہلے نہیں ہونی چاہئے۔(۲) فقط (کفایت المفتی: ۶۹/۳)

رمضان میں صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنا:

سوال: ہمارے علاقوں میں رمضان کے مہینے میں صبح کی نماز عموماً غلس (تاریکی) میں پڑھی جاتی ہے جس سے جماعت میں کثرت رہتی ہے، کیا فقہ حنفی کی رو سے یہ درست ہے؟

---

(۱) عن قتادة عن أنس ان زيدبن ثابت حدثه أنهم تسحروا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم قاموا إلى الصلاة، فقلت: "كم بينهم"؟ قال: قدر خمسين أوستين" يعني آية. (الصحيح للبخاري، باب وقت الفجر: ۸۱/۱، ط: قديمي كتب خانه، كراچی)

ووقت صلوٰة الفجر من أول طلوع الفجر الثاني، وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل إلىٰ قبيل طلوع ذكاء، الخ. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱، ط سعيد كمپنی)

(۲) عن قتادة عن أنس أن زيد بن ثابت حدثه أنهم تسحروا...الخ. (الصحيح للبخاری، باب وقت الفجر: ۸۱/۱)

قال الشعراني في الميزان: و في رواية لأحمد أن الاعتبار بحال المصلين، فإن شق عليهم التغليس كان الإسفار أفضل وإن اجتمعوا كان التغليس أفضل. (فتح الملهم: كتاب الصلاة: ۲۱۲/۲، ط دار القرآن كراچی)

الجواب

جواز سے کسی کو انکار نہیں، لیکن فقہ حنفی میں اسفار کے استحباب میں رمضان کا استثنا کہیں نہیں لکھا ہے، اس لئے شاید وقتی مصلحت کی رو سے بہتر ہو، لیکن یقینی اعتبار سے اسفار مستحب ہے۔(۱)

لما قال شيخ الإسلام أبوبكربن على اليمني: ويستحب الإسفاربالفجر......قيل هوأن يصلى في وقت لوصلى بقراء ة مسنونة مرة فإذا فرغ ظهرله فساد في طهارته أمكنه الوضوء والإعادة قبل طلوع الشمس وهذا كله في السفروالحضرفي الأزمنة كلها إلايوم النحربالمزدلفة للحاج. (الجوهرة النيرة، كتاب الصلوة:۱/۵۰)(۲)(فتاویٰ حقانیہ:۳/۳۴)

رمضان کے مہینے میں غلس میں صلوٰۃ فجر ادا کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں صبح کی نماز کو اذان کے پندرہ منٹ بعد ادا کرنا کیسا ہے جب کہ اس میں یہ فائدہ بھی ہے کہ اکثر لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: حافظ محمد زبیر عثمانی حضرو اٹک......۲۲ رمضان ۱۴۰۲ھ)

الجواب

روایات حدیثیہ اور فقہیہ کی بنا پر نماز فجر میں اسفار افضل ہے،(۳) إلا لحاج بمزدلفة. (۴)

(۱) فلواجتمع الناس اليوم أيضاً في التغليس، لقلنا به أيضاً، كما في مبسوط السرخسي في باب التيمم: أنه يستحب التغليس في الفجرو التعجيل في الظهر إذا اجتمع الناس ... ولعل هذا التغليس في رمضان خاصة، وهكذا ينبغي عندنا إذا اجتمع الناس. (فيض الباري علىٰ صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت الفجر: ۲/۱۳۵-۱۳۶)انيس)

(۲) وفي الهندية: وقت الفجرمن الصبح الصادق وهوالبياض المنتشرفي الأفق إلىٰ طلوع الشمس ولا عبرة بالكاذب وهو البياض الذى يبدوطولا ثم يعقبه الظلام فبالكاذب لايدخل وقت الصلاة ولايحرم الاكل على الصائم هكذا في الكافي. (الفتاوىٰ الهندية: ۱/۵۱، الباب الأول في المواقيت)

(۳) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (سنن الترمذي، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ۱۵۴)/سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح (ح: ۴۲۴)انيس)

(۴) قال الحصكفي: و (المستحب) للرجل (الإبتداء) في الفجر (بإسفاروالختم به) هوالمختاربحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد و قيل يؤخرجداً لأن الفساد موهوم (إلالحاج بمزدلفة). (الدرالمختارعلىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۲۶۹)

اور تغلیس جائز ہے، مگر افضل نہیں ہے، کما صرحوا به. (۱) جواز اس صورت میں ہے جب کہ اذان طلوع شمس سے سوا گھنٹہ قبل دی گئی ہو اور اگر ڈیڑھ یا پونے دو گھنٹہ قبل دی گئی ہو تو اس اذان سے پندرہ منٹ بعد بھی صبح صادق (جو کہ محسوسات سے ہے) کا نام ونشان نہیں ہوتا ہے۔ وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ جلد دوم ص ۱۵۳۔)

رمضان میں عشا اور صبح صادق کا وقت:

سوال: رمضان المبارک میں عشا کی نماز کا ابتدائی وقت (یعنی اذان کا وقت) کتنے بجے شروع ہوتا ہے؟ اور صبح صادق کا وقت کب تک رہتا ہے؟ اس مسئلہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کئی مساجد میں اوقات نماز کے دو مختلف نقشے آویزاں ہیں ان میں تقریباً اوقات صبح صادق اور وقت عشا میں ۲۰/۲۵ منٹ کا فرق ہے اور نقشے کے نیچے یہ درج ہے کہ اس میں اوقات صبح صادق وعشا کی تصحیح کی گئی ہے اس میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کا بھی نام ہے، جبکہ عمل عموماً اس کے خلاف ہے۔ اب ہم کس نقشے کے مطابق اذانوں کا وقت متعین کریں، اور سحری کا وقت کس نقشے کے مطابق ہو؟

مفتی صاحب کا جس نقشہ میں نام ہے اس میں اختتام سحری ۴ بجکر انسٹھ منٹ لکھا ہے دوسرے نقشہ میں وقت سحری چار بجکر بیالیس منٹ لکھا ہے؟

الجواب

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو شروع میں اوقات فجر وعشا کے بارے میں کچھ تردد ہو گیا تھا، لیکن آخر

(۱) و فی منهاج السنن: اعلم أن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم ثبت عنه التغلیس بالفجر كما مر فی الباب السابق والإسفار به كما روی الطحطاوی عن أبی طریف وكان شاهداً مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم حصن الطائف فكان یصلی بنا صلاة الفجر حتیٰ لو أن إنساناً رمی نبله أبصر مواقع نبله وروی عن جابر یقول كان النبی علیه السلام یؤخر الفجر وروی الشیخان عن أبی برزة الأسلمی عن النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم قال كان یتنفل عن صلاة الفجر حین یعرف الرجل جلیسه، قلت وهذا الحدیث یدل علی الإسفار به نهایة وبدایة وروی الشیخان عن ابن مسعود قال: مارأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم صلی صلاة إلا لمیقاتها إلا صلاتین صلاة المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذٍ قبل میقاتها، وفی لفظ مسلم قبل میقاتها بغلس، قلت أفاد هذا الحدیث أن المعتاد كان غیر التغلیس وكان علیه السلام یفعل الأفضل وقد یفعل غیر الأفضل توسعة علی الأمة ولم یعلم من هذه الروایات أن أیهما أفضل الإسفار أو التغلیس؟ فان قیل حدیث ابن مسعود یعلم منه أن الإسفار أفضل لكونه معتاداً، قلنا یعارضه حدیث الباب السابق فإنه یدل علی كون التغلیس معتاداً فالظاهر أن تعامله صلی اللّٰه علیه وسلم مختلف بین الإسفار مرة وبین التغلیس مرة أخریٰ ولكن للحنفیة تشریع قولی عام فی حدیث الباب ولیس للمخالفین تشریع قولی عام لعدم ورود "غلسوا بالفجر". ومن الأصول تقدیم مثل التشریع القولی العام علی الفعل والوقائع الجزئیة علی أن فی الإسفار تكثیر الجماعة. (منهاج السنن شرح جامع السنن، باب ماجاء فی الإسفار بالفجر: ۱۷/۲، ۱۸)

میں ان کا فتویٰ یہی تھا کہ قدیم نقشے درست ہیں، چنانچہ گزشتہ رمضان میں خود انہوں نے جو نقشہ شائع کروایا وہ قدیم نقشوں کے مطابق تھا، اب آپ کو دیکھنا ہو تو دارالعلوم نانک واڑہ سے نقشہ حاصل کر لیجئے۔(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۹/۱۲/۷/۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر ۹۴۳/۲۸ ج) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۹۴)

وقت نمازِ صبح اور اس میں قراءت کی مقدار:

سوال (۱): ایک شخص صبح کی نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب تک جو وقت ہے اس کا نصف گذرنے پر نماز پڑھتا ہے اور نماز میں کم سے کم چالیس آیات یا اس سے زیادہ پڑھتا ہے۔ ایک دوسرا شخص باوضو سنت پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا، جب یہ سلام پھیرتا ہے وہ دوسری جماعت کرتا ہے۔ آیا ان دونوں میں کس کا عمل امام اعظمؒ کے موافق ہے؟

شافعی کی اقتدا میں اوّل وقت میں صبح کی نماز پڑھے یا نہیں:

(۲) اگر کوئی شافعی مذہب اذان ہوتے ہی اوّل وقت جماعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو حنفی کو اس جماعت میں شرکت لازم ہے یا نہیں؟

(۳) جو شخص نفسانی خواہش سے آخر وقت دوسری جماعت کرے آیا وہ آیات ذیل کے تحت میں آتا ہے:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (الآية) (۲) ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ (الآية) (۳)

(۴) یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ شروع ہونے پر صبح صادق ہو جاتی ہے؟

الجواب

امام اعظمؒ کے مذہب میں صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے۔ حدیث شریف میں بھی اس کی تاکید اور حکم فرمایا ہے:

"أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (۴)

---

(۱) اب اوقات نماز کا ایک نقشہ خود حضرت والا دامت برکاتہم اور دیگر اکابر دارالعلوم کی زیر نگرانی بھی تیار کیا گیا ہے، جسے مکتبہ نعمانیہ کراچی نے شائع کیا ہے، بوقت ضرورت اس کی طرف مراجعت بھی مناسب ہے۔ مرتب

(۲) سورة الأحزاب: ۳٦. انیس

(۳) سورة المائدة: ٤٧. انیس

(۴) مشکوٰة، باب تعجیل الصلوٰة، ص: ٦١. ظفیر

والحديث رواه الترمذي، باب ما جاء في الإسفار بالفجر (ح: ١٥٤) عن رافع بن خديج، وقال: حديث حسن صحيح/سنن أبي داؤد، باب وقت الصبح (ح: ٤٢٤) انیس

اس کے موافق آفتاب طلوع ہونے سے آدھ گھنٹہ پیشتر صبح کی جماعت شروع کرنا بھی کافی ہے، جلدی کرنا صبح کی نماز میں اول تو خلاف ہے امام اعظمؒ کے مذہب کے، دوم جبکہ اس کی وجہ سے باہم نمازیوں میں تفرقہ ہوتا ہو کہ دوسرے مسلمان عدم شرکت جماعت اولیٰ و جماعت ثانیہ کرنے کی وجہ سے کراہت کے مرتکب ہوں۔ پس ایسا امر کیوں کیا جاوے جو خلاف مذہب بھی ہو اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور جس مسجد کے نمازی حنفی ہوں تو کیا ضروری ہے کہ وہاں شافعی مذہب یا غیر مقلد کو امام بنایا جاوے جو خلاف مذہبِ حنفیہ عمل کرتا ہو۔ جماعت ثانی عندالحنفیہ بالضرور مکروہ ہے، لیکن اگر اہل محلّہ اور نمازی اس مسجد کے حنفی ہیں تو ان کے خلاف شافعی یا غیر مقلد کو جلدی نہ کرنی چاہئے اور یہ آیات جو سائل نے سوال ۳ میں درج کی ہیں کفار و معاندین اسلام کے بارے میں ہیں، مسلمانوں کو ان آیات کا مصداق بتانا اور سمجھنا خود گمراہی ہے۔

ہر موسم میں رات کا ساتواں حصہ مقدار مابین صبح صادق وطلوع آفتاب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ جاڑوں کی راتوں میں جب کہ رات قریب چودہ گھنٹہ کے ہوتی ہے صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ایک گھنٹہ بائیس منٹ کی مقدار ہوتی ہے، اگر ساتواں حصہ شب کا ہمیشہ ہو تو مقدار مذکور دو گھنٹہ ہونی چاہئے حالانکہ تجربہ اہل تجربہ ومشاہدہ عامہ وقواعد حسابیہ اس کے خلاف پر شاہد ہیں۔

اسی طرح امام اعظمؒ کا یہ مذہب سمجھنا کہ جو مقدار صبح سے طلوع تک ہے، اس کے نصف گذرنے پر جماعت صبح کی کھڑی ہونی چاہئے غلط ہے، یہ ہرگز امام اعظمؒ کا مذہب نہیں ہے اور محققین حنفیہ کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔

درمختار میں ہے:

(والمستحب) للرجل (الإبتداء) فی الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد وقيل يؤخر جدًا لأن الفساد موهوم.

قوله: (قيل يؤخر جدًا) قال فی البحر وهو ظاهر إطلاق الكتاب أی الكنز لكن لا يؤخرها بحيث يقع الشك فی طلوع الشمس. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/ ۶۲-۶۳)

اندھیرے میں فجر کی نماز بہتر ہے یا اسفار میں:

سوال: ایک شخص نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی، ایک مولوی نے کہا کہ نماز چاندنی میں پڑھنا اچھا ہے اور دلیل میں یہ آیت بیان کی "فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ" (۲) اس آیت سے کیا مراد ہے؟

(۱) دیکھئے: ردالمحتار، کتاب الصلوۃ: ۱/ ۳۳۹. بعد مطلب طلوع الشمس من مغربها. ظفير

(۲) سورة النجم: ۴۹. انيس

الجواب ــــــــــــــــــــ

حدیث شریف میں آیا ہے:

" أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر "الحديث.(۱)

یعنی صبح کی نماز روشنی کر کے پڑھو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز چاندنی میں پڑھنا افضل ہے۔

اورآیت "فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ" میں بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ صبح کی سنتیں مراد ہیں اور ضحاک کہتے ہیں کہ صبح کے فرض مراد ہیں۔(معالم التنزیل)(۲)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۶۵)

غروب آفتاب سے طلوع تک کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر والا قاعدہ تخمینی ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں!

کیا یہ صحیح ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک جتنا وقت ہے اس کا ساتواں حصہ وقت نماز فجر ہے؟ اس صورت میں موسم گرما میں جب کہ راتیں قصیر ہوتی ہیں، وقت فجر بھی قصیر ہوگا، اور موسم سرما میں جب کہ راتیں طویل ہوتی ہیں، وقت نماز فجر بھی طویل ہوگا؛ حالانکہ موجودہ مروّجہ نقشہ جات جن میں معمول بہ دارالعلوم دیوبند ومظاہرعلوم سہارنپور ومصدقہ حضرت تھانویؒ برائے تھانہ بھون وغیرہ شامل ہیں، ان میں موسم گرما میں وقت فجر طویل اور موسم سرما میں وقت فجر قصیر ہے۔

حضرت تھانویؒ کا فتوی امدادالفتاویٰ میں تحریر ہے: "اور فقہائے کرام نے احتیاط کی ہے کہ غروب سے طلوع تک کا وقت جتنا ہے اس کو سات پر تقسیم کریں۔ چھ حصے میں سحر کھا سکتے ہیں، یہ قاعدہ حتمی، یقینی وقطعی ہے یا انداز وتخمین و احتیاط پر مبنی ہے"۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۶۳، بھی ملاحظہ ہو۔)

---

(۱) سنن الترمذی، عن رافع بن خديج، باب ماجاء في الإسفار بالفجر (ح: ١٥٤)وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح/سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ٤٢٤)انيس)

(۲) تفسیر کی دوسری کتابوں میں ہے کہ آیت مذکور سے مراد فجر کی سنتیں ہیں اور یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے، اور یہی حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔(تفسیر عبدالرزاق (ح: ١٠٥٠): ٢/١٣٤/تفسير البغوی ،سورة الطور، ومن الليل فسبحه وادبار النجوم: ٤/٣٩٦/الجامع لأحكام القرآن للقرطبی، سورةالطور: ١٧/٧٥)

أخرج ابن مردويه عن أبی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم فی قوله: ومن الليل فسبحه، قال: الركعتان قبل صلوٰة الصبح.(فتح القدير الجامع بين فنی الرواية والدراية: ١/١٤١٦)

وعن الضحاک وابن زيد: ﴿وادبارالنجوم﴾ يريدبه صلاة الصبح.(تفسير القرطبی، الطور: ١٧/٨٠ .انيس)

نیز یہ کہ! **قال فی خزانة الروایات عن جواھر الفتاویٰ إنّ ذلک أی وقت الصبح الصادق سبع اللیل**، نیز حاشیہ نمبرا رمفتی سعد اللہ رامپوری بر مالا بدمنہ،ص:۲۹۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًاو مسلماً

یہ قاعدہ بطور احتیاط اور انداز وتخمین پر مبنی ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے بعض حضرات نے ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش کی تعیین فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ احسن الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں:

''بعض علماء نے منتہائے سحر وطلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت (مثلاً ڈیڑھ گھنٹہ یا کم وبیش) کی تعیین فرمائی ہے۔اس سے ان کا یہ مقصد ہرگزنہیں کہ ہر موسم میں ہر مقام پر طلوع اور صبح صادق کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ امر تو بداہۃً غلط ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ وقفہ ہر تاریخ میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتا ہے۔اس کی تصدیق مشاہدہ سے بھی کی جاسکتی ہے،اور مختلف مقامات کے اوقات نماز کے پرانے نقشوں سے بھی۔لہٰذا ان حضرات کی تحریر سے انکا مقصد یہ ہے کہ ان کے ملک میں جس مقام اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ ہو اسے منتہائے سحر قرار دے دیا جائے تو پورے ملک کی حدود کے اندر ہر مقام اور ہر موسم میں روزہ بلاشبہ صحیح ہو جائے گا،اور غروب سے اتنی ہی دیر بعد نماز عشاء بلاشبہ درست ہوگی، مثلاً: متحدہ ہندوستان کے زمانہ میں اگر کسی عالم نے اس وقت کی مقدار متعین کی تو انہوں نے متحدہ ہندوستان (بشمول خیبر،مردان، مالا کنڈ، چترال وغیرہ) کی حدود میں سے جس مقام پر اور جس تاریخ میں زیادہ سے زیادہ وقفہ تھا،اسے انتہائے سحر قرار دیدیا، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ امداد الفتاویٰ جلد دوم،ص:۷۵ میں فرماتے ہیں کہ ہیئت کے قاعدہ سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں۔

پھر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:''بعض مواسم میں اس سے بھی زیادہ گنجائش ہے یہ احتیاطاً لکھ دیا''۔

غرضیکہ اس سے یہ مقصد ہرگزنہیں کہ ہر مقام پر اور ہر تاریخ میں اس وقت صبح صادق ہو جاتی ہے،اور فوراً اذان دے کر نماز فجر بھی پڑھ لینا جائز ہے،اور نہ ہی یہ مقصد ہے کہ کسی مقام اور کسی موسم میں بھی غروب کے بعد اتنا وقت گزرنے سے پہلے عشاء کا وقت نہیں ہوتا۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

''بعض مصنفین نے صبح صادق کے کل وقت کی پوری رات کے وقت سے کوئی خاص نسبت تحریر فرمائی ہے،(۱) اس کی حقیقت بھی وہی ہے جو اوپر گذری''۔(احسن الفتاویٰ:۲ر۱۸۳۔۱۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (محمود الفتاویٰ:۱ر۴۱۰۔۴۱۲)

(۱) جیسا کہ بعض حضرات نے رات کا ساتواں حصہ بتلایا ہے۔از ناقل

فجر کی نماز میں اسفار کی حد بندی:

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم

سوال: ہمارے یہاں بعض مسجدوں میں خود امام صاحب محترم اور مصلیان کی رعایت کرتے ہوئے طلوع آفتاب سے بیس بائیس منٹ پہلے فجر کی جماعت کا وقت مقرر کیا جاتا ہے، کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر مسنون اور حد جواز والے وقت کی نشاندہی فرمادیں، تو بہتر ہے۔ (مستفتی: محمد عبداللطیف علیانی)

الجواب ـــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًاو مسلماً

عمدۃ الفقہ میں ہے:

''فجر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے، لیکن اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج نکلنے کا شک ہوجائے، بلکہ جب اسفار یعنی اجالا ہوجائے اور اتنا وقت ہو کہ سنت کے موافق اچھی طرح نماز ادا کی جائے اور قراءت مستحبہ یعنی چالیس سے ساٹھ تک آیتیں ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کے) دونوں رکعتوں میں پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت باقی رہے کہ اگر شاید کسی وجہ سے یہ نماز درست نہ ہوئی ہو خواہ طہارت میں خلل واقع ہو یا نماز میں تو طہارت کرکے دوبارہ قراءت مستحبہ مذکورہ کے ساتھ سنت کے موافق سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھی جاسکتی ہو ایسے وقت نماز پڑھنا افضل ہے اور یہ حکم ہر زمانہ میں ہے لیکن نحر (قربانی) کے روز حج کرنے والوں کیلئے مزدلفہ میں اس کے خلاف ہے اور وہاں اندھیرے میں یعنی نہایت اول وقت فجر کی نماز پڑھنا افضل ہے۔ عورتوں کے لیے ہمیشہ فجر کی نماز اول وقت (اندھیرے) میں مستحب ہے''۔ (عمدۃ الفقہ :۲/ ۱۸)

امداد الاحکام میں ہے:

''نماز فجر میں اسفار مستحب ہے، یعنی روشنی پھیلنے سے پہلے شروع نہ کی جاوے۔

وهو المختار كما فى رد المحتار، (۱) وهو ظاهر الرواية كما فى البحر عن العناية خلافاً للطحاوى فإنه قال إن كان من عزمه تطويل القراء ة فالأفضل أن يبدأ بالتغليس ويختم بالإسفار وإن لم يكن من عزمه تطويل القراء ة فالإسفار (أى الابتداء فى الإسفار) أفضل من التغليس، وجه المختار أن فيه تكثير الجماعة كما قاله شمس الأئمة فى المبسوط. (۲)

---

(۱) كتاب الصلوٰة بعد مطلب فى طلوع الشمس من مغربها: ۱/ ۳٦٦، دار الفكر بيروت. انيس

(۲) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلوٰة، اوقات الصلوٰة: ۱/ ۲٦۰، دار الكتاب الإسلامى، القاهرة.
وكذا فى مبسوط السرخسى، كتاب الصلوٰة، باب مواقيت الصلوٰة: ۱/ ۱۴۵، دار المعرفة. انيس

اور روشنی پھیلنے کا وقت احقر نے جو تجربہ کیا تو طلوع شمس کے نصف پر ہے، اور طلوعین میں کم از کم فاصلہ ایک گھنٹہ بیس منٹ ہوتا ہے، اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، پس اسفار کا وقت بعض ایام میں طلوع شمس سے ۴۰ منٹ پیشتر ہوگا، اور بعض ایام میں تقریباً ۵۰ منٹ، جیسا کہ اسلامی جنتری سہارنپور سے واضح ہے، یہ تو نماز فجر کے وقت مستحب کی ابتدا ہے، اور انتہا کے متعلق شامیؒ میں ہے:

(أی بحیث یرتل أربعین آیة إلیٰ ستین)...والحاصل أن حد الإسفار أن یمکنه إعادة الطهارة ولو من حدث أکبر، کمافی النهر والقهستانی و إعادة الصلوٰة علی الحالة الأولیٰ قبل طلوع الشمس.(۱)

اور اس کا تخمینہ آدھا گھنٹہ کیا گیا ہے۔ پس وقت مستحب کا انتہائی حصہ یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جاوے اس وقت کم از کم نصف گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا، کہ وقت مستحب کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے کوئی ایسا وقت معین نہیں ہے جس میں ذرا سی کمی بیشی سے یہ فضیلت فوت ہو جاوے؛ بلکہ بعض ایام میں طلوع آفتاب سے ۴۰ منٹ پہلے شروع کرنا بھی وقت مستحب کی حد میں داخل ہے، اور بعض میں ۵۰ منٹ قبل طلوع بھی، اور علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت فجر کا کوئی حصہ مکروہ نہیں، پس اگر کوئی اسفار سے قبل نماز پڑھے یا زیادہ تاخیر کر دے تو اس پر ملامت نہیں''۔

(امداد الاحکام: ۱/۳۱۸-۳۱۹)

نوٹ از احقر: مندرجۂ بالا جواب میں حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ نے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کے فاصلہ کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مقدار جو تحریر فرمائی ہے وہ سہارنپور کی جنتری کے اعتبار سے ہے، گویا سہارنپور اور اطراف کا یہ حکم ہے، ہر جگہ یہ فاصلہ اتنا ہی نہیں ہوتا جو جواب میں مذکور ہے؛ بلکہ اس جگہ کے عرض البلد اور طول البلد کے مختلف ہونے سے اس فاصلہ میں بھی فرق ہوتا رہتا ہے، آپ اپنے یہاں کی جنتری دیکھ کر اس کی تعیین کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ: العبد احمد خانپوری، ۱۶/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ۔ الجواب صحیح: عباس داؤد بسم اللہ۔ (محمود الفتاویٰ: ۱/۴۱۴ تا ۴۲۱)

نماز فجر سرخی کے وقت پڑھنا:

سوال: نماز فجر اخیر وقت میں جب کہ اچھی طرح روشنی ہونے لگے کہ مشرق کی طرف سرخی نظر آئے، پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟

---

(۱) کتاب الصلوٰة بعد مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳٦٦، دار الفکر بیروت. انیس

الجواب

فجر کی نماز سورج نکلنے سے پہلے بلا کراہت جائز ہے، مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز فجر ایسے وقت پڑھنا افضل ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ایک جماعت سنت کے مطابق اور کرائی جا سکے۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۰/۳)

نماز فجر ابتداء طلوع تک پڑھی جا سکتی ہے:

سوال: فجر کی نماز اگر جماعت سے نہ پڑھی ہو اور ایسے وقت مسجد میں پہنچے کہ سورج نکلنے والا ہے تو گھڑی کے اعتبار سے سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے چھوڑ دی جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

اگر نقشہ کسی مستند شخص کا تیار کیا ہوا ہو تو اس میں دیئے ہوئے وقت طلوع سے دو تین منٹ قبل ہی نماز فجر سے فارغ ہو جانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اگر ٹھیک اس وقت تک فارغ ہوا تو بھی نماز صحیح ہو گئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳/ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۱۳۱/۲)

ابر محیط میں اوقاتِ صلوٰۃ کا اندازہ:

سوال: موسم برسات میں اکثر دیہاتوں میں ایسا واقعہ پیش آیا کرتا ہے کہ کئی کئی دن آفتاب نہیں نکلتا اور نہ کوئی گھڑی گھنٹہ ہوتا ہے جس سے نماز کے وقتوں کی شناخت ہو۔ ایسی حالت میں گاؤں والوں کو ظہر وعصر کا وقت معلوم کرنے میں بڑی دقّت ہوتی ہے۔ پس شرعاً جب ابر محیط ہو تو کس طرح یہ دونوں نمازیں پڑھی جاویں اور مثلاً کوئی نماز ادا کی گئی اور بعد کو آفتاب نکل آیا جس سے معلوم ہوا کہ نماز جو تحری سے پڑھی گئی تھی بے وقت تھی، اس کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسی حالت میں اندازہ اور تخمینہ کیا جاوے اور اسی کے موافق نماز پڑھی جاوے، اگر خطا ظاہر نہ ہوئی تو وہی نمازیں ہو گئیں اور اگر خطا ظاہر ہوئی تو اعادہ کر لینا چاہئے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴۱/۲-۴۲)

---

(۱) (والمستحب) للرجل (الابتداء) في الفجر (بإسفار والختم به) هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد. (الدر المختار) وفي الشامية تحت قوله بإسفار: .. و الحاصل أن هذا الإسفار أن يمكنه إعادة الطهارة ولو من حدث أكبر كما في النهر والقهستاني وإعادة الصلاة على الحالة الأولى قبل الشمس. (الدر المختار مع رد المحتار: ۳۶۶/۱، دار الفكر بيروت) (النهر الفائق، شرح كنز الدقائق، كتاب الصلاة: ۱۶۲/۱/ جامع الرموز، كتاب الصلاة: ٦٤. انيس)

(۲) وإذا كان اليوم يوم غيم فالمستحب في الفجر والظهر والمغرب تأخيرها... ==

ایام بارش میں مستحب اوقات نماز:

سوال: نمازِ پنجگانہ فرض کا وقت مستحب ایام بارش میں گھڑی کے حساب سے کتنے بجے ہوجاتا ہے؟

الجواب

اوقات نماز میں شرعاً وسعت بہت ہے،(۱) اس لئے گھنٹہ وگھڑی سے کوئی خاص وقت معین کرنا ضروری نہیں ہے اور نہ شرعاً کوئی خاص وقت مقرر ہے کہ اسقدر گھنٹہ اور منٹ ہونے پر فلاں نماز پڑھی جاوے۔ شرعاً یہ حکم ہے کہ اس قدر تاخیر نہ ہو کہ وقت مکروہ آجاوے اور وقت مستحب کا خیال رکھا جاوے۔ مثلاً ظہر کی نماز ایک بجے سے تین بجے تک جس وقت اجتماع نمازیان ہو جاوے پڑھ سکتے ہیں، لیکن بہتر تاخیر ہے۔ مثلاً آج کل موسم برسات میں دوڈھائی بجے یا کچھ بعد پڑھ لی جاوے تو بہتر ہے اور عصر کی نماز ۵ بجے سے ۶ بجے تک کے درمیان میں پڑھیں اور صبح کی نماز سوا پانچ بجے یا ساڑھے پانچ بجے تک پڑھیں تو کچھ حرج نہیں ہے، کیونکہ طلوع آفتاب آج کل چھ بجے کے قریب ہے۔ ساڑھے پانچ بجے بھی آدھ گھنٹہ باقی رہتا ہے پڑھ سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو اعادہ بھی کرسکتے ہیں۔(۲)
الغرض جس قدر صبح کی نماز میں اسفار ہو بہتر ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام: "أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر". (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۴۴)

== یعنی بالتأخير عدم التعجيل فی أول الوقت لاالتأخير الشديد الذی يشک بسببه فی بقاء الوقت وذلک لأن التعجيل فی الفجر يؤدی إلى تقليل الجماعة بسبب الظلمة وربماتقع قبل الوقت وكذافی الظهر والمغرب لايؤمن بالتعجيل من وقوعهما قبل الزوال والغروب قال فی المحيط: المراد من تأخير المغرب قدرمايحصل التيقن بالغروب، الخ. (غنية المستملی: الشرط الخامس، ص: ۲۳٤، ظفير)

(۱) یہ حدیث وسعت وقت پر دال ہے۔ عن ابن عباس أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: أمنی جبرئيل عند البيت مرتين فصلى الظهر فی الأولى منهما حين كان الفیء مثل الشراک ثم صلى العصر حين كان كل شیء مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجر حين برق الفجر وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهر حين كان ظل كل شیء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلى العصر حين كان ظل كل شیء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين أسفرت الأرض ثم التفت إلى جبرئيل فقال يامحمد: هذا وقت الأنبياء من قبلک والوقت فيما بين هذين الوقتين. (سنن الترمذی، باب ماجاء مواقيت الصلوة عن النبی صلى الله عليه وسلم، أبواب الصلوة (ح: ۱٤۹) / سنن أبی داؤد، باب المواقيت (ح: ۳۹۳) انيس)

(۲) یہ اوقات دیوبند کے ہیں یہاں سے دوردراز مقامات میں کافی فرق ہوتا ہے، اس کا لحاظ بہرحال ضروری ہے۔

(۳) سنن الترمذی، باب ما جاء فی الإسفار بالفجر (ح: ۱٥٤) / سنن أبی داؤد، باب وقت الصبح (ح: ٤۲٤) / مسندالإمام أحمد، حديث رافع بن خديج (ح: ۱٦۹٥٠) انيس) ==

کسی کے انتظار میں وقت مستحب ضائع نہ کیا جائے:

سوال: ایک شخص کے مکان کے متصل ایک مسجد ہے، محلّہ میں اور بھی بہت سے مسلمان ہیں مگر وہ شخص کہتا ہے کہ امام مسجد نماز کا جماعت اس وقت تک نہ پڑھاوے جب تک ہم نہ آویں۔ اکثر ہوا ہے کہ اس کے انتظار میں وقت مکروہ میں جماعت ہوئی ہے۔ اب امام اپنے وقت معینہ پر جماعت پڑھا دیا کرتا ہے یعنی ہر نماز کی اذان کے آدھا گھنٹہ پون گھنٹہ بعد اور نمازی قریب قریب بیس تیس آدمی حاضر ہو جاتے ہیں۔ اب وقت کی پابندی امام کو لازم ہے یا اس شخص کا انتظار۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

وقت مستحب پر نماز پڑھنی چاہئے، شخص مذکور کا انتظار نہ کیا جاوے، لیکن اگر اندیشۂ فساد ہو تو فقہا نے اس کے انتظار کی اجازت دیدی ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۳۵-۳۶)

وقت فجر کا اختتام کب ہوتا ہے:

سوال: چاند کی روشنی ختم ہو جانے کے بعد، سورج نکلنے تک جو وقت تقریباً ۱۰-۱۵ منٹ کا رہ جاتا ہے، کیا وہ وقت بھی فجر کا وقت شمار کر سکتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

سورج کا کنارہ ظاہر ہونے پر وقتِ فجر ختم ہو جاتا ہے، اس سے پہلے باقی رہتا ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۲/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۳۳)

== عن رافع بن خديج قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نوروا بالفجر فإنه أعظم للأجر. (معجم الطبرانی الكبير، باب الراء، من اسمه رافع (ح: ٤١٦٧) انيس)

قال النبی صلى الله عليه وسلم: أصبحوا بصلوٰة الصبح فما أصبحتم بها فهو أعظم للأجر. (شرح معانی الأثار، كتاب الصلوٰة، باب الوقت الذی يصلى فيه الفجر (ح: ٦٣٩) انيس)

(۱) رئيس المحلة لا ينتظر مالم يكن شريرًا والوقت متسع. (الدر المختار، باب الأذان، ج: ١، ص: ٣٧٢. ظفير)

(۲) "عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: ... " ووقت الفجر ما لم تطلع الشمس". (الصحيح لمسلم: ١/٢٢٣، كتاب المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، قديمی)

"(وقت) صلاة (الفجر)... (من) أول (طلوع الفجر الثانی) وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل (إلىٰ) قبيل (طلوع ذُكاء) بالضم، غير منصرف، اسم الشمس". (الدر المختار: ١/٣٥٧، ٣٥٩، كتاب الصلوٰة، سعيد)

چاند کی روشنی کا ختم ہونا، وقتِ فجر کے ختم ہونے کی علامت نہیں:

سوال: چاند کی روشنی کا ختم ہوجانا، فجر کا وقت ختم ہوجانے کی علامت ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

یہ وقتِ فجر ختم ہونے کی علامت نہیں ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند، ۱۳۹۱/۲/۲۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، ۱۳۹۱/۲/۲۲ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ، جلد پنجم، صفحہ ۳۳۱)

صبح اور عصر کا وقت کیا ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا کیا عمل تھا:

سوال: حضرت مولاناؒ کے اوقاتِ نماز یعنی قبل طلوع آفتاب صبح کس وقت اور عصر کس قدر قبل غروب پڑھتے تھے، گھنٹے اور منٹ کے حساب سے تحریر فرمائیے؟

اگر نمازِ صبح بانتظار جماعت نصف گھنٹہ قبل طلوع پڑھی جائے تو افضل ہے یا تنہا اول وقت پڑھ کر پھر شریک جماعت ہو۔

''مشارق الانوار'' میں حدیث ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ دیر میں نماز پڑھا کریں گے، اس وقت تم لوگ اپنی نماز ادا کر کے جماعت میں شریک ہوجانا۔

یہ وہی زمانہ ہے یا نہیں اور حدیث قابل عمل ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ

اوقاتِ نماز کے لئے گھنٹہ اور منٹ کی تحدید نہیں ہے، عصر اور صبح کی نماز میں حنفیہ کے نزدیک تاخیر اولیٰ ہے۔ عصر میں اس قدر تاخیر ہو کہ حدّ کراہت میں نہ داخل ہو، یعنی وقت مکروہ نہ آجاوے۔ مثلاً غروب سے ایک گھنٹہ یا پون گھنٹہ قبل عصر پڑھی جاوے تو بہتر ہے۔(۲)

---

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:'' إن للصلوٰة أولاً وآخرًا ... وإن أول وقت الفجر حین یطلع الفجر، وإن آخر وقتها حین تطلع الشمس. (جامع الترمذی: ۳۹/۱، أبواب الصلوٰة، سعید)

''و الدلیل علٰی أن آخر الوقت حین تطلع الشمس، قوله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:''من أدرک رکعة من الفجر قبل طلوع الشمس فقد أدرک''، وفی حدیث جریر بن عبداللّٰه رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم:''إنکم سترون ربکم یوم القیامة کما ترون القمر لیلة البدر، لا تضامّون فی رؤیته، فإن استطعتم أن لا تغلبوا علٰی صلاة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها، فافعلوا، ثم تلا قوله تعالٰی:''فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ''. (سورة ق: ۳۹) (المبسوط، باب مواقیت الصلوٰة: ۲۸۹/۱، المکتبة الغفاریة، کوئٹه)

(۲) وتأخیر عصر صیفاً وشتاءً توسعة للنوافل مالم یتغیر ذکاء بأن لا تحار العین فیها فی الأصح. (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳٤۱/۱)

اور صبح کی نماز میں اسفار مستحب ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسا حکم آیا ہے۔ پس صبح کی نماز کو آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ پہلے طلوع آفتاب سے پڑھے تو یہ اچھا ہے اور ثواب کا وقت ہے۔خصوصاً انتظار جماعت کی وجہ سے اس قدر تاخیر ہو کہ آدھ گھنٹہ طلوع آفتاب میں باقی رہے تو یہ بہت اچھا ہے۔(۱) اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اور حدیث جو ''مشارق الانوار'' سے تم نے لکھی ہے،(۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسفار صبح و تاخیر عصر إلی الوقت المستحب ممنوع ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت لوگ نماز میں اتنی تاخیر کریں کہ وقت مکروہ آجاوے، اس وقت یہ حکم ہے کہ علاحدہ پڑھو۔آدھ گھنٹہ پہلے نماز پڑھنے میں یہ حکم نہیں ہے، یہ تو عین عمل بالحدیث ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲-۶۴-۶۵)

نماز کے بعد معلوم ہوا کہ وقت نکل چکا تھا:

سوال: بکر نے فجر کی نماز ادا کی نیت سے ادا کی، حالانکہ اس وقت سورج نکل چکا تھا، لیکن ابر کی وجہ سے بکر کو معلوم نہیں تھا، ایسی حالت میں نماز ہوگئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر مکروہ وقت ختم ہونے سے قبل نماز شروع کی گئی تو صحیح نہیں ہوئی اور اگر اس کے بعد شروع کی ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وقتی فجر کی نیت کی تھی تو نماز نہیں ہوئی اور اگر آج کی فجر کی نیت تھی تو صحیح ہوگئی۔(۳)

قال فی التنویر: ولو نوی ظهر الوقت فلو مع بقائه جاز ولو مع عدمه وهو لا يعلمه لا. وفی الشرح: فالأولٰى نية ظهر اليوم لجوازه مطلقاً. وفی الحاشية: (قوله وهو لا يعلمه) أی لا يعلم خروجه ومفهومه أنه لو علمه يصح كما قد مناه عن الشرنبلالية. (ردالمحتار، بحث النية: ۱/ ۴۹۲) **فقط والله تعالىٰ أعلم**

۱۶/ رجب ۱۳۹۰ھ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/ ۱۳۹)

---

(۱) **والمستحب للرجل الابتداء فی الفجر بالإسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده بطهارة لو فسد (درمختار) قوله فی الفجر أی صلاة الفرض، قوله بإسفار أی فی وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة الخ لقوله عليه السلام: أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر، رواه الترمذی وحسنه.** (ردالمحتار، ج:۱، ص:۳۳۹، ظفير)

(۲) **عن أبی ذر قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم وضرب فخذی: كيف أنت إذا بقيت فی قوم يؤخرون الصلاة عن وقتها قال: قال: ما تأمر؟ قال: صل الصلاة لوقتها ثم اذهب لحاجتک فإن أقيمت الصلاة وأنت فی المسجد فصل.** (الصحيح لمسلم، باب كراهية تأخير الصلاة عن وقتها (ح:۶۴۸)/ مشارق الأنوار علی صحاح الآثار، خ ص م: ۱/ ۲۴۲. انيس)

(۳) **عن أبی هريرة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من أدرک من الصبح ركعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح ومن أدرک ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر.** (الصحيح للبخاری، باب من أدرک من الفجر ركعة (ح:۵۷۹)/ سنن الترمذی، باب ماجاء فيمن أدرک ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس (ح:۱۸۶) انيس)

توجیہ عجیب احادیث متعلقہ اتمام یا فساد صلوٰۃ فجر بطلوع شمس:

(اقتباس از تقریر صحیح بخاری)(۱)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم:" إذا أدرک أحدکم سجدة من صلوٰة العصر قبل أن تغرب الشمس فلیتم صلوٰته"إلٰی آخر الحدیث. (ص:۷۹)(۲)

عند الجمہور عصر اور فجر دونوں کا ایک حکم ہے کہ جب نماز شروع کر چکا ہو اور درمیان میں غروب یا طلوع ہو جائے تو نماز پوری کر لے۔ یہ حدیث باب جمہور کی مستدل ہے۔ اور عند الطرفین رحمہما اللہ تعالیٰ عصر اور فجر میں فرق ہے کہ عصر الیوم پڑھتے ہوئے اگر غروب ہو گیا تو تکمیل کر لے اور اگر فجر میں طلوع ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے بعد میں قضا کرے امام ابو یوسفؒ سے سرخسی نے روایت نقل کی ہے کہ نماز فجر پڑھتے ہوئے اگر طلوع ہو جائے تو اسی حالت میں امساک کرے حتی کہ وقت مکروہ گزر جائے اس کے بعد اتمام کرے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق یہ ہے کہ! عصر کی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی، ان کے ہاں فجر اور عصر دونوں طلوع وغروب سے فاسد ہو جاتی ہے۔

امام طحاوی اعلم بمذہب ابی حنیفہ ہیں، مگر اس کے باوجود جہاں جمہور حنفیہ کے خلاف جاتے ہیں، وہاں ان کا قول نہیں لیا جاتا۔

یہ روایت صحیح بخاری کے سوا دوسری کتابوں میں بلکہ خود صحیح بخاری میں بھی باب زیر بحث کے سوا دوسرے مواضع میں اس طرح سے ہے:

"من أدرک رکعة قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک".

اسی قسم کے الفاظ فجر کے بارے میں آئے ہیں، احناف نے انہی الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس حدیث کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس روایت کے حقیقی معنی تو یہ ہیں کہ جس نے طلوع یا غروب سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے پوری نماز پالی، جس کا ظاہر یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھنے سے ہی اس کی نماز مکمل ہو گئی آگے پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر اس ظاہری مفہوم کا کوئی بھی قائل نہیں، لہذا بالاتفاق یہاں کچھ محذوف ماننا پڑے گا۔

جمہور اس کی تقدیر یوں کرتے ہیں:

"فقد أدرک وقت الصلوٰة".

یعنی ایک رکعت پڑھ لی تو اسے نماز کا وقت مل گیا اس لئے نماز پوری کر لے۔

---

(۱) رسالة شرح الصدر فی الفرق بین صلوتی الفجر والعصر

(۲) الصحیح للبخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب من أدرک رکعةمن العصر قبل الغروب (ح:۵۳۱) انیس

احناف کی طرف سے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہم وقت الصلوٰۃ مقدر نہیں مانتے بلکہ حکم الصلوٰۃ نکالتے ہیں یعنی صبی بالغ ہو یا حائضہ پاک ہو یا کوئی کافر اسلام لائے ایسے وقت میں کہ ایک رکعت طلوع یا غروب سے پہلے پڑھ سکتا ہے تو اس نے حکم صلوٰۃ یعنی وجوب الصلوٰۃ کو پالیا، اس پر نماز فرض ہو جائے گی، جسے بعد میں قضا کرنا ضروری ہوگا۔

اشکال: اس میں فجر اور عصر کی کیا تخصیص ہے؟ یہ قاعدہ تو ہر نماز کے بارے میں ہے کہ وقت ختم ہونے سے پہلے اتنا وقت پالیا کہ اس میں ایک رکعت ادا کی جاسکتی ہو تو نماز فرض ہو جائے گی۔

جواب: عصر اور صبح کا ذکر تخصیص کے لئے نہیں، بلکہ ان دونوں وقتوں کا اختتام چونکہ مشاہدہ سے بسہولت معلوم ہو جاتا ہے، اس لئے ان کو ذکر کر دیا ورنہ حکم سب نمازوں کے لئے عام ہے۔

ابن الملک شارح مشارق الانوار نے اس روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ ہم نہ وقت الصلوٰۃ مقدر مانتے ہیں اور نہ حکم الصلوٰۃ بلکہ ثواب الصلوٰۃ مقدر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ وہ طلوع یا غروب سے پہلے نماز پڑھ لے مگر اس کی کوشش کے باوجود نماز کے درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اسے ثواب مل جائے گا، اس لئے کہ اس نے اپنی جانب سے پوری کوشش کی ہے۔ کوشش پر ثواب مل جانا، ''وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ'' (۱) سے ثابت ہے۔

نیز حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کوئی وادی یا جنگل قطع نہیں کرتے مگر وہ لوگ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کون لوگ؟ تو آپ نے فرمایا کہ معذورین، اسکی مزید تفصیل اور اس پر روایات ارشاد القاری میں ''انما الأعمال بالنيات'' کے تحت درج ہیں۔

ابن الملک کی یہ توجیہ بڑی لطیف ہے، مگر امام طحاوی اور ابن الملک دونوں کی تقریر صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث پر نہیں چل سکتی، اس لئے کہ اس حدیث میں ''فليتم صلوته'' کے الفاظ ہیں، جس میں اتمام صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، ابن الملک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اتمام دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

(۱) شروع کرنے کے بعد تکمیل کرنا۔

(۲) ابتدا سے ہی اچھے طریقہ سے ادا کرنا، جیسے کہ ''وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ'' (۲) سے شوافع استدلال کرتے ہیں کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، تو ثابت ہوا کہ عمرہ واجب ہے۔ احناف اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس

(۱) سورة النساء: ۱۰۰۔ انیس

(۲) سورة البقرة: ۱۹۶۔ انیس

آیت سے نفس عمرہ کا وجوب ثابت نہیں ہوتا بلکہ اتمام عمرہ کا حکم ہے یعنی عمرہ شروع کرنے کے بعد اس کا اتمام واجب ہے۔شوافع اسکا جواب یہی دیتے ہیں کہ یہاں اتمام تکمیل بعد الشروع کے معنی میں نہیں ہے، بلکہ ادا بطریق کامل کے معنی میں ہے۔اسی طرح ابن الملک "فلیتم صلوٰته" میں بھی اتمام سے ادا بطریق کامل مراد لیتے ہیں یعنی" أداء كما وجب،" عصر کی نماز ناقصاً واجب ہوتی ہے،لہذا حالت غروب میں اس کا ادا کرنا صحیح ہے۔اور فجر کی نماز کاملاً واجب ہوتی ہے اس لئے حالت طلوع میں اس کی ادا صحیح نہ ہوگی۔

مگر ابن الملک کی یہ تقریر بھی تشفی بخش نہیں،اس لئے کہ اتمام کے یہ معنی خلاف متبادر ہیں۔اسی لئے "اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ،" میں جب شوافع یہی مراد لیتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے تو یہ خلاف انصاف ہے کہ شوافع یہی معنی بتائیں تو ہم قبول نہ کریں اور اس حدیث میں اپنے مذہب کی حفاظت کے لئے وہی معنی خود بیان کرنے لگیں۔

نیز"فلیتم صلوٰته' کے الفاظ میں تو آپ نے کچھ نہ کچھ تاویل کردی مگر تا بکے؟

سنن کبریٰ للبیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

من صلى ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس ثم صلى ما بقي بعد غروب الشمس فلم تفته العصر وقال مثل ذلك في الصبح.(۱)

اور دارقطنی کی روایت اس سے بھی زیادہ صریح ہے،فرماتے ہیں:

إذا صلى أحدكم ركعة من صلوٰة الصبح ثم طلعت الشمس فليصل إليها أخرىٰ.(۲)

ان روایات میں تاویلات مذکورہ میں سے کسی کی گنجائش نہیں۔

حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمہ اللہ "فقد أدرك" والی روایت کو مسبوق پر محمول فرمایا کرتے تھے،یعنی جس شخص نے امام کے ساتھ ایک رکعت کو پالیا،اس نے جماعت کا ثواب پالیا،(۳) مگر یہ توجیہ بھی دل کو نہیں لگتی،اس

(۱) یہ حدیث بیہقی کے حوالہ سے شرح الزرقانی علی موطأ الإمام مالک،باب وقوت الصلوٰۃ میں ہے۔السنن الكبرىٰ للبيهقي،باب الدليل على أنها لاتبطل بطلوع الشمس (ح: ۱۷۷٤) میں یہ حدیث ان الفاظ میں ہے: "إذا أدرك أول سجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فليتم صلاته وإذا أدرك أول سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلاته. انيس

(۲) سنن الدارقطني،باب قضاء الفوائت بعد وقتها ومن دخل في صلاة (ح: ۱٤۳۲)/السنن الكبرىٰ للبيهقي،جماع أبواب المواقيت،باب الدليل على أنها لاتبطل بطلوع الشمس فيها (ح: ۱۷۰۵) انيس

(۳) إن الحديث في حق الجماعة لافي حق الأوقات فيكون المعنىٰ: من أدرك ركعة مع الإمام فليضف إليها ركعة أخرىٰ ولتكن الركعتان قبل الطلوع والغروب.(العرف الشذي شرح سنن الترمذي،باب ماجاء فيمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس: ۲۰۳/۱ ـ انيس)

لئے کہ اگر یہ مطلب لیا جائے تو ”قبل أن تطلع الشمس“ اور ”قبل أن تغرب الشمس“ کے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں۔شاہ صاحب نے اس کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے،مگر صحیح بات یہ ہے کہ جواب بنتا نہیں۔

نیز سنن کبریٰ اور دار قطنی اور صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث کا کیا جواب ہوگا۔بیہقی کی روایت کو شاہ صاحب نے معلول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے،مگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاہ صاحب کی پوری تقریر سے اطمینان نہیں ہوتا۔

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے احناف کا مذہب ثابت کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان روایات میں طلوع اور غروب کے وقت میں اتمام صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری احادیث میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے نہی وارد ہوئی ہے،پس تعارض کی وجہ سے احادیث میں تساقط ہوگا اور ہم رجوع الی القیاس کریں گے۔پس قیاس کا مقتضی یہ ہے کہ عصر کی نماز صحیح ہو جائے اور فجر کی نہ ہو،جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔(۱)

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس تحقیق کو بہت پسند کیا گیا ہے،چنانچہ احناف نے اس تحقیق کے بعد یہ سمجھا کہ ہم اپنا مذہب ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ معاملہ اب بھی ویسے ہی ہے،اس لئے کہ تعارض فی الروایات کے وقت سب سے پہلے تطبیق کی صورت تلاش کرنا ضروری ہوتا ہے،اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو وجہ ترجیح تلاش کی جاتی ہے۔وہ بھی نہ ہو تو تیسرے درجہ پر تساقط کا قاعدہ چلتا ہے۔اس مسئلہ میں جتنی روایات متعارضہ ہیں ان میں صورت تطبیق بھی موجود ہے اور وجہ ترجیح بھی۔ایسی حالت میں روایات کو چھوڑ کر قیاس کی طرف جانا کیسے جائز ہوگا؟

صورت ترجیح تو خود امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ روایات اتمام خبر واحد ہیں اور روایات نہی حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں،لہٰذا وہ راجح ہوں گی۔نیز محرم اور مبیح کے تعارض کے وقت محرم کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ثالثاً یہ کہ اباحت اصلیہ ہے اور نہی شرعی ہوتی ہے،اس لئے جہاں مبیح اور محرم کی تاریخیں معلوم نہ ہو سکیں وہاں مبیح کو مقدم اور محرم کو مؤخر سمجھا جاتا ہے،اور محرم کو مبیح کے لئے ناسخ قرار دیا جاتا ہے۔اس لئے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ فجر کی نماز ہوگی اور نہ عصر کی۔(۲)

ابن قیم اور شوافع تطبیق کی صورت اختیار کرتے ہیں،شوافع یوں فرماتے ہیں کہ احادیث نہی سے احادیث باب

---

(۱) قلنا:لماوقع التعارض بين هذا الحديث وبين النهى الواردعن الصلاة فى الأوقات الثلاثة رجعنا إلى القياس كما هوحكم التعارض والقياس رجَّح هذا الحديث فى صلاة العصر وحديث النهى فى صلاة الفجر.(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق،الأوقات التى يكره فيها الصلاة: ۸۵/۱/البحر الرائق،الأوقات التى يكره فيها الصلاة: ۲۶۴/۱/ حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح،فصل فى الأوقات المكروهة: ۱۸۷/۱/ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۳۷۳/۱_انيس)

(۲) شرح معانى الآثار، كتاب مواقيت الصلاة: ۵۱/۱_۵۳.انيس

مخصوص اور مستثنیٰ ہیں اور ابن قیم اعلام الموقعین میں فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ کسی چیز کی ابتدا نا جائز ہوتی ہے مگر اس کا ابقاء اور مداومت جائز ہوتی ہے۔ جیسے کہ حالت احرام میں ابتداءً خوشبو لگانا اور نکاح کرنا نا جائز ہے، مگر خوشبو لگا کر احرام باندھا تو اس خوشبو کا ابقاء جائز ہے، اسی طرح نکاح کرنے کے بعد احرام باندھا تو وہ بقاء نکاح کے منافی نہیں۔ ایسے ہی کسی نے قسم اٹھائی کہ نکاح نہیں کرے گا تو ابتداء نکاح سے حانث ہوگا اور پہلے سے کئے ہوئے نکاح کے ابقاء سے حانث نہیں ہوگا، اسی طرح ان روایات میں فرماتے ہیں کہ روایات نہی کا مطلب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز کی ابتداء کرنا جائز نہیں اور احادیث باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کہ اگر پہلے سے ابتدا کر چکا ہو، تو درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اس نماز کو باقی رکھے اور تام کرے۔ پس دونوں قسم کی روایات میں کوئی منافاۃ نہیں۔

یہ صورت تطبیق بعض مواقع پر خود احناف نے بھی اختیار کی ہے۔ چنانچہ کتب فقہ، شامیہ وغیرہ میں یہ تحقیق مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اوقات مکروہہ میں نوافل شروع کر دئے تو ان کا اتمام کرے۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ روایات متعارض ہیں اور قرآن کریم میں وارد ہے۔ ”**لَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ**“ اس لئے نوافل کو چھوڑنا ابطال عمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، لہذا اتمام ضروری ہے۔ (۱) تعجب ہے کہ نوافل کے اتمام کا حکم دیتے ہیں، مگر فرائض کو توڑ دینے کا حکم دے رہے ہیں۔ غرضیکہ اصول کا تقاضا یہ ہے کہ صورت تطبیق اختیار کی جائے، اس لئے فجر اور عصر دونوں نمازیں صحیح ہونی چاہئیں، جیسے کہ جمہور کا مسلک ہے۔ دوسرے درجہ پر صورت ترجیح اختیار کرنا چاہئے تھی جو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے، مگر تعجب ہے کہ احناف کا مشہور مسلک نہ ادھر ملتا ہے، نہ ادھر ملتا ہے۔

البتہ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نماز کے بارے میں احناف کے مطابق ہے۔ کنز العمال میں اس کی تصریح ہے۔ (۲)

غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنۂ تحقیق ہے۔ مع ہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ کے مطابق ہی رہے گا، اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلۂ اربعہ، کہ ان سے استدلال وظیفۂ

---

(۱) وقال: حتی لو صلی النفل فی الأوقات المکروهة جاز ویکره. (العنایة شرح الهدایة، فصل فی الأوقات التی یکره فیها الصلاة: ۱/۲۳۲. انیس)

(قوله قصدًا) احترز به عما لو صلی تطوعا فی آخر اللیل فلما صلی رکعة طلع الفجر فإن الأفضل إتمامها، لأن وقوعه فی التطوع بعد الفجر لا عن قصد. (ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۱/۳۷۴. انیس)

(۲) عن أبی هریرة: من صلی الصبح قبل أن تطلع الشمس فلیمض فی صلاته. (کنز العمال، الفصل الأول فی أحکام الصلاة الخارجة (ح: ۱۹۳۵۰)

عن أبی هریرة: من صلی رکعة من الصبح فلیصل الصبح. (کنز العمال، الفصل الثالث فی مفسدات الصلاة ومحظوراتها (ح: ۱۹۹۱۹) انیس)

مجتہد ہے۔اس بارے میں عرصۂ دراز تک متحیر رہنے کے بعد حضرت تھانوی قدس سرہ کی عجیب وغریب تقریر بوادر النوادر میں نظر سے گزری، جس سے کامل تشفی ہوگئی۔

فالحمد للّٰہ علی ذلک. وللّٰہ در حکیم الأمة قدس سرہ. وھاھو ذا:

اعلم أن العلماء اختلفوا فی ماإذا طلعت الشمس فی صلوٰة الفجر أو غربت فی صلوٰة العصر هل تصح الصلوٰ ة أو تفسد فقال الشافعی ومن وافقه تصح فیهما وقال الطحاوی تفسد فیهما وقال إمامنا أبو حنیفة رحمه اللّٰه تعالٰی تفسد فی الفجر وتصح فی العصر ومبنی هذا الاختلاف اختلافهم فی توجیه الروایات التی وردت فی هذا الباب ولنسرد أولاً تلک الروایات ثم نذکر التوجیهات.

فروی الشیخان من حدیث أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسو ل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:من أدرک من الصبح رکعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح ومن أدرک رکعة من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر، (۱)وفی لفظ للبخاری إذا أدرک أحدکم سجد ة من صلوٰة العصر قبل أن تغرب الشمس فلیتم صلوته وإذا أدرک سجدة من صلوٰة الصبح قبل أن تطلع الشمس فلیتم صلوته . (زیلعی،ص:۱۱۹، ج:۱،باب المواقیت)(۲)

وروی نحو ذلک فی فتح الباری، ج:۲، وفی کنز العمال، ج:٤ .

فعمل الشافعی ومن معه بظاهر أحادیث الإتمام وحمل أحادیث النهی علیٰ تأثیم متحرّ هذه الأوقات مع القول بصحة الصلوٰة.

والطحاوی قال بالفساد فیهما حملاً لظاهر أحادیث النهی علی الإبطال وأول حدیث الإدراک إیجاب الصلوٰة علی من أسلم فی آخر الوقت أو بلغ الحلم فیه أو امرأة طهرت من الحیض فیه وأول ما فی أحادیث الإتمام بکونها منسوخة بأحادیث النهی.

وأما نحن معاشر الحنفیة فتوجیهنا الذی أدی إلیه نظری وإن کان مأخوذاً من کلام من تقدمنا أن یقال إن روایات الإتمام و الإدراک تقتضی صحة الصلوٰة فیهما وأحادیث النهی یحتمل أمرین إما تأ ثیم المصلی فیهما مع صحة الصلوٰة وإما بطلان الصلوٰة فیهما، کما قال به الطحاوی فإن النهی الشرعی یستعمل فی کلا المعنیین مثال الأول النهی عن الصلوٰة مقعیا أو متخصرًا ومثال الثانی النهی عن الصلوٰة بغیر طهور.

---

(۱) الصحیح للبخاری،باب من أدرک من الفجر رکعة (ح: ٥٧٩)/الصحیح لمسلم،کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة،باب متی یقوم الإمام للصلوٰة(ح:٩٥٦-٦٠٨)/موطا الإمام مالک،باب وقوت الصلوٰہ (ح: ٥)/ مسند الإمام الشافعی،الباب الأول فی مواقیت الصلاة (ح:١٦١)انیس

(۲) الصحیح للبخاری کتاب مواقیت الصلوٰة،باب من أدرک رکعةمن العصر قبل الغروب(ح:٥٣١)انیس

وإن خالجک قول الأصوليين أن النهى عن الأفعال الشرعية يقتضى مشروعية الأصل مع فساد الوصف فهوأكثر ى لا كلى وإلا لاانتقض بكثير من المسائل.

وإن رابک أن النهى فى الصلوٰة بغير طهور قد وقع بصيغة النفى،فاقتضى البطلان بخلاف النهى عن الصلوٰة فى الأوقات المكروهة فلم يوجد ما يقتضى البطلان فازحه بورود هذا النهى ايضاً بصيغة النفى فى بعض الروايات،كماروى الشيخان عن أبى سعيد الخدرى رضى اللّٰه تعالىٰ عنه قا ل:قال رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:لاصلوٰة بعد الصبح حتى ترتفع الشمس ولا صلوٰة بعد العصر حتى تغيب الشمس.(مشكوٰة،ص:٨٦)(١)

وروى مسلم عن عبد اللّٰه الصنا بحى رحمه اللّٰه تعالىٰ فى صلوٰة العصرقال قال رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا صلوٰة بعدهاحتى يطلع الشاهد.(مشكوٰة،ص: ٨٧)(٢)

فلمااحتمل النهى الأمرين ينظر أن الاحتياط فى أىّ الأمرين والصلوٰة محل احتياط بليغ فظاهر أن الا حتياط فى الحمل على البطلان لأن القضاء إذاً يكون فرضاً بخلاف احتمال الكراهة فحملنا على البطلان أى بطلان الفريضة لا بطلان نفس الصلوٰة لأن المقتضى للبطلان كان الاحتياط. والاحتياط محفوظ مع القول بصحة النفل فبهذا الوجه قد جاء التعارض بين أحاديث النهى وينبغى أن يكون هذا هو التفسير لقول علماء نا بوقوع التعارض بين قسمى الروايات فلما وقع التعارض رجعنا إلى القياس كما هو حكم التعارض وليس معنى هذا الرجوع ترک الأحاديث والعمل بالقياس بل معناه ترجيح بعض محتملات الأحاديث بالقياس ثم العمل به من حيث أنه حكم الحديث لا من حيث أنه حكم القياس فافهم. فلما رجعنا الى القياس حكم القياس بترجيح توجيه يقتضى البطلان فى أحاديث الفجر وبترجيح توجيه يقتضى الصحة فى أحاديث العصر فعملنا فى الفجر بأحاديث البطلان وإولنا أحاديث الإتمام وعملنا فى العصر بالعكس فحكمنا ببطلان الصلوٰة فى الفجر وبصحتها فى العصر فلم يفت منا عمل بشئى من الأحاديث بالظاهر فى بعضها وبالمؤول فى بعضها .

والآن بقى أمران:

الأول: ماوجه القياس فى الصلاتين؟

الثانى: ماالتأ ويل فى الأحاديث ؟

---

(١) الصحيح للبخارى،كتاب مواقيت الصلوٰة،باب لاتتحرىٰ الصلوٰة قبل غروب الشمس(ح: ٥٦١)انيس

(٢) الصحيح لمسلم،كتاب صلاةالمسافرين وقصرها،باب الأوقات التى نهى عن الصلوٰةفيها (ح: ٨٣٠)/سنن النسائى،كتاب المواقيت،باب تأخيرالمغرب (ح: ٥٢١) انيس

بیان الأول: إن الفجر وقت الشروع قبل طلوع الشمس وجب كاملاً لكمال السبب وهو الوقت وبالطلوع صار الوقت ناقصاً وصارت الصلوٰة ناقصة فلا يتأ دى الكامل بالناقص ففسدت والعصر وقت الشروع قبل المغرب وجب ناقصاً لنقصان الوقت فأداه كما وجب فلم تفسد هذا.

بیان الثاني: إن معنى قوله عليه السلام فقد أدرك ما قاله الطحاوى رحمه اللّٰه تعالىٰ ومعنى فليتم أنه لا يبطل التحريم بل يمضى فى الصلوٰة لأنه إن لم يتأد فرضاً فقد صحت نقلاً كما فى الدر المختار، كما هو الحكم فى الحج الفاسد ومعنى فلم يفت صلوٰته لم يفت وقت صلوٰته بل كان مدركاً للوقت فيكون حاصل معناه هو معنى فقد أدرك .

تفصيل المقام: إن تأخيره صلى اللّٰه عليه وسلم قضاء الصلوٰة إلى ارتفاع الشمس مع قوله عليه السلام: من نسى صلوٰة أونام عنها فكفارتها أن يصليها إذا ذكرها، رواه مسلم، وفى رواية لا كفارة لها إلا ذلك. (ص: ٢٤١، ج: ١) الدال على وجوب التعجيل فى القضاء إذا لم يكن عذر قوى وهو المذهب أيضاً كما فى الدر المختار (ص: ٧٥٥، ج: ١) ونصه: التأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة إذا قضاها وإثم التأخير باق بحر، آه. وفى الدر أيضاً: ويجوز تأخير الفوائت وإن وجبت على الفور لعذر السعى على العيال وفى الحوائج على الأصح، آه، قال الشامى تحت قوله: ويجوز تاخير الفوائت أى الكثيرة(١) المسقطة للترتيب، آه. (ص: ٦٨، ج: ١)

فيه دليل على أن مابين طلوع الشمس وارتفاعها وقت ناقص لايصلح للفرائض ولوفائتةً وإلا لما أخرها فلما ثبت كونه غير صالح للفرض وإذا طلعت الشمس فى أثنائه يقع بعض الفرض فى هذا الوقت فيحكم بفساده .

لايقال كان ههنا عذران:

أحدهما: التحرزعن الكراهة الزمانية المفهومة من قوله صلى اللّٰه عليه وسلم فى حديث عمر و بن عنبسة: وإذا طلعت فلا تصل حتى تر فع فإنها تطلع بين قرنى شيطان.

ثانيهما: التحرز عن الكراهة المكانية كما يشعربه قوله صلى اللّٰه عليه وسلم فى حديث أبى هريرة رضى اللّٰه عنه فإن هذا منزل حضرفيه الشيطان فأين فيه الدلالة على كون التاخير للكراهة الزمانية وإنها مفسدة للفرض.

---

(١) قلت وهذا القيد يدل باعتبارمفهوم المخالفة وهومعتبرفى كتب القوم وإن لم يكن معتبرًا عند نا فى الكتاب والسنة على أن الفوائت لو كانت أقل من هذا الحد لا يجوزتأخير أدائها، قاله الشيخ. (منه)

لأنـا نـقول: حضور الشيطان لايصلح مانعاً إذ قد عرض للنبي صلى الله عليه وسلم في صلوٰته فـلـم يـخـرج مـنهـا حتـى أتمها وقال لولادعوة أخيناسليمان عليه السلام لأصبح موثقا يلعب به ولـدان الـمـديـنة والحديث مشهور في الصحاح، فاستحال أن يكون التأخير لذلك سيما وفي حـديث أبي قتادة رضي الله عنه أنه أخر الصلوٰة إلى أن ارتفعت الشمس ثم صلاها (وفي حديث عـمران بن حصين برواية الحسن ثم انتظرحتى استعنت الشمس وفي حديث نافع بن جبير عن أبيـه: ثم قعد واهنيهةً كما مر في المتن) ففيه أن تأخير ه إنما كان ليحل وقت الصلوٰة لالما سواه كذا في المعتصر من المختصر. (ص: ٤٥، ج: ١)

وقـد صـرح بـذلک ابـن عبـاس رضـي الـلّـه تـعـاليٰ عنهما كما سيأتي وقال فلم يصل حتى ارتـفـعـت وكـان سبب التأخير عنده التحرز عن كراهة الوقت فقط والصحابي أعرف بعلة فعل الـرسـول صـلى الله عليه وسلم من غير ه وبالجملة فإن الكراهة المكانية لا تصلح سبباً للتأخير وإنـمـا يستحب التحول لأجلهاإلى مكان آخرإذا وجد مسوغ للتأخير مستقل وليس هوهناک إلا الكراهة الزمانية فحسب فتم ما قلنا أن تاخيره صلى الله عليه وسلم قضاء الصلوٰة إلى ارتفا ع الشمس مع وجوبه على الفور دليل على كون الوقت غيرصالح للفرض.

فإن قيل: سلمنا أن سبب التأخير هو الكراهة الزمانية ولكن فيه احتمالان.

الأول: ماقلتم أي الكراهية الشديدة التي لا تجتمع مع الصحة.

والثاني: الكراهة الخفيفة وهي ليست كذالک كما لايخفى.

قـلنا: من ابتلى ببليتين يختار أهونهما وقد اختار النبي صـلى الله عليه وسلم تأخير الصلاة إلـى ارتفا ع الشمس فثبت أن الكراهة في قضائها عند طلوع الشمس أشد وأيضاً فالصلوٰة محل الاحتيـاط وهـو فيـمـا قـلنا فإنا إذا حكمنا بالفساد يكون قضاء تلک الصلوٰة فرضاً وإذا حكمنا بـالـكـراهة الـخـفيـفة لا يـكون القضاء فرضاً فقلنا بالكراهة الشديدة التي لا تجتمع مع الصحة ويؤيدنا منع بعض الصحابة عن قضاء الفجر في هذا الوقت قبل الارتفا ع كما سيأتي.

فـإن قيـل: ورد الـنهي بعد صلوٰة الصبح إلى أن تطلع الشمس وبعد صلوٰة العصر حتى تغرب وخص بالتطوع اتفاقا وصح قضاء الفائتات فيهما فليكن النهي في هذه الأوقات كذلک.

قـلـنـا: الـنـهـي فيهما لمعنى في الصلوٰة بدليل أن من صلى الصبح أو العصر ليس له أن يصلى فيهـمـا الـتـطـوع ومن لم يكن صلا هما له أن يصلى فيهما (أي ركعتين تطوعاً قبل صلوٰة الصبح ومـاشـاء مـن النوافل قبل العصر) والوقت بالنسبة إليهما واحد وفي الأوقات الثلثة النهي لمعنى فـي الوقت لقوله تطلع بين قرني الشيطان ونحو ه فافتر قا، فلا يجوز قياس أحدهما على الآخر و

إذا كـان النهى لمعنىً فى الوقت لا يجوز فيه صلوٰة أصلاً سواء كانت فرضاً اونفلاً او فائتةً لانها تستـدعـى وقتا صالحاً وهذه الاقات لا تصلح لها للعلة التى ذكرها النبى صلى اللّٰه عليه وسلم و هـى عـامة لا تـختص بصلوٰة دون صلوٰة إلا أن النفل يصح فيها مع الكراهة لما ثبت فى الأصول أن الـنهـى عـن الأفـعـال الشرعية تستدعى مشروعيتها فى الجملة وإلا لم يكن للنهى معنىً وأما الفرض فلا يصح فيها بصفة الفرضية بل ينقلب نفلاً لأن النهى عن الصلوٰة فى هذه الأوقات إنما تستـدعى المشروعية فى الجملة لا على صفة الكمال ويكفى لها الصحة نفلاً كما لايخفى لأنه مـن أدنـىٰ مـراتب الصحة والضرورى إنما يتقدر بقدر الضرورة وقد صرح فقهاء نا رحمهم اللّٰه تـعالىٰ بانقلاب فرض الفجر نفلاً بطلوع الشمس من غير فساده،كما فى الدرالمختار آخر باب الاستخلاف.(ص:٦٣٧،ج:١)

وأورد الـحـافـظ فـى الفتح علينا فقال وفيه،أى فى قوله فإن هذا منزل حضر فيه الشيطان رد علىٰ من زعم أن العلة فيه كون ذٰلک وقت الكراهة بل فى حديث الباب أنهم لم يستيقظوا حتى وجدوا حرالشمس ولمسلم من حديث أبى هريرةرضى اللّٰه عنه حتى ضربتهم الشمس وذٰلک لا يكون إلابعد أن يذهب وقت الكراهة،آه.(ص: ٣٨٠،ج: ١)

قـلـنا: لا دليل فيه على الارتفاع قبل الاستيقاظ إذ يحتمل أن تكون طلعت بحرارتها كما هو موجود بالحجاز فى حرها إلى الاٰن كذا فى المعتصرمن المختصر،ص:٤٥.

ولا بـد مـن هذا التأويل فقد روى عن ابن عباس رضى اللّٰه تعالىٰ عنهما ما يدل على استيقاظه قبـل الارتـفـا ع،أخـرج الـنسـائى بسند حسن وسكت عنه،قال:أدلج رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسـلـم ثـم عـرس فـلم يستيقظ حتى طلعت الشمس أوبعضها فلم يصل حتى ارتفعت الشمس فصلى،الحديث.(ص: ١٠٢،ج: ١) فقط واللّٰه سبحانه وتعالىٰ أعلم

سنہ ۱۳۸۲ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۴۷-۱۵۶)

سورج طلوع ہونے میں کتنی دیر لگتی ہے اور وقتِ اشراق کیا ہے:

سوال: جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے،تو کتنے منٹ میں پورا نکل آتا ہے؟ اوراشراق کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

سورج جب نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چوبیس سکنڈ میں پورا نکل آتا ہے، پھر جب اس کی طرف نظر نہ کی جا سکے

اور بالکل سفید ہوجائے، تب اشراق کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ عامۃً بیس منٹ کے بعد بالکل سفید ہوجاتا ہے۔ (۱)
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۴/۵)

صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے:

سوال: صبح صادق کے وقت میں علماء کرام کا اختلاف معلوم ہوتا ہے، ہیئت کے قاعدے سے تو صبح صادق کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ مقرر ہے۔ موسم گرما ہوخواہ موسم سرما، دن رات لمبے ہوں یا چھوٹے۔ علامہ ابن حزم اور مولوی احمد رضا خان بریلوی کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح صادق کا وقت موسم گرما میں زیادہ سے زیادہ ہوتا ہے اور موسم سرما میں صبح صادق کا وقت کم سے کم ہوتا ہے اور مولانا اشرف علی التھانویؒ وغیرہ نے فقہاء کرام کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے رات کا ساتواں حصہ صبح صادق کا وقت مقرر کیا ہے۔ تو ان حسابات فقہاء کرام سے جو ساتواں حصہ رات صبح صادق کا وقت مقرر کیا ہے موسم سرما میں صبح صادق کا وقت زیادہ سے زیادہ، موسم گرما میں کم سے کم صبح صادق کا وقت ہوگا اور یہ قول علامہ ابن حزم اور بریلوی کے برخلاف ہے اب یہاں ان علماء کرام کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

علامہ ابن حزم ظاہری کتاب المحلی جلد: ۳، صفحہ: ۱۹۱، میں فرماتے ہیں:

"وقت صلٰوة الصبح مساوٍ لوقت صلٰوة المغرب أبدًا فى كل زمان ومكان لأن الذى من طلوع الفجر الثانى إلٰى طلوع الشمس كالذى من آخر غروب الشمس إلٰى غروب الشفق ـــ الذى هو الحمرة أبداً ـــ فى كل وقت ومكان، يتسع فى الصيف ويضيق فى الشتاء لكبر القوس وصغره، ووقت هاتين الصلاتين أبداً، هو أقل من وقت الظهر. (مسألة فى بيان الشفق والفجر وتعريفهما. انيس)

مولوی احمد رضا خان بریلوی کتاب العطایا النبوية فى فتاوىٰ الرضوية، جلد: ۴، ص: ۴۲۶، میں فرماتے ہیں:

"تاریخ ۲۲ رجون کو بریلی میں صبح صادق کا وقت زیادہ سے زیادہ صیفی ایک گھنٹہ انتالیس منٹ اور آخری دسمبر میں وقت صبح صادق کم سے کم شتوی ایک گھنٹہ بائیس منٹ ہوتا ہے۔

(۱) "(وكره) تحريماً... (مع شروق). (قوله: مع شروق): ومادامت العين لاتحار فيها فهى فى حكم الشروق، كما تقدم فى الغروب أن الأصح كما فى البحر:

أقول: ينبغى تصحيح ما نقلوه عن الأصل للإمام محمد من أنه ما لم ترتفع الشمس قدر رمح، فهى فى حكم الطلوع، لأن أصحاب المتون مشوا عليه فى صلاة العيد حيث جعلوا أول وقتها من الارتفاع، ولذا جزم به هنا فى الفيض ونور الإيضاح". (رد المحتار، كتاب الصلٰوة: ۳۷۱/۱، سعيد)

اور مولانا اشرف علی تھانویؒ؛ امداد الفتاویٰ جلد اول ص:۱۷۴، میں فرماتے ہیں:

(سوال) ماہ رمضان المبارک کی رات میں کس قدر حصہ رات کا باقی رہتا ہے کہ اس وقت سحری کھانا درست ہے۔

(الجواب) ہیئت کے قاعدے سے طلوع آفتاب کے وقت سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تک سحری کھا سکتے ہیں، اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ بعض مواسم میں اس سے زیادہ گنجائش ہے یہ احتیاطاً لکھ دیا۔ (منہ رحمہ اللہ) اور بعض فقہا نے احتیاط کی ہے کہ غروب سے طلوع تک کل وقت جتنا ہے، اس کو سات پر تقسیم کردیں، چھ حصہ میں سحری کھا سکتے ہیں۔

اور مولوی محمد عثمان نے تفسیر تنویر الایمان میں جو سندھی زبان میں ہے، پارہ:۲، ص:۴۰، میں لکھا ہے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ!

درمختار میں ایک حساب صبح صادق کے وقت کے بابت لکھا ہے، جو میرے تجربہ میں ہمیشہ برابر نکلتا ہے کہ جتنے گھنٹہ رات ہو، اس کا ساتواں حصہ صبح صادق ہوگا۔ انتہی مختصراً۔

الجواب

سوال میں بحوالہ قاعدہ ہیئت ہر موسم اور ہر جگہ میں صبح کا وقت جو ڈیڑھ گھنٹہ بتلایا گیا ہے، یہ **علی الاطلاق** صحیح نہیں ہے، بلکہ صرف متوسط ایام میں صحیح ہے، دن اور رات کے بڑھنے اور گھٹنے سے اس میں فرق آنا حسب قواعد ہیئت ضروری ہے، کمی اواخر فروری میں دس منٹ تک اور زیادتی ماہ جون میں سات منٹ تک ہوگی، جس کسی نے ڈیڑھ گھنٹہ کہا ہے وہ محض تقریبی ہے، تحقیقی نہیں۔ کتب ہیئت شرح چغمینی وغیرہ سے اس کی تحقیق ہوسکتی ہے اور از روئے قواعد حسب صبح صادق کے وقت صحیح اور محقق وہی ہے، جس کو سوال میں بحوالہ محلی ابن حزم اور فتاویٰ رضویہ نقل کیا گیا ہے کہ وقت فجر گرما میں زیادہ سے زیادہ اور سرما میں کم سے کم ہوتا ہے۔

سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے بھی اپنے آخری رسالہ میں جو اس موضوع پر لکھا گیا ہے، اس کی تصریح فرمادی ہے اور وہ رسالہ **"الساعات للطاعات"** ہے۔ اس میں حضرت موصوف کی تحریر یہ ہے:

صبح صادق اور طلوع شمس میں فرق کم سے کم بماہ فروری و مارچ وستمبر واکتوبر ایک گھنٹہ بیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ بماہ جون وشروع جولائی ایک گھنٹہ سینتیس منٹ (۱) تک ہوتا ہے۔

امداد الفتاویٰ جلد اول ص:۱۷۴، میں جو حضرت ممدوح نے مطلقاً رات کا ساتواں حصہ وقت فجر قرار دیا ہے۔ یہ

---

(۱) فتاویٰ رضویہ میں جو ایک گھنٹہ انتالیس منٹ بتلائے ہیں۔ یہ دو منٹ کا تفاوت غالباً بریلی اور تھانہ بھون کے عرض بلد کے اختلاف پر مبنی ہے۔ منہ

تحقیقی قول نہیں۔ بلکہ عوام کی سہولت کے لئے تقریبی قول ہے۔ جیسے بعض اہل ہیئت تقریبی طور پر ڈیڑھ گھنٹہ کہہ دیتے ہیں اور غالباً اسی بنا پر اس تقریبی قول میں غلطی کا احتمال ہے۔

''**الساعات للطاعات**'' میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عوام کے لئے ایک دوسرا تقریبی قول اختیار فرمایا ہے۔ وہ حضرت کے الفاظ میں اس طرح ہے:

اگر کسی کو طلوع صبح صادق و غروب شفق ابیض نقشہ سے یاد نہ رہے وہ ہر موسم میں طلوع شمس سے پونے دو گھنٹہ قبل سحری چھوڑ دے اور غروب شفق سے پونے دو گھنٹہ بعد عشا کی اذان و نماز پڑھے، کبھی غلطی نہ ہوگی۔

اس عبارت کے الفاظ سے خود بھی یہ امر واضح ہوگیا کہ اس قسم کے تعینات حسابی اور تحقیقی نہیں بلکہ تقریبی اور انتظامی ہیں۔ الحاصل قواعد ہیئت اور قول محلی و فتاویٰ رضویہ و فتاویٰ امدادیہ میں کوئی تعارض و اختلاف نہیں، سب اقوال متوافق و متناسب ہیں۔

(**تنبیہ**) سوال میں جو عبارت محلی کی نقل کی گئی ہے وقت فجر کے بارے میں، ان کی یہ تحقیق تو صحیح ہے کہ ہر موسم اور ہر جگہ میں وقت صبح وقت مغرب کے مساوی ہوتا ہے، لیکن یہ مساوات اسی وقت درست ہوسکتی ہے، جب کہ وقت مغرب میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو اختیار کر کے منتہاء وقت مغرب کے شفق ابیض کے غروب کو قرار دیں، شفق احمر کے غروب تک کا وقت صبح کے وقت کے مساوی کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ اس لئے محلی میں اس مقام پر شفق کی تفسیر حمرۃ سے کرنا بلاشبہ غلطی ہے، خواہ یہ غلطی خود مصنف سے ہوئی ہو یا ناقل سے۔(۱) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (اضافہ)

(امداد المفتین: ۲/۲۶۶-۲۶۸)

حد اسفار سے متعلق حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا ارشاد گرامی:

حد اسفار خوب صبح کا روشن ہوجانا ہے(۲) کہ بعد طلوع صبح کے تقریباً ایک گھڑی میں ہوجاتا ہے، باقی سب غلو

(۱) "الذی هو الحمرة أبداً" کے بین القوسین ہونے کی وجہ سے زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ یہ غلطی ناقل سے ہوئی ہوگی، واللہ اعلم۔ انیس

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (بإسفار) أی فی وقت ظهور النور وانكشاف الظلمة. (الدر المختار علی صدر رد المحتار، كتاب الصلوة، بعد مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳٦٦، دار الفكر، بيروت. انيس)

وقال الحلوانی: يبدأ بالإسفار ويختم به وهو الظاهر، وقيل حد الإسفار أن يصلی فی النصف الثانی وقيل هو أن يصلی فی وقت لو صلی بقراءة مسنونة مرتلة فإذا فرغ لو ظهر فساد فی طهارته أمكنه الوضوء والإعادة قبل طلوع الشمس وهذا كله فی السفر والحضر فی الأزمنة كلها إلا يوم النحر بالمزدلفة للحاج. (الجوهرة النيرة علی مختصر القدوری، باب الأذان: ۱/۴۳. / كذا فی البحر الرائق، شرح كنز الدقائق، وقت صلاة العشاء: ۱/۲٦۰ / وكذا فی درر الحكام شرح غرر الحكام، وقت التراويح: ۱/۵۲. انيس)

ہے، فقط عصر کو قبل تغیر آفتاب مستحب لکھا ہے۔(۱) مگر عمل در آمد صحابہ یہ ہے کہ اول وقت پڑھے۔(۲) پس نصف وقت تک پڑھ لیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۲۵۸)

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک گھڑی سے وقت کا تعین:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک کتنا وقفہ بنتا ہے جبکہ اکابر علماء دیوبند ڈیڑھ گھنٹہ بتلاتے ہیں لیکن مفتی رشید احمد صاحب کراچی اس سے اٹھارہ منٹ کم بتلاتے ہیں جو نقشہ انہوں نے ہمارے سرگودھا کے لئے دیا ہے اس کے متعلق حکم کی وضاحت فرماویں۔؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: قاری عبدالحمید چنات آئل ملزمت آباد سرگودھا......۵/جولائی ۱۹۸۶ء)

الجواب

اصولی طور سے، مفتی رشید احمد صاحب کا اندازہ درست ہے، البتہ ہمارے بلاد میں مشاہدہ کی بنا پر سوا گھنٹہ وقت بنتا ہے۔(۴) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۵۴)

---

(۱) و یستحب ... تاخیر العصر مالم تتغیر الشمس فی الصیف والشتاء.(الھدایة،فصل فی الأوقات المستحبة)

(و) یستحب (تأخیر العصر) مطلقاً،توسعة للنوافل (مالم تتغیر الشمس) بذھاب ضوئھا فلا یتحیر فیھا البصر وھو الصحیح. ھدایة.(اللباب فی شرح الکتاب،باب الأذان: ۵۸/۱.انیس)

(۲) عن عائشة:ماصلی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم صلاةً لوقتھا الآخر مرتین حتی قبضه اللّٰہ تعالیٰ. (سنن الترمذی،باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل (ح: ۱۷٤)وقال ھذاحدیث حسن غریب،ولیس إسناده بمتصل،قال الشافعی والوقت الأول من الصلاة أفضل وممایدل علی فضل أول الوقت علی آخره اختیار النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وأبی بکر وعمر فلم یکونوا یختارون إلاماھو أفضل ولم یکونوا یدعون الفضل وکانوا یصلون فی أول الوقت/کذا فی مسند الإمام أحمد،مسند عائشة الصدیقة(ح: ۲٤٦۱٤)/المستدرک للحاکم،باب فی مواقیت الصلاة(ح: ٦۸۲)وقال الحاکم: ھذاحدیث صحیح علی شرط الشیخین.انیس)

(۳) پس جمہور فقہا و محدثین کے پاس نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے، ان کے اول اوقات میں، اور تعجیل کا مطلب یہ ہے کہ اول وقت سے نماز کی تیاری شروع کردے اور تیاری کے بعد نصف اول میں نماز ادا کردے۔

(۴) وفی منھاج السنن:قلتُ وصرح المشائخ بتفاوت الوقت بین طلوع الفجر الصادق وطلوع الشمس وکذا بین غروب الشمس وغیوب البیاض بتفاوت المواسم والبلاد،والمشاھد فی دیارنا قدر ساعة وربع ساعة.(منھاج السنن شرح جامع السنن،باب مواقیت الصلاة: ۱۰/۲)

وقال العلامة ابن عابدین:ووجه ما قلناه أن الشارع لم یعتمدالحساب بل ألغاه بالکلیة بقوله نحن أمة أمیة لانکتب ولانحسب الشھر ھکذاوھکذا وقال ابن دقیق العید الحساب لایجوز الاعتماد علیه فی الصلاة، انتھیٰ.(رد المحتار،مطلب ماقاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود،کتاب الصوم: ۳۸۷/۲،دارالفکر بیروت.انیس)

زوال آفتاب کا مطلب اور اس کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں!
بروز جمعہ زوال ہوتی ہے یا کہ نہیں؟ اور ہمارے یہاں جمعہ بھی ہوتا ہے اور زوال کتنی دیر رہتی ہے یعنی زوال کے وقت کتنی دیر انتظار کرنا چاہیے؟

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

زوال نام ہے آفتاب ڈھلنے کا، یعنی جب آفتاب خط نصف النہار سے ذرا پچھم کو چلنا شروع ہوتا ہے، تو زوال شروع ہوجاتا ہے، (۱) اور اس وقت سے نماز جمعہ کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور زوال ایک آنی چیز ہے مگر فوراً محسوس نہیں ہوتا ہے اور زوال سے ذرا پہلے ٹھیک نصف النہار ہے جس کو ظہیرۃ بھی کہتے ہیں نماز پڑھنی مکروہ ہے، اس لیے علما نے یہ لکھا ہے کہ زوال سے آدھ گھنٹہ یا ۲۰ رمنٹ پہلے سے زوال تک نماز پڑھنا روک دے، اور اسی کو زوال کہنے لگے الغرض جمعہ کے دن بھی زوال ہوتا ہے۔ فقط واللّٰہ تعالیٰ

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند، ۲۰/ ۵/ ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۵)

زوال سے کتنی دیر پہلے نماز موقوف کرنا چاہئے:

سوال: ہمارے گاؤں کے قریب ایک گاؤں ہے وہاں مسجد میں بورڈ پر لکھا ہوا رہتا ہے کہ نصف النہار سے زوال تک یعنی زوال سے قبل چالیس منٹ تک کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے، چالیس منٹ والی بات کہاں تک صحیح ہے؟ اسی طرح جمعہ کے دن بھی نصف النہار سے زوال تک کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے، آپ اس کی وضاحت فرماویں کہ کتنے منٹ تک نماز پڑھنا درست نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ

قلم یا لکڑی کھڑی کر کے زوال کا وقت دیکھا جا سکتا ہے، (۲) زوال کے وقت سے آٹھ دس منٹ پہلے سے نماز

---

(۱) فمادام الظل ينقص من الخط فهو قبل الزوال وإذا وقف لايزداد ولاينقص فهو ساعة الزوال وإذا أخذ الظل في الزيادة فقد علم أن الشمس قد زالت. (المبسوط للسرخسي، باب مواقيت الصلاة: ١٤٢/١. انيس)

(٢) ومعرفة الزوال أن يغرز خشبة مستوية ويجعل عند منتهى ظلها علامة فمادام الظل ينقص عن العلامة فالشمس لم يزل ومتى وقف فهووقت الاستواء وقيام الظهيرة فحينئذ يجعل على رأس الظل خطاعلامة لذلک فما يكون من ذلک الخط إلى أصل العود فهو المسمىٰ فيء الزوال وإذا لم يجد مايغرزه يعتبر بقامته وقامة كل إنسان سبعة أقدام أوستة أقدام ونصف قدمه والأول قول العامة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، مدخل: ١٧٥/١. انيس)

موقوف کردے اور آٹھ دس منٹ بعد تک موقوف رکھے، بادلوں کے زمانہ میں زوال کا وقت معلوم کرنا دشوار ہے، اس لئے تقویم کے حساب سے دس بارہ منٹ پہلے سے نماز پڑھنے سے رک جائے اور دس بارہ منٹ بعد تک رکا رہے، اس میں احتیاط ہے اور یہ جو قول ہے کہ نصف نہار شرعی سے زوال تک نماز نہ پڑھی جائے، یہ مزید احتیاط پر مبنی ہے۔

شامی میں ہے:

وفی شرح النقایة للبرجندی: قد وقع فی عبارات الفقهاء أن الوقت المکروه هو عند انتصاف النهار إلٰی أن تزول الشمس ولایخفٰی أن زوال الشمس إنما هو عقیب انتصاف النهار بلافصل و فی هذا القدر من الزمان لایمکن أداء صلاة فیه فلعل المراد أنه لاتجوز الصلٰوة بحیث یقع جزء منها فی هذا الزمان. أو المراد بالنهار هو النهار الشرعی وهو من أول طلوع الصبح إلٰی غروب الشمس وعلٰی هذا یکون نصف النهار قبل الزوال بزمان یعتد به، اهـ. (ردالمحتار: ۱/ ۳٤٤، ۳٤٥)

والثانی (عند استوائها) فی بطن السماء (إلٰی أن تزول) أی تمیل إلٰی جهة المغرب. (مراقی الفلاح) **(قوله والثانی عند استوائها) وعلامته أن یمتنع الظل عن القصر ولایأخذ فی الطول وإذا صادف أنه شرع فی ذلک الوقت بفرض قضاء أوقبله وقارن هذا الجزء اللطیف شیئًا من الصلٰوة قبل القعود قدر التشهد فسدت.** (طحطاوی علٰی مراقی الفلاح، ص: ۱۰۷) **فقط واللّٰه أعلم بالصواب**

۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/ ۲۸۴، ۲۸۵)

انتہاء زوال اور ابتداء ظہر میں فاصلہ کی مقدار:

سوال (۱) انتہاء زوال اور ابتدائے ظہر میں کتنا فصل ہوتا ہے؟

(۲) زوال کی مدت کتنے منٹ ہوتی ہے؟

الجواب

(۱/ ۲) زوال ایک آنی چیز ہے، جو ایک منٹ سے بھی بہت کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) **ظہر کا وقت:**

آفتاب جیسے ہی بیچ آسمان سے پچھّم جانب ڈھلے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ہر چیز کا سایہ جب اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل (دوگنا) ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (درمختار بر شامی: ۱/ ۲۴۰)

موسم بدلنے کے اعتبار سے آفتاب ڈھلنے کا وقت بدلتا ہے، اس لئے آفتاب ڈھلنے کا کوئی متعین وقت سال بھر کے لئے نہیں ہوتا۔

آفتاب ڈھلنے اور ہر چیز کا اصلی اور دو مثل (دوگنا) سایہ جاننے کا طریقہ۔ ==

لہذا استواءِ شمس کے فوراً بعد نماز ظہر کا وقت آجاتا ہے، دونوں میں کوئی معتد بہ فاصلہ نہیں ہے، البتہ زوال کے اطمینان کیلئے پانچ منٹ کا احتیاطاً انتظار کر لینا چاہئے۔

وقد وقع فی عبارات الفقهاء أن الوقت المكروه هو عند انتصاف النهار إلٰى أن تزول الشمس ولايخفٰى أن زوال الشمس إنما هو عقيب انتصاف النهار بلافصل. (ردالمحتار: ۲٤٨/۱)(۱) **والله سبحانه تعالٰى أعلم**

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۱۸/۲/۱۳۹۷ھ (فتویٰ: ۲۶۰/۲۸-الف) (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۸۸-۳۸۹)

== (الف) برابر زمین پر ایک سیدھی لکڑی گاڑیں، اس لکڑی کا سایہ جب تک گھٹے گا آفتاب بلند ہوتا رہے گا اور جب سایہ گھٹنا بند ہو جائے آفتاب آسمان کے بیچ میں آجائے گا، یہی استواءِ شمس کا مکروہ وقت ہے اور اس وقت زمین کے اوپر جو سایہ ہوگا وہی زمین سے اوپر کی لکڑی کا سایہ اصلی ہوگا، اور جس جگہ سایہ رُکا اس جگہ نشان لگادیں، اس کے بعد سایہ جیسے جیسے بڑھے آفتاب ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہوگیا، اور یہ بڑھنے والا سایہ بڑھ کر جب زمین سے اوپر کی لکڑی کا دوگنا ہوجائے تو سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہوگیا اور ظہر کا وقت ختم ہوگیا۔

مثلاً ایک لکڑی زمین میں گاڑی اور دوفٹ زمین سے اوپر رہی اور سایہ رُکنے کے وقت اس کا سایہ ۳/انچ ہوگیا تو ۳/انچ سایہ اس کا اصلی ہوا اس کے بعد اس سایہ کے علاوہ اس کا سایہ بڑھ کر چار فٹ ہوگیا تو سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل سایہ ہوگا اور ظہر کا وقت ختم ہوگیا۔

(ب) گھڑی سے یہ جاننا بالکل آسان ہوگیا ہے، وہ اس طرح کہ طلوع آفتاب سے غروب تک کے وقت کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کو طلوع آفتاب کے وقت میں جوڑ دیں، حاصل جمع استوا کا مکروہ وقت ہے، اس کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، مثلاً یکم اکتوبر کو دربھنگہ میں ۵/بجکر ۳۹/منٹ پر آفتاب طلوع ہوا اور ۵/بجکر ۳۳ منٹ پر غروب ہوتو طلوع وغروب کے درمیان کا وقت ۱۱/گھنٹے ۵۴ منٹ ہوا اس کا نصف (آدھا) ۵/گھنٹے ۵۷ منٹ ہوا، اس کو طلوع کے وقت میں جوڑنے سے حاصل جمع ۱۱/گھنٹے ۳۶/منٹ ہوا، یہی ۱۱/بجکر ۳۶ منٹ دربھنگہ میں اس دن استواء (دوپہر) کا مکروہ وقت ہے، احتیاط کے طور پر اس سے پانچ منٹ پہلے اور پانچ منٹ بعد تک کوئی نماز نہ پڑھے، اس کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

یہ حکم ہر دن اور جگہ کے لئے ہے، جمعہ کا دن ہو یا مکہ مکرمہ سب کے لئے یہی ضابطہ شرعی ہے۔ (شامی: ۱/۲۴۹)

احتیاط یہ ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل (ایک گنا) سایہ بڑھ جانے سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے اور دو مثل کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔ (عالمگیری: ۱/۵۱) جو شخص ایک مثل سے پہلے نماز ظہر نہ پڑھ سکے لیکن دو مثل سے پہلے پڑھے تو بھی ظہر کی نماز ہوگئی قضا نہ ہوئی، بلا عذر جان بوجھ کر ایک مثل کے بعد ظہر پڑھنا مکروہ ہے۔ (شامی: ۱/۳۳۳، وفتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۵۰) خزاں اور گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ تاخیر اتنی ہو کہ سایہ ایک مثل ہونے سے پہلے نماز اداء ہوجائے، تنہا پڑھے یا جماعت سے سخت گرمی ہو یا نہ ہو سب کا یہی مسئلہ ہے۔ (درمختار مع شامی: ۱/۲۴۵) جمعہ کی نماز ہمیشہ جلدی پڑھنا مستحب ہے (شامی: ۱/۳۴۲ وفتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۵) جاڑے اور بہار کے موسم میں جمعہ وظہر دونوں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ (عالمگیری و درمختار وغیرہ) بادل کے دنوں میں ظہر اتنی تاخیر سے پڑھے کہ وقت ہونے کا یقین ہوجائے۔ (شامی: ۱/۲۴۷) (طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل: ۱۷۱-۱۷۳۔ انیس)

(۱) (ردالمحتار: ۳۷۱/۱ (طبع سعید)

وفی فتح الملهم، ج: ٥، ص: ٣١٥ (مكتبه دارالعلوم، كراچی): عن عقبة بن عامر الجهنی يقول: ثلٰث ساعات كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهانا أن نصلی فيهن أوأن نقبرفيهن موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع و حين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل الشمس وحين تضيف الشمس للغروب حتى تغرب. (رواه مسلم) ==

ظہر کے وقت کا دارومدار زوال پر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ موسم گرما اور موسم سرما کے آغاز وقت ظہر میں فرق ہے یا نہیں؟ میں نے سنا ہے کہ زوال یعنی وقت نماز ظہر ساڑھے بارہ بجے سے شروع ہوتا ہے تو اگر ایک مسافر یا مقیم گرما اور سرما میں پونے ایک بجے نماز ظہر ادا کرے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: عبدالحمید......۲۳/۴/۱۹۷۴ء)

الجواب

دارومدار زوال پر ہے، پونے ایک بجے ہر موسم میں زوال ہو جاتا ہے۔(۱) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۶۹-۱۷۰)

ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھنے کا حکم:

سوال: کیا آج کل ساڑھے بارہ بجے ظہر پڑھی جا سکتی ہے کیوں کہ ہم کو چھٹی دو بج کر پچیس منٹ پر ملتی ہے اور اس وقت جماعت نہیں ملتی؟ بینوا توجروا۔ (رانا محمد عارف، لاہور ہائی کورٹ، لاہور)

الجواب

ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور آج کل راولپنڈی میں زوال بارہ بج کر ۱۴ منٹ پر ہوتا ہے اور آئندہ گھٹ جائے گا، حاصل یہ ہے کہ آپ ہر موسم میں ساڑھے بارہ بجے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن ایک خیال ضرور رہے کہ اذان وقت کے اندر دیں، یعنی زوال کے بعد اذان ہو، پہلے نہ ہو۔(۲) فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۸۴)

== وفی فتح الملهم:(قوله وحين يقوم قائم الظهيرة الخ):هى شدة الحرفى نصف النهار،قال السندى قال النوويؒ: الظهيرة حال استواء الشمس ومعناه حين لايبقى للقائم فى الظهيرة ظل فى المشرق ولافى المغرب وفى المجمع هو من قامت به دابته ووقفت يعنى أن الشمس إذا بلغت وسط السماء أبطأت حركته إلىٰ أن يزول فيحسب أنها قد وقفت وهى سائرة لكن يظهر أثرظهوره قبل الزوال وبعده انتهىٰ

(۱) عن أبى بردة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم...ويصلى الظهرإذازالت الشمس.(الصحيح للبخارى، كتاب مواقيت الصلوٰة،باب وقت الظهرعندالزوال (ح:٥١٦)انيس)

(۲) ہندوپاک میں پونے ایک بجے تک زوال ہو ہی جاتا ہے۔انیس

قال العلامة الحصكفى :ووقت الظهرمن زواله أى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه،قال ابن عابدين :من زواله الأولىٰ من زوالها عن كبد السماء أى وسطها بحسب ما يظهرلنا.(الدرالمختار مع رد المحتار،قبيل مطلب لوردت الشمس بعد غروبها: ۱/۳۵۹)

حنبلی مسلک میں زوال سے پہلے جمعہ کا وقت اور اس کی بنا پر حنفی مقتدی کیلئے حکم:

سوال: کویت میں نماز کے اوقات کا ایک کتابچہ جس کا نام "نتیجة تقويم الهجری" ہے، یہ کتابچہ حکومت کی طرف سے مفت مہیا کیا جاتا ہے، اوقات کے روزانہ تغیر کے ساتھ ساتھ نماز کے اوقات بھی بدلے جاتے ہیں، دوسال قبل جمعہ کی پہلی اذان ابتداءِ ظہر پر کہی جاتی تھی اور دو رکعت ادا کرنے کے بعد امام ممبر پر تشریف لاتا اور خطبہ کی آذان کہی جاتی، اس مختصر وقفہ میں ہم پاکستانی چار رکعت نماز ادا کر لیتے ،لیکن دوسال سے حکم جاری ہے، جس کی بنا پر جمعہ کی پہلی اذان ظہر سے آدھا گھنٹہ پہلے ہوتی ہے اور ابتداءِ ظہر پر خطبہ کی اذان کہی جاتی ہے، کبھی خطیب دو منٹ پہلے ہی ممبر پر تشریف لے آتے ہیں اور آذان بھی اسی وقت ہو جاتی ہے، ان حالات میں چار رکعت قبل جمعہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب

وہ لوگ حنبلی مسلک کے ہوں گے، ان کے مسلک میں جمعہ کا وقت زوال سے پہلے ہو جاتا ہے۔(۱) بہر حال اس صورت میں حنفی حضرات کو چاہئے کہ وہ خطیب صاحب سے اپنی مشکل بیان کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ زوال کے بعد چار رکعت کا وقت دیا کریں، امید ہے کہ وہ اسے قبول کر لیں گے اور اگر بالفرض وہ قبول نہ کریں تو سنتیں جماعت کے بعد ادا کر لی جائیں۔(۲) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۱۸/۲/۷۹ ۱۳ھ (فتوی ۲۸/۲۶۰-الف) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۸۹)

(۱) (ويشترط لصحة الجمعة أربعة شروط، الأول الوقت، وأوله، أول وقت صلاة العيد) هذا هو المذهب، وعليه أكثر الأصحاب، ونص عليه، قال في الفروع: اختاره الأكثر، قال الزركشي: اختاره عامة الأصحاب، قلت: منهم القاضي وأصحابه...الخ. (الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي: ۲/۳۷۵، كتاب الصلوٰة، باب صلاةالجمعة/ وكذا في المبدع في شرح المقنع، الشرط الأول الوقت: ۲/۱۵۰. انيس)

مسألة: قال: (وإن صلوا الجمعة قبل الزوال في الساعة السادسة أجزأتهم) وفي بعض النسخ في الساعة الخامسة والصحيح في الساعة السادسة وظاهر كلام الخرقي أنه لايجوز صلاتهافيماقبل السادسة وروى عن ابن مسعودوجابروسعيدومعاويةأنهم صلوهاقبل الزوال وقال القاضي وأصحابه يجوزفعلهافي وقت صلاة العيد. (المغني لابن قدامة، مسألة صلوا الجمعة قبل الزوال في الساعة السادسة: ۲/۲٦٤. انيس)

(۲) (قوله: حكم الأربع قبل الجمعة، الخ) أقول: قال شيخنامحمد السراجي الحانوتي وأماكونها لاتقضى أولاً، فعلى ماقالوه في المتون وغيرهامن أن سنة الظهر تقضى، يقتضي أن تقضى سنة الجمعة إذ لا فرق لكن في روضة العلماء في باب فضل من سمع الأذان وإذاجاء الرجل إلى الجمعة في وقت الإمامةهل يصلي أربع ركعات التي يصليها قبل الجمعة أم لا، قال: لايصلي، بل يسكت، ثم يدخل مع الإمام في صلاته وسقطت عنه هذه الأربع لماروى عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذاخرج الإمام فلاصلاة إلاالمكتوبة، الخ. ==

زوال سے پہلے خطبۂ جمعہ:

سوال (۱) خطبۂ جمعہ اگر اتفاقاً زوال سے پہلے ہوجائے تو اداء شرط جمعہ کے لئے کافی ہے یا نہیں کہ اعادہ کی ضرورت ہوگی اگر ایسا کیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) نماز جمعہ کی اذان اول اگر دائماً اصرار کے ساتھ زوال سے قبل دی جائے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور مساجد میں قبل الزوال ہی اذان اول کا وقت ہمیشہ کے لئے مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اذان اول قبل الزوال اگر اتفاقاً یا دائماً دے دی جاوے اور اس کا اعادہ نہ کیا جاوے (لیکن اذان ثانی عندالمنبر وقت کے اندر دی جاوے) تو کیا ترک سنت مؤکدہ کا گناہ ہوگا یا نہیں؟

(۴) جمعہ کی دونوں اذانوں کا مرتبہ شریعت میں کیا ہے، دونوں سنت مؤکدہ ہیں یا اول مؤکدہ اور ثانی غیر مؤکدہ یا علی العکس جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرما کر اجر دارین حاصل فرمائیں؟

الجواب

(۱) وقت ظہر خطبہ جمعہ کے لئے شرط ہے اور خطبہ جمعہ جواز جمعہ کے لئے۔ اس لئے اگر خطبہ وقت ظہر یعنی زوال سے پہلے پہلے ختم ہوگیا تو نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی۔ **كما صرح به في الدر المختار وحواشيه رد المحتار من كون الخطبة في الوقت شرطاً.** (۱)

(۲، ۳، ۴) عامہ متون وشروح اور فتاویٰ میں دونوں اذان کو سنن کے ذیل میں ذکر کیا ہے، مگر اس کی تصریح کہیں اس وقت نہیں ملی کہ دونوں اذانیں ایک درجہ کی ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ بہر حال جس درجہ کی سنت ہو، اس پر اتفاق ہے کہ وہ زوال کے بعد ہونا چاہئے۔ زوال سے پہلے جو اذان کہی جاوے، وہ اذان نہیں۔

== ذكره في فتاواه التي وقعت له والله أعلم. خير الدين الرملي، أقول: وفي هذا الاستدلال نظر فإنه إنما يدل على أنها لاتصلى بعد خروجه لا على أنها تسقط بالكلية حتى أنها لا تقضى بعد فراغه من المكتوبة وإلا لزم أن لا تقضى سنة الظهر أيضا إذا جاء ووجد الإمام شارعاً في الظهر مع أنه ورد النهي عند الإقامة كما في حديث الصحيحين وغيرها: إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، نعم قد يقال إن الأصل عدم قضائها إذا فاتت عن محلها وأما سنة الظهر فإنما قالوا بقضائها لحديث عائشة أنه صلى الله عليه وسلم كان إذا فاتته الأربع قبل الظهر قضاهن بعده فتكون سنة الظهر خارجة عن القياس للحديث المذكور فلا تقاس عليها سنة الجمعة، فتأمل. (البحر الرائق، قضاء السنة التي قبل الظهر في وقته: ۸۱/۲. انيس)

حكم الأربع قبل الجمعة كالتي قبل الظهر ولا مانع عن التي قبل العشاء من قضائها بعده. (فتاویٰ العتابي على هامش مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح: ۱۷۶/۱. انيس)

(۱) ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، باب شروط الصلوٰة: ۴۰۱/۱. انيس

مراقی الفلاح میں ہے:

ویجب ترک البیع بالأذان الأول الواقع بعد الزوال.(۱)

اور البحر الرائق میں اسی بحث میں مذکور ہے:

ومعلوم أنه بعدالزوال إذ الأذان قبله لیس بأذان وهذا هوالقول الصحیح فی المذهب،آه.(۲)

اس سے سب سوالوں کا جواب معلوم ہوگیا۔ واللہ اعلم (اضافہ) (امداد المفتین:۲/۲۶۸)

نماز جمعہ کا گھنٹوں سے وقت:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت امام اعظم صاحبؒ کے نزدیک کَے بجے مستحب ہے گھنٹوں سے فرمائیے؟

الجواب

گرمی میں تاخیر کرنا اور جاڑے میں جلدی کرنا ظہر وجمعہ میں برابر ہے،(۳) گھنٹوں کا حساب کوئی ضروری نہیں، جیسا مناسب حال ہو کرے، اس میں کوئی توقیت نہیں ہوسکتی۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۲۵۷)

نماز جمعہ کا وقت ظہر کی طرح ہے:

سوال: نماز جمعہ کا صحیح وقت از روئے حدیث وقرآن کیا ہے اور مذہب حنفیہ میں کس وقت نماز جمعہ جائز ہے؟

---

(۱) مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح ونجاة الأرواح،باب صلاة الجمعة،الخطبةوسننها: ۱/۱۹۷. انیس

(۲) (البحر الرائق، ص: ۱۵۶،ج:۱) کتاب الصلوٰة ، باب صلاة الجمعة، السعی و ترک البیع بالأذان الأول للجمعة: ۲/۱۶۸،دارالکتاب الإسلامی .انیس)

(۳) عن أبی ذر قال کنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی سفر فأراد المؤذن أن یؤذن للظهر فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ابرد، ثم أرادأن یؤذن فقال له أبرد،حتی رأینا فیء التلول فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:إن شدة الحر من فیح جهنم فإذا اشتد الحر فابردوا بالصلوة.(الصحیح للبخاری ، باب الابراد بالظهر فی السفر (ح:۵۳۹)/سنن أبی داؤد،باب وقت صلاة الظهر (ح:۴۰۱)انیس)

سمعت أنس بن مالک یقول: کان النبی صلی الله علیه وسلم إذا اشتد البرد، بکربالصلوة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوة،یعنی الجمعة.(الصحیح للبخاری، باب إذا اشتد الحر یوم الجمعة ،کتاب الجمعة (ح:۹۰۶)انیس)

(۴) (ولاعبرة بقول الموقتین) ... ووجه ما قلناه أن الشارع لم یعتمد الحساب بل ألغاه بالکلیة بقوله نحن أمة أمیة لانکتب ولانحسب،الشهر هکذا وهکذا ، وقال ابن دقیق العید الحساب لا یجوز الاعتماد علیه فی الصلاة، انتهیٰ.(ردالمحتار،کتاب الصوم،مطلب ماقاله السبکی من الاعتماد علی قول الحساب مردود: ۲/۳۸۷، دار الفکر بیروت.انیس)

کیونکہ یہاں کے مفتی صاحبان کہتے ہیں کہ دو پہر کے وقت بعد زوال سایہ کو دس قدم وآٹھ قدم وساڑھے چھ قدم ناپو۔حدیث وقرآن میں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۴۷۵،عبدالقدوس صاحب،اسلام آباد،کشمیر۔۱۸ر صفر ۱۳۵۸ھ۔۹ر اپریل ۱۹۳۹ء)

الجواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز زوال کے بعد متصل پڑھتے تھے،یعنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے،(۱) سردی کے موسم میں زوال کے بعد متصل نماز پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اور گرمی کے موسم میں زوال کے بعد ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کی تاخیر کرنے کا مضائقہ نہیں،(۲) مگر پونے چار بجے جمعہ کی نماز پڑھنا کسی طرح ثابت نہیں۔(۳) فقط

(کفایت المفتی:۶۷/۳)

جمعہ کے دن زوال ہے یا نہیں اور ۱۲ر بجے جمعہ کی اذان دینا درست ہے یا نہیں:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں پونے بارہ بجے یا بارہ بجے جمعہ کی اذان دی جاتی ہے اور ساڑھے بارہ نہیں ہو پاتا کہ خطبہ شروع ہو جاتا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن زوال نہیں ہے،کیا یہ صحیح ہے؟ جمعہ کی اذان اور نماز کے اوقات کیا ہونے چاہئے؟

---

(۱) عن أم فروة قالت:سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أی الأعمال أفضل؟قال:الصلوة فی أول وقتها. (سنن أبی داؤد،باب المحافظة علی الصلوات (ح:٤٢٦)/سنن الترمذی،باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل (ح:١٧٠)انیس)

عن أنس بن مالک یقول:کنانصلی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الجمعةإذامالت الشمس. (المصنف لابن أبی شیبة،من کان یقول وقتهازوال الشمس وقت الظهر(ح: ٥١٣٦)/سنن أبی داؤد،باب فی وقت الجمعة (ح:١٠٨٤)/مسندأبی یعلی الموصلی،سعیدبن سنان عن أنس بن مالک (ح:٤٣٢٩)انیس)

(۲) سمعت أنس بن مالک یقول کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا اشتد البرد بکربالصلوة وإذا اشتد الحر أبرد بالصلوة،یعنی الجمعة.(الصحیح للبخاری،باب إذا اشتد الحر یوم الجمعة ،کتاب الجمعة (ح:٩٠٦)انیس)

(۳) (وجمعة کظهرأصلاً و استحبابًا)فی الزمانین،لأنها خلفه.(الدرالمختار)

وفی الشامیة:(قوله أصلا):أی من جهة أصل وقت الجواز ...(قوله:واستحباباً فی الزمانین)أی فی الشتاء والصیف،ح، لکن جزم فی الأشباه من الأحکام أنه لایسن لها الإبراد وفی جامع الفتاویٰ لقاریء الهداية:قیل إنه مشروع؛لأنهاتؤدی فی وقت الظهروتقوم مقامه وقال الجمهور لیس بمشروع لأنها تقام بجمع عظیم فتاخیرها مفض إلی حرج ولاکذلک للظهروموافقة الخلف لأصله من کل وجه لیس بشرط.(الدرالمختارمع ردالمحتار،مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ٣٦٧/١،دارالفکربیروت.انیس)

(ولایسن الإبرادبها.)أقول:هذامخالف لما فی شرح الکنزللمصنف أن الجمعة کالظهرتقدیماوتاخیراًفی بیان الأوقات.(غمزعیون البصائرشرح الأشباه والنظائرلابن نجیم،القول فی أحکام یوم الجمعة: ٦٩/٤.انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ و باللہ التوفیق

حنفیہ کے نزدیک زوال جمعہ کے روز بھی اسی طرح ہوتا ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں ہوتا ہے۔ زوال کے پہلے اذان دینا درست نہیں ہے۔(۱) اگر خطبہ بھی زوال کے پہلے شروع کردیا جائے تو پھر نماز جمعہ بھی نہیں ہوگی۔ بعض موسم میں زوال بارہ بجے کے بعد ہوتا ہے اور بعض موسم میں بارہ بجے سے پہلے بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ہر موسم میں بارہ بجے کے پہلے اذان دینا صحیح نہیں ہے، اذان وقت پر ہونی چاہئے۔ اگر اذان سوا بارہ میں اور خطبہ ساڑھے بارہ بجے شروع کیا جائے تو درست ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۲۳/۲/۱۳۷۳ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۱۵/۲)

جمعہ کی نماز اول وقت میں:

سوال: تقریباً چالیس برس سے ہماری مسجد میں اذان جمعہ کا وقت ایک بجے اور خطبہ پونے دو بجے ہے، یہ مسجد شہر کے وسط میں ہے، حنفیہ مذہب کی مرکزی جامع مسجد تصور ہوتی ہے، کیونکہ پرانی جامع مسجد اہل حدیث حضرات کے انتظام میں ہے، اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ خطبہ ڈیڑھ بجے ہو، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ پونے دو بجے ہو، دو فریق بن گئے ہیں، وقت کی تبدیلی ہمیشہ سے امام صاحب کے ذمہ تھی، اب وہ کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ سوال یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کا افضل وقت کیا ہے؟ تاخیر مناسب ہے یا عجلت بہتر ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جمعہ کی نماز کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے، نمازیوں کی سہولت کے لئے اگر کچھ تاخیر ہو جائے، تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۱۳۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۳/۶/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۵۲/۵)

(۱) وإنما اعتبر الأذان الأول لحصول الإعلام به و معلوم أنه بعد الزوال إذ الأذان قبله ليس بأذان و هذا هو القول الصحيح في المذهب. (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب صلاة الجمعة، السعي و ترک البيع بالأذان الأول للجمعة: ١٦٨/٢، دار الكتاب الإسلامي. انيس)

(۲) " ففي هذه الأوقات الثلاثة يكره كل تطوع في جميع الأزمان، يوم الجمعة وغيره و في جميع الأماكن بمكة وغيرها وسواء كان تطوعاً مبتدأ لا سبب له أو تطوعاً له سبب كركعتي الطواف و ركعتي تحية المسجد ونحوهما"... وما روى من النهي إلا بمكة شاذ لا يقبل في معارضة المشهور و كذا رواية استثناء يوم الجمعه غريبة فلا يجوز تخصيص المشهور بها". (بدائع الصنائع، باب ما يكره من التطوع: ٧٤٢/٢، ٧٤٣)

(۳) "عن أنس بن مالك رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ... ==

جمعہ کا وقت-خطبہ طویل نہیں مختصر ہو:

سوال: نماز جمعہ وخطبہ کا کیا وقت ہے، کتنی دیر میں شروع ہو کر ختم ہونا چاہئے؟

الجواب ــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جس وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جس وقت ختم ہوتا ہے، وہی وقت جمعہ کا ہے۔(۱) اسی درمیان میں نماز وخطبہ دونوں ختم ہونا چاہئے، خطبہ میں وقت کم لینا چاہئے اور نماز میں زیادہ، یہی مسنون طریقہ ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۔۱۴/۷/۱۳۵۱ھ۔(فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۲۳۶)

جمعہ کا اول وقت اور جمعہ بستی میں ایک جگہ ہونا، بہتر ہے:

سوال: ایک قصبہ میں سابق [میں] تین جگہ جمعہ ہوتا تھا، مصلحت سمجھ کر قدیم جامع مسجد کا جمعہ چھوڑ کر ایک مسجد میں مقرر کیا تھا، اب صاحبان اس طرف کے قریب ایک بجے کے یا پیشتر جمعہ پڑھ لیتے ہیں، اس صورت میں اکثر نمازی محروم رہ جاتے ہیں، اگر مسجد قدیم میں اہل محلّہ جمعہ ادا کریں تو جائز ہے، یا نہیں؟ جواب ارقام فرما ویں اور جمعہ کا وقت کب تک ہے؟ بینوا توجروا۔

== کان یصلی الجمعة حین تمیل الشمس".(صحیح البخاری، کتاب الجمعة،باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس: ۱/۱۲۳،قدیمی (ح:۹۰۴)

"(وجمعة کظهر أصلاً واستحباباً) فی الزمانین؛لأنها خلفه".(الدرالمختار)وقال ابن عابدین:"(قوله واستحباباً فی الزمانین)أی الشتاء والصیف، لکن جزم فی الأشباه من فن الأحکام أنه لایسن لها الإبراد ......وقال الجمهور:لیس بمشروع؛لأنها تقام بجمع عظیم،فتأخیرها مفض إلی الحرج ولاکذلک الظهر،وموافقة الخلف لأصله من کل وجه لیس بشرط".(رد المحتار، کتاب الصلاة،مطلب فی طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳۶۷، سعید)

(۱) (و) الثالث:(وقت الظهر فتبطل)الجمعة(بخروجه).(الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،باب الجمعة:۳/۱۸)

(۲) عن عبد اللّٰه بن عمرؓ قال:کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب خطبتین یقعد بینهما.(الصحیح للبخاری، باب القعدة بین الخطبتین یوم الجمعة (ح:۹۲۸)/الصحیح لمسلم،باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة و ما فیهما من الجلسة، کتاب الجمعة (ح:۱۹۹۴/۸۶۱)انیس)

عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یخطب قائماثم یقعد ثم یقوم کما یفعلون الآن. (الصحیح للبخاری، باب الخطبة قائما (ح:۹۲۰)/سنن أبی داؤد،باب الخطبة قائما (ح:۱۰۹۴)

عن جابر بن سمرة أن رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم کان یخطب قائما ثم یجلس ثم یقوم فیخطب قائما من حدثک أنه کان یخطب جالسا فقدکذب،واللّٰه صلیت معه أکثرمن ألفی صلاة.(سنن أبی داؤد،باب الخطبة قائما (ح:۱۰۹۳)/الصحیح لمسلم،باب ذکر الخطبتین قبل الصلاة و ما فیهما من الجلسة (ح:۱۹۹۶/۸۶۲)انیس)

(ویسن خطبتان) خفیفتان وتکره زیادتهما علٰی قدرسورة من طوال المفصل.(الدرالمختار،باب الجمعة:۳/۲۰)

الجواب

جمعہ کا وقت عصر تک رہتا ہے، ظہر کا وقت اور جمعہ کا ایک ہی ہے، (۱) پس اس عذر سے کہ وہ ایک بجے جمعہ سے فارغ ہوجاتے ہیں، دوسری جگہ جمعہ قائم کرنا اچھا نہیں۔ جمعہ ایک جگہ ہونا اولیٰ ہے، (۲) اور جمعہ کا اول وقت ہونا مستحب ہے، (۳) پس اس عذر سے تفرقہ مناسب نہیں۔ مع ہذا! اگر دوسری جگہ کر لیویں گے تو جمعہ ادا ہوجائے گا، گو تفرقہ غیر مناسب ہے۔ (۴) **کذا فی کتب الفقة واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (مجموعہ کلاں ص ۱۶۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۸۴)

زوال کا صحیح وقت گھنٹوں سے:

سوال: زوال کی کیا علامت ہے؟ چار نفل جو پڑھتے ہیں قبل زوال چاہیے یا بعد زوال، زوال کی علامت گھنٹوں پر زیب قلم فرمانا چاہیے؟

الجواب

زوال دن ڈھلنے کو کہتے ہیں، جب سایہ شرق کی طرف میل کرے، یہی علامت ہے۔ (۵) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۷)

---

(۱) (ووقتها وقت الظهر) لحديث أنس: كنا نصلي الجمعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا مالت الشمس، ولأنها خلف عن الظهر فتكون في وقتها. (الاختيار لتعليل المختار، باب صلاة الجمعة: ۸۲/۱. انیس)

(فتبطل بخروجه) أي تبطل صلاة الجمعة بخروج وقت الظهر. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، باب صلاة الجمعة: ۲۱۹/۱. انیس)

(۲) الجمعة مبنية على معنى الاجتماع لما ذكر أن الجمعة مشتقة من الجماعة. (العناية شرح الهداية، باب صلاة الجمعة: ۶۰/۲. انیس)

(۳) وفي جامع الفتاویٰ لقارىء الهداية: قيل إنه مشروع؛ لأنها تؤدى في وقت الظهر وتقوم مقامه وقال الجمهور ليس بمشروع لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفض إلیٰ حرج ولا كذلك الظهر وموافقة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۳۶۷/۱، دار الفكر بيروت. انیس)

(۴) والجماعة شرط بالإجماع فلا يتأدى بالمتخلف، قال محمد: لا بأس في المصر في موضعين وثلاثة ولا يجوز أكثر من ذلك؛ لأن المصر إذا بعدت أطرافه شق على أهله المشيء من طرف إلى طرف فيجوز دفعا للحرج وأنه يندفع بالثلاث فلا حرج بعدها. (الاختيار لتعليل المختار، باب صلاة الجمعة: ۸۳/۱. انیس)

(۵) معرفة الزوال أن يغرز خشبة مستوية ويجعل عند منتهى ظلها علامة فما دام الظل ينقص عن العلامة فالشمس لم يزل ومتى وقف فهو وقت الاستواء وقيام الظهيرة فحينئذ يجعل على رأس الظل خطا علامة لذلك فما يكون من ذلك الخط إلى أصل العود فهو المسمیٰ فيء الزوال وإذا لم يجد ما يغرزه يعتبر بقامته وقامة كل إنسان سبعة أقدام أو ستة أقدام ونصف قدمه والأول قول العامة. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، مدخل: ۱۷۵/۱. انیس)

مقیاس الظل:

سوال: دائرۂ ہندیہ میں مقیاس کا ظل سر سے ناپنا چاہئے یا جڑ سے اور سایہ اصلی صحیح کس صورت میں ہوگا؟

الجواب

مقیاس کا ظل جو بوقت زوال شمس ہو وہ سایہ اصلی کہلاتا ہے، اس کو خواہ سر سے جڑ کی طرف ناپا جاوے، یا جڑ سے سر کی طرف کو، ہر دو صورت میں مآل واحد معلوم ہوتا ہے۔ باقی دائرۂ ہندیہ اور فئی الزوال اور مثل و مثلین کی تشریح جو کچھ شرح وقایہ میں مذکور ہے، وہ سہل ہے اور اقرب الی الصواب ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۲)

مسئلہ فئی الزوال:

سوال: بعض غیر مقلد کہتے ہیں کہ مسئلہ فئی الزوال کی کوئی اصل نہیں، کیونکہ مدینہ شریف میں فئی الزوال نہیں تھا۔

الجواب

مثل یا مثلین علاوہ فئی الزوال کے لینا متفق علیہ مسئلہ ہے اور تحقیق اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔ **من شاء فليراجع إليها.** (۲) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۴۷)

---

(۱) دیکھئے! شرح الوقاية كتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۱٤٤ـ١٤٥، ظفير

لابد ههنا من معرفة وقت الزوال وفيء الزوال وطريقه أن تسوى الأرض بحيث لايكون بعض جوانبها مرتفعاً وبعضها منخفضاً، إما بصب الماء أو ببعض موازين المقنين ترسم عليها دائرة وتسمىٰ الدائرة الهندية وينصب في مركزها مقياس قائم بأن يكون بُعد رأسه عن ثلث نقط من محيط الدائرة متساوياً ولتكن قائمته بمقدار ربع قطر الدائرة فرأس ظله في أول النهار خارج الدائرة لكن الظل ينقص إلى أن يدخل في الدائرة فتضع علامة على مدخل الظل من محيط الدائرة ولاشك أن الظل ينقص إلى حدٍّ ما ثم يزيد إلى أن ينتهي إلى محيط الدائرة ثم يخرج منها وذلك بعد نصف النهار فتضع علامة على مخرج الظل فتنصف القوس التي هي ما بين مدخل الظل ومخرجه وترسم خطا مستقيماً من منتصف القوس إلى مركز الدائرة مخرجا إلى الطرف الآخر من المحيط فهذا الخط هو خط نصف النهار فإذا كان ظل المقياس على هذا الخط فهو نصف النهار والظل الذي في هذا الوقت هو فيء الزوال فإذا زال الظل من هذا الخط فهو وقت الزوال فذلك أول وقت الظهر وآخره إذا صار ظل المقياس مثلي المقياس سوى فيء الزوال مثلاً إذا كان فيء الزوال مقدار ربع المقياس فآخر وقت الظهر أن يصير ظله مثلي المقياس وربعه هذا في رواية عن أبي حنيفة وفي رواية أخرىٰ عنه وهو قول أبي يوسف ومحمد والشافعي إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال. (شرح الوقاية، كتاب الصلاة، المواقيت: ۱/۱۲۰ـ۱۲۲، المطبع اليوسفي لكناؤ. انيس)

(۲) (ووقت الظهر من زواله) الخ (إلىٰ بلوغ الظل مثليه) الخ (سوى فئ) يكون للأشياء قبيل (الزوال) ويختلف باختلاف الزمان والمكان، الخ. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۱/۳۳۳، ظفير)

زوال اور فیئ الزوال معلوم کرنے کے لئے دائرہ ہندیہ کا استعمال:

سوال: دائرہ ہندیہ کیا چیز ہے اور کیا کام آتا ہے؟

الجواب

دائرہ ہندیہ مندرجہ ذیل نقشہ میں ملاحظہ ہو:
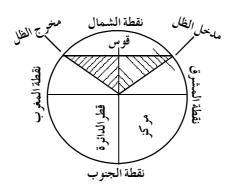
نقشۂ دائرہ ہندیہ

یہ دائرہ ہندیہ کا نقشہ ہے، جو زوال اور فیئ الزوال معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے استعمال کا طریقہ شرح وقایہ میں مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

وللظهرمن زوالها إلٰى بلوغ ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال،لابد ههنا من معرفة وقت الزوال،وطريقه أن تسوى الأرض بحيث لايكون بعض جوانبها مرتفعًا وبعضها منخفضاً إما بصب الماء أوببعض موازين المقنين وترسم عليها دائرة وتسمى الدائرة الهندية،وينصب في مركزها مقياس قائم بأن يكون بعد رأسه عن ثلث نقط من محيط الدائرة متساوياً ولتكن قائمته بمقدارربع قطرالدائرة فرأس ظله في أوائل النهارخارج الدائرة لكن الظل ينقص إلٰى أن يدخل في الدائرة فتضع علامة علٰى مدخل الظل من محيط الدائرة،ولاشك أن الظل ينقص إلٰى حدما ثم يزيد إلٰى أن ينتهي إلٰى محيط الدائرة ثم يخرج منها،وذلك بعد نصف النهارفتضع علامة علٰى مخرج الظل فتنصف القوس التي هي مابين مدخل الظل ومخرجه وترسم خطًا مستقيمًا من منتصف القوس إلٰى مركز الدائرة مخرجًا إلى الطرف الآخرمن المحيط،فهذا الخط هوخط نصف النهار،فإذاكان ظل المقياس علٰى هذا الخط فهونصف النهار،والظل الذي في هذا الوقت هوفيء الزوال،فإذا زال الظل من هذا الخط فهووقت الزوال،فذلك أول وقت

(۱) شرح الوقاية مع الحاشية: ۱۲۸/۱ وحاشية مختصرالقدوری:۲۶،سعيد

الظهر .(۱)

ترجمہ: اور وقت ظہر کی ابتدا زوال سے ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہونے تک سایۂ اصلی کو چھوڑ کر، یہاں وقت زوال کو بھی جاننا ضروری ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین ہموار کردی جائے اس طور پر کہ زمین کا بعض حصہ دوسرے بعض حصہ سے اونچا نیچا نہ رہے خواہ پانی بہا کر ٹھیک کردی جائے یا سائنسدانوں کے اوزار کے ذریعہ سے، پھر اس ہموار زمین پر ایک دائرہ یعنی گول حلقہ بنالے، اور اس دائرہ کو دائرہ ہندیہ سے موسوم کیا جاتا ہے، پھر مرکز دائرہ میں مقیاس (لکڑی یا تار) عموداً اس طور پر گاڑ دیں کہ اس کے سرے کی دوری ہر طرف سے برابر ہو (یعنی مقیاس اور زمین کے درمیان چاروں طرف زاویہ قائمہ پیدا ہو جائے۔ اگر مقیاس ترچھا ہو تو یہ عمل صحیح نہیں، پیمانۂ پیمائش یا دھاگے کے ذریعہ یہ معلوم کرلیں کہ مقیاس کا سرا شمالاً وجنوباً شرقاً وغرباً دائرے سے برابر فاصلہ پر ہے یا نہیں، اگر ہے تو یہ عموداً کھڑا ہے، ورنہ ترچھا ہے) نیز مقیاس دائرے کے چوتھائی حصہ کے برابر ہو (یعنی اگر پورا دائرہ چار ہاتھ ہو تو مقیاس ایک ہاتھ کے بقدر ہو) پس اس مقیاس کے سایہ کا سرا دن کے ابتدائی حصہ میں دائرۂ ہندیہ سے خارج ہوگا، لیکن سایہ کم ہوتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ مقیاس کا سایہ مغرب کی جانب سے دائرہ میں داخل ہو جائے گا پس اس جگہ ایک علامت لگادی جائے (یہ نصف النہار سے پہلے ہوگا) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ سایہ برابر کم ہوگا ایک حد تک، پھر جانب مشرق میں بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ محیط دائرہ تک پہنچ کر دائرہ سے باہر نکل جائے گا، اور یہ نصف النہار کے بعد ہوگا، پس نکلنے کی جگہ پر بھی علامت لگادی جائے، پھر مدخل الظل اور مخرج الظل کے درمیان قوس کے دو حصے کردیئے جائیں اور نصف قوس سے ایک سیدھا خط کھینچا جائے، یہ خط مرکز سے گذرتا ہوا محیط دائرہ پر منتہی ہوگا، پس یہ خط خط نصف النہار کہلاتا ہے اور جب مقیاس کا سایہ خط نصف النہار پر ہوگا وہ نصف النہار ہے (یعنی استوائے شمس) اور جو سایہ اس وقت ہوگا وہ سایۂ اصلی ہے، اور جیسے ہی سایہ اس خط نصف النہار سے جانب مشرق میں رخ کرے گا وہ زوال کہلائے گا، پس اسی سے وقت ظہر کی ابتدا ہوگی۔ (عملی طریقہ نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں)

قواعد الفقہ میں ہے:

الدائرة الهندية لمعرفة فيء الزوال في كل بلدة صفتها في شرح الوقاية، فليراجع. (قواعد الفقه: ۲۸۷) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم زکریا: ۲/۶۳-۶۵)

سایۂ اصلی معلوم کرنے کا طریقہ:

سوال: مثل اول و دوم نکالنے کے لئے جو سایۂ اصلی شمار کیا جاتا ہے (''بہشتی زیور'' حصۂ دوم، ص:۹) کے مطابق اگر ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا، تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا، اس حساب سے ہمارے بزرگ میاں منظور محمد صاحب سابق ہیڈ

ماسٹر ایم بی ہائی اسکول گوجرہ نے عرصہ سے گوجرہ کے لئے ایک نقشہ بنایا ہوا ہے، لیکن جامع مسجد مرکز یہ کے خطیب قدوری شریف کا حوالہ دیتے ہوئے مثل اول ودوم نکالنے کا یہ طریقہ غلط ثابت کرتے ہیں اور حساب ہذا کے مطابق بنے ہوئے وقت سے پہلے ہی اذان عصر دے دیتے ہیں، آپ سایۂ اصلی کی تعریف فرمائیں؟

الجواب

زمین بالکل ہموار کر لی جائے کہ قطعاً اونچ نیچ نہ رہے، پھر اس پر ایک دائرہ کھینچ لیا جائے اور اس کے مرکز میں لوہے کی لمبی کیل مخروطی شکل کی کھڑی کر دی جائے یہ کیل قُطرِ دائرہ کی ایک چوتھائی کے برابر ہونی چاہئے۔ صبح کے وقت سایہ دائرہ سے باہر ہوگا، اور آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے دائرہ کے اندر داخل ہو جائے گا، جس نقطہ سے سایہ داخل ہوگا دائرہ کے اس نقطہ پر نشان لگایا جائے، سایہ کم ہو چکنے کے بعد اب بڑھنا شروع ہوگا اور بڑھتے بڑھتے دائرہ سے باہر نکل جائے گا، محیط دائرہ کے اس نقطہ پر بھی نشان لگا دیا جائے، اب اس نقطہ اور پہلے نقطہ کو جہاں سے سایہ دائرہ میں داخل ہوا تھا، ایک خط مستقیم کے ذریعہ ملا دیا جائے، تو ایک قوس بن جائے گی، اس کے عین نصف سے ایک خط کھینچ کر مرکز دائرہ سے ملا دیا جائے، یہ خط نصف النہار ہے، کیل کا سایہ جب اس خط پر پہنچے گا، اس وقت کیل کا جتنا سایہ ہوگا، اس کو سایۂ اصلی کہتے ہیں۔(۱) فقط واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان۔

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ رئیس الجامعہ۔ (خیر الفتاویٰ:۲/۱۸۲-۱۸۳)

سایۂ اصلی کے متعلق فتویٰ کس پر ہے:

سوال: سایہ اصلی کے متعلق فتویٰ کس پر ہے، جواب بدلیل تحریر فرماویں؟

الجواب

فتویٰ اس پر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل سے پہلے پڑھے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھے۔(۲)

(۱) دیکھئے! شرح الوقایة، کتاب الصلاة، المواقیت: ۱/۱۲۰-۱۲۲، المطبع الیوسفی، لکناؤ. انیس

(۲) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لایؤخر الظهر إلی المثل وأن لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالإجماع. (ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی تعبده علیه الصلوٰۃ والسلام قبل البعثة: ۱/۳۵۹، دارالفکر بیروت. انیس)

قال مشایخنا: المستحب للإنسان أن لایؤخر الظهر حتی یصیر ظل کل شیء مثله، ولایصلی العصر حتی یصیر ظل کل شیء مثلیه، حتی یصیر مؤدیا کل صلاة فی وقتها بالإجماع. (المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، کتاب الصلاة، الفصل الثالث فی بیان الأوقات التی تکره: ۱/۲۷۶. انیس)

حررہ الاحقر ظفر احمد عفا عنہ بامر سیدی حکیم الامت دام مجدہم۔ ۷/ شعبان ۱۳۴۱ھ۔ (امداد الاحکام: ۲/ ۱۹)

قاسمی جنتری میں دیئے گئے سایہ اصلی، کے عنوان پر گفتگو:

مخدومنا المحترم زیدت معالیھم　　　السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ

قاسمی دوامی جنتری ملاحظہ سے گذری واقعی بڑی کدوکاوش اور جانفشانی سے مرتب کی گئی ہے، حضرات مرتبین کی مساعی لائق تحسین ہیں، لیکن اس کی صحت وسقم پر فیصلہ کن کلام کوئی ماہر فلکیات ہی کر سکتا ہے بالخصوص جب سابق جنتریوں سے کچھ مختلف بھی ہو، ہاں اگر تجربہ کرلیا گیا ہو اور مشاہدہ میں بھی اوقات مطابق آ چکے ہوں تو پھر مزید کسی کاوش کی ضرورت نہیں مستقلا معمول بہا بنائی جا سکتی ہے، البتہ ص: ۲ پر ہر ماہ کا سایہ اصلی کے عنوان کے تحت جو نقشے گھنٹہ منٹ سکنڈ کے اعتبار سے درج ہیں اس کا مفہوم واضح نہیں ہو رہا ہے اس لیے کہ سایہ اصلی عمود کے اس سایہ کا نام ہے جو ٹھیک نصف النہار کے وقت ہوتا ہے نہ کہ گھنٹہ منٹ سکنڈ اور اگر یہ مفہوم ہے کہ طلوع آفتاب کے اتنے وقفہ (مثلاً ۲۰/ جنوری کو ۵/ گھنٹہ ۱۳/ منٹ ۳۶/ سکنڈ) کے بعد جو سایہ ہوتا ہے وہ سایہ مراد ہے تو اس کے لیے یہ عنوان کافی نہیں معلوم ہوتا ہے نیز اس عنوان سے زیادہ واضح تعین نصف النہار کا درج شدہ وقت کر رہا ہے پھر اس عنوان کی کیا ضرورت ہاں اگر اس عنوان (ہر ماہ کا سایہ اصلی) کے تحت مندرج تاریخ کے سایہ اصلی کی مقدار مثلاً: ۱/ ۸، حصہ: یا ۱/ ۶، یا ۱/ ۴ حصہ ہر شئی کا لکھ دیا جائے تو زیادہ واضح ہو جاوے۔ تعمیلاً للارشاد عرض ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند، ۲۰/ ۶/ ۱۳۸۷ھ۔

الجواب صحیح: محمود عفی عنہ، ۲۰/ ۶/ ۱۳۸۷ھ/ الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، ۲۰/ ۶/ ۱۳۸۷ھ۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۵-۲۶)

سایۂ اصلی کی تحقیق نیز ظہر اور عصر کا وقت مسنون:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث ''**ظل الرجل کطولہ**'' (۱) کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا سایہ ''**بعد دلوک الشمس**''، مشرق کی طرف شمار کرنا چاہئے، فئ زوال کا قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں ہے، پھر اپنے اس قول کی تشریح بیان کرتا ہے۔ تشریح یہ ہے۔ زید کہتا ہے کہ ''**بعد دلوک الشمس**'' سوائے فئ زوال کے، ایک مثل مشرق کی جانب یعنی پورب کی طرف ناپنا چاہئے، مثلاً ایک لکڑی سیدھی کھڑی کی جاوے، مثلاً: ..... یہ لکڑی ہے، اس کا سایہ دوپہر کے وقت آج کل شمال کو ہوتا ہے، اس سایہ کو کچھ شمار نہ کرنا چاہئے،

---

(۱)　**عن عبد اللّٰہ بن عمرو أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: وقت الظھر إذا زالت الشمس وکان ظل الرجل کطولہ مالم یحضر العصر. (الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب أوقات الصلوٰۃ الخمس (ح: ۶۱۲) انیس)**

جبکہ اب جو سایہ مابین پورب وشمال کی طرف بڑھتا جائے، اس کو اس لکڑی کی جڑ سے لکڑی کے برابر ہونا چاہئے، تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ یعنی جو سایہ بڑھتا جاوے گا، اس کے سر سے سیدھی لکڑی جنوب کی طرف کھینچتے رہیں گے، جب اس لکڑی کی جڑ سے سرے تک، برابر اس کے مقدار کے پورب کی طرف ہو جاوے گا، تو ایک مثل ہوگا، یہ مطلب حدیث ''**ظل الرجل کطوله**'' کا ہے، اور جو سایہ مابین مشرق وشمال کی طرف بڑھتا جائے گا، اُس کا شمار نہ ہوگا فقط۔

عمرو کہتا ہے کہ مطلب حدیث ''**ظل الرجل کطوله**'' کا یہ ہے کہ جس طرف بغیر قید جہت کے، کسی شئ لکڑی وغیرہ کا سایہ پڑے ''**بعد دلوک الشمس**''، اس کو برابر یعنی ایک مثل لینا چاہئے، سوائے فئے زوال یعنی اصلی سایہ چھوڑ کر، وہ وقت عصر کا ہے۔ یہی مطلب بیان کیا ہے نواب صدیق حسن خان صاحب نے مسک الختام میں زیر حدیث مذکور (وبگردد سایہ شخص مقدار درازی وے ورائے فئ زوال)(۱) اور اسی کتاب کے ص ۱۲۹ میں ہے:

شاہ ولی اللہ در مصفی گفتہ کہ باشد سایہ ہر چیز مانند قامت آں چیز سوائے فئے زوال۔(۲)

اور امام شوکانی نے نیل، ص:۲۹۰: میں

بمصير ظل الشئ مثله غير الظل الذى يكون عند الزوال دخل وقت العصر. (۳)

اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے مالا بد میں، سایہ ہر چیز ہمچند اوشود سوائے سایہ اصلی(۴) اور وقت ظہر ''**بعد دلوک الشمس**'' ہوگا، کہ وہ اندازہ ساڑھے بارہ بجے ہے۔ اس سے پیشتر نماز ظہر درست نہ ہوگی، کیوں کہ نقشہ تصدیق کردہ شاہ ولی اللہ صاحب میں ماہ، حال یعنی شروع پھاگن میں، وقت درمیان طلوع آفتاب وزوال چودہ گھڑی ہے، اس وقت سورج سات بجنے کے قریب نکلتا ہے، تو حساب سے چودہ گھڑی ساڑھے بارہ بجے ہی ہے، اور اپنا تجربہ بھی یہی ہے اور وقت عصر، اب نصف پھاگن میں، اندازہ پونے چار بجے کے بعد ہوتا ہے، جو اس سے پیشتر نماز پڑھے گا، اس کی نمازِ عصر صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ نصف پھاگن میں سات انگل کی لکڑی کا اصلی سایہ پانچ انگل ہے اور ایک مثل کے سات انگل، تو اس کا مجموعہ بارہ انگل پونے چار بجے کے بعد پورا ہوتا ہے اور وقت سے پہلے نماز درست نہیں۔ اب

---

(۱) **مسک الختام فی شرح بلوغ المرام**۔نواب صدیق حسن خاں۔ص:۱۲۷۔جلداول، آغاز، باب المواقیت (مطبع نظامی کان پور: محرم ۱۲۹۰ھ)[نور]

(۲) مصفی شرح مؤطا حضرت شاہ ولی اللہؒ **باب الأوقات التى يستحب فيها أداء الصلوات الخمس**، ص:۷۷، جلداول۔(طبع اول، مطبع فاروقی دہلی: ۱۲۹۳ھ)[نور]

(۳) نیل الأوطار، علامہ شوکانی۔ج:۱/ص:۳۴۰، رقم الحدیث:۴۱۹ (دار الکتب العلمیہ، بیروت: ۱۴۱۵ھ)[نور]

(۴) مالا بدمنہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی،ص:۲۹ (مجتبائی، دہلی: ۱۳۴۶ھ)[نور]

علمائے ربانی سے استفسار ہے کہ موافق مذہب اہل حدیث، کس کا مطلب و پیمائش درست ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ اول

ازمولانا عبدالجبار غزنوی:

زید کا قول صحیح نہیں، عمرو کا قول مطابق حدیث وعلمائے مذاہب اربعہ ومشاہدہ کے ہے، ابوداؤد میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے:

كـانت قدرصلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الصيف ثلاثة أقدام إلى خمسة أقدام و فى الشتاء خمسة أقدام إلىٰ سبعة أقدام.(۱)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ فئ زوال کو اعتبار ہے، وِالّا یہ فرق کیوں ہوتا۔ اس حدیث میں اگرچہ قدرے ضعف ہے، مگر تعامل اہل علم کا اس حدیث کے ضعف کو رفع کرتا ہے، جیسا کہ اصول حدیث میں ہے کہ تعامل اہل علم سے حدیث کا ضعف رفع ہوتا ہے۔ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

متى خـرج وقـت الـظهـر بـمصير ظل الشيء مثله ، غير الظل الذى يكون عند الزوال دخل وقت العصر .(۲)

جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا، ظہر کا وقت ختم ہوگیا (یہ سایہ) اس سایہ کے علاوہ ہے جو زوال کے وقت موجود تھا، تو عصر کا وقت داخل ہوگیا۔

اور زرقانی علی الموطا میں ہے:

صل الظهر إذا كان ظلك مثلك، أى مثل ظلك بغير ظل الزوال.(۳)

ظہر کی نماز پڑھو، جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہوجائے۔ یعنی اس سایہ کے بغیر جو زوال کے وقت ہو۔

شرح مختصر حنابلہ میں ہے:

وقت العصر المختار من غير فصل بينهما ويستمر إلى مصير الفىء مثليه بعد فئ الزوال أى بعد

(۱) عن عبد الله بن مسعود ... باب وقت صلوٰة الظهـر ...الخ.(سنن أبى داؤد، ج: ۱/ص:۵۸ (نقل اصح المطابع، مطبوعہ کلکتہ)
ب: سنـن ابـى داؤد: ت:شيـخ مـحمدعوامه كتاب الصلوٰة : باب المواقيت، باب وقت صلاة الظهر، رقم الحديث: ۴۰۳ .: ۳۴۴/۱ [دار القبلة للثقافة الاسلامية بيروت: ۱۴۲۵ھ]

(۲) شرح النووي على مسلم (باب اوقات الصلوٰة الخمس) ص: ۲۲۲ ج: اول[مطبع مجتبائى دهلى: ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۳) شرح الزرقانى على الموطأ، كتاب الصلوٰة ، ص:۔ ۳۷ (دار الكتب العلمية ، بيروت، ۱۴۱۱ھ)[نور]

(۴) الـروض المربع شرح زاد المستقنع للعلامة منصوربن يونس، البهوتى المصرى مع حاشيته عبدالله بن عبد العزيز العنقرى: ۱۳۵/۱ [مكتبة الرياض الحديثة. رياض:۱۴۰۸ھ]

الظل الذی زالت علیه الشمس. (۴)

عصر کا پسندیدہ وقت ان دونوں کے بیچ میں، بغیر کسی فاصلہ کے ہے، اور یہ ہمیشہ سایۂ مثل کی طرف لوٹتا ہے، جو زوال کے بعد ہوا، یعنی اس سایۂ کے بعد جس پر سورج کو زوال ہوا۔(۱)

امام نووی منہاج میں جو فقہ شافعیہ میں نہایت معتبر کتاب ہے۔ لکھتے ہیں:

آخره(أی وقت الظهر)مصیر ظل الشیء مثله سوی ظل استواء الشمس. (۲)

اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، نصف النہار (وقت) زوال کے سایہ کے علاوہ۔

ابن ابی زید مالکی اپنے رسالہ میں جو فقہ مالکی میں معتبر کتاب ہے۔ لکھتے ہیں:

آخر وقت الظهر أن یصیر ظل کل شیء مثلیه بعد ظل نصف النهار. (۳)

زوال کے وقت جو سایہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

اور فقہائے حنفیہ کی کتابوں میں تو یہ بات مشہور و معروف ہے:

وقالا إذا صار ظل کل شیء مثله سوی فئ الزوال وهو روایة عن أبی حنیفة (فی الزوال)هو الفیء الذی یکون للأشیاء وقت الزوال. (۴)

اور دونوں (حضرات صاحبین) نے کہا ہے کہ جب کسی بھی چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، زوال کے سایہ کے علاوہ اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے (زوال کے بارے میں) یہ وہ سایہ ہے جو زوال کے وقت ہوتا ہے۔

اسی طرح شوکانی نیل الاوطار میں اور دُرَرُ البهیة میں فرماتے ہیں:

وآخره مصیر ظل الشئ مثله، سوی فئ الزوال. (۵)

اس (ظہر) کا آخر وہ ہے جب ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے، نصف النہار (وقت زوال) کے سایہ کے علاوہ۔

---

(۱) مناسب ترجمہ یہ ہے: عصر کا پسندیدہ وقت بغیر کسی فصل کے ان دونوں کے بیچ میں ہے، اور یہ وقت سایۂ اصلی کے علاوہ سایہ کے دو مثل ہونے تک رہتا ہے۔ انیس

(۲) منهاج الطالبین و عمدة المفتین ص:۷، مطبع میمنیه، مصر ۱۳۰۶هـ [نور]

(۳) رسالة ابن أبی زید القیروانی، باب فی أوقات الصلاة وأسمائها: ۲٤/۱. انیس

(۴) یہ الفاظ کہاں سے لئے گئے ہیں، خاصی تلاش کے باوجود راقم کو نہیں ملے۔ (نور)

ہدایہ میں ہے: وقالا إذا صار الظل مثله وهو روایة عن أبی حنیفة وفیء الزوال هو الفیء الذی یکون للأشیاء وقت الزوال. (الهدایة مع العنایة، کتاب الصلاة، باب المواقیت: ۲۱۹/۱. انیس)

(۵) نیل الأوطار، أبواب المواقیت، باب وقت الظهر: ص: ۳۲۳-۳۲٤ ج: ۱ رقم الحدیث: ٤۱۹. ضبطه وصححه محمد سالم هاشم (دار الکتب العلمیة، بیروت ۱٤۱٥هـ) نیز الدرر البهیة مع اردو ترجمہ از نواب صدیق حسن خاں، ص: ۷ [مطبع فاروقی، دہلی: ۱۲۸۹ھ] [نور]

(۶) حضرت شاہ صاحب نے لکھا ہے: ''ابتدائے وقتِ ظہر زوالِ شمس است از وسطِ آسمان، وآخرِ وقتِ اوا اینست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانندِ قامت آں چیز، (مصفیٰ معہ مسویٰ، ص: ۷۷، طبع اول، فاروقی، دہلی: ۱۲۹۳ھ) ==

اور شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی مصفی (۶) میں اور نواب صاحب نے اپنی تصانیف میں، اس کے ساتھ تصریح کی ہے۔غرض فئ زوال کے سوا ایک مثل یا مثلین تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور من بعد عصر کا وقت ہونا، مسئلہ متفق علیہا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ اس ملک میں پوس ماگھ کے مہینوں میں سارے دن میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا، کہ سایہ ہر شئی کا اس سے زیادہ نہ ہو، تو وقت ظہر کونسا ہوا، لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ سوائے فئ الزوال کے، جب ایک مثل ہوجائے تو وقتِ عصر داخل ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ فئ زوال کس طرح نکالنا چاہئے، علماء نے اس کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ زمین ہموار میں ایک لکڑی کو سیدھا کھڑا کرکے دیکھے، کہ عین استوائے شمس میں سایہ اس لکڑی کا کس قدر ہے، لکڑی کے مثل یا کم وبیش، جس قدر سایہ ہو، اُسی قدر سایہ چھوڑ کر، اُس پر زائد جو ایک مثل ہوجاوے عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، لکڑی کی جڑ سے ایک مثل پورا کرنے سے وقت عصر کا داخل نہیں ہوتا۔ امام ابوالحسن مالکی، شرح رسالہ ابن ابی زید میں لکھتے ہیں:

و يعرف الزوال قال بأن يقام عود مستقيم إذا تناهى الظل في النقصان و أخذ في الزيادة فهو وقت الزوال، ولا اعتداد بالظل الذى زالت عليه الشمس فى القامة بل يعتبر ظله مفرداً عن الزيادة. (۱)

اور زوال کو پہچاننا (اس طرح سے) کہا کہ ایک لکڑی سیدھی کھڑی کیجئے، جب اس کے سایہ کی کمی ختم ہوجائے اور وہ بڑھنا شروع ہوجائے، وہ زوال کا وقت ہے۔ اس سایہ کا حساب نہیں ہے، جو سورج کے زوال سے پہلے کے وقت تھا، بلکہ اعتبار اس سایہ کا ہے جو زوال کے سایہ کے علاوہ ہو۔

اور طحطاوی میں ہے:

واستثنٰى فئ الزوال، لأنه قد يكون مِثْلاً فى بعض المواضع فى الشتاء، وقد يكون مثلين، فلو اعتبر المثل من عند ذى الظل لما وجد وقت الظهر عندهما ولا عنده. (۲)

اور فئ زوال کو مستثنیٰ کیا ہے، کیوں کہ کبھی کبھی جاڑے میں بعض مقامات پر ایک مثل سایہ ہوتا ہے اور کبھی دو مثل ہوتا ہے۔

== اور مسویٰ میں فرماتے ہیں: آخر وقت الظهر أن يكون ظل كل شيئ مثله، ص: ۱۱۱، ج: ۱، رقم الحديث: ۱۲۸ [دار الكتب العلمية، بيروت ۱۴۰۱ھ] (نور)) وحجۃ اللہ البالغۃ (حجة الله البالغة، باب اوقات الصلوٰة (۱۱/۲) ت: البالن بوری [دیوبند ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۷ء] [نور]

(۱) الثمر الدانى شرح رسالة ابن أبى زيد القيروانى، باب فى أوقات الصلاة وأسمائها: ۸۹/۱ / كذا فى الفواكه الدوانى شرح رسالة ابن أبى زيد القيروانى، باب فى أوقات الصلاة وأسمائها: ۱۶۶/۱. انيس

(۲) الطحطاوى على الدر المختار، كتاب الصلوٰة: ص: ۱۷۳-۱۷۴، ج: ۱، عكس طبع قديم (دار المعرفة، بيروت ۱۳۹۵ھ)

پس اگر مثل یا مثلین کا زوال کے وقت سایہ کے ساتھ حساب کیا جائے، تو ظہر کا وقت نہ مثل اول پر ملے گا، نہ مثلین پر۔

اور شامی میں ہے:

(قوله: ولو لم يجد مايغرز) أشار إلىٰ أنه إن وجد خشبةً يغرزها فى الأرض قبل الزوال، وينتظر الظل مادام متراجعاً إلى الخشبة، فإذا أخذ فى الزيادة حفظ الظل الذى قبلها فهو ظل الزوال فإذا بلغ الظل طول القامة مرتين أو مرة سوى ظل الزوال، فقد خرج وقت الظهر، ودخل وقت العصر. (۱)

اگر ایک لکڑی مل جائے اس کو زمین میں زوال سے پہلے گاڑ دو، اور زوال کے وقت کا انتظار کرو، جب لکڑی کا سایہ اس لکڑی کی طرف واپس آنے لگے، تو جب سایہ بڑھنے لگے، اس کو پہلے سایہ سے الگ یاد رکھیں، جو سایہ اس سے پہلے کا ہے وہ زوال کا سایہ ہے، جب سایہ اصل چیز کی لمبائی سے دوگنا ہو جائے، زوال کے سایہ کے علاوہ، تو ظہر کا وقت ختم ہوا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا۔

اور شرح وقایہ میں ہے:

مثلاً إذا كان فئ الزوال مقدار ربع المقياس، فآخر وقت الظهر أن يصير ظله مثلى المقياس وربعه، هٰذا فى رواية عن أبى حنيفةؒ، و فى رواية أخرى عنه وهو قول أبى يوسف ومحمد و الشافعي: إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فئ الزوال. (۲)

مثلاً جب فئ زوال پیمائش کی لکڑی کی چوتھائی کے برابر ہو جائے، ظہر کا آخری وقت وہ ہے جب اس لکڑی کا سایہ دوگنے سے سوا ہو جائے۔ یہ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت ہے، امام صاحب کی دوسری روایت میں اور یہی امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کا قول ہے، کہ جب ہر ایک چیز کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ، اس لکڑی کے برابر ہو جائے۔

اور کفایہ میں ہے:

و طريق معرفة الزوال، أن ينصب عوداً مستوياً فى أرض مستوية، فما دام ظل العود فى النقصان، علم أن الشمس فى الارتفاع لم يزل بعد، و إن استوىٰ الظل علم أنه حال الزوال، فإذا أخذ الظل فى الزيادة علم أنها زالت. فيخط على رأس الزيادة فيكون من رأس الخط إلى العود فئ الزوال، فإذا صار ظل العود مثليه من رأس الخط لا من العود، خرج وقت الظهر عنده. (۳)

(۱) شامی (۲۴۰/۱) مجتبائی دہلی: ۱۲۸۷ھ۔ نیز شامی ج:۱ ص:۳۶۰۔ [دار الفکر بیروت: ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء] (نور)

(۲) شرح الوقاية معه حاشية عمدة الرعاية، ص:۱۴۷، ج:۱۔ (مجتبائی، دہلی: ۱۳۲۷ھ) [نور]

(۳) الكفاية شرح الهداية، كتاب الصلوٰة، باب المواقيت، ص: ۱۷۰ جلد اول۔ [مطبوعہ، مولوی عبدالمجید کلکتہ: ۱۸۳۱ء] (نور) نیز الكفاية شرح الهداية باب المواقيت ص: ۲۸ ج: ۱ [مطبع احمدی اموجان دہلی]

اور زوال کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ ہموار زمین میں ایک لکڑی سیدھی گاڑ دی جائے، تو جب سورج کا سایہ اس لکڑی سے کم رہے، تو سمجھ لو کہ سورج چڑھ رہا ہے، جب سایہ اس لکڑی کے برابر ہو جائے، تو معلوم ہوا کہ زوال کا وقت ہے اور جب سایہ بڑھنے لگے تو معلوم ہوگا، کہ زوال ختم ہوا۔ اس زائد سایہ پر نشان لگا دیں، اس نشان کو لکڑی تک فی ٔ زوال ہے، اور جب فیٔ زوال کا سایہ اس نشان سے بڑھ کر ایک مثل ہو جائے، (اس کا خیال رہے کہ یہ سایہ لکڑی کی جڑ سے شمار نہ ہوگا) تو ظہر کا وقت نکل جائے گا۔

اور شرح مختصر وقایہ میں ہے:

ثم يعلم على رأس الظل علامة عند الخرافة،فإذا صار الظل من تلک العلامة لامن العود مثلی العود،خرج وقت الظهر عند أبی حنيفة. (۱)

پھر جانو کہ سایہ کے آغاز پر اہل فن کے یہاں ایک نشان ہوتا ہے، پس جب سایہ اس نشان سے بڑھ کر اصل لکڑی کے برابر ہو جائے، نہ کہ لکڑی سے اس تک، تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت ختم ہو گیا۔

شاید زید یہ دو قول متاخرین حنفیہ کے دیکھ کر، اس سے اپنا مطلب نکالتا ہے، مگر درحقیقت یہ اس کی سمجھ کا فرق ہے، ان دونوں قولوں کا بھی وہی مطلب ہے جو شامی اور صاحب شرح وقایہ نے بیان کیا ہے۔ مطلب اس علامت اور خط سے بھی یہی ہے کہ فیٔ الزوال کا قدر معلوم کرنا ضروری ہے۔ اس علامت اور خط کے اندازہ پر سایہ جس طرف ہو جاوے، اُسی قدر بوقت عصر چھوڑ کر، زائد از اں یک مثل پورا کرنا ضروری ہے۔ غرض کہ زید کی تشریح و بیان کی سند میں میری نظر سے نہ کسی محدث کا قول گذرا ہے اور نہ کسی فقیہ کا۔ یہ فقط اُس کا عندیہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

عبدالجبار ابن عبداللہ الغزنوی

الجواب ————————

ازمولانا رشید احمد گنگوہی:

بے شک فیصلہ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی بہت درست ہے، اور پیائش ان کی موافق حدیث جابرؓ جو ذیل میں درج ہے، بہت ٹھیک ہے، کہ جس طرف سایہ بعد زوال پڑے، لکڑی کی جڑ سے بقدر سایہ اصلی یعنی فیٔ زوال اور ایک مثل کے ہو جانے سے، وقت عصر کا ہو جاوے گا۔ حدیث یہ ہے:

عن بشير بن سلام قال: دخلت أنا ومحمد بن علی، علی جابر بن عبد اللّٰه الأنصاری فقلنا له: أخبرنا عن صلوٰة رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم، وذاک زمن الحجاج بن يوسف. قال خرج رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فصلی الظهر حين زالت الشمس وكان الفیء قدر الشراک،

(۱) شرح الوقاية، كتاب الصلوٰة، بيان الاوقات للصلوات الخمس، ص: ١٤٧، حاشية: ٣، جلد اول [مطبع مجتبائی دہلی: ۱۳۲۷ھ]

(۲) سنن النسائی مع حاشية السندهی، كتاب المواقيت، باب آخر وقت المغرب جلد اول (مطبوعہ مجتبائی، دہلی: ۱۳۱۵ھ) [نور] نیز سنن نسائی مع حاشیہ مذکور ص: ۱۳۷۔ حدیث: ۵۲۰، تحقیق صدقی جمیل العطار، ۲۰۰۵ء [دارالفکر بیروت: ۱۴۲۵ھ/۱۴۲۶ھ]

ثم صلی العصر حین کان الفئ قدر الشراک وظل الرجل، الخ. (۲)

بشیر بن سلام سے روایت ہے کہ میں اور محمد بن علی، حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق بتائیے اور یہ حجاج بن یوسف کا دور تھا، انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ظہر کی نماز پڑھی جب سورج ڈھل گیا اور اس وقت سایہ جوتے کے تسمہ کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھی جب سایہ جوتے کے تسمے اور آدمی کے سایہ کے برابر تھا۔

یہ حدیث نسائی میں صحیح سند سے مروی ہے اور سندھی محدث نے اس پر یہ حاشیہ لکھا ہے:

قدر الشراک بکسر الشین أحد سیور النعل التی تکون علی وجهها، وظاهر هذه الروایة أن المراد الفئ الأصلی لا الزائد بعد الزوال، ولذلک استثنیٰ فی وقت العصر. (۱)

شراک، شین کے زیر سے ہے، جوتے کا تسمہ جو جوتے کے اوپر ہوتا ہے۔ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اصل سایہ مراد ہے، وہ زائد سایہ نہیں جو زوال کے بعد ہوتا ہے، اسی لئے اس سے وقت عصر کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

اور مجمع البحار میں لفظ شراک کے تحت میں، اس حدیث شراک کی شرح یوں کی ہے:

صلی الظهر حین کان الفئ بقدر الشراک، هو أحد سیور النعل تکون علی وجهها، وقدره هنا لیس علی وجه التحدید لکن زوال الشمس لایبین إلا بأقل ما یری من الظل وکان حینئذ بمکة هذا القدر، والظل یختلف باختلاف الأزمنة والأمکنة، الخ. (۲)

ظہر کی نماز پڑھیں جب کہ فئے زوال اور (زائد) سایہ اس طرح برابر ہو جائیں، جیسے ایک جوتے کا تلہ دوسرے تلے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کی یہ مقدار یہاں تحدید کے لئے نہیں، کیوں کہ سورج کے زوال کا وقت صحیح طور سے محقق نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ سایہ ذرا سا بڑھ نہ جائے، اور مکہ مکرمہ میں یہی پہچان تھی اور سایہ وقت اور علاقوں کے اعتبار سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

یہ پیمائش موافق حدیث ایک مثل کے ہے، یہی مذہب راجح ہے اور مذہب ثانی جو راجح نہیں، لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسا کہ حدیث ابوہریرہ کا مضمون ہے:

---

(۱) سنن نسائی مع حاشیہ سندھی، کتاب المواقیت، باب آخر وقت المغرب جلد اول (مطبوعہ مجتبائی، دہلی: ۱۳۱۵ھ) [نور] نیز سنن نسائی مع حاشیہ مذکور ص: ۱۳۷۔ حدیث: ۵۲۰، تحقیق صدقی جمیل العطار ۲۰۰۵ء [دار الفکر بیروت: ۱۴۲۵ھ/۱۴۲۶ھ]

(۲) مجمع البحار، علامہ محمد طاہر پٹنی، ص: ۲۱۲، ج: ۳ (تحت الشرک) (دائرۃ المعارف، حیدرآباد، ۱۳۹۱ھ) [نور]

(۳) موطا، امام مالک، ص: ۳ (وقوت الصلوٰۃ) (مجتبائی، دہلی: ۱۳۲۰ھ) نیز ص: ۵ [نور محمد، اصح المطابع ۱۴۰۴ھ] نیز موطا امام مالک باب مذکور، ج: ۱، ص: ۱۳، رقم الحدیث: ۹، تحقیق: دکتور محمود احمد القیسیه [موسسة النداء ابوظبی. ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء] (نور)

صَلِّ الظهر إذا كان ظلك مثلك ،والعصر إذا كان ظلك مثليك. (رواه في الموطأ)(۳)

ظہر کی نماز پڑھو جب تمہارا سایہ تمہارے برابر ہوجائے اور عصر پڑھو جب تمہارا سایہ دوگنا ہوجائے۔(اس کو مؤطا میں روایت کیا ہے۔)

اسی واسطے مولوی عبدالجبار صاحب نے مذہب ثانی کی پیمائش بھی درج کردی، ورنہ ان کے نزدیک روایت معمول بہا ایک ہی مثل ہے۔اور زید کی پیمائش پر جو قول کسی فقیہ یا محدث کا نہ ملا تو بیان کردیا کہ یہ اس کا عندیہ ہے، پھر پیمائش زید مخالف ہے حدیث کے بھی، حدیث کہتی ہے فئ یعنی سایہ پیمائش کیا جاوے اور زید کی پیمائش میں دھوپ چلتی ہے اور دوسرے مخالف ہے حدیث قیراط سے بھی، جو بخاری در باب وقت **عصر من أدرك ركعة قبل الغروب** لایا ہے، جس سے عصر کا وقت بہ نسبت ظہر کم معلوم ہوتا ہے، نہ برابر نہ زیادہ۔فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے، اگر وقت عصر کے ایک مثل پر تفریع کی جاوے، جیسا کہ مذہب جمہور کا ہے:

وأجيب بمنع المساواة وذالك معروف عند أهل العلم بهذا الفن،وهو أن المدة التى بين الظهر والعصر أطول من المدة التى بين العصر والمغرب. (۱)

منع مساوات سے (اعتراضات کا) جواب دیا گیا ہے اور یہ اس فن کے ماہرین میں مشہور ہے۔وہ یہ ہے کہ جو وقت ظہر اور عصر کے بیچ میں ہوتا ہے، وہ اس وقت سے زائد ہوتا ہے، جو عصر اور مغرب کے بیچ میں ہوتا ہے۔

زید کی پیمائش میں برخلاف اس کے، زید کا مقولہ درست نہیں ہے، ورنہ لازم آوے گا کہ جن ایام میں سایہ اصلی ایک مثل یا اس سے زائد ہو، تو نماز ظہر کا کوئی وقت نہ رہے گا، اس لئے کہ بفور ڈھلنے کے ایک مثل سایہ ہوجانے کے، سبب اس تقدیر پر عصر کا وقت ہوجاوے گا۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) فتح الباری. كتاب مواقيت الصلوٰة و فضلها باب من أدرك ركعة من العصر قبل الغروب. (حدیث نمبر ۵۵۸) ص۴۰ ج۲۔[دار الفيحاء، دمشق:]

(۲) اس فتوی کے ضمن میں مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے حضرت مولانا گنگوہی کی تحقیق سے کچھ اختلاف بھی کیا ہے، مناسب ہے کہ اس کو بھی یہاں نقل کردیا جائے۔دونوں مجیب نے جو کچھ لکھا ہے بہت صحیح و درست لکھا ہے مگر مجیب ثانی نے جو یہ فرمایا کہ ''مذہب ثانی (یعنی وقت ظہر کا مثلین تک باقی رہنا) جو راجح نہیں لیکن بالکل بے اصل بھی نہیں، جیسا کہ حدیث ابو ہریرہؓ کا مضمون ہے:

''صل الظهر إذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك''.(رواه في الموطا. ج: ۱/ص: ۱۳ رقم الحديث: ۹. تحقيق: الدكتور محمود احمد[موسسة النداء ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء])

سو یہ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ ابو ہریرہ کی اس حدیث کے مضمون سے مذہب ثانی کا با اصل ہونا ثابت نہیں ہوتا، اس واسطے کہ اس حدیث میں ظہر وعصر کے اول وقت کا بیان نہیں ہے، بلکہ آخر وقت کا بیان ہے اور مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ ظہر کا وقت زوال آفتاب سے ایک مثل تک ہے اور عصر کا وقت ایک مثل سے مثلین تک، پس اس حدیث کے مضمون سے مذہب ثانی کا با اصل ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے، بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ ==

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ، باب: ۳/ص ۱۴۳۔۱۵۱)

مثل ثانی ظہر میں داخل ہے یا نہیں:

سوال: مثل ثانی بقول معتمد علیہ در ظہر داخل است یا نہ؟ وآں کہ بعضے دریں باب حتی یساوی ظلہ... حجت می آورند، نزد آں صاحب قابل حجت است یا نہ؟ اگر ہست وجہ استدلال بیان نمائید، والا محض جواب کافی است۔

ترجمہ: مثل ثانی معتمد علیہ قول کے مطابق، ظہر میں داخل ہے یا نہیں، اور وہ بعض اصحاب جو اس بحث میں "حتی یساوی ظلہ" کو دلیل میں لاتے ہیں، آنجناب کے نزدیک لائق استدلال ہے، یا نہیں۔ اگر ہے تو استدلال کی وجہ بیان کیجئے، ورنہ صرف جواب کافی ہے۔

الجواب

در مثل ثانی علماء حنفیہ اختلاف کردہ اند، مشہور روایت ہموں است کہ مثل ثانی در ظہر است، مگر بعض معتمدین بر مذہب صاحبین فتویٰ دادہ اند۔ واحوط ہم ہمیں است کہ ظہر در مثل وعصر بعد مثلین خوانند، و چونکہ از اہل ترجیح ایں ناکارہ نیست، در وجہ ترجیح کلام نمی تواند کرد۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ترجمہ: مثل ثانی میں علمائے احناف نے اختلاف کیا ہے، مشہور وہی روایت ہے کہ مثل ثانی ظہر میں ہے، مگر بعض معتمدین صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ ظہر مثل اول میں اور عصر مثلین کے بعد پڑھیں، چوں کہ یہ ناکارہ اہل ترجیح میں سے نہیں ہے، وجہ ترجیح میں گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔

== قال فی التعلیق الممجد:

و اقتصر فیه علی ذکر أواخر الأوقات المستحبة دون أوائلها، فکأنه قال الظهر من الزوال إلی أن یکون ظلک مثلک والعصر من ذلک الوقت إلی أن یکون ظلک مثلیک، انتهیٰ. (ألتعلیق الممجدعلی موطأ الإمام محمد. للعلامة اللکنوی کتاب الصلوٰة، باب وقوت الصلاة. ص: ٤١. حاشیه: ٩، محمدیوسف. لکهنؤ مطبع بلاسنه. نیز التعلیق الممجد علی المؤطا باب مذکور: ١/١٥١-١٥٢، تحقیق: الدکتور تقی الدین الندوی، ناشر: ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء۔) واللّٰه تعالیٰ اعلم و علمه اتم. کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔ فتاویٰ نذیریہ، ص: ۱۸، ج اول [نور]) (فتاویٰ نذیریہ ضمیمہ جلد دوم ص ۱۴ تا ۱۸ (طبع اول، دلّی پرنٹنگ ورکس دہلی: ۱۳۳۳ھ)

(۱) ووقت الظهر من زواله إلی بلوغ الظل مثلیه - وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، وفی غرر الأذکار: وهو المأخوذ به، وفی البرهان: وهو الأظهر لبیان جبرئیل، وهو نص فی الباب وفی الفیض وعلیه عمل الناس الیوم وبه یفتی -...والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلی المثل، وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین. (ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الصلوٰة، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة: ١/٣٥٩. انیس)

رشید احمد گنگوہی (مجموعہ کلاں ص ۱۷۷-۱۷۸) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ، باب:۳،ص ۱۵۱-۱۵۲)

ظہر کا وقت کب تک رہتا ہے:

سوال: فقہ کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ ظہر کا وقت بعض علما کے نزدیک اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا دو مثل ہو جائے۔یعنی دوچند ہو جائے ،اور بعض علماء کرام کے نزدیک ظہر کا وقت صرف اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے۔یعنی اس کے برابر ہو جائے ،تو اس اختلاف کا منشا کیا ہے؟ معلوم نہیں کہ بعض مجتہدینؒ نے دو مثل کہاں سے ثابت کیا ہے اور بعض مجتہدینؒ نے ایک مثل کہاں سے ثابت کیا ہے؟ اس کا جواب ارشاد فرمائیں۔

الجواب

ہدایہ میں لکھا ہے:

وأول وقت الظهرإذا زالت الشمس لإمامة جبرئيل عليه السلام فی اليوم الأول حين زالت الشمس وآخروقتها عند أبی حنيفةؒ إذا صارظل كل شیء مثليه سوى فی ء الزوال، وقالا: إذا صار الظل مثله وهورواية عن أبی حنيفةؒ وفیء الزوال يكون للأشيآء وقت الزوال لهما إمامة جبرئيل عليه السلام فی اليوم الأول فی العصرفی هذا الوقت وله قوله عليه السلام: أبردوا بالظهر فإن شدة الحرمن فيح جهنم وأشد الحرفی ديارهم فی هذا الوقت وإذا تعارضت الآثار فلا ينقضی الوقت بالشک،انتهی (۱)

یعنی ظہر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب ڈھل جائے ،اس واسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے تا کہ ظہر کے وقت سے آگاہ کردیں، پہلے دن جب آئے تو ظہر کی نماز میں اس وقت امامت کی جب زوال کا وقت ہوا۔یعنی آفتاب ڈھل گیا اور ظہر کا آخر وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس وقت ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایۂ اصلی کے سوا دو مثل ہو جاتا ہے،یعنی دوچند ہو جاتا ہے۔صاحبینؒ (یعنی امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ) نے کہا ہے کہ ظہر کا آخر وقت یعنی منتہی وقت اس وقت ہو جاتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے۔یعنی اس کے برابر ہو جائے اور یہی حکم ہونا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بھی ایک روایت میں آیا ہے۔زوال کے وقت ہر چیز کا جس قدر سایہ ہوتا ہے اسی کو سایہ اصلی کہتے ہیں۔صاحبینؒ کی دلیل یہ ہے کہ پہلے دن جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ

(۱) الهداية شرح بداية المبتدی، كتاب الصلوٰة،باب المواقيت،انيس

وسلم کے حضور میں آئے تا کہ عصر کے اول وقت سے آگاہ کر دیں تو اسی وقت عصر کی نماز میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے امامت کی۔امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔اس واسطے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اوران کے ملک میں گرمی کی شدت اسی وقت ہوتی ہے، جب آثار میں تعارض ہے تو شک کی حالت میں حکم نہ ہوگا کہ وقت تمام ہوگیا۔(یہ ترجمہ ہدایہ کی عبارت مذکور کا ہے۔)

البحر الرائق میں لکھا ہے:

والظهرمن الزوال إلٰى بلوغ كل شيء مثله سوى فيء الزوال أى وقت الظهرأما أوله فمجمع عليه لقوله تعالىٰ: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ أى لزوالها وأما اٰخره ففيه روايتان عن أبى حنيفة روى محمد عنه مافى الكتاب والثانية رواية الحسنؒ إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فى ء الزوال وهو قولهما لهما إمامة جبرئيل فى اليوم الأول فى هذ الوقت وله قوله عليه السلام: ”أبردوا بالظهر فإن شدة الحر من فيح جهنم“ وأشد الحر فى ديارهم كان فى هذاالوقت و إذا تعارضت الآثارلا ينقضى الوقت بالشک وذكرشيخ الإسلام أن الاحتياط أن لايؤخرالظهر إلى المثل وأن لايصلى العصرحتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين فى وقتهما بالإجماع، كذا فى السراج،انتهى مختصراً. (۱)

یعنی ظہر کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اوراس وقت تک رہتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہو جائے ،یعنی اس کے برابر ہوجائے ،ظہر کا اول وقت تو متفق علیہ ہے،اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سورج ڈھل جائے تو نماز ادا کرو،البتہ اس کے آخر وقت کی تعیین میں امام ابوحنیفہؒ سے دو روایات ہیں ۔ جو روایت اس کتاب میں مندرج ہے وہ امام محمدؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے۔دوسری روایت وہ ہے کہ حسن نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ ظہر کا آخری وقت یعنی منتہیٰ وقت اس وقت ہوجاتا ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہوجائے۔یعنی اس کے برابر ہوجائے۔یہی صاحبینؒ کا قول ہے،صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن اسی وقت عصر کی نماز میں امامت کی۔امام ابوحنیفہؒ کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔ اس واسطے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے اوران کے ملک میں گرمی کی شدت اسی وقت ہوتی ،اور جب آثار میں تعارض ہوا تو شک کی حالت میں حکم نہ ہوگا کہ وقت گذر گیا،اور شیخ الاسلامؒ نے ذکر کیا کہ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر میں ایک مثل سے زیادہ دیر نہ کرے اور عصر دو مثل کے بعد پڑھے۔تا کہ دونوں نمازیں اپنے وقت میں بالاتفاق ادا ہوں۔ایسا ہی سراج

---

(۱) البحر الرائق، كتاب الصلوٰة،باب أوقات الصلوٰة،وقت صلوٰةالظهر: ۲۵۸/۱،دارالكتاب الإسلامى، انيس

میں لکھا ہے۔(یہ البحر الرائق کی عبارت کا ترجمہ ہے۔)

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عبد اللّٰه بن عمر قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم:"وقت الظهر إذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله مالم يحضر العصر". (الحديث)(۱)

ترجمہ: یعنی روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے: کہا انہوں نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظہر کا وقت وہ وقت ہے کہ آفتاب ڈھل جائے اور ہر شخص کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آئے۔

ترجمہ مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کے بیان میں لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ!

امام ابو یوسفؒ، امام محمد اور امام زفر رحمہم اللہ اور بعض دیگر علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ آخر وقت ظہر کا اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر شخص کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے اور اس کے بعد عصر کا وقت آجاتا ہے۔ یہی حدیث ان ائمہ کی دلیل ہے اور یہی حکم امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت میں آیا ہے، بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ ظہر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سایہ اصلی کے سوا ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے یعنی دو چند ہو جائے۔

اور امام ابوحنیفہؒ کی دلیل ہدایہ میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

أبردوا بالظهر. (۲) یعنی ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھو۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھنڈے وقت یعنی جب گرمی کی شدت کم ہو جائے تو اس وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور گرمی کی شدت ان کے ملک میں اس وقت ہوتی ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جاتا ہے۔

اور دونوں حدیث میں تعارض ہے اور احتیاط اس میں ہے، کیونکہ اس میں شک ہے کہ ایک مثل کے بعد وقت ظہر کا

---

(۱) مشكاة المصابيح، الفصل الثالث من باب المواقيت (ح: ۵۸۱)

أخرجه مسلم في الصحيح في باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ٦١٢)/وأبو داؤد الطيالسي في مسنده، أبو أيوب الأزدي عن عبد اللّٰه بن عمرو (ح: ٢٣٦٣)/والإمام أحمد، مسند عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص (ح: ٦٩٦٦)/وابن حبان في الصحيح، ذكر الأخبار عن أوائل الأوقات وأواخرها (ح: ١٤٧٣) انيس

(۲) صحيح البخاري، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (ح: ٥٣٣)/سنن النسائي، الإبراد بالظهر إذا اشتد الحر (ح: ٥٠١)/مسند أبي يعلى الموصلي، من مسند أبي سعيد الخدري (ح: ١٣٠٩) ومن مسند عائشة (ح: ٤٦٥٦، وح: ٤٩٤٩) انيس)

عن عمر بن الخطاب أنه قال: أبردوا بالظهر عن فيح جهنم. (الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني، باب مواقيت الصلاة (ح: ٦٦) انيس)

گذر جاتا ہے تو شک کی بناء پر نہ کہنا چاہئے کہ سایہ اصلی کے سواء جب ایک مثل ہوجائے تو ظہر کا وقت گذر جائے گا۔

دوسری دلیلیں بھی شرح میں مذکور ہیں، بعض علماء کرام نے کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ ظہر ایک مثل کے قبل پڑھ لینا چاہئے اور عصر دو مثل کے بعد پڑھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

یہ مضمون شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا ہے، جس حدیث کا حوالہ ترجمہ میں دیا گیا ہے، وہ حدیث یہ ہے:

عن أبی هریر ة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:" إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰة.(۱)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گرمی کی شدت ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرو۔

یعنی ظہر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر کر کے پڑھو۔ تاکہ گرمی کی شدت کم ہوجائے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام ظہر کی نماز پڑھنے میں اس وقت تک تاخیر کرتے تھے کہ ٹیلہ کا سایہ زمین پر پڑ جاتا تھا اور ٹیلہ منبسط ہوتا ہے یعنی پھیلا رہتا ہے۔(۲) اس وجہ سے اس کا سایہ زوال کے بعد دیر میں پڑتا ہے بخلاف دراز چیزوں کے جیسے منارہ وغیرہ کہ اس کا سایہ جلد ظاہر ہوجاتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پانچ قدم سایہ آجائے تو اس وقت ظہر پڑھنا چاہئے۔(۳)

بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اس وقت ظہر کی نماز پڑھی جاتی تھی، صحابہ

---

(۱) صحیح البخاری، باب الإبراد بالظهر فی شدة الحر(ح: ۵۳۳)/سنن ابی داؤد، باب وقت صلاة الظهر (ح: ۴۰۲)/الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة، باب استحباب الظهرفی شدة الحر،الخ (ح:۶۱۵)/مسندالدارمی،باب الإبرادبالظهر (ح: ۱۲۴۳)/مسند الحمیدی،أحادیث أبی هریرة (ح: ۹۷۱)/ مسندالشافعی،باب الإبرادبالظهر (ح:۱۳۳)انیس)

(۲) عن أبی ذرالغفاری قال کنامع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی سفرفأرادالمؤذن أن یؤذن للظهر فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: أبرد ثم أراد أن یؤذن فقال له أبرد حتی رأینا فیء التلول فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم: إن شدة الحرمن فیح جهنم فإذا اشتد الحر فابردوا بالصلوٰة،وقال ابن عباس تتفیأ تتمیل.(الصحیح للبخاری کتاب مواقیت الصلاة،باب الإبرادبالظهرفی السفر(ح:۵۱۴)انیس)

(۳) عبداللّٰه بن مسعود قال:کانت قدرصلاةرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الصیف ثلاثة أقدام إلی خمسة أقدام وفی الشتاء خمسة أقدام إلی سبعة أقدام.(سنن أبی داؤد،باب فی وقت صلاة الظهر(ح:۴۰۰)/المصنف لابن أبی شیبة،من قال کم یصلی الظهرقد ماووقت فی ذلک (ح:۳۲۸۹)/سنن النسائی،آخروقت الظهر (ح:۵۰۳)انیس

(۴) عن زبیر بن العوام قال:کنانصلی الجمعة مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نبتدرالفیء فمایکون إلاقدرقدم أوقدمین.(الصحیح لابن خزیمة،باب التبرید فی صلاة الجمعة (ح:۱۸۴۰)انیس)

کرام دیوار کے سایہ میں نماز کے لیے جایا کرتے تھے، اس زمانہ میں دیوار سات گز بلند ہوا کرتی تھی۔ (۴)

اس لئے بعض علمانے کہا کہ اوسط وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے۔ بعض شافعیہؒ نے کہا کہ حدیث میں جو مذکور ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے۔ تو اس سے مطلب یہ ہے کہ زوال کے وقت پڑھنا چاہئے۔ اس واسطے کہ بہ نسبت وقت استواء کے زوال کے وقت ٹھنڈا وقت آجاتا ہے۔ تو بعض شافعیہ کا یہ قول قیاس سے بعید ہے اور تجربہ کے خلاف ہے کہ بہ نسبت وقت استواء کے زوال کے وقت گرمی کم ہوجاتی ہے۔ اس واسطے کہ سبب کی قوت کا جس قدر اثر ہوتا ہے، اس سے سبب کے دوام کا زیادہ اثر ہوتا ہے، چنانچہ آدھی رات میں جس قدر سردی ہوتی ہے، اس سے زیادہ سردی صبح کو ہوتی ہے۔ حالانکہ صبح کو آفتاب نزدیک ہوجاتا ہے۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ گرمی کی شدت اس ملک میں اس وقت ہوتی ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوتا ہے، تو ٹھنڈک اس کے بعد ہوگی۔

حاصل کلام یہ کہ صحیح احادیث سے اس امر میں مبالغہ کرنے کا حکم ثابت ہے کہ ٹھنڈے وقت میں ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ صحابہؓ نے کہا کہ ہم لوگوں نے دوپہر کی گرمی کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو قبول نہ فرمایا۔ (۱)

ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کیا تھا کہ ظہر کے آخر وقت سے بھی ظہر کی نماز میں دیر کی جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ واللہ اعلم

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ضرورت کی حالت میں اجازت ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے اور یہی ان لوگوں کے لئے حکم ہے کہ جماعت کی تلاش میں مسجدوں میں جاتے ہیں، یعنی اس تلاش میں دوڑتے ہیں کہ کس مسجد میں جماعت ملے گی اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔ جو شخص تنہا نماز پڑھتا ہے یا اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہے تو بہتر ہے کہ وہ اول وقت سے تاخیر نہ کرے، اس واسطے کہ تاخیر کرنا ظاہر حدیث کے خلاف ہے۔

ترمذی کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی حکم فرماتے تھے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھی جائے۔ حالانکہ وہاں سب لوگ ایک جگہ جمع رہتے تھے۔ ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ جو قول ہے کہ گرمی کی شدت میں ظہر میں تاخیر کرنا چاہئے۔ تو یہ قول زیادہ بہتر ہے اور بہت مناسب ہے، اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ

(۱) عن خباب قال: أتينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فشكونا إليه حر الرمضاء فلم يشكنا، قال زهير: قلت لأبي إسحق: أفي الظهر؟ قال: نعم، قلت: أ في تعجيلها؟ قال: نعم. (الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر (ح: ۶۱۹) / سنن النسائي كتاب المواقيت، أول وقت الظهر (ح: ۴۹۷) انيس)

(۲) عن أبي هريرة قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة... ==

علیہ وسلم کے حکم کی زیادہ اتباع ہوتی ہے۔(۲) یہ ترجمہ سے لکھا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ کی دلیل وہ حدیث ہے کہ اس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی امامت کرنے کا ذکر ہے کہ ہر چیز کا سایہ جب سایہ اصلی کے سوا ایک مثل ہوگیا تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلے دن عصر کی نماز پڑھائی(۱) اور امام ابوحنیفہؒ کی دلیل وہ حدیث ہے کہ اسمیں حکم ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز پڑھنا چاہئے اور اس کی دلیل اوپر گذری ہے۔واللہ أعلم بالصواب وإلیه المرجع والمآب (فتاویٰ عزیزی اردو:۴۶۴-۴۶۸)

ظہر کا وقت:

سوال: کیا ظہر کی نماز ایک بجکر ۵ منٹ پر ادا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ ہماری فیکٹری میں مستقل اسی وقت ظہر کی جماعت ادا کی جاتی ہے؟

الجواب

== فإن شدةالحرمن فیح جهنم...قال أبوعیسیٰ حدیث أبی هریرةحدیث حسن صحیح وقد اختارقوم من أهل العلم تأخیرصلوٰة الظهر فی شدة الحر وهوقول ابن المبارک وأحمد وإسحٰق، قال الشافعی: إنما الإبراد بصلوٰة الظهر إذا كان مسجداً ینتاب أهله من البعد فأماالمصلی وحده والذی یصلی فی مسجد قومه فالذی أحب له أن لایؤخر الصلوٰة فی شدة الحر،قال أبوعیسیٰ: ومن ذهب إلی تأخیرالظهر فی شدةالحر أولیٰ وأشبه بالاتباع وأما ماذهب إلیه الشافعی أن الرخصة لمن ینتاب من البعد والمشقة علی الناس فإن فی حدیث أبی ذرمایدل علی خلاف ماقال الشافعی قال أبوذر كنامع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی سفرفأذن بلال بصلاة الظهرفقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یابلال أبردثم أبرد،فلوكان الأمرعلی ماذهب إلیه الشافعی لم یكن للإبراد فی ذلک الوقت معنی لاجتماعهم فی السفروكانوا لایحتاجون أن ینتابوامن البعد.(سنن الترمذی،كتاب الصلوٰة،باب مواقیت الصلوٰة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم،باب ماجاء فی تأخیرالظهرفی شدةالحر(ح:۱۵۷)انیس)

(۱) عن ابن عباس أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال:أمنی جبرئیل عند البیت مرتین فصلی الظهر فی الأولی منهما حین كان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین كان كل شیء مثل ظله ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وافطر الصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجر حین برق الفجر وحرم الطعام علی الصائم وصلی المرة الثانیة الظهرحین كان ظل كل شیء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلی العصر حین كان ظل كل شیء مثلیه ثم صلی المغرب لوقته الأول ثم صلی العشاء الآخرة حین ذهب ثلث اللیل ثم صلی الصبح حین أسفرت الأرض ثم التفت إلی جبرئیل فقال یا محمد هذا وقت الأنبیاء من قبلک والوقت فیما بین هذین الوقتین.(سنن الترمذی،باب ماجاء فی مواقیت الصلوة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، أبواب الصلوة (ح:۱۴۹)/سنن أبی داؤد، باب المواقیت (ح: ۳۹۳) انیس)

(۲) عن أبی بردة أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم...ویصلی الظهر إذازالت الشمس.(الصحیح للبخاری، كتاب مواقیت الصلوٰة،باب وقت الظهرعندالزوال (ح:۵۱۶)

أوّل وقت الظهرإذا زالت الشمس.(الهدایة،كتاب الصلوٰة،باب المواقیت،انیس)

ظہر کا وقت زوال آفتاب کے فورا بعد ہوجاتا ہے۔(۲)اور زوال آفتاب کا وقت موسموں کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔اس کے لئے اوقات کے مفصل نقشے چھپے ہوئے عام ملتے ہیں،ان کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں، چونکہ اکثر موسموں میں ایک بجے سے پہلے ہی ظہر کا وقت ہوجاتا ہے۔اس لئے آپ ایک بجے نماز پڑھ سکتے ہیں۔والسلام

احقر محمد تقی عثمانی۔۱۳۔۱۔۱۳۹۹ھ(فتویٰ نمبر ۱۱۷۔۱۳۰۔الف) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۸۹۔۳۹۰)

وقت ظہر اور امام صاحب:

سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع وقت ظہر مثلین سے اور ''الشفق هو البياض'' سے اور جائز ہونا مسح کا اوپر جورب کے یہ منعل یا مجلد ہو ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

رجوع امام صاحب کا مثلین سے وقت ظہر میں اور وقت مغرب میں شفق ابیض سے ثابت نہیں اور قول امام اصح واحوط ہے۔**كما حققه العلامة الشامي.**(۱)

اور جورب منعل ومجلد پر مسح کا جواز مسلم ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۳۲)

انتہائی وقت ظہر عندالحنفیہ:

سوال: حنفیہ کے نزدیک انتہائی وقت ظہر کہاں تک ہے۔ایک مثل تک یا دو مثل تک یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کب پڑھنی چاہئے؟

الجواب

قال في الدرالمختار:''ووقت الظهرمن زواله ... إلى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهوقولهما

(۱) **الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب.(الدرالمختار)**

قوله وإليه رجع الامام أي إلى قولهما الذي هورواية عنه،الخ.

ورده المحقق في الفتح بأنه لايساعده رواية ولادراية ،وقال تلميذه العلامة قاسم في تصحيح القدوري:إن رجوعه لم يثبت،الخ،فثبت أن قول الإمام هوالأصح،الخ.(ردالمحتار،كتاب الصلوٰة،ج:۱،ص:۳۳٤۔۳۳۵،ظفير)

قلت:ما ذكر من الرجوع فشاذ لم يثبت ، لما نقله الكافة عن الكافة من لدن الأئمة الثلاثة وإلى الآن من حكاية القولين ودعوى حمل عامة الصحابة خلاف المنقول.(كتاب التصحيح والترجيح على مختصر القدوري:۱/۱۵۵،دارالكتب العلمية.انيس)

(۲) **أو جوربيه من غزل أوشعر الثخينين، الخ، والمنعلين ماجعل علىٰ أسفله جلدة والمجلدين.(الدر المختار)ما ذكره المصنف من جوازه على المجلد والمنعل متفق عليه عندنا.(رد المحتار:باب المسح على الخفين،ج:۱،ص:۲٤۹،ظفير)**

و زفر و الأئمة الثلاثة قال الإمام الطحاوی وبه نأخذ وفی غرر الأذکار هو المأخوذ به وفی البرهان و هو الأظهر" الخ، وفی الشامی: قوله إلی بلوغ الظل مثليه، هٰذا ظاهر الرواية عن الإمام (نهاية) وهو الصحيح. (بدايع، ومحيط، وينابيع) وهو المختار (غياثية) واختاره الإمام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم. واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی: وبقولهما نأخذ لايدل علی أنه المذهب، الخ، ثم قال وقد قال فی البحر لايعدل عن قول الإمام إلی قولهما، الخ". (۱)

پس معلوم ہوا کہ! راجح عند الحنفیہ قول امام اعظم ہے اور وقت ظہر دو مثل تک رہتا ہے، سوائے فیئ الزوال کے اور وقت عصر کا بعد مثلین کے ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۳۳-۳۴)

وقت الظهر إلی المثلين (ظہر کا وقت دو مثل تک ہونا)

سوال: ماقولکم فی وقت الظهر عند الحنفية هل هو باقٍ إلی المثلين أو خرج مع ظل واحد، إمامنا أبو حنيفةؒ هل رجع إلیٰ قول صاحبيه يعنی إلی المثل وإلیٰ هذا القول مال وأفتیٰ مولانا الفاضل عبد الحی اللکهنوی رحمه الله فی مجموع فتاویٰ، فإن رجع، بأی قول يعمل، وماحکم قوم أحناف يصلون عند ختم المثل هل يجوز فإن جاز فبلاکراهة أو معها، وماحکم اقتداء غير المقلد هل يجوز ترجمة الخطبة بغير العربی، وبجوازه أفتیٰ بعض علماء مدراس، هل هو بلا کراهة أو معها؟ (۲)

الجواب

قال فی الدر المختار: ووقت الظهر من زواله إلٰی بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما، الخ.

وفی رد المحتار: (قوله إلٰی بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام (نهاية) وهو الصحيح. (بدايع، ومحيط، وينابيع) وهو المختار (غياثية) واختاره الإمام المحبوبی وعول عليه

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۳۲، ظفير

(۲) ترجمہ سوال: ظہر کے انتہائی وقت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے، حنفیہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے یا ایک ہی مثل پر ختم ہو جاتا ہے، امام ابوحنیفہؒ نے صاحبین کے قول یعنی ایک مثل کی طرف رجوع کیا ہے یا نہیں، اور اسی ایک مثل والے قول کی طرف میلان ہے اور فتویٰ دیا ہے مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اپنی کتاب مجموعہ فتاویٰ میں، پس اگر امام صاحبؒ کا رجوع ثابت ہو تو کس قول پر عمل کیا جائے، اور ان حنفی لوگوں کا کیا حکم ہے جو ایک مثل کے ختم پر نماز ظہر پڑھتے ہیں، کیا جائز ہے، اگر جائز ہے تو کراہت کے ساتھ یا بلا کراہت، اور غیر مقلدین کی اقتداء کا کیا حکم ہے، کیا غیر عربی میں خطبہ کا ترجمہ کرنا جائز ہے، مدراس کے بعض علما نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے تو کیا وہ بغیر کراہت ہے یا کراہت کے ساتھ ہے؟ انیس

النسفی وصدر الشریعة،تصحیح قاسم.واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی: وبقولهما نأخذ لایدل علی أنه المذهب ومافی الفیض:من أنه یفتیٰ بقولهمافی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط علیٰ مافیه وتمامه فی البحر،الخ،وفیه أیضاً: قال فی البحر لایعدل عن قول الإمام إلی قولهما أوقول أحدهما إلالضرورة من ضعف دلیل أوتعامل بخلافه، الخ،وقد قال قبیله:إن الأدلة تکافئت ولم یظهر ضعف دلیل الإمام بل أدلته قویة أیضاً،الخ.(۱)

فالحاصل أن وقت الظهر یبقی إلی المثلین والإمام أبوحنیفة مارجع فی هذا إلیٰ قول الصاحبین بل یرویٰ عنه کقولهما ولکن ظاهرالروایة خلافه فمایؤدیٰ بعد المثل فهوأداء و الأحسن الأحوط مافی السراج عن شیخ الاسلام:أن الاحتیاط أن لایؤخرالظهرإلی المثل وأن لایصلی العصرحتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیاً للصلوٰتین فی وقتهما بالإجماع،الخ.(ردالمحتار)(۲)

وفی اقتداء غیرالمقلد قیل، وقال،تفصیل،وإجمال،فالأحوط ترکه إلا لضرورة داعیة، و ترجمة الخطبة بغیرالعربی مکروهة علی التحقیق صرح به فی المسوّٰی والمصفّٰی شرح الموطأ وجوازه بغیرالعربی مختلف فیه فالحذر کل الحذر من الاختلاف فإنه خلاف الاحتیاط.فقط(۳)

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۳۶-۳۷)

ظہر کی نماز دو مثل پر:

سوال: جونماز ظہر صاحبینؒ کے مفتی بہ مذہب کے خلاف دو مثل پر پڑھی جائے کیا اس نماز کا اعادہ ضروری ہے؟

الجواب

احتیاطاً پہلی مثل میں نماز ظہر ادا کرنی چاہیے اور جو نمازیں دوسری مثل میں ادا ہوئی ہیں ان کے قضا کرنے کی ضرورت نہیں۔(۴)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، ج:۱،ص:۳۳۲-۳۳۳،ظفیر

(۲) رد المحتار، کتاب الصلوٰة، ج:۱،ص:۳۳۳،ظفیر

(۳) ترجمہ جواب:ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے جیسا کہ درمختار وشامی کی مندرجہ بالا روایتوں سے معلوم ہوتا ہے،اور امام ابوحنیفہؒ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع نہیں کیا ہے بلکہ ان سے اسی طرح کی ایک روایت ہے جو ظاہر الروایت کے خلاف ہے،لہذا جو نماز ایک مثل کے بعد ادا کی جائے وہ بھی ادا ہے،اور بہتر اور احتیاط وہ طریقہ ہے جو شیخ الاسلامؒ سے سراج میں منقول ہے کہ:ظہر کو ایک مثل تک مؤخر نہ کرے اور عصر کو دو مثل سے پہلے نہ پڑھے تاکہ دونوں نمازوں کی ادائیگی ان کے وقت میں ہو،اور غیر مقلد کی اقتداء میں قیل قال اور کچھ تفصیل واجمال ہے،پس احتیاط اقتداء نہ کرنا ہے،البتہ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو گنجائش ہے،اور غیر عربی میں خطبہ کا ترجمہ تحقیقی طور پر مکروہ ہے،اس کی صراحت موطا کی شرح مسویٰ اور مصفیٰ میں کی ہے اور غیر عربی میں اس کا جائز ہونا مختلف فیہ ہے،پس اختلاف سے بچنا ضروری ہے کیونکہ وہ احتیاط کے خلاف ہے۔انیس

(۴) والأحسن مافی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لایؤخرالظهرإلی المثل.(ردالمحتار:۱/۳۵۹)
وفی الکنز:والظهرمن الزوال إلی بلوغ الظل مثلیه سوی الفیء.(کنزالدقائق مع البحرالرائق:۱/۲۴۵)

مکتوبات: ج ۴،ص: ۲۱۷۔ (فتاویٰ شیخ الاسلام: ۳۷)

سایۂ اصلی اور مثلین کا بیان:

سوال: عصر کے وقت اکثر کتابوں میں یہی دیکھا گیا ہے کہ سوائے سایۂ اصلی کے دو مثل سایہ ہو جاوے، تب عصر کا وقت ہوتا ہے، تو ٹھیک اول وقت کو معلوم کرنے کے لئے آسان طریقہ کیا ہے؟ کیونکہ سایۂ اصلی ہمیشہ کم زیادہ ہوا کرتا ہے، اور روزانہ اصلی سایہ اور عصر کے وقت کا ناپنا بہت ہی دقت و پریشانی ہے، اس لئے دریافت طلب ہے کہ لکڑی سے سایہ ناپا نہ جاوے، اور ٹھیک اول وقت بھی معلوم ہو جاوے، جس طرح سے دوپہر کو آفتاب ڈھل گیا، ظہر کا وقت ہوا آفتاب غروب ہوا، مغرب کا وقت ہوا، اسی طرح کوئی آسان طریقہ بتلا دیں، کیونکہ کئی مرتبہ تجربہ کیا گیا ہے تو اذان بے وقت ہوتی ہے، کبھی جماعت بھی ہوتی ہے، آزمائش سے ٹھیک وقت نہیں ہوتا۔

(۱) سوائے اصلی سایہ کے دو سایہ کا ہونا، یہ قید کا ہونا بارہ ماہ کے لئے ہے یا صرف ایام دھوپ کے لئے ہے بدلیل تحریر فرماویں؟

(۲) اگر یہ قید بارہ ماہ کے لئے ہے تو ایام بارش میں کس طرح سے معلوم کیا جاوے اور گھڑی کا شریعت میں اعتبار نہیں کیا گیا ہے؟

(۳) ابر کے دنوں میں سوائے اصلی سایہ کے دو سایہ کا ہونا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، تو وہ دلیل کس کتاب میں ہے تحریر فرمادیں؟

(۴) ابر میں عصر کی نماز دیر کر کے پڑھنے کا حکم ہے تو کیا حد ہے جو اس حد سے ہم دیر کر کے نماز پڑھیں، حد معلوم کرنے کی پہچان خوب خلاصہ تحریر فرماویں مع دلیل کے۔

الجواب

سایۂ اصلی اور دو مثل کی پہچان کا طریقہ کسی عالم کی زبانی سمجھ لیں، تحریر سے سمجھ میں نہ آئے گا، آسان بات یہ ہے کہ جب دن بہت چھوٹا ہو، اس وقت عصر کی نماز غروب آفتاب سے ایک گھنٹہ پہلے پڑھ لیا کریں اور جب دن بہت بڑا ہو تو غروب سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے عصر پڑھا کریں اور درمیانی دنوں میں ایک گھنٹہ پہلے غروب سے پڑھا کریں، اس طریقہ پر عصر ہمیشہ دو مثل کے بعد ہوا کرے گی، دو مثل کے بعد عصر پڑھنے کا حکم ہر زمانہ میں ہے خواہ ابر ہو یا نہ ہو۔

(امداد الاحکام: ۲/۱۸)

ظہر و جمعہ کا وقت:

سوال: ظہر وجمعہ کی اذان ہمیشہ سوا بارہ بجے اور جماعت ساڑھے بارہ بجے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مختلف موسموں میں حکم مختلف ہوتا رہتا ہے۔ زوال سے پہلے ظہر اور جمعہ کا وقت نہیں ہوتا اور گرمیوں میں ظہر میں تاخیر مستحب ہے،(۱) اور جمعہ میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے، لیکن اس کا خیال رکھا جاوے کہ وقت ہو جاوے۔ ساڑھے بارہ بجے سے پہلے جمعہ کی اذان نہ کہی جاوے اور ایک بجے جمعہ پڑھا جاوے اور ظہر میں موسم گرما میں تاخیر چاہئے۔(۲)

اذان دو ڈیڑھ بجے اور نماز سوا دو یا اڑھائی بجے پڑھنی چاہئے اور جاڑوں میں ایک ڈیڑھ بجے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۳۴-۳۵)

ظہر اور جمعہ کا وقت:

سوال: ظہر وعصر حضرت امام اعظمؒ کے مذہب مختار کی بموجب کس وقت ادا کرنی چاہئے؟ اول وقت کب ہوتا ہے اور آخر وقت کب ہے؟ اور جمعہ کا وقت کس وقت سے ہوتا ہے اور کب تک ہے؟

الجواب

ظہر کا وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو مثل تک رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے، پس ظہر کی نماز دو مثل سے پہلے پہلے پڑھنی چاہئے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد مگر بہتر یہ ہے کہ وقت شروع ہو جانے کے بعد زیادہ تاخیر نہ کریں۔ ایک مثل تک ظہر کی نماز پڑھ لیں اور دو مثل کے کچھ دیر بعد عصر کی نماز پڑھ لیں۔ جمعہ کا وقت ظہر کی طرح

---

(۱) عن أبی سهیل بن مالک عن أبیه أنه قال کنت أری طنفسة لعقیل بن أبی طالب یوم الجمعة تطرح إلی جدار المسجد الغربی فإذا غشی الطنفسة کلها ظل الجدار، خرج عمر بن الخطاب وصلی الجمعة. (موطأ الإمام مالک باب وقت الجمعة، کتاب وقوت الصلاة (ح: ۱۷) انیس)

عن أبی ذر قال: أذن مؤذن رسول الله صلی الله علیه وسلم بالظهر فقال النبی صلی الله علیه وسلم أبرد أبرد، أو انتظر انتظر، وقال إن شدة الحر من فیح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰة، قال أبوذر: حتی رأینا فیء التلول. (الصحیح لمسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰة، باب استحباب الإبراد بالظهر فی شدة الحر لمن یمضی إلی جماعة ویناله الحر فی طریقه (ح: ٦١٦) انیس)

(۲) (والمستحب) للرجل (الابتداء) فی الفجر (بإسفار) الخ، (وتأخیر ظهر الصیف) بحیث یمشی فی الظل (مطلقاً) الخ، (وجمعة کظهر أصلاً واستحباباً) فی الزمانین لأنها خلفه. (الدر المختار)

لکن جزم فی الأشباه من فن الأحکام أنه لایسن لها الإبراد. (ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳٤۰، ظفیر)

(۳) (وقت الظهر من زواله) أی میل ذکاء عن کبد السماء (إلیٰ بلوغ الظل مثلیه) الخ، ... ==

زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۶۷)

نمازِ جمعہ وظہر میں وقت کا تفاوت ہے یا نہیں:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت کب سے ہوجاتا ہے، مدراس کے ٹائم کے حساب سے کتنے بجے جمعہ کا وقت ہوجاتا ہے اور زوال کا وقت آج کل کب سے کب تک ہے؟ کیا نمازِ جمعہ زوال سے پہلے بھی پڑھ سکتے ہیں اور ظہر اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے یا کچھ فرق ہے؟

الجواب

ظہر کی نماز کا اور جمعہ کا ایک ہی وقت ہے۔زوال شمس کے بعد وقت شروع ہوتا ہے اس سے پہلے جمعہ درست نہیں ہے جیسا کہ ظہر بھی درست نہیں ہے۔(۱) یہاں تقریباً مدراس کے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال ہوتا ہے، وہاں کے زوال کا وقت دیکھ لیں، غالباً وہاں بھی اسی کے قریب قریب ہوگا۔اس کے بعد جمعہ پڑھنا چاہئے۔فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۴۰)

جمعہ اور ظہر کی نماز کے اوقات میں فرق:

سوال: جمعہ کی نماز اور ظہر کی نماز کا وقت ایک ہی ہے یا نہیں اور جمعہ کی نماز ظہر کے وقت سے کچھ پہلے پڑھنا سنت ہے یا دونوں مساوی وقت ہیں۔مثلاً جو شخص ظہر کی نماز دو بجے پڑھتا ہے اس کو جمعہ کی نماز ایک بجے پڑھنا مستحب ہوگی یا دو ہی بجے؟

الجواب

== (سوی فیء)الزوال-(إلیٰ أن قال)-(ووقت العصرمنه) إلٰی قبیل (الغروب).(الدرالمختار)

قال في ردالمحتار:أی بلوغ الظل مثلیه علیٰ روایة المتن.

وأیضاً قال: والأحسن مافی السراج :عن شیخ الإسلام:أن الاحتیاط أن لایؤخر الظهرإلی المثل وأن لایصلی العصرحتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیاً للصلاتین فی وقتهما بالإجماع.(رد المحتار، کتاب الصلوٰة،ج:۱،ص:۳۳۲-۳۳۳،مصری)

وأیضًا قال فی الدرالمختار:وجمعة کظهرأصلاً واستحباباً فی الزمانین.

وقال فی ردالمحتار:أی الشتاء والصیف.(ج:۱،ص:۳٤۰،سعید)

(۱) (وجمعة کظهر أصلاً واستحباباً)فی الزمانین لأنها خلفه.(الدرالمختارعلیٰ هامش ردالمحتار،کتاب الصلوٰة،ج:۱،ص:۳٤۰،ظفیر)

(۲) (وجمعة کظهرأصلاً واستحباباً) فی الزمانین لأنها خلفه.(الدرالمختار) ==

جمعہ وظہر کا وقت ایک ہے مگر جمعہ کو ذرا پہلے پڑھنا کہ لوگ سویرے سے آئے ہیں، ان کو جلد فراغت ہوجائے تو بہتر ہے۔(۲) فقط (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۳) ☆

جمعہ کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے:

سوال: جمعہ کی نماز کا وقت کتنے بجے شروع ہوتا ہے اور کتنے بجے تک رہتا ہے، جمعہ کی نماز کس وقت تک ادا کی جاسکتی ہے شریعت محمدیہ کے احکام سے روشناس کریں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے، یعنی اس کی ابتدا زوال کے بعد سے ہوتی ہے اور آخر وقت امام اعظم کے

== ... لكن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لايسن لهاالإبراد. (ردالمحتار، كتاب الصلاة بعدمطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۳٦٧/۱، دارالفكر بيروت)

☆ **ملفوظ متعلق اوقات صلاۃ:**

نماز پڑھنے میں گھنٹہ کا اعتبار نہیں۔ (عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إناأمة أمية لانكتب ولانحسب، الشهرهكذاوهكذايعني مرة تسعة وعشرين ومرة ثلاثين. (الصحيح للبخاري (ح: ۱۳۱۹)/ الصحيح لمسلم، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال (ح: ۱۰۸۰)

... فإنه يدل على أن معرفة الشهرليست إلى الكتاب والحساب كمايزعمه أهل النجوم وللإجماع على عدم الاعتداد بقول المنجمين. (مرقاة المفاتيح، باب رؤيةالهلال: ۱۳۷۲/٤)

قال في التوضيح: وروى ابن نافع عن مالك في الإمام الذي يعتمدالحساب أنه لايقتدىٰ به ولايتبع. (مواهب الجليل في مختصر خليل. باب مايثبت به رمضان: ۳۸۷/۲. انيس)

بعد زوال شمس سایہ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ یا ظہر پڑھ لینی چاہیے اور سوائے سایہ اصلی کے ایک مثل کے بعد بروایت مفتیٰ بہ وقت نماز عصر ہوجاتا ہے اور رجوع امام صاحب کا حال پھر پوچھنا عصر کی نماز بعد ایک مثل کے ہوجاتی ہے، اعادہ کی حاجت نہیں۔ ہم نے استادوں سے یہی سنا ہے کہ ہزار روزہ کی کچھ اصل نہیں اور سب نفل روزوں کے برابر ہے۔ فقط اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

العبد عبدالرحمٰن، بقلم عبدالسلام غفرلہم

شعبان ۱۳۱۳ھ، یوم شنبہ۔ از پانی پت۔ عبدالسلام عفی عنہ کا سلام مسنون۔ (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۸)

(۱) (و) الثالث (وقت الظهر فتبطل) الجمعة (بخروجه) مطلقًا. (الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الجمعة، باب الجمعة: ۱۸/۳)

(ووقت الظهرمن زواله) ... (إلىٰ بلوغ الظل مثليه). (الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱٤/۲)

نزدیک اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالصمد رحمانی۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ:۲/۳۰۰)

ڈھائی بجے دن تک جمعہ کا وقت رہتا ہے یا نہیں:

سوال: جمعہ کا وقت اڑھائی بجے رہتا ہے یا نہیں، پنجاب کے اکثر مسلمان معترض ہیں کہ اڑھائی بجے کا وقت صحیح نہیں۔

الجواب

جمعہ کا وقت مثل ظہر کے ہے، زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے۔ لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے، مثل ریلوے ٹائم سے ساڑھے بارہ بجے زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک یا کچھ کم وبیش نمازِ جمعہ ادا کر لینی چاہئے، لیکن اڑھائی بجے تک بھی وقت رہتا ہے۔ البتہ قصداً اس قدر تاخیر پسندیدہ اور مشروع نہیں ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۴۰-۴۱)

نماز ظہر ڈیڑھ بجے پڑھنی چاہیے یا دو، اڑھائی بجے:

سوال: جو شخص جماعت کی نماز چھوڑ دے اور کہے کہ یہ اولیٰ وقت میں ہے اور دیر سے نماز پڑھے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ہماری مسجد میں ظہر ڈیڑھ بجے ہوتی ہے، سارے مقتدی اسی وقت نماز ادا کرتے ہیں، جب کہ ایک صاحب دو یا ڈھائی بجے آ کر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیٰ وقت یہی ہے۔ اس بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟

الجواب

---

(۱) (وجمعة كظهر أصلاً واستحباباً في الزمانين لأنها خلفه.(الدرالمختار، كتاب الصلاة)

قوله: أصلاً أي من جهة أصل وقت الجواز وماوقع في آخره من الخلاف، قوله: (استحباباً في الزمانين) أي الشتاء والصيف لكن جزم في الأشباه في فن الأحكام: أنه لايسن لها الابراد، الخ وقال الجمهور: ليس بمشروع لأنها تقام بجمع عظيم فتأخيرها مفضٍ إلى الحرج ولا كذلك الظهر. (ردالمحتار: كتاب الصلوٰة، كتاب الصلوٰة، بعد مطلب في طلوع الشمس من مغربها: ۱/۳۴۰)

(۲) عن أبي هريرةؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوٰة، فإن شدة الحر من فيح جهنم. (سنن الترمذي: ۱/۲۳، باب ما جاء في تأخير الظهر في شدة الحر، طبع دهلي)

☆ ظہر کا وقت ایک بیس ہی پر کیوں:

سوال: ہمارے محلے میں ایک مسجد ہے، جس میں ظہر کی نماز گزشتہ دس سال سے ایک بج کر بیس منٹ پر ہوتی ہے، کیا یہ ظہر کا وقت ٹھیک ہے یا اس میں ردّ و بدل کرنا چاہیے؟ ==

نماز صحیح وقت پر پڑھنی چاہیے، عام طور پر ڈیڑھ بجے ظہر پڑھی جاتی ہے، گرمیوں کے موسم میں کچھ تاخیر کر کے پڑھ لینا چاہیے۔ (۲) واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۰/۳) ☆

نمازِ ظہر دوسرے مثل میں:

سوال: دیدہ ودانستہ نمازِ ظہر دوسرے مثل میں ہمیشہ ادا کرنا کیسا ہے؟

الجواب

فی الشامی عن الطحطاوی عن الحموی عن الخزانة: " الوقت المکروہ فی الظہر أن یدخل فی حد الاختلاف وإذا أخرہ حتی صار ظل کل شیء مثلہ فقد دخل فی حد الاختلاف". (۳)

پس معلوم ہوا کہ ظہر میں اس قدر تاخیر کرنا کہ حد اختلاف میں داخل ہو جاوے یعنی سایہ ایک مثل ہو جاوے تو یہ مکروہ ہے۔

وفیہ قبیلہ:

== الجواب

زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ **(عن أبی ہریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إن للصلاة أولاً وآخرًا ... وإن أوّل وقت صلاة الظہر حین تزول الشمس، وآخر وقتہا حین یدخل وقت العصر. (جامع الترمذی، أبواب الصلاة: ۳۹/۱ طبع سعید)**

أیضاً: ووقت الظہر من زوالہ: أی میل ذکاء عن کبد السماء إلی بلوغ الظل مثلیہ وعنہ مثلہ ... سوی فیء الزوال. (الدر المختار، کتاب الصلاة: ۴۲۵/۱، طبع رشیدیة)

سردیوں کے موسم میں ظہر جلدی پڑھنا اور گرمیوں میں ذرا تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔ **(وطریق معرفة زوال الشمس وفیئ الزوال أن تغرز خشبة مستویة فی أرض مستویة فما دام الظل فی الانتقاص فالشمس فی حد الارتفاع وإذا أخذ الظل فی الإزدیاد علم أن الشمس قد زالت فاجعل علیٰ رأس الظل علامة فمن موضع العلامة إلی الخشبة یکون فیئ الزوال فإذا ازداد علیٰ ذلک وصارت الزیادة مثلی ظل أصل العود سوی فیئ الزوال...الخ. (الفتاویٰ الہندیة: ۵۱/۱، کتاب الصلاة، الباب الأوّل فی المواقیت وما یتصل بہا))**

اگر آپ کی مسجد میں نمازیوں کی مصلحت سے نماز ایک بجے پر ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اگر گرمیوں کے موسم میں اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے تو تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۰۹/۳)

(۳) **ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۴۰، ظفیر**
(کذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، مدخل: ۱۸۲/۱. انیس)

(۴) **ردالمحتار، کتاب الصلوٰة: ۳۳۳/۱، ظفیر**
(کذا فی الجوہرة النیرة، کتاب الصلاة: ۴۱/۱، البحر الرائق، وقت صلاة الظہر: ۲۵۸/۱، انیس)

والأحسن مافی السراج عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لایؤخر الظهر إلی المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین. الخ. (۴) **فقط** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۴۹-۵۰)

نماز ظہر کا وقت عندالاحناف کیا ہے:

سوال: امام ابوحنیفہؒ است کہ نزدوے وقت ظہر بجز فیٔ اصلی دومثل است ثبوت ایں باحادیث صحیحہ ارقام فرمایند؟ (۱)

الجواب

علامہ شامیؒ گفتہ:

إن الأدلة تكافئت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كمايعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية، الخ. (۲)

أقول: وقداستدل شارح المنية لقول الإمام بحديثين صحيحين حيث قال: وله حديث أبی هريرةؓ عنه عليه الصلوة والسلام: إذااشتدالحر فأبردوابالصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم. (رواه الستة)

وعن أبی ذرؓ قال: كنا مع النبی صلی الله عليه وسلم فی سفر فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له: أبرد، ثم أراد أن يؤذن فقال له: أبرد، حتی ساوی الظل التلول، فقال النبی صلی الله عليه

---

(۱) خلاصہ سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کا وقت سایۂ اصلی کے علاوہ دومثل تک ہے، اس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے کیا ہے، واضح فرمائیں؟ انیس

(۲) ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۳۳، ظفير

(۳) غنية المستملی، ص: ۲۲۶، ظفير
والحديث فی صحيح البخاری، باب الإبراد بالظهر فی السفر (ح: ۵۳۹) انيس

(۴) شارح منیہ لکھتے ہیں:

وجه الاستدلال بالحديث الأول: أن شدة الحر فی ديارهم اذاكان ظل الشیء مثله وبالثانی بأنه صرح بأن الظل قد ساوی التلول ولاقدريدرک لفیٔ الزوال ذلک الزمان فی ديارهم فثبت أنه عليه الصلوٰة والسلام صلی الظهر حين صار ظل الشیٔ مثله. (غنية المستملی، ص: ۲۲۶، ظفير)

خلاصہ جواب: علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ دومثل تک ظہر کا وقت رہنے پر دلائل بہت ہیں، اور امام صاحب کی دلیل کا ضعف ظاہر نہیں ہے بلکہ ان کے دلائل بھی قوی ہیں جیسا کہ شرح منیہ وغیرہ بڑی کتابوں کی مراجعت سے معلوم ہوتا ہے، اور شارح منیہؒ نے امام صاحب کے قول کے لئے دوصحیح حدیثوں سے استدلال کیا ہے، جس میں ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے ''إذااشتدالحر الخ'' جوصحاح ستہ میں ہے، اور دوسری حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ''قال كنا مع النبی صلی الله عليه، الخ'' جوبخاری میں ہے، پھر شارح منیہؒ نے دونوں حدیثوں سے استدلال کی وجہ کو بیان کیا ہے۔ انیس

وسلم:إن شدة الحر من فيح جهنم. (رواه البخارى) (۳)

ثم بين وجه الإستدلال بالحديثين فراجعه. (۴) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۵۵-۵۶)

وقت ظہر کی تحقیق:

سوال: جناب کا جواب ملفوف آیا، مگر جواب کافی نہ ہونے سے خلجان قائم رہا، بندہ نے دریافت کیا تھا کہ حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرویۂ مؤطا امام محمدؒ (۱) " **صل الظهر إذا كان ظلك مثلك بصراحة النص مثبت إلى المثلين** " وقت ظہر ہے یا نہیں؟ آپ نے ایضاح الادلہ کے حوالہ پر موقوف کر دیا۔ لہٰذا ایضاح الادلہ میں دیکھا تو حدیث مذکور کی دلالت مفہوم نص یعنی دلالۃ النص بقاء وقت ظہر بعد مثل پر بتائی گئی ہے، چنانچہ عبارت بجنسہ یہ ہے، (ص:۱۳۳): " **صل الظهر إذا كان ظلك مثلك** " جس سے بشرط انصاف یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ بعد مثل بھی وقت ظہر باقی رہتا ہے۔ انتہیٰ (صفحہ:۱۳۴) مگر تحدید وقت ظہر مثلین تک حدیث مذکور سے نہیں نکلتی۔ (صفحہ:۱۳۸)

صلوٰۃ ظہر اس کا وقت یقینی گو ایک مثل تک ہے لیکن اگر کسی ضرورت یا غفلت کی وجہ سے کسی کو صلوٰۃ مذکور کا وقت یقینی میں ادا کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو اب یہی چاہئے کہ مابین مثلین اسکو ادا کرے، کیونکہ یہ وقت گو وقت محتمل ہے تاہم اور اوقات سے تو عمدہ ہے۔ (صفحہ:۱۴۶) یہ مطلب نہیں کہ وقت مذکور بالیقین وقت ظہر میں داخل ہے۔ اور جیسا بقاء وقت ظہر مثل تک یقینی ہے بعینہ ایسا ہی مثلین تک وقت ظہر باقی رہتا ہے بلکہ وقت ظہر یقینی تو مثل تک ہے۔ (صفحہ:۱۴۷) ہم نہیں کہتے کہ یہ مذہب ٹھیک نہیں، ہم تو خود اس قول کی صحت کے مقر ہیں۔ (صفحہ:۱۴۷) روایت حضرت ابو ہریرۃ وابو ذر رضی اللہ عنہما وغیرہما احادیث متعددہ سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ وقت ظہر میں زیادتی کی گئی اور نیز مولانا مدظلہ درس تقریر ترمذی منقولہ مولوی اصغر حسین میں فرماتے ہیں ان احادیث سے صراحت نہیں نکلتی بخلاف حدیث جبرئیل کے کہ وہ مصرح ہے۔ لہٰذا عمدہ یہ ہے کہ وقت ایک ہی مثل تک ہے اور نیز مولانا تھانویؒ الاقتصاد، صفحہ:۱۷، میں فرماتے ہیں: حدیث ابوذرؓ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ مکاتیب رشیدیہ، صفحہ/۲۲، میں بنام مولوی صدیق احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایت حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے، دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں۔

اور فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ/۱۴، میں الجواب اس عبارت بستان المحدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔

---

(۱) موطأ الإمام مالک برواية محمدبن الحسن الشيبانی،وقوت الصلاة (ح: ۱)انيس

لہٰذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک قوی اور معمول بہ اکثر فقہا ہے اور نیز نواب قطب الدین خان صاحب مرحوم تنویر الحق میں تحت حدیث ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا وقت ظہر کا دو مثل تک، دلالۃً۔ انتہیٰ اور مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری انتصار الحق میں فرماتے ہیں اور اس کلام حضرت ثناء اللہ پانی پتی " **وأما آخر وقت الظهر فلم يوجد في حديث صحيح ولا ضعيف أنه لايبقى بعد ظل كل شيء مثله ولهذا خالف أبا حنيفةؒ في هذه المسئلة صاحباه ووافقهما الجمهور**" کے اگر یہ معنیٰ ہیں صراحۃً یہ لفظ کسی حدیث میں مذکور نہیں کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر باقی رہتا ہے تو مسلم ہے اور ہم کو مضر نہیں۔ اس لئے صراحۃً مذکور نہ ہونا واسطے ثبوت کے نہ ضروری ہے، نہ ہمارا مدعا ہے۔

اور مولانا عبدالحیؒ صاحب مرحوم "**التعليق الممجد على مؤطا امام محمدؒ**" میں فرماتے ہیں:

"**والإنصاف في هذا المقام أن أحاديث المثل صريحة صحيحة وأخبار المثلين ليست صريحة في أنه لايدخل وقت العصر إلى المثلين. انتهى**"(۱)

حاصل یہ کہ حضرات اکابر کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ و نیز کوئی حدیث در بارۂ مثلین وقت ظہر میں بصراحۃ النص نہیں ہے۔ اگر چہ طرق ثلاثہ اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص سے حضرات فقہاء نے استشہاد و استنباط فرمایا ہے اور یہی توجیہ کلام حضرت مولانا گنگوہی علیہ الرحمۃ منقولہ مکاتیب رشیدیہ صفحہ: ۲۲ کہ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں اور منقولہ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۹۴ر قطعیت اور نفی صراحۃً مثلین ہوتی ہے۔ لہٰذا قول زید کا کہ حدیث مذکورہ در بارۂ توقیت ظہر الی المثلین بصراحۃ النص ہے، آپ کے نزدیک و نیز حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہ العالی کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ: ۶۴ر سوالات عشرہ کے جوابات: ۹ر میں یہ تحقیق فرمائی ہے کہ مسئلہ: ۹ر بخاریؒ نے روایت کی ہے:

"**عن أبي ذر رضي الله عنه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له: أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له: أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له: أبرد حتى ساوى الظل التلول**".(۲)

سنو کہ ٹیلوں کا سایہ جب مساوی ٹیلوں کے ہوتا ہے کہ ایک مثل سے بہت زیادہ ہو جاوے، جس کا دل چاہے

(۱) التعليق الممجد على موطأ الإمام محمد بن الحسن الشيباني، باب وقوت الصلاة: ۱/۱۶۵. انیس

(۲) الصحيح للبخاري كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في السفر (ح: ۵۱۴) انیس

مشاہدہ کرلیوے۔تو اگر بعد ایک مثل کے وقت باقی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت میں نماز پڑھی، یعنی ظہر کا وقت باقی تھا تو آپ نے بعد ایک مثل کے نماز پڑھی۔

بعد اس روایت صحیح کے طعن کرنا جہالت ہے، حضرت مولانا گنگوہیؒ کی اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مثل کے بعد ظہر کا وقت باقی رہتا ہے تو پھر دیگر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ وقت عصر کے داخل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور درمیان میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔لہٰذا دو مثل تک ظہر کا وقت باقی رہنا محقق اور بعد اس کے کہ حدیث بخاری سے ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد رہنا معلوم ہوا۔ یہ سوال کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً یا اشارۃً ، لا طائل ہے کیونکہ مفید وجوب سب ہیں، دلالۃً اور اشارۃً جو امر کسی نص سے ثابت ہوتا ہے وہ بھی ویسا ہی ہے جیسا صراحۃً ثابت ہو۔دیکھئے ضرب وشتم والدین کی جو آیت ''**وَلاتَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ**''(۱) سے دلالۃً ثابت ہے،حرمت ویسی ہے جیسے اف کہنا یا اس سے بھی زیادہ۔ پس یہ تحقیق کرنا کہ یہ ثبوت صراحۃً ہے یا دلالۃً الخ، لا طائل ہوا۔ باقی سب اقوال وعبارات وروایات اس مسئلہ کے متعلق آپ کے پیش نظر ہی ہیں۔ بار بار اسکے چھیڑنے کی کیا حاجت ہے۔اس قدر سمجھ لیجئے کہ یہ مسئلہ ثابت ہے اور طعن اس پر جہالت ہے۔ **كما قال المحقق الغنغوهي قدس سره العزيز فقط والله تعالىٰ أعلم** (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۵۷-۶۰)

ظہر کا صحیح وقت:

سوال: وقت ظہر مثلین تک رہتا ہے یا نہیں؟ مذہب مفتیٰ بہ میں اگر نہیں رہتا تو جو ظہر مثلین میں پڑھے تو قضا پڑھے یا ادا اور بعد مثل کے عصر اگر پڑھے تو ہو گی یا نہیں اور سایہ اصلی کی پہچان خلاصہ طور پر ایسے قاعدہ کلیہ سے کہ ہر جگہ وہ قاعدہ دل نشیں ہو ارقام فرماویں۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

---

(۱) سورۃ الإسراء:۲۳

(۲) (وأول وقت الظهر إذا زالت الشمس وآخر وقتها عند أبي حنيفة إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال)قال في الينابيع:وهذه رواية محمد،وهو الصحيح عند أبي حنيفة واختاره برهان الشريعة المحبوبي،وعول إليه النسفي،ووافقه صدر الشريعة،ورجح دليله وفي الغياثية:وأول وقت العصر كل شيء مثليه وهو المختار.الخ.(كتاب التصحيح والترجيح على كتاب مختصر القدوري،أول كتاب الصلاة:۱/۱۵۳،دار الكتب العلمية.انيس)

كذا في ردالمحتار كتاب الصلوٰة:۱/۳۶۹، دار الفكر بيروت.انيس

(۳) فيء الزوال:الظل الذي يكون بعد منتصف النهار جهة الغرب./الفيء:مابعد الزوال من الظل.(معجم ديوان الأدب،ومن المضاعف:۴/۱۴۷)...

==

ظہر میں دونوں قولوں پر فتویٰ دیا گیا ہے، جس پر عمل کر لے گا درست ہے،(۲) اور سایہ اصلی (۳) کا ایسا قاعدہ جو ہر جگہ موافق ومطابق ہو مجھے معلوم نہیں۔ فقط (تالیفات رشیدیہ:۲۵۳-۲۵۴) ☆

ظہر کا وقت گرمیوں میں کیا ہے:

سوال: آج کل گرمیوں میں ظہر کا وقت کتنے بجے ہوتا ہے، ہماری مسجد میں سوا دو بجے ظہر کی نماز ہوتی ہے، جیٹھ، اساڑھ میں ظہر کی جماعت کتنے بجے ہونی چاہئے؟

== الفیء لایسمی فیئاً إلابعد الزوال إذافاء ت الشمس،أی إذارجعت إلی الجانب الغربی فمافاء ت منه الشمس وبقی ظلاًفهوفیء والفیء شرقی الظل غربی وإنمایدعی الظل من أول النهارإلی الزوال ثم یدعی فیئا بعدالزوال إلی اللیل.(تهذیب اللغة،باب الظاء واللام: ١٤/ ٢٥٦)انیس)

☆ **ملفوظ متعلق وقت ظہر:**

مثل اول اور سایہ اصلی متفق علیہ ہے، اور سارا وقت کامل ہے۔ کچھ نقصان اس میں نہیں تو سارے وقت میں نماز ظہر بلا کراہت تنزیہ ادا ہوتی ہے، لازم ہے کہ اس وقت میں فارغ ہو لیوے۔(والثانی وقت الظهر وأول وقته بعد الزوال بلاخلاف ،وآخروقته إلی أن یصیرظل کل شیء مثله فی قول أبی یوسف ومحمد وأبی عبدالله،وفی قول أبی حنیفة أن یصیرظل کل شیء مثلیه.(النتف فی الفتاویٰ،کتاب الصلاۃ:۳۸،دارالکتب العلمیة.انیس)

(وأول وقت الظهرإذازالت الشمس وآخروقتهاعند أبی حنیفة إذاصارظل کل شیء مثلیه سوی فیء الزوال)قال فی الینابیع:وهذه روایة محمد،وهوالصحیح عند أبی حنیفة واختاره برهان الشریعةالمحبوبی،وعول إلیه النسفی،ووافقه صدرالشریعة،ورجح دلیله وفی الغیاثیة:وأول وقت العصرکل شیء مثلیه وهوالمختار.الخ.(کتاب التصحیح والترجیح علی کتاب مختصرالقدوری،أول کتاب الصلاۃ: ١/ ١٥٣،دارالکتب العلمیة.انیس))

مثل اول کا نصف ثانی مکروہ ہونا کسی نے نہیں لکھا اور جب سایۂ اصلی اور مثل اول نکل گیا تو وقت مختلف فیہ آ گیا، ایسے میں نماز ہرگز نہ ادا کرے۔ پس بہتر یہ ہے کہ اول مثل میں فارغ ہو جاوے۔(والأحسن مافی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لایؤخرالظهرإلی المثل وأن لایصلی العصرحتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیاللصلاتین فی وقتهما بالإجماع.اه.(اللباب فی شرح الکتاب،کتاب الصلاۃ: ١/ ٥٦.انیس)

ابراد کے واسطے قدر ایک نصف مثل اول کے کافی ہے۔ باقی قید گھنٹہ کی اول تو گھنٹہ ہر موسم کا مختلف ہے۔ دوسرے بندہ نے اس کا حساب بھی نہیں کیا۔ اپنا عمل درآمد یہ ہے کہ جاڑے میں ایک بجے کے قریب فارغ ہوتے ہیں اور اس موسم میں دو بجے دن کے فارغ ہوتے ہیں۔ پس ایسا ہی آپ مقرر کر دیویں اور غوغائے عوام پر خیال نہ فرماویں کہ ان کی اطاعت میں ہرگز انتظام نماز جماعت کا نہ ہووے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برادر عزیز مولوی محمد صدیق صاحب مدفیوضہم السلام علیکم! وقت مثل بندہ کے نزدیک زیادہ قوی ہے۔ روایات حدیث سے ثبوت مثل کا ہوتا ہے۔ دو مثل کا ثبوت حدیث سے نہیں، بناء علیہ ایک مثل پر عصر ہو جاتی ہے گو احتیاط دوسری روایت میں ہے۔ فقط والسلام (تالیفات رشیدیہ:۲۵۹)

(۱) ووقت الظهرمن زواله.(تنویرالابصارمتن الدرالمختار، کتاب الصلوٰۃ: ١/ ٣٥٩،دارالفکربیروت.انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

جاڑوں اور گرمیوں میں ہر ایک موسم میں ظہر کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوکر دومثل تک رہتا ہے، (۱) اور زوال آفتاب قریب ساڑھے بارہ بجے کے ہوتا ہے۔ پس ظہر کا وقت ساڑھے بارہ سے تین بجے کے بعد تک رہتا ہے، جیٹھ اور اساڑھ (مئی وجون) میں اور بھی دیر تک رہے گا۔

الحاصل ظہر کا وقت تو ایک بجے سے بھی کچھ پہلے ہی سے ہوجاتا ہے، مگر گرمیوں میں حکم دیر میں پڑھنے کا ہے، یعنی تاخیر کرنا ظہر کا مستحب ہے۔ (۱) دو بجے سے تین بجے تک آج کل ظہر کا اچھا وقت ہے۔ اڑھائی بجے یا پونے تین بجے یا تین بجے تک ریلوے ٹائم سے ظہر پڑھیں تو یہ اچھا وقت ہے، اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور سوا دو بجے اور اڑھائی بجے بھی اچھا وقت ہے۔ الغرض دو بجے سے تین بجے تک سب اچھا وقت ہے، جس وقت چاہیں نماز پڑھیں، جھگڑا کرنے کی کچھ بات نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۶۵-۶۶)

موسم گرما میں نماز ظہر کا وقت:

سوال: گرمیوں کے موسم میں ظہر کی نماز کا مستحب وقت کونسا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم گرما میں کس وقت ظہر کی نماز پڑھی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

واضح ہو کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں ایسے وقت پڑھنا مستحب ہے کہ گرمی کی شدت کم ہوجائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظہر کو گرمی میں مؤخر کر کے پڑھتے تھے اور آپ نے مؤخر کرنے کا حکم بھی فرمایا۔

بخاری میں ابو ہریرہ وابن عمرؓ سے روایت ہے:

عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ قال: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰۃ فإن شدۃ الحر من فیح جھنم. (بخاری شریف جلد:۱)(۲)

---

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ: ۱/۳۶۶، دارالفکر بیروت

عن أبی ھریرۃ أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰۃ فإن شدۃ الحر من فیح جھنم. (سنن الدارمی، باب الإبراد بالظھر (ح: ۱۳۴۱)/موطأ الإمام مالک، باب النھی عن الصلاۃ بالھاجرۃ، عن عطا بن یسار (ح: ۲۷)/وعن أبی ھریرۃ (ح: ۲۸) والبخاری فی الصحیح عن أبی ھریرۃ وعبد اللّٰہ بن عمر، بالإبراد بالظھر فی شدۃ الحر (ح: ۵۳۳) وعن أبی ذر (ح: ۵۳۵)/ومسلم فی صحیحہ، باب استحباب الإبراد بالظھر فی شدۃ الحر (ح: ۶۱۵) انیس)

(۲) الصحیح للبخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الإبراد بالظھر فی شدۃ الحر (ح: ۵۱۰) انیس

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہوتو نماز کوٹھنڈی کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے (یعنی اس لپٹ سے بچنا چاہیے)۔

وعن أبی سعید قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أبردوا بالظھر فإن شدۃ الحر من فیح جھنم". (رواہ البخاری، ج: ۱) (۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کوٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے۔

وعن أبی ذر قال: أذن مؤذن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الظھر فقال: أبرد أبرد أو قال انتظر انتظر، وقال: شدۃ الحر من فیح جھنم فإذا اشتد الحر فأبردوا عن الصلوٰۃ حتی رأینا فیء التلول". (رواہ البخاری، ج: ۱) (۲)

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے ظہر کی اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر، یا فرمایا، انتظار کر، انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ ہے، تو جب گرمی سخت ہوتو نماز کو ٹھنڈا کیا کرو ،ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ اسی طرح آپ نے اتنی تاخیر فرمائی کہ ہم نے ریگ کے تودوں کا سایہ دیکھ لیا۔

قسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ تلول اس کو کہتے ہیں کہ زمین پر ریگ، مٹی وغیرہ جمع ہوجاوے اور بچھی ہوئی سی ہوتی ہے، اکثر بلند نہیں ہوتی اور اس کا سایہ تاوقتیکہ ظہر کے وقت کا اکثر حصہ نہ گزر جائے، نہیں ظاہر ہوتا۔ (۳)

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ظہر کی نماز شدت گرما کے زمانے میں مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے، امام بخاریؒ نے بھی اسی لئے باب اس طرح منعقد کیا ہے: "**باب الإبراد بالظھر فی شدۃ الحر**" اور پھر ان حدیثوں کو لا کر گویا ترجمہ کو اچھی طرح ثابت کر دیا۔ اسی واسطے ہمارے فقہاء حنفیہ نے گرمی میں تاخیر ظہر کو مستحب کہا ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

ویستحب الإبراد بالظھر فی الصیف. (۴)

---

(۱) کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الإبراد بالظھر فی شدۃ الحر (ح: ۵۳۸) انیس

(۲) کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الإبراد بالظھر فی شدۃ الحر (ح: ۵۱۱) انیس

(۳) والتلول جمع تل بفتح المثناۃ وتشدید اللام: کل ما اجتمع علی الأرض من تراب أو رمل أو نحو ذلک، وھی فی الغالب منبطحۃ غیر شاخصۃ فلا یظھر لھا ظل إلا إذا ذھب أکثر وقت الظھر. (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الإبراد بالظھر فی السفر (ح: ۵۱۴) انیس)

(۴) مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح، کتاب الصلوٰۃ: ۲۰۹/۱، انیس

(۵) الدر المختار علی صدر ردالمحتار: ۳۶۶/۱، دار الفکر بیروت. انیس

(و) یستحب (تأخیر ظھر الصیف للإبراد). (درر الحکام شرح غرر الحکام، وقت التراویح: ۵۲/۱. انیس)

درمختار میں ہے:

والمستحب تأخير ظهر الصيف. (۵)

اسی طرح اور بھی کتب فقہ میں ہے اور تاخیر کی حد یہ ہے کہ ایک مثل سایہ ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے، جب تک ایک مثل سایہ نہ ہو تاخیر کا اختیار ہے اور بخاری کی روایت فئ التلول اس کی مؤید ہے۔

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح: خادم حسن عفی عنہ، مدرس مدرسہ عبدالرب۔ محمد وصیت علی، مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ محمد ابراہیم دہلوی (واعظ) (کفایت المفتی: ۳/۳۶-۳۷) ☆

ظہر کا وقت ایک مثل تک رہنے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے رجوع کیا یا نہیں:

سوال: رجوع امام صاحبؒ بمذہب ائمہ ثلاثہ وصاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ ایک مثل ظہر ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

رجوع امام صاحب رحمہ اللہ کا بندہ کو معلوم نہیں، بلکہ خود امام صاحب رحمہ اللہ کی روایت اس باب میں موجود ہے اور یہی مذہب صاحبین کا ہے۔ لہذا یہ مذہب قوی ہے، مگر رجوع کی روایت بندہ کو معلوم نہیں۔ (۱)

☆ **موسم گرما میں ظہر کا آخری وقت:**

سوال: موسم گرما مثلاً آج کل کی گرمی میں ظہر کی نماز کی ادائیگی کا وقتِ آخر کیا ہے؟

الجواب

ظہر کا وقت صاحبینؒ کے نزدیک ایک مثل کے ختم ہونے تک ہے اور امام صاحبؒ کی ظاہر روایت میں دو مثل کے ختم ہونے تک، یہ وقت چونکہ بدلتا رہتا ہے اس لیے مساجد میں جو نقشہ اوقات لگا رہتا ہے اس میں ہر دن کا وقت دیکھا جا سکتا ہے۔ ((وقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما. (الدرالمختار)

(قوله: إلى بلوغ الظل مثليه): هذا ظاهر الرواية عن الإمام نهاية، وهو الصحيح. بدائع. (ردالمحتار: ۳۵۹/۱، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة) كذا في بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۲/۱. انيس) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۳/۲۰۹-۲۱۰)

(۱) (والظهر من الزوال إلى بلوغ الظل مثليه سوى الفئ) أي وقت الظهر... وأما آخره ففيه روايتان عن أبي حنيفة: الأولى رواها محمد عنه ما في الكتاب، والثانية رواية الحسن: إذا صار ظل كل شئ مثله سوى الفئ وهو قولهما. (البحرالرائق شرح كنزالدقائق، كتاب الصلوٰة: ۲٤٥/۱. انيس)

وروى الحسن عن أبي حنيفة أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي. (بدائع الصنائع، فصل شرائط أركان الصلاة: ۱۲۲/۱. انيس)

لہٰذا اگر حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو حرج نہیں، اگر چہ احوط عصر کا بعد دو مثل کے اور ظہر کا قبل ایک مثل کے پڑھنا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۲۵۴)

ظہر کی نماز مثل ثانی میں پڑھنا خلاف استحباب اور خلاف احتیاط ہے:

سوال: ایک مسئلہ ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شدید سردیوں میں مثل ثانی سوا دو بجے شروع ہو جاتی ہے اور اس پر کچھ حوالہ جات بھی درج ہیں، نیز سائل نے مثل ثانی میں نماز پڑھنے کو خلاف استحباب ثابت کیا ہے۔ جناب حضرت مفتی صاحب نے یوں جواب تحریر فرمایا ہے، آپ صاحبان اپنی رائے سے تشفی فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

(السائل: شیر محمد......۱۲/۱۰/۱۹۷۸ء)

الجواب

یہ عبارات محولہ درست ہیں ان عبارات کی بنا پر مثل ثانی میں نماز پڑھنا خلاف استحباب اور خلاف احتیاط ہے، البتہ ڈھائی بجے مثل ثانی کا داخل ہونا قابل غور ہے، نیز گرمی اور سردی کے موسموں میں فرق فیٔ الزوال میں ہوتا ہے نہ کہ سایۂ زائدہ میں۔(۱) **فافهم** (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۶۴)

مثل ثانی تک تاخیر ظہر میں کراہت کی تحقیق:

سوال: ہمارے فوجی ملازمین کو سردیوں میں دو بجے چھٹی ہوتی ہے، مثل اول میں جماعت کے لئے پہنچنا دشوار ہے، امام صاحب غیر ڈیوٹی والے نمازیوں کے ساتھ مثل اول میں نماز پڑھ لیتے ہیں، امام صاحب کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت اگر چہ مثلین تک بروایت مشہور رہتا ہے، لیکن مثل اول میں نماز پڑھنا بوجوہ مندرجہ ذیل ضروری ہے۔

(۱) سردیوں میں تعجیل مستحب ہے جو کہ مثل اول کا نصف اول ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص:۱۵۱، وکفایہ شرح ہدایہ ص۴۵)

(۲) مثل ثانی وقت مختلف فیہ ہے حتی کہ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت کے مطابق یہ وقت مہمل ہے۔ (کبیری، ص:۲۲۵، ج۱۔ شامی ص۲۵۱، کفایہ ص۴۵، وغیرہا)

---

(۱) قال العلامة ابن نجيم: (والظهر من الزوال إلىٰ بلوغ الظل مثليه سوى الفئ) أى وقت الظهر أما أوله فمجمع عليه لقوله تعالىٰ: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ أى لزوالها وقيل لغروبها واللام للتأقيت ذكره البيضاوى، وأما آخره ففيه روايتان عن أبى حنيفة، الأولىٰ رواها محمد عنه ما فى الكتاب، والثانية رواية الحسن، إذا صار ظل كل شئ مثله سوى الفئ وهو قولهما والأولىٰ قول أبى حنيفة. قال فى البدائع: انها المذكورة فى الأصل وهو الصحيح وفى النهاية أنها ظاهر الرواية عن أبى حنيفة وفى غاية البيان وبها أخذ أبوحنيفة وهو المشهور عنه وفى المحيط والصحيح قول أبى حنيفة وفى الينابيع وهو الصحيح عن أبى حنيفة وفى تصحيح القدورى للعلامة قاسم أن برهان الشريعة المحبوبى اختاره وعول عليه النسفى ووافقه صدر الشريعة ورجح دليله. (البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۲٤٥/۱)

نیز رجوع الی المثل ثابت ہے۔جیسا کہ مجموعہ فتاویٰ عبدالحئی،ص:۲۳۹،ج:۱،میں ہے:

نعم هو ثابت بتصريح جمع من الفقهاء،الخ.

اور فیض الباری شرح بخاری،ص:۹۴،ج:۲،میں ہے:

رجوع الإمام إلى هذه الرواية،الخ.

اور موطا امام محمد میں بین السطور،ص:۴۵ میں ہے:

قدذكر جمع من الفقهاء رجوعه منه إلى المثل.

(۳) کتب ظاہر الروایۃ میں ظہر کے آخر وقت کی روایت نہیں ملتی۔

وفي البدائع،ص: ١٢٢،ج: ١: إن آخر الوقت لم يذكر في ظاهر الرواية فإذاخلت هذه الكتب الستة عن ذكر آخر الوقت،علم أنه لم يجيء في ظاهر الرواية،الخ. (فيض الباری،ص: ١٢٢،ج:٦)

(۴) نورالایضاح میں ہے:

مع مراعاة الوقت المستحب،الخ.وفي الحاشية:أفادأنه لايجوز التأخير عن الوقت المستحب إلى المكروه مطلقًا،آه. (۱)

وفي الطحطاوي،ص: ١١٧.وفي الدر المختار مراعيا لوقت الندب.

وفي كتاب الفقه على المذاهب الأربعة مع المحافظة على قدر الفضيلة.

(٥) وفي ط عن الحموي عن الخزانة:الوقت المكروه في الظهر أن يدخل في حد الاختلاف وإذا أخره حتى صار ظل كل شيء مثله فقد دخل في حد الاختلاف. (ردالمحتار،ص:۲۵۳، وطحطاوی ص ۱۰۷،وغایۃ الاوطار،ص:۱۷۶)

بوجوہ مندرجہ بالا وغیرہا علماء احناف نے فیصلہ یہ فرمایا ہے کہ نماز ظہر مثل اول سے مؤخر نہ کی جائے اور عصر مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے۔

قال المشائخ: ينبغي أن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين ولايؤخر الظهر إلىٰ أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيها.آه. (كبيري،ص: ٢٢٥،ومعناه في رد المحتار،ص: ٢٥١،ج: ١،ومراقي الفلاح،ص: ١٠٤،والتنقيح الضروري شرح القدوري:ص: ٢٠،وغيرها)

کیا مع مذکورۃ الصدر مجبوری کے اور امام صاحب کے بیان کے دوسرے مثل میں جماعت کا اہتمام کر سکتے ہیں اگر کر سکتے ہیں تو بالدلائل بیان فرمائیں؟ نیز ہر نمبر کی توثیق یا تردید واضح الفاظ میں تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ———————— باسم ملهم الصواب

---

(۱) نور الإيضاح،كتاب الصلوٰة،باب الأذان ،حكم الأذان والإقامة.انيس

تحقیق مذکور میں دو امور کی وضاحت ضروری ہے۔

(۱) حضرت امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رجوع الی قول المثل اگر چہ منقول عن البعض ہے، مگر اس کا ظن غالب نہیں، اگر یہ امر غلبہ ظن کے درجہ میں ثابت ہوتا تو مشائخ اس میں اختلاف نہ فرماتے، حالانکہ دونوں اقوال کی مساوی طور پر تصحیح وترجیح مشائخ سے منقول ہے۔

إن الأدلة تكافأت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كما يعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية. (۱)

وقد قال في البحر: لايعدل عن قول الإمام إلیٰ قولهما أوقول أحدهما إلا لضرورة من ضعف دليل أو تعامل بخلافه كالمزارعة و إن صرح المشائخ بأن الفتویٰ علیٰ قولهما كماهنا ... وقال أيضاً: وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولیٰ التأخير أم لا، والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۱/۳۳۳)

شفق احمر وابیض کی بحث کے تحت فتح الملہم میں ہے:

ومافي الدر المختار أن الإمام رجع إلیٰ قول صاحبيه فقال العلامة قاسم في تصحيح

---

(۱) لهما إمامة جبرئيل عليه السلام في اليوم الأول حيث صلى العصر حين صار ظل كل شيء مثله، وله حديث أبي هريرة عنه عليه السلام إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة فإن شدة الحر من فيح جهنم، رواه الستة، وعن أبي ذر قال: كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فأراد المؤذن أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد ثم أراد أن يؤذن فقال له أبرد حتى ساوى الظل التلول فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن شدة الحر من فيح جهنم رواه البخاري في باب الأذان للمسافرين، وجه الاستدلال بالحديث الأول أن شدة الحر في ديارهم إذا كان ظل الشيء مثله وبالثاني بأنه صرح بأن الظل قد ساوى التلول ولاقد يدرك لفيء الزوال ذلك الزمان في ديارهم فثبت أنه عليه السلام صلى الظهر حين صار كل الشيء مثله ولا يظن به أنه صلاها في وقت العصر فكان حجة على أبي يوسف ومحمد وإن لم يكن حجة على من يجوز الجمع في السفر على ان إمامة جبرئيل في اليوم الثاني حجة على الكل حيث صلى فيه الظهر حين صار الظل مثله بقي أن يقال هذا إنما يفيد عدم خروج وقت الظهر ودخول وقت العصر بصيرورة الظل مثلا ولا يقضي ما بين المثل والمثلين وقت للظهر دون العصر وهو المدعي والجواب أنه قد ثبت بقاء وقت الظهر عند صيرورة الظل مثلا نسخ الإمامة جبرئيل فيه في العصر إذ كل حديث روى مخالف الحديث إمامة جبرئيل ناسخ لما خالفه فيه لتحقق تقدمه على كل حديث روى في الأوقات لأنه أول ما علمه إياها وإمامته في اليوم الثاني في العصر عند صيرورته مثليه تفيد أنه وقته ولم ينسخ فيستمر ما علم ثبوته مع بقاء وقت الظهر إلى أن يدخل هذا المعلوم كونه وقتاً للعصر. (الحلبي الكبير شرح منية المصلي: ۲۲۷، دار سعادت باب عالي سنده مطبعه كتبخانه جهان نومرو. انيس)

(۲) كتاب التصحيح والترجيح على مختصر القدوري، أول كتاب الصلاة: ۱/۱۵۳، دار الكتب العلمية. انيس

القدوری: إن رجوعه لم يثبت لمانقله الكافة من لدن الأئمة الثلاثة إلى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول. (فتح الملهم، ص: ۱۹۵، ج: ۲) (۲)

(۲) مثل ثانی میں نماز ظہر کی کراہت کے قول میں متبادر کراہت تنزیہیہ ہے، اگرچہ مطلق کراہت سے کراہت تحریمیہ ہی مراد ہوتی ہے، مگر یہاں مثل ثانی کے قول کی چونکہ بہت سے مشائخ نے تصحیح فرمائی ہے۔ اس لئے کراہت تنزیہیہ متبادر ہے۔ بہر کیف امام کے لئے افضل یہی ہے کہ مثل ثانی شروع ہونے سے قبل ہی نماز پڑھا جائے، حکومت پر لازم ہے کہ ملازمین کو مثل اول کے اندر نماز پڑھنے کی اجازت دے۔

ہدایت: راولپنڈی میں یکم جنوری میں مثل اول دو بجکر اکاون منٹ پر ختم ہوتا ہے اور مثل ثانی تین بجکر اکتیس منٹ پر، دوسرے موسم میں اس سے بھی زیادہ دیر تک وقت رہتا ہے۔

لہذا سرکاری دفاتر سے دو بجے چھٹی ہونے کے بعد بھی ہر موسم میں نماز ظہر مثل اول میں جماعت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲ر۱۴۳۔۱۴۵)

عصر وظہر کے اوقات کے صحیح حدود:

سوال: شیخ الشیوخ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصفی شرح موطا میں درتحدید صلوٰۃ ظہر وعصر فرماتے ہیں:

مترجم گوید ابتدائے وقت ظہر زوال شمس است از وسط آسمان وآخر وقت اوانیست کہ باشد سایہ ہر چیزے مانند

(۱) المصفى شرح الموطأللإمام مالك (باللغة الفارسية): ۷۷، مطبع فاروقی دهلی. انیس

☆ عصر کا وقت:

اس وقت کی بڑی فضیلت ہے، اہم ترین نماز صلاۃ وسطیٰ صحیح قول کے مطابق عصر ہی کی نماز ہے۔ (درمختار: ۱ر۲۴۱)

جب ہر چیز کا سایہ اس کے سایہ اصلی کے علاوہ دو مثل ہو جائے تو عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور آفتاب غروب ہونے کے پہلے تک رہتا ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جس جگہ مثل دوم سے پہلے جماعت ہو جائے وہاں بھی مثل دوم گزرنے کے بعد ہی عصر پڑھے۔ (شامی واحسن الفتاویٰ)

آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر واپس آجائے تو عصر کا وقت لوٹ آئے گا، اور جب تک دوبارہ غروب نہ ہو عصر کا وقت رہے گا۔ (درمختار برشامی: ۱ر۲۴۱)

عصر کی نماز جاڑے، گرمی اور ہر موسم میں اتنا تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے کہ آفتاب میں تبدیلی آنے سے پہلے نماز ادا ہو جائے اور کسی کی رکعت چھوٹ جائے تو وہ بھی اس تبدیلی سے پہلے ادا ہو جائے۔ (درمختار مع شامی: ۱ر۲۴۶)

آسمان میں بادل ہو تو عصر کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے، تاکہ مکروہ وقت نہ داخل ہو جائے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۱ر۱۸۶) ==

قامت آں چیزے سوائے فئ زوال برہمیں منطبق است ابراد ولفظ عشی وز آنجا وقت عصر داخل می شود، الخ۔(۱)☆

(مترجم کہتا ہے کہ وقت ظہر کی ابتدا آفتاب کے وسط آسمان سے زوال سے ہوتی ہے اور اس کا آخر وقت وہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے مطابق ہو جائے سوائے سایۂ اصلی کے اور اسی پر منطبق ہوتا ہے، لفظ ٹھنڈا کرنے کا اور لفظ عشی کا اور وہیں سے عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے)

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں:

آنچہ از بعضی فقہا منقول است کہ بایں حدیث تمسک کردہ اند درآنکہ وقت عصر از مابعد المثلین شروع میشود وقبل از آں وقت ظہر است پس دلالت حدیث برآں ممنوع ست آری اگر لفظ مابین وقت العصر الی المغرب می بود گنجائش ایں استدلال می شد لفظ حدیث مابین صلوۃ العصر الی مغرب الشمس ست کہ صلوۃ العصر دراول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل گردد ومدار تشبیہ در مقالۂ مابین نماز عصر ست بروفق آنچہ معمول آں جناب بود تا وقت غروب وان کمتر از مابین ظہر وعصر می باشد گو از ابتداء وقت عصر تا غروب مساوی آں باشد واگر کسے بخاطر است کہ تشبیہ برائے تفہیم ست ودریں صورت تخیل لازم آید زیرا کہ صلوٰۃ عصر را تعینے نیست ہر کسے در وقتے از اوقات متسعہ می خواند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین ست گویم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین ست ومخاطبین وقت متعارف نماز آں جناب را می شناختند پس نسبت بایشاں بوجہ احسن تفہیم متحقق شد ودیگران را بسماع از ایشاں ایں معنی واضح شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ درمیان وقت معمول نماز عصر آں جناب فرمودہ است:

كان يصلي العصر والشمس في حجرتها لم يظهر الفيء بعد. (۱)

== آفتاب میں تبدیلی آنے کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب کو دیکھنے سے آنکھ کو حیرانی نہ ہو۔(درمختار) یعنی اس کی تیزی کم ہو جائے، اور یہ وقت آفتاب غروب ہونے سے تقریباً ۲۰ رمنٹ پہلے شروع ہوتا ہے۔

جب تک یہ تبدیلی آفتاب میں نہ آئے عصر کی ادا اور قضا سب نمازیں اس وقت پڑھ سکتے ہیں بلکہ دوسری قضا نمازیں بھی پڑھنا جائز ہے۔ اس تبدیلی کے بعد سے غروب آفتاب تک کوئی قضا نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگر اس دن عصر نہ پڑھی ہو تو صرف اس کو ضرور پڑھ لے یہ نماز ہو جائے گی۔(درمختار برشامی:۱/۲۴۹)

چھوڑنا سخت گناہ ہے، گرچہ اس وقت پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:۱/۱۸۶)

لیکن چھوڑنا اس سے بڑا گناہ ہے۔کسی نے عصر کی نماز مستحب وقت میں شروع کی اور مکروہ وقت میں پوری ہوئی تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔(درمختار وغیرہ)

عصر کی نماز پڑھنے کے درمیان آفتاب غروب ہو جائے پھر بھی نماز پوری کر لے نماز ہو جائے گی۔(شامی)

آفتاب کا کچھ حصہ غروب ہوا اور کچھ حصہ باقی ہوا اور عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے تو اس وقت بھی پڑھ لینا چاہئے مگر قصداً اس قدر تاخیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ یہ بڑے گناہ کی بات ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۳۴)(طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل:۱۷۴و۱۷۵۔انیس)

(۱) الصحيح للبخاری كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت العصر(ح: ۵۲۱) ولفظه: عن عروة عن عائشة قالت: كان النبی صلی الله عليه وسلم يصلی صلاة العصر والشمس طالعة فی حجرتها لم يظهر الفیء بعد.(انيس)

(۲) الموطأ للإمام مالك برواية محمد بن الحسن الشيبانی، باب التفسير (ح:۱۰۰۸) انيس

ومعلوم است کہ ایں بیان وتفسیر غیر از کسانے را کہ آں حجرہ مبارک را دیدہ باشند وبودن آفتاب را درآں حجرہ وظہور سایہ را دراں مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمی کند کذا اہذا ونیز باید دانست کہ آنچہ درکلام امام واقع شدہ کہ **ومن عجل العصر کان مابین الظهر إلى العصر أقل ممابين العصر إلى المغرب،** (۲) بظاہر مخدوش ست زیرا کہ موافق قواعد ظلال انقضاء مثل وقتے می شود کہ ربع النہار باقی می ماند دراکثر بلدان پس وقتیں مساوی باشد نہ زیادہ وکم ومیتوان توجیہ کرد کہ مراد از مابین الظہر مابین وقت المتعارف للصلوٰۃ ست یعنی زابتدائے وقت متاخر خصوصا درایام صیف کہ ابراد آں مستحب ست۔ واللہ اعلم

(اور جو کچھ بعض فقہا سے منقول ہے وہ اس حدیث سے تمسک کئے ہیں اس مسئلہ میں کہ عصر کا وقت مثلین کے بعد سے شروع ہوتا ہے اوراس کے پہلے ظہر کا وقت ہوتا ہے تو حدیث کی دلالت اس پر ممنوع ہے، ہاں اگر یہ لفظ ہوتا کہ ''عصر سے مغرب وقت تک'' تو اس استدلال کی گنجائش ہوتی۔ حدیث کے الفاظ ''عصر سے شروع غروب آفتاب تک کے ہیں کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی ہے کہ مدعا حاصل ہو اور تشبیہ کا مدار ہماری تقریر میں مابین نماز عصر ہے جس میں موافقت اس معمول کی ہے جو آنجناب کا تھا وقت غروب آفتاب تک اور وہ ظہر وعصر کے مابین سے کم ہوتا ہے گو کہ ابتداء وقت عصر سے غروب تک اس کے مساوی ہوتا ہے اور اگر کسی کے دل میں یہ ہے تو تشبیہ سمجھانے کے لئے ہے تو ایسی صورت میں تحقیق لازم آتی ہے، اس لئے کہ نماز عصر کا تعین نہیں ہے۔ ہر شخص کسی ایک وقت میں اوقات وسیعہ سے پڑھ لیتا ہے۔ بخلاف وقت عصر کے کہ فی نفسہ متعین ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تشبیہ مخاطبین کو سمجھانے کے لئے ہے اور مخاطبین آنجناب نماز کے وقت معروف کو جانتے تھے۔ بس ان کی نسبت کرتے ہوئے عمدہ طریقہ پر سمجھانا ہوا اور دوسروں کو اس کے سننے سے معنی معلوم ہوگئے۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر کے معمول کے متعلق فرماتی ہیں کہ آپ عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے جبکہ آفتاب آپ کے کمرہ میں ہوتا تھا اور ابھی وہ سایہ کہ ظاہر نہیں ہوا تھا اور معلوم ہے کہ یہ بیان اور تفسیر ان لوگوں کے سوا لوگوں کو جو حجرہ مبارکہ دیکھتے ہوں اور آفتاب کے اس حجرہ میں ہونے کو اور اس کے سایہ کو قیاس میں لائے ہوں فائدہ نہیں کرے گا۔ اسی طرح یہ ہے اور جاننا چاہئے کہ جو کچھ امام کے کلام میں واقع ہوا ہے کہ ''اور جس نے عصر کی جلدی کی تو وہ ظہر سے عصر تک کم وقت رکھے گا اس وقت سے جو عصر سے مغرب تک ہو۔'' بظاہر مخدوش ہے، اس لئے کہ سایہ کے قاعدوں کے مطابق ایک مثل کا انقضا اس وقت ہوتا ہے کہ دن کا چوتھائی حصہ باقی رہتا ہے، اکثر شہروں میں پس دونوں وقت مساوی ہوتے ہیں نہ زیادہ وکم اور اس کی وجہ بیان کرسکتے ہیں کہ مراد مابین الظہر سے نماز کے اوقات معروفہ کے مابین ہے۔ یعنی ابتداء وقت آخر سے خصوصا گرمی کے دنوں میں کہ اس کا ٹھنڈا کرنا مستحب ہے۔)

اور مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں:

''وأما آخر وقت الظهر فلم يوجد في حديث صحيح ولا ضعيف أنه لا يبقىٰ بعد مصير ظل كل

(۱) التفسیر المظهری، تفسیر سورة النساء (۱۰۳): ۲۲۷/۲. انیس

شیء مثله ولهذا خالف أباحنيفة في هذه المسئلة صاحباه ووافقا الجمهور". (۱)

اب گذارش ہے کہ مذہب ایک مثل ظہر میں اور بعد مثل عصر میں مفتیٰ بہ اور محقق و معمول بہ از روئے روایاتِ صحیحہ حسب ارشادات اکابرین محققین رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟

الجواب

وقت ظہر میں ایسا کرنا احتیاط ہے کہ ظہر بعد مثل کے نہ پڑھیں اور عصر قبل مثلین کے نہ پڑھیں اور امام صاحب کی ایک روایت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے اور بایں ہمہ مذہب مثلین پر اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس عبارت بستان محدثین اور تفسیر مظہری سے قطعیۃ اور نفی صراحۃ مثلین معلوم ہوتی ہے۔ لہذا مذہب مثلین مرجوح ہے اور ایک مثل قوی اور معمول بہ اکثر فقہا۔ فقط واللہ تعالی اعلم (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۴-۲۵۶)

طریق معرفت وقت ظہر وعصر ومغرب:

سوال: یہاں ظہر، عصر کے درمیان اور مغرب اور عشا کے درمیان وقت تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ اس وقت ہے جبکہ سورج کی بلندی اور مغرب کے بعد روشنی کا خیال کیا جائے ورنہ گھڑی کی اتباع سے تو کوئی مشکل نہیں، مثلا دوپہر کے وقت سورج کی اونچائی افق سے ایک نیزہ برابر ہوتی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دن غروب ہونے میں ایک گھنٹہ بھر رہ گیا ہے۔ آج کل پونے چار بجے سورج غروب ہوتا ہے ایک دو بجے کے وقت جس کو ظہر کا وقت سمجھنا چاہئے سورج اتنا نیچا معلوم ہوتا ہے جیسے عصر کا آخر وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر ظہر اور عصر میں فاصلہ کرنا ضروری ہے تو ظہر کس وقت پڑھی جائے اور عصر کتنی دیر اس کے بعد؟

الجواب

اس کے لئے ایک دن یا دو دن تھوڑا وقت صرف کرنا پڑے گا، گھڑی بھی اسی کے بعد رہبری کے لئے کافی ہوسکتی ہے، وہ کام یہ ہے کہ کسی دن جب فرصت ہو اور دھوپ ہو دوپہر سے پہلے بالشت دو بالشت کی برابر زمین کی سطح ہموار کر کے اس پر ایک خطِ مستقیم جنوباً، شمالاً کھینچ دیا جاوے قطب نما جو کہ شمالی سمت کو بتلاتا ہے، یہ اس کے لئے کافی ہوجاوے گا۔ اس کے بعد اس خط کے جنوبی نقطہ پر ایک باریک اور سیدھی لکڑی یا سینک یا لوہے کا تار سیدھا کھڑا کر دیا جاوے چونکہ دوپہر سے پہلے کا وقت ہوگا سایہ اس لکڑی کا عین خط پر نہ ہوگا بلکہ اس خط سے مغرب کی طرف قدرے مائل ہوگا۔ پھر وقتاً فوقتاً خط کی طرف آنا شروع ہوگا۔ حتی کہ بالکل اس خط پر منطبق ہوجاوے گا۔ اس وقت اس سایہ کے منتہا پر ایک نشان بنا کر اس سایہ کو کسی اور لکڑی وغیرہ سے ناپ لیا جاوے اور اس پیمانے کو محفوظ رکھا جاوے یہ وقت عین

دوپہر کا ہے۔اس کے بعد وہ سایہ مشرق کی طرف مائل ہونے لگے گا یہ ظہر کا اول وقت ہے۔پھر تھوڑی دیر کے بعد اس لکڑی کو جس کا سایہ ناپا تھا اس سطح پر سیدھا کھڑا کر کے دیکھتے رہیں اور جتنا سایہ عین دوپہر کے وقت تھا جس کا پیمانہ آپ کے پاس محفوظ ہے،اس پیمانہ کی برابر سایہ چھوڑ کر بقیہ سایہ کو دیکھئے خود اس سایہ دار لکڑی کی برابر ہو گیا یا نہیں؟ اگر نہ ہوا ہو پھر تھوڑی دیر میں دیکھئے جب برابر ہو جاوے یہ عصر کا اول وقت ہے،امام شافعیؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک، اور جب اس پیمانہ کے برابر سایہ چھوڑ کر اس سایہ دار لکڑی سے دوگنا سایہ ہو جاوے،وہ اول وقت عصر کا ہے،امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک۔

اور آپ کو گنجائش ہے،خواہ امام شافعیؒ کے وقت میں عصر پڑھ لیں،خواہ امام ابوحنیفہؒ کے وقت میں،جس وقت فرصت اور موقع ملے اور ان اوقات مذکورہ میں اپنی گھڑی میں وقت دیکھتے رہئے۔پھر اسی کے مطابق گھڑی دیکھ کر نمازیں ادا کرتے رہئے۔پھر ایک مہینے کے بعد اسی طرح سایہ دیکھ لیا جاوے کچھ تفاوت ہو جاوے گا۔اس کو بقید ماہ شمسی ضبط کرتے رہئے۔آپ کے پاس ایک مفید اور کارآمد جنتری ہو جاوے گی۔یہ عصر کے وقت کی شناخت اور ضبط کا طریقہ ہے۔(۱)

(تتمہ خامسہ صفحہ ۴۱۹) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۵۲-۱۵۳)

ظہر اور عصر کے وقت کی تحقیق:

سوال: حنفیہ کے نزدیک انتہائے وقت ظہر کہاں تک ہے،ایک مثل تک یا دو مثل تک،یعنی نماز ظہر کب سے قضا پڑھنی چاہئے اور نماز عصر کس وقت پڑھنی چاہئے؟

الجواب

امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر روایت جو اکثر متون میں منقول ہے وہ یہی ہے کہ ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو کر دو مثل سایہ ہونے تک باقی رہتا ہے۔

اور اس روایت کو بدائع ومحیط و ینابیع میں صحیح اور غیاثیہ میں مختار بتایا ہے اور اسی کو امام محبوبی نے اختیار کیا ہے اور امام نقی اور امام صدر الشریعۃ نے اس پر اعتماد کیا ہے،لیکن خود امام صاحبؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مثل تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور دوسرے مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور یہ مذہب امام ابو یوسف اور امام محمد اور امام زفر

(۱) شرح الوقایة،کتاب الصلاة،المواقیت: ۱/۱۲۰-۱۲۲،المطبع الیوسفی لکناؤ/الدر المختار مع رد المحتار، مطلب فی تعبده علیه الصلوٰة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۸۹،دار الفکر۔انیس

(۲) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،فصل شرائط أركان الصلاة: ۱/۱۲۲/ ==

اور ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ) کا ہے اور امام طحاوی نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور غرر الاذکار میں اسے ماخوذ بہ اور برہان میں اسے اظہر کہا ہے اور فیض میں لکھا ہے کہ اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، انتھیٰ۔ یہ تمام مضمون درمختار اور ردالمحتار میں موجود ہے۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلے میں مشائخ مذہب کا اختلاف ہے اور تصحیح اور فتویٰ بھی مختلف ہے۔ بعضوں نے دو مثل کے قول کو ترجیح دی اور بعضوں نے ایک مثل کی روایت کو مختار اور مفتی بہ بتایا، ان دو قولوں اور دو روایتوں کے علاوہ امام صاحب سے ایک تیسری روایت اور بھی ہے، وہ یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور اس روایت کو شیخ الاسلام نے بہ نظر احتیاط پسند کیا ہے کہ اس میں دونوں نمازیں باتفاق ائمہ اپنے اپنے وقت میں بے تردد صحیح ہو جائیں گی۔ (۱) فقط واللہ اعلم (کفایت المفتی: ۶۳/۳)

ابتداء وقت عصر عند الامام:

سوال: امام اعظمؒ کے نزدیک ایک مثل پر عصر کا وقت ہو جانے کی روایت معتبر اور مفتی بہ ہے یا دو مثل کی یا دونوں

== المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۲۷٤/۱/الفتاویٰ الغیاثیة، کتاب الصلاة من الفتاویٰ، فصل: ۲۱، المطبعة الأمیریة بولاق/مختصر الوقایة، أول کتاب الصلاة: ۱۱، المطبوع فی الهند/شرح الوقایة معه عمدة الرعایة، أول کتاب الصلاة: ۱۲۰، المطبع الیوسفی لکناؤ/الدر المختار مع ردالمحتار مطلب فی تعبده علیه الصلوٰة والسلام قبل البعثة: ۳۸۹/۱، دار الفکر، انیس

(۱) (وقت الظهر من زواله) (إلیٰ بلوغ الظل مثلیه) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوی: وبه نأخذ، و فی غرر الأذکار: وهو المأخوذ به، وفی البرهان: وهو الأظهر، ... وفی الفیض: وعلیه عمل الناس الیوم، وبه یفتیٰ. (الدر المختار)

وفی الشامیة: (قوله إلیٰ بلوغ الظل مثلیه) هٰذا ظاهر الروایة عن الإمام ''نهایة'' وهو الصحیح ''بدائع، ومحیط وینابیع''، وهو المختار ''غیاثیة'' واختاره الإمام المحبوبی، الخ. وفی روایة عنه أیضًا: أنه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر إلا بالمثلین، ذکرها الزیلعی وغیره، الخ.

والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلی المثل، وأن لا یصلی العصر حتیٰ یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالإجماع. (ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳۵۹/۱، ط: سعید کمپنی)

(۲) (وقت الظهر من زواله) (إلیٰ بلوغ الظل مثلیه) وعنه مثله وهو قولهما، الخ، وبه یفتیٰ. (الدر المختار)

(قوله إلیٰ بلوغ الظل مثلیه) هٰذا ظاهر الروایة عن الإمام، نهایة، وهو الصحیح. (بدایع، ومحیط، وینابیع) وهو المختار (غیاثیة) واختاره الإمام المحبوبی الخ وفی روایة عنه أیضاً أنه بالمثل یخرج وقت الظهر ولا یدخل وقت العصر إلا بالمثلین ذکرها الزیلعی وغیره الخ. (ردالمحتار: أول کتاب الصلوٰة: ۳۳۲/۱، ظفیر)

(۳) اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الصلاة: ٥٦/۱. انیس

فتوے دینے اور عمل کرنے میں ایک درجہ کی معتبر اور صحیح ہیں؟

الجواب

حنفیہ کا فتویٰ ہر دو قول پر ہے۔(۲) لیکن احوط دو مثل پر عصر کو پڑھنا ہے اور اسی پر ہمارے مشائخ کا عمل ہے۔(۳) فقط

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۲/۴۳)

وقت عصر اور مثل و مثلین کی بحث:

سوال: یہاں ایک مسجد کے امام جو حنفی ہونے کے مدعی ہیں نماز عصر دو گنے سایہ کے بعد ادا کرتے ہیں، چونکہ مقتدی اکثر شوافع ہیں وہ چاہتے ہیں کہ عصر کی نماز ایک مثل پر ہو۔ چنانچہ پیش امام سے درخواست کرتے ہوئے ان کی توجہ صاحبینؒ کے قول کی طرف مبذول کرائی گئی مگر آپ نہیں مانتے۔ آیا مذہب امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ میں عصر کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور عند الحنفیہ ایک مثل پر عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

الجواب

صاحبینؒ کا مذہب یہ ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہوجاتا ہے اور ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی ہے اور ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور درمختار میں کہا کہ یہی ماخوذ بہ ہے اور اسی پر عمل ہے اور مفتی بہ ہے۔(۱)

لیکن علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے کہ ظاہر الروایۃ امام صاحب سے یہ ہے کہ عصر کا وقت دو مثل پر شروع ہوتا ہے اور بدائع وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے۔

"(قوله: أى بلوغ الظل مثليه) الخ ،هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهاية ، وهوالصحيح، بدايع،ومحيط، وينابيع) وهو المختار ، غياثية ، واختاره الإمام المحبوبى وعول عليه النسفى وصدرالشريعة،الخ". (۲)

الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ احوط امام صاحب کا مذہب ہے اور ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھنے میں شبہ قبل از وقت نماز ہونے کا ہے اور دو مثل پر باتفاق ائمہ نماز صحیح ہے، اور شوافع کے مذہب میں بھی اس میں کچھ کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا شوافع کو امام حنفی کو مجبور نہ کرنا چاہئے کہ ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھے کیونکہ دو مثل تک تاخیر میں شوافع کے نزدیک بھی کراہت نہیں آتی اور باتفاق نماز صحیح ہوجاتی ہے۔ بخلاف ایک مثل پر پڑھنے کے کہ اس میں موافق ظاہر

(۱) (وقت الظهر من زواله)الخ (إلىٰ بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهوقولهما وزفر والأئمة الثلاثة قال الإمام الطحاوى:وبه نأخذ و فى غررالأذكار: وهوالمأخوذ به وفى البرهان: وهو الأظهر لبيان جبرئيل وهو نص فى الباب وفى الفيض:وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتىٰ.(الدرالمختار علىٰ هامش رد المحتار،كتاب الصلوٰة: ۱/۳۳۲-۳۳۳، ظفير) (هدية الصعلوک شرح تحفة الملوک،كتاب الصلاة فى بحث الأوقات.انيس)

(۲-۳) رد المحتار،كتاب الصلوٰة،مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۳۲-۳۳۳، ظفير المفتاحى

الروایۃ کے عندالامام الاعظم نماز نہ ہوگی۔

قال فی الشامی:" والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لایؤخر الظهر إلى المثل وأن لایصلی العصر حتى یبلغ المثلین لیکون مؤدیاً للصلاتین فی وقتهما بالإجماع،الخ". (ردالمحتار: ۱/ ٤٤٠) (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۵۲-۵۳)

نماز عصر ایک مثل پر پڑھی جائے یا دو مثل پر:

سوال: نماز عصر کا وقت بقول صاحبینؒ وامام زفرؒ وامام طحاویؒ وغیرہم و بقول ائمہ ثلاثہ بعد از مثل شروع ہوجاتا ہے اور "صاحب کشف الاستار" یوں تحریر فرماتے ہیں کہ صاحبین کے قول کی طرف امام اعظمؒ کا رجوع ثابت ہے و نیز احادیث میں اول وقت پر نماز پڑھنے کی تاکید شدید آئی ہے تو ایسی صورت میں نماز عصر قبل از دو مثل پڑھنا افضل ہے یا بعد از دو مثل، براہ کرم اس کا جواب بحوالہ کتب عربیہ تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں؟

الجواب

قال فی ردالمحتار: (قوله إلٰى بلوغ الظل مثلیه) هذا ظاهر الروایة عن الإمام (نهایة) وهو الصحیح (بدایع ومحیط وینابیع) وهو المختار (غیاثیة) واختاره الإمام المحبوبی وعول علیه النسفی وصدر الشریعة وتصحیح قاسم واختاره أصحاب المتون وارتضاه الشارحون، فقول الطحاوی: "وبقولهما نأخذ"، لایدل علٰى أنه المذهب، ومافی الفیض من أنه یفتٰی بقولهما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط علٰى مافیه وتمامه فی البحر. (ثم قال) وقد قال فی البحر: لایعدل عن قول الإمام إلٰى قولهما أوقول أحدهما إلا لضرورة من ضعف دلیل أوتعامل بخلافه کالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتویٰ علٰى قولهما، آه. (ردالمحتار: ۱/۳۳۳) (۱)

عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے ایک روایت وہ بھی ہے جو سوال میں درج ہے یعنی موافق قوم صاحبینؒ کے، لیکن ظاہر الروایۃ اس کے خلاف ہے، جس کو تمام متون اور شروح نے لیا ہے اور محققین حنفیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور مقتضیٰ قواعد کا یہی ہے کہ وقت ظہر زوال سے شروع ہوکر دو مثل تک رہتا ہے، دو مثل کے

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۲/ ۱٤، ۱٥، دارالفکر بیروت/وکذا فی البحرالرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الصلاة، أوقات الصلاة، وقت الظهر: ۱/ ۲٥۸-۲٥۹، دارالکتاب الإسلامی، انیس

(۲) (والظهر من زوالها) أی یدخل وقت الظهر من زوال الشمس عن کبد السماء (حتى یصیر ظل الشیء مثلیه سوى فیء الزوال) عند أبی حنیفة لإمامة جبرئیل علیه السلام للعصر فی الیوم الثانی حین صار ظل کل شیء مثلیه. (منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک، فصل فی بیان شروط الصلاة وأرکانها: ۱۰٥، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة، دولة قطر. انیس)

بعد عصر شروع ہوتا ہے۔(۲)

رہا یہ امر کہ امام صاحبؒ نے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے یہ کسی معتبر کتاب اور معتبر سند سے ثابت نہیں ہے اور صرف کشف الاستار کا لکھنا بمقابلہ تمام معتبرات کے معتبر نہیں ہے۔(واللّٰہ سبحانہ و تعالٰی أعلم)(اضافہ)

(امداد المفتین:۲/۲۶۵۔۲۶۶)

ایک مثل پر عصر کی نماز:

سوال: زید نے سایۂ اصلی کے علاوہ ایک مثل ہونے پر عصر کی نماز پڑھی، زید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد ہے۔اس کی نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہے؟ اگر نماز ہوگئی، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عصر کا وقت ہے اور ظہر کا وقت نکل گیا، اب اگر عمر اپنی بیوی سے یہ کہے کہ، اگر میں آج کی ظہر کی ادا پڑھوں، تو تین طلاق ہے، اور ایک مثل کے بعد دو مثل پورے ہونے سے پہلے ظہر پڑھی، تو عمر کی بیوی کا کیا حکم ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

حنفیہ کو صاحبین کے قول کے موافق اس نماز کا اعادہ لازم نہیں، نماز صحیح ہوگئی۔

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے:

’’وبقولهما نأخذ‘‘.(۱)

---

(۱) ’’قال العلامة الطحطاوي:"وقول الطحاوي: ’’وبقولهما نأخذ‘‘يدل علىٰ أنه المذهب‘‘.(حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح،كتاب الصلوٰة: ۱۷۶/۱،قديمي)

(۲) ’’(ووقت الظهر من زواله)أي ميل ذكاء عن كبد السماء (إلىٰ بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله ... سوى فيء الزوال‘‘.(الدر المختار على صدر ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱،سعيد)

(۳) ’’وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه اللّٰه تعالىٰ أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال،وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي‘‘.(بدائع الصنائع،كتاب الصلوٰة،فصل في بيان شرائط الأركان: ۵٦١/١،دار الكتب العلمية، بيروت)

(۴) ’’ووقت الظهر من زواله:أي ميل ذُكاء عن كبد السماء إلىٰ بلوغ الظل مثليه، وعنه مثله،وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة،قال الإمام الطحاوي:"وبه نأخذ‘‘ وفي غرر الأذكار: وهو المأخوذ به،وفي البرهان:وهو الأظهر،لبيان جبريل،وهو نص في الباب،وفي الفيض:وعليه عمل الناس اليوم،وبه يفتىٰ‘‘.(الدر المختار)قال ابن عابدينؒ:’’(قوله: إلىٰ بلوغ الظل مثليه)هذا ظاهر الرواية عن الإمام،نهاية، وهو الصحيح، بدائع، ومحيط، وينابيع، وهو المختار، غياثية،واختاره الإمام المحبوبي ...وفي رواية عنه أيضاً أنه بالمثل يخرج وقت الظهر،ولايدخل وقت العصر إلا بالمثلين،ذكرها الزيلعي وغيره‘‘.(ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱،سعيد)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظہر کا وقت سایۂ اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک رہتا ہے، اس لحاظ سے شخصِ مذکور کی ظہر کی نماز ادا ہوئی۔ (۲)

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مثل تک رہتا ہے، اس اعتبار سے اس کی یہ ظہر کی نماز قضا ہوئی۔ (۳)

دونوں قولوں کو مختلف حضراتِ فقہا نے اختیار کیا ہے۔ (۴)

عمر کو ملک بضع بذریعۂ نکاح متعین طریق پر حاصل ہے، اس کے خروج کے لئے بھی غیر مشکوک متعین درجہ درکار ہے۔

"إذا لقاء منة الآثار لاينقض الوقت بالشک". (بحر)(۱)

وقت کے اندر پڑھنا ادا ہے۔ یہاں تعارضِ آثار کی وجہ سے وقت کے منقضی ہوجانے میں شک ہے، اور شک سے وقت پر خارج ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

اسی شک پر طلاق کے وقوع کا بھی حکم نہیں ہوگا۔

"علم أنه حلف ولم يدر الطلاق أوغيره، لغا كما لو شک أطلّق أم لا؟". (الدرالمختار)(۲)

طلاق ابغض المباحات بھی ہے، اس لئے اس سے بھی ممکن اجتناب چاہئے۔ (۳)

وقت مذکور میں عصر کو غیر صحیح قرار دینے سے فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو گناہ سے بچانے کیلئے اس کی نماز کو صحیح کیا جائے۔ (۴) **فقط واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب**

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۱/۱/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۶/۵-۳۳۸)

مثلِ اوّل پر عصر کی نماز:

سوال: زید مسجد اہلِ حدیث میں امام ہے، حالانکہ زید حنفی ہے، مگر مسجدِ اہل حدیث میں امام ہونے کی وجہ سے نمازِ عصر وقتِ عصر شافعی میں پڑھاتا ہے، جو وقتِ حنفی سے پہلے ہی شروع ہوجاتا ہے۔ اب اگر زید نماز پڑھا دینے کے بعد

---

(۱) "إذا تعارضت الأثار لاينقض الوقت بالشک". (البحر الرائق، كتاب الصلوة: ۱/۴۲۵، رشيدية)

(۲) الدرالمختار، كتاب الطلاق، باب الصريح: ۲۸۳/۱، سعيد

(۳) "عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "أبغض الحلال إلى الله عزوجل الطلاق". (سنن أبى داؤد، كتاب الطلاق، باب فى كراهية الطلاق: ۲۹۶/۱، دارالحديث، ملتان)

(۴) "فعندهما إذا صار ظل كل شيء مثله، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، وهو رواية محمد عن أبى حنيفة رحمه الله، وإن لم يذكره فى الكتاب نصاً فى خروج وقت الظهر". (المبسوط للسرخسى، باب مواقيت الصلوٰة: ۲۹۰/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۵) "(قوله: إلىٰ بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الإمام، نهاية، وهو الصحيح، بدائع، ومحيط، وينابيع، وهو المختار، غياثية، واختاره الإمام المحبوبى". (ردالمحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱، سعيد)

وقت حنفی میں نماز عصر کا پھر تنہا اعادہ کرے، تو زید کی نماز اور اہلِ حدیث حضرات کی نماز کا کیا حکم ہوگا؟ زید نماز کا اعادہ کرے یا نہیں؟ دیگر اوقات گو کہ اولِ وقت میں پڑھا تا ہے، مگر یہ اوقات حنفیہ کے نزدیک بھی مسلّم ہیں۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

قولِ مختار اور مفتیٰ بہ تو یہی ہے کہ وقتِ عصر مثلین سے شروع ہوتا ہے۔ (۵) مگر دوسرا قول یہ بھی ہے کہ مثلِ واحد کے بعد ہی شروع ہو جاتا ہے، اور اس وقت پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ صحیح نہیں کہ اہلِ حدیث کو نماز پڑھا دے اور پھر اپنی نماز کا اعادہ کرلیا کرے، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو نماز ان کو پڑھائی ہے، وہ زید کے نزدیک صحیح نہیں ہوئی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۳۹۲/۴/۱۷ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۷ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۸/۵)

مثلِ اول پر عصر پڑھنے کی تفصیل:

سوال: اس ادارہ میں کوکن کے اور کچھ دوسرے علاقہ کے حنفی طلبا بھی تعلیم پاتے ہیں اور چند مدرسین بھی حنفی المسلک ہیں۔

سوال درپیش یہ ہے کہ چونکہ ہم شوافع کے نزدیک عصر کا وقت ایک مثل کے بعد ہوتا ہے اور احناف کا مسلک دو مثل کا ہے۔ لہٰذا یہ طلبا و مدرسین شوافع کے ساتھ عصر کی نماز ادا کریں، تو درست ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں چند امور ضرور ملحوظ خاطر رہیں:

۱۔ صاحبینؒ ایک مثل کے قائل ہیں۔

۲۔ علاقہ شافعی ہے۔

لہٰذا یہاں ایک مثل پر نماز ہوتی ہے، اگر دو مثل پر پڑھیں تو انتشار بلکہ فتنہ کا اندیشہ ہے، یہ معاملہ گاہے گاہے کا نہ ہوگا، بلکہ روزانہ کا ہوگا۔ اگر ایک مثل پر روزانہ نماز ادا کرنا درست نہ ہو تو کیا حنفی المسلک طلبا و اساتذہ کے لئے دوبارہ

---

(۱) "(ووقت الظهر من زواله) ... (إلى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة، قال الإمام الطحاوي: "وبه نأخذ". (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱، سعيد)

(۲) " اعلم أن الروايات عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ اختلفت في آخر وقت الظهر، روى محمد عنه: " إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، و هو الذي عليه أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (العناية شرح الهداية علىٰ هامش فتح القدير، باب المواقيت: ۲۱۹/۱، مصطفىٰ البابي الحلبي بمصر)

اذان دینا ہوگی، یا ایک مثل کی اذان کافی ہوگی؟ نیز یہ دوسری جماعت مسجد میں قائم کی جاسکتی ہے، یا جماعتِ ثانیہ میں شمار ہوکر مسجد کے علاوہ کہیں اور قائم کرنا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

مستقلاً ہمیشہ مثلِ واحد پر نماز عصر ادا کرنا گویا امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو ترک کرنا ہے،(۲) اس لئے ایسا نہ کیا جائے، کبھی اتفاقیہ ایسی نوبت آجائے تو امرِ آخر ہے، اگر مثلین پر نماز ادا کی جائے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ وامام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کے نزدیک بالاتفاق نماز ہوجائے گی۔(۱) اگر مصالح سمجھ کر یہ صورت اختیار کرلی جائے کہ مثلین پر سب آمادہ ہوجائیں، تو اعلیٰ بات ہے،(۲) لیکن اس کی خاطر مجبور نہ کیا جائے نہ خلفشار۔ اگر یہ صورت نہ ہوسکے، تو حنفی حضرات دوسری مسجد میں جاکر مثلین پر جماعت کرلیا کریں، یہ بھی نہ ہوسکے، تو مدرسہ کے ایک کمرہ میں مثلین پر جماعت کرلیا کریں، اذان زیادہ بلند آواز سے کہنے کی ضرورت نہیں، اتنی آواز کافی ہے کہ مدرسہ کے مدرسین وطلبا سن لیں، جن کو نماز مثلین پر پڑھنی ہے۔

جہاں تک ہوسکے خلفشار اور فتنہ سے پورا پرہیز کیا جائے۔ حق تعالیٰ شانہ مدرسہ کو ترقی دے اور علم وعمل کی صحیح اشاعت کا ذریعہ بنائے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۶/۸ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۹/۵-۳۴۰)

---

(۱) "والأحسن ما في السراج عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل، وأن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين في وقتهما بالإجماع". (رد المحتار، كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱، سعيد)

(۲) "قال المشائخ: "ينبغي أن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين، ولايؤخر الظهر إلىٰ أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيها". (الحلبي الكبير، كتاب الصلوٰة، بحث: فروع في شرح الطحاوي، ص: ۲۲۷، سهيل اكيڈمی، لاهور)

(۳) " والفقير أقول مثل قوله فيما يتعلق باقتداء الحنفي بالشافعي، والفقيه المنصف يسلم ذلك:

وأنا رملي فقه الحنفي　　　　لامرا بعد اتفاق العالمين، ملخصاً.

أي لاجدال بعد اتفاق عالمي المذهبين: وهما رملي الحنفية يعني به نفسه ورملي الشافعية رحمهما الله تعالىٰ، فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعي في الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره، وإلا فالاقتداء بالموافق أفضل، آه. (ردالمحتار، مطلب في القتداء بشافعي، الخ: ۵٦۳/۱)

والذي يميل إليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف ما لم يكن غير مراع في الفرائض، لأن كثيرا من الصحابة والتابعين كانوا أئمة مجتهدين وهم يصلون خلف إمام واحد تباين مذاهبهم، وإنه لو انتظر إمام مذهبه بعيدا من الصفوف لم يكن إعراضاً عن الجماعة للعلم بأنه يريد جماعة أكمل من هذه الجماعة". (ردالمحتار، كتاب الصلوٰة: ۵٦۳/۱-۵٦٤، سعيد)

مثل اول کے بعد نماز عصر کا حکم:

سوال: یہاں از روئے مذہب شافعی نماز عصر سایۂ اصلی کے سواایک سایہ پرادا کی جاتی ہے۔دریافت طلب یہ ہے کہ آیا احناف مقتدیوں کی اقتداء شافعی المذہب امام کے ساتھ درست ہوگی یا نہیں؟

(المستفتی نمبر:۱۳۱۱، منشی ناظم حسین صاحب، کلیان، ۴/شعبان ۱۳۵۲ھ م ۲۳/نومبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

ایک مثل سایہ ہوجانے پرعصر کا وقت ہوجانے کا بہت سے مشائخ حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے،اس لئے ایک مثل ہوجانے کے بعد شافعی جماعت میں حنفی شریک ہوکر نماز عصر ادا کرسکتے ہیں۔(ایک مثل سے مراد سایۂ اصلی کے سوا مثل ہے)

وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة،قال الإمام الطحاوی:وبه نأخذ،وفی غرر الأذكار: وهو المأخوذ به،وفی البرهان:وهو الأظهر لبيان جبريل وهو نص فی الباب،فی الفيض:وعليه عمل الناس،وبه يفتیٰ. (الدرالمختار علی صدرردالمحتار،کتاب الصلاة: ۳۵۹/۱)(۱) (کفایت المفتی:۳/۶۳-۶۴)

شافعی امام کے پیچھے ایک مثل پرعصر پڑھنا کیسا ہے:

سوال: مؤذن حنفی ہے،شافعی لوگ نماز عصر ساڑھے تین بجے پڑھا کرتے ہیں،امام شافعی ہونے کی صورت

---

(۱) وقد حدثنی ابن أبی عمران عن ابن الثلجی عن الحسن بن زياد عن أبی حنيفة رحمه الله أنه قال:فی آخر وقتها إذاصارالظل مثله وهوقول أبی يوسف ومحمد،وبه نأخذ.(شرح معانی الآثار،باب مواقيت الصلاة (ح:۹۶۱)انيس)

(۲) الدرالمختارمع ردالمحتارمطلب فی تعبده عليه الصلوٰة والسلام قبل البعثة: ۳۸۹/۱،دارالفكر،انيس

(۳) ’’وأما الأقتداء بالمخالف فی الفروع كالشافعی، فيجوزما لم يعلم منه ما يفسد الصلوٰة علی اعتقاد المقتدی،عليه الإجماع،إنمااختلف فی الكراهة،اه،فقيد بالمفسد دون غيره كماتری،وفی رسالةالاهتداء فی الاقتداء لمنلاعلی القاری:ذهب عامة مشائخناإلی الجوازإذاكان يحتاط فی موضع الخلاف،و إلا فلا...فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعی فی الفرائض أفضل من الانفرادإذا لم يجد غيره،وإلا فالاقتداء بالموافق أفضل‘‘.(ردالمحتار، كتاب الصلوٰة ،باب الامامة، مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوه هل يكره أم لا؟: ۵۶۳/۱،دارالفكربيروت.انيس)

قال البدرالعينی:يجوزالاقتداء بالمخالف وكل بروفاجر مالم يكن مبتدعاً بدعة يكفربها ومالم يتحقق من إمامه مفسداً لصلاته فی اعتقاده،اْه.وإذا لم يجد غيرالمخالف فلاكراهة فی الاقتداء به والاقتداء به أولی من الانفراد علی أن الكراهة لا تنافی الثواب أفاده العلامة نوح. (حاشيةالطحطاوی علی مراقی الفلاح،فصل فی بيان الأحق بالإمامة: ۳۰۴/۱.انيس)

(ونری الصلوٰة خلف كل بروفاجرمن أهل القبلة)أی من المسلمين ،والبر:الصالح التقی،والفاجر:الفاسق الذی ظهرفسقه وفجوره بماارتكب من ذنوب(ونصلی من مات منهم).(شرح العقيدةالطحاوية للبراک،مذهب أهل السنة فی الصلاة خلف المسلمين: ۲۶۱/۱.انيس)

میں مؤذن ودیگر حنفیوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں؟ اور امام حنفی ہونے کی صورت میں امام ودیگر حنفیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق حامدا ومصلیًا

حنفیوں کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ دو مثل کے بعد عصر پڑھا کریں،(۲) لیکن اگر اسی وقت میں شافعی امام کے پیچھے ایک مثل کے بعد بھی عصر پڑھ لی گئی تو صحیح طور پر ادا ہوگئی۔(۳) فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم وعلمہ أتم وأحکم

(مرغوب الفتاویٰ:۲/۱۱۸)

بعد از مثل عصر کی اذان کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں سعودی عرب میں بعد از مثل عصر کی اذان دی جاتی ہے، جب کہ احناف کا قول بعد مثلین ہے تو اگر ہم ان کی اقتدا میں اس وقت نماز پڑھ لیں تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: منیر احمد، شارع الشفاء سعودیہ عربیہ......۲۶/ اکتوبر ۱۹۸۳ء)

الجواب ــــــــــــــ

اس امام کے پیچھے اقتدا کیا کریں اور اگر ہو سکے تو احتیاطًا اعادہ کیا کریں۔(۱) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ:۲/۱۵۷)

مثل پر اذان اور مثلین پر نماز:

سوال: ختم ظہر مثل میں اذان کہے اور مثلین میں نماز پڑھے تو درست ہے؟

ھــو المصــوب ــــــــــــــ

---

(۱) قال العلامة ابن عابدين:(قوله:وعليه عمل الناس اليوم) ... وانظرهل إذا لزم من تأخيره العصرإلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولٰى التأخير أم لا ... والظاهرالأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام ، تأمل.ثم رأيت فى آخرشرح المنية ناقلاً عن بعض الفتاوىٰ أنه لوكان إمام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البياض.(رد المحتار هامش الدرالمختار،قبيل مطلب لوردت الشمس بعد غروبها،أوقات الصلاة: ١/٢٦٤،دارالفكربيروت)

(٢) الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الصلاة: ٢/١٤ـ

(٣) الفتاوىٰ الهندية: ١/٥١.الفصل الثانى فى بيان فضيلة الأوقات

والأحسن ما فى السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لا يؤخر الظهر إلى المثل وأن لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فى وقتهما بالإجماع (رد المحتار، كتاب الصلاة: ٢/١٥)

صورت مسئولہ میں ایسا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(وقت الظهر من زواله) ... (إلٰى بلوغ الظل مثليه) ... (سوىٰ فيء)...(الزوال).(۲)

لیکن احتیاط کے خلاف ہے۔

قالوا: الاحتياط أن يصلي الظهر قبل صيرورة الظل مثله ويصلي العصر حين يصير مثليه.(۳)

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء:۱/۳۱۶-۳۱۷)

دو مثل سایہ ہونے سے کچھ قبل اذان عصر کہہ کر دو مثل سایہ ہوتے ہی نماز عصر پڑھنا جائز ہے، مگر مصلحت کے خلاف ہے:

سوال: حنفی مذہب کے مطابق اذانِ عصر دو مثل سایہ سے دس پندرہ منٹ پیشتر کہہ کر دو مثل سایہ ہوتے ہی نمازِ عصر پڑھا لینا درست ہے یا نہیں؟ نیز گھروں میں نماز ظہر وعصر وغیرہ کی اذان سننے پر مستورات عمل کرتی ہوں، تو ایسی حالت میں دو مثل سایہ ہونے سے قبل اذان عصر کہہ لینا مناسب ہے؟ وقت عصر اول یعنی شافعیہ میں نمازِ عصر بلا تردد پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ وقت مفتیٰ بہ کونسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ هو المصوب

جائز ہے، لیکن گھروں میں مستورات اذان کی آواز سنتے ہی نماز پڑھ لیتی ہیں، اس خوف سے برابر دو مثل سایہ ہونے پر اذانِ عصر کہہ کر تبھی نماز عصر پڑھنے میں مصلحت ہے، اگر چہ صاحبین کے قول پر ان کی نماز بھی جائز ہو جاتی ہے، مشہور اور مفتیٰ بہ مذہب حنفیہ میں دو مثل سایہ کے بعد وقتِ عصر ہوتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے، کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ایک روایت کی رو سے ایک مثل سایہ کے بعد وقتِ ظہر نکل جاتا ہے اور دو مثل سایہ کے بعد وقتِ عصر آتا ہے، پس وہ درمیان کا وقت ظہر وعصر سے خالی ہوگا۔(۱) (فتاویٰ باقیات صالحات:۵-۶)

---

(۱) (وقت الظهر من زواله) أي ميل ذكاء عن كبد السماء(إلٰى بلوغ الظل مثليه)وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة،قال الإمام الطحاوي:وبه نأخذ،وفي غرر الأذكار:وهو المأخوذ به و في البرهان:وهو الأظهر لبيان جبرئيل.عليه السلام.وهو نص في الباب،وفي الفيض:وعليه عمل الناس اليوم (وبه يفتى) (سوى فيء) يكون للأشياء قبيل (الزوال).(الدر المختار على صدر ردالمحتار،كتاب الصلوٰة: ۳۵۹/۱،سعيد كمپنی لاهور)

وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمهما الله تعالىٰ : أنه إذا صار الظل قامة يخرج وقت الظهر ولايدخل وقت العصر حتى يصير الظل قامتين وبينهما وقت مهمل .(المبسوط للسرخسي:۱۴۳/۱،كتاب الصلوٰة،باب المواقيت،دارالمعرفة.انيس)

==

سایۂ اصلی کا خیال نہ رکھتے ہوئے مثل اول پر نماز پڑھنے والوں کی نماز کا حکم:

سوال: لکڑی کا سایہ دوگنا ہونے پر اہل حدیث لوگ عصر کی نماز پڑھتے ہیں، وہ سایہ اصلی کا خیال نہیں رکھتے ہیں، ان کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

اہل حدیث کے نزدیک ایک مثل سایہ پر سوائے سایہ اصلی کے عصر کا وقت ہو جاتا ہے، امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب ہر شیٔ کا سایہ دو مثل ہو جائے، سوائے سایہ اصلی کے، تب عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ حنفی کو اہل حدیث کے پیچھے ایسی نماز ان کے مذہب کے مطابق نہیں پڑھنی چاہئے۔(۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶۷/۵)

مجبوری کے وقت ایک مثل سایہ کے بعد عصر کی نماز پڑھنا:

سوال: بس کا وقت ایسا ہے کہ اگر مذہب حنفی کے موافق عصر کی نماز پڑھی جائے، تو بس چھوٹ جاتی ہے اور اگر نہ پڑھی جائے، تو درمیان میں اتنا وقت نہیں ملتا کہ نماز پڑھی جا سکے، ایسی پریشانی کے وقت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ

بس سے سفر کرنے میں مذکورہ پریشانی ہو، تو ریل سے سفر کیا جائے اور اگر ریل سے بھی سفر کرنے میں یہ پریشانی اور الجھن پیش آتی ہو، تو مجبوری کی وجہ سے ایک مثل سایہ کے بعد نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول بھی

== إن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلى المثل وأن لايصلي العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديّا للصلوٰتين في وقتهما بالإجماع.(البحر الرائق، كتاب الصلاة: ۲۴/۱ه، انيس)

(۱) "وأما الاقتداء بالمخالف في الفروع كالشافعي، فيجوز ما لم يعلم منه ما يفسد الصلوٰة على اعتقاد المقتدي، عليه الإجماع ... ذهب عامة مشائخنا إلى الجواز إذا كان يحتاط في مواضع الخلاف، وإلا فلا ... فتحصل أن الاقتداء بالمخالف المراعي في الفرائض أفضل من الانفراد إذا لم يجد غيره، وإلا فالاقتداء بالموافق أفضل". (رد المحتار، كتاب الصلوٰة، باب الامامة، مطلب في الاقتداء بشافعي ونحوه هل يكره أم لا؟: ۵۶۳/۱، سعيد)

"ولا خصوصية للشافعية، بل الصلاة خلف كل مخالف للمذهب كذلك لايصح". (البحر الرائق، كتاب الصلوٰة، باب الامامة: ۶۱۳/۱، رشيدية)

(۲) (والظهر من زوالها) أي يدخل وقت الظهر من زوال الشمس عن كبد السماء حتى يصير ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال عند أبي حنيفة رضي الله عنه، لإمامة جبرئيل عليه السلام للعصر في اليوم الثاني حين صار ظل كل شيء مثليه وعندهما: حتى يصير ظل كل شيء مثله، لإمامته عليه السلام للعصر في اليوم الأول حين صار ظل كل شيء مثله وهو قول زفر والشافعي. (منحة السلوك في شرح تحفة الملوك، كتاب الصلاة: ۱۰۵/۱. انيس)

ہے۔(۲) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲/۵-۱۳)

سفر کی وجہ سے عصر کو مثل ثانی میں پڑھنا:

سوال: (۱) ایک آدمی سفر پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور ظہر کی نماز کے بعد تیاری وغیرہ میں اسے اتنی دیر ہوگئی کہ مثل ثانی شروع ہوگئی اور اس نے عصر کی نماز اس خیال سے ادا کرلی کہ راستہ میں شاید نہ پڑھ سکوں اور قضا ہوجائے گی۔ تو کیا اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(۲) سفر پر جانے والا عصر کی نماز سفر میں اس وقت ادا کرتا ہے، جب کہ سورج غروب ہونے والا ہے یا کچھ غروب ہوگیا ہے اور کچھ نظر آرہا ہے، یعنی آدھا سورج نظر سے اوجھل ہے۔ کیا اس صورت میں اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

(محمد لطف اللہ خالد لاہوری)

الجواب

(۱-۲) دونوں صورتوں میں نماز ادا ہوجائے گی۔

وفی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۵۲، وفتاویٰ رحیمیة، ج: ۵، ص: ۱۲:

وعند احمرارها إلٰی أن تغیب إلا عصر یومه ذلک فإنه یجوز أداءه عند الغروب، هکذا فی فتاویٰ قاضی خان. فقط واللّٰه أعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ، جامعہ خیر المدارس، ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۸۹/۲-۱۹۰)

تین بجے عصر کی اذان دینا صحیح نہیں:

---

(۱) عبداللّٰه بن رافع مولیٰ أم سلمة زوج النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أنه سأل أبا هریرة عن وقت الصلوٰة فقال أبو هریرة أنا أخبرک: صلی الظهر إذا کان ظلک مثلک، والعصر إذا کان ظلک مثلیک، والمغرب إذا غربت الشمس والعشاء ما بینک وبین ثلث اللیل صل الصبح بغبس یعنی الغلس. (موطا الإمام مالک، وقت الصلوٰة، باب وقوت الصلاة (ح: ۹) قال عبدالقادر الأرناؤوط: روی موقوفا ومرفوعا وهو حدیث حسن، أقول: روی عنه فی المعروف موقوفا کما عند مالک فی موطاه إلا أنه روی عنه مرفوعا أیضا، کما ذکره ابن عبدالبر فی التمهید. (التعلیق الممجد شرح الموطا: ۱۵۱/۱-انیس)

(۲) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلی المثل وأن لا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالإجماع، وانظر هل إذا لزم من تأخیره العصر إلی المثلین فوت الجماعة یکون الأولی التأخیر أم لا؟ والظاهر الأول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام. (رد المحتار، کتاب الصلاة، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۲۴۰/۱، نعمانیه، دیوبند)

سوال: ایک صاحب عصر کی اذان تین بجے دیتے ہیں اور دلیل دیتے ہیں حدیث جبرئیل سے، کیا تین بجے عصر کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے؟ اگر نہیں ہوتا تو اذان صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ حامدا و مصليا و مسلما

بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مثل اول پر عصر کا وقت نہیں ہوتا، بلکہ مثلین پر ہوتا ہے، (۱) یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے، اس کے مطابق تین بجے عصر کا وقت نہیں ہوتا، جو صاحب تین بجے عصر کی اذان دیتے ہیں، اگر وہ حنفی ہیں تو ان پر امام صاحب کی پیروی ضروری ہے، اور احتیاط بھی اسی میں ہے۔ (۲)

کیوں کہ مثلین پر عصر کی نماز پڑھنے میں نہ کسی حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے، نہ کسی امام کا مذہب ترک ہوتا ہے، اور اس سے پہلے مثلاً تین بجے اذان دینے اور نماز پڑھنے پر بعض احادیث کے مطابق اور امام صاحب کے مذہب کے موافق اذان و نماز صحیح نہ ہوگی، اور فریضہ باقی رہ جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبداللہ غفرلہ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۲۸۱)

حرمین شریفین میں مثلین سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم:

سوال: لوگ جب حج یا عمرہ کے لئے حرمین شریفین جاتے ہیں تو وہاں عصر کی نماز مثلین سے قبل ہوتی ہے، تو کیا ہم لوگ جماعت میں شامل ہو کر عصر کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا مثلین تک تاخیر کریں؟

الجواب ــــــــــــ

عصر کی نماز مثلین کے بعد پڑھنا افضل ہے، اگرچہ اس میں جماعت فوت ہو جانے کا خدشہ ہو، مگر یہ حکم دیگر عام مقامات کے لئے ہے، حرمین شریفین کی حرمت اور فضیلت کی وجہ سے جماعت میں شریک ہو جانا چاہئے اور مثلین تک تاخیر کرنا ضروری نہیں، بلکہ حرمین شریفین میں با جماعت نماز پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

قال العلامة ابن عابدينؒ: (وعليه عمل الناس اليوم) وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا؟ والظاهر الأول، بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام. (رد المحتار، كتاب الصلوٰة، أوقات الصلوٰة: ۱/۳۵۹، دار الفكر، بيروت) (فتاویٰ حقانیہ: ۳/۴۱-۴۲)

---

(۱) **عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدي هذا خير من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام.** (الصحيح للبخاري كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة (ح: ۱۱۳۳) انيس)

جماعت عصر مثلین سے قبل ہو تو کیا کرے:

سوال: حرمین شریفین میں نماز عصر کی جماعت مثلین سے قبل ہوتی ہے، آیا جماعت ترک کر کے مثلین کے بعد نماز اکیلے پڑھی جائے یا جماعت کے ساتھ؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قال في الشامية: وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولىٰ التأخير أم لا، والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام، تأمل. (رد المحتار: ۱/۳۳۳)

اس سے ثابت ہوا کہ مثلین کے بعد نماز عصر پڑھنا افضل ہے، اگر چہ جماعت فوت ہو جائے، مگر یہ حکم عام مقامات کے لئے ہے، حرمین شریفین کی فضیلت (۱) کے پیش نظر وہاں جماعت ترک نہ کی جائے، بلکہ مثل ثانی کے اندر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/۱۴۵)

مثلین سے پہلے عصر کی نماز:

سوال (۱) آج کل ہمارے یہاں ساڑھے چھ بجے غروبِ آفتاب ہے، اب اگر مسجد میں ساڑھے چار بجے اذانِ عصر اور جماعت پونے پانچ بجے ہو، تو فقہ حنفی کی رو سے یہ اذان اور جماعتِ عصر دونوں قبل از وقت سمجھی جائیں گی، اور دونوں واجب الاعادہ ہوں گی، یا صرف اذان قبل از وقت سمجھی جائیگی اور عصر کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

عصر اور مغرب کے درمیان فاصلہ کتنا ہے:

(۲) سایۂ اصلی چھوڑ کر ابتدائے مثلین سے غروبِ آفتاب تک دو گھنٹہ کا فاصلہ ہوتا ہے، یا پونے دو گھنٹہ کا اور

---

(۱) عن ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: من صلى في مسجد رسول الله، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الصلوٰة: "فيه أفضل من ألف صلاة فيماسواه إلامسجد الكعبة". (سنن النسائي، كتاب المساجد، باب فضل الصلاة في المسجد الحرام (ح: ٦٩١) انيس)

(۲) " اعلم أن الروايات عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ اختلفت في آخر وقت الظهر، روى محمد عنه: " إذا صار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال، خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر، وهو الذي عليه أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ". (العناية شرح الهداية علىٰ هامش فتح القدير، باب المواقيت: ١/ ٢١٩، مصطفىٰ البابي الحلبي بمصر)

(۳) وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أن آخر وقتها إذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال، وهو قول أبي يوسف ومحمد وزفر والحسن والشافعي. (بدائع الصنائع، كتاب الصلوٰة، فصل في بيان شرائط الأركان: ١/ ٥٦١، دار الكتب العلمية، بيروت. انيس)

کس موسم میں یہ فاصلہ دو گھنٹہ کا ہوتا ہے؟

(۳) ابتدائے مثلین سے غروبِ آفتاب تک کا درمیانی فاصلہ گرمی سردی وغیرہ اختلافِ موسم کی بنا پر بدلتا رہتا ہے یا ہمیشہ یکساں ہی رہتا ہے؟ اگر درمیانی فاصلہ بدلتا ہے، تو کس موسم میں کس جگہ، تقریباً کتنے منٹ کا فرق رہتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

(۱) اگر مثلین پر جماعتِ عصر ہوئی تو بالاتفاق اس کا اعادہ نہیں، (۲) اذان کچھ پہلے ہوئی ہو، تو اس کی وجہ سے جماعت کا اعادہ لازم نہیں ہوتا۔ مثلین سے کچھ پہلے مثلِ واحد کے بعد جو جماعت ہو جائے، اس کا بھی ایک قول پر اعادہ نہیں۔ (۳)

علمائے احناف حرمین شریفین میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں کرتے، جو کہ بالیقین مثلین سے پہلے ہوتی ہے۔

(۲) یہ سب جگہ اور ہمیشہ یکساں نہیں۔ (۱)

(۳) بدلتا رہتا ہے، سردی میں کم ہوتا ہے، مقامات کے لحاظ سے تفاوت بھی مختلف ہوتا ہے۔ (۲) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۴/۱/۹۵ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۴۱/۵-۳۴۲)

عصر کا وقت:

سوال: کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کر کے علیحدہ جماعت کرتے ہیں۔ اس صورت میں صحیح

(۱) " ويختلف باختلاف الزمان والمكان". (الدرالمختار) وقال ابن عابدينؒ: "(قوله: ويختلف باختلاف الزمان والمكان): أى طولاً وقصرًا أو انعداماً بالكلية، كما أوضحه ح". (رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۶۰/۱، سعيد)

(۲) " ولكنا نستدل بقوله تعالىٰ: " لِدُلُوكِ الشَّمْسِ" (سورة الإسراء: ۷۸): أى لزوالها، والمراد من الفيء مثل الشراك الفيء الأصلى الذى يكون للأشياء وقت الزوال، وذلك يختلف باختلاف الأمكنة والأوقات، فاتفق ذلك القدر فى ذلك الوقت". (المبسوط، كتاب الصلوٰة، باب مواقيت الصلوٰة: ۲۸۹/۱، المكتبة الغفارية، كوئٹه)

(۳) عن عبدالله بن رافع مولىٰ أم سلمة زوج النبى صلى الله عليه وسلم أنه سأل أباهريرة عن وقت الصلوٰة؟ فقال أبوهريرة: أناأخبرك: صلى الظهر إذاكان ظلك مثلك، والعصر إذاكان ظلك مثليك، والمغرب إذا غربت الشمس والعشاء ما بينك وبين ثلث الليل صل الصبح بغبس يعنى الغلس. (موطأ الإمام مالك، باب وقوت الصلاة (ح: ۹) انيس)

(۴) ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۳۳۳/۱، ظفير

کیا بات ہے؟

الجواب

احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں۔(۳)

شامی میں ہے:

”إن الأدلة تكافأت ولم يظهر ضعف دليل الإمام بل أدلته قوية أيضاً كما يعلم من مراجعة المطولات وشرح المنية،الخ.(۴)

پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں،کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے۔ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہوتی ہے۔پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے۔(۱)خصوصاً امر عبادات میں اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں،ایک مثل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے۔لہٰذا جو لوگ ایک مثل پر جماعت کرتے ہیں ان کو فہمائش کرنی چاہئے کہ بعد دو مثل کے نماز پڑھا کریں تاکہ اس وقت سب شریک ہوجاویں۔(۲)فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۵۶/۲-۵۷)

وقتِ عصر:

سوال: کس قدر حصہ دن کا گزرنے سے وقت نماز عصر شروع ہوتا ہے؟

الجواب

عصر کے متعلق کسی خاص حصہ دن کی نہ مجھ کو تحقیق ہے نہ تجربہ ہے،اتنی پہچان معلوم ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت ایک لکڑی ہموار زمین میں کھڑی کرکے اس کا سایہ ناپ لیں وہ مقدار سایہ کی اور اس لکڑی سے دو حصہ اور سایہ جب

(۱) وأبوحنيفة رحمه الله تعالىٰ يقول:الأخذ بالاحتياط فى العبادات أصل.(المبسوط للسرخسى،كتاب الصلاة،اقتداء المسافر بالمقيم:۲٤٦/۱،دار المعرفة بيروت.انيس)

الأخذ بالاحتياط فى باب العبادات واجب.(المبسوط للسرخسى،دار المعرفة:۱۱۲/۳)

وترک مايشک فيه أصل عظيم فى الورع.(فتح البارى لابن الحجر،قوله:باب ماينتزه:۲۹۳/٤.انيس)

(۲) قال المشائخ:ينبغى أن لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ولايؤخر الظهر إلىٰ أن يبلغ المثل ليخرج من الخلاف فيهما، الخ.(غنية المستملى،ص:۲۲۵،ظفير)

(۳) اس قاعدۂ کلیہ کی تفصیل امداد الفتاویٰ سوال نمبر:۱۵۲،ص:۱۵۲،کے جواب میں ملاحظہ فرمائی جائے۔سعید پالنپوری (جو فتاویٰ علماء ہند جلد چہارم میں گذشتہ صفحات میں بعنوان ”طریق معرفت وقت ظہر وعصر وغروب“ بحوالہ امداد الفتاویٰ درج ہے۔انیس)

ہو جاوے عصر کا وقت آ گیا۔ ہر موسم میں یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ (۳) واللہ اعلم

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (امداد: ۱/۶۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۴۹-۱۵۰)

عصر کا وقت:

سوال: مثلین کے بعد جو نماز عصر بمذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ادا کرتے ہیں از روئے روایات اور فقہ کے یہ قوی قول ہے یا ایک مثل کی روایت، اور جو امام ایک مثل پر نماز عصر ادا کرتا ہے اور اس کے پیچھے بعضے مقتدی اس کے ہم خیال ہیں کہ وہ ایک مثل پر نماز عصر کو جائز سمجھتے ہیں اور بعضے مقتدی کا عقیدہ اور تحقیق مثلین کی ہے اور وہ اس کے پیچھے بوجہ نادانستگی وقت یا بوجہ فساد نہ ہونے کے پڑھتے ہیں، ان کی نماز عصر ادا ہوگی یا اعادہ فرض ہوگا اور یہ نفل ہوگی اور ایسا امام ایسے دو قسم کے لوگوں کی مسجد میں امامت کرنے سے گنہگار تو نہیں ہوگا یا مقتدی اس کو امامت سے علیحدہ کر کے دوسرا امام کہ جو مثلین کے بعد نماز عصر پڑھایا کرے مقرر کریں تاکہ یقیناً سب کی نماز ہو جاوے یہ کرنا ان کے یا متولی مسجد کے ذمہ ضروری ہوگا اور ایسا انتظام نہ کرنے سے گنہ گار ہوگا یا نہیں بدلائل و بحوالۂ کتب معتبرہ حدیث وفقہ ارقام فرمائیں؟

الجواب

متون کی روایت مثلین کی ہے، (۱) اور اصل مذہب متون ہی میں ہوتا ہے، **کما ھو مقرر و مصرح**، اور گو بعض نے مثلِ درمختار وغیرہ کے، ایک مثل کو ترجیح دی ہے۔ مگر محققین نے اس ترجیح کو نہیں مانا، چنانچہ علامہ شامی نے ردالمحتار میں اس پر کلام مبسوط کیا ہے۔ (ج: ۱، ص: ۳۷۱، میں)

اور نیز براءۃ ذمہ یقینی بھی اسی میں ہے، پس یہی احوط بھی ہوا، اور عصر ایک مثل پر پڑھنے سے اس کی صحت اختلافی ہوگی، اس لئے فساد یا وجوب اعادہ کا یقینی حکم تو نہیں کر سکتے۔

اسی طرح اس امام پر حکم عاصی ہونے کا یقیناً نہیں لگا سکتے، اسی طرح اس کے وجوب عزل کا بذمہ متولی یا جماعت کے یقینی حکم نہیں کر سکتے کہ اختلافیات میں، بخصوص جبکہ ایک ہی مذہب کے اقوال مختلفہ ہوں اور دونوں جانب میں اکابر ہوں، ایسے احکام کا قطع مشکل ہے۔ البتہ ایسی عصر کے اعادہ کا اولیٰ ہونا اسی طرح ایسے امام کے لئے تاخیر کا امر کرنا اور درصورت عدم امتثال دوسرے امام کا معین کر دینا، یہ سب احکام درجہ احوط وافضل میں ضرور ہیں۔

چنانچہ **ردالمحتار** کی یہ روایت اس کی مؤید صریح ہے:

---

(۱) الهداية شرح بداية المبتدى، كتاب الصلوٰة، باب مواقيت الصلاة/كذا فى الإختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، أوقات الصلوات الخمس: ۱/۱-۵۱ انیس)

وانظر هل إذا لزم من تأخيره العصر إلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام،تامل،ثم رأيت فى آخر شرح المنية ناقلا عن بعض الفتاویٰ أنه لو كان إمام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البيا ض. (مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱/ ۳۷۲) والله أعلم (امدادالفتاویٰ جدید:۱/ ۱۵۰-۱۵۱)

عصر کی نماز کا وقت:

سوال: حنفیہ کے نزدیک، نمازِ عصر کا ابتدائی وقت، انگریزی مہینوں کے حساب سے، یعنی جنوری میں جو وقت ہے، کب تک رہے گا؟

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

یہ وقت بلکہ کوئی وقت ایسا نہیں جو گھڑی کے اعتبار سے یکساں ہو، بلکہ طلوع وغروب کے اعتبار سے مختلف شہروں کا وقت متفاوت ہے۔(۱)

اس لئے آپ اپنے شہر کے طلوع وغروب کا سالانہ نقشہ کسی کتب خانہ سے لے کر رکھ لیں، عامۃً تاجر لوگ دیگر کتب کی طرح یہ نقشہ بھی برائے فروخت رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۵/ ۳۳۵)

عصر کے وقت ابتدا کی تحقیق:

سوال: امر ضروری یہ ہے کہ عصر کے وقت شروع ہونے کے متعلق علماء دین وشرع متین کیا فرماتے ہیں، آیا امام صاحبؒ کے قول کی بناء پر وقت مثلین سایہ کے بعد سے شروع ہوتا ہے، یا بر بناء قول صاحبینؒ کے مثل سایہ پر، ان دونوں اقوال میں حنفیوں کا فتویٰ جس پر ہو تحریر فرمایا جاوے، اگر احناف کا عمل امام صاحب کے قول مثلین پر ہے تو حنفی جناب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مثل والی حدیث کا کیا جواب دیتے ہیں، کارڈ میں جگہ ہونے کی صورت میں اگر مسئلہ مذکورہ کی قدرے دلیل بھی ارقام فرمادیں تو نہایت ممنونِ احسان ہوں گا اور تابعدار کی تشفی خاطر کا باعث۔

جناب مولانا سخاوت علی صاحب مہاجر مدنی جونپوری مرحوم مغفور اپنے رسالہ مسمی بعرف الاوقات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حنفیوں کا عمل درآمد صاحبین کے قول مثل سایہ پر ہونا چاہئے، اس لئے کہ امام صاحب آخر زمانہ میں اس قول کی

(۱) "تنبيه: قال فى الفيض: "ومن كان علىٰ مكان مرتفع كمنارة إسكندرية، لايفطر ما لم تغرب الشمس عنده، ولأهل البلدة الفطر إن غربت عندهم قبله، وكذا العبرة فى الطلوع فى حق صلاة الفجر أو السحور". (ردالمحتار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم ومالايفسده: ۲/ ۴۲۰، سعيد)

طرف رجوع ہوئے ہیں، آخر یہ کہاں تک صحیح ہے، واقع میں یہ صحیح ہے کہ امام صاحب آخر وقت میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع ہو گئے تھے یا نہیں؟ مولانا موصوف کی تحریر تابعدار کے لئے کافی طور پر تسلی بخش اس لئے نہیں ہوئی کہ مولانا کے عقائد اور میرے عقائد میں فرق ہے، یعنی بندہ تقلید کا قائل ہے اور مولانا اس کے خلاف تھے، محض خادم کو اس مسئلہ کے متعلق حنفیوں کے یہاں کی تحقیق مقصود ہے۔

الجواب

قال فی مراقی الفلاح: ووقت الظهرمن زوال الشمس إلى وقت العصر،وفيه روايتان عن الإمام فی رواية إلى قبيل أن يصيرظل كل شئ مثليه سوى فئ الزوال لتعارض الآثار وهو الصحيح وعليه جل المشائخ والمتون، آه.

قال المحشى الطحطاوى:قوله لتعارض الآثاربيانه أن قوله صلى الله عليه وسلم فی الحديث المتفق عليه"أبردوا بالظهرفإن شدة الحرمن فيح جهنم" يقتضى تأخيرالظهرعن المثل لأن أشد الحرفی ديارهم وقت المثل وحديث إمامة جبريل فی اليوم الأول يقتضى انتهاء وقت الظهر بخروج المثل لأنه صلى به صلى الله عليه وسلم العصر فی أول المثل الثانی فحصل التعارض بينهما فلايخرج وقت الظهربالشک وتمامه فی المطولات ، آه.(ص:۱۱۹)

قلت: وفی حديث إمامة جبريل اضطراب أيضاكمابينته فی الجزء الثانی من إحياء السنن.

قال:وقوله وهوالصحيح صححه جمهورأهل المذهب وقول الطحاوى:وبقولهما نأخذ يدل على أنه المذهب وفی البرهان قولهما هو الأظهرفقد اختلف الترجيح،آه.

قال فی مراقی الفلاح:والرواية الثانية أشار إليها بقوله أومثله مرة واحدة سوى ظل الاستواء ... واختارالثانی الطحاوى وهو قول الصاحبين أبی يوسف ومحمد لإمامة جبريل العصرفيه ولكن علمت أن أكثرالمشائخ على اشتراط بلوغ الظل مثليه والأخذ به أحوط لبراءة الذمة بيقين إذ تقديم الصلوٰة عن وقتها لايصح وتصح إذا خرج وقتها فكيف والوقت باق اتفاقاً.(۱)

ان عبارات سے چند امور مستفاد ہوئے:

(۱) امام صاحب سے بھی ایک روایت مثل واحد کی ہے۔

(۲) حنفیہ نے دونوں روایتوں کی تصحیح کی ہے، ترجیح میں اختلاف ہے۔

---

(۱) مراقی الفلاح شرح نورالإيضاح،مدخل:۷۲/۱.انيس

(۳) لیکن احتیاطاً جمہور مشائخ حنفیہ کا عمل مثلین کی راویت پر ہے۔ (بلکہ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اگر کسی مسجد میں عصر کی نماز مثل واحد پر ہوتی ہے، اور مثلین کے انتظار سے فوت جماعت لازم آتا ہو تو افضل بلکہ لازم یہ ہے کہ مثلین کا انتظار کرے اور تنہا نماز پڑھے۔

وهذا نصه،(قوله:وعليه عمل الناس اليوم)أى فى كثيرمن البلاد والأحسن مافى السراج عن شيخ الإسلام أن الاحتياط أن لايؤخرالظهرإلى المثل وأن لايصلى العصرحتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فى وقتهما بالإجماع.

وانظرهل إذا لزم من تأخيره العصرإلى المثلين فوت الجماعة يكون الأولٰى التأخيرأم لا والظاهرالأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الإمام تأمل،ثم رأيت فى آخرشرح المنية ناقلاً عن بعض الفتاویٰ أنه لوكان إمام محلته يصلى العشاء قبل غياب الشفق الأبيض فالأفضل أن يصليها وحده بعد البياض،آه. (مطلب فى تعبده عليه الصلاة والسلام : ۳۷۲/۱)

ان عبارات میں حدیث جبرئیل کا جواب بھی مذکور ہے اور ہم کو امام صاحب کا آخر عمر میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرنا ثابت نہیں ہوا، مولانا سخاوت علی صاحب نے کسی کتاب کا حوالہ لکھا ہو تو بتلایا جاوے، ورنہ محض ان کا لکھدینا کافی نہیں۔ شامی نے شفق احمر کے مسئلہ میں لکھا ہے کہ امامؒ نے صاحبینؒ کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا، پھر بعد میں اس کو بھی رد کردیا ہے۔ (ص:۳۷۳،ج:۱) مثلین کے مسئلہ میں امام کا رجوع ثابت نہیں۔ (۱)

۲۳؍شوال ۱۳۴۰ھ۔ (امدادالاحکام:۱۶/۲-۱۸)

عصر کے وقت کی تحقیق:

سوال: اذان عصر کے متعلق صحیح قول حضرت امام ابوحنیفہؒ کا کیا ہے؟ آیا سایۂ اصلی چھوڑ کر ایک سایہ یا دو؟ اور دو

---

(۱) بلکہ حسن بن زیاد کی امام صاحب رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے۔ جیسا کہ بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان شرائط الأركان: ۵٦۱/۱، دارالكتب العلمية، بيروت، ودیگر کتب فقہ میں مذکور ہے۔ انیس

(۲) عن أبى بردة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم...ويصلى الظهرإذازالت الشمس.(الصحيح للبخارى، كتاب مواقيت الصلوٰة،باب وقت الظهرعندالزوال(ح:۵۱٦)انيس)

(۳) عن أبى ذرقال:أذن مؤذن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالظهر فقال النبى صلى الله عليه وسلم أبردأبرد، أو انتظر انتظر، وقال إن شدة الحر من فيح جهنم فإذا اشتد الحر فأبردوا بالصلوٰة ، قال أبوذر:حتى رأينا فىء التلول.(الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلوٰة،باب استحباب الإبرادبالظهرفى شدةالحر لمن يمضى إلى جماعة ويناله الحرفى طريقه (ح:٦١٦)انيس)

(۴) أخبرنى ابن عباس أن النبى صلى الله عليه وسلم قال:أمنى جبرئيل عند البيت مرتين فصلى الظهر ...==

سایہ کا قول صحیح ہے، تو جو لوگ ایک سایہ پر اذان دیتے ہیں، ان کی اذان صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ مع حوالۂ کتب جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق حامدًا و مصلیًا

ظہر کے اول وقت میں جمہور علماء امت کا اتفاق ہے کہ زوال کے بعد سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، (۲) لیکن آخری وقت میں علما مختلف ہیں، حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک موافق دلیل ایک حدیث (۳) کے ظہر کا آخری وقت سایہ اصلی کے سوا دو مثل تک رہتا ہے اور صاحبینؒ و امام زفرؒ و ائمۂ ثلاثہؒ و امام طحاویؒ وغیرہ اماموں کا یہ مذہب ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے، اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (۴)

اور ایک مثل کی روایت خود حضرت امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے اور احادیث نبویہ پر غائر نظر ڈالتے ہوئے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے، (۱) اس لئے اکثر علما نے ایک مثل کے مذہب کو قوی ٹھہرا کر فتویٰ دیا ہے کہ ایک مثل کے بعد عصر اگر پڑھ لی جائے، تو یقیناً ادا ہو جائے گی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، لیکن علما محققین نے لکھا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ زوال کے بعد سایۂ اصلی چھوڑ کر ایک مثل کے اندر جمعہ و ظہر پڑھ لینی چاہئے، اور عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے، (۲) لیکن سایہ اصلی کے بعد ایک مثل پر مفتیٰ بہ روایت کے موافق عصر کا وقت ہو جاتا ہے اور خود ایک مثل کی روایت صاحب مذہب حضرت امام ابوحنیفہؒ سے بھی موجود ہے، (۳) اور صاحبین و دیگر ائمہ احناف کا صحیح و قوی مسلک یہی ہے، تو اگر کوئی حنفی ایک مثل پر عمل کرے تو ہرگز ہرگز قابل اعتراض نہیں،

== فی الأولی منهما حین کان الفیء مثل الشراک ثم صلی العصر حین کان کل شیء مثل ظله ثم صلی المغرب حین وجبت الشمس وأفطر الصائم ثم صلی العشاء حین غاب الشفق ثم صلی الفجر حین برق الفجر وحرم الطعام علی الصائم وصلی المرة الثانیة الظهر حین کان ظل کل شیء مثله لوقت العصر بالأمس ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثلیه ثم صلی المغرب لوقته الأول ثم صلی العشاء الآخرة حین ذهب ثلث اللیل ثم صلی الصبح حین أسفرت الأرض ثم التفت إلی جبرئیل فقال یا محمد هذا وقت الأنبیاء من قبلک والوقت فیما بین هذین الوقتین. (سنن الترمذی، باب ماجاء فی مواقیت الصلوة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ابواب الصلوة (ح: ۱۴۹)/ سنن أبی داؤد، باب المواقیت (ح: ۳۹۳) انیس)

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰة، فصل فی بیان شرائط الأرکان: ۵٦۱/۱، دارالکتب العلمیة، بیروت. انیس

(۲) قال المشایخ: ینبغی أن لا یصلی العصر حتی یبلغ طولیی الشیء ولا یؤخر الظهر إلی أن یصیر طوله لیخرج من الخلاف فیهما. (فتح القدیر، کتاب الصلوٰة، باب مواقیت الصلاة: ۲۰۰/۱. انیس)

(۳) الهدایة شرح بدایة المبتدی، کتاب الصلوٰة، باب مواقیت الصلاة. انیس

(۴) الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة، مطلب فی تعبده علیه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱۴/۲.

اگر چہ احوط ظہر کا ایک مثل کے قبل اور عصر کا دو مثل کے بعد پڑھنا ہے۔

''(ووقت الظهر من زواله)... (إلى بلوغ الظل مثليه)وعنه مثله،وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة،قال الإمام الطحاوى:وبه نأخذ،وفى غرر الأذكار:وهو المأخوذ به،وفى البرهان:وهو الأظهر،لبيان جبرئيل، وهو نص فى الباب،وفى الفيض:وعليه عمل الناس اليوم،وبه يفتىٰ. (الدر المختار)(۴)**فقط والله تعالىٰ أعلم وعلمه أتم وأحكم** (مرغوب الفتاویٰ:۲/۱۱۶-۱۱۷)

عصر کے مستحب وقت کی تحقیق:

سوال: یہاں ایک مولوی صاحب عصر کی نماز بہت دیر سے پڑھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عند الاحناف تاخیر ''**مالم تتغير الشمس بأن لاتحار فيها الأعين**''، مستحب ہے۔حوالہ میں فرماتے ہیں کہ ہدایہ میں اس قسم کی حدیث ہے۔کیا مولوی صاحب کا یہ خیال درست ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــ ومنه الصدق والصواب

ہدایہ میں وقت ظہر سے متعلق تو حدیث ہے،عصر کے بارے میں کوئی حدیث نہیں، بلکہ خود ہدایہ کی عبارت ہے۔ عصر کے وقت میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جمہور کے خلاف ہیں،ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ خود صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مثل اول کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور امام صاحب سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔مگر امام صاحب کے قول مشہور مثل ثانی کے بعد وقت عصر شروع ہوتا ہے۔(۱)

قال الحافظ العينى رحمه الله تعالىٰ:وعندأبى يوسف ومحمد إذا صار ظل كل شئى مثله يخرج وقت الظهر ويدخل وقت العصر وهى رواية الحسن بن زياد عنه وبه قال مالك والشافعى وأحمد والثورى واسحٰق رحمهم الله تعالىٰ (إلى أن قال) قال القرطبى:خالف الناس كلهم أباحنيفة فيما قاله حتى أصحابه،الخ. (عمدة القارى،ج:۲)(۲)

---

(۱) وأوّل وقت الظهر إذا زالت الشمس لإمامة جبريل فى اليوم الأول حين زالت الشمس وآخروقتها عند أبى حنيفة إذا صارظل كل شئ مثليه سوى فئ الزوال وقالا اذا صار الظل مثله وهو رواية عن أبى حنيفة وفئ الزوال هو الفئ الذى يكون للأشياء وقت الزوال، لهما إمامة جبريل فى اليوم الأوّل للعصر فى هذا الوقت ولأبى حنيفة قوله: أبردوا بالظهر فإن شدة الحرمن فيح جهنم وأشد الحر فى ديارهم فى هذا الوقت،وإذا تعارضت الآثار لاينقضى الوقت بالشك وأول وقت العصر إذا خرج وقت الظهر على القولين وآخروقتها ما لم تغرب الشمس لقوله عليه السلام:من أدرك ركعةً من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدركها.(الهداية ، كتاب الصلوٰة باب المواقيت.انيس)

(۲) كتاب الصلاة،باب وقت العصر:۵/۳۳.دارالكتب العلمية،انيس

پس تاخیر عصر کے قول میں چند وجوہ کا احتمال ہے۔

(۱) کتب فقہ میں تاخیر عصر کے بیان سے مقصد یہ ہے کہ مثل ثانی کے بعد پڑھی جائے، جس سے مقصود صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے خلاف امام صاحب کے قول کو ترجیح دینا ہے۔ غرضیکہ تعجیل عصر سے مراد مثل اول کے بعد اور تاخیر سے مراد مثل ثانی کے بعد پڑھنا ہے۔

قال العلامة العينى رحمه الله تعالىٰ ويؤيد ماقاله أبوحنيفة حديث على بن شيبان رضى الله تعالىٰ عنه قال: قدمنا علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة فكان يؤخر العصر مادامت الشمس بيضاء نقية، رواه أبوداؤد وابن ماجة. وهذا يدل علىٰ أنه كان يصلى العصر عند صيرورة ظل كل شيء مثليه وهو حجة علىٰ خصمه، وحديث جابر رضى الله تعالىٰ عنه، صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم العصر حين صار ظل كل شيء مثليه قدرمايصير الراكب الىٰ ذى الحليفة العنق، رواه ابن أبى شيبة بسند لابأس به. (عمدة القارى، ج: ۲)(۱)

علامہ بدرالدین کا اس بیان سے مقصد یہ ہے کہ امام صاحب کے مذہب میں مثل ثانی کے اختتام تک تاخیر کرنا چاہئے۔

(۲) کتب فقہ میں جہاں تاخیر عصر کا ذکر ہے، وہاں اس کی علت بھی مذکور ہے۔

قال فى الهداية: لما فيه من تكثير النوافل لكراهتها بعده.(۲)

وفى العناية: وتكثير النوافل أفضل من المبادرة إلى الأداء فى أول الوقت.(۳)

وفى شرح التنوير: توسعة للنوافل.(۴)

وفى الشامية: أى لكراهتها بعد صلاة العصر". (۵)

سوجب عصر سے پہلے نوافل پڑھنے والے لوگ موجود ہی نہ ہوں، تو عصر میں تاخیر بھی افضل نہ ہوگی۔

(۳) تکثیر نوافل کی غرض سے بھی اتنی تاخیر کرنا چاہئے کہ عصر کی نماز کے بعد پیدل چلنے والا شخص غروب آفتاب سے پہلے چھ میل کی مسافت طے کر سکے یعنی غروب آفتاب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل نماز پڑھ لینا چاہئے۔

روى الإمام الطحاوى رحمه الله تعالىٰ فى شرح معانى الآثار عن أبى أروى قال: كنت أصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم العصر بالمدينة ثم أتى الشجرة ذاالحليفة قبل أن تغرب الشمس وهى على رأس فرسخين.

---

(۱) كتاب الصلاة، باب وقت العصر: ۳۳/۵. دارالكتب العلمية، انيس

(۲) الهداية شرح بداية المبتدى، كتاب الصلاة، مواقيت الصلاة: ۴۱/۱. انيس

(۳) العناية شرح الهداية، كتاب الصلاة، فصل يستحب الإسفار بالفجر: ۲۲۷/۱. انيس

(۴-۵) الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۷/۱، دارالفكر. انيس

ففی هذا الحدیث إنه کان یسیر بعد العصر فرسخین قبل أن تغیب الشمس.

فقد یجوز أن یکون سیراً علی الأقدام وقد یجوز أن یکون سیراً علی الإبل والدواب.

فنظر نا فی ذلک(إلی قوله)قال:کنت أصلی العصر مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم أمشی إلی ذی الحلیفة فآتیهم قبل ان تغیب الشمس.ففی هذا الحدیث إنه کان یأتیها ماشیاً.

وأیضاً فیه:عن أبی مسعود رضی اللّٰه عنه قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی صلوٰة العصر والشمس بیضاء مرتفعة یسیر الرجل حین ینصرف منها إلی ذی الحلیفة ستة أمیال قبل غروب الشمس.

وأیضاً فیه:عن أبی الأبیض عن أنس رضی اللّٰه عنه قال :کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصلی صلوٰة العصر والشمس بیضاء محلقة.(إلیٰ قوله)فذلک دلیل علی أنه قد کان یؤخرها ثم یکون بین الوقت الذی کان یصلیها فیه وبین غروبها مقدار ماکان یسیر الرجل إلی ذی الحلیفة، الخ.

وأیضاً فیه والأولیٰ بنا فی هذه الآ ثار لماجاء ت هذا المجئی أن نحملها ونخرج وجوهها علی الإتفاق لا علی الخلاف والتضاد فنجعل التاخیر المکروہ فیها هو ما بینه العلاء،عن أنس،ویجعل الوقت المستحب من وقتها أن یصلی فیه هومابینه أبوالأبیض عن أنس رضی اللّٰه تعالی عنه ووافقه علی ذلک أبومسعود رضی اللّٰه تعالی عنه.(شرح معانی الآثار، ج: ۱)(۱)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فقہ حنفی کے بلند پایہ امام اوراعلم بمذہب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، بڑے درجے کے فقیہ اورمحدث ہیں،ان کی مندرج بالا تحقیق وضاحت کررہی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب میں تاخیر عصراس وقت تک مستحب ہے کہ نماز کے بعد چھ میل کا سفرغروب سے پہلے پیدل کیا جاسکے،اسی کے مطابق علامہ عینی کی تحقیق بھی اوپر گذرچکی ہے۔ردالمحتار جسے مذہب حنفی میں جملہ کتب فتاویٰ سے فائق سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ فتاویٰ کا معیارومدار ہے،اس میں بھی تاخیرعصر سے متعلق امام طحاوی کی تحقیق کواختیارکیا ہے۔فرماتے ہیں:

قال الإمام الطحاوی بعد ذکره ماروی فی التأخیروالتعجیل:لم نجد فی هذه الآثارمما صححت إلا مایدل علی تاخیرالعصرولم نجد ما یدل منها علی التعجیل إلا ماعارضه غیره فاستحببنا التاخیرولوخلینا النظر لکان تعجیل الصلوٰت کلها أفضل ولکن اتباع ماروی عن

---

(۱) شرح معانی الآثار: ۱/۱۹۱-۱۹۲، کتاب الصلوٰۃ،باب وقت العصر،ط:عالم الکتب.انیس

(۲) ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۱/۳۶۷،دارالفکر.انیس

(۳) تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق،الأوقات التی یستحب فیهاالصلاة: ۱/۸۳.انیس

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مما تواترت بہ الأخبار أولٰی وقد روی عن أصحابہ ما یدل علیہ ثم ساق ذلک وتمامہ فی الحلیۃ.(رد المحتار، ج: ۱)(۲)

مذکورہ عبارت میں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ جس تاخیر کا بڑے پرزور الفاظ سے دعویٰ فرمارہے ہیں، یہ وہی تاخیر ہے جس کے بعد چھ میل پیدل سفر کیا جاسکے، کماھو مفصل فی شرح معانی الاٰثار.

نیز امام طحاوی کے قول ''**ولو خلینا النظر، الخ**'' سے معلوم ہوا کہ تاخیر عصر خلاف قیاس ہے۔ لہذا اپنے مورد ہی پر منحصر رہے گی۔ طحاوی کی ثابت کردہ تاخیر سے زیادہ تاخیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بھی ثابت نہیں، لہذا بمقتضائے قیاس اس سے زیادہ تاخیر کرنا خلاف استحباب ہوگا۔

کتب فقہ میں جو لکھا ہے: ''**ما لم تتغیر الشمس بأن لا تحار فیھا الأعین**'' (۳) اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز اتنی تاخیر سے پڑھے کہ فارغ ہوتے ہی شمس متغیر ہوجائے اور اس سے پہلے پڑھنا خلاف استحباب ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تغیر شمس سے قبل تک اجازت ہے (اگرچہ مستحب وقت وہ ہے جو امام طحاوی نے ذکر فرمایا) تغیر تک تاخیر مکروہ ہے۔ پس اس سے مقصد کراہت کی ابتدا کا بیان ہے نہ کہ تاخیر مستحب کا، **کمایدل علیہ مانقلنا من عبارۃ الطحاوی فنجعل التاخیر المکروہ، الخ.**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعامل اور ائمہ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق صرف اتنی تاخیر مستحب ہے، کہ اس کے بعد پیدل چھ میل سفر غروب سے پہلے ہوسکے۔ بعض دفعہ کتاب کی عبارت نہ سمجھنے سے انسان ضلالت میں پڑجاتا ہے۔

وکم من عائب قولاً صحیحاً   واٰ فتہ من الفھم السقیم (۱)

اس تحریر کا حاصل امور ثلاثہ ہیں:

(۱) خود مذہب حنفی میں چونکہ صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ اس کے قائل ہیں کہ وقت عصر مثل اول سے شروع ہوجاتا ہے اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت اس کے مطابق ہے۔ پس مذہب حنفی میں مثل اول کے بعد عصر کی نماز درست ہے، اس لئے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ مثل ثانی کے بعد عصر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔ یعنی استحباب تاخیر سے مراد تاخیر **إلیٰ انقضاء المثل الثانی** ہے، تاکہ امام صاحب کے قول کی رعایت ہوجائے اور شبہ اختلاف سے احتراز کیا جائے۔

(۲) مثل ثانی ختم ہوجانے کے بعد زیادہ تاخیر اس لئے مستحب ہے کہ نوافل زیادہ پڑھ سکیں۔ **فالحکم**

(۱) الأمثال السائرۃ من شعر المتنبی، قول المتنبی: ۳۵/۱. انیس

(۲) فإن الحکم یدور مع العلۃ المأثورۃ وجوداً وعدماً. (أصول السرخسی، فصل فی الرکن: ۱۸۲/۲. انیس)

یکون دائرًامع علته. (۲)

(۳) تکثیر نوافل کی غرض سے عندالحنفیہ اتنی تاخیر کی جائے کہ بعد الصلوٰۃ غروب آفتاب سے پہلے چھ میل سفر پیدل کیا جاسکے۔ یعنی غروب سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل نماز پڑھی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

۱۳ ربیع الآخر ۱۳۹۷ھ۔ (احسن الفتاوی: ۲/۱۱۰-۱۱۳)

تاخیر عصر سے متعلق ''مفتاح الصلاۃ'' کی ایک عبارت کا مفہوم:

سوال: ''مفتاح الصلاۃ'' کی عبارت ہے:

''حدِ تاخیر تا نصف آخرِ وقت ست، چنانچہ حد تعجیل نصف اول وقت''۔ ذکرہ فی البحر الرائق وغیرہ۔

اس کے مطابق حدِ تعجیل پہلے آدھے وقت تک اور حد تاخیر دوسرے آخر وقت تک، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

کتاب مذکور کی دوسری عبارت: ''ومستحب در نماز عصر تاخیر ست، تا آنکہ فرض متغیر نشود در ہمہ ایام، یعنی در صیف وشتا

---

(۱) عن عبداللّٰہ بن عمروا عن البنی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: وقت الظهر مالم یحضر العصر وقت العصر مالم تصفر الشمس. (الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب اوقات الصلوات الخمس (ح: ٦١٢)/سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب مواقیت الصلاۃ (ح: ٣٩٦)/سنن النسائی، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب آخر وقت المغرب (ح: ٥٢٢)/الصحیح لابن خزیمة، کتاب الصلاۃ، باب استحباب التغلیس لصلاۃ الفجر (ح: ٣٥٤)/مسند الإمام أحمد، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص (ح: ٦٩٢٧) انیس)

☆ مذہب حنفیہ میں عصر کا صحیح وقت:

سوال: مذہب حنفیہ میں عصر کے صحیح وقت کے بارہ میں ایک مثل کو زیادہ قوت حاصل ہے یا دو مثل کو مفتی بہ اور راجح قول کون سا ہے؟ کسی مسجد میں قبل از دو مثل عصر کی جماعت ہو رہی ہو، تو نماز ان کے ساتھ ادا کرے یا نہیں؟ اور اگر مل گیا تو عصر کے فرض ساقط ہوئے یا نہیں اور بعد دو مثل اپنی عصر کی نماز ادا کرے اور وہ لوگ جو قبل از دو مثل ادا کرتے ہیں، آثم ہوں گے یا نہیں؟

الجواب

بندہ کے نزدیک ایک مثل کو زیادہ قوت ہے۔ (واختلفوا فی آخر وقت الظهر فعندهما إذا صار ظل کل شیء مثله خرج وقت الظهر ودخل وقت العصر وهو روایة محمد عن أبی حنیفة رحمهما اللّٰہ تعالیٰ وان لم یذکره فی الکتاب نصاً فی خروج وقت الظهر. (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاۃ، باب مواقیت الصلاۃ: ١٤٢/١، دار المعرفة، بیروت. انیس))

لہذا اگر ایک مثل میں کسی نے نماز پڑھ لی فرض عصر اس کے ذمہ سے ساقط ہوئے اور اعادہ جائز نہ ہوگا کہ نفل بعد نماز عصر منع ہیں، اگرچہ بعد مثلین کے نماز پڑھنا احوط ہے۔ للخروج عن الخلاف. (تاکہ اختلاف سے نکل جائے۔ ==

وربیع وخریف درنصف آخرتا بکراہت نرسیدہ است مستحب است،مگردرایام کہ ابر باشد''،

اس کے مطابق وقت مستحب عصر کتنی ساعت ولحظہ میں یہاں پر ہوگا،مرادنصف آخر سے وقت عصر اول سے تا وقت غروب میں ہے،یاوقت عصر دوم حنفیہ سے تاغروب میں ہے۔

الجواب

''مفتاح الصلاۃ'' میں جولکھاہے،وہ ٹھیک ہے،عصر کی نماز نصف آخر میں مگر آفتاب کا رنگ زرد ہونے سے پہلے پڑھی جائے،(۱) اور مرادنصف آخر سے عصر دوم حنفیہ کے مطابق نصف آخر ہے،اور یہ دومثل سایہ ہونے سے آفتاب کے زرد ہونے کے ماقبل وقت میں قیاس کرنے سے معلوم ہوجائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدالوہاب کان اللہ لہ۔(فتاویٰ باقیات صالحات:۷)☆

== قال المشايخ:ينبغي أن لايصلي العصرحتى يبلغ طولىي الشيء ولايؤخرالظهرإلى أن يصيرطوله ليخرج من الخلاف فيهما.(فتح القدير،كتاب الصلوٰة،باب مواقيت الصلاة: ۲۰۰/۱.انيس) فقط (تالیفات رشیدیہ:۲۵۶)

نمازعصر کا صحیح وقت:

سوال: صلوٰۃ عصر اگر ایک مثل پر پڑھ لی جاوے،تو ہوجائے گی یا قابل اعادہ ہوگی؟

الجواب

ایک مثل کا مذہب قوی ہے،(اصحاب متون کے علاوہ علامہ ابن ہمام،قاسم بن قطلو بغا،علامہ حلبی کبیر،علامہ ابن نجیم،علامہ شامی وغیرہم نے امام صاحب کے مذہب کوقوی قرار دیا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھئے!ردالمحتارمع الدرالمختار،كتاب الصلوٰة،مطلب في تعبده عليه الصلاةوالسلام قبل البعثة: ۳۵۹/۱.انيس) لہٰذا اگر ایک مثل پر عصر پڑھے،تو ادا ہوجاتی ہے،اعادہ نہ کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (تالیفات رشیدیہ:۲۵۶)

(۳) (ووقت العصرمنه إلىٰ) قبيل (الغروب).(تنويرالأبصارمع الدرالمختار)

(قوله منه):أي من بلوغ الظل مثليه علىٰ رواية المتن.(رد المحتار,أول كتاب الصلاة: ۱٦/۲)

(والعصر)...(منه)أي:من بلوغ الظل مثليه (إلى الغروب).(النهرالفائق شرح كنزالدقائق،كتاب الصلاة: ۱٥۹/۱.انيس)

"ومنها الوقت لأن الوقت كما هوسبب لوجوب الصلاة فهوشرط لأدائها، قال اللّٰه تعالىٰ:" اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا" أى فرضًا مؤقتاً حتى لايجوز أداء الفرض قبل وقته ".(بدائع الصنائع: ۳٤۹/۱)

عن كعب ... النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ... فقال:هل تدرون مايقول ربكم؟قال:قلنا اللّٰه ورسوله أعلم، قال:إنه يقول:من صلى الصلاة لوقتها فأقام حدها كان له به على عهدأدخله الجنة.الخ.(سنن الدارمى،من نام عن صلاة أونسيها(ح: ۱۳٦٦)/المنتخب من مسندعبدبن حميد، كعب بن عجرة (ح: ۳۷۱)/مسند ابن أبى شيبة،حديث كعب بن عجرة عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم (ح: ٥۱۲)/شرح مشكل الآثار (ح: ۳۱۷۳): ۱۹۹/۸.انيس) ==

عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

سوال: آج کل عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے، اگر کسی نے چار یا سوا چار بجے عصر کی نماز پڑھی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

۶/مارچ کو گیا میں عصر کا وقت سوا چار بجے شروع ہو جاتا ہے اگر اس وقت یا اس کے بعد کسی نے نماز پڑھی ہو تو نماز صحیح ہوئی اور اگر اس سے پہلے پڑھ لی ہو تو اس کی نماز نہیں ہوئی، قضا پڑھنی ہوگی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۶/۸/۶۹ ۱۳ ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۰۸/۲)

کینیڈا میں عصر اور عشا کا وقت:

سوال (۱) یہاں امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق نمازوں کے اوقات کا چارٹ چھپا ہوا ہے، آپ عصر کی نماز کا وقت حنفی مسلک کے مطابق متعین فرمادیں۔

== عن أبی ذر رضی اللّٰه عنه ،أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إنه سیکون أمراء یؤخرون الصلاة عن مواقیتها،ألآ ! فصلِّ الصلاة لوقتها،ثم ائتهم فإن کانوا قد صلوا کنت أحرزت صلاتک وإلاصلیت معهم فکانت لک نافلة.(سنن أبی داؤد الطیالسی،أحادیث أبی ذررضی اللّٰه عنه (ح: ٤٥٠)انیس)

(۱) وفی جامع الترمذی، باب ماجاء فی تأخیر الظهرفی شدة الحر،ص:٢٢-٢٣،ج:١(طبع فاروقی کتب خانه):

عن أبی هریرةرضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: إذا اشتد الحرفأبردوا عن الصلوة فإن شدة الحرمن فیح جهنم.

طریق استدلال یہ ہے کہ حجاز کی گرمی کا ابراد مثل اول پر نہیں ہوتا۔

وفیه أیضا: ص: ٢٣،ج: ١:عن أبی ذر،أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کا ن فی سفر ومعه بلال فأراد أن یقیم فقال أبرد ثم أراد أن یقیم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : أبرد فی الظهر، قال:حتی رأینا فئی التلول، ثم أقام، فصلی، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم :إن شدة الحرمن فیح جهنم ،فابردوا عن الصلوة.

وفی الصحیح للإمام البخاری، ج: ١،ص: ٧٦-٧٧ (طبع قدیمی کتب خانه):

حتی ساویٰ الظل التلول .

طریق استدلال یہ ہے کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے مساوی ہونے کا حاصل یہ ہے کہ عرب کے ٹیلے عموماً منبسط ہوتے ہیں اس لئے ان کا سایہ کافی دیر میں ظاہر ہوتا ہے اور ان کا سایہ اس وقت ایک مثل ہوتا ہے جبکہ دوسری چیزوں کا سایہ ایک مثل سے کافی زائد ہو چکا ہو۔ (دیگر احادیث اور مزید تفصیل کیلئے دیکھئے! فتح الملهم، ج: ٤،ص: ٢٩٧-٣٠٦ (مکتبہ دار العلوم کراچی) و درس ترمذی: ۳۹۵/۱)

(۲) یہاں کینیڈا میں غروب آفتاب کے بعد شفق احمر تو غائب ہوجاتا ہے؛ مگر شفق ابیض رات گیارہ بجے تک یا اس سے بھی دیر تک رہتا ہے، گیارہ بجے تک کا انتظار خاصہ مشکل ہے اور نماز عشا اکثر رہ جاتی ہے، یہ انتظار اس لئے بھی مشکل ہے کہ صبح جلدی اٹھنا پڑتا ہے۔آپ فرمائیں کہ مغرب کے بعد جلد سے جلد عشا کی نماز کا وقت کب شروع ہوجاتا ہے؟

الجواب

(۱) عصر کی نماز کا وقت حنفی مسلک میں اس وقت ہوتا ہے جب زمین پر ہر چیز کا سایہ (سایہ اصلی کے علاوہ) دوگنا ہوجائے۔(۱) یہ وقت مختلف موسموں میں اور مختلف مقامات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے اور وہاں ماہرین سے رجوع کرکے معلوم کیا جاسکتا ہے اور اگر وہاں مشکل ہو تو مولانا مفتی رشید احمد صاحب اشرف المدارس ناظم آباد کراچی:۴، کو لکھ کر ان سے پورا نقشہ بنوایا جائے، ان کو اس میں مہارت ہے، احقر کو مہارت نہیں۔

(۲) صورت مسئولہ میں شفق احمر کے غروب ہوجانے کے بعد عشا کی نماز ادا کر لینے کی گنجائش ہے۔ **عملاً بقول الصاحبين في مواقع العذر**.(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۷۔۹۔۱۳۹۹ھ (فتویٰ نمبر:۳۰/۱۶۵۰) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۹۰۔۳۹۱)

دھوپ سے عصر کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ:

سوال: ہمارے یہاں راجستھان میں، آج کل طلوع وغروب کے اوقات میں، اور یہاں کے اوقات میں بارہ منٹ کا فرق ہے، حسینی دوامی جنتری میں یہاں کا طلوع آفتاب کا وقت ۶:۳۳ اور نصف النہار کا وقت ۱۲:۳۰، اور غروبِ آفتاب کا وقت ۶:۳۹ لکھا ہے، اور ہمارے یہاں ۱۲/منٹ بعد یہ اوقات ہوتے ہیں۔یعنی ۶:۴۵ پر طلوعِ آفتاب اور ۱۲:۴۲ پر نصف النہار اور ۶:۵۱ پر غروب آفتاب، اس لحاظ سے ہمارے یہاں اگر عصر کی نماز ساڑھے چار بجے ہو، تو کیا صحیح ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) و في اعلاء السنن: ۱۱/۲، (طبع ادارة القرآن كراچى): و في البحر: الشفق هو البياض عند الإمام إلى أن قال: فثبت أن قول الإمام هو الأصح ....ولايعدل عنه إلى قولهما أو قول أحدهما أوغيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أوتعامل بخلافه كالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قولهما كما في هذه المسئلة وفي السراج الوهاج: فقولهما أوسع للناس،وقول أبي حنيفة أحوط.

(۲) "و وقت الظهر من زواله إلى بلوغ الظل مثليه سوى فيء الزوال،ووقت العصر منه إلى الغروب،ولولم يجد ما يغرز أشار إلى أنه إن وجد خشبة يغرزها في الأرض قبل الزوال،و ينتظر الظل مادام متراجعاً إلى الخشبة،فإذا أخذ في الزيادة حفظ الظل الذي قبلها،فهو ظل الزوال". (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الصلوٰة: ۱/۳۵۹-۳۶۰، سعيد)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اس کا شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت سورج بالکل سر پر ہو، کسی سیدھی چیز مثلاً لکڑی زمین میں گاڑ کر دیکھ لیا جائے کہ اس کا کتنا سایہ ہے، اس کو سایۂ اصلی کہتے ہیں، پھر جب اس لکڑی کا سایہ دو مثل ہو جائے سایۂ اصلی کے علاوہ، تب عصر کا وقت شمار کیا جائے گا۔ مثلاً لکڑی ایک گز کی ہے، اور سورج سر پر ہونے کے وقت اس کا سایہ ایک بالشت ہے، تو جب اس کا سایہ دو گز اور ایک بالشت ہو جائے گا، تو سمجھئے کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۳۴/۵-۳۳۵)

حنفی وشافعی دونوں مقتدی ہوں تو اوقات میں کس کی رعایت کی جائے:

سوال: **فی بلدة كثير الأحناف ودونهم الشوافع و إمام أهل المذهبين حنفی ففی هذه الصورة هل يعين وقت الظهر وانتهائه وشروع وقت العصر علی مذهب الحنفی أو علیٰ مذهب الشافعی وكيف الفتویٰ؟**(۱)

الجواب ــــــــــــــــــــ

ينبغی أن يراعی الإمام فی أوقات الصلوٰة مذهب الإمام الأعظمؒ فإن الاحتياط فی صلوٰة الظهر والعصر فی مذهبه، كمافی ردالمحتار: والأحسن ما فی السراج: عن شيخ الإسلام: أن الاحتياط أن لايؤخر الظهر إلی المثل وأن لايصلی العصر حتی يبلغ المثلين ليكون مؤدياً للصلاتين فی وقتهما بالإجماع، الخ. (۲) **فقط** (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۵۴/۲)

ابر آلود دن میں نمازِ عصر:

سوال (۱) اگر سورج ابر میں پوشیدہ ہو جس سے مثلین کا پتہ نہ چل سکے اور گھڑیوں کا اختلاف ظاہر ہے تو عصر کی نماز

---

(۱) ترجمہ سوال: ایک شہر میں حنفی کی اکثریت ہے اور شافعی کم ہیں اور دونوں کا امام حنفی ہے، تو ایسی صورت میں ظہر کا اول وآخر وقت اور عصر کا اول وقت حنفی مسلک پر مقرر کیا جائے گا یا شافعی پر، اور اس صورت میں فتوی کیا ہے؟ انیس

(۲) ترجمہ جواب:۔ مناسب یہ ہے کہ امام نماز کے اوقات میں امام اعظمؒ کے مسلک کی رعایت کرے، کیونکہ ظہر وعصر کی نماز میں احتیاط ان ہی کے مسلک میں ہے جیسا کہ علامہ شامیؒ نے بحوالہ سراج، شیخ الاسلامؒ سے نقل کیا ہے کہ ''احتیاط یہ ہے کہ ظہر کو ایک مثل تک مؤخر نہ کرے اور عصر کو دو مثل سے قبل نہ پڑھے تاکہ بلا اختلاف دونوں نمازوں کو ان کے وقت میں ادا کرنے والا ہو۔ انیس

ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، ج: ۱، ص: ۳۳۴، ظفير

(۳) (ويختلف باختلاف الزمان والمكان) أی طولاً وقصراً وانعداماً بالكلية، كماأوضحه الطحطاوی. (ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۳۶۰/۱، دارالفكر. انيس)

کس انداز پر پڑھنی چاہئے؟

عصر ومغرب کے درمیان مدّتِ فصل:

(۲) مغرب اور عصر کے درمیان مفتی بہ متفقہ کس قدر فاصلہ ہے؟

عصر اگر مغرب سے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو کیا حکم ہے:

(۳) اگر عصر کی نماز مغرب سے پورے دو گھنٹہ پہلے پڑھی گئی تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

(۱-۳) موسموں کے اختلاف سے اوقات بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں، (۳) اب جبکہ دن بہت بڑا ہے تو مغرب سے دو گھنٹہ قبل بھی عصر کا وقت ہے یعنی دو مثل سایہ ہو جاتا ہے، کیونکہ اس ماہ جولائی میں پانچ بج کر ۲۳ر منٹ پر دو مثل سایہ ہو جاتا ہے اور غروب ۷ر بج کر ۲۸ ر منٹ پر یا ۲۹ ر منٹ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل فاصلہ "**ما بین المثلین وما بين المغرب**" دو گھنٹہ سے کچھ زیادہ ہے۔ اسی طرح مئی اور جون میں بھی قریب دو گھنٹہ کا فاصلہ رہا ہے اور گھڑیوں میں جو اختلاف ہوتا ہے؛ وہ ظاہر ہے کہ دو چار منٹ کا ہوتا ہے، پس ابر میں احتیاط کرنی چاہئے اور مثلاً نقشہ میں ۵ر بج کر ۲۳ ر منٹ پر مثلین کا وقت ہے، یعنی وقت عصر ہوتا ہے؛ تو اس میں احتیاط کی جاوے کہ ساڑھے پانچ بجے یا اس کے بعد پونے چھ بجے تک نماز عصر پڑھ لی جائے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲ر ۵۰-۵۱)

عصر کی نماز کی ابتدا کامل وقت میں اور اختتام ناقص وقت میں:

سوال: سببِ وجوبِ نماز، جزء متصل الادا ہوتا ہے، اس بنا پر علماء احناف یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقتِ مکروہ میں شروع کرے، اور پھر اثنائے صلوٰۃ میں آفتاب غروب ہو گیا، تو اس کی نماز صحیح ہو گئی، کیونکہ " **أداه كما وجب**" پایا گیا۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عصر کی نماز وقتِ کامل میں شروع کرے اور نیت باندھنے کے بعد وقتِ ناقص شروع ہو گیا، لیکن ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا ہے، تو اس کی یہ نماز صحیح ہو گئی یا نہیں؟ شبہ کی وجہ یہ پیش آئی کہ "**أداه كما وجب**" نہیں پایا گیا۔

الجواب ــــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

اس کی یہ نماز صحیح ہو گی۔ آپ کا شبہ اور اس کا جواب شرح منیۃ المصلی، ص: ۲۴۷ میں مذکور ہے۔

(۱) الحلبي الكبير، بحث: فروع في شرح الطحاوي، ص: ۲۴۷، سهيل اكيڈمی، لاهور

”فقد يقال: فينبغي أنه لو شرع فيها أول الوقت قبل الإصفرار، ثم اصفرت، وهو في خلالها أن تفسد لعروض النقصان علىٰ ما وجب بالسبب الكامل، والجواب أن الشرع جعل للمكلف شغل كل الوقت بالعبادة، وهو العزيمة، فقد اغتفر في حقه ما لا يمكن ذلك إلا به لكونه من جملة أجزاء الوقت به“. (۱) فقط واللّٰه تعالیٰ أعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۴/۳/۱۳۹۳ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۴/۳/۱۳۹۳ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۴۲-۳۴۳)

وقت عصر کے بارے میں چند سوالات:

سوال (۱) حنفی مذہب میں ایک مثل پر عصر کا وقت ہوتا ہے یا نہیں؟

(۲) امام اعظمؒ سے جیسے دو مثل کی روایت ہے، ویسے ان سے ایک مثل کی بھی روایت ہے یا نہیں؟

(۳) امام اعظم کا رجوع صاحبین کے قول کی طرف ثابت ہے یا نہیں؟

(۴) فتویٰ دو مثل کی روایت پر ہے یا صاحبین کے قول پر جو کہ امام صاحب سے دوسری روایت ایک مثل کی ہے موافق قول صاحبین کے؟

(۵) جو شخص ایک مثل پر عصر کی نماز پڑھ لے، تو اس کو اعادہ کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۶) جو شخص عصر کی نماز ایک مثل پر پڑھے اس کو غیر مقلد کہنا اور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی جائز ہے یا نہیں؟

(۲۲/محرم ۱۳۳۹ھ)

---

(۱) قوله: اى بلوغ الظل مثليه هٰذا ظاهر الرواية عن الامام، وهو الصحيح. (رد المحتار، كتاب الصلاة: ۱/۳٦۰، ط: سعيد كمپنى)

(۲) المبسوط للسرخسي، كتاب الصلاة، باب مواقيت الصلاة: ۱/۱٤۲. انيس

(۳) (ووقت الظهر من زواله)..... (إلىٰ بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله، وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة الخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة، مطلب في تعبده عليه الصلاة والسلام قبل البعثة: ۱/۳۵۹، ط: سعيد كمپنى)

واختلفوا في آخره فالمذكور قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد: إذا صار ظل كل شيء مثله، وهو رواية الحسن عن أبي حنيفة. (الاختيار لتعليل المختار، كتاب الصلاة، مواقيت الصلوات الخمس: ۱/۵۱. ٪كذا في مجمع البحرين وملتقى النيرين لابن الساعاتي مع شرح المجمع لابن ملك: ۱/۱۰۷، دار الكتب العلمية بيروت. انيس)

(۴) (قوله: وإليه) رجع الإمام إلى قولهما الذى هو رواية عنه أيضا وصرح في المجمع بأن عليها الفتوى، الخ. (ردالمحتار، كتاب الصلوة: ۱/۳٦۱، ط: سعيد كمپنى)

الجواب

حنفی مذہب میں خود امام ابوحنیفہؒ سے دو مثل کے بعد عصر کا وقت ہونے کی روایت اشہر الروایات ہے اور متون میں اسی روایت کو اختیار کیا گیا ہے۔(۱) اور صاحبین سے ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہونا منقول ہے۔(۲)

(۲) امام صاحب سے ایک روایت میں ایک مثل کے بعد عصر کا وقت ہو جانا بھی مروی ہے، جیسا کہ صاحب درمختار نے ذکر کیا ہے۔(۳)

(۳) امام صاحب سے بعض علما نے رجوع بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا۔(۴)

(۴) بہت سے فقہا نے ایک مثل کے قول پر فتویٰ دیا ہے، اور بہت سے دو مثل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں جیسے صاحب البحر الرائق، بہر حال اس میں ترجیح اور فتوی دونوں جانب موجود ہے۔

(۵) احتیاط یہ ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے اور ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر اور احتیاطا اگر اسی عصر کا جو دو مثل سے پہلے پڑھی گئی اعادہ کر لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔(۱)

(۶) ایسے شخص کو غیر مقلد کہنا یا یہ کہنا کہ تیری نماز صحیح نہیں ہوئی درست نہیں جب کہ خود حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ مذہب ہے اور فقہاء حنفیہ میں سے ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے، اور مفتی بہ بتا رہی ہے، اسی طرح دو مثل کے بعد عصر پڑھنے والے کو یہ کہنا کہ یہ شخص قول مردود پر عمل کرتا ہے یا اس کا یہ عمل خطا ہے درست نہیں۔ فقط

محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۶۹/۳-۷۰)

---

(۱) والأحسن ما فی السراج عن شیخ الإسلام: أن الاحتیاط أن لا یؤخر الظهر إلی المثل ولا یصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالإجماع، الخ. (رد المحتار، أول کتاب الصلوة: ۳۵۹/۱، ط: سعید کمپنی)

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن للصلوٰة أولاً وآخراً، وإن أول وقت صلاة الظهر حین تزول الشمس وآخر وقتها حین یدخل وقت العصر وإن أول وقت صلاة العصر حین تدخل وقتها، وإن آخر وقتها حین تصفر الشمس. (سنن الترمذی کتاب الصلاة، باب ماجاء فی مواقیت الصلاة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب منه، (ح: ۱۵۱) انیس)

عن عبدالله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: وقت الظهر مالم تحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس. (سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی المواقیت (ح: ۳۹۶) انیس)

عصر میں اصفرار شمس تک تاخیر اور عشا کا وقت:

سوال (۱) احناف کے مسلک پر نماز عصر میں جو تاخیر افضل ہے تو اس افضلیت پر گھنٹوں کے حساب سے عصر اور مغرب کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہئے؟

(۲) مغرب کی نماز کے کتنے وقت بعد عشا کا وقت داخل ہوتا ہے؟

الجواب

(۱) حنفیہ کے نزدیک عصر کی نماز اصفرار شمس یعنی سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک تاخیر کرنا افضل ہے، (۲) لیکن جماعت میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اصفرار سے پہلے اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز کا اعادہ کرنا ہو تو وہ بھی اصفرار سے پہلے کیا جا سکے، یہ وقت موسموں اور شہروں کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے گھنٹہ، منٹ کے حساب سے اس کی کوئی مقدار دائمی طور پر مقرر نہیں کی جاسکتی۔

(۲) جب شفق ابیض (یعنی مغربی افق پر سفیدی) غائب ہو جائے تو عشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ (۱) اس کا مدار بھی شہر کے محل وقوع اور موسم پر ہوتا ہے اس لئے گھنٹہ اور منٹ کے لحاظ سے اس کی بھی دائمی مقدار نہیں بتائی جاسکتی۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۔۲۲/۱۰/ ۱۴۰۱ھ ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/ ۳۹۱-۳۹۲)

عصر کی نماز کیلئے ساڑھے چار بجے کا وقت مقرر کرنا:

سوال: مشکوۃ شریف اور ترمذی کی ایک حدیث ہے اور اس امامت جبرئیل والی حدیث میں زوال کے فوراً بعد

---

(۱) فی الهداية: ۸۲/۱ (طبع مكتبة شركة علمية، ملتان) (مواقيت الصلوٰة): وأول وقت العشاء إذا غاب الشفق وآخروقتها مالم يطلع الفجر. / وفي الشامية: ۳۶۱/۱، تحت قوله وإليه رجع الإمام، الخ:.... قال في الإختيار: الشفق البياض وهو مذهب الصديق ومعاذ بن جبل وعائشه رضي الله عنها وعنهم قلت رواه عبدالرزاق عن أبي هريرة وعن عمر بن عبدالعزيز إلى قوله قال العلامة قاسم فثبت أن قول الإمام هو الأصح ومشى عليه في البحر، الخ.

وفي اعلاء السنن: ۱۱/۲: وفي البحر: الشفق هو البياض عند الإمام إلى أن قال فثبت أن قو ل الإمام هو الاصح وبهذا ظهر أنه لا يفتى ولايعمل إلابقول الإمام الأعظم ولايعدل عنه إلى قولهما أوقول أحدهما أوغيرهما إلا لضرورة من ضعف دليل أوتعامل بخلافه كالمزارعة وإن صرح المشائخ بأن الفتوى على قولهما كما في هذه المسئلة وفي السراج الوهاج فقولهما أوسع للناس وقول أبي حنيفة أحوط.

(۲) وفي الدرالمختار، كتاب الصلوة، ج: ۱، ص: ۳۵۹-۳۶۰: ووقت الظهرمن زواله أي ميل ذكاء عن كبد السماء إلى بلوغ الظل مثليه. وفيه بعد أسطر، ص: ۳۶۰: ووقت العصرمنه الى قبيل الغروب، وفي الشامية تحت (قوله منه) أي من بلوغ الظل مثليه، الخ.

ظہر کی نماز ادا کرنے کا ذکر ہے اور عصر کی نماز جب سایہ ایک مثل ہو گیا تو اس کے بعد عصر کی نماز ادا کرنے کا ذکر موجود ہے۔ان صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز سایہ کے ایک مثل ہو جانے کے بعد ادا فرمائی۔اس حدیث کی روشنی میں، نیز چونکہ ہم سب کاروباری لوگ ہیں اور غرض یہ ہے کہ ہم سب جماعت کے ساتھ نماز ادا کرسکیں اس کی بناء پر ہم نے مناسب یہ سمجھا کہ ساڑھے چار بجے عصر کی جماعت کرالی جائے، یہ ٹائم ہم نے عصر کی جماعت کے لیے مقرر کیا ہے۔ہمارا یہ وقت مقرر کرنا حدود جواز میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ گھڑیاں نہیں تھیں، اس لئے اوقات کا تعین جنتری یا گھڑیوں کے حساب سے نہ تھا، بلکہ اوقات کی مختلف علامتیں مقرر تھیں، ان علامتوں کا بیان مختلف احادیث میں آیا ہے اور اس بارے میں ایک دو نہیں بہت سی احادیث مروی ہیں، امام ابوحنیفہؒ نے ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ عصر کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔(۲) یہ وقت موسموں اور مقامات کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے، کراچی میں عصر کا وقت کم سے کم چار بج کر آٹھ منٹ پر (۷/دسمبر کو) ہوتا ہے، اور زیادہ سے زیادہ پانچ بجکر ۲۳ (۱۵ جولائی کو) ہوتا ہے، آج یعنی (۱۴ مارچ کو) عصر کا وقت پانچ بج کر دو منٹ پر شروع ہوگا۔اس سے پہلے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز پڑھنا درست نہیں۔لہذا آپ نے آج کل ساڑھے چار بجے کا جو وقت مقرر کیا ہوا ہے وہ حنفی مسلک کے لحاظ سے درست نہیں ہے۔آپ کو چاہئے کہ اوقات نماز کے جو طبع شدہ نسخے ملتے ہیں وہ اپنے پاس رکھیں اور اس میں روزانہ عصر کا وقت دیکھ کر اس کے مطابق جماعت کا وقت مقرر فرمائیں۔واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۶/۴/۱۳۹۱ھ (فتویٰ نمبر ۲۸/۲۹-۷الف) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۹۵-۳۹۶)

عصر کی ایک رکعت بعد غروب ادا کی نماز ہوئی یا نہیں:

سوال: نماز عصر ایک رکعت یا دو رکعت بعد غروب ادا کیا تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــ حامدًا و مصليًا

واجب الاعادہ نہیں ہے، نماز ہوگئی۔(۱)

(۱-۲) عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أدرک من الصبح رکعة قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح و من أدرک رکعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقدأدرک العصر. (الصحيح للبخاری، باب من أدرک من الفجر رکعة (ح: ۵۷۹)/سنن الترمذی، باب ماجاء فيمن أدرک رکعة من العصر قبل ان تغرب الشمس (ح:۱۸٦)انيس)

”لاتجوز الصلاة عند طلوع الشمس ولا عند قيامها فى الظهيرية ولا عند غروبها - إلىٰ أن قال - إلا عصر يومه عند الغروب،الخ. (الهداية ، كتاب الصلوٰة ، فصل فى الأوقات التى تكره فيها الصلوٰة: ۱/۶۸)**فقط واللّٰه تعالىٰ أعلم**

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی ۔ (حبیب الفتاویٰ: ۱/۴۷)

عصر میں دوران نماز سورج غروب ہوجائے تو نماز کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا شروع کردے اور ایک رکعت کے بعد آفتاب غروب ہوجائے اور باقی نماز بعد میں پوری کرلے تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو ٹھیک ہے اور اگر ہوگئی تو سوال یہ ہے کہ وقت نماز کے لئے ظرف بنتا ہے، وقت گزرنے کے بعد نماز کیسے ادا ہوگئی؟ کیا ظہر کی نماز بھی عصر کے وقت میں داخل ہونے سے صحیح ہوجائے گی؟ اگر کہا جائے کہ حدیث میں آتا ہے کہ **”من أدرك ركعة من العصر ،الخ“** (۲) تو پھر سوال یہ ہے کہ طلوع کے بعد فجر کیوں نہیں ہوتی، حدیث میں تو فجر کا ذکر بھی ہے اور اگر کہا جائے کہ فجر کا وقت کامل ہونے کی وجہ سے کامل واجب ہوئی ناقص ادا نہیں ہوگی اور عصر کا وقت ناقص ہونے کی وجہ سے ناقص واجب ہوئی ناقص ادا ہوگی، کیوں کہ سبب وجوب ادا سے متصل جز ہے پھر سوال یہ ہے کہ ناقص وقت تو غروب تک ہوتا ہے۔ اس میں تو نماز ختم نہ ہوئی اور غروب کے بعد عصر کا وقت ہی ختم ہوگیا، نہ ناقص رہا نہ کامل، اب ناقص ادا ہونے کا کیا معنی؟

الجواب

(۱) منحة الخالق حاشية البحر الرائق شرح كنز الدقائق،باب قضاء الفوائت: ۲/۸٤.انيس

(۲) **ذكر ما يستفاد منه من الأحكام فيها:أن فيه دليلاً صريحاً فى أن من صلى ركعة من العصر ثم خرج الوقت قبل سلامه لاتبطل صلاته بل يتمها،وهذا بالإجماع،وأما فى الصبح فكذلك عند الشافعي ومالك وأحمد،وعند أبى حنيفة تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس فيها،وقالوا:الحديث حجة على أبى حنيفة وقال النووى:قال أبو حنيفة: تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس فيها،لأنه دخل وقت النهى عن الصلاة بخلاف الغروب، والحديث حجة عليه. قلت:من وقف على ما أسس عليه أبو حنيفة عرف أن الحديث ليس بحجة عليه،وعرف أن غير هذا الحديث من الأحاديث حجة عليهم،فنقول:لاشك أن الوقت سبب للصلاة وظرف لها،ولكن لايمكن أن يكون كل الوقت سبباً،لأنه لو كان كذلك يلزم تأخير الأداء عن الوقت فتعين أن يجعل بعض الوقت سبباً،وهو الجزء الأول لسلامته عن المزاحم،فإن اتصل به الأداء تقررت السببية،وإلا تنتقل إلى الجزء الثانى والثالث والرابع ومابعده إلى أن يتمكن فيه من عقد التحريمة إلى آخر جزء من أجزاء الوقت ،ثم هذا الجزء إن كان صحيحاً،بحيث لم ينسب إلى الشيطان ولم يوصف بالكراهة كما فى الفجر وجب عليه كاملاً،حتى لو اعترض الفساد فى الوقت بطلوع الشمس فى خلال الصلاة فسدت،خلافاً لهم،** ==

عصر کی نماز ہو جائے گی، کیوں کہ اس پر ادا کی تعریف صادق ہے۔ صاحب بحر نے ادا کی تعریف یوں فرمائی ہے:

فالأداء ابتداء فعل الواجب فی وقته،الخ.

اس سے معلوم ہوا کہ ادا بننے کے لئے ابتدائی الوقت کافی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں:

لأنه لایشترط فعله کله فی وقته لیکون أداء لأن وجود التحریمة فی الوقت کان لکون الفعل أداءً. (البحر الرائق: ۲/ ۷۸،مطبوعه کوئٹه)

اور حاشیہ میں ہے:

ومعلوم أنه لایشترط لکونه أداء وجود جمیعه فیه،الخ. (۱)

ان تصریحات کی روشنی میں عصر کی نماز ہو جائیگی، اگر کہا جائے کہ پھر تو فجر بھی صحیح ہو جانی چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ طلوع شمس سے نماز فجر باطل ہے، کیوں کہ یہ وقت نماز کے لئے ظرف نہیں بن سکتا اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ

== لأن ماوجب کاملاً لایتأدیٰ بالناقص، کالصوم المنذور المطلق وصوم القضاء لایتأدی فی أیام النحر والتشریق، کان منسوباً إلی الشیطان، وإذاکان هذاالجزء ناقصامنسوباًإلی الشیطان، کالعصر وقت الاحمرار وجب ناقصا،لأن نقصان السبب مؤثرفی نقصان المسبب،فیتأدی بصفةالنقصان،لأنه أدیٰ کمالزم، کما إذا نذرصوم النحروأداه فیه،فإذاغربت الشمس فی أثناء الصلاة لم تفسدالعصر،لأن مابعدالغروب کامل فیتأدی فیه،لأن ماوجب ناقصاًیتأدیٰ کاملاً بطریق الأولیٰ.فإن قلت یلزم أن تفسدالعصرإذاشرع فیه فی الجزء الصحیح ومدها إلی أن غربت. قلت:لماکان الوقت متسعاجازله شغل کل الوقت،فیعفی الفساد الذی یتصل به بالبناء، لأن الاحترازعنه مع الإقبال علی الصلاة متعذر،وأماالجواب عن الحدیث المذکورفهوماذکره الإمام الحافظ أبوجعفرالطحاوی،وهو:أنه یحتمل أن یکون معنی الإدراک فی الصبیان الذین یدرکون،یعنی یبلغون قبل طلوع الشمس والحیض اللاتی یطهرن، لأنه لماذکرفی هذاالإدراک،ولم یذکرالصلاة فیکون هؤلاء الذین سمیناهم ومن أشبههم مدرکین لهذه الصلاة، فیجب علیهم قضاؤها،وإن کان الذی بقی علیهم من وقتهاأقل من المقدار الذی یصلونهافیه،فإن قلت:فماتقول فیماروٰاه أبوسلمة عن أبی هریرة قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:إذا أدرک أحدکم سجدة من صلاة العصر قبل أن تغرب الشمس فلیتم صلاته، وإذا أدرک سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فلیتم صلاته.رواه البخاری والطحاوی أیضاًفإنه صریح فی ذکر البناء بعدطلوع الشمس؟قلت:قدتواترت الآثار عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بالنهی عن الصلاة عند طلوع الشمس مالم تتواتربإباحةالصلاة عندذلک فدل ذلک علی أن ماکان فیه الإباحة کان منسوخاًبماکان فیه التواتربالنهی،فإن قلت:ماحقیقة النسخ فی هذا والذی تذکره الاحتمال؟وهل یثبت النسخ بالاحتمال؟قلت:حقیقةالنسخ هناماأنه اجتمع فی هذاالموضع محرم ومبیح وقدتواترت الأخباروالآثارفی باب المحرم مالم تتواترفی باب الإباحة وقدعرف من القاعدة أن المحرم والمبیح إذااجتمع یکون العمل للمحرم،ویکون المبیح منسوخاًوذلک لأن الناسخ هوالمتأخر،ولاشک أن الحرمة متأخرة عن الإباحة لأن فی الأشیاء الإباحة والتحریم عارض، ولایجوزالعکس لأنه یلزم النسخ مرتین،فافهم.(عمدة القاری شرح صحیح البخاری،کتاب الصلاة،باب من ادرک رکعة من العصر قبل الغروب:۵/ ۴۸-۴۹.انیس)

یہاں ادائیگی کما وجب بھی نہیں ہورہی۔اگر یہ نماز صحیح ہوجاتی تو ادا کا حکم یہاں بھی لاگو ہوجاتا،(۲)وقت صحت صلوۃ کے لئے ظرف ہے،صحت کے لئے شرط نہیں۔اسی وجہ سے ظہر اگر ظہر کے وقت میں شروع کی جائے اور وقت میں ختم کردی جائے یا وقت کے بعد ختم کی جائے یا ابتدا اور اختتام دونوں وقت کے بعد ہوں،سب صورتوں میں نماز درست ہے،یہ الگ بات ہے کہ پہلی اور دوسری صورت میں ادا کہلائے گی اور تیسری صورت میں قضا۔وقت سے تقدیم اس لئے جائز نہیں کہ تقدیم علی السبب لازم آتا ہے جو بدیہی البطلان ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ،نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح۔بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء۔۲۶/۳/۱۴۰۳ھ۔(خیر الفتاویٰ:۲/۱۹۷۔۱۹۸)

جمع بین الصلاتین کی تحقیق:

سوال: زید،اہل حدیث اپنے کو بتلاتا ہے اور بکر حنفی ہے،دونوں کا اتفاق سے سفر میں ساتھ ہوگیا۔زید اہل حدیث نے ظہر کے وقت ظہر کی نماز سے ملا کر عصر کی نماز بھی پڑھ لی،بکر حنفی المذہب نے اس پر اعتراض کیا کہ ابھی وقت عصر کا نہیں ہوا،زید نے جواب دیا،نماز ظہر اور عصر ملا کر پڑھنا حدیثوں میں اکثر آیا ہے اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر سفر میں ظہر وعصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھا ہے......اس غرض سے کہ میری امت پر آسان ہو۔اور حدیث یہ پیش کرتا ہے اسکے جواز میں،جو ملاحظہ کیلئے ارسال خدمت ہے،مسلم شریف کی حدیث بتلاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اس ایک حدیث سے تسلی نہ ہو تو اور حدیثیں بھی پیش کرسکتا ہوں ورنہ آپ عدم جواز میں میرے خلاف کوئی حدیث کتبِ معتبرہ سے پیش کیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر نہیں پڑھی اور منع کیا ملا کر پڑھنے کو۔زید کہتا ہے کہ ملا کر نماز پڑھنے کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول موجود ہے۔وہ قول امام صاحب کا ہے کہ ملا کر نہ پڑھو۔جب حدیث موجود ہے پھر کیوں امام صاحب کے قول پر عمل کیا جاوے۔جب خود امام صاحب فرماتے ہیں کہ میرے قول کو چھوڑ دو جب تم کو حدیث میرے قول کے خلاف مل جائے۔ایسی حالت میں بکر حنفی المذہب کو کیا کرنا چاہئے اور عدم جواز میں جو حدیثیں ہوں چند حدیثیں بحوالہ کتب معتبرہ مفصل تحریر فرمایئے۔

روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ:کہا نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی اکٹھی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے۔کہا ابوالزبیرؒ نے:پس پوچھا میں نے سعیدؒ سے کس واسطے کیا اس کو حضرت نے،پس کہا سعید نے:پوچھا میں نے ابن عباسؓ سے جیسا کہ پوچھا تو نے مجھ سے،پس کہا ابن عباسؓ نے ارادہ کیا حضرتؐ نے یہ کہ نہ حرج ہو کسی کا میری امت میں سے،روایت کیا اس حدیث کو مسلمؒ نے۔

(۱) نصب الراية للزيلعي،ج:۲،ص:۱۹٤،ظفير ==

الجواب

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دونمازوں کوایک وقت میں اس طرح جمع کرنا کہ ظہر کی نماز مثلاً عصر کے وقت میں پڑھیں یا عصر کی ظہر کے وقت میں، نہ سفر میں جائز ہے نہ حضر میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفروحضر میں اس طرح جمع کرنا ثابت نہیں ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جوآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں ہروقت کے حاضر باش تھے،آپ کی مسواک اورتکیہ وغیرہ انہیں کے پاس رہتا، وضوکیلئے پانی بھی اکثر وہی مہیا کرتے،اسی وجہ سے ان کا لقب صاحب السواک والوسادۃ والطہو رہوگیا تھا۔فرماتے ہیں:

مارأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع بین الصلوتین إلا بجمع. (رواہ البخاری ومسلم)(۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوکبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز اپنے وقت کے سوامیں پڑھی ہومگر دو نمازیں مغرب وعشا کی مزدلفہ میں،روایت کیااس کومسلمؒ وبخاریؒ نے۔

اورنسائی صفحہ:۷۱،۴کی روایت میں ہے:

عن عبد اللّٰہ قال کان رسو ل اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی الصلوٰۃ لوقتھا إلا بجمع وعرفات. (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو ہمیشہ اپنے وقت میں

== صحیح البخاری کتاب الحج (ح: ۱٦٨٢)بلفظ:مارأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی صلاۃ بغیر میقاتھا إلاصلاتین،صلاۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر قبل میقاتھا./الصحیح لمسلم، (ح: ١٢٨٩) بلفظ: مارأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی صلاۃ إلالمیقاتھا إلاصلاتین،صلاۃ المغرب والعشاء بجمع.انیس

عن عبد اللّٰہ قال:مارأیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع بین الصلاتین إلابجمع وصلی الصبح یومئذقبل وقتھا.(سنن النسائی،کتاب المواقیت،الجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ (ح:٦٠٨)انیس)

(۱) سنن النسائی،الجمع بین الظھروالعصر بعرفۃ (ح:٣٠١٠)انیس

(۲) نصب الرایۃ للزیلعی،ج:٢،ص:١٩٣،ظفیر

سنن الترمذی،کتاب الصلوٰۃ،باب فی الجمع بین الصلاتین (ح: ١٨٨)بلفظ من جمع بین الصلاتین من غیرعذرفقدأتی باباًمن أبواب الکبائر./المستدرک للحاکم،أماحدیث عبدالرحمن بن مھدی (ح:١٠٢٠): ٤٠٩/١/ سنن الدارقطنی،باب ذکرالأثر الذی روی فی أن الجمع من غیرعذر (ح: ٥٥٦١)/المعجم الکبیرللطبرانی،عکرمۃ عن ابن عباس: ٢١٦/١١ (ح:١١٥٤٠)انیس)

(۳) عن أبی قتادۃ: أن عمر کتب إلی عامل لہ:ثلاث من الکبائر: الجمع بین الصلوتین و الفرار من الزحف، الخ.(سنن البیھقی الکبریٰ،باب ذکرالأثر الذی روی فی أن الجمع من غیرعذر (ح: ٥٣٤٩)/التعلیق الممجدعلی موطأالإمام محمد،شرح حدیث رقم: ٥٩/وکنزالعمال(ح: ٢٢٧٦٥)انیس)

پڑھتے تھے، مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

اور خود حضرت ابن عباسؓ سے جن کی روایت در بارہ جواز جمع بین الصلوٰتین پیش کی گئی ہے۔ روایت ہے:

من جمع بين الصلوتين من غير عذر فقد أتىٰ باباً من الكبائر. (رواه الترمذی)(۲)

ترجمہ: جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں کو بدون عذر کے اس نے کبیرہ گناہ کیا، روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔ البتہ اس کی اسناد میں ضعف ہے جس کو ترمذیؒ نے بیان فرمایا ہے۔

لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ عمل جمہور امت کا باوجود اس ضعف کے اسی حدیث پر ہے۔ یعنی جمع بین الصلوٰتین کو بدون عذر جائز نہیں رکھتے، جس سے اس ضعف کا انجبار ہوسکتا ہے۔

علاوہ بریں خاتم الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شافعی تلخیص تخریج زیلعی صفحہ ۱۳۱ر میں فرماتے ہیں:

وأخرجه البيهقي عن عمر مرفوعاً. (۳)

ترجمہ: اور اس روایت کو بیہقیؒ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اتنا فرما کر سکوت کرتے ہیں، کوئی قدح اس کی اسناد وغیرہ میں نہیں کرتے، تو ظاہر ہے کہ اگر اس کی اسناد میں کوئی نقص ہوتا تو ضرور تحریر فرماتے جیسا کہ ترمذی کی اسناد کو نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے اور نیز حضرت ابن عباسؓ سے باسناد صحیح روایت ہے:

عن طاؤس عن ابن عباس قال: لايفوت صلوٰة حتى يجيء وقت الأخرىٰ. (رواه الطحاوی وإسناده صحيح)(۱)

ترجمہ: روایت ہے طاؤسؒ سے، وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ فرمایا انہوں نے کہ کوئی نماز فوت نہیں ہوتی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت نہ آجاوے، روایت کیا اس کو طحاویؒ نے۔

پس معلوم ہوگیا کہ جب دوسری نماز کا وقت آجاتا ہے تو حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی پہلی نماز فوت ہوجاتی

(۱-۲) شرح معانی الآثار، باب الجمع بين الصلوتين: ۹۸/۱. ظفیر (المصنف لابن أبی شيبة، من قال: لايفوت صلاةحتى يدخل وقت الأخرىٰ: ۲۹٤/۱ (ح: ۳۳۷۰)/مسند السراج، باب من نسی صلاة فليصليها إذا ذكرها (ح: ۱۳۷۱)/السنن الكبرىٰ للبيهقی عن أبی قتادة عن النبی صلى الله عليه وسلم (ح: ۱۷٦۳) انیس)

(۳) نصب الراية للزيلعی: ۱۹٤/۲ ظفیر

الصحيح لمسلم كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ٦۸۱)/شرح معانی الآثار: ۱٦٥/۱/صحيح ابن حبان (ح: ۱٤٦۰)/صحيح ابن خزيمة (ح: ۹۸۹)/سنن أبی داؤد، كتاب الصلوٰة (ح: ٤۳۷، ٤٤۱)/ سنن النسائی، كتاب الصلوٰة (ح: ٦۱٦)/سنن البيهقی الكبرىٰ (ح: ۱٦۳۹)/المنتقى لابن الجارود، مواقيت الصلاة (ح: ۱٥۳) انیس)

ہے اور ظاہر ہے کہ اگر جمع بین الصلوٰتین جائز رکھی جائے تو پھر فوت کے کوئی معنی نہیں۔ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن عثمان بن عبد الله بن موهب قال: سئل أبوهريرة ما التفريط في الصلوٰة ؟ قال: أن تؤخر حتى يجيء وقت الأخرىٰ، رواه الطحاويؒ. (الطحاوی، ص:۹۸) (۲)

ترجمہ: روایت ہے حضرت عبداللہ بن موہبؒ سے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے دریافت کیا گیا کہ تفریط فی الصلوٰۃ کیا ہے؟ فرمایا کہ نماز کو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا تفریط و تقصیر ہے اور حضرت ابوقتادۃؓ سے مرفوعاً روایت ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أما انه ليس في النوم تفريط إنما التفريط على من لم يصل حتى يجئ وقت الأخرىٰ، رواه مسلم وغيره. (۳)

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیند سے جو نماز اتفاقاً رہ جائے اس میں تقصیر نہیں، ہاں تفریط اور قصور اس شخص پر ہے جس نے جاگتے ہوئے اس وقت تک نماز نہ پڑھی جب تک کہ دوسری نماز کا وقت آئے۔ روایت کیا اس کو مسلمؒ وغیرہ نے۔

اور امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ قول اس وقت فرمایا تھا جبکہ آپ سفر میں تھے اور مخاطب اس حکم کے بھی مسافر تھے، جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ اس حکم میں صرف حضر داخل نہیں، بلکہ سفر کا بھی یہی حکم ہے۔ اس لئے سفر میں بھی کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا تفریط و تقصیر ٹھہری۔ پھر کیا کوئی بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس کی نسبت کرتے ہوئے نہ شرمائیں گے کہ آپ نے ایک نماز کو اپنے وقت سے نکال کر دوسری نماز کے وقت میں پڑھا اور تفریط و تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ (**تعالیٰ شان النبوة عنه**)

اس کے علاوہ قرآن وحدیث کی بکثرت شہادتیں اس پر موجود ہیں کہ شارع علیہ السلام نے ہر نماز کے لئے علاحدہ وقت مقرر کیا ہے جس سے اس کو مؤخر کرنا ہرگز جائز نہیں۔

قال الله تبارك وتعالىٰ: ﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَاباً مَّوْقُوْتاً ﴾ (۱)

ترجمہ: تحقیق، نماز مومنین پر فرض موقت مقرر کیا گیا ہے۔

پھر اگر ایک نماز کو اس کے وقت سے نکال کر دوسرے وقت میں پڑھنا درست ہے؛ تو وقت مقرر کرنا کیا معنیٰ

---

(۱) سورۃ النساء، رکوع:۱۵-الآیۃ:۱۰۳-

(۲) سورۃ البقرۃ: رکوع:۳۱-الآیۃ:۲۳۸-

(۳) سنن الترمذی کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء فی الوقت الأول من الفضل (ح: ۱۷۲) / سنن الدارقطنی، باب النهی عن الصلاۃ بعد صلاۃ العصر، الخ (ح:۹۸۳) / الملخصات، الجزء السادس من الملخصات (ح:۱۲۹۳) / معجم ابن عساکر (ح:۱۱۳٤) انیس)

رکھتا ہے؟

ورد یکھئے ارشاد ہوتا ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾(۲)

ترجمہ: محافظت کرو تم سب نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر۔اس آیت کی تفسیر میں جہاں مفسرینؒ نے بہت کچھ بیان کیا ہے وہیں محافظت کے یہ معنیٰ بیان فرمائے ہیں کہ نماز کو اس کے وقت پر ادا کرو اور حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : الوقت الأول من الصلوٰة رضوان الله و الآخر عفو الله. (رواه الترمذى)(۳)

ترجمہ: تحقیق کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وقت اول نماز کا رضاء اللہ کی ہے اور آخر وقت اللہ کی معافی کا ہے۔روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

یعنی جو شخص اول وقت مستحب میں نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے اور جو آخر میں پڑھتا ہے نماز اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتنی تاخیر کو معاف فرما کر اس سے مواخذہ نہیں کرتا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالکل وقت ہی سے نکالدے تو پھر قانون شرع میں معافی نہیں، اللہ اس سے مواخذہ کرے گا۔ یہ امر آخر ہے کہ خداوند عالم اپنی رحمت سے اور گناہوں کی طرح اس کو بھی معاف فرمادے مگر جرم اس پر قائم ہو چکا۔

یہ چند آیاتِ قرآن اور روایات حدیث ہیں؛ جن سے بحمد اللہ نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ دو نمازوں کو اس طرح جمع کرنا کہ ایک دوسرے کے وقت میں پڑھیں، نہ حضر میں جائز ہے نہ سفر میں۔اس وقت انہیں چند پر اکتفا کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ایک منصف کے لئے یہ بھی کفایت سے زیادہ ہیں اور اگر اس کے بعد بھی اور ضرورت ہوئی تو شاید کچھ اور بھی گذارش کیا جائے۔کیا اتنی روایات صحاح وحسان کے بعد بھی کوئی منصف حضرت یہ کہنے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں کہ عدم جواز جمع بین الصلوٰتین پر حدیث سے کوئی دلیل نہیں، صرف امام صاحب کا قول ہے؟

باقی رہی وہ مسلم کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی اور جس کو سائل نے نقل کیا ہے۔سو اول تو وہ حدیث باجماع امت متروک العمل ہے۔چنانچہ امام ترمذیؒ اپنی علل صغریٰ صفحہ: ۲۵۷، میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کو امت میں سے کسی نے نہیں لیا۔جس کی علت کو بھی ترمذیؒ نے کتاب میں بیان کر دیا ہے اور وہ روایات جو خود حضرت ابن عباسؓ سے جواز جمع کے خلاف پر ذکر کی گئی ہیں؛ اس کی شاہد ہیں کہ خود حضرت ابن عباسؓ بھی جمع بین الصلوٰتین کو بمعنی مذکور جائز نہیں رکھتے اور کیسے جائز رکھ سکتے ہیں؛ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو

---

(۱) الصحيح لمسلم، باب الجمع بين الصلوٰتين فى السفر، ج:۱، ص:۲٤٦، ظفير (ح:۷۰۵)

تفریط وتقصیر فرماتے ہیں۔

اس لئے معلوم ہوا کہ روایت مذکورہ میں دونمازوں کو جمع کرنے سے یہ مراد نہیں کہ ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھے، بلکہ مراد یہ ہے کہ بغرض سہولت ایک نماز کو مؤخر کرکے اس کے آخر میں اور دوسری کو مقدم کرکے اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے؛ تاکہ صورۃً دونوں نمازیں جمع ہوکر سہولت بھی پیدا ہوجائے اور کسی نماز کو اپنے وقت سے نکال کر بحکم حدیث مرتکب تفریط وتقصیر بھی نہ ہونا پڑے۔

اس صورت سے دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض بھی باقی نہ رہے گا اور یہ ہمارا من گھڑت قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ مسلم ہی میں خود حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی تصریح موجود ہے جو روایت مذکورہ سے چند ہی سطر کے بعد ہے۔ وهی هذه:

عن جابر بن زيد عن ابن عباس قال: صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم ثمانياً جميعاً وسبعاً جميعاً قلت: يا أبا الشعثاء أظنه أخر الظهر وعجل العصر وأخر المغرب وعجل العشاء قال: وأنا أظن ذلك. (رواه مسلم)(۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن زیدؓ سے روایت ہے، وہ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آٹھ رکعتیں (ظہر وعصر کی) ایک ساتھ اور سات رکعتیں (مغرب وعشاء کی) ایک ساتھ، میں نے عرض کیا اے ابوالشعثاء! (کنیت ہے حضرت ابن عباسؓ کی) میرا خیال ہے کہ آپ نے ان نمازوں کو ایک کے وقت میں جمع نہیں کیا، بلکہ ظہر کو مؤخر اور عصر کو مقدم کیا ہوگا اسی طرح مغرب کو مؤخر اور عشاء کو مقدم کیا ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔

---

(۱) هذا جواب السائل فى مجرد التجميع من البعض قبل قيام الجماعة الكبرىٰ فى ذلك المسجد، أما لو كان الانفراد بالتجميع حال قيام الجماعة الكبرىٰ فهذا أشد منكراً وأعظم ابتداعاً، وأكثر إثماً على من بلغه ذلك إن رآه أن ينزل بهم صوداً من العنوفة، وطرقاً من التأديب الشرعى، وأما ما سأل عنه السائل - أرشده الله - عن قيام جماعة من الناس يصلون العصر جماعة بعد الفراغ من صلاة الجمعة فى المسجد الذى أقميت فيه الجمعة، فهذا فعل للصلاة قبل دخول وقتها، وهو منكر لا يحتاج إلى الاستدلال عليه، فتلك الصلاة غير مجزئة لوقوعها قبل دخول وقتها، والمقرر على العامة بدعائهم إلى القيام إلى الصلاة فى ذلك الوقت يستحق العقوبة البالغة ، وهذا الأمر منكر مجمع عليه بين جميع المسلمين، وحرام لا يخالف فيه أحد من هذه الأوجه، فإنه إنما سوغ الجمع تقديماً للمسافر على ما فيه من ضعف أدلته واحتمالها، والحق تحقيق الصواب الذى صح فى صيغ المسافر بموضع التأخير لا جمع التقديم.

وأما المقيم فلم يقل بذلك أحد، ولا أجازه مجيز إلا إذا كان له عذر من مرض أو نحوه، على ما فى ذلك التفاصيل اللتى لا يتسع المقام لبسطها، وأما قيام جماعة على هذه الصفة فى جامع من جوامع المسلمين ==

اس روایت نے صاف بیان کر دیا کہ روایت ابن عباسؓ میں جمع بین الصلوٰتین سے اس کے سوا کچھ مراد نہیں کہ ایک نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری کو اسی کے اول وقت میں اس طرح ادا کیا گیا کہ جو صورۃً جمع ہو گئی۔

اسی وجہ سے حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کو باوجود شافعی المذہب ہونے اور جمع بین الصلوٰتین کو جائز رکھنے کے اس روایت میں تسلیم کر لینا پڑا کہ اس میں جمع سے مراد وہی ہے، جو حنفیہؒ کہتے ہیں: یعنی جمع صورۃً، جس کی صورت اوپر مذکور ہوئی۔ اس طرح اور جتنی روایات میں جمع کرنا ثابت ہوتا ہے؛ سب میں یہی جمع صوری مراد ہے؛ تاکہ احادیث مذکورۃ الصدر کو جن سے عدم جواز جمع معلوم ہوتا ہے، خلاف نہ پڑیں اور ان کو چھوڑنا نہ پڑے۔ اسی لئے قاضی شوکانیؒ جو اہل ظاہر میں سے ہیں، ظاہر حدیث پر چلتے ہیں کسی امام کے مقلد نہیں اور جن کتابوں کی تقلیداً اکثر عدم تقلید کے مدعی بھی کیا کرتے ہیں اور ان کی تحریر وتقریر کا مغز انہیں کی کتابیں ہوتی ہیں۔ پہلے نیل الاوطار میں جمع بین الصلوٰتین کو جائز فرماتے ہیں، لیکن جب تتبع روایات اور غور وتامل کی نوبت آئی تو اس سے رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد انہوں نے ایک رسالہ " **تشنيف السمع بإبطال أدلة الجمع**"تصنیف کیا ہے، جس میں جمع بین الصلوٰتین کے ادلّہ کو باطل کر کے عدم جواز کی حقیقت ثابت کی ہے۔(۱)

اس وقت اتنی ہی گذارش پر اکتفا کیا جاتا ہے، امید کہ بنظر انصاف وتامل ملاحظہ فرما کر اپنے خیال سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس سے بھی تشفی نہ ہوئی تو انشاء اللہ اس کے بعد مزید براں عرض خدمت کیا جائے گا، بشرطیکہ مقصود اس سے تحقیق حق سمجھی جائے؛ نہ کی مجادلہ۔(واللہ يهدی من يشاء إلى سواء السبيل)فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۲/۷۵-۸۱)

جمع بین الصلوٰتین:

سوال: جمع درمیان مغربین وظہرین میں کوئی حدیث صحیح آئی ہے یا کیا؟

== بعدالفراغ من الصلاة الأولىٰ،سواء كانت صفة أوغيرها لغيرمعذور بين بالأعذارالشرعية فلم يقل به أحد، وقد جمعنا فی هذا رسالةً مطولة فی أيام قديمة دفعنابها قول من قال بجوازالجمع مستدلاعلى ذلک بجمعه صلى الله عليه وسلم من غيرمرض ولاسفر،وأوضحناأن رواةالحديث فسروه بالجمع الصورى،لابهذاالجمع الذى فهمه من لم يرسخ قدمه فی علم الشريعة على أنه لم يعمل به أحدمن علماء الشريعة كماحكاه الترمذى فی آخر سننه فقال:إن صيغ مافی كتابه معمول به إلاحديثين فيه أحدهما،قال المهدى فی البحرمثله،ويحرم الجمع لغيرعذر،قيل إجماعاً.(الفتح الربانی من فتاوىٰ الإمام الشوكانی،بحث فی كثرةالجماعة فی مسجدواحد:۲۸۵۰/۵،مكتبة الجيل الجديد،يمن،صنعاء.انيس)

(۱) شرح معانی الآثار، كتاب الصلوٰة،باب الجمع بين صلاتين كيف هو(ح:۵۶۹)انيس

(۲) شرح معانی الآثار، كتاب الصلوٰة،باب الجمع بين صلاتين كيف هو(ح: ۵۷۳)/موطاالإمام مالک، كتاب الصلوٰة (ح:۱۷۸)/المنتقى للمجد ابن تيمية،باب جمع المقيم لمطرأوغيره.انيس

(۳) سنن الترمذى ابواب السفرباب ماجاء فی الجمع بين الصلوتين(ح:۵۵۳) انيس

الجواب

جمع بین الصلوٰتین میں احادیث بہت مختلف ہیں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہی میں جمع فرمائی۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یجمع بین الصلوٰتین فی السفر.(۱)

بعض سے حضر وسفر عذر غیر عذر میں ہر طرح جائز معلوم ہوتا ہے۔

عن ابن عباس قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الظهر والعصر جمیعًا فی غیر خوف ولاسفر. وفی روایة فی غیر سفر ولامطر.(۲)

پھر سفر میں بعض حدیث سے جمع تقدیم معلوم ہوتی ہے۔

روی الترمذی عن أبی الطفیل عن معاذ بن جبل أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان فی غزوة تبوک، إذا ارتحل قبل زیغ الشمس، أخر الظهر إلی أن یجمعها إلی العصر فیصلیهما جمیعاً وإذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجل العصر إلی الظهر وصلی الظهر والعصر جمیعاً ثم سار، وکان إذا ارتحل قبل المغرب أخر المغرب حتی یصلیها مع العشاء، وإذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب.(۳)

بعض سے جمع تاخیر۔

عن ابن عمر أنه کان إذا جدبه السیر جمع بین المغرب والعشاء بعد ما یغیب الشفق و یقول إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان إذا جدبه السیر جمع بینهما.(۱)

---

(۱) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰة، باب الجمع بین صلاتین کیف هو (ح: ۵۸۳)/کذا فی مسند الإمام احمد، مسند عبداللّٰہ بن عمر (ح: ۵۱۶۳)/سنن الترمذی، أبواب السفر، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین (ح: ۵۵۵) انیس

(۲) شرح معانی الآثار، کتاب الصلوٰة، باب الجمع بین صلاتین کیف هو (ح: ۵۸۷) انیس

(۳) سورة النساء: ۱۰۳_انیس

(۴) سورة البقرة: ۲۳۸. انیس

(۵) مسند الإمام احمد، حدیث عبادة بن ثابت (ح: ۲۲۷۰۴)/سنن أبی داؤد، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات (ح: ۴۲۵)/سنن البیهقی الکبری، باب مایستدل به علی أن المراد بهذا الکفر (ح: ۶۵۰۰)/موطا الإمام مالک، وقوت الصلاة (ح: ۹)/سنن النسائی، فضل الصلاة لمواقیتها (ح: ۶۱۱) انیس

(۶) الصحیح لمسلم، باب قضاء الصلاة الفائتة (ح: ۶۸۱) بلفظ: إنما التفریط علی من لم یصل الصلاة حتی یجیء وقت الصلاة الأخریٰ./ وفی سنن أبی داؤد، باب فی من نام عن الصلاة أونسیها (ح: ۴۴۱): لیس فی النوم تفریط إنما التفریط فی الیقظة أن تؤخر صلاة حتی یدخل وقت أخریٰ. انیس

(۷) ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۳۸۲/۱، دارالفکر. انیس

لیکن یہ کل احادیث دال ہیں جمع حقیقی ووقتی پر، اور بعض احادیث سے جمع صوری وفعلی ثابت ہوتی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفريؤخر الظهرويقدم العصر ويؤخرالمغرب ويقدم العشاء. والروايات كلها في الطحاوى.(۲)

مگر یہ سب اختلاف ماسوا عرفہ ومزدلفہ میں ہے اور وہ دونوں جمع اتفاقی ہیں، پس اضطراب احادیث کا تو یہ حال ہے اور ادھر نصوص قطعیہ واحادیث واخبار کثیرہ فرضیت وتعیین اوقات ومحافظت صلوٰۃ وادائے نماز براوقات کثرت سے وارد ہیں۔

قال الله تعالىٰ: ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتاً﴾.(۳)

---

(۱) عن أبي الطفيل عن معاذبن جبل أن النبي صلى الله عليه وسلم كان في غزوةتبوك، إذاارتحل قبل زيغ الشمس، أخرالظهرإلى أن يجمعهاإلى العصرفيصليهماجميعاًوإذا ارتحل بعدزيغ الشمس عجل العصرإلى الظهر وصلى الظهروالعصرجميعاًثم سار، وكان إذاارتحل قبل المغرب أخرالمغرب حتى يصليهامع العشاء، وإذاارتحل بعدالمغرب عجل العشاء فصلاهامع المغرب.(سنن الترمذي، أبواب السفر، باب ماجاء في الجمع بين الصلاتين (ح:۵۵۳)قال البيهقي في السنن الكبرىٰ بعدرواية هذا الحديث (باب الجمع بين الصلاتين في السفر(ح: ۵۵۲۹) ... محمد بن اسماعيل البخاري يقول: قلت لقتيبةبن سعيد: مع من كتبت عن الليث بن سعدحديث يزيدبن أبي حبيب عن أبي الطفيل؟فقال: كتبته مع خالدالمدائني، قال محمدبن اسماعيل: وكان خالدالمدائني هذايدخل على الشيوخ، قال الشيخ: وإنماانكروامن هذارواية يزيدبن أبي يزيد عن أبي الطفيل/التلخيص الحبير، باب جوازه في السفرفي وقت أحدهما: ۲۵۶/۳/عون المعبودفي حل أبي داؤد، باب الجمع بين الصلاتين (ح: ۱۲۲۰)/مرعاةالمفاتيح شرح مشكاةالمصابيح: ۴۰۸/۴، الفصل الثاني/ردالمحتار، كتاب الصلاة: ۳۸۲/۱، دارالفكر. انيس)

☆ **ملفوظ برائے جمع بین الصلوتین:**

ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونماز کا جمع کرنا کسی حالت میں درست نہیں، مگر ہاں جمع صوری اس طرح کہ ظہر کی نماز آخر وقت میں پڑھے۔ پھر ذرا صبر کرے۔ جب عصر کا وقت داخل ہو جاوے تو عصر کو اول وقت میں ادا کرے تو اس طرح درست ہے۔ ایسا ہی مغرب کو آخر وقت اور عشا کو اول وقت پڑھے تو اس طرح جمع کرنا عذر مرض سے درست ہے، ورنہ درست نہیں۔((قوله: عن الجمع بين الصلاتين في وقت بعذر)أى منع عن الجمع بينهمافي وقت واحدبسبب العذر للنصوص القطعية بتعيين الأوقات فلايجوزتركه إلابدليل مثله ولرواية الصحيحين قال عبدالله بن مسعود: والذي لاإله غيره ماصلى رسول الله صلى الله عليه صلاةقط إلالوقتهاإلاصلاتين جمع بين الظهروالعصربعرفةوبين المغرب والعشاء بجمع، وأماماروى من الجمع بينهمافمحمول على الجمع فعلاًبأن صلى الأولى في آخروقتهاوالثانيةفي أول وقتهاويحمل تصريح الرواى بالوقت على المجازلقربه منه والمنع عن الجمع المذكورعندنامقتض للفساد إن كان جمع تقديم وللحرمة إن كان جمع تاخيرمع الصحة كمالايخفى.)(البحرالرائق شرح كنزالدقائق، كتاب الصلوٰة، الجمع بين الصلاتين في وقت بعذر. انيس) فقط والسلام (تالیفات رشیدیہ:۲۵۹)

وقال: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾. (۴)

وفي الحديث: وصلاهن بوقتهن. رواه أحمد وأبوداؤد ومالك والنسائي. (۵)

وروى مسلم قوله عليه السلام: إنما التفريط في اليقظة بأن تؤخر صلوٰة إلىٰ وقت الأخرىٰ. (۶)

وهذا قاله وهو في السفر، قاله الشامي. (۷)

لہٰذا حنفیہ نے احادیث مضطربہ سے نصوص محکمہ پر عمل ترک نہیں کیا، بلکہ حتی الوسع سب جمع کیا اور تاویل میں کہا کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے، سفر میں بھی اور حضر میں بھی اور حدیث جمع تقدیم مروی عن ابی الطفیل کو ترمذی نے غریب اور حاکم نے موضوع کہا اور ابوداؤد نے کہا: **ليس في تقديم الوقت حديث قائم، هكذا في رد المحتار. (۱)**

اور بر تقدیر ثبوت احتمال ہے کہ بعد زیغ شمس کے آخر ظہر تک قیام فرماتے ہوں اور حدیث تاخیر محمول قرب خروج وقت پر ہے اور تفصیل مبسوطات اور مطولات میں ہے، البتہ ضرورت شدیدہ میں تقلیداً للشافعی جمع کر لینا مع شرائط مقررہ مذہب شافعی جائز ہے۔

ولا بأس بالتقليد عند الضرورة. (الدر المختار في بحث الجمع) والله أعلم

(امداد، ج:۱،ص:۹۹) (امداد الفتاویٰ: ۸۲/۵-۸۳) ☆

جمع بین الصلوٰتین کی تمام روایتیں جمع صوری پر محمول ہیں:

سوال: یہاں سعودی عرب میں اکثر بارش کے وقت مغرب کی نماز کے ساتھ عشا کی نماز بھی ائمہ حضرات پڑھا دیتے ہیں۔ کیا ہم پاکستانی حنفی المذہب لوگوں کی نماز عشا مغرب کے وقت جائز ہے یا نہیں۔ یعنی جمع بین الصلوتین جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جمع بین الصلوٰتین کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جمع حقیقی کہ مغرب کے وقت میں عشا پڑھ لی جائے۔

(۲) جمع صوری کہ مغرب آخری وقت اور عشا اول وقت میں پڑھی جائے۔

حنفیہ کے نزدیک بوقت عذر جمع صوری کی اجازت ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے۔ حنفیہ کا استدلال قرآن پاک سے بھی ہے اور احادیث سے بھی، چنانچہ اوجز میں بذل سے نقل کیا ہے۔

---

(۱) موطا الإمام مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني، باب الجمع بين الصلاتين في السفر والمطر (ح: ۲۰۴)/سنن البيهقي، كتاب الصلوٰة، جماع، أبواب صلاة المسافر والجمع في السفر (ح: ۵۴۳۱) انیس

”واستدل الحنفية علىٰ عدم جواز الجمع فی غير عرفات والمزدلفة بقوله تعالىٰ:”حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ“أی أدوها فی أوقاتها“.

محافظت علی الصلوۃ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے وقت مقررہ میں ادا کیا جائے۔

”وبقوله تعالىٰ:”إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا“أی لها وقت معين له ابتداء لايجوز التقدم عليه وانتهاء لايجوز التأخر عنه“.(أوجز المسالک:۲/۶۲)

پس ہر نماز کے لئے وقت معین ہے۔لہذا اس پر تقدیم یا اس سے تاخیر درست نہ ہوگی۔اس باب میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن سے جمع بین الصلوٰتین حقیقتاً کی نفی معلوم ہوتی ہے۔

”عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه عنه قال:” والذی لا إلٰه غيره ما صلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صلٰوة قط إلا فی وقتها إلا صلٰوتين جمع بين الظهر والعصر بعرفة وبين المغرب والعشاء بجمع“ الحديث.(أوجز المسالک:۲/۶۱)

”عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه أنه كتب فی الآفاق ينهاهم أن يجمعوا بين الصلٰوتين و يخبرهم أن الجمع بين الصلٰوتين فی وقت واحد كبيرة من الكبائر. أخرجه محمد فی الموطأ والبيهقی فی سننه.(۱)

”عن أبی موسٰى أنه قال:الجمع بين الصلٰوتين من غير عذر من الكبائر“أخرجه ابن أبی شيبة.(۱)

مطلب حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس کے وقت مقررہ پر،سوائے دو نمازوں کے،ظہر اور عصر کو عرفہ میں جمع کیا،مغرب اور عشا کو مزدلفہ میں۔

مطلب حدیث: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اطراف والوں کی طرف یہ لکھ بھیجا اور انہیں اس بات سے منع

---

(۱) المصنف لابن أبی شيبة،باب من كره الجمع بين الصلاتين من غير عذر (ح:۸۲۵۲،عن أبی موسى، و ح:۸۲۵۳ عن عمر رضی اللّٰه عنهما)/كذا فی سنن البيهقی،كتاب الصلوٰة،جماع ابواب صلاة المسافر والجمع فی السفر(ح:۵۴۳۲)انيس

(۲) والحديث فی سنن الترمذی،كتاب الصلوٰة،باب ماجاء فی مواقيت الصلوٰة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم،باب ماجاء فی الجمع بين الصلاتين (ح:۱۸۸)/بدائع الصنائع،فصل شرائط أركان الصلاة:۱/۱۲۷.انيس

(۳) شرح معانی الآثار،كتاب الصلوٰة،باب الجمع بين صلاتين كيف هو(ح:۵۸۷)/مسند الإمام أحمد، مسند عائشة الصديقة (ح: ۲۵۰۳۹)/المصنف لابن أبی شيبة،من قال:يجمع المسافر بين الصلاتين (ح:۸۲۳۸)/ آثار السنن للنيموی:۲/۷۳،أصح المطابع لكناؤ.انيس

کیا کہ دونمازیں ایک وقت میں پڑھیں، اورانہیں خبر دی کہ دونمازوں کوایک ہی وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں سے ہے۔

مطلب حدیث: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دونمازوں کو بلاعذر جمع کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال:من جمع بین الصلوٰتین فی وقت واحد فقد أتی بابًا من الکبائر.(بدائع)(۲)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو نمازوں کوایک وقت میں جمع کیااس نے کبیرہ گناہ کیا۔

مذکورہ آیات واحادیث سے جمع بین الصلوٰتین کی نفی اور عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔جب کہ بعض روایات میں آپ علیہ السلام اور بعض صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا جمع بین الصلوٰتین کرنا بھی منقول ہے۔پھر جمع والی روایات دوطرح کی ہیں۔بعض وہ ہیں جن میں صرف جمع کا تذکرہ ہےاور کیفیت جمع سے ساکت ہیں،اور بعض میں کیفیت جمع بھی بیان کی گئی ہے، چنداحادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

”عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت:کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی السفر یؤخر الظهر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء.أخرجه الطحاوی وأحمد والحاکم.وإسناده حسن ، قاله النیموی.(۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت سفر نماز ظہر کو موخر اور عصر کومقدم اور مغرب کومؤخر اور عشا کومقدم فرماتے تھے۔

”...إن علیا رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کان إذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد أن تظلم ثم ینزل فیصلی المغرب ثم یدعو بعَشاء ه فیتعشی ثم یصلی العشاء ثم یرتحل ویقول هکذا کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یصنع“رواه أبو داؤد وإسناده صحیح.(۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سفر فرماتے تو غروب شمس کے بعد بھی چلتے رہتے۔جب کچھ اندھیرا ہوجاتا تو مغرب پڑھتے۔پھر کھانا طلب فرماتے ،کھانے سے فارغ ہوکر عشا پڑھتے۔پھر سفر شروع کردیتے اور فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جمع بین الصلوٰتین کرنا جمع صوری تھا جمع حقیقی نہ تھا۔

---

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ،باب متی یتم المسافر (ح: ۱۲۳٤)/السنن الکبریٰ للنسائی،الوقت الذی یجمع فیه المسافر المغرب (ح:۱٥۸٤)/مسند أبی یعلیٰ الموصولی،مسند علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه: ٤۱۸/۱ (ح:٥٤۸)/ الأحادیث المختارة=المستخرج من الأحادیث المختارة ممالم یخرجه البخاری ومسلم فی صحیحهما (ح:٦۸۹) انیس

احناف نے ان روایات کو جن میں کیفیت جمع مذکور نہ تھی مفصلہ روایات پر محمول کیا کہ جمع صوری تھی جمع حقیقی نہ تھی۔ ورنہ کتاب اللہ اور احادیث میں تعارض واختلاف لازم آئے گا۔ قیاس اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جمع حقیقی درست نہ ہو۔شافعیہ اور حنابلہ عذر سفر ومطر کی بنیاد پر جمع حقیقی کے قائل ہیں۔

اگر موجودہ اغراض موجود بھی ہوں تو فجر اور ظہر کے درمیان جمع کے یہ بھی قائل نہیں ہیں۔ جب یہ عذر فجر وظہر میں مؤثر نہیں تو باقی نمازوں میں بھی موثر نہیں ہونا چاہئے، الحاصل جمع حقیقی درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ، نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ ۱۴۰۶/۸/۴ھ (خیر الفتاویٰ: ۱۹۲/۲-۱۹۴)

جمع بین الصلوٰتین کے جواز میں شرح وقایہ کے حاشیہ کی عبارت سے استدلال اور اس کا تحقیقی جواب:

سوال: حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک حج کے علاوہ کسی جگہ جمع بین الصلوٰتین جائز ہے یا نہیں؟ لیکن شوافع ؒ کے نزدیک بحالت سفر جمع تقدیم وجمع تاخیر جائز ہے، لیکن اشکال یہ ہورہا ہے کہ شرح وقایہ کے حاشیہ، ج:۱، ص:۱۵۱، پر کتاب الصلوٰۃ کے آخری صفحات پر مولانا عبدالحی حنفی فرنگی علیہ الرحمۃ شوافع کے مذہب کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"أخبار صريحة دالة علىٰ أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فعله فی السفر غير مرة أخرجها الشيخان وأصحاب السنن وغيرهم كما بسطه الحافظ ابن الحجر فی تلخيص الحبير وهذا هو الحق".

جب صحیح اور صریح احادیث ایک نہیں متعدد بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر کے بارے میں جمع تقدیم وتاخیر ثابت ہیں تو پھر حنفیہ حضرات کیوں منع فرماتے ہیں۔ جبکہ "الدين يسر" کے موافق حالت سفر کے الیق طریقہ بھی یہی ہے۔

اور دوسرا اشکال یہ ہے کہ جب ایک حنفی محقق اس کو تسلیم کررہا ہے، تو پھر کیوں انکار کیا جاتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰه التوفيق

جواب اول تو یہ تحقیق حنفی محقق ہونے کے زمانہ کی ہونا ضروری نہیں کیوں کہ ان پر کئی طرح کے دور گذرے ہیں نہ

---

(۱) أی فرضاً موقوتاً، قال ابن عباس: فريضة بأوقاتها. (التفسير البسيط، من سورة النساء: ۱۰۳، ج:۷، ص:۶٤/ قال ابن مسعود: إن للصلاة وقتاً كوقت الحج. (تفسير الطبری: ۷/ ٤٥۱)/ أی محدودا بأوقات لايجوز إخراجها عن أوقاتها علی أی حال كنتم، خوف أو أمن. (تفسير الزمخشری، سورة النساء: ۱۰۳، ج: ۱/ ص: ۵٦۱) انيس)

معلوم کس زمانہ کی یہ تحقیق ہے۔

دوئمش اگر حنفی محقق ہونے کے زمانہ کی تسلیم بھی کر لیں جب بھی کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ حنفی محقق ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ مقلد ابی حنفیہ اس وقت بھی ہیں اور مقلد جب کسی جز ئیہ میں اپنی مستقل تحقیق رکھتا ہے، تو وہ اسی کی ذات تک محدود رہتی ہے، دوسروں پر اس کا متوجہ ہونا لازم نہیں ہوتا۔ پس انکار میں کوئی اشکال نہیں۔ یہ تو اصولی اور ضابطہ کا ایک جواب ہے۔ اور دوسرا جواب تحقیقی یہ کہ جن روایات کو شیخین نے نقل فرمایا ہے اور صحیح کہا ہے وہ جمع بین الصلوٰتین کی روایت ہیں اور جمع بین الصلوٰتین کی روایت یا اس کی صحت سے کون منکر ہے جمع بین الصلوٰتین کے مفہوم ومصداق میں اختلاف ہیں۔ اور دوسرے حضرات نے یہ مراد لیا کہ حقیقتاً ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں مقدم یا مؤخر کر کے ادا کرے۔

اور احناف یہ فرماتے ہیں کہ مفہوم کلام الٰہی ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ (الآیة) أی موقتا" (۱) کے خلاف اور معارض ہیں، نیز ان احادیث کے بھی معارض ہے جس میں نماز کو اس کے وقت سے مقدم یا مؤخر کرنے پر شدید وعیدیں وارد ہیں اور جس طرح کلام الٰہی وحی ہے اور اس پر تعارض نہیں۔ اسی طرح احادیث بھی وحی ہیں غیر متلو سہی، ان میں بھی حقیقتاً تعارض نہیں ہوسکتا۔ یہ جو کچھ تعارض بظاہر نظر آتا ہے، یہ مخاطب کے طرز فہمی یا وسائط رواۃ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

---

(۱) "ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر و مطر خلافاً للشافعی، وما رواه محمول علی الجمع فعلاً لا وقتاً". (الدر المختار، کتاب الصلوٰة: ۳۸۱/۱، سعید)

"ولا یجمع بین الصلاتین فی وقت واحد، لافی السفر ولا فی الحضر بعذر ما، ما عدا عرفة والمزدلفة، کذا فی المحیط". (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلوٰة، الفصل الثانی فی بیان فضیلة الأوقات: ۵۲/۱، رشیدیة)

عن عبد اللّٰہ قال: ما رأیت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم صلی صلاة إلا لوقتها إلا بالمزدلفة فإنه جمع بین الصلاتین المغرب والعشاء وصلی الصبح یومئذ فی غیر وقتها. (مسند الحمیدی، أحادیث عبداللّٰہ بن مسعود (ح: ۱۱۴)/ مسند البزار، عبدالرحمن بن یزید عن عبداللّٰہ (ح: ۱۹۰۷) انیس)

☆ حنفی کا غیر حنفی کے پیچھے جمع بین الصلاتین کرنا:

سوال: یوم عرفہ نویں ذی الحجہ کو مسجد نمرہ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں جماعت سے ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ اس مسجد میں حنبلی امام نے اگر امامت کی تو ایسی حالت میں حنفی فقہ کی رو سے مصلی کو کیا قصر کرنا درست ہے، جب کہ امام یہ دونوں نمازیں قصر ہی ادا کرتا ہے؟ حنبلی فقہ کی رو سے کیا چار پانچ میل پر قصر واجب ہو جاتا ہے، اس حالت میں حنفی مصلی جماعت سے عصر کی نماز ادا کرے یا الگ نماز ادا کرے یا الگ نماز پڑھ لے؟ ==

اس لیے جب ایسا محمل موجود ہے؛ جس میں تعارض بین الروایات والنصوص واقع نہ ہو؛ تو اسی مفہوم ومصداق کو لیا جائے گا اور انہی وجوہ سے احناف جمع بین الصلوٰتین کی احادیث میں محض جمع صوری لیتے ہیں۔ بجز ان زمانۂ حج کی جمع بین الصلوٰتین (کے) جو احادیث متواترہ سے اسی طرح ثابت ہیں کہ وہ ہی مقدم یا مؤخر شدہ اوقات اس دن کے اوقات معلوم ہوتے ہیں، فلا تعارض ولا اشکال۔

پس ان اصول کے پیش نظر کسی محقق کی تحقیق خواہ وہ حنفی ہی ہو ہم پر حجت نہیں ہوسکتی، بلکہ اس محقق کی تحقیق کو ترجیح دیدینا باعث اشکال ہو جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیو بند۔ ۱۴/۶/۱۳۹۰ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ۔

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید، نائب مفتی دار العلوم دیو بند۔ (نظام الفتاویٰ، جلد پنجم، جزء اول: ۲۹-۳۱)

حالت سفر میں جمع بین الصلاتین:

سوال: جمع بین الصلاتین بحالتِ سفر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

== الجواب ـــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

اس صورت میں حنفی اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھے، دونوں نمازیں الگ الگ اپنے وقت میں پڑھے۔ (''وأطلق الإمام فشمل المقيم والمسافر، لكن لو كان مقيماً كإمام مكة، صلى بهم صلاة المقيمين، ولايجوزله القصرو لاللحاج الاقتداء به :أى فى حال قصره، (أماإذا صلى صلاة المقيمين فيقتدون به)

قال: الإمام الحلوانى: كان الإمام النسفي يقول: العجب من أهل الموقف يتابعون إمام مكة فى القصر، فأنّٰى يستجاب لهم أويرجى لهم الخيروصلاتهم غيرجائزة؟)

قال شمس الأئمة: كنت مع أهل الموقف، فاعتزلت وصليت كل صلاة فى وقتها وأوصيت بذلك أصحابى''. (رد المحتار، كتاب الحج، فصل فى الاحرام: ۵۰۵/۲، سعيد) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیو بند۔ ۲۷/۱/۱۳۹۱ھ۔

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند، ۲۷/۱/۱۳۹۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۵۷/۵-۳۵۸)

(۱) (ولا جمع بين فرضين فى وقت بعذر) سفر ومطر، خلافاً للشافعیؒ ومارواه محمول على الجمع فعلاً، لا وقتاً (فإن جمع فسد لوقدم) الفرض علىٰ وقته (وحرم لوعكس) أى أخره عنه (وإن صح) بطريق القضاء (إلالحاج بعرفة ومزدلفة). (الدرالمختارعلىٰ هامش ردالمحتار، كتاب الصلوٰة، قبيل باب الأذان: ۳۵۴/۱، ظفير) / كذا فى المحيط البرهانى، الفصل الثالث فى تعليم أعمال الحج: ۴۲۷/۲-۴۲۸/ والبحرالرائق، الاغتسال ودخول الحمام للمحرم: ۳۶۲/۲. انيس)

الجواب ـــــــــــــ حامدا و مصلیاً

حنفیہ کے نزدیک جمع بین الصلاتین سفر میں بھی جائز نہیں۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۲۰/۱۱/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۵۷) ☆

کیا ظہر وعصر ایک وقت میں پڑھنا درست ہے:

سوال: اگر کوئی شخص ظہر اور عصر ایک ساتھ ایک وقت میں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے یا نہ، جب کہ اس کو اس بات کا خیال ہے کہ شروع عصر کے وقت سے اخیر وقت تک کاروبار دنیاوی سے فرصت نہ ملے گی، اگر جمع کرنا ظہر وعصر کا جائز ہے؛ تو کب؟

الجوابـــــــــــــ

ظہر اور عصر ایک ساتھ ظہر میں پڑھنا درست نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو صرف ظہر کی نماز ہوئی، عصر کی نماز اس کے ذمہ رہی۔

حنفیہ کے نزدیک حج میں عرفات کے سوا کہ وہاں ظہر وعصر جمع کی جاتی ہے اور ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہیں اور کہیں کسی وقت سفر وحضر میں جمع کرنا ظہر وعصر کا ظہر کے وقت میں درست نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب وعشاء حنفیہ کے نزدیک سوائے مزدلفہ کے اور کہیں جمع نہیں ہوسکتی۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۲/۸۱-۸۲)

ظہر، عصر کو اکٹھے اور مغرب، عشا کو اکٹھے پڑھنا:

سوال: کیا ہم ظہر اور عصر اور مغرب وعشا ملا کر پڑھ سکتے ہیں؟ کچھ علما سے سنا ہے کہ مغرب کی نماز کے پندرہ منٹ بعد ہی عشا کی نماز اور ظہر کے ساتھ عصر کی نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے، ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں جواب درکار ہے کہ سورج کی حرکت کے تحت ان نمازوں کے کیا اوقات ہیں؟ حج کے دوران بھی ظہر وعصر ایک ساتھ ادا

(۱) عشاء کی نماز صبح صادق سے پہلے کیوں صحیح نہیں ہوگی؟ غالباً یہاں "صبح صادق" کے بجائے "شفق ابیض" کا لفظ صحیح ہے۔ انیس

(۲) عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في السفر يؤخر الظهر ويقدم العصر ويؤخر المغرب ويقدم العشاء. (شرح معاني الآثار، كتاب الصلوٰة، باب الجمع بين صلاتين كيف هو (ح: ٥٨٧) انيس)

ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر سفر و مطر خلافاً للشافعي، وما رواه محمول على الجمع فعلاً لا وقتاً، فإن جمع فسد لو قدم الفرض علىٰ وقته وحرم لو عكس أي أخره عنه...إلخ. (الدر المختار، كتاب الصلاة: ١/٣٨٢) دار الفكر بيروت)

کی جاتی ہیں۔

الجواب

قرآن کریم میں ہے:

﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾. (سورۃالنساء:۱۰۳)

''یعنی بے شک نماز مؤمنوں کے ذمہ فرض کی گئی ہے، مقررہ اوقات پر''۔

کوئی شخص صبح کی نماز صبح صادق (۱) سے پہلے پڑھ لے یا ظہر کی نماز چاشت کے وقت پڑھ لے یا مغرب کی نماز عصر کے وقت پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی، اسی طرح عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں پڑھ لینا یا عشا کی نماز کو مغرب کے وقت میں پڑھ لینا جب کہ عشا کا وقت نہ ہوا، صحیح نہیں۔

البتہ احادیث میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کرکے پڑھنے کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے کہ!

ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں؛ اور عصر کی نماز اس کے اول وقت میں پڑھ لی جائے، دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورۃً جمع ہوگئیں۔

اسی طرح مغرب کی نماز اس کے آخری وقت میں اور عشا کی نماز اس کے اوّل وقت میں پڑھ لی جائے، اس صورت میں بھی دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں، لیکن صورۃً جمع ہوگئیں۔ جب آدمی کو سفر کی جلدی ہو تو جمع بین الصلوٰتین کی یہ صورت تجویز کی گئی ہے۔ (۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۵/۳-۲۱۶)

مغرب وعشا ایک وقت میں پڑھنا:

سوال: سعودی عرب خصوصاً نجد کے علاقے میں جب بھی بارش ہوتی ہے یا کسی روز شدید مسلسل بارش کی وجہ سے اکثر مساجد میں صلوٰۃ المغرب کے ساتھ صلوٰۃ العشاء بھی پڑھ لیتے ہیں، ایسی صورت میں ہم لوگ کیا کریں؟ کیا وقتی طور پر جماعت کے ساتھ مل جائیں اور بعد میں اعادہ کرلیں وقت عشا آنے پر؟ ایسی صورت میں نماز جو قبل از وقت

---

(۱) ولا يجمع بين الصلاتين في وقت واحد لا في السفر ولا في الحضر بعذر ما عدا عرفة والمزدلفة كذا في المحيط. (الفتاویٰ الهندية: ۵۲/۱، كتاب الصلاة الباب الأول، الفصل الثاني في بيان فضيلة الأوقات)

(۲) ونحن نأخذ من الفروع من اتفق عليه العلماء لاسيما هاتان الفرقتان العظيمتان الحنفية والشافعية وخصوصاً في الطهارة والصلوٰة فإن لم يتيسر الاتفاق واختلفوا فنأخذ بما يشهد له ظاهر الحديث ومعروفه و نحن لا نزدري أحداً من العلماء، فالكل طالبوا الحق ولا نعتقد العصمة في أحد غير النبي صلى الله عليه وسلم، الخ. (التفهيمات الإلٰهية: ۲۰۲/۲. انيس)

ادا کی گئی ہے، نوافل شمار ہو سکتی ہے؟

الجواب

ہمارے نزدیک بارش کے عذر کی وجہ سے عشا کی نماز مغرب کے وقت پڑھنا صحیح نہیں، آپ عشا اپنے وقت پر پڑھا کریں، یہ جماعت جو قبل از وقت کی جارہی ہے اس میں شریک ہی نہ ہوں۔(۱) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲۱۳/۳)

دونوں نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنے کا مسئلہ:

سوال: اگر حالت مرض وسفر میں جمع بین الصلوٰتین کر لیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ شدت مرض وسفر سخت کی تکالیف میں فوت ہونے کا اندیشہ قوی ہے اور اس کے جواز پر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کا مسلک بھی ہے کہ مصفی شرح موطا میں فرماتے ہیں۔ مختار فقیر جواز ست وقت عذر وعدم جواز بغیر عذر اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم بھی جواز کے قائل ہیں مجموعہ فتاویٰ میں لہذا ایسے عذرات میں آپ کے نزدیک بھی جواز ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ مسئلہ مقلد کے دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنے کا ہے تو وقت ضرورت کے جائز ہے، عامی کو کہ اس کو سب کو حق جاننا چاہئے۔ اگر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنے میں دشواری ہو تو دوسرے امام کے قول پر عمل کر لیوے، اس قدر تنگی نہ اٹھاوے کہ یہ موجب ضرر اور حرج دین کا ہوتا ہے۔ فقط

یہی مذہب اپنے اساتذہ کا ہے، جیسا کہ استاذ اساتذتنا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔(۲) (تالیفات رشیدیہ: ۲۵۶)

دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا مسئلہ:

سوال: ہمارے یہاں کشمیر میں خطرات کی وجہ سے عشا کی نماز کا پڑھنا مشکل ہے، اکثر مسجدوں میں وقت سے پہلے نماز ادا کرتے ہیں، عوام الناس رات کو خطرہ محسوس کر کے میقات الصلوٰۃ سے نصف گھنٹہ قبل عشا کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(۱) کیا اس خطرہ کے پیش نظر جمع بین الصلاتین جائز ہے؟

(۲) اگر جمع جائز ہے تو عشا کے لئے صرف تکبیر کافی ہے، یا اذان بھی؟

---

(۱) ولا جمع بين فرضين في وقت بعذر سفر ومطر خلافًا للشافعي وما رواه محمول على الجمع فعلاً لا وقتًا. (الدر المختار على صدر رد المحتار، كتاب الصلاة، قبيل باب الأذان: ۴۵/۲)

(۲) ووقت المغرب منه إلى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة وإليه رجع الإمام كما في شروح المجمع وغيرهما، فكان هو المذهب. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في الصلاة الوسطى: ۱۷/۲-۱۸)

(۳) قوله: عن الجمع بين الصلاتين في وقت بعذر) أي منع عن الجمع بينهما ==

(۳) اگر جمع جائز (نہ ہو) تو کیا گھروں میں تنہا نماز پڑھیں، اور جماعت سے مسجد میں نہ پڑھیں۔

(۴) کیا ایسی صورت میں شوافع کے مسلک پر عمل کر کے غروب شفق احمر پر عشا ہمارے لئے درست ہوگی، اگر ہے، تو شفق احمر و ابیض میں کتنا فاصلہ رہتا ہے؟

(۵) فی الحال ہماری مسجد میں دو جماعتیں ہوتی ہیں، ۹ بجے اور ساڑھے ۹ پر۔

(۶) اگر جمع حقیقی عندالخوف جائز ہوگی تو خوف کی کیا نوعیت ہوگی؟

(۷) مغرب کے بعد فورسز کی طرف سے بھوت بن کران کے آدمی بستیوں میں آکر لوگوں کو زخمی یا اغوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے نماز عشا کے بارے میں کیا کریں؟

هو المصوب

(۱) جمع بین الصلاتین جائز نہیں ہے۔(۱)

اگر خطرہ کی وجہ سے مسجد جانا ممکن نہ ہو تو گھر پر نماز ادا کریں گے۔

(۲-۳) اوپر جواب لکھا گیا۔

(۴) غروب شفق احمر صاحبین کے یہاں ہے، اس لئے حنفی بھی اس پر عمل کر سکتے ہیں۔(۲)

== فی وقت واحد بسبب العذر للنصوص القطعية بتعيين الأوقات فلايجوزتركه إلابدليل مثله ولرواية الصحيحين، قال عبدالله بن مسعود: والذى لاإله غيره ماصلى رسول الله صلى الله عليه صلاةقط إلالوقتهاإلاصلاتين جمع بين الظهروالعصربعرفةوبين المغرب والعشاء بجمع،وأماماروى من الجمع بينهما فمحمول على الجمع فعلاً بأن صلى الأولى فى آخروقتهاوالثانية فى أول وقتها ويحمل تصريح الرواى بالوقت على المجاز لقربه منه والمنع عن الجمع المذكورعندنا مقتض للفساد إن كان جمع تقديم وللحرمة إن كان جمع تأخير مع الصحة كما لايخفى.(البحرالرائق شرح كنزالدقائق،كتاب الصلوٰة،الجمع بين الصلاتين فى وقت بعذر.انيس)

(۱) عن عبد الله رضى الله عنه قال:مارأيت النبى صلى الله عليه وسلم صلى صلاة بغيرميقاتها إلا صلاتين:جمع بين المغرب والعشاء وصلى الفجرقبل ميقاتها.(صحيح البخارى،كتاب الحج،باب متى يصلى الفجربجمع (ح:١٦٨٢)/الصحيح لمسلم،باب استحباب التغليس لصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة (ح:١٢٨٩)

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى السفريؤخرالظهرويقدم العصرويؤخرالمغرب ويقدم العشاء.(شرح معانى الآثار،ج:١،ص:١٦٤،كتاب الصلاة،باب الجمع بين صلاتين كيف هو (ح:٩٨٥)

قال الطحاوى:ثم هذا عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه أيضًا.ولا يجمع عندنا فى سفربمعنى أن يصلى العصرمع الظهرفى وقت إحداهما والمغرب مع العشاء كذلک خلافًا للشافعى بل بأن يؤخرالأولٰى إلٰى آخروقتها فينزل فيصليها فى آخره ويفتتح الآتية فى أول وقتها وهذا جمع فعلاً لا وقتًا.(فتح القدير،ج٢،ص:٤٥)

(۲) وقد وقع فى أحاديث الجمع شىء من الاضطراب ففى بعضها عن ابن عباس رضى الله عنهما، ==

(۵) غروب شفق احمر پر پڑھ سکتے ہیں۔

(۶) اس پر جمع جائز نہیں ہے۔(۳)

(۷) جولوگ ہمت خطرہ کی بنا پر نہیں کر سکتے ہوں وہ اپنے گھر پر عشا کی نماز ادا کریں، خوف کا تعین وہاں کے لوگ اپنی صواب دید سے کریں گے۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔(فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۳۳۰-۳۳۱)

نماز عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنا:

== جمع صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء من غير خوف ولا سفر، وفي بعضها، جمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدينة من غير خوف ولامطر، قيل لابن عباس ما أراد إلى ذلك؟ قال: أراد أن لا يحرج أمة ولم يقل منا ومنهم بجواز الجمع لذلك أحد وكيف وما تقدم من حديث التعريس يعارضه معارضة ظاهرة.(فتح القدير، باب صلاة المسافر: ۲/ ٤٥)

(۱) عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجمع بين صلاة الظهر والعصر إذا كان على ظهر سفر ويجمع ببين المغرب والعشاء.(الصحيح للبخارى، باب الجمع فى السفر بين المغرب والعشاء (ح: ۱۱۰۷)

عن ابن عباس قال: جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدينة في غير خوف ولامطر. وفي حديث وكيع قال: قلت لابن عباس: لم فعل ذلك؟ قال: كي لايحرج أمته، وفي حديث أبي معاوية قيل لابن عباس: ماأراد إلى ذلك، قال: أراد أن لايحرج أمته.(الصحيح لمسلم، باب الجمع بين الصلاتين في الحضر (ح: ۷۰۵) انيس)

(۲) (ولا جمع بين فرضين فى وقت بعذر سفر ومطر خلافاً للشافعي، الخ، ... ولابأس با لتقليد عند الضرورة لكن بشرط) فقد شرط الشافعي لجمع التقديم ثلاثة شروط: تقديم الأولىٰ، ونية الجمع قبل الفراغ منها، وعدم الفصل بينهما بمايعد فاصلا عرفاً ولم يشترط فى جمع التأخير سوى نية الجمع قبل خروج الأولىٰ، نهر. الخ. (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلوة، قبيل باب الأذان: ۱/ ۳۸۱-۳۸۲، ط: سعيد كمپنى)

ثم لجمع التقديم ثلاثة شروط: أحدها: أن يبدأ بالأولىٰ بأن يصلى الظهر قبل العصر والمغرب قبل العشاء لأن الوقت للأولىٰ والثانية تبع لها والتابع لايتقدم على المتبوع فلو بدأ بالثانية لم تصح ويعيدها بعد الأولىٰ. الشرط الثاني: نية الجمع عند تحرم الأولىٰ، أو فى أثنائها على الأظهر فلايجوز بعد سلام الأولى. الشرط الثالث: الموالاة بين الأولىٰ والثانية والتابع لايفصل عن متبوعه ولأنه الوارد عنه عليه الصلاة والسلام ولهذا يترك الرواتب بينهما فلو وقع الفصل الطويل بينهما امتنع ضم الثانية إلى الأولىٰ ويتعين تأخيرها إلى وقتها سواء طال بعذر كالسهو والإغماء وغيره أم لا، ولايضر الفصل القصير ... أما جمع التأخير فلايشترط الترتيب بين الصلاتين ولا نية الجمع حال الصلاة على الصحيح والموالاة، الخ.(كفاية الأخيار فى حل غاية الاختصار، باب قصر الصلاة وجمعها: ۱/ ۱۳۹. انيس)

سوال: جماعت اسلامی کا سہ روزہ اجلاس الٰہ آباد میں منعقد ہوا، نماز ظہر کے بعد جلسہ کا اختتام تھا، نماز ظہر سے قبل ہی یہ اعلان ہوا کہ نماز ظہرین پڑھی جائے گی، ظہر وعصر کی نماز دونوں ظہر کے وقت ہی ادا کی گئی، دو وقت کی نماز کیا ایک ہی وقت میں پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا حدیثوں سے ثابت ہے یا نہیں؟

هو المصوب

جو حنفی مسلک کے ہیں وہ جمع نہیں کر سکتے ہیں، ان کو ان کے اوقات میں نماز ادا کرنا ہوگا۔ جو اہل حدیث ہوں یا شافعی مسلک کے ہوں وہ مسافر ہونے کی صورت میں جمع کر سکتے ہیں۔(۱) حدیث کی توضیح وتشریح میں اختلاف ہے۔(۲) اس لئے مذاہب بھی الگ الگ ہیں۔

تحریر: محمد ظہور ندوی عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۳۳۱-۳۳۲)

دو نمازوں کو اکٹھے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں:

(الجمعیۃ: مورخہ ۲۴ / جولائی ۱۹۲۹ء)

سوال: اگر کوئی صحیحین کی احادیث جمع بین الصلوٰتین (۱) کو جمع صوری پر محمول کرنے کو تاویل محض سمجھ کر جمع حقیقی پر

---

(۱) ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتاً﴾.(سورۃ النساء: ۱۰۳)

قال أبوبكر: قد انتظم ذلك إيجاب الفرض ومواقيته لأن قوله تعالىٰ كتاباً معناه فرضاً وقوله موقوتاً معناه أنه مفروض في أوقات معلومة معينة فأجمل ذكر الأوقات في هذه الآية وبينها في مواضع أخر من الكتاب من غير ذكر تحديد أوائلها وأواخرها وبين علىٰ لسان الرسول صلى الله عليه وسلم تحديدها ومقاديرها فمما ذكر الله في الكتاب من أوقات الصلاة قوله: ﴿أَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ ذكر مجاهد عن ابن عباس لدلوك الشمس، قال: إذا زالت الشمس عن بطن السماء لصلاة الظهر إلىٰ غسق الليل، قال: بدو الليل لصلاة المغرب، وكذلك روى عن ابن عمر في دلوكها وروى أبو وائل عن عبدالله بن مسعود قال: إن دلوكها غروبها وعن أبي عبدالرحمن السلمي نحوه قال أبوبكر: لما تأولوا الآية على المعنيين من الزوال ومن الغروب دل على احتمالها لولا ذلك لما تأوله السلف عليهما والدلوك في اللغة الميل فدلوك الشمس ميلها وقد تميل تارة للزوال وتارةً للغروب، وقد علمنا أن دلوكها هو أول الوقت وغسق الليل نهايته وغايته لأنه قال إلىٰ غسق الليل وإلىٰ غاية ومعلوم أن وقت الظهر لا يتصل بغسق الليل لأن بينهما وقت العصر فالأظهر أن يكون المراد بالدلوك ههنا هو الغروب وغسق الليل ههنا هو اجتماع الظلمة لأن وقت المغرب يتصل بغسق الليل ويكون نهاية له واحتمال الزوال مع ذلك قائم، لأن ما بين زوال الشمس إلىٰ غسق الليل وقت هذه الصلاة وهي الظهر والعصر والمغرب فيفيد ذلك أن من وقت الزوال إلىٰ غسق الليل لا ينفك من أن يكون وقتاً لصلاة فيدخل فيه الظهر والعصر والمغرب ويحتمل أن يراد به العتمة أيضًا، لأن الغاية قد تدخل في الحكم لقوله تعالىٰ: ﴿وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ﴾...فإن حمل المعنى على الزوال انتظم أربع صلوات، ثم قال ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ وهو صلاة الفجر فتنتظم الآية الصلوات الخمس، الخ. (أحكام القرآن للجصاص، باب مواقيت الصلاة: ۳/ ۲۴۸. انيس)

محمول سمجھتا ہو، احیاناً اس پر عمل کرے تو اس کا یہ فعل موافق سنت کے سمجھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب

حنفی کو جمع بین الصلوٰتین حقیقۃً کرنی جائز نہیں۔ الا یہ کہ کسی شدید ضرورت کے موقع پر امام شافعی کے مسلک پر عمل کرے تو معذور ہوگا۔(۲) فقط (کفایت المفتی: ۷۱/۳)

بیک وقت پانچ نمازوں کی ادائیگی:

سوال: میں ایسی جگہ کام کرتا ہوں، جہاں دو پہر کی نماز کسی مجبوری کی بنا پر نہیں پڑھ سکتا۔ لہٰذا میں پانچ وقت کی نماز بیک وقت ساتھ پڑھتا ہوں، کیا یہ صحیح ہے؟

---

(۱) ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتاً﴾. (سورة النساء: ۱۰۳)

عن طلحة بن عبيدالله قال: جاء رجل إلٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس نسمع دوى صوته ولانفقه مايقول، حتى دنا فإذا يسأل عن الإسلام، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات فى اليوم والليلة، قال: هل على غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع. (موطأالإمام مالك، باب جامع الترغيب فى الصلاة (ح: ۹٤)/مسند الشافعى، ترتيب السندى، باب الإيمان والإسلام (ح: ۱)

عن أبى هريرة. رضى الله عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن للصلاة أوّلاً وآخرًا ..." الخ. (سنن الترمذى، باب منه (يعنى ما جاء فى مواقيت الصلٰوة) (ح: ۱۵۱)/الصحيح لمسلم، باب أوقات الصلوات الخمس (ح: ۶۱۲/ ۱۳۸۹) انيس)

(۲) لأن الوقت كما هو سبب لوجوب الصلاة فهو شرط لأدائها... حتى لا يجوز أداء الفرض قبل وقته... الخ. (بدائع الصنائع: ۱/ ۱۲۱، فصل فى شرائط الأركان، طبع ايچ ايم، سعيد)

لما كانت فائدة الصلاة وهى الخوض فى لجة الشهود والانسلاك فى سلك الملائكة لاتحصل إلا بمداومة عليها وملازمة عليها وملازمة بها وإكثارمنها حتى تطرح عنهم أثقالهم، ولايمكن أن يؤمروا بمايفضى إلٰى ترك الارتفاقات الضرورية والانسلاخ عن أحكام الطبيعة بالليلة أوجبت الحكمة الإلٰهية أن يؤمروا بالمحافظة عليها والتعهد لها، بعدكل برهة من الزمان ليكون انتظارهم للصلاة وتهيؤهم لها قبل أن يفعلوها وبقية لونها وصبابه نورها بعد أن يفعلوها فى حكم الصلاة وتكون أوقات الغفلة مضمونة بطمح بصرإلٰى ذكر الله وتعلق خاطربطاعة الله ويكون حال المسلم كحال حصان مربوط بآخية يستن شرفاً أوشرفين ثم يرجع إلٰى أختيه ويكون ظلمة الخطايا والغفلة لاتدخل فى جذرالقلب، وهذا هوالدوام المتيسرعندما امتنع الدوام الحقيقى ثم لماآل الإلى تعيين أوقات الصلاة لم يكن وقت أحق بها من الساعات الأربع التى تنتشرفيها الروحانية وتنزل فيها الملائكة ويعرض على الله أعمالهم ويستجاب دعائهم وهى كالأمرالمسلم عن جمهورأهل التلقى من الملأ الأعلٰى لكن وقت نصف الليل لايمكن تكليف الجمهوربه -كما لايخفى- فكانت أوقات الصلاة فى الأصل ثلاثة والفجروالعشى وغسق الليل ، الخ. (حجة الله البالغة، أوقات الصلاة: ۳۱۷، ۳۱۸. انيس)

اردو کتب فتاویٰ

نمبر شمار	کتب فتاویٰ	مفتیان کرام	مطبع
(۱)	فتاویٰ عزیزی	حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ	ایم ایچ سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی
(۲)	فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	محمد اسحاق صدیقی اینڈ سنز، تاجران کتب، و مالکان کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، سہارنپور، انڈیا
(۳)	تالیفات رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری ممبئی ۱۰۲
(۴)	باقیات فتاویٰ رشیدیہ	فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا
(۵)	عزیز الفتاویٰ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۶)	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۷)	امداد الفتاویٰ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۸)	الحیلۃ الناجزۃ	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	مکتبہ رضی دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۹)	امداد الاحکام	مولانا ظفر احمد عثمانیؒ رمولانا عبدالکریم گمتھلویؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۰)	آلات جدیدہ کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۱)	جواہر الفقہ	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	مکتبہ تفسیر القرآن، نزد چھتہ مسجد، دیوبند، یوپی
(۱۲)	امداد المفتیین	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۳)	مجموعۂ فتاویٰ عبدالحیٔ	مولانا ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنویؒ	مکتبہ تھانوی، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۱۴)	فتاویٰ مظاہر علوم	مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ	شعبۂ نشر و اشاعت مظاہر علوم سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۵)	فتاویٰ محمودیہ	مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ	مکتبہ شیخ الاسلام دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۱۶)	فتاویٰ امارت شرعیہ	مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد وغیرہ رحمہم اللہ	شعبۂ نشر و اشاعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ

(۱۷) کفایت المفتی	مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلویؒ	حفیظ الرحمٰن واصف، کوہ نور پریس، دہلی، انڈیا
(۱۸) فتاویٰ باقیات صالحات	مولانا شاہ عبدالوہاب قادری ویلوریؒ	جامعہ باقیات صالحات، ویلور، بنگلور، انڈیا
(۱۹) فتاویٰ احیاء العلوم	مولانا مفتی محمد یٰسین مبارک پوریؒ	جامعہ احیاء العلوم، مبارکپور، یوپی، انڈیا
(۲۰) منتخبات نظام الفتاویٰ	مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۱) نظام الفتاویٰ	مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۲) خیر الفتاویٰ	مولانا خیر محمد جالندھریؒ	مکتبہ الحق ماڈرن ڈیری، جوگیشوری، ممبئی ۱۰۲
(۲۳) فتاویٰ شیخ الاسلام	حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ	مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، یوپی، انڈیا
(۲۴) فتاویٰ حقانیہ	مولانا عبدالحق صاحبؒ پاکستانی	دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز، نزد واٹر ٹینک مغل پورہ، حیدرآباد
(۲۵) احسن الفتاویٰ	مولانا مفتی رشید احمد صاحبؒ پاکستانی	زکریا بک ڈپو، دیوبند، سہارنپور، یوپی، انڈیا
(۲۶) فتاویٰ عثمانی	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب پاکستانی	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۲۷) فتاویٰ قاضی	مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ	ایفا پبلیکیشن، جوگابائی، نئی دہلی، انڈیا
(۲۸) فتاویٰ رحیمیہ	مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ	مکتبہ رحیمیہ منشی اسٹریٹ راندیر، سورت گجرات
(۲۹) کتاب الفتاویٰ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب	کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی، اندیا
(۳۰) محمود الفتاویٰ	مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب	مکتبہ نور، محمود نگر، متصل جامعہ، ڈابھیل
(۳۱) حبیب الفتاویٰ	مولانا مفتی حبیب اللہ قاسمی صاحب	سمیع پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹیڈ، دریا گنج، نئی دہلی
(۳۲) فتاویٰ فرنگی محل	مولانا محمد عبدالقادر صاحب فرنگی محلیؒ	مطبع نامی نخاس لکھنؤ، یوپی، انڈیا
(۳۳) فتاویٰ ندوۃ العلماء	مولانا مفتی محمد ظہور ندوی صاحب	مجلس صحافت ونشریات، ندوۃ العلماء مارگ، پوسٹ باکس نمبر ۹۳ لکھنؤ، انڈیا
(۳۴) فتاویٰ بینات	مفتیان جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن، پاکستان	مکتبہ بینات، جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، پاکستان
(۳۵) فتاویٰ فریدیہ	مولانا مفتی محمد فرید صاحب پاکستانیؒ	مولانا حافظ حسین احمد صدیقی نقشبندی مہتمم دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی، پاکستان
(۳۶) فتاویٰ مفتی محمود	مولانا مفتی محمود صاحب پاکستانیؒ	جمعیت پبلیکیشنز وحدت روڈ، لاہور، پاکستان

(۳۷) آپ کے مسائل اوران کا حل	مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ	مکتبہ لدھیانوی ایم اے جناح روڈ، کراچی، پاکستان
(۳۸) مرغوب الفتاویٰ	مولانا مفتی مرغوب الرحمٰن صاحب لاجپوریؒ	جامعۃ القرأت کفلیتہ، مولانا عبدالحئی نگر، سورت، گجرات
(۳۹) فتاویٰ دارالعلوم زکریا	مولانا مفتی رضاء الحق صاحب، افریقہ	ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی-۶، انڈیا
(۴۰) فتاویٰ شاکرخان	مولانا مفتی شاکرخان صاحب پونہ، انڈیا	مدرسہ بیت العلوم کونڈوا، خردسروے نمبر۱۴۲، شوکا میوز کے پیچھے، پونہ ۴۸، انڈیا
(۴۱) فتاویٰ ریاض العلوم	مفتیان کرام مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، گورینی، جونپور	مدرسہ عربیہ ریاض العلوم، چوکیہ گورینی، جونپور (یوپی)
(۴۲) فتاویٰ بسم اللہ	مولانا مفتی اسماعیل بن محمد بسم اللہؒ	جامعۃ القرءات، مولانا عبدالحئی نگر، کفلیتہ، سورت گجرات
(۴۳) فتاویٰ یوسفیہ	مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلوی	مکتبہ فقیہ الامت دیوبند

☆☆☆

مصادر ومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنف، مؤلف	تاریخ وفات
		علوم قرآن (مع شروحات)	
(۱)	القرآن الکریم	کتاب اللہ	وحی الٰہی
(۲)	جامع البیان فی تفسیر القرآن	ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری	۳۱۰ھ
(۳)	أحکام القرآن	ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی	۳۷۰ھ
(۴)	بحر العلوم (تفسیر السمر قندی)	ابواللیث نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم السمر قندی	۳۷۳ھ
(۵)	تفسیر القرآن العظیم	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عیسیٰ المری المعروف بابن أبی زمنین	۳۹۹ھ
(۶)	التفسیر الوسیط	ابوالحسن علی بن أحمد بن محمد بن علی الواحدی النیسابوری الشافعی	۴۶۸ھ
(۷)	معالم التنزیل	ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد الفراء البغوی	۵۱۶ھ
(۸)	تفسیر الزمخشری (تفسیر الکشاف)	ابوالقاسم محمود بن عمر بن محمد بن عمر الخوارزمی الزمخشری المعتزلی	۵۳۸ھ
(۹)	احکام القرآن	محمد بن عبداللہ بن محمد المعافری المشہور بالقاضی ابوبکر بن العربی المالکی	۵۴۳ھ
(۱۰)	تفسیر کبیر	ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسن بن حسین فخر الدین الرازی	۶۰۶ھ
(۱۱)	الجامع لأحکام القرآن (تفسیر قرطبی)	ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر الانصاری القرطبی	۶۷۱ھ
(۱۲)	انوار التنزیل واسرار التاویل (تفسیر بیضاوی)	ناصر الدین عبداللہ بن ابوالقاسم بیضاوی شیرازی شافعی	۶۸۲ھ
(۱۳)	مدارک التنزیل وحقائق التأویل	ابوالبرکات عبداللہ بن أحمد بن محمود النسفی	۷۱۰ھ
(۱۴)	تفسیر القرآن العظیم	ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر	۷۷۴ھ

(۱۵)	تفسیر الجلالین	جلال الدین محلی ابوعبداللہ محمد بن شہاب الدین العباسی الانصاری	۸۶۴ھ
	تکملہ نصف ثانی تفسیر الجلالین	جلال الدین سیوطی عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الحضیر ی	۹۱۱ھ
(۱۶)	الدر المنثور	جلال الدین سیوطی عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الحضیر ی	۹۱۱ھ
(۱۷)	تفسیر احمدی	شیخ احمد ملا جیون	۱۱۳۰ھ
(۱۸)	تفسیر الجمل (الفتوحات الإلٰهیة)	سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی	۱۲۰۴ھ
(۱۹)	فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۲۰)	روح المعانی	محمود بن عبداللہ شہاب الدین ابوالثناء الحسینی الآلوسی	۱۲۷۰ھ
(۲۱)	محاسن التأویل	جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم القاسمی	۱۳۳۲ھ
(۲۲)	بیان القرآن	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۳)	معارف القرآن	مولانا محمد شفیع بن محمد یٰسین دیوبندی	۱۳۹۶ھ
(۲۴)	کمالین تفسیر جلالین (اردو)	مولانا محمد نعیم دیوبندی	

﴿علوم حدیث وسیرت (مع شروحات)﴾

(۲۵)	مسند أبی حنیفة	ابوحنیفہ، نعمان بن ثابت بن زوطی بن ہرمز	۱۵۰ھ
	بروایة أبی نعیم	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصفہانی	۴۳۰
(۲۶)	موطأ امام مالک	امام دار الہجرہ مالک بن انس بن مالک بن ابوعامر	۱۷۹ھ
(۲۷)	الزهد والرقائق لابن المبارک	ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی الترکی ثم المروزی	۱۸۱ھ
(۲۸)	کتاب الأثار بروایة امام محمد	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹ھ
(۲۹)	مسند الشافعی	ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن عبدالمطلب	۲۰۴ھ
	بترتیب السندی	بن عبد مناف الشافعی القرشی المکی رمحمد عابد السندی	
(۳۰)	مسند ابوداؤد الطیالسی	ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی البصری	۲۰۴ھ

(۳۱) مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الصنعانی	۲۱۱ھ
(۳۲) مسند الحمیدی	ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ القرشی الأسدی الحمیدی المکی	۲۱۹ھ
(۳۳) مسند ابن الجعد	علی بن الجعد بن عبید الجوھری البغدادی	۲۳۰ھ
(۳۴) مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خورستی	۲۳۵ھ
(۳۵) مسند اسحاق بن راھویہ	ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحنظلی المروزی، ابن راہویہ	۲۳۸ھ
(۳۶) مسند امام احمد	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی الذھلی	۲۴۱ھ
(۳۷) المنتخب من مسند عبد بن حمید	ابومحمد عبدالحمید بن نصر الکسی	۲۴۹ھ
(۳۸) صحیح البخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری	۲۵۶ھ
(۳۹) صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج بن داؤد القشیری	۲۶۱ھ
(۴۰) أخبار مکۃ فی قدیم الدھر وحدیثہ	ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن العباس المکی الفاکھی	۲۷۲ھ
(۴۱) سنن ابن ماجہ	حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی، ابن ماجہ	۲۷۳ھ
(۴۲) سنن ابوداؤد	امام حافظ سلیمان بن الاشعث السجستانی الأزدی	۲۷۵ھ
(۴۳) سنن الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ
(۴۴) شمائل الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی	۲۷۹ھ
(۴۵) الآحاد والمثانی	ابوبکر بن أبی عاصم، احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد الشیبانی	۲۸۷ھ
(۴۶) البحر الزخار المعروف بمسند البزار	ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی، البزار	۲۹۲ھ
(۴۷) تعظیم قدر الصلاۃ	ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی	۲۹۴ھ
(۴۸) سنن النسائی	احمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائی	۳۰۳ھ
(۴۹) المسند	حافظ ابویعلی احمد بن علی الموصلی	۳۰۷ھ
(۵۰) المنتقی	ابن الجارود ابومحمد عبداللہ بن علی النیشاپوری	۳۰۷ھ

(۵۱)	مسند الرویانی	ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی	۳۰۷ھ
(۵۲)	صحیح ابن خزیمۃ	محمد بن اسحق بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسا فوری الشافعی	۳۱۱ھ
(۵۳)	السنۃ لابن أبی بکر بن الخلال	ابن أبی بکر بن الخلال	۳۱۱ھ
(۵۴)	مسند السراج رحدیث السراج	ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران الخراسانی النیسابوری	۳۱۳ھ
(۵۵)	مستخرج ابوعوانہ	ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری الاسفرائنی	۳۱۶ھ
(۵۶)	شرح معانی الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۵۷)	شرح مشکل الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۵۸)	کتاب الضعفاء	ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی	۳۲۲ھ
(۵۹)	العلل	ابومحمد عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی ابن أبی حاتم	۳۲۷ھ
(۶۰)	مسند الشاشی	ابوسعید الہیثم بن کلیب بن سریج بن معقل الشاشی البنکثی	۳۳۵ھ
(۶۱)	معجم ابن الأعرابی	ابوسعید بن الأعرابی احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درهم البصری الصوفی	۳۴۰ھ
(۶۲)	صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ التمیمی الدارمی البستی	۳۵۴ھ
(۶۳)	المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۶۴)	المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۶۵)	مسند الشامیین	سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطر ابوالقاسم الطبرانی	۳۶۰ھ
(۶۶)	سنن الدارقطنی	ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود البغدادی الدارقطنی	۳۸۵ھ
(۶۷)	المستدرک علی الصحیحین	محمد بن عبداللہ بن حمدویہ الحاکم النیسا فوری	۴۰۵ھ
(۶۸)	حلیۃ الأولیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصفہانی	۴۳۰ھ
(۶۹)	المسند المستخرج علی صحیح مسلم	ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصفہانی	۴۳۰ھ
(۷۰)	مسند الشہاب	ابوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری	۴۵۴ھ

نمبر	کتاب	مصنف	وفات
(۷۱)	السنن الکبریٰ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	۴۵۸ھ
(۷۲)	شعب الإیمان	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	۴۵۸ھ
(۷۳)	معرفۃ السنن والآثار	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخراسانی البیہقی	۴۵۸ھ
(۷۴)	المنتقٰی شرح الموطأ	ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد الباجی الاندلسی	۴۷۴ھ
(۷۵)	الفردوس بمأثور الخطاب	ابوشجاع، شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ بن فناخسر والدیلمی الہمدانی	۵۰۹ھ
(۷۶)	شرح السنۃ	محی الدین ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی	۵۱۶ھ
(۷۷)	سنن الدارمی	عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بہزام التمیمی السمرقندی الدارمی	۵۵۲ھ
(۷۸)	الطیوریات	صدرالدین ابوطاہر السّلفی احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم الاصفہانی	۵۷۶ھ
(۷۹)	کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال	علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی	۵۷۹ھ
(۸۰)	الروض الأنف	ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد السہیلی	۵۸۱ھ
(۸۱)	بہجۃ النفوس شرح مختصر صحیح البخاری (جمع النھایۃ مختصر صحیح البخاری)	ابومحمد العارف باللہ عبداللہ بن سعد بن أبی جمرۃ الازدی الاندلسی المالکی	۶۹۵ھ
(۸۲)	إحکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام	تقی الدین أبی الفتح الشہیر بابن دقیق العید	۷۰۲ھ
(۸۳)	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی	۷۲۰ھ
(۸۴)	الترغیب والترہیب	ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری الشامی الشافعی	۷۴۲ھ
(۸۵)	شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح	شرف الدین حسین بن عبداللہ بن محمد الحسن الطیبی	۷۴۳ھ
(۸۶)	نصب الرایۃ فی تخریج أحادیث الھدایۃ	جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی	۷۶۲ھ
(۸۷)	جامع المسانید والسنن الھادی لأقوم السنن	ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی	۷۷۴ھ
(۸۸)	جامع العلوم والحکم	عبدالرحمٰن بن احمد بن رجب الحنبلی	۷۹۵ھ
(۸۹)	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	نورالدین محمد بن ابوبکر بن سلیمان الہیثمی	۸۰۷ھ

(۹۰) مواردالظمآن إلی زوائدابن حبان — ابوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی — ۸۰۷ھ

(۹۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری — ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی — ۸۵۲ھ

(۹۲) بلوغ المرام — ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی — ۸۵۲ھ

(۹۳) المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ — ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی — ۸۵۲ھ

(۹۴) المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ — ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی — ۸۵۲ھ

(۹۵) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری — بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی — ۸۵۵ھ

(۹۶) المقاصد الحسنۃ — محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی — ۹۰۲ھ

(۹۷) شرح سنن ابن ماجۃ — جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابوبکر بن محمد بن ابوبکر بن عثمان السیوطی — ۹۱۱ھ

(۹۸) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح — نورالدین علی بن سلطان محمد الھروی القاری، ملاعلی قاری — ۱۰۱۴ھ

(۹۹) جمع الوسائل فی شرح الشمائل — نورالدین علی بن سلطان محمد الھروی القاری، ملاعلی قاری — ۱۰۱۴ھ

(۱۰۰) فیض القدیر شرح الجامع الصغیر — زین الدین محمد عبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی — ۱۰۳۱ھ

(۱۰۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح — مولانا عبدالحق محدث دہلوی — ۱۰۵۲ھ

(۱۰۲) جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزوائد — العلامۃ محمد بن محمد سلیمان المغربی — ۱۰۹۴ھ

(۱۰۳) شرح الزرقانی علی موطا الإمام مالک — محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی المصری الازھری — ۱۱۲۲ھ

(۱۰۴) کشف الخفاء ومزیل الإلباس عما اشتھر من الأحادیث علی ألسنۃ الناس — اسماعیل بن محمد بن عبدالھادی بن عبدالغنی العجلونی الدمشقی الشافعی — ۱۱۶۲ھ

(۱۰۵) مصفی شرح موطا (فارسی) — شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابوعبدالعزیز وابوعبداللہ — ۱۱۷۶ھ

(۱۰۶) مسویٰ شرح موطا (عربی) — شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابوعبدالعزیز وابوعبداللہ — ۱۱۷۶ھ

(۱۰۷) نیل الأوطار — محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی — ۱۲۵۰ھ

(۱۰۸) بذل المجھود فی حل أبی داؤد — المحدث خلیل احمد السہارنفوری — ۱۲۹۷ھ

(۱۰۹) التعلیق الممجد علی موطا الإمام محمد — ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی — ۱۳۰۴ھ

(۱۱۰) آثار السنن — محمد بن علی الشہیر بظہیر احسن النیموی البہاری الحنفی — ۱۳۲۲ھ

(۱۱۱) عون المعبود فی شرح سنن أبی داؤد — ابوالطیب محمد شمس الحق بن أمیر علی بن مقصود علی الصدیقی العظیم آبادی — ۱۳۲۹ھ

(۱۱۲) العرف الشذی شرح سنن الترمذی — علامۃ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری — ۱۳۵۲ھ

(۱۱۳) فیض الباری شرح البخاری — علامۃ محمد انور شاہ بن معظم شاہ حسینی کشمیری — ۱۳۵۲ھ

(۱۱۴) تحفۃ الأحوذی شرح سنن الترمذی — ابوالعلی عبدالرحمٰن مبارکپوری — ۱۳۵۳ھ

(۱۱۵) فتح الملہم — مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی — ۱۳۶۹ھ

(۱۱۶) التعلیق الصبیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح — مولانا محمد ادریس کاندھلوی — ۱۳۹۴ھ

(۱۱۷) إحیاء السنن — مولانا سید احمد حسن سنبھلی خلیفہ مجاز مولانا اشرف علی تھانویؒ — --

(۱۱۸) إعلاء السنن — ظفر احمد بن محمد لطیف العثمانی التھانوی — ۱۳۹۴ھ

(۱۱۹) معارف السنن شرح جامع الترمذی — محمد یوسف بن سید زکریا الحسینی البنوری — ۱۳۹۷ھ

(۱۲۰) أوجز المسالک إلی موطا امام مالک — الشیخ محمد زکریا بن محمد یحییٰ الکاندھلوی — ۱۴۰۲ھ

(۱۲۱) إرواء الغلیل فی تخریج أحادیث منار السبیل — ابوعبدالرحمٰن محمد بن الحاج نوح بن نجاتی بن آدم الأشقودری الألبانی الأرنؤوطی المعروف محمد ناصر الدین الألبانی — ۱۴۲۰ھ

(۱۲۲) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح — ابوالحسن عبیداللہ بن محمد عبدالسلام بن خان محمد بن امان اللہ بن حسام الدین رحمانی مبارکپوری — ۱۴۱۴ھ

(۱۲۳) منہاج السنن شرح سنن الترمذی — مولانا مفتی محمد فرید زرویوی — ۱۴۳۲ھ

(۱۲۴) تکملۃ فتح الملہم — مولانا مفتی محمد تقی عثمانی — مدظلہ

﴿کتب عقائد (مع شروحات)﴾

(۱۲۵) الفقہ الاکبر — ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز — ۱۵۰ھ

(۱۲۶) العقیدۃ الطحاویۃ — ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی — ۳۲۱ھ

(۱۲۷) عقیدۃ السلف (مقدمہ الرسالۃ)	ابو محمد عبداللہ بن أبی زید عبدالرحمٰن القیر وانی المالکی	۳۸۶ھ
(۱۲۸) العقائدالنسفیۃ	نجم الدین عمر بن احمد الحنفی النسفی السمر قندی، ابوحفص	۵۳۷ھ
(۱۲۹) شرح العقائدالنسفیۃ	سعدالدین مسعود بن عمر بن محمد بن ابوبکر بن محمد بن ابوسعید الغازی التفتازانی	۷۹۲ھ
(۱۳۰) شرح العقیدۃ الطحاویۃ	عبدالرحمٰن بن ناصر بن براک بن ابراہیم البراک	مدظلہ

کتب فقہ احناف

(۱۳۱) الحجۃ علی أھل المدینۃ	ابوعبداللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی	۱۸۹
(۱۳۲) مختصر الطحاوی	ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی	۳۲۱ھ
(۱۳۳) مختصر القدوری	محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان القدوری	۴۲۸ھ
(۱۳۴) النتف فی الفتاوی	ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد السغدی الحنفی	۴۶۱ھ
(۱۳۵) المبسوط	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی	۴۸۳ھ
(۱۳۶) تحفۃ الفقہاء	علاء الدین محمد بن احمد بن ابواحمد السمر قندی الحنفی	۵۳۹ھ
(۱۳۷) خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	۵۴۲ھ
(۱۳۸) مجموع الفتاویٰ	طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری	۵۴۲ھ
(۱۳۹) المحیط البرھانی فی الفقہ النعمانی	ابوالمعالی محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن مازہ البخاری	۵۷۰ھ
(۱۴۰) فتاویٰ العتابی علی ھامش مراقی الفلاح	احمد بن محمد بن عمر، ابونصر العتابی البخاری	۵۸۶ھ
(۱۴۱) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی	۵۸۷ھ
(۱۴۲) فتاویٰ قاضی خان	محمود اوزجندی قاضی خان حسن بن منصور	۵۹۲ھ
(۱۴۳) بدایۃ المبتدی	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	۵۹۳ھ
(۱۴۴) الھدایۃ شرح بدایۃ المبتدی	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغینانی	۵۹۳ھ

(۱۴۵) قنیۃ المنیۃ لتتمیم الغنیۃ	ابوالرجاء مختار بن محمود بن محمد الزاہدی الغزمینی	۶۵۸ھ
(۱۴۶) تحفۃ الملوک	محمد بن ابی بکر الرازی	۶۶۶ھ
(۱۴۷) مجمع البرکات	ابوالبرکات بن حسام الدین الدمنوی/المداینی	۶۶۷ھ
(۱۴۸) الوقایۃ (وقایۃ الروایۃ)	صدر الشریعہ محمود بن عبداللہ بن ابراہیم المحبوبی الحنفی	۶۷۳ھ
(۱۴۹) الاختیار لتعلیل المختار	عبداللہ بن محمود بن مودود بن محمود ابوالفضل مجدالدین الموصلی	۶۸۳ھ
(۱۵۰) الفتاویٰ الغیاثیۃ	شیخ داؤد بن یوسف الخطیب الحنفی	۶۸۶ھ کے بعد
(۱۵۱) مجمع البحرین وملتقی النیرین	مظفرالدین احمد بن علی بن ثعلب المعروف بابن الساعاتی البعلبکی	۶۹۴ھ
(۱۵۲) منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی	سدیدالدین محمد بن محمد بن الرشید بن علی الکاشغری	۷۰۵ھ
(۱۵۳) کنزالدقائق	حافظ الدین ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	۷۱۰،۷۰۱ھ
(۱۵۴) الفتاویٰ الولوالجیۃ	ابوالحسن علی بن عیسیٰ الولوالجی	۷۱۰ھ
(۱۵۵) تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق	فخرالدین عثمان بن علی بن محجن الزیلعی	۷۴۳ھ
(۱۵۶) شرح مختصر الوقایۃ (شرح وقایۃ الروایۃ)	صدر الشریعہ الصغیر، عبیداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ
(۱۵۷) النقایۃ مختصر الوقایۃ	صدر الشریعہ الصغیر، عبیداللہ بن مسعود بن محمود بن احمد المحبوبی الحنفی	۷۴۷ھ
(۱۵۸) الکفایۃ شرح الہدایۃ (متداولہ)	جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی	۷۶۷ھ
(۱۵۹) النہایۃ شرح الہدایۃ	حسام الدین حسن بن علی بن حجاج السغناقی	۷۷۱ھ
(۱۶۰) الفتاویٰ السراجیۃ	سراج الدین عمر بن اسحٰق الغزنوی	۷۷۳ھ
(۱۶۱) شرح العنایۃ علی الہدایۃ	اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی	۷۸۶ھ
(۱۶۲) الفتاویٰ التاتارخانیۃ	علامہ عالم بن العلاء الأنصاری الدہلوی	۷۸۶ھ
(۱۶۳) السراج الوہاج فی شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ

(۱۶۴) الجوہرة النيرة في شرح مختصر القدوری	ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی	۸۰۰ھ
(۱۶۵) شرح مجمع البحرین علی ہامش المجمع	ابن المالک، عبداللطیف بن عبدالعزیز	۸۰۱ھ
(۱۶۶) جامع الفصولین	محمود بن اسرائیل بن عبدالعزیز، بدرالدین الشہیر ابن القاضی سماونة	۸۲۳ھ
(۱۶۷) خزانة الروایات	حسن بن نصوح الشہیر قاضی جگن گجراتی حنفی	۸۴۲ھ
(۱۶۸) البنایة شرح الہدایة	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۱۶۹) منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک	بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین العینی	۸۵۵ھ
(۱۷۰) فتح القدیر علی الہدایة	ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید الحنفی	۸۶۱ھ
(۱۷۱) حلیة المحلی شرح منیة المصلی	ابن امیر الحاج، ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الحلبی الحنفی	۸۷۹ھ
(۱۷۲) کتاب التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری	ابوالعدل زین الدین قاسم بن قطلو بغا الحنفی	۸۷۹ھ
(۱۷۳) ذخیرة العقبیٰ فی شرح صدر الشریعة العظمٰی	یوسف بن جنید التوقانی الرومی المعروف بہ اخی چلپی	۹۰۲ھ
(۱۷۴) شرح النقایة	ابوالمکارم عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۲ھ
(۱۷۵) حاشیة علی العنایة شرح الہدایة	سعداللہ بن عیسیٰ بن امیر خان الرومی الحنفی الشہیر بسعدی چلپی وسعدی آفندی	۹۴۵ھ
(۱۷۶) ملتقی الأبحر	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۱۷۷) غنیة المستملی المعروف بالکبیری	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۱۷۸) الصغیری شرح منیة المصلی	ابراہیم بن محمد بن ابراہیم چلپی حنفی المعروف بالحلبی الکبیر	۹۵۶ھ
(۱۷۹) جامع الرموز شرح مختصر الوقایة المسمیٰ بالنقایة	شمس الدین محمد الخراسانی القہستانی	۹۶۲ھ
(۱۸۰) البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق	ابن نجیم زین العابدین بن ابراہیم المصری الحنفی	۹۷۰ھ
(۱۸۱) ہدیة الصعلوک شرح تحفة الملوک	ابواللیث الحرم بن محمد بن العارف بن الحسن الزیلی	۱۰۰۰ھ
(۱۸۲) تنویر الأبصار وجامع البحار	شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب التمرتاشی	۱۰۰۴ھ

کتاب	مصنف	سن وفات
(۱۸۳) النھر الفائق شرح کنز الدقائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم المصری الحنفی	۱۰۰۵ھ
(۱۸۴) شرح فقہ اکبر	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۸۵) شرح النقایۃ فی مسائل الہدایۃ	نورالدین علی بن سلطان محمد الہروی القاری، ملاعلی قاری	۱۰۱۴ھ
(۱۸۶) فتح المنان فی تائید مذہب النعمان	مولانا عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ
(۱۸۷) نورالایضاح ونجاۃ الارواح	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۱۸۸) مراقی الفلاح شرح نورالایضاح معہ امدادالفتاح شرح نورالایضاح	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۱۸۹) غنیۃ ذوی الأحکام فی بغیۃ دررالحکام	ابوالاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی	۱۰۶۹ھ
(۱۹۰) دررالحکام شرح غررالأحکام	العلامۃ نوح آفندی	۱۰۷۰ھ
(۱۹۱) مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر	عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو بشیخی زادہ، المعروف بداماد آفندی	۱۰۷۸ھ
(۱۹۲) الفتاویٰ الخیریۃ لنفع البریۃ	خیرالدین بن احمد بن نورالدین علی ایوبی علیمی فاروقی الرملی	۱۰۸۱ھ
(۱۹۳) الدرالمختار شرح تنویرالأبصار	محمد بن علی بن محمد بن عبدالرحمٰن علاءالدین الحصکفی	۱۰۸۸ھ
(۱۹۴) الفتاویٰ الھندیۃ (عالمگیریہ)	شیخ نظام الدین برہان پوری گجراتی (وجماعۃ من اعلام فقہاء الھند)	۱۱۶۱ھ
(۱۹۵) حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۱۹۶) حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار	علامہ السید احمد بن محمد الطحطاوی	۱۲۲۱ھ
(۱۹۷) مالابد منہ (فارسی)	قاضی ثناء اللہ الہندی پانی پتی	۱۲۲۵ھ
(۱۹۸) ردالمحتار حاشیۃ الدرالمختار (شامی)	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۱۹۹) منحۃ الخالق حاشیۃ البحرالرائق	علامہ محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین الشامی	۱۲۵۲ھ
(۲۰۰) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو الدرالمختار	مترجم اول: مولانا خرم علی ملہوری مترجم دوم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی	۱۲۷۱ھ --
(۲۰۱) التحریر المختار حاشیۃ ردالمحتار	عبدالقادر الرافعی الفاروقی	۱۲۸۳ھ

(۲۰۲) اللباب فی شرح الکتاب (القدوری)	عبدالغنی بن طالب بن حمادۃ بن ابراہیم الغنیمی الدمشقی المیدانی الحنفی	۱۲۹۸ھ
(۲۰۳) السعایۃ فی کشف مافی شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۰۴) عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۰۵) حاشیہ علی الہدایہ	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۰۶) نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۰۷) مجموعۃ الفتاویٰ (فارسی)	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۰۸) مواہب الرحمٰن	ابراہیم بن سید علی الطرابلسی	۱۳۰۸ھ
(۲۰۹) رسائل الارکان	عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری لکھنوی	۱۳۳۵ھ
(۲۱۰) فتاویٰ رضویہ	مولانا احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ھ
(۲۱۱) بہشتی زیور (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۱۲) بہشتی ثمر (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۱۳) بہشتی گوہر (اردو)	مولانا محمد اشرف علی بن عبدالحق التھانوی	۱۳۶۲ھ
(۲۱۴) جواہر الفقہ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی	۱۳۹۶ھ
(۲۱۵) عمدۃ الفقہ	سید زوار حسین شاہ	۱۴۰۰ھ
(۲۱۶) حاشیۃ مالابدمنہ	عبدالمجید مرادزہی خاشی	۱۴۳۴ھ
(۲۱۷) طہارت اور نماز کے تفصیلی مسائل	مولانا اویس احمد قاسمی	مرحوم
(۲۱۸) اثمار الہدایۃ	مولانا ثمیر الدین قاسمی	مدظلہ

﴿دیگر مسالک کی کتب فقہ﴾

(۲۱۹) متن الرسالۃ	ابومحمد عبداللہ بن أبی زید عبدالرحمٰن القیروانی المالکی	۳۸۶ھ
(۲۲۰) اللباب فی الفقہ الشافعی	احمد بن محمد بن احمد بن القاسم الضبی ابوالحسن بن المحاملی الشافعی	۴۱۵ھ

کتاب	مصنف	وفات
(۲۲۱) بدایۃ المجتہد ونھایۃ المقتصد	محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد	۵۹۵ھ
(۲۲۲) المغنی	ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ المقدسی	۶۲۰ھ
(۲۲۳) منھاج الطالبین عمدۃ المفتین	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۲۲۴) المجموع شرح المھذب	محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۲۲۵) الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ	محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، ابوعبداللہ، شمس الدین المقدسی الرامینی الصالحی الحنبلی	۷۶۳ھ
(۲۲۶) رحمۃ الأمۃ فی اختلاف الأئمۃ	صدرالدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن القرشی العثمانی الدمشقی الشافعی	۷۸۰ھ کے بعد
(۲۲۷) إعلام الساجد بأحکام المساجد	امام زرکشی، محمد بن عبداللہ شافعی	۷۹۴ھ
(۲۲۸) المنتقی	ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیۃ	۸۲۸ھ
(۲۲۹) کفایۃ الأخیار فی حل غایۃ الاختصار	تقی الدین الدمشقی الشافعی	۸۲۹ھ
(۲۳۰) التلخیص الحبیر	احمد بن علی بن محمد ابن حجر الکنانی العسقلانی	۸۵۲ھ
(۲۳۱) المبدع فی شرح المقنع	ابواسحاق برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد ابن مفلح	۸۸۴ھ
(۲۳۲) الإنصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف عندالإمام احمد بن حنبل	علاء الدین ابوالحسن علی بن سلطان المرداوی	۸۸۵ھ
(۲۳۳) اسنی المطالب شرح روض الطالب	زین الدین ابویحییٰ، زکریا بن محمد بن زکریا انصاری سنیکی	۹۲۶ھ
(۲۳۴) مواھب الجلیل شرح مختصر خلیل	شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن الطرابلسی المغربی المالکی	۹۵۴ھ
(۲۳۵) تحفۃ المحتاج فی شرح المنھاج	شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی الشافعی	۹۷۳ھ
(۲۳۶) دقائق اولی النھی شرح منتھی الارادات	منصور بن یونس بن صلاح الدین البھوتی الحنبلی المصری	۱۰۵۱ھ
(۲۳۷) الروض المربع شرح زاد المستقنع	منصور بن یونس بن صلاح الدین البھوتی الحنبلی المصری	۱۰۵۱ھ
(۲۳۸) الفتح الربانی من فتاوی الإمام الشوکانی	محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی	۱۲۵۰ھ
(۲۳۹) مسک الختام فی شرح بلوغ المرام	نواب صدیق حسن خاں (محمد صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ حسینی قنوجی)	۱۳۰۷ھ

کتاب	مصنف	وفات
(۲۴۰) فتاویٰ نذیریہ	شیخ الحدیث مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی	۱۳۲۰ھ
(۲۴۱) الثمر الدانی شرح شرح رسالۃ ابن أبی زید	صالح بن عبدالسمیع الآبی الازھری	۱۳۳۵ھ

﴾فقہ مقارن﴿

کتاب	مصنف	وفات
(۲۴۲) الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف	ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری	۳۱۹ھ
(۲۴۳) الفقہ علی المذاہب الأربعۃ	عبدالرحمٰن بن محمد بن عوض الجزیری	۱۳۶۰ھ
(۲۴۴) الموسوعۃ الفقہیۃ	وزارت اوقاف کویت	--

﴾اصول فقہ﴿

کتاب	مصنف	وفات
(۲۴۵) اصول البزدوی	ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین، فخر الاسلام البزدوی	۴۸۳ھ
(۲۴۶) اصول السرخسی	شمس الائمہ ابوبکر محمد بن احمد بن ابوسہل السرخسی	۴۸۳ھ
(۲۴۷) کشف الاسرار شرح اصول البزدوی	عبدالعزیز بن احمد بن محمد علاء الدین البخاری الحنفی	۷۳۰ھ
(۲۴۸) الأشباہ والنظائر	ابونصر تاج الدین عبدالوھاب بن علی بن عبدالکافی السبکی	۷۷۱ھ
(۲۴۹) التحریر فی اصول الفقہ	کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید، ابن ہمام	۸۶۱ھ
(۲۵۰) التحبیر شرح التحریر	علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی الدمشقی الصالحی الحنبلی	۸۸۵ھ
(۲۵۱) الأشباہ والنظائر	جلال الدین سیوطی عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابوبکر بن محمد الخضیری	۹۱۱ھ
(۲۵۲) الأشباہ والنظائر	زین الدین بن ابراہیم بن محمد، ابن نجیم المصری	۹۷۰ھ
(۲۵۳) تیسیر التحریر	محمد امین بن محمود البخاری المعروف بأمیر بادشاہ الحنفی	۹۷۲ھ
(۲۵۴) غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر	احمد بن محمد المکی ابوالعباس شہاب الدین الحسینی الحموی الحنفی	۱۰۹۸ھ
(۲۵۵) مجموعۃ قواعد الفقہ	مولانا مفتی سید عمیم الاحسان برکتی مجددی	۱۳۹۵ھ

﴿تزکیہ واحسان﴾

(۲۵۶)	قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب	ابوطالب المکی محمد بن علی بن عطیہ الحارثی	۳۸۶ھ
(۲۵۷)	اِحیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی	۵۰۵ھ
(۲۵۸)	الأربعون النوویۃ	محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی الشافعی الدمشقی	۶۷۶ھ
(۲۵۹)	الزواجرعن اقتراف الکبائر	شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی السعدی الانصاری	۹۷۳ھ
(۲۶۰)	الطریقۃ المحمدیۃ والسیرۃ الاحمدیۃ	محمد آفندی الرومی البرکلی مولیٰ محمد بن پیر علی	۹۸۱ھ
(۲۶۱)	مجالس الابرار مسالک الاخیار ومحائق البدع ومقامع الشرار	احمد بن عبدالقادر الرومی الحنفی	۱۰۴۱ھ
(۲۶۲)	اتحاف السادۃ المتقین شرح اسرار احیاء علوم الدین	ابوالفیض محمد بن محمد بن عبدالرزاق الزبیدی	۱۲۰۵ھ

﴿لغات وادب﴾

(۲۶۳)	معجم دیوان الأدب	ابوابراہیم اسحاق بن ابراہیم الفارابی	۳۵۰ھ
(۲۶۴)	تہذیب اللغۃ	ابومنصور محمد بن احمد الازہری الھروی	۳۷۰ھ
(۲۶۵)	الأمثال السائرۃ من شعر المتنبی	ابوالقاسم اسماعیل بن عباد (مقلب صاحب)	۳۸۵ھ
(۲۶۶)	معجم البلدان	شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی	۶۲۶ھ
(۲۶۷)	لسان العرب	علامہ ابن الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری	۷۱۱ھ
(۲۶۸)	القاموس المحیط	مجدالدین ابوطاہر محمد بن محمد بن عمر الشیرازی الفیروزآبادی	۸۱۷ھ
(۲۶۹)	مجمع البحار فی لغۃ الاحادیث والآثار	علامہ محمد طاہر بن علی صدیقی پٹنی	۹۸۶ھ
(۲۷۰)	غیاث اللغات	محمد غیاث الدین بن جلال الدین بن شرف الدین رامپوری	--
(۲۷۱)	المعجم الوسیط	مجمع اللغۃ العربیۃ بالقاہرۃ، دمشق، شام	--
(۲۷۲)	ہدیۃ العارفین	اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم البابانی البغدادی	۱۳۹۹ھ

﴿علم ہیئت، فلکیات وغیرہ﴾

(۲۷۳) القانون المسعودی	اَبوریحان محمد بن احمد البیرونی	۴۲۷ھ
(۲۷۴) بیست باب	ابوجعفر نصیرالدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطّوسی، خواجہ طوسی	۶۷۲ھ
(۲۷۵) الزبدۃ	ابوجعفر نصیرالدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطّوسی، خواجہ طوسی	۶۷۲ھ
(۲۷۶) التذکرۃ النصیریۃ/ تحریر المجسطی	ابوجعفر نصیرالدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطّوسی، خواجہ طوسی	۶۷۲ھ
(۲۷۷) رسالۃ الاسطرلاب	ابوجعفر نصیرالدین محمد بن محمد بن حسن المحقق الطّوسی، خواجہ طوسی	۶۷۲ھ
(۲۷۸) تحفہ شاہی	قطب الدین محمود بن مسعود بن مصلح الشیرازی	۷۱۰ھ
(۲۷۹) الہیئۃ (چغمینی)	محمود بن محمد عمر چغمینی خوارزمی	۷۴۵ھ
(۲۸۰) شرح ملخص الچغمینی	موسیٰ بن محمد بن القاضی محمود الرومی، قاضی زادہ، چلپی	۸۴۰ھ
(۲۸۱) حاشیۃ الچغمینی	نظام الدین، عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۴ھ
(۲۸۲) شرح رسالۃ اسطرلاب الطّوسی	نظام الدین، عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۴ھ
(۲۸۳) شرح تحریر المجسطی الطّوسی	نظام الدین، عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۴ھ
(۲۸۴) شرح التذکرۃ النصیریۃ	نظام الدین، عبدالعلی بن محمد بن حسین البرجندی	۹۳۴ھ
(۲۸۵) تشریح الافلاک	بہاء الدین محمد العاملی	۱۰۳۱ھ
(۲۸۶) التصریح فی شرح التشریح	عماد الدین بن لطف اللہ لاہوری، ثم دہلوی	۱۱۰۳ھ
(۲۸۷) ربع المجیب	بدرالدین بن محمد بن احمد سبط المارونی	--
(۲۸۸) حاشیۃ علی شرح الچغمینی	محمد عبدالحلیم بن محمد امین الدین لکھنوی	۱۲۸۵ھ
(۲۸۹) الافادۃ الخطیرۃ شرح ملخص الچغمینی	ابوالحسنات محمد عبدالحئی بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۲۹۰) ایضاح القول الحق فی مقدار انحطاط الشّمس وقت طلوع الفجر وغروب الشفق	محمد بن عبدالوہاب بن عبدالرزاق الفاسی مراکشی	۱۳۲۴ھ

(۲۹۱)	حاشیۃ التصریح	أبوالفضل محمد حفیظ اللہ	--
(۲۹۲)	شرح لم بر بیست باب	--	--
(۲۹۳)	تحفۃ أولی الألباب شرح بست باب	علامۃ عبدالباقی الکنو ازی	--
(۲۹۴)	رسالہ صبح صادق	منشی محمد اعلی رئیس میرٹھ	--
(۲۹۵)	برطانیہ واعلیٰ عروض البلاد پر صبح صادق وشفق کی تحقیق	حضرت مولانا یعقوب قاسمی رکن جامعہ علوم القرآن مجلس شوریٰ	--
(۲۹۶)	حل الدقائق فی تحقیق الصبح الصادق	حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب مفتی ریاست رام پور	--
(۲۹۷)	معیارالاوقات للصیام والصلوات	مولانا محمد عبدالواسع بلوچستانی پاکستانی	مدظلہ

﴿متفرفات﴾

(۲۹۸)	مشارق الأنوار علی صحاح الآثار	ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی	۵۴۴ھ
(۲۹۹)	حجۃ اللہ البالغۃ	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ابوعبدالعزیز وابوعبداللہ	۱۱۷۶ھ
(۳۰۰)	الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ	ابوالحسنات محمد عبدالحئ بن حافظ محمد عبدالحلیم بن محمد امین لکھنوی	۱۳۰۴ھ
(۳۰۱)	حدودالعالم من المشرق إلی المغرب	مصنف مجھول، مترجم عربی: السید یوسف الھادی	--
(۳۰۲)	تنویرالحق	نواب صدیق حسن خاں (محمد صدیق بن حسن بن علی بن لطف اللہ حسینی قنوجی)	۱۳۰۷ھ
(۳۰۳)	ایضاح الادلۃ	شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی	۱۳۳۹ھ

نوٹ: فتاویٰ علماء ہند جلد چہارم کے متن وحاشیہ میں ان کتابوں سے استفادہ ہوا ہے اور متعلقہ جگہ ان کے مطبوعات ومکتبات کی تفصیل درج ہے۔ (انیس الرحمٰن قاسمی)